جلد اول

فقیہ واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد

الحمد للہ والمنۃ کہ

فتاوائے ہندیہ

ترجمہ

فتاوائے عالمگیریہ

مترجمہ

علامہ مولانا سید امیر علی مرحوم اعلی اللہ مقامہ

مؤلف

تفسیر مواہب الرحمن و عین الہدایہ وغیرہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۳۲ء

مطبع نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

فہرست مقدمہ فتاوے ہندیہ ترجمہ فتاوے عالمگیریہ

فصل دوسری۔ اس
کا حق زیادہ ہے۔
فصل تیسری۔ اس شخص کی…

فہرست ابواب وفصول فتاوے ہندیہ ترجمۂ فتاوے عالمگیریہ جلد او

سبحان من خلق الانسان وجعل له العقل والعلم من البیان
یہ رسالہ جامع فوائد طرق استفادہ از کتب فقہیہ خصوص از فتاوے ہندیہ ترجمہ عالمگیریہ
اسم باسمی غنی
مقصد
الفتاوی الہندیہ
تالیف لطیف علامہ محقق جامع علوم عقلیہ حاوی فنون نقلیہ مولانا السید امیر علی مترجم فتاوی ہندیہ رحمہ اللہ تعالے
مطبع نامی گرامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہو کر مفید عالم ہوا

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی لا الٰہ الا ہو رب العرش رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین مولٰنا محمد وآلہ وصحبہ و
علی عباد الله المصطفین الصالحین اجمعین - اما بعد مترجم ضعیف کہتا ہے کہ اس زمانہ کے ذی عقل مخلوق پر خالق جلشانہ
معبود حق سبحانہ کی نعمتہائے عظمیٰ سے ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ اپنی توفیق ورحمت سے اُن کے ہاتھون مین ایک
ایسی دینی کتاب کا ترجمہ دیدیا جسپر معاملات وعبادات مین اسوقت عموماً مدار ہے یعنے فتاوی عالمگیریہ کہ امام الائمہ
بقیۃ السلف حجۃ الخلف امام ابو حنیفہ رحمہ الله کے اجتہادات واستنباطات کا تصانیف قدیمہ وجدیدہ سے مجموعۂ
عزیز ہے اور تالیفات امام ہمام محمد بن الحسن الشیبانی کے مسائل اصول کا اور جو کتابین پچھلے طبقات کی مانند مؤلفات
حاکم شہید وطحاوی وغیرہم کی بمنزلہ اصول کے ہین اُنکی منتقی ومختصرات کا مع فتاوے طبقات متاخرین واُنکی شروح
وتوضیحات کا ذخیرہ نفیس ہے اس پاک معبود عزوجل کا شکر ادا کرنا مترجم ضعیف پر واجب خاص وسب پر
بعموم القیاس ہے - لقولہ ذلک من فضل الله علینا وعلی الناس - اور بحکم قولہ لا یشکر الله من لا یشکر الناس - مترجم گنہگار کو
دعاء خیر کی توقع ہے کہ مین نے باوجود تنگی معیشت وافکار زمانہ کے حتے الوسع اس ترجمہ کو متوافق اصل کے بغیر کسی تصرف و
تغیر کے بڑی کوشش سے ترجمہ کیا اور سہولت وآسانی کو ملحوظ رکھا اور باوجودیکہ یہ کتاب مسائل کی قیود واشارات سے
مضبوط مملو ہے بامحاورہ زبان اُردو مین لایا کہ سمجھنے مین دقت نہو پھر اصل کے سہو کاتب ونقصان طبع کو دیکھکر مکرر اس کو
اصل مطبوعہ کلکتہ سے مقابلہ کیا اور اسپر بھی نہایت کثرت سے مطبوعہ کلکتہ مین سہو دیکھکر خاصہ توفیق الٰہی سے اُن مقامات کی
تصحیح کی اور مزید طمانیت کے لیے اُنکو مع توجیہ سہو مطبوعہ وصحت ترجمہ کے علیحدہ لکھکر اس مقدمہ مین شامل کیا پھر بھی
کوشش کو اس خیال سے ناقص جانا کہ غرباء مومنین جنکے واسطے [illegible]ث صحیح مسلم شریف مین مبارکباد فرمائی ہے کہ باوجود
غربت کے دین پر ثابت وقائم ہونگے اُنکو اس کتاب سے فیضیاب ہونا شاید اسوجہ سے مشکل ہو کہ مثلاً جا بجا ایک ہی

مسئلہ مین دو حکم مذکور ہین ایک متقدمین سے دوسرا متاخرین سے تو پہلے جاننا چاہیے کہ اُن دونون اامامون مین سے
کون متقدم ہین کون متاخر اور ظاہر و مشہور الروایۃ اور روایت نوادر اور فتویٰ اور اسی پر آجکل عمل ہے یا یہی ولی ہے
وغیر ذلک مین کیا فرق ہے مانند اسکے بہت سی باتین ایسی تھین کہ انکے نہ جاننے سے بڑا خوف تھا کہ ناواقف آدمی
دین کے پاکیزہ مسائل مین لغزش کھاکر راہ سے نہ بھٹکے حتےکہ اسکو اپنی نادانی سے خبر نہوا سواسطے مین نے یہ
مقدمہ اسکے ساتھ لاحق کردیا کہ پہلے اسکو سمجھکر یاد رکھین پھر شوق سے بے کھٹکے دینی مسائل کا علم خود حاصل کرلین اور
یہ امید رکھین کہ اللہ تعالے اُنکو اس کوشش و علم کی مشقت کے ثواب مین کرامت عطا فرمائے اور آنکو عالمون کے
زمرے مین اُٹھائے آمین۔ اس مقدمہ مین مترجم بجائے باب و فصل کے وصل و فائدہ و تنبیہ و فرع وغیرہ
الفاظ لاتا ہے اب مین پہلے علم دین کے فضائل اور فقہ کے معنی سے شروع کرتا ہون و من اللہ تعالی التوفیق
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم

وصل۔ علم دین کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ حضرت رب العزۃ ذو الکبریاء والعظمۃ نے اپنے بندون کی
ہدایت کے لیے جسطرح سب اگلے انبیاء و رسولون کو اُنکی خاص خاص امت کے لیے بھیجا تھا اسی طریقہ سے فقط
ہمارے سردار خیر الخلق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات جن و انس کے لیے عموماً رسول نبی امی مبعوث
فرمایا اور بکثرت معجزات سے آپ کی نبوت کو خصوصیات خاصہ عطا کین جو پہلے کسی کو نہ ملین از انجملہ کتاب قرآن مجید ہے
کہ اسمین باوجود اختصار کے تمام حکمت و نصیحت و عبرت و حقایق توحید و احکام دین اوامر و نواہی و جملہ علوم ماضی و مستقبل
موجود فرمائے اسطرح کہ ہر وقت و ہر زمانہ کے لیے انکا عمل یکسان مفید ہے پھر آپ پر ایمان والے لوگون کو تمام
مخلوق سے بہتر کیا اور باوجودیکہ اکثر انمین سے غریب بے پڑھے تھے مگر عربی اُنکی زبان تھی خوب سمجھتے تھے اُنکو علم دین
ایسی اچھی طرح تعلیم فرمایا کہ اگلی کسی امت پر یہ کرم نہ تھا چنانچہ قرآن مجید انپر آہستہ آہستہ اُتارا جب ضرور و طہارت
سیکھے تو کچھ نماز فرض فرمائی پھر پانچ وقت کی نماز فرض کی اور صدق و اخلاص سے اُنکے سینہ روشن فرمائے یہانتک
جیسے کامل مکمل ہوے اور جب اپنے رسول صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ و علے آلہ واصحابہ وسلم کو اپنی قرب و نعمت
مین بلایا تو ان اصحاب نے جو دوسرون کو مکمل کرنے کے لائق مستقیم ہو چکے تھے تمام کوشش سے اللہ تعالی کے
دین کو روے زمین پر پھیلایا اور بعد انکے تابعین کے اتباع خیر القرون کا خاتمہ آیا انسے ان اامامون نے
خوب حاصل کیا جو ائمہ مجتہدین کہلاتے ہین پھر اُنھون نے دین کے مسائل کتابون مین جمع کر دیے کیونکہ پچھلون کی
نسبت حدیث مین بطور معجزہ خبر تھی کہ وے گناہون مین مبتلا ہو جائینگے تب بھلا نور کامل کسطرح رہتا جو معاملہ
پیش آتا انمین تاریک رہانے سے عمل کرکے گمراہ ہو جاتے اسیواسطے اُنکے اجتہادات اس امت کے لیے خصوص
اس زمانہ والون کے لیے بہت غنیمت ہین بس علم قرآن و حدیث و فقہ یہی علم دین ہے جب کسی آدمی کو علم دین
حاصل ہوگیا تو وہی عالم ہے چاہے لکھنا پڑھنا عربی زبان جانتا ہو یا نہین۔ **فضائل علم و علماء**
اس علم دین کی فضیلت بہت بڑی ہے۔ **آیات**۔ بہت ہین جنسے بصریح و کنایہ اسکے فضائل دریافت ہوتے

ازانجملہ قولہ تعالے شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط ۔ دیکھو اپنی وحدانیت پر گواہ اپنی ذات متعالی کے ساتھ ملائکہ کو اور اہل علم کو قرار دیا جو فقیہ ربانی ہوتا ہے یہ شرف نہایت اعلیٰ ہے ۔ ازانجملہ قولہ تعالے یرفع اللہ الذین آمنوا والذین اوتوا العلم درجات ۔ عام مومنون پر علماء کے بہت سے درجے بلند فرمائے اور یہ معلوم ہوا ہے کہ عام مومن بندہ اپنے مولے عزوجل کو تمام روے زمین کے کافرون سے بلکہ اُسکا ایک بال سب کافرون سے محبوب ہے ۔ حضرت ابن عباس سے صحیح روایت ہے کہ عام ایمان والون پر علم والون کے سات سو درجے بلندی ہے کہ ہر دو درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ جیسے پانچسو برس کی راہ ۔ اب یہ تو وعدہ فرمایا ہے اس خالق حی القیوم نے جسکی مخلوق بے انتہا کا اندازہ کسی کے وہم مین نہین آسکتا ہے اور وعدہ سے زیادہ ابھی فضل باقی ہے بحکم قولہ ۔ یوت کل ذی فضل فضلہ ۔ اور جس کریم رحیم جلشانہ سے امید داری ہے وہ ارحم الرٰحمین ہے تو حاصل ہونا یقینی ہے ۔ ازانجملہ قولہ تعالے قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون صریح نص ہے کہ علم والے اور بے علم دونون برابر نہین ہین ۔ اسمین اشارہ ہے کہ جاننے والون کو جو کچھ معلوم ہے اُسکا مرتبہ اسقدر عظیم ہے کہ اُسکا بیان نہین ہوسکتا ۔ اور یہ وہم نہ کرنا چاہیے کہ علم سے کشاف کی نحوی بلاغت اور تلویح کے مقدمات اربعہ اور ہدایہ کے مسائل مراد ہین اسلیے کہ علماء ربانی بالاتفاق حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ہین حالانکہ ان کتابون کا اسوقت وجود بھی نہ تھا بلکہ انہین بہتیرے فلسفی پیچیدہ طول کلام سے واقف نہ تھے پس علم انکا یہی فقہ تھا جسکا بیان ہوگا ۔ اور اکثر مخلوق اپنے خیالات سے متجاوز ہوکر معرفت صفات الٰہیہ کی روشنی سے آنکھون والے ہی نہین ہوسے ہین اسیواسطے ما قدروا اللہ حق قدرہ الآیہ کا مصداق ہین ازانجملہ قولہ تعالے انما یخشے اللہ من عبادہ العلماء ۔ محبت ملا ہوا عظمت کا ڈرنا تمام بندون مین سے فقط عالمون ہی کے لیے ثابت فرمایا تو ظاہر ہے کہ اُنکو قرب منزلت و معرفت سے حضوری مین ذرا بھی سوء ادب نہین چاہیے کہ مبادا دوسرون کی طرح مردود کر دیے جاوین اور مومنین سب انکے ساتھ ہین جیسے سردار لشکر کے ساتھ لشکر ہوتا ہے ۔ ازانجملہ قولہ وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون ۔ ان امثال کا سمجھنے والا فقط عالمون کو فرمایا اور کسی کو نہین فرمایا ۔ ازانجملہ قولہ قل کفے باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب ۔ اسمین اللہ تعالے جل جلالہ نے اپنے ساتھ دوسرا گواہ مخلوق مین سے کتاب الٰہی کا عالم فرمایا ۔ اور یہ بڑی فضیلت ہے ۔ بیشک جس بندے کو اللہ تعالے نے عالم کیا وہ رسول علیہ السلام کے صدق کو گواہ کے مانند معائنہ کرتا اور پروانہ کی طرح حضرت سرور عالم رسول مکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرتا ہے لہذا قرآن وحدیث وفقہ سے پہلے آنکھین کھولین پھر اُسوقت صدق رسالت پر گواہ ہونگے ۔ ازانجملہ قولہ تعالیٰ

---

۵۱ گواہی دی اللہ تعالے نے کہ بے شبہ کوئی معبود نہین سوائے اسکے اور ملائکہ نے اور علم والون نے درحالیکہ وہ ٹھیک ہے عدل کے ساتھ ۱۲ ۵۲ یعنے بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ مومنون کو اور عالمون کو بہت درجے ۱۲ ۵۳ یعنے ہر صاحب بزرگی کو اسکی فضیلت عطا کیجائیگی ۱۲ م ۵۴ یعنے اللہ تعالیٰ کی شان جیسی چاہیے تھی نہ پہچانی ۱۲ ۵۵ یعنے یہ کہاوتین ہم بیان کرتے ہین آدمیون کے واسطے اور اسکو سوائے عالم کے اور کوئی نہین سمجھتا ۱۲ م ۵۶ یعنے کہدے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جو عالم ہے گواہ کافی ہے ۱۲ م

وقال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک بہ۔ یعنے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس تخت بلقیس لانیوالے کا یہ وصف بتلایا کہ اُس کے پاس کتاب سے کچھ علم تھا تو ارشاد فرمایا کہ یہ منزلت اسکو بدولت علم حاصل ہوئی۔ ازانجملہ قولہ تعالیٰ قال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحا۔ دیکھو قارون کی دولت اہل علم کی نگاہوں میں بلاشبہہ ہیچ تھی جب ہی تو ایسے لوگون کو جو قارون کو بڑا نصیبے والا جانتے تھے یون کہا کہ ارے جہالت کے شامت مارے لوگو جان رکھو کہ جو ایمان لاکر نیک چال چلن ہوا اُسکے لیے جو اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کیطرف سے ثواب ملتا ہے وہ قارون کے مال سے بہت بہتر ہے۔ ازانجملہ قولہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔ یعنے معاملہ کو اگر پہونچا دیتے رسول تک اور اپنون مین سے ایسے لوگون تک جنکے ارشاد پر برتاؤ کرتے ہین تو حکم والون مین سے جنکو سمجھ کی بات نکال لینے کا علم ہے وے معاملہ کو سمجھ لیتے۔ دیکھو علم والون کو انبیاء کے درجے سے ایسے معاملہ مین دوسرا مرتبہ کرکے ملا دیا۔ ازانجملہ قولہ تعالے ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ علے علم۔ یعنے ہمنے تمام بندون کو ایسی کتاب پاک پہونچا دی جو علم کے ساتھ صاف ظاہر بیان فرماتی ہے۔ اب جو کوئی کتاب کو جانے وہ ضرور علم کے مرتبہ پر فائز ہے اور ہمارا مقصد علم سے یہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک خود محبوب ہے۔ ازانجملہ قولہ تعالیٰ فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین۔ یعنے جن لوگون نے رسول کو نہ مانا اور جہالت پر قدم رکھے گئے تو ایک مقرر وقت پر ہم انکو جمع کرینگے اور اُنکی کرتوت سب انکو علم سے سنا وینگے یقین کرو کہ جتنی باتین تم خیال وگمان ووہم وقیاس وتخمینہ سے اپنے خزانہ مین بھرتے ہو وہ کنکر ور وڑے ہین تم چاہو انکو موتی سمجھ رکھو اور جو یقینی بات حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا دیگر انبیاء علیہم السلام نے فرمائی اُسمین تردد بیجا ہے دیکھو حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین تک سب نے اسی توحید الٰہی کی خبر دی اسکے موافق نہین چلتے اور اپنے خیالات کے وہمی بات پر نازان ہوا اور حدیث صحیح کا معجزہ سچ ہوا کہ قیامت کی نشانیون مین سے ایک یہ ہے کہ اسوقت ایسے لوگ ہونگے کہ اپنی عقل پر مغرور ہوکر ہر ایک اپنی رسلے پر نازان ہوگا اور اصلی غرض انکی فقط دنیا ہوگی اور ہر ایک اپنی خواہش پوری کرنے مین مصروف ہوگا۔ ازانجملہ قولہ بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم۔ انھین لوگون کے سینہ مین علم الٰہی کو فرمایا جو اہل علم ہین۔ اوصاف ودش بیان کیا۔ اب چند احادیث سننا چاہیے۔ امام بخاری نے صحیح مین اور امام مسلم بن الحجاج نے اپنی صحیح مین اور اکثر اہل سنن ومسانید مثل امام احمد وترمذی وطبرانی وغیرہم نے نہایت سچے پرہیزگار ثقہ راویون سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذا اراد اللہ لعبد خیرا الفقہہ فی الدین۔ جب اللہ تعالے کسی بندے کے ساتھ بہتر بات چاہتا ہے تو اُس کو دین مین فقیہ کردیتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اگر وہم ہو کہ علم کی تعریف مین فقہ کی تعریف کرنے لگے تو جواب یہ ہے کہ فقہ اصل مین جامع علوم ہے اور عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ اسکے معنی ظاہر ہوجاوینگے اور اگر کسی سمجھدار بندے کو ہنوز ایمانی یہ نظر آوے کہ پچھلے زمانے مین اکثر لوگ فقیہ ہونیکے مدعی ہین مگر انمین بھلائی ظاہر نہین ہوتی ہے تو جواب

یہ ہے کہ حدیث مین یہ فقہ نہین مقصود ہے جسکا یہ لوگ دعوے کرین۔ فی الحدیث العلماء ورثۃ الانبیاء یعنے اللہ تعالے کے پیغمبرون کی میراث پانے والے فقط عالم لوگ ہوتے ہین اور عالم کے لیے آسمان وزمین کی ہر مخلوق اپنے خالق سے مغفرت مانگتی ہے۔ یہ حدیث سنن مین ہے اور کچھ مضمون صحاح مین ثابت ہے اس سے ظاہر ہے کہ جب فرشتے دعا کرتے ہین تو عالم کا بڑا مرتبہ ہے اور سمجھ رکھو کہ ایمان ویقین کامل ومعرفت وعظمت الٰہی تعالے شانہ سب سے زیادہ عالم کو ہے تو بحکم قولہ یستغفرون للذین آمنوا۔ فرشتون کا استغفار کرنا منصوص ہے ترمذی نے روایت کیا کہ خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت وفقہ فی الدین یعنے دو صفتین ایسی ہین کہ کسی منافق مین جمع نہین ہوتی ہین ایک تو اچھا برتاؤ یعنے جو چال چلن کہ اللہ تعالے واسکے رسول کو پسند آتا ہے۔ اور دوم دین کی سمجھ۔ سراج وغیرہ مین بعضے سلف سے منافق کی ایک یہ پہچان روایت کی کہ وہ دنیا کے کام کو مقدم رکھتا ہے آخرت کے کام پر تو مومن فقیہ کی شناخت یہ ہوئی کہ آخرت کو مقدم رکھے اور جب فقہ پوری ہوتی ہے تو اسکو دنیا کی نمود سے بالکل برارت ہو جاتی ہے پھر بھلا نفاق کا اثر کیسے رہیگا کیونکہ وہ بھی منافق ہے کہ اسکا ظاہر وباطن یکسان نہو چنانچہ بعض احادیث مین تصریح موجود ہے۔ بیہقی نے بعض صحابہ سے روایت کی کہ ایمان والون مین سب سے بہتر عالم فقیہ ہے کہ اگر لوگ اپنی ضرورت سے اسکے پاس جاوین تو اس سے نفع اٹھاوین اور اگر بے پروائی کرین تو وہ انکی کچھ پروا نہین کرتا ہے۔ طبرانی نے روایت کی کہ۔ لموت قبیلۃ ایسر من موت عالم۔ ایک عالم کے مرنے سے ایک بڑے قبیلہ کا مرجانا آسان ہے مترجم کہتا ہے کہ زندہ درحقیقت وہی ہے جسکو حق تعالے نے اپنی معرفت سے حیات بخشی اور یہ بذریعہ فضل علم کے ظاہر ہے اور مومن ہمیشہ زندہ ہے اگرچہ عالم نہو اور عالم پوری زندگی کے ساتھ حیات جاوید پاتا ہے اسیواسطے اہل کفر محض مردہ ہین اور حق تعالی نے احیاء واموات سے دونون فریق مومنین وکافرین کو تشبیہ دی اور یہ تحقیق ہے۔ وفی قول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ۔ الناس موتی واہل العلم احیاء۔ یعنے سب لوگ مردہ ہین سوائے اہل علم کے کہ وے البتہ زندہ ہین۔ اور مین پہلے متنبہ کرچکا کہ اہل ایمان نے جب اللہ تعالے عز وجل کو پہچانا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آخرت سے عالم ہوے تو جاہل نہین رہے اور جب فقہ سے علم کامل حاصل کیا تو حیات کا پورا حصہ پایا واللہ تعالے اعلم۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن وغیرہ مین حدیث ہے کہ۔ الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا۔ یعنے لوگ تو سونے چاندی کی سی کانین ہین جو پہلے جوہر اچھے تھے وہ ایمان لانے کے بعد بہتر ہین جبکہ فقیہ ہو جاوین اس سے فقہ کی شرافت ظاہر ہے پس خوبی واقعی وشرافت ذاتی مین سے یہ ہے کہ ایمان والا فقیہ ہو اور اگر یہ بات اس سے ظاہر نہو تو گویا کان کے اندر یہ کنکر تھا یا زہریلی مٹی تھی۔ اسکو خود کچھ شرافت نہین ہے اگرچہ وہ سیدزادہ ہو۔ اور بجائے اسکے جو ذلیل فقیر کہ مسلمان فقیہ ہو وہ بزرگون کے ساتھ بزرگی مین داخل ہوگا جسکا نفع اسکو دنیا وآخرت مین حاصل ہے اور فقیہ ہونے کیلیے اللہ تعالے واسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے

احکام جاننا کافی ہے خواہ عربی زبان مین جانے یا اُردو مین سچے کہ جو عربی دان کہ خالی منطق و فلسفہ جانے وہ عالم نہوگا
اور اُس کو یہ بزرگی حاصل نہوگی اور جو اُردو جاننے والا دین کی سمجھ رکھتا ہو یعنے علم دین سے آگاہ ہو وہ فقیہ
شمار ہوگا جبکہ اُسکو علم یقینی ہو۔ حدیث مشہور مین ہے من حفظ علے امتی اربعین حدیثا من السنۃ حتے یودیہا
الیہم کنت لہ شفیعا و شہیدا یوم القیامۃ۔ اور ایک روایت مین ہے من حمل من امتی اربعین حدیثا لقی اللہ عزوجل
یوم القیامۃ فقیہا عالما۔ یعنے میری امت مین سے جسنے چالیس احادیث یعنے احکام سنت یاد کر کے لوگون کو
پہونچاے تو اللہ تعالے سے فقیہ عالم ہو کر ملیگا اور قیامت کے روز مین اُسکا شفیع و گواہ ہونگا۔ پس ہر شخص
جانتا ہے کہ خالی حدیث کے الفاظ یاد کر لینا جب ثواب ہے کہ اُنکو پہونچاوے تو اس سے یہ درجہ پاوے کہ
آنحضرت صلعم نے اسکے لیے دعا فرمائی ہے جیسا کہ دوسری حدیث مین صاف مذکور ہے حالانکہ اسکا فائدہ
یہ بھی صحیح مروی ہے کہ دوسرا انکے مطالب کو اچھی طرح سمجھیگا جبانتک کہ شاید اسکی سمجھ نہین پہونچی ہے اور اس سے
خود ظاہر ہے کہ عربی زبان ہی پہونچانا کچھ ضرور نہین ہے تو جب ایک شخص خود انکو سمجھے اور احکام سے واقف
ہو خواہ کسی زبان مین مطلب سمجھ لیوے تو وہ بڑا درجہ پاوے گا اور وہین کا گھر دائمی اور معتبر ہے پس اصل بات
فقاہت کی سمجھ ہے اسیو اسطے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہے کہ فارسی زبان مین نماز پڑھنا جائز ہے
اور حسامی و سید حموی نے تصریح کر دی کہ خالی فارسی کی کچھ خصوصیت مقصود نہین ہے اس دیار سے متصل
فارسی زبان موجود تھی اسواسطے فارسی کا ذکر فرمایا ہے ورنہ مثل فارسی کے اور زبانون کا بھی یہی حکم ہے
اور مترجم کہتا ہے کہ خواہ نماز جائز ہونے کا فتوے ہو یا نہ ہو اس سے اتنا تو صاف ظاہر ہے کہ مطلب کا
سمجھ لینا کسی زبان مین ہووے اصلی غرض ہے اسیواسطے جو لوگ کہ عربی زبان نہین جانتے ہین مگر فارسی
یا اُردو خوب جانتے ہین اور دنیا کے کیسے کچہری دربارون و مدرسون مین امتحان دیتے اور نوکریان کرتے
ہین اور دنیا کے مطلب کی باتین ان زبانون مین خوب سمجھتے اور ذہن نشین کر لیتے ہین مگر نماز روزہ کے
معنی بلکہ کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ کے معنی بھی نہین سمجھتے اور نہ سمجھنے کا قصد کرتے ہین وے ایسی ناسمجھی سے
اپنے آپ کو خراب کرتے ہین اور یہ عذر کچھ قبول کے قابل نہین ہے کہ ہم تو عربی نہین جانتے ہین ہان یہ صحیح
ہے کہ تم نے نہین معلوم کیا بے پروائی کی کہ عربی زبان اتنی بھی نہ سیکھی جو کلمۂ توحید کے معنی تو سمجھ لیتے لیکن
اسمین کیا عذر ہے کہ اُردو ہی مین اسکے معنی سمجھ لو پس ضرور ہوا کہ آدمی مطلب کو کسی زبان مین جسکو خوب سمجھتا ہو
ایمان و اسلام و عقائد کا مطلب سمجھ لے اور بتوفیق الٰہی تعالے اپنے دین کی فقہ حاصل کرے تاکہ عالم ہو کر علماء کے
درجہ مین شامل ہو واللہ تعالے اعلم۔ روایت ہے کہ جو شخص دین مین فقہ حاصل کرے اُسکو اللہ تعالی
رنج سے بچاویگا اور ایسی جگہ سے اُس کو رزق عطا فرماویگا جہان سے اُسکو گمان بھی نہو۔ رواہ الخطیب
باسناد فیہ ضعف۔ مترجم کہتا ہے کہ منجملہ معرفت کے یہ ہے کہ عارف کبھی غمگین نہین ہوتا بحکم شعر ؎ ہرچہ از
دوست میرسد نیکوست۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسمین عوام نابینا ہو کر بھٹکتے اور طرح طرح کی باتین کرتے ہین

اور اکثر انہین سے تقدیر کے منکر ہین اور ثابت وہی ہین جو ایمان والے ہین ولیکن بعض ایمان والے اس غلطی
مین ہین کہ ہم کو تدبیر کرنا نہ چاہیے اور جو تقدیر مین ہوگا ضروری ہے اور عوام نے فقط تدبیر کا اقرار کیا اور
انکے قول سے یہ ضرر اُٹھایا کہ تقدیر سے منکر ہوگئے اور عارف کے نزدیک تقدیر اور تدبیر مین کچھ منافات
نہین ہے اور اسلام مین بکثرت آیات و احادیث و آثار بلکہ بالکل دین ان دونون کے ساتھ ہے اسے
یہ نہین دیکھتے کہ جس کے حق مین جنت مقدر ہے وہ جنتی ہوگا پھر روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ حج۔ صدقہ وغیرہ
سب تدابیر جنکا ثواب جنت ہے کیون ہوتی ہین جہاد کا کیا فائدہ ہے وعظ و نصیحت سے کیا غرض ہے۔
نہین نہین۔ خوب یاد رکھو کہ بیشک تقدیر حق ہے جو علم الٰہی سبحانہ تعالےٰ مین ہے وہی واقع ہوگا اسکو کسی
تدبیر سے آدمی میٹ نہین سکتا مگر تمکو کیا معلوم کہ اُسکے علم یعنے تقدیر مین کیونکر ہے لہذا تمکو اس سے لپٹنا نہین چاہیے
تم صرف اپنے ہوش گوش سمجھ کے موافق تدبیر سے کام کرتے رہو اور جنھون نے تقدیر سے انکار کیا وہ محض جاہل ہین
اسلیے کہ خالق علیم حکیم نے جب خلق کو پیدا کیا تو ہم پوچھتے ہین کہ وہ جانتا تھا کہ اس سے ایسے ایسے اعمال سرزد
ہونگے یا نہین جانتا تھا تو کوئی نہین شک کریگا کہ دوسری شق باطل ہے کیونکہ نہ جاننا جاہلون کا کام ہے اور
بڑا سخت عیب ہے اور خالق تعالےٰ ہر عیب سے پاک ہے تو ضرور وہ جانتا تھا پس دنیا مین اس مخلوق سے وہی
انجام ہوگا جسکو خالق عزوجل جانتا تھا اور یہی تقدیر ہے اسیواسطے بندۂ عارف کو کبھی غم و حزن (رنج ۱۲) و ہم نہین ہوتا
اور اسکو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے جہان سے گمان نہو تو رزق دینا حضرت رزاق عزوجل سے ہے چونکہ
آنحضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے احکام و پیغام پہونچانے مین رات و دن مصروف
رہتے تھے تو رزق حاصل کرنے کی تدبیر سے معذور تھے حالانکہ پہلے بعض انبیاء کچھ پیشہ کرتے چنانچہ حدیث
صحیح مین ہے کہ داؤد علیہ السلام زرہ بناتے۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے
حالانکہ اُنھون نے ہمکو تقدیر کا علم سکھلایا اور خود توریت پر عمل کرنے پر مامور تھے اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کیلیے افضل پیشہ جہاد تھا اور غرض پیشہ سے حصول رزق حلال ہے اور جہاد کا مال سب حلال سے
افضل ہے کیونکہ حلت و حرمت کا حکم اللہ تعالےٰ کے اختیار مین ہے ورنہ چور تو چوری کا مال بھی اچھا
سمجھتا ہے پس اگر لوگون کی سمجھ پر موقوف ہو تو ہمارے نہ سمجھنے سے کچھ فائدہ نہین بلکہ چور کے سمجھنے پر حلال
ہوجاوے اور یہ بالکل غلط ہے پس اس شغل تعلیم توحید مین اللہ تعالےٰ نے رزق دیا اور جن لوگون نے اس
زمانہ مین جہاد کا الزام دین اسلام پر لگایا اور اس کے کچھ معنے غلط اپنے دل سے گڑھ لیے وے حقیقت
مین اگلے انبیاء مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام و داؤد و سلیمان و یوشع وغیرہم علیہم السلام سے منکر
ہین کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص انکار کرے کہ ان پیغمبرون نے جہاد نہین کیا بلکہ بڑے زور و شور سے
اسطرح کہ جب فتح پائی تو کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑا کیونکہ اُسوقت یہی حکم تھا بھلا اسقدر مشہور متواتر خبرون کو
کون جھٹلا سکتا ہے پھر جہاد کا حکم شریعت حضرت عیسےٰ علیہ السلام مین منسوخ کیا گیا۔ اور یہین سے

یہ بھی جان رکھو کہ اس زمانے مین منسوخ کے معنی عجیب طرح سے سمجھکر اسلام پر اعتراض کرتے ہین حالانکہ خود
شریعت توریت مین بالاجماع سب جانتے ہین کہ جہاد فرض تھا اور شریعت انجیل مین وہ منسوخ ہوا یعنے
اب اللہ تعالے نے اپنے علم وحکمت کے موافق اس حکم کی حد بتلادی اور جاہلون کا وہم اپنے قانون پر
قیاس کرکے پیدا ہوا کہ ایک وقت اپنی ناقص رسلے سے ایک قانون جاری کیا جب خرابی دیکھی تو منسوخ
کیا اور علم الٰہی بالکل مطابق ہے وہان یہ معنے نہین ہین بلکہ جیسے باپ۔ یا اُستاد اپنے لڑکے کو ابتدا
مین حکم دیتا ہے کہ سبق کے ہجے اور روان کو آواز سے رٹو اور جانتا ہے کہ یہ اسوقت تک ہے جب تک
نحو کی کوئی کتاب شروع کرے جب نحو شروع کی تو پہلا حکم منسوخ کرکے اب حکم دیتا ہے کہ بالکل خاموش
غور سے مضمون مین نظر کرو اور منہہ سے بولوگے تو ذہن منتشر ہوجائیگا بھلا اسمین باپ واُستاد کی
کوئی جہالت ونادانی ہے ہرگز نہین اور قطعًا یہی معنے شریعت مین مراد ہین مگر جہالت وہٹ دھرمی
سے خدا کی پناہ کہ بات نہین سمجھتے خوبی سے آنکھ بند کرتے ہین کوئی عیب نہین پاتے تو جھوٹا طوفان
بہتان باندھتے ہین۔ واضح ہو کہ یہان علم کی فضیلت بیان کرنے مین مترجم نے ایسے مضامین جنکی اسوقت
بحث نہین ہے عمدًا ذکر کیے ہین کیونکہ یہ کتاب نفیس فتاوے فقہ کا ہے تو عوام کی عقل ٹھیک کرنے
اور جو فریب دھوکے انکو دیے گئے ہین یا دیے جاوین اُنسے بچانے کے لیے بہت باتون کی ضرورت ہے
اور ازانجملہ ابن عبدالبر نے معلق روایت ذکر کی کہ اللہ تعالے نے حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام کو وحی
بھیجی کہ اے ابراہیم مین علیم ہون ہر علم والے کو دوست رکھتا ہون مترجم کہتا ہے کہ وہ علم مراد ہے
جس سے بندہ اپنے خالق کو پہچانے اور دار آخرت جو محمود ہے اسکی راہ پاوے اور اگر دنیا کا علم سیکھا
تو دنیا خوب پاویگا مگر دنیا ملعون ہے۔ ابن عبدالبر نے حضرت معاذ رضؓ سے باسناد ضعیف روایت کی
کہ روے زمین پر اللہ تعالے کا امانت دار عالم ہے اسکی تصدیق خود قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہے
لقولہ تعالے۔ اخذنا میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس الآیہ۔ یعنے جن لوگون کو کتاب آسمانی
کا علم دیا یعنے اُنکو امانت سپرد کی تو اُنسے عہد لیا کہ اسکو لوگون پر صاف ظاہر کروگے اور چھپاؤگے نہین
پس صحیح ہوا کہ وے لوگ ایک بڑے عہد کے ساتھ امانت دار ہین۔ پھر دنیا مین یہ مشکل امتحان پیش آیا
ظاہر کرنے مین لوگ دشمن ہوے جاتے ہین اور پادری وحبر یہودی سمجھے کہ عالم اسلام کو عیش آرام کی
چیزین نہین ملتی ہین اور اگر چھپاتے اور لوگون کی مرضی کے موافق بتلاتے ہین تو وے بڑے معتقد
ہوکر نذرانہ سے حاضر ہوتے ہین پس بعض ثابت قدم رہے اور بہتیرے دنیا کی عیش ووسوسہ شیطانی مین
پڑے اور خود گمراہ ہو لوگون کو گمراہ کیا۔ ازانجملہ ابن المبارک نے اوزاعی سے اُنکا قول اور ابن عبدالبر و
ابونعیم وغیرہ نے مرفوع روایت کی کہ اس امت مین دو گروہ ایسے ہین کہ جب وے بگڑین تو سب بگڑینگے
اور جب وے ٹھیک ہون تو سب ٹھیک ہونگے ایک گروہ عالمون کا اور دوسرا حاکمون کا مترجم کہتا ہے

کہ اسکی تصدیق مشاہدہ کرلو کہ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہوجاتے ہین۔ اوزاعی نے کہا کہ لوگون کو تین فریق
بگاڑتے ہین عالم اور درویش اور بادشاہ۔ اس سے اتنا معلوم ہوا کہ عالمون کی باطنی حکومت بادشاہون سے
بڑھکر ہے اور بھی اوزاعی وغیرہ نے فرمایا کہ اسلام مین جو عالم بگڑیگا اُسکی مشابہت یہود کے عالمون کے
ساتھ ہوگی یعنے عیش و عشرت دنیا و دولت کا لالچی ہوگا اور دین کا حکم لوگون کی مرضی کے موافق تبلادیگا اور
پیغمبر علیہ السلام کی شریعت بگاڑیگا بات چھپاویگا۔ کلام کے معنی بگاڑکر اپنے مطلب کے موافق تبلادیگا علے ہذا
القیاس جیسے ملائم کراحبار یہود مین تھے ویسے ہی ان بدعالمون مین ہوجاتے ہین نعوذ باللہ منہ الیہ اور فرمایا کہ جو
درویش بگڑیگا اُسکی مشابہت نصرانی راہب کے ساتھ ہوجائیگی چنانچہ راہبون کے حالات خود مشہور ہین۔
ازانجملہ قولہ علیہ السلام فضل العالم علے العابد کفضلی علے ادنی رجل من اصحابی عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے
جیسے میری بزرگی میرے اصحاب مین سے ادنی آدمی پر ہے۔ بڑا مرتبہ علم کا ظاہر ہوا اور عابد جو عبادت
کرتا ہے اُسکا طریقہ جانتا اور اُسکا علم رکھتا ہے باوجود اسکے عالم ہونے سے اسپر عالم کا شرف زیادہ
ہے اور عبادت کے فضائل خود معلوم ہین تو علم کی بزرگی قیاس کرلو۔ والحدیث رواہ الترمذی وصححہ۔ اور
ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد نے روایت کی کہ فضل العالم علے العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علے سائر الکواکب۔
عالم کی بزرگی عابد پر جیسے چودھوین رات کے چاند کی بزرگی باقی ستارون پر ہے۔ ابن ماجہ نے روایت کی
کہ قیامت کے روز تین گروہ کو شفاعت کرنے کا مرتبہ حاصل ہوگا پہلے انبیاء کو پھر علماء کو پھر شہیدون کو۔ یہ
بڑی بزرگی ہے کیونکہ شہیدون کے فضائل و بزرگیان نہایت اعلے مرتبہ پر معروف ہین پھر اس حدیث
مین علماء کو انپر ایک درجہ فوقیت ہے۔ اور طبرانی کی حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے کی عبادت کسی چیز کے
ساتھ بہتر ادا نہین ہوتی جیسی علم فقہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسکے وجوہ مین سے یہ ظاہر ہے کہ تعظیم بقدر
معرفت و شناخت ہوتی ہے مصرع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت + تو تعظیم مین انتہاء درجہ عالم کے
دل مین ہوگا اور عبادت یہی تعظیم ہے اور جو کوئی کسی چیز کو نہین پہچانتا کیسی ہی عمدہ ہو اُسکی قدر نہین
کرتا ہے ولہذا فرمایا۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ الآیہ۔ اگر کہا جاوے کہ علم سے عظمت و کبریاء الٰہی کی شناخت
ہوجاتی ہے تو مین کہونگا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ عالم آنکھون دیکھتا اور اندھا نہین ہوتا ہے وہ بیقین جانتا ہے کہ
عظمت و شان الٰہی تعالے اعظم واجل ہے کہ وہان عاجزی کا اقرار کرنا بالیقین ضروری ہے اسیواسطے علماء زیادہ
ڈرتے ہین بقولہ تعالے انما یخشے اللہ من عبادہ العلماء۔ اگر کہا جاوے کہ نصرانیون مین بڑے بڑے علم والے
ہین اگر علم سے عظمت کی معرفت ہوتی تو یہ لوگ جورو اور بیٹا نہ کہتے اسلیے کہ اس سے تو عظمت و پاکیزگی مین
بڑا نقصان ہوتا ہے اور مخلوق کی سی بات ظاہر ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ عالم سے مراد علم دین کا فقیہ ہے
اور انمین سے ایک بھی ایسا نہین ہے بلکہ دنیا کو دین پر اختیار کرلیا ہے تو پہلی جہالت اسکی یہ ہے کہ فانی
کو باقی پر ترجیح دی جب اتنی سمجھ بھی نہوئی تو وہ کیلا فقہ کیا جانے۔ ترمذی وغیرہ نے روایت کیا کہ ایک

فقیہ اکیلا ہزار عابدون سے زیادہ شیطان پر بھاری ہوجاتا ہے۔ اور طبرانی نے روایت کیا کہ تم لوگ ایسے
زمانہ مین ہو کہ تم مین فقیہ بہت ہین خطیب کم ہین اور مانگنے والے کم اور دینے والے بہت ہین اس زمانہ مین
عمل بہ نسبت علم سیکھنے کے بہتر ہے اور عنقریب لوگون پر ایسا زمانہ آئیگا کہ جسمین فقیہ کم ہونگے خطیب بہت ہونگے
دینے والے تھوڑے اور مانگنے والے بہت ہونگے اسوقت عمل کرنے سے علم و یقین حاصل کرنا بہتر ہوگا مترجم کہتا ہے
کہ اسوقت تو غفلت کے ساتھ گویا موت کا بھی یقین نہین ہے۔ اصفہانی وغیرہ نے روایت کی کہ عالم و عابد کی
منزلت مین ستر درجہ کا فرق ہے ہر دو درجہ مین اتنا فاصلہ ہے کہ تیز رو گھوڑا ستر برس مین طے کرے۔
مترجم کہتا ہے کہ اس آسمان کے چکر کے بعد کسی مخلوق کو معلوم نہ ہوا کہ کسقدر ملک الٰہی وسیع ہے یا کیا
چیز ہے اور بے انتہا مسافت کہانتک ہے پس اس حیرت کے ساتھ اس زمانہ مین لوگون کا دعوے حکمت
محض جہالت ہے اور حدیث صحیح کا معجزہ صادق آیا کہ قرب قیامت کا نشان یہ ہے کہ گونگے بہرے
روے زمین کے بادشاہ ہونگے جو سفیہ و بیوقوف ہین۔ اگر کہو کہ دانائی ظاہر ہے تو جواب یہ کہ دنیا کے لیے
جو ملعونہ ہے تو کمال کیا ہے۔ ابن عبد البر کی روایت مین صحابہؓ نے اعمال مین سے افضل عمل دریافت کیا
اور آپ نے برابر یہ جواب دیا کہ علم افضل ہے آخر فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل کارآمد ہوتا ہے اور بے علم کے
بہت عمل بھی مفید نہین ہوتا۔ اور طبرانی کی روایت مرفوع مین ہے کہ قیامت مین اللہ تعالےٰ بندون کو
اٹھائیگا اور آخر عالمون سے فرمائیگا کہ اے گروہ علماء مین نے اپنا علم تم مین جانکر رکھا تھا اور اسلیے نہین
رکھا تھا کہ تمکو عذاب دون سو جاؤ آج مین نے تمھین بخشدیا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ اُن عالمون کا حال ہے جنکا علم
اُنکے قلب مین ہے اُنکو معرفت الٰہی بیقین حاصل ہے تو اُنکو یہ درجہ مبارک ہو اور اللہ تعالےٰ ہمکو اُنکے
طفیل مین بخشدے وہو ارحم الراحمین۔ اور جان رکھو کہ جن عالمون کی نیت محض دنیا ہو یا ناموری ہو اُنکو
معرفت الٰہی سے حصہ نہین ہے کیونکہ علم کا ادنےٰ مرتبہ یہ ہے کہ اسکو یقین ہو کہ آخرت بہ نسبت اس جہان کے
اعلےٰ و اولیٰ ہے اور یہ تو محض چند روزہ ہے۔ اب حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و ائمہ مسلمین
رحمہم اللہ کے اقوال سننا چاہیے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے کمیل رحمہ اللہ کو فرمایا کہ اے کمیل مال سے
علم بہت اچھا ہے علم تیرا نگہبان اور تو مال کا نگہبان ہوتا ہے علم حاکم اور مال محکوم ہے۔ مال خرچ کرنے سے ناقص
ہوجاتا ہے اور علم جتنا دو اُتنا بڑھے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ روزہ دار شب بیدار جہاد کرنیوالے سے بھی
عالم افضل ہے جب عالم مرجاتا ہے تو اسلام مین ایک رخنہ ہوجاتا ہے اسکو کوئی بند نہین کرسکتا مگر اُس شخص سے
بند ہوتا ہے جو اُسکے بعد علم والا ہو کر اُسکی جگہ قائم ہو۔ ابن عباس نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اختیار دیا گیا
کہ علم و مال و سلطنت انہین سے جو چاہو پسند کرلو انھون نے عرض کیا کہ اب مجھے علم دیدیا جاوے تو اللہ تعالےٰ
نے اُنکو علم دیدیا اور مال و سلطنت کو اُسکے تابع کرکے دیدیا۔ یعنے علم اُن سب پر حاکم ہے تو جہان وہ ہوگا وہان
اُسکے محکوم بھی جا دینگے اسیواسطے تم دیکھو کہ جن بادشاہون کو علم نہین ہوتا وہ حکومت یعنے انصاف نہین کرسکتے

بلکہ یزید کی طرح ظلم وایذار کے مرتکب ہوتے ہین پس سلطنت وحکومت اُنکے حق مین وبال ہی - عبداللہ بن المبارک سے
کسی نے پوچھا کہ آدمی درحقیقت کون ہین فرمایا کہ علماء ہین - پوچھا کہ بادشاہت کسکو ہے فرمایا کہ جو دنیا سے
بیزار ہین پوچھا کہ پھر ادنےٰ درجہ والے کون ہین فرمایا کہ جو دین بیچکر دنیا کھاتے ہین الحاصل آدمی فقط عالم کو قرار
دیا - کیونکہ آدمی کی پیدائش فقط کمال معرفت خالق عز وجل ہے اور یہ بدون علم کے ممکن نہین ہی مشکوٰۃ وغیرہ
مین ابن عباس سے مروی ہے کہ رات مین ایک ساعت علم کا درس کرنا تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے اور یہ
مضمون حضرت ابوہریرہؓ وایک جماعت سلف سے شیخ حافظ ابن کثیرؒ نے تحت تفسیر قولہ یتفکرون فی خلق السموات
والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلا الآیہ نقل کیا ہے حضرت ابن مسعود وابن عمر رضی اللہ عنہم نے علم حاصل
کرنے کی بابت بہت تاکید فرمائی کہ سیکھو اور اللہ تعالےٰ طالب علم کو محبت کی چادر اُڑھاتا ہی اور اُس سے
چھینتا نہین اگر وہ گناہ کرتا ہے تو اُس سے اپنی رضامندی کرلیتا ہے یعنے وہ علم سے خوف کھاکر توبہ کرتا
ہے پھر دوبارہ سہ بارہ ایسا ہی ہوتا ہے تاکہ اُس سے چادر نہ چھینے اگرچہ گناہون سے اُسکو موت آجاوے
الحاصل اکابر متقدمین واولیا رصالحین سے اُسکی فضیلت مین بہت کچھ ثابت ہوا ہے اور مین نے بہت
اختصار کیا اور غرض یہ ہے کہ خود دیکھین کہ کدھر ہر دم وہر لحظہ جاتے ہین ساعت بساعت انکی عمر روان
ہے منزل دور ودراز ہے اور توشۂ زاد راہ سے بیفکر ہین وہان ہولناک معاملہ سامنے ہے - پس آنکھین کھولو
جاگو ورنہ موت تمکو جگادیگی اُسوقت وہ ملک نظر آویگا اور تمہارا جاگنا بیفائدہ ہوگا اور اب تمکو آنکھین علم کے
سوائے کسی چیز سے نہ ملینگی پس علم سیکھو اور اسکا سیکھنا جہاد وغیرہ سب سے مقدم ہے دیکھو اللہ تعالےٰ نے فرمایا -
فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین یعنے سب مسلمان جہاد کو نہ جاوین یون کیون نہین کیا کہ ہر گروہ مین
سے ایک ٹکڑا جاتا تاکہ دین مین سے فقہ حاصل کرتے مترجم کہتا ہے کہ پوری آیت یہ ہے - ماکان المؤمنون
لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون - یعنے
مومنون کو زیبا نہ تھا کہ سب کے سب جہاد کے سفر مین چلے جاوین سو کیون نہین گیا ہر فرقہ سے اُنکا ایک
ٹکڑا تاکہ فقہ حاصل کرتے اور تاکہ عذاب الٰہی سے ڈر سُناتے اپنی قوم کو جب وے جہاد سے لوٹ کر اُنکے
پاس آتے اس امید سے کہ سب اللہ تعالےٰ کی ناخوشی کے عذاب سے پرہیز رکھین - علماء تفسیر کے یہان
دو قول ہین اور دونون طرح علم دین حاصل کرنے کی فضیلت ظاہر ہے ایک قول تو یہ ہے کہ آیت سریہ کے
حکم مین ہے اور سریہ وہ لشکر کہلاتا تھا جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بذات شریف تشریف نہین
لیجاتے تھے اور دوسرا یہ ہے کہ لشکر کبیر کے حق مین نازل ہوئی یعنے جسمین خود آنحضرت صلعم تشریف لیگئے
پس دوسرے قول پر یہ معنے بیان ہوے کہ تمام مومنین اگر ساتھ نہین جاسکتے تھے اسوجہ سے کہ اہل وعیال
ضائع نہون اور گرد ونواح کے صوبون والے جو ہنوز مشرف باسلام نہ ہوے تھے میدان خالی پاکر لوٹ مار
نہ کرین پس سب کا جانا مصلحت نہ تھا تو اچھا یہ کیون نہین کیا گیا کہ ہر قبیلہ وکنبہ کا ایک ٹکڑا سفر مین ساتھ جاتا اس

غرض ہے کہ سفر مین جو احکام قرآن نازل ہوے اُنکی فقاہت حاصل کرتے اور خود دین مین فقیہ سمجھدار ہوتے اور اس غرض سے کہ اپنی قوم کو جو وطن مین رہی تھی ڈر سناتے جب سفر سے اُنکے پاس واپس آتے اس امید پر کہ قوم والے یا سب کے سب اللہ تعالےٰ کے عذاب سے پرہیز رکھین یعنے جس چال وچلن و خیالات وبرتاؤ سے اللہ تعالےٰ کی ناخوشی ہوتی ہے اُس سے بچے رہین۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اگر جہاد سے ایک طرح معافی بھی ہے تو دین کی فقہ حاصل کرنے سے معافی نہین ہے پس وہ موکد ہے اور حدیث مین بھی آیا کہ طلب العلم فریضۃ علے کل مسلم ومسلمۃ۔ یعنے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ اس حدیث کی اسناد مین اگرچہ کچھ کلام ہے لیکن بقول شیخ زرقانیؒ کے حدیث حسن الاسناد ہوگئی ہے۔ اور یہ بیان آگے آویگا کہ فرض کسقدر علم ہے اور دوسرا قول کہ آیت سریہ کے حق مین ہے اسکا بیان یہ ہے کہ بعضے یہود وغیرہ منافقون کے بہانہ وحیلہ وجھوٹی قسمون کے عذر کا حال جب عالم الغیب عزوجل نے نازل کردیا تو سچے مسلمان جنکو حقیقت مین بدنی تکلیف بیماری وغیرہ کا کچھ عذر بھی تھا اپنے اوپر نفاق کا خوف کر کے ڈرے اور سب کے سب آمادہ ہوے کہ اب جو لشکر جائیگا ہم اُسکے ساتھ جائینگے تو سریہ کے ساتھ جانے مین بھی یہی قصد ہوا حالانکہ یہان جو احکام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتے وہ خالص معظم صحابہ جو حاضر ہوتے وہی جانتے اور دور دور والی قومون کو خبر نہوتی حالانکہ افضل یہ معرفت وعلم فقہ ہے تو اللہ تعالےٰ نے انکار فرمایا کہ یہ سمجھ ٹھیک نہین ہے کہ سب چلے جاوین یون کیون نہو کہ ہر فرقہ مین سے تھوڑے جاوین اور تھوڑے یہین رہین تاکہ جو احکام نازل ہون اُنکو آنحضرت صلعم سے یہان والے حاضرین سمجھ لین اور قوم والے جو سفر مین گئے ہین جب وے واپس آوین تو اُنکو سنادین تاکہ سب کے سب ناخوشی الٰہی سے بچے رہین۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علم دین و فقاہت کو جہاد پر ترجیح ہے اور کیون نہین اسلیے کہ جہاد کرنے سے مال مقصود نہین جنانچہ ہزارون صحابہ اس مال کی چیزون کو صدقہ کردیتے تھے خصوصًا موتی وجواہرات زمرد۔ ہیرا۔ لعل یاقوت اور ریشمی لباس وجڑاؤ سپلے وغیرہ اور یہ بکثرت روایات مین مذکور ہے پھر مال مقصود نہین تو کافرون کی جان لینا بھی کچھ مقصود نہین ورنہ پہلے انکو ہر طرح سے سمجھانا بجھانا راہ بتلانا اور اُنکو وعدہ دینا کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کی وحدانیت مان لو تو ہمارے بھائی ہو ہمارا تمھارا ایک حال ہے اور نہ مانو بلکہ ہماری ذمہ داری مین رہو مگر فساد وظلم نہ کرو تو بھی ہم تمہارے نگہبان ہین تم اپنے دین پر رہو دیکھو ہم کیسی سچائی وخوش اخلاقی سے اپنے پروردگار کی بندگی کرتے ہین اور دیکھو کہ ہم دنیا کو بالکل ملعون وناچیز سمجھتے ہین اور یہ تمام مال ودولت ہے انہتا سب ہیچ وپوچ جانتے ہین یہان عیش وآرام نہین چاہتے کیونکہ ہمکو وہ آنکھین اللہ تعالےٰ نے دی ہین کہ ہم آخرت کا ملک دیکھتے ہین اور اسکے لیے یہان نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرتے ہین امید ہے کہ اس زندگی کو غنیمت جانتے ہین ورنہ بحکم قولہ تعالےٰ منہم من قضے نحبہ ومنہم من ینتظر ہمکو خوشی خوشی موت کا انتظار ہے تم خود دیکھوگے کہ بیشک انکو

علم پاک دیا گیا ہے اور بیشک نورانی عقل کے موافق اپنے خالق عز وجل کی اچھی طاعت کرتے ہین پس تم خود
جہالت چھوڑ دوگے اور اسیطرح تین مرتبہ سمجھاتے تھے پھر اگر نہ مانو تو ہم تلوار نکالتے ہین کیونکہ خالق عز وجل
نے ہمکو حکم دیا ہے کہ تم ایسے ظالمون مفسدون جاہلون کو اس حالت پر نہ چھوڑو کیونکہ تمھاری ذات سے کرورون
مخلوق آدمی و جانورون و پرند و چرند پر ایذا و ظلم ہے توان کرورون کی جانین ضائع ہوتے سے یہ بہتر ہے
کہ تم مین سے تھوڑے ضائع ہوکر باقی علم کی راہ پر آجاوین پس مقصود اسکا بالکل علم تھا۔ اسے یہ نہین دیکھتے
کہ جب فتح پاتے تھے تب بھی اُنکو اُنکے دین پر رہنے دیتے تھے مگر تابع رکھتے تھے اگر قتل کا قصد ہوتا تو اب
بالکل مار ڈالتے اگرچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی شریعت مین بعد فتح کے یہی حکم تھا اور شاید اللہ تعالیٰ
اپنے مخلوق کو خوب جانتا ہے وے کفار سیدھے ہونیوالے نہ تھے بہر حال جب جہاد سے مقصود یہی ہے
کہ اللہ تعالےٰ کا کلمۂ توحید بلند ہوا اور سب یہی معرفت پاوین تو علم اصلی مقصود ہوا پس جہاد سے مقدم
ہوا۔ آیت کریمہ کی تفسیر مفصل مع توضیح اشارات و حقائق کے مترجم کی تفسیر سے طلب کرو جو ملخص عمدہ
تفاسیر مثل تفسیر شیخ حافظ امام ابن کثیر و تفسیر ابو السعود و تفسیر کبیر و بیضاوی و معالم التنزیل و سراج المنیر
و افادات تبیان وغیرہا ہے مع زیادت فوائد حقائق و اشارات از عرائس البیان فی حقائق القرآن
متبرک تالیف حضرت خاتم الاولیا شہسوار میدان ولایت مولانا رکن الدین روزبہان شیرازی رحمۃ اللہ
علیہم سے ہے۔ الغرض طلب علم کے لیے اس آیت مین بھی حکم ہے کہ۔ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینات
والزبر۔ یعنے اگر تم بینات و زبر سے آگاہ نہین ہو تو جاننے والون سے پوچھو یعنے علم حاصل کرو اور کہا
گیا ہے کہ پوچھو تو بینات و زبر دریافت کرو یعنے معلوم کرو کہ آیات الٰہی مین کیونکر حکم ہے اور حدیث
مین اسکا حکم کسطرح آیا ہے یا ان دونون سے کسطرح یہ حکم نکالا جاتا ہے اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ لوگون کی
باتین مان لینے کا حکم نہین دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ اللہ تعالےٰ و اُس کے رسول صلوات اللہ علیہ وعلےٰ آلہ اجمعین کا
حکم مانو کیونکہ یہود اور نصاریٰ جو اپنے عالمون و درویشون کا کہنا اپنے اوپر فرض سمجھتے تھے اُنکو صریح آیت مین
مشرک فرمایا ہے تو مومنونکو حکم دیدیا کہ لوگون کا قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ تعالےٰ و رسول اللہ صلعم
کا حکم دحی کیونکر ہے لہذا استفتاء مین جو لکھا کرتے ہین کہ علماء دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہین اسکے
یون لکھنا بہتر ہے کہ اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم اس واقعہ مین کیونکر تمکو معلوم ہے تاکہ
علم الٰہی حاصل ہو جسکے واسطے حکم ہے اور حدیث صحیح مسلم مین ہے کہ من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ
بہ طریقا الی الجنۃ۔ جو کوئی کسی راہ پر اس غرض سے چلے کہ علوم الٰہیہ سے کوئی علم اُسکو ملیگا اُسکی جستجو مین
چلے تو اللہ تعالےٰ اس سے اُسکو جنت کی راہ چلا دیگا۔ یعنے اُسکا یہ چلنا جنت کی طرف راہ چلنا ہوگا پس
اُسنے جنت کا راستہ اتنا طے کر لیا۔ امام احمد و حاکم کی روایت مین ہے کہ طالب علم کی رضا کے لیے
فرشتے پر بچھاتے ہین۔ واضح ہو کہ مخلوق جس کیفیت سے ہے وہ ازراہ خلقت اُسی حال پر ہے پس فرشتہ

یہ کام خالص نیت سے اللہ تعالے کے واسطے کرتے ہین جب طالب علم کو رضوان الٰہی ملتا ہے اور ملائکہ کو بھی ملتا ہے
اور نفس کا دیکھکر خوش ہوجانا کچھ چیز نہین اور نہ اسکا کچھ نفع حاصل ہے پس یہ مقام سمجھ لو۔ ابن عبد البر و ابن ماجہ کی
روایت سے ثابت ہے کہ سو رکعت نفل پڑھنے سے علم کا ایک باب سیکھنا بہتر ہے۔ اور ابن حبان کی روایت سے
ثابت ہے کہ دنیا و ما فیہا سے اچھا ہے۔ اور پہلے حدیث گذری کہ علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے
دارمی وغیرہ کی روایت مشکوٰۃ مین بھی ہے کہ جس آدمی کو ایسے حال مین موت آئے کہ وہ اسلام زندہ کرنے
کیلیے علم سیکھتا ہو تو جنت مین اسکے اور انبیاء کے بیچ مین فقط ایک درجہ کا فرق ہوگا اس بارہ مین آثار حضرت
ابن عباس و ابو الدرداء و حضرت عمر و اور ابن ابی ملیکہ و ابن المبارک و شافعی و عطاء و مالک وغیرہم
جماعت کثیر سلف سے مروی ہے اور علم تعلیم کرنے کے بارہ مین بھی آیات و احادیث بہت ہین مانند قولہ تعالیٰ
یعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم۔ یعنے ایسا رسول بھیجا جو انکو کتاب و حکمت سکھلاتا ہے اور انکو پاک بناتا ہے۔ اور
قولہ و اذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ۔ اور قولہ من احسن قولا ممن دعا الی اللہ۔
یعنے اُس سے اچھی بات کسکی ہے جو راہ الٰہی کیطرف بلائے یعنے تعلیم فرمائے۔ اور حدیث مین ہے کہ جاہل کو
نہین چاہیے کہ اپنی جہالت پر چپکا بیٹھا ہے اور عالم کو بھی نہ چاہیے کہ جان بوجھکر خاموش بیٹھا رہے یعنے وہ سیکھے اور
یہ سکھلائے۔ صحاح کی حدیث مین ثابت ہے کہ بعض صحابہ آپسمین تعلیم دیتے تھے اور بعضے عبادت کرتے
تھے تو آنحضرت صلعم نے دونون کو دیکھکر کہا کہ نیک کام مین ہین لیکن عابد تو مانگتے ہین چاہے دے یا نہ دے
اور یہ تعلیم کرکے عام نفع پہونچاتے ہین اور خود انھین اہل تعلیم کی مجلس مین بیٹھے اور ایک روایت سے ثابت ہے
کہ تعلیم والون کو خوشخبری دی اور آمادہ کیا اور فرمایا کہ میرا مبعوث کیا جانا فقط اسی تعلیم کے لیے ہے اور
اس حدیث سے صریح ثابت ہوا کہ اسلام مین اصلی مقصود بعثت کا تعلیم ہے اور یہی حال جملہ انبیاء رمثل
موسیٰ و یوشع و داؤد وغیرہم کا ہے اور جہاد اصلی غرض نہین ہے بلکہ بضرورت ہے۔ اور جس نے
یہ گمان کیا کہ اسلام مین قاعدہ ہے کہ بزور شمشیر مسلمان کیا جائے تو یہ شخص محض جاہل ہے اُسنے لفظ اسلام کے
معنی بھی نہین سمجھے بھلا یہ بہتان اپنی جہالت سے کیون باندھا اے مغرور اسلام تو دل سے توحید کا نام ہے
اور صورت کا مسلمان یا زبان کا مسلمان جو دل سے توحید کا معتقد نہو وہ مسلمان نہین ہے پس بزور شمشیر
زبان و صورت کو اسلام لیکر کیا کریگا دیکھو اللہ تعالے نے فرمایا۔ من الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الآخر
وما ہم بمؤمنین یعنے بعضے لوگ خالی زبان سے کہتے ہین کہ ہم اللہ تعالے و روز قیامت پر ایمان لائے حالانکہ
وے ہرگز کچھ بھی ایمان والے نہین ہین۔ دیکھو جو خود کہتے تھے انکو تو اسلام نکالے دیتا ہے کہ ناپاک جھوٹے
ہین تو بھلا زبردستی کہلا کر کیون داخل کریگا ہان بزور شمشیر تو جسم تابع کیا جاتا ہے کہ ظالمانہ قانون و جور و ستم
نہ کرنے پائے تاکہ خلق خدا امن و عافیت سے علم سیکھے اور جہاد سے تو تعلیم دینا یا فساد کرنے سے باز رکھنا
یہی مقصود ہے اور جب یقین کامل ہے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے عیش و آرام بس وہین ہے تو اس جہاد مین

بہت بڑے منافع ظاہر ہین اب دیکھو کہ طعنہ دینے والے نے کیسی الٹی بات بنائی اور بہتان باندھا۔ و قولہ تعالے
ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون۔ یعنے پڑھنے پڑھانے سے اثر ہوگا تو علماء ربانی
ہوجاؤ۔ اس آیت سے نکلا کہ پڑھانے والا بھی پڑھاتے سے یہ فیض پاتا ہے کہ عالم ربانی ہوجاتا ہے۔ الغرض
علم کی فضیلت اور عالم کی بزرگی و پڑھنے و پڑھانے کے فضائل جنمین سے ادنی فضل تمام دنیا و ما فیہا سے
افضل ہے حضرت سید المرسلین پیغمبر صادق کی احادیث اور کتاب الٰہی کے آیات و سلف کے اخبار سے
بہت کچھ ثابت ہین مترجم نے انھین چند روایات پر اقتصار کیا کہ جن لوگون کے حق مین سعادت ازلی سابق
ہوچکی ہے انکو تھوڑا بھی بہت کفایت کرتا ہے ورنہ بدبخت کو بہت بھی تھوڑا ہے۔ اب مختصر بیان علم کی
تقسیم کا سننا چاہیے۔ واضح ہو کہ علم کا اصلی فائدہ یہ ہے کہ مخلوق ناچیز اپنے خالق عزوجل کو پہچانے اور یہ
مراد اسوقت حاصل ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو پہچانے اسیواسطے بعض بزرگون کا قول ہے کہ جسنے اپنے آپ
کو پہچانا اُسنے اپنے رب کو پہچانا۔ اور اپنی پہچان مین سے ادنی یہ ہے کہ وہ ایک مخلوق ہے جو اپنی پیدائش مین
اپنا اختیار نہ رکھتی تھی۔ اور صحت و تندرستی قائم رکھنے یا بیماری زائل کرنے مین محتاج ہے جتنے کہ ہر کام مین
اُسکو اپنی محتاجی ظاہر ہوگی پھر عمر بڑھنے اور بڑھاپا پیدا ہوجانے اور آخر مرجانے مین بالکل مجبور ہے تو یہ افعال
کسی فاعل کی شان ہین اور یہ کام کسی کرنے والے مختار کی قدرت ہین کوئی مخلوق بڑا کوئی چھوٹا کوئی کالا کوئی
گورا کوئی کسی حال مین خوش اور کوئی اسکے برعکس محظوظ کسی خود مختار قدرت والے کی شان کے نمونہ ہین
تو جیسے محسوسات ظاہری اُسکے مخلوق ہین ویسے ہی عقل باطن و حواس باطنی بھی اسی کے مخلوق ہین پس عقل
جو چیز اپنے تصور و خیال و قیاس مین بناوے وہ خالق جلشانہ پر صادق نہوگا۔ وہ تو اس مخلوق عقل کا مخلوق مصنوع
ہے تو خالق عزوجل وہ ہے جو عقل کے تصرف سے اعلے و اجل ہے اب بھلا عقل اسکی تعریف کیا بیان
کریگی کہ وہ کیسا ہے اسیواسطے جو لوگ ایسے گذرے کہ اُنکو عقل کا دعوے تھا اُنھون نے اپنی عقل ہی پر
بھروسا کیا کہ خالق عزوجل کی شان کو بھی تصور کر سکتی ہے۔ اُنکی حماقت معرفت مین یہین سے ظاہر ہے
اور ہر شخص اقرار کرتا ہے کہ جس چیز کو وہ نہین پہچانتا اُسکی صفتین نہین بیان کر سکتا حالانکہ تمام مخلوقات
کسی نہ کسی بات مین باہم شرکت رکھتی ہین اور نہ سہی اتنا تو ہے وہ بھی مخلوق اور یہ بھی مخلوق ہے برخلاف
اسکے خالق عزوجل بالکل مخلوق سے جدا و کچھ بھی شرکت نہین ہے وہ قدیم یہ حادث وہ خالق یہ مخلوق
وہ بے ابتدا و بغیر انتہا لازوال ہے اور یہ حادث فانی عاجز محتاج ہے تو ضرور ہوا کہ وہی اپنے فضل سے
مخلوقات کو اپنی صفات سے آگاہ فرماوے اور جس طرح ہم اسکی تعریف کرین ہمکو بتلاوے اور جسطرح
اسکی تعظیم و عبادت کرین ہمکو سکھلاوے اور جہانتک ہماری سمجھ پہونچے ہمکو ہمارا آغاز و انجام بتلاوے چنانچہ
اُس کریم جواد غفور رحیم نے اپنے فضل سے ہماری جنس سے اپنا رسول بھیجا اور اُسپر اپنی کتاب نازل
فرمائی تو ہمکو معلوم ہوا کہ بحکم قولہ تعالے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ ہملوگ اسیواسطے

پیدا ہوے ہین کہ اپنے خالق کو پہچان کر اُسکی عبادت کرین اور اُسکی خلقت بے انتہا ہے صرف یہی زمین نہین
ہے اگرچہ ہمارے حواس تو آسمان سے آگے متحیر ہین عقل کچھ کام نہین کرتی کہ آخر آگے کہین حد ہے یا نہین
ہے پھر ہمکو اپنی پاک صفات بتلائین جنکو ہماری عقل نے اپنی آنکھون مین جگہ دی اگرچہ اُسکو خود ادراک کی
مجال نہین اور وہ بیچاری حادث ہے اسکو قدیم کے برداشت کرنے کی تاب کہان ہے اسیواسطے اہل الحق نے
بغیر چون وچرا اسکے اعتقاد پر استقامت اختیار کی ۔ پھر اپنی حمد وثنا اور تعظیم کا طریقہ بتلایا جسپر ہم صدق کے
ساتھ عمل کرین اور آخر اپنا فضل عظیم یہ ظاہر فرمایا کہ جو تم کرو اُسکا ثواب تمھین کو ہے اور ادنے ثواب
اسکا جنت ہے اور دنیا سے جب بندہ بنکر نکلو اور خواہ مخواہ نکلوگے تب پاؤگے ۔ پھر دنیا مین تمھاری
بندگی سے تمھاری عقل و روح خوش ہے اور نفس وشیطان دشمن ہین اور دونون مین سے ہر ایک کے لیے
اسباب ہین کھانے پینے کی خواہش و سردی و گرمی و زینت و آرایش و مزہ و لذت و فخر و تکبر و
خوف و دہشت اور سانپ بچھو وغیرہ موذیات کا اندیشہ اور لہو ولعب کے کرشمہ اور طرح طرح کی
رنگ برنگ چیزین جنسے کبھی سیر نہو ہمیشہ نئی نئی خواہشین وجلسہ وآرایشین آخر موت آگئی اور
آنکھ کھلی تو سب ہیچ تھا اُسکا کچھ وجود نہ رہا یہ سب فانی ہین اُنکے لیے بڑی بڑی کوششین سب برباد
ہوگئین اسوقت افسوس بیفائدہ ہے اب ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے بندون کو ہر طرح علم دیدیا پس اکثر
بندے تو شکر کی جگہ کفر کرکے اس دنیا کو چند ہی دن سہی آراستہ کرنے لگے اور ظاہر ہے کہ ہر آرایش کیلیے پہلے
اُسکا علم سیکھا پھر یہ نتیجہ حاصل ہوا تو یہ علم اور اسکا نتیجہ دونون خراب ہین کہ بعد موت کے دونون مین سے کچھ بھی
باقی نہین رہا اور جس بدن کی آرایش و آسایش کی تھی وہ سڑگیا پس یہ قسم علم کی علم دنیاوی ہے اور دوسرا
بندہ جسنے کتاب الٰہی و سنت رسول کی تعلیم پائی اور حقتعالے نے اُسکو سمجھ عطا فرمائی اُسنے روح و عقل کو آراستہ
کیا اور معرفت الٰہی سے مقبول ہوکر ذخیرہ سعادت آخرت جمع کیا اُسکی آنکھ کھلی تو حد سے زیادہ مقام کرامت و منزلت
دیکھا تو یہ علم و اسکا نتیجہ دونون نہایت خوب ہین اور یہ فضل الٰہی ہے ہزار شکر اسپر نثار ۔ وقد قال تعالیٰ ما کان
لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ ویجعل الرجس علے الذین لا یعقلون ۔ اسی علم کی اول ہم تعریف لکھ چکے اور اسی
علم کے عالم بڑی کرامت والے ہین ۔ یہی اصل حکمت ہے اور فرمایا حق تعالے نے ۔ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا
کثیرا ۔ جسکو حکمت عطا ہوئی اُسکو بہت بھلائی کثرت سے دیدی گئی اسی علم کے عالم ہونے کا حکم ہے ۔ بقولہ تعالیٰ
کونوا ربانیین ۔ حضرت علی و ابن عباس و حسن بصری نے تفسیر مین کہا کہ علما فقہا حکما ہو جاؤ ۔ اسی فقہ کے لیے
حکم دیا بمطابق قولہ تعالیٰ لیتفقھوا فی الدین الآیہ مین ۔ اور اسی علم کی نسبت حکم دیا بقولہ صلعم طلب العلم فریضۃ
الحدیث ۔ یعنے ہر عورت و مرد مسلمان پر علم سیکھنا فرض ہے اور اسی علم کا نتیجہ وہ معرفت ہے جسکے واسطے ہماری
پیدایش ہے بقولہ تعالے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اے لیوحدونی او لیعرفونی یعنے ہمنے جن و انس
کو اسیواسطے پیدا کیا کہ ہماری توحید پر مستقیم ہون ۔ اب یہان کچھ اوہام و سوالات پیدا ہوتے ہین ۔ اول یہ کہ

جب ہماری پیدائش فقط اسی لیے ہی کہ ہم توحید و عبادت ہی کرتے رہین تو سوائے اسکے جتنے کام ہین جتے
کہ کھانا و پینا و سونا و نوکری و تجارت وغیرہ سب ممنوع ہونگے۔ تو اس سوال کے جواب کو بتوفیق الٰہی ہم فی الجملہ
وضاحت سے بیان کرتے ہین جاننا چاہیے کہ یہ وہم خالی عبادت و توحید کے معنی نہ جاننے سے پیدا ہوا ہے
کیونکہ واہم یہ ہوا کہ عبادت الٰہی فقط چند الفاظ مخصوصہ ہین مانند نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ کے حالانکہ
عبادت تو یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے بندہ کا چال چلن پسند فرمایا ہے اسی کے موافق برتاؤ کرے تو اُسنے
بندگی کی اور ایمان سے یہ بات معلوم ہو چکی کہ بندون کیلیے یہ تمام دنیا مخلوق ہی اور بندے آخرت کیلیے مخلوق ہین
پس دنیا اُنکے لیے آخرت کے درجات حاصل کرنے کا کھیت ہے۔ تو دنیا مین تصرف جبتک بنظر آخرت ہو محبوب الٰہی ہے
اور جب اپنے نفس کی خواہش پر کام کیا تو یہی بیکاری ہی اور حقتعالے نے نفس کیلیے حظوظ و حقوق مقرر فرمائے ہین
یہ نہین ہے کہ نفس کی کوئی خواہش اُسکو مت دو بلکہ اُسکے حدود ہین جنکو علم والے جانتے ہین وقد قال تعالیٰ
تلک حدود اللہ یبینہا لقوم یعلمون۔ یعنے یہ حدین اللہ تعالے کی مقرر فرمائی ہین ان لوگون کیلیے انکو بیان فرمایا
ہے جو علم رکھتے ہین پس علم یہان ایمان کا دل مین یقین کامل راسخ ہوکر روشن کرنا کیونکہ اگر ان حدود کو جانتے
تو بیان کی حاجت نہ تھی۔ اور حدیث مین ہے کہ اسلام مین نصرانیون کی طرح راہب ہونا نہین ہے۔
تو نفس کو بھوک و پیاس سے ضعیف کر دینا و غذا نہ کھانا اور خصی ہو جانا وغیرہ کچھ نہو گا بلکہ فرمایا کہ میری امت کا رہبانیہ
بننا یہ ہے کہ جہاد کرین پس جہاد کیلیے ایسا مضمحل بننا نہین بلکہ خوب تندرست و قوی ہونا لازم ہے حتے کہ
اس فتاوے و دیگر کتب مین منصوص ہے کہ مثلث وغیرہ بغرض جہاد کی قوت کے کھانا و پینا جائز ہے جبتک
حرام چیز نہو۔ اور خود اللہ تعالے نے فرمایا۔ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ اور قولہ احل لکم الطیبات وقولہ
والطیبات من الرزق۔ جملہ لذیذ و پاکیزہ چیزین کھانے پینے کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ کام نیک کرو
اور خود حدیث مین ہے ان لنفسک علیک حقا۔ تیرے نفس کا تجھپر حق ہے۔ اور بعض حضرات صحابہ
رضی اللہ عنہم نے چاہا تھا کہ سونا و کھانا و لذائذ و عورتین وغیرہ ترک کر دین تو اُنکو بشدت منع فرمایا حتے
کہ مروی ہے کہ اُنسے کہا کہ تمکو میری اتباع کرنا ہے کہ نہین سوتے ہو یہ سب باتین کرتا ہون اور تم سب سے
زیادہ اللہ تعالے کی عظمت و جلال کا خوف رکھتا ہون۔ اور کیون نہین کہ آپنے دوزخ و بہشت سب کو ملاحظہ
فرمایا تھا عظمت و شان کبریائی مین عارف و ولی و صدیق سے بڑھکر رسول بلکہ اشرف الرسل بلکہ خیر الخلق تھے
صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ و علے آلہ و اصحابہ اجمعین۔ تو نفس کو اسطرح ہلاک کرنا خلاف طریقہ رسول قرار دیا
اور بیشک جسنے اعضاء و حواس کا شکر نہ کیا اُسنے جہالت سے کچھ قدر نہین جانی کیونکہ عجیب حکمت الٰہیہ اس خلقت مین
نمایان ہے کہ انھین سے محبت حق سبحانہ تعالے بواسطہ ادراک لذائذ و طیبات مستوجب شکر منعم محسن کے
دل مین ساری ہوکر بذریعہ معرفت عقلی کے توحیدی ایمان پر ثابت ہوتی ہے کہ بندہ اپنے اعضاء و جوارح کو
عبادتون و مناجات مین بصبر و تحمل لگاتا ہے اور آخر مین بندہ کے اعضاء خود مطیع و باعث ہوتے ہین اور

یہ مرتبہ صلاح وتقویٰ ہے اور جس نے اس سے پہلے انکو ضائع کیا وہ جاہل گمراہ ہے آیا نہین دیکھتے کہ اگر نفس کے
تباہ کرنے مین کمال ہی تو بھوکا رہکر مرجانے والا ولی ہوکر مرتا حالانکہ سب مسلمانون کا اتفاق ہے کہ اپنی جان
آپ مار ڈالنے والا جہنمی ہے۔ فقہ مین ثابت ہوا کہ زندگی نفس کے لیے فقیر کو کمائی کرنا واجب ہے اگر کر سکتا ہو
ورنہ آخر بھیک مانگنا فرض ہے ورنہ مرجائیگا تو جہنمی ہوگا اور اگر یہ طاقت نہو تو جس مسلمان کو اسکے حال سے اطلاع
ہو اسپر خبر گیری اسقدر کہ مرنہ جاوے فرض ہے چنانچہ یہ سب اس فتاوے مین مصرح منقول ہے اور ایسے ہی نماز
مین ستر عورت فرض ہے لقولہ تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیہ اور شدت حاجت کے وقت نکاح واجب ہے
پھر جورو کا نفقہ اور اولاد کا نان ونفقہ وغیرہ فرض ہے تو اب ظاہر ہوا کہ جو امر فرض کر دیا گیا ہے اگر وہ بغیر
دوسری چیز کے ادا نہین ہو سکتا ہے تو یہ چیز بھی ضمناً فرض کر دیگئی ہے اسیواسطے اہل العلم نے کہا کہ مقدمۃ الواجب
واجب مثلاً مسجد مین نماز بجماعت واجب ہے تو اسکے معنی یہ نہین ہین جب کبھی اتفاق سے ہم مسجد مین ہون اسوقت
نماز قائم کیجاوے تو ہمپر جماعت واجب ہے بلکہ اذان سنکر حاضر ہوکر جماعت مین شامل ہو اور یہ بغیر چلنے کے ممکن نہین
ہے تو معلوم ہوا کہ اسلیے چلنا بھی واجب ہے اور تم نہین دیکھتے کہ حدیث مین مسجد جانے کے ہر قدم کا ثواب جمیل
ارشاد فرمایا ہی اسیواسطے دور گھر سے آنا زیادہ ثواب ہے۔ پس نماز کیلیے نفس کی اتنی غذا کہ ادا کرسکے واجب ہے
اور یہ چیز کسی کمائی کے حیلہ سے ممکن ہی تو کمائی واجب ہی اور حیلہ جب بغیر تعلیم ممکن نہین تو یہ علم بھی واجب ہوا
جبکہ اس سلسلہ مین ضرورت ہو۔ اب ہر شخص جانتا ہے کہ فرض و واجب وسنت ومستحب یہ نام اُن اعمال
صالحات کے ہین جنپر آخرت مین اجر جمیل و ثواب جزیل ہے اور قولہ واعملوا صالحا کے تحت مین داخل اور
ثواب برضاء الٰہی ملتا ہے تو اسکی رضا پر یہ برتاؤ ہوا اور اسی کو عبادت کہتے ہین۔ اور نا راضی جس فعل پر ہووے
بندگی سے خارج ہے۔ اگر وہم ہو کہ مباح چیز تو کچھ ضروری نہین کہ واجب ہو اور اللہ تعالےٰ نے منع بھی نہین
فرمایا۔ تو مین کہتا ہون کہ اسیوجہ سے بعض علمار نے مباح سے براہ تقوے پرہیز کیا اور حدیث مین آیا کہ آدمی بکا
کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال اور ہے تیرا مال کیا سوا اسکے کہ کھا کر برباد کیا یا پہن کر پھاڑ ڈالا یا صدقہ دیکر
آخرت مین جمع کر لیا تو ان بزرگون نے اس سے سمجھا کہ مراد اسمین مباح کھانا پینا تھا اور جب برباد ہوا تو دنیا کی
زندگی جسکا ہر لمحہ وہر چیز جب غنیمت ہے کہ وہ چندروز حیات کے بعد اصلی مقام و وطن مین یہان کی کھیتی یا تجارت
کا نفع نایاب نفائس کا مجموعہ ملے اور جسمین یہ نہین وہ خواہ مخواہ بُرا ہے خسارہ ہے اسی لیے حدیث سے
ثابت ہے کہ صحت وفراغت دو چیزون کی قدر نہ کرکے اکثر آدمی خسارہ مین پڑے ہین۔ اور حدیث سے ثابت ہے
نیک آدمی کیلیے پاک مال بہت اچھا نتیجہ دیتا ہے۔ تو جب مباح مین مال برباد وقت برباد گیا تو اس سے پرہیز چاہیے
اور بعض علمار نے اسکو بھی عبادت مین شامل کیا اور میرے نزدیک بھی یہی اقرب ہے واللہ تعالےٰ اعلم۔ اسلیے
کہ مباح ایک حد ہے جو اللہ تعالےٰ نے مقرر فرمائی اور ثابت ہو چکا کہ اس حد تک نافرمانی نہین ہوئی تو
بندگی رہی تب تو ضرور ثواب ملیگا اور حدیث مین صدقات روزانہ شمار فرمائے ہین مثلاً کسی سے

خوش خلقی سے بات کرنا صدقہ ہے حتے کہ راستے سے کانٹا کنکر ہٹا دینا صدقہ ہے ان سب مین آدمی کا اپنی
بی بی سے قریب ہونا بھی صدقہ شمار ہے تو جسنے اس حکمت کو نہ سمجھا اُسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ یا رسول اللہ کیا ہم مین سے کوئی آدمی اپنی شہوت پوری کرے تو اسمین بھی اُسکو ثواب ملیگا آپنے ارشاد
فرمایا کہ اگر وہ شخص کسی حرام جگہ پر فعل کرتا تو اسپر عذاب جہنم ہوتا کہ نہوتا۔ عرض کیا گیا کہ ہان بیشک عذاب تھا
تو آپنے فرمایا کہ پھر حلال مین ثواب ہی۔ اسمین بہت پاکیزہ اشارہ ظاہر ہے کہ شہوت و خواہش پوری کرنا
شرع مین منع نہین کیگئی ہے بلکہ مقصود شرع کا حد مقرر کرکے فرمانبرداری و نافرمانی کا امتحان ہی پس اگر نافرمانی کی
تو حرام کرکے بندگی و اطاعت سے نکلگیا اور حلال کرنیمین فرمانبرداری کی حد کا قصد کیا تو بندگی مین رہا اور جبتک
بندگی کی حد مین ہے اُسکو ثواب ہے۔ اور حدیث سعد رضی اللہ عنہ مین صریح ارشاد فرمایا ہی کہ حتے اللقمۃ تجعل فی فی
امراتک۔ یعنے اپنی جورو کے منھ مین جو نوالہ پہونچاتا ہے اُسمین بھی تجھے ثواب ہے۔ بلکہ ان سب سے قوی استدلال قولہ کلوا
من الطیبات الآیہ ہی کہ طیبات کھانے کا حکم دیا حالانکہ لذیذ غذا ضروری نہین ہے کہ بغیر اسکے مرجاوے بہت
صورتین مباح ہین تو مباح موافق حکم ہے جسکے ماننے مین ثواب ہے جیسے مسافر کا نماز مین قصر کرنا اگرچہ فی الاصل رخصت
ہو لیکن اللہ تعالےٰ نے جو ہمپر صدقہ کیا اُسکا قبول ہمپر واجب ہے۔ ہان اتنا ضروری ہی کہ جو ثواب فرض و واجب کا ہی
وہ بھلا مباح کا کب ہو سکتا ہے اور جو حدیث کھا کر برباد کرنے و ہنکر پھاڑنے کی بیان کیگئی اسکا بیان اسواسطے نہ تھا
کہ مباح کا مال برباد جاتا ہی کچھ ثواب نہین ملتا ہے بلکہ اس سے مقصود یہ تھا کہ آدمی کا مال اسکے لیے کیا ہے جو وہ
کہا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال کیونکہ اسکی زندگی بس یہی چندروزہ ہی تو اسمین جو کھایا پہنا تو وہ اب ہا نہین اور جو
خیرات کردیا وہ وہان جمع کر لیا باقی سب اورون کا حصہ ہے۔ اسکا اسمین سے بس یہی ہے جسکا مفصل حال
مذکور ہوا۔ بالجملہ اصل اسمین ایک جامع آیت کریمہ ہے جسکے سمجھنے و اسکی فقہ حاصل کرنے سے آدمی فقیہ ہو سکتا ہے
یعنے قولہ تعالےٰ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ یعنے حق تعالےٰ نے فرمانبردار
بندون سے انکا جان و مال خریدا اور عوض اسکا جنت دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف نے فرمایا
کہ سبحان اللہ یہ کمال کرم ہے کہ حقیقت مین اصل و بدل دونون پھر اسی کو دیدیے مع رضوان و فضل عظیم کے کہ یہ
اسپر بڑھاو یا پس اتنا تو سمجھ لینا ضرور ہے کہ مومن کو اپنی جان و مال مین اپنی رائے کا اختیار کچھ نہین ہی اُس کو
چاہیے کہ ان دونون کو اسطرح رکھے جسطرح مالک نے حکم دیا ہے حتے کہ اعضاء بدن سے نماز و روزہ وغیرہ کا کام لے
حتے کہ جب بیماری سے پانی بدن پر ڈالنا مضر ہو تو تیمم کرا دے اسیواسطے اگر زخمی نے مثلاً تیمم نہ کیا اور نہا لیا
پس مرگیا تو وہ گنہگار مرا کیونکہ اُسنے یہ اپنا زعم رکھا کہ تیمم کرنے سے میرا جی صاف نہین ہوتا ہی ایسے ہی
جسکو عذر نہین ہے اگر تیمم کیا اور ٹھنڈے سرد پانی سے نہانے کو جی نہ چاہا تو گنہگار ہے اُسنے نافرمانی کی۔ اللھم
اغفر لنا بفضلک۔ مال کا بھی یہی حال ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے پھر بھی پوچھا جائیگا کہ کسطرح کمایا۔ پہلے
مثلاً کہ کمائی واجب بھی کیونکہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ کمائی ضرورت کے وقت واجب ہے پھر کس حیلہ سے کمایا ہی۔ نوکری

تجارت۔ پیشہ نہ تو نوکری ایسی تھی جو ظلم و ناحق سے خالی ہوتے کہ خلاف شرع مثلاً حکم نہ بگاڑنا پڑے کیونکہ
خلاف قانون الٰہی تھا جو قانون ہوگا وہ نافرمانی و ظلم ہوگا کیونکہ نافرمانی خود ظلم ہے اور خلاف شرع جو قانون
ہے اسکے موافق فیصلہ کرانے کی وکالت و پیروی نہ کرے نوکری کی جو شرطین ٹھہری ہون انکو ادا کرے۔
غدر و خیانت رشوت وغیرہ نہو۔ تجارت مین خرید و فروخت فاسد و حرام طریقہ سے نہو مثلاً کلکتہ سے ہزار من
چانول کی بلٹی آئی اور نہ جانچا تول نہ دیکھے نہ ناپے تولے بلکہ خالی بلٹی پر سودا و بیع نفع سے دوسرے کے ہاتھ بیچڈالے
تو یہ حرام ہے اور پیشہ کی بھی ایسی ہی حالت ہے۔ پھر اگر اسنے عذر کیا کہ مین نے حرام ہونا نہین جانا تو عذر قبول نہوگا کیونکہ
جب یہ پیشہ اختیار کیا تو اسکا علم جاننا فرض تھا۔ اب ہم دو باتین یہان صاف بیان کردین اگرچہ سمجھنے والا پہلے
بیان سابق سے بھی سمجھ سکتا ہے۔ ایک یہ کہ علم دین و علم دنیا کی تقسیم کیونکر ہے اور دوم علم کا طلب کرنا جو فرض ہے
وہ کسقدر ہے تب فقہ کے معنے سمجھے جاوین۔ واضح ہو کہ عبادت اصلی تو فقط یاد الٰہی و اسکی خالصہ طاعات و دعا و عاجزی
و تضرع و حضوری وغیرہ ہین پھر اسمین تندرستی و نفس کی غذا و ٹھکانا و بدن کا ڈھانپنا وغیرہ ضروریات ہین جہانتک
ضرورت ہو اور کبھی عوارض دیگر بھی حقوق کے ساتھ پیدا ہوتے ہین جیسے اہل و عیال کا نان و نفقہ وغیرہ۔ اور
عبادت سے مقدم اسکا طریقہ جاننا۔ پس جو شخص تنہا کسی پہاڑ مین وہان کے میوہ جات پر بسر کرتا ہے جہان
کوئی نہین ہے تو اسکو کپڑے کی ضرورت نہین ہے اگرچہ جاہل کو وہان شیطان اپنا بندہ بنا ڈالیگا اور عالم نے
کچھ نہ کیا جبکہ علم کا نفع روک دیا ایسی تنہائی بعض اشارات حدیث سے منع نکلتی ہے اور بعض سے جائز بھی
الغرض یہ ایک مثال تھی اسکی تحقیق نہین منظور ہے تم یہین رہو اور دیکھو کہ تم عبادت خالصہ کے لیے بیٹھے تو
جگہ کی ضرورت ہوئی لہذا مسجد بنانے والون کے لیے بڑا ثواب ہے کہ حلال زمین پر بیٹھے پھر کھانے کی ضرورت
ہوئی اور کپڑے کی یا جورو بچہ و دیگر اقارب کے نفقہ کی تو سوال حلال نہین ہے کوئی کمائی اختیار کی پس اللہ تعالیٰ کے
حکم پر چلے تو ثواب وہی ملیگا جو خالص یاد الٰہی کا تھا اور کمائی مین علم کی ضرورت ہے تو جبتک یہ علم حاصل کرو ثواب
ملیگا بشرطیکہ یہی نیت ہو کہ حق نفس و حق زوجہ و حق اولاد اس سے حاصل کرکے پورا کرون اور یہ نیت نہو کہ عیش
دنیا اڑاؤن کیونکہ یہ گھر تو آخرت کیلیے کھیت و منڈی ہے اگرچہ تمکو کمائی مین اللہ تعالےٰ اسقدر دیدے کہ اپنے
فضل سے لذت کے ساتھ رہو اور نیک کام کرو تو یہ علم اگرچہ دنیاوی ہو اس راہ سے ثواب ملیگا مگر ایسی چیزونکا
علم نہو جو شرع مین معصیت ہین جیسے علم موسیقی و ستار و سارنگی وغیرہ یا علم مصوری وغیرہ تو یہان حد مباح کی ہے
علیٰ ہذا پیشہ تجارت مین حرام پیشہ نہو مثل قوالی و بھیک مانگنا وغیرہ۔ اور تجارت حرام نہو جیسے شراب بیچنا وغیرہ
پس جو شخص انگریزی پلٹن کے گودام کا ٹھیکہ لے جسمین شرط ہو کہ جہان اور چیزین ہین وہان یہ بھی شرط ہے کہ
شراب اسقدر بہم پہونچاؤ۔ یا گلا گھونٹے جانور کا گوشت دیا کرو تو یہ مال حرام ہو جائیگا۔ پس یہ حدود نوکری و
تجارت و پیشہ و صنعت مین علم سے معلوم ہونگے اور جس علم سے معلوم ہون اسمین اگرچہ ثواب اس نیت پر ہوگا جو
بیان ہوئی لیکن یہ علم آخرت و علم معرفت نہین ہے جو وہان ساتھ رہتے کہ قاضی ہونے کیلیے جو علم ہو وہ بھی

دنیاوی جھگڑے بکھیڑے فیصل کرنے کیلیے ہے وہ کچھ معرفت نہین ہے - الحاصل علم دنیا ہر وہ علم ہے جسکا باقی ہونا آخرت کے ساتھ نہو اسمین دو قسم ہین ایک وہ جو بہ نیت صالحہ سیکھا جاوے کہ وہ حد مباح مین ہوا اور ثواب ملے جیسے فن تعمیر عمارت وفن طبابت وغیرہ - اور ایسے ہی قاضی بننے کا علم متعلق بادب القاضی - تو یہ بھی ثواب مین داخل ہے اور دوم وہ کہ جو حد مباح مین نہو یا سنت صالح نہو جیسے کہ اگر علم قضا محض اپنے نفس کی عیش کیلیے سیکھا تو کچھ نہین ہے یا جیسے ستار وگانا علم موسیقی سیکھا تو محض دنیا وحرام ہے - اور علم دین ہر وہ علم ہے جسکا نتیجہ صلاح نفس بغرض آخرت ہو یا نفس علم آخرت ومعرفت خالق عز وجل ہو اور اسکا مرتبہ بہت اعلے ہے اور دوسرا بیان یہ رہا کہ علم کا طلب کرنا کسقدر فرض ہے تو جاننا چاہیے کہ جب کبھی ضرورت کسی شخص کو کسب معاش حلال کیلیے داعی ہو کہ وہ علم دنیا مین سے حاصل کرے تو قسم اول مین سے اتنا کہ قدر ضرورت معاش ملجا دے ثواب وواجب مین داخل ہے اور اس سے زائد مباح ہی جبکہ حد مباح مین ہو اور جو چیز کہ محض لایعنی ہو اگر اسکو حاصل کرکے تضییع اوقات کرے تو وہ جواب دیگا مثلاً اس زمانہ مین یونانی فلسفہ کا سیکھنا کہ محض لایعنی اور اصح یہ ہی کہ حرام ہے - اور طب وغیرہ مصالح عامہ کبھی بنظر عارض منجملہ واجبات ہوجاتے ہین اور اسی قسم سے ہے اس زمانہ مین ایسے فنون جنسے بغیر دھوئین کے بارود اور توپ وترپیڈو وغیرہ کی ایجاد وغیرہ پر قدرت حاصل ہو کیونکہ قولہ واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل - ایسی باتون کا اشارہ فرماتا ہے بلکہ تنصیص سے اثبات کی امید ہے پس ضرور ہے کہ ایک گروہ علمار کا ایسا ہونا چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم - اور رہا علم دین مین سے تو ہر مسلمان مرد وعورت پر اسقدر فرض ہے کہ جب اس سے اعتقاد خالی ہو یا اسمین سے بعض سے خالی ہو تو وہ کافر کہلاوے اور جب اسقدر عمل سے یا اسمین سے بعض سے روکا جاوے تو اسپر اس ملک سے ہجرت کرجانا واجب ہوا اور مترجم کہتا ہے کہ فقیہ عالم کا کام ہے کہ جب وہ جانتا ہے کہ ایمان کیلیے تمام بنی آدم مکلف ہین تو ادنے سے ادنے آدمی کے لحاظ سے اسقدر پر اکتفا کرے کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ - مین گواہی ادا کرتا ہون کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی الٰہ ومعبود نہین اور گواہی ادا کرتا ہون کہ بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُسکا بندہ ورسول ہے پس اگر کسی نے اسقدر اقرار کیا اور بعد اسکے اسیوقت مرگیا تو مجال نہین ہے کہ کوئی اسکو کافر کہے - تم نہین دیکھتے کہ صحاح کی حدیث اسامہؓ مین صریح یون قصہ ثابت ہے کہ اسامہ بن زید سردار فوج کرکے جہاد پر بھیجے گئے وہان عین لڑائی مین کفار کے لشکر سے جو آدمی اسامہ کا مقابل تھا اُسنے تلوار ماری کہ اسامہؓ کا بازو مجروح ہو گیا جب انکا وار پہونچا تو اُسنے پناہ لی اور کہا کہ لا الٰہ الا اللہ - مگر اسامہؓ نے اس اقرار کو اسکی طرف سے مجبوری پر محمول کرکے نہ مانا اور اسکو قتل کردیا اس آواز کو بعض اہل لشکر نے سُنا تھا انھون نے کہا کہ اے سردار تم نے کیون اُسکو مار ڈالا جبکہ وہ توحید کا اقرار کرتا تھا اُنھون نے جو سمجھا تھا بیان کیا تو اہل لشکر نے کہا کہ نہین بلکہ ہم اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرینگے جب مدینہ مین آکر آپ سے عرض کیا گیا تو آپنے اسامہ کو بلاکر پوچھا اسامہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ میرا مجروح بازو ملاحظہ فرمائین اُس نے فقط میری تلوار کے ڈر سے

سلہ اور سامان کرو ان کیلیے جو کچھ ہو سکے طاقت اور گھوڑون سے ۱۲

ایسا کہا تھا تو آپنے فرمایا ہلا شققت قلبہ یعنے تو اُسکے دل کا حال کیا جانے تو نے اسکا دل پھاڑکر کیون نہ دیکھا یعنے دل کا بھید اللہ تعالے کے علم مین مسلم ہے - اور بار بار فرماتے تھے اقتلت رجلا یقول لا الٰہ الا اللہ ارے تو نے ایسے آدمی کو مار ڈالا جو کہتا تھا کہ لا الٰہ الا اللہ - یہانتک کہ اسامہ کہتے ہین کہ مین ایسا خوفناک ہو گیا کہ کاش مین آج مسلمان ہوا ہوتا - الحاصل اسی شہادت وکلمۂ توحید پر اکتفا کیا جاوے اور اگر کسی نے حضرت سرورِ عالم وعالمیان سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کے رسول و بندے ہونے کا اقرار نہ کیا تو بھی کافر ہے چنانچہ صریح احادیث ومحکم آیات ناطق ہین پھر اسکو اس جامع کلمہ کی تفصیل سے آہستہ آہستہ تعلیم دیجاوے کہ جب الٰہ کوئی اور نہین ہے تو اللہ تعالے جلشانہ وہی خالق رزاق مالک مختار ہے حتے کہ شرک بالکل جڑ سے جاتا رہے اور سب جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کسی مین خلاف نہ رہے اور دنیا کے آگے آخرت پر ایمان لانا ایسا ضروری ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا بقولہ یومنون باللہ والیوم الآخر یعنے آخرت پر ایمان کو عموماً ہر ایک عرب کیلیے صریح بیان فرمایا - اور صحاح مین روایت ایک صحابی کی ہے جنھون نے اپنی چھوکری کو مارا اور اللہ تعالے کے خوف سے ڈرے کہ مین نے اسکو مقدار جرم سے زیادہ مارا تو مواخذہ ہوگا پس آنحضرت صلعم سے اپنا حال ظاہر کرکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکو آزاد کردون آپنے حکم دیا کہ یہان بلواؤ جب وہ آئی تو اس سے اللہ تعالے کو پوچھا اُسنے ٹھیک بتایا پھر اپنے آپ کو پوچھا کہ کون ہون اُسنے کہا کہ آپ اللہ تعالے کے رسول ہین تو صحابی سے فرمایا کہ ہان اسکو آزاد کردے یہ تو مومنہ ہے - اقول اسمین اشارت ہے کہ جب بندہ اپنے خالق عز وجل کی معرفت مین ایمان رکھتا ہو تو وہ بھائی ہے اور مملوک بنانا اسی کی بھلائی و تعلیم کیلیے ہے علاوہ ازینکہ ان دونون آقا ومملوک مین رشتۂ اتحاد زیادہ مستحکم ہوتا ہے حتے کہ ولاء سے وراثت مثل قرابت کے پہنچتی ہے پس آقا خالص عبادت الٰہی کیلیے فارغ ہو جاتا ہے اور مملوک اسکے لیے رزق حاصل کرلاتا ہے پس دونون دنیا سے بڑا ذخیرہ لیجاتے ہین اور اسیواسطے حدیث صحیح مین مومن پر یہ حکم لازم کیا یعنے ایمان کے خصائص مین سے قرار دیا کہ اپنے بھائی کو جسکو اللہ تعالے نے اسکا ماتحت کیا ہے وہی کھلاوے جو خود کھاوے اور وہی پہناوے جو خود پہنے - الحاصل اُس چھوکری سے فقط اللہ تعالے ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق یقینی پر ایمان کا اکتفا کیا کیونکہ بعلم نبوت اُسکی سچائی جانکر مومنہ فرمایا ہے پس اسیقدر سے مومن ہوگا - اور علماء جو عوام کی سمجھ سے بڑھکر اُنکو تکلیف دیتے ہین جاہل ہین - ارے یہ نہین دیکھتے کہ اتباع الہوے اتخاذ الالٰہ ہے - بقولہ افرأیت من اتخذ الٰہہ ہواہ سا ور جسنے زعم کیا کہ چنے چبانے سے پیٹ مین درد ہوا اسنے نظر مین شرک کیا یہ قائل عالمانہ ہین اپنے نفس کو آرہا دین کہ ایسے خفی شرک انمین کس حد تک پہونچے ہین حتے کہ زید وخالد وکلو و مرزا دخان وشیخ کے ساتھ عناد اور لڑائی جھگڑے مین کس مرتبہ تک منہمک ہین اور اسلم انمین یہ تھا کہ مقام توحید مین قدم استوار کرتے اور وسائط کے ساتھ برتاؤ مین بھی احکام شریعت کا اتباع سمجھکر مشاجرہ کرتے ولیکن اللہ تعالے خلاق علیم ہے جو وہ چاہے وہی ہوتا ہے - الغرض اعتقاد مین تو فرضیت اسطرح

شروع ہوتی ہے پھر جب اسنے صاف قلب مین یہ نظر دیکھی کہ پانی نے کھیتی اُگائی تو فوراً اس خطرہ کو ابھی باہر
رکھا دل مین اسنے نہ دیا اور عالم سے پوچھ لیا کہ اسکو دل مین جگہ دون اُسنے تبلا دیا کہ نہین نہین دیکھو بات
اسطرح ہے علے ہذا القیاس یہانتک کہ تمام تفصیل سے مومن ہوگیا اور یہین سے معلوم ہوگیا کہ ایمان وعلم کا محل
قلب ہی اور صحابہ بلکہ عموماً تابعین رضی اللہ عنہم اسیطرح علماء حکماء امام تھے۔ یہ نہین دیکھتے کہ فقہ اکبر وعقائد نسفی
وجملہ کتابین یہ اسوقت کہان تھین اور یہین سے صفائی قلب کا طریقہ بھی اہل ایمان مین معلوم ہوگیا بخلاف اس
زمانہ کے لوگون کے کہ دل مین ہزارون وسواس وکفر کے اعتقادات وخطرات جمائے ہین اور ہر وقت ہر بات کو
دل مین لاتے جاتے ہین اور فکر یہ ہے کہ دل مین صفائی حاصل ہو بلکہ دل مین لا الہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ کو جگہ دے
اور سب خیالات واوہام کو نکالدے پھر نئے سر سے جو وہم آئے اُسکو شرع سے پوچھکر آنے دے اور اگر شرع اسکو
وسواس شیطانی تبلاوے تو باہر کردے۔ اب ہاعل تو نماز وروزہ وحج وزکوۃ ہے۔ مگر نماز تو ہر مرد وعورت پر فقط
پانچ وقت دن رات مین فرض ہی اور روزہ کا علم جب رمضان آوے فرض ہوگا اور حج جب مال اسقدر ہو
جتنا چاہیے اور زکوۃ جب اُسکے لیے مال وموسم آوے اور اگر کوئی فقیر ہو تو اسپر ان دونکے مسائل سے اسوقت
کچھ بھی نہین ہے ہان اتنا جاننا ضرور ہے کہ اسلام مین ان چیزونکے فرض ہونیکا اعتقاد ہی اور رہا انکے ادا
کرنیکا طریقہ تو وہ جبھی ہوگا جب شرائط ووقت آوے۔ اب ایک تنبیہ باقی رہی کہ نماز مین اسکو معلوم ہوگیا کہ ستر
ڈھانکنا وپاک جگہ اور وضو وغیرہ شرائط ہین اور آدمی کو حرام کھانے وکپڑے مین پرہیز کرنا فرض ہی اور پہلے ہمنے
کمائی کے فرض ہونے کو مفصل بیان کردیا ہے تو جس حیلہ سے کسب معیشت چاہتا ہی اسکے افعال بھی عبادت ہین
جیسا کہ اوپر تحقیق ہوچکا تو اس سے احکام الٰہی بحکمت بالغہ متعلق ہین پس آدمی پر انکا جاننا بھی فرض ہے اگرچہ یہ
فرض نہین کہ وہ جملہ صنائع وحرفت وتجارات کے احکام سے واقف ہو۔ ہان عالم البتہ ان سب سے واقف
ہوگا جہانتک علم ہے۔ یہان سے ظاہر ہوا کہ جسنے یہ زعم کیا کہ ضروریات دین فقط روزہ نماز وغیرہ
خالص عبادات کے مسائل ہین اُسنے کلام بہت مجمل ومخلوط کردیا کیونکہ ان مسائل کی تعیین مین وہی تفصیل ہے جو
اوپر مذکور ہوئی ہے کہ عامی مرد پر حیض کے مسائل جاننا ضروری نہین ہے اور عورت پر اس زمانہ مین ادائے
جمعہ کے مسائل ضرور نہین۔ اور اسکے علاوہ حرفت وصناعت وغیرہ جو حیلہ کسب معاش کا ہو اسکے مسائل کو ضروریات
مین داخل نہ کیا اور بدون اسکے خالی عبادات خالصہ کی خصوصیت سے مقصود حاصل نہین ہوتا۔ اور حدیث
صحیح مین جن لوگون کی دعا مین زیادہ قبولیت کی امید کیگئی انمین مسافر کو شمار فرمایا ہے اور دوسری حدیث
صحیح مین یہ مضمون ارشاد ہے کہ اکثر مسافر گرد آلود سفر اُٹھائے ہوئے پریشان بال ہاتھ اُٹھا کر دعا مین
مانگتا ہے اور حالت اسکی یہ ہو کہ جہان سے کھاتا ہے حرام ہے اور جہان سے پہنتا ہے حرام ہی اور حرام کی
غذا سے پرورش پائی ہے تو کہان اسکی دعا قبول ہوگی اور بعض روایات سے جملہ عبادات کی نسبت بھی ایسی کیفیت
ثابت ہوتی ہی پس عبادات اگرچہ بذات خود اصل مقدم ہین اور یہ چیزین انکے لیے شرائط لیکن ادا ہونے کی

حیثیت سے تقدیم ان شروط کی علت ہے اور اختلاف حیثیت وجہت سے ہر ایک کا دوسرے پر مقدم ہونا کچھ مضائقہ نہین رکھتا ہے۔ پھر جو کچھ مین نے ذکر کیا یہ سب اس غرض سے کہ اکثر آدمی علم وعبادت فقط نماز و روزہ وغیرہ خالصہ طاعات مین منحصر جانتے ہین اور دیگر اوقات وافعال کو بلا ثواب وخارج از طاعات سمجھکر رائگان کرتے ہین یہ قصور سمجھ کا ہے اور فقہ نام سمجھ کا ہے پس فقیہ وہ ہے جسکو دین وایمان مین سمجھ حاصل ہو لہذا جو فضائل فقہ کے احادیث وآیات سے ثابت ہین وہ ان بزرگون کیلیے مسلم ثابت تھے جنکو سلف صدر اول وصحابہ وخلف وتابعین کہتے ہین۔ باوجودیکہ یہ کتابین جو اسوقت موجود ہین اور جتنے مسائل انمین مندرج ہین وے اسوقت موجود نہین تھین اور ایسے ہی یہ بھی سمجھ کا قصور ہے کہ علم دین فقط ان مسائل مین منحصر ہے جو وقایہ وہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین مدون ہین حالانکہ انمین خشوع وخضوع وحضور قلب کا ذکر اتفاقی ہے علے ہذا تکبیر حرام ہے وریا شرک خفی ہے اور مانند اسکے بکثرت احکام یہان مذکور نہین ہین پس حاصل الامر یہان اسطرح جاننا چاہیے کہ بندے جو کام کرتے ہین ہر کام کے ساتھ اللہ تعالے کا حکم متعلق ہے مثلاً یہ جائز ہے وہ حرام ہے حتے کہ جو جائز ہے یا فرض یا واجب ہے وہ کرین اور جو حرام یا مکروہ ہے اُسکو نہ کرین اور تمام کام دو طرح ہوتے ہین ایک دل سے جنکو افعال قلب کہتے ہین اور نیت بھی دل ہی سے ہوتی ہے اور دوم اعضاے ظاہری سے جیسے وضو کرنا ونماز کے ارکان ادا کرنا اور کسی پیشہ یا نوکری کا کام کرنا۔ پھر ظاہری افعال مین کوئی ایسا فعل نہین جسکے ساتھ دل کا فعل نہ لگا ہو اور کم سے کم نیت ہے حتے کہ اگر صدقہ دیا اور نیت اللہ تعالی کے لیے ثواب کی غرض سے نہین ہے تو کچھ بھی ثواب نہوا اگرچہ کام نیک ہے شاید دنیا مین اسکا بدلا ملجائے اور دل کے افعال بکثرت ایسے ہین جنکے ساتھ ظاہری اعضاء کے کام کو کچھ تعلق نہین ہے اور یہ خود ظاہر ہے۔ تو فقیہ وہ ہے جو ظاہر و باطن سب افعال وخطرات ووسواس کے احکام جانتا ہے جہانتک اُسکو ضرورت ہوئی یا انکشاف ہوا ہے اور جہان سے اُسنے جانا وہ اللہ تعالے عز وجل کی کتاب مجید یعنے قرآن کریم ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پاکیزہ واجماع صحابہ خیر الامۃ رضی اللہ عنہم ہے پھر ان تین اصول سے جو طریقہ پہچاننے کا ہے وہی اجتہاد وقیاس ہے اور اجتہاد کیلیے کچھ شرطین ہین جو مجمل انشاء اللہ تعالے آتی ہین۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل تو سمندر کی طرح لبریز بھرے اور پہاڑون کی طرح استوار محکم جمے ہوے تھے اور انھین کے شاگرد حضرات تابعین انسے ملتے ہوے تھے پھر اُنکے بعد یہ کیفیت کہان رہی مگر اللہ تعالے نے انمین ایسے علماء پیدا کر دیے جنھون نے نور یقین وایمان وادب وتقوے وصدق سے اولین وسابقین ولاحقین کا طریقہ پایا اور پچھلون کیلیے جنمین موافق حدیث کے جھوٹ پھیلتا گیا اور موٹا ہونا وحظوظ نفس پسند کرتے گئے۔ اس طریقہ کو صاف بیان کر دیا۔ خود یہ حضرات مجتہدین بیشک فقیہ جامع تھے اور مشائخ کبار بھی انھین کے شاگرد تھے لیکن پچھلون نے یہ کیا کہ باطنی افعال کا مجموعہ ان کتابون مین جمع نہین کیا بلکہ سوا شاذ ونادر کسی مسئلہ کے بالکل ذکر نہین کیا کیونکہ میدان بہت وسیع ہے اور خالی ظاہری اعمال وا اُسکے احکام سیطرح کے ذکر کر دیے تو فقہ اب انھین ظاہری افعال کا نام ہو گیا ہے لیکن مرد متقی کو چاہیے

کہ ظاہر گناہ و باطن گناہ سب کو ترک کرے باطنی گناہون کا ترک تو حدیث و تفسیر سے جسمین احادیث کے ساتھ بیان ہو تعلیم حاصل کرے اور ظاہری کو فتاوے فقہ سے سیکھے۔ واللہ تعالےٰ ولی التوفیق۔

اوصل۔ فقہ کے بیان مین۔ واضح ہو کہ لغت مین فقہ کے معنی سمجھ کے ہین اور شرع مین فہم خاص جو کتاب اللہ تعالےٰ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے قول مین ہے کہ اس سے زیادہ ایک فہم جو قرآن مین اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو عنایت فرمائے والحدیث فی صحیح البخاری۔ پس فقہ کے لیے اصل یہی دونون یعنے کتاب الٰہی قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے حدیث ہین اور فقیہ وہ ہے جو جسم ظاہر کے متعلق احکام اوامر و نواہی سے اسطرح واقف ہو کہ دونون اصل مین سے کہان سے یہ حکم عمل کرنے کا یا نہ کرنے کا کسطرح نکلا ہے تاکہ ظاہر جسم کو ان احکام کے موافق عمل کرنے سے ظاہری گناہون کی نجاست سے پاک اور پاکیزہ طہارات و طاعات کے نور سے منور کر سکے جیسے طہارت و وضو و غسل وادائے فرائض و واجبات سے اور قرآن کی قرأت و اسمین نظر کرنے و سُننے و مسجد کو جانے وغیرہ خصال محمودہ سے آراستہ کرتا ہے اور فحش گفتگو و بدنظری و فحش باتین سننے و حرام کھانے پینے اور چوری اور فواحش کیطرف قدم اُٹھانے وغیرہ کی نجاست و افعال مذمومہ سے اپنے آپ کو پاک رکھتا ہے۔ اور تاکہ فقیہ مذکور باطن کو سچے اعتقادات و نورانی افعال و حسن صفات سے منور کر سکے اور باطن کو باطل و مذبذب خیالات و بیہودہ اوہام و بد افعال و مذموم صفات کی تاریکی و نجاست سے پاک کر سکے اور اپنے نفس کے عیوب اور دشمن قطعی شیطان کے مکر و وسواس پر اور ان دونون کی ظاہر و خفیہ راہون پر مطلع و آگاہ ہو پس جب اسنے اس واقفیت سے بحکم قولہ تعالیٰ وذروا ظاہر الاثم وباطنہ الآیہ۔ تمام ظاہری و باطنی گناہون سے تقوےٰ کیا اور توبہ و استغفار و خشوع و خضوع و خوف الٰہی سے ہر دم اپنے مالک خالق کیطرف متوجہ ہوا تو اللہ تعالےٰ اُسکو اور ایک علم عنایت فرماتا ہے جسکا اشارہ حضرت خضر و موسےٰ علیہما السلام کے قصہ مین بتائید حدیث صحیح گویا مصرح ہو گیا ہے اور ابتدا اس اصلاح کی سلامت قلب ہے بحکم قولہ اذا صلحت صلح الجسد کلہ جب وہ صلاح پر ہو جاتا ہے تو تمام بدن صالح ہو جاتا ہے۔ اور بحکم قولہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک سب سے بڑا تیرا دشمن تیرا خود نفس ہے جو تیرے دونون پہلو کے بیچ مین ہے اس نفس کے مہلکات کو پہچاننا اور بحکم قولہ تعر ان النفس لامارۃ بالسوء۔ اسکی بد خواہشون کو پہچاننا اور وسواس شیطانی سے بحکم قولہ تعر اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذاہم مبصرون۔ متنبہ ہو کر بتوفیق الٰہی جلشانہ فوراً بچ جاتا ہے اور اگر المام ہوا بھی تو بلا اصرار منقطع ہو جاتا ہی پس لوث دشمن سے پاک اور آخرت حکمت الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے اور مخلوق الٰہی اُسکے فیض حکمت سے اپنے منازل و مقامات بلند حاصل کرتے ہین پس اسیواسطے حدیث صحیح مین ہے کہ فقیہ واحد اشد علے الشیطان من الف عابد اکیلا ایک فقیہ ہزار عابدون سے بڑھکر شیطان پر بھاری ہوتا ہے اُسکی ایک رکعت دوسرونکی ہزار رکعت سے بڑھکر ہے اور اُسکی خاموشی اور دن کے ہزار کلمہ سے افضل ہے اور بابت ہے اللہ جل جلالہ جسنے اپنے

له یعنے ظاہری و باطنی گناہون کو چھوڑ دو ۱۲ عه یعنی نفس برائی کا حکم کرنے والا ہے ۱۲

بعضے بندون کو سرفراز کیا اور انھین کو اسکا نفع عائد کیا اور وہ پاک حق سبحانہ تعالے ہر فقیہ کی فقہ و عابد کی عبادت سے مستغنی ہے۔ پھر خوب یاد رکھو کہ صدق یقین و خلوص عبادت و طاعت کے اصلی فیض یعنے دیدار حضرت سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایک منزلت اعلے خاص تھی جسمین کوئی انکا مشارک نہین ہو سکتا اور ایسے ہی انکے شاگرد یعنے طبقہ تابعین کی منزلت مین کوئی انکا مشارک نہین ہے پھر ائمہ مجتہدین نے بتوفیق حق سبحانہ تعالے پچھلون کیلیے فہم قرآن و حدیث کا طریقہ تبلا دیا کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی بکثرت تلاوت قرآن و تعلم تفسیر مین عمر صرف کرتا اور احادیث کا ایک ذخیرہ جمع کرتا ہے مگر طریقہ و ہدایت سے موفق نہین ہوتا بخلاف فقیہ کے اسیواسطے بعض روایات مین ہے کہ اذا اراد اللہ بعبد خیرا الفقہہ فے الدین و الہمہ رشدہ۔ الہام رشد تتمہ فقاہت ہے اور کبھی آدمی کو تھوڑی احادیث سے فقہ النفس کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہ فقہ جسکا حاصل بیان ہوا در حقیقت فقہ ہے کہ ظاہر و باطن دونون کی پاکیزگی و تقوے سے آگاہ ہوا اور خطرات نفس و وسواس شیطان سے ہوشیار رہو۔ لیکن ائمہ مجتہدین کے پیچھے لوگون نے تقوے ظاہر کو بنام فقہ اور تقوے باطن کو بنام تصوف موسوم کر لیا اور کتاب توضیح وغیرہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کے وقت مین دونون کا مجموعہ فقہ تھا اور بیشک یہی ہونا ضرور ہے کیونکہ جسکے باطن مین تکبر و غرور و بخل و دنیا کی جاہ و منزلت مومنون کیطرف سے بغض و عداوت و حقد و حسد و ظلم و کینہ وغیرہ مذموم و بد سیرتین بھری ہوئی ہون اسکے وضو و غسل نماز کی صورت ادا کرنے مین کیا امید ہے اللہم غفرانک پھر واضح ہو کہ متعارف فقہ کیلیے سوائے کتاب و سنت کے جو اجماع و قیاس کو بھی اصل قرار دیا ہی حالانکہ مترجم نے فقط اول دونون کو بیان کیا تو اسمین کچھ مخالفت نہین ہے کہ اجماع کسی حدیث پر ہوتا ہے اور بسبب اجماع کے اس حدیث کی دلالت قطعی ہو جاتی ہے یعنے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ بیشک جسطرح راویون نے نقل کیا اسمین کچھ وہم و نافہمی وغیرہ نہین ہوئی ہے باوجودیکہ روایت ہے کہ لا تجمع امتی علے الضلالۃ میری امت کا اتفاق کسی گمراہی پر نہوگا۔ اور قیاس کے معنے یہ ہین کہ ایک حکم عام تھا جسمین یہ بھی شامل تھا جو قیاس سے نکالا گیا پس قیاس سے وہ ظاہر ہو گیا اور یہ مطلب نہین ہے کہ مجتہد کا قیاس خود ثابت کر سکتا ہے۔ نہین نہین بلکہ اسنے ظاہر کر دیا۔ پھر فقیہ کی لیاقت یہ ہوتی ہے کہ اجتہاد کرے اور اجتہاد نام ہی خوب کوشش کرنے کا تا کہ آیت یا حدیث کے معنی معلوم ہو جاوین چنانچہ مثال آویگی۔ اور واضح ہو کہ مشہور مجتہدین جنکے اجتہادات جمع ہو کر مشتہر ہو گئے چار ہین امام ابو حنیفہ رح و امام مالک رح و امام شافعی رح و امام احمد رح اور بعض متاخرین نے انکے اجماع کو بھی حجت قرار دیا بلکہ امام ابو حنیفہ رح و انکے شاگرد امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے اتفاق کو حجت قرار دیا ہے۔ لیکن یہ اتفاق چند اماموں کا ہے اور امت کا اتفاق اس کو نہین کہہ سکتے ہین اور بعضون نے اسکا استنا د حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیا ہے جسمین ہے کہ فما رآہ المومنون حسنا

فہو عند اللہ حسن - یعنی مومنین جس بات کو بہتر جانین وہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر ہے اور شاید وجہ استدلال
یون ہو کہ مومنون صیغہ جمع کم سے کم تین پر صادق ہے تو مومنین کا اتفاق ہو گیا - اگر کوئی کہے کہ یہ تو چار امام
رہے اور المومنون الف لام سے استغراق ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جسوقت استدلال کیا جاتا ہی اُسوقت
یہ حالت ہے کہ تمام روے زمین کے مسلمان مسلک حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی پر ہین پس جبکہ ان چارون
ائمہ کا اتفاق ہے اُسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ظاہر ہوا اور یہی مقصود تھا یہ انتہا کی توجیہ ہی جو مترجم اس مقام پر
بفضل استدلال ظاہر کرتا ہے - اور ہمارے زمانہ مین کچھ سفیہ مدعیان فقہ ایسے ہین کہ وے جس رسم و راہ کو اختیار
کرتے ہین اُسپر بہت سے لوگون کا اتفاق حجت قرار دیتے ہین مثلاً اس فتاوے مین مذکور ہی کہ قبرون پر چراغ
چڑھانا مکروہ بدعت ہی چنانچہ کتاب الکراہتہ وغیرہ مین یہ مسئلہ ملاحظہ کرو مگر ہمارے زمانہ مین ایسے گمراہ کرنیوالے
مفتی ہین کہ انکا یہ استدلال ہے کہ مسلمانون کی پسند سے برابر چلا آتا ہے تو بدعت حسنہ ہوا - حالانکہ تمام روے
زمین کے مسلمانون کا اسپر اجماع صریح ممنوع و غیر معلوم ہے علاوہ اسکے وہ کون اصل ہے جسپر اجماع قائم ہوا ہی
اور واضح ہو کہ مترجم عفا اللہ تعالے عنہ کے نزدیک یہان ایک سخت اشکال وارد ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان
جسکی صفت سے بندہ مومن کہلاتا ہے خالی زبانی دعوے و صورت بنانے و گوشت کھانے سے متحقق نہین ہوتا
اور اہل العلم جانتے ہین کہ آدمی اکثر اوقات اپنے آپ کو مومن سمجھتا ہے مگر درحقیقت اُسکے دل مین ایمان نہین ہوتا
آیا نہین دیکھتے کہ حقتعالے نے فرمایا - قالت الاعراب آمنا - اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے - یہ کلمہ انھون نے
منافقون کیطرح جھوٹ موٹھ نہین کہا تھا بلکہ اُنکا زعم ہی تھا کہ ہم ایسے ہین سو اللہ تعالے نے اُنکے دل کا اصلی
حال اُنپر ظاہر کر دیا - بقولہ - قل لم تؤمنوا - کہدے کہ تم ابھی مومن نہین ہوے - ولکن قولوا اسلمنا - و لیکن یون کہا
کرو کہ ہم اسلام لائے یعنے ہم نے ایمان کیلیے گردن جھکائی اور اُسکی طرف مائل ہوے اور مطیع ہوے ہین
ولما یدخل الایمان فی قلوبکم - اور ابھی تک ایمان تمھارے دلون مین داخل نہین ہوا حالانکہ وے جانتے تھے کہ
ہمارے دلون مین ایمان آگیا ہے - پس معلوم ہوا کہ اصلی حالت قلب کی علم الٰہی مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دعا فرماتے کہ اللہم ثبت قلبی علے دینک - اے رب میرے میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھیو - اور یہ مت سمجھو کہ
اعراب ناسمجھ لوگ تھے دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال کہ طبرانی وغیرہ کی حدیث صحیح مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ
آیت پڑھی فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علے نور من ربہ - اور فرمایا کہ جب ایمان دل مین آتا ہے تو اُسکے لیے سینہ
کھل جاتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اسکی کوئی پہچان ہی آپنے ارشاد فرمایا کہ - التجافی عن دار الغرور - فریبگاہ
دنیا سے اپنا پہلو ہٹانا - والانابتہ الی دار الخلود - اور ملک نے انمی باقی کی طرف للک کے ساتھ جھک جانا - والاستعداد
للموت قبل نزولہ - موت آنے سے پہلے اسکے لیے سامان سفر مہیا کرنا - اس سے ظاہر ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم
نے ظاہر حال پر اعتماد نہین کیا بلکہ نشانی دریافت کی کہ آیا ہم مین یہ نشان ہے یا نہین ہے پس کوئی غرہ نہین
ہو سکتا کہ ہم جیسے مصمم عزم کیے ہوے ہین کہ ہم مومن ہین حتے کہ انشاء اللہ تعالی بھی بطور شک نہین کہتے ہین

ویسے ہی درحقیقت ہیں یا نفس کے دھوکے میں ہے بمانند یہود کے لقولہ تعالےٰ وان یاتوک عرض مثلہ یاخذوہ - اور
کہتے - سیغفر لنا - پس ایمان انکین درحقیقت نہ تھا بلکہ جہل مرکب تھا نعوذ باللہ منہ - اور حضرت حسن بصری رح نے
فرمایا کہ نفاق ایسی چیز ہے کہ اس سے وہی خوفناک رہتا ہے جو درحقیقت مومن ہو اور اس سے وہی نڈر رہتا
ہے جو حقیقت میں منافق ہو - اور حسن رح نے کہا کہ میں نے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا کہ اپنے قلب
پر نفاق کا خوف رکھتے تھے دیکھو یہ جلالت قدر اور یہ خوف اللھم انی اعوذ بک من النفاق وقلتہ یا رب
باعد بینی وبین النفاق وانت علےٰ کل شئے قدیر - اور حضرت حسن کا قول اخیر صحیح البخاری میں معلق مذکور
ہے اور ایک صحابی نے ایک شخص کی نسبت کہا تھا کہ - انی اراہ مومنا - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا او مسلما یعنے کہو کہ مومن یا مسلم - پس جب یہ حال ہے کہ حقیقت ایمان قلبی سے آگاہی فقط اللہ
تعالےٰ جل جلالہ کو ہے تو اب ہم کہتے ہیں کہ بعد زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جس کسی بات کی نسبت بدعت
حسنہ ہونے کا اعتقاد کیا گیا اسکی دلیل یہ ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے
فما راٰہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن اور - ما - موصولہ کو عام بقوت کلیہ لیا - اور کہا کہ اس بات کو بھی مومنون نے
حسن جانا تو یہ بھی حسن ہوئی پس اسکے یقینی ہونے میں تامل ہے کہ بوجوہ مشہورہ مانند استغراق نہ پایا جانا وغیرہ کے
علاوہ دقیق اشکال جو مترجم کو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مومنون کا اجماع کیونکر یقین کیا گیا اور یہ کیونکر ظاہر ہوا کہ
یہ لوگ جنھوں نے اس نئی بات کو اچھا سمجھا ہے سب کے سب تقی مومن ہیں اور کس یقینی شہادت سے انکا
مومن ہونا ثابت ہوا ہے اور کہاں سے معلوم ہوا کہ مثل اعراب کے انکو زعم نہیں ہے اور کس نے انکو خفیہ نفاق سے
مطمئن و بےخوف کر دیا تھا کہ انھوں نے اپنے اوپر تحقیقی مومن ہونیکا حکم لگا کر یہ مسئلہ بدعت حسنہ قرار دیا اور
کسطرح انھوں نے جانا تھا کہ ان سب میں سے ہر ایک کا خاتمہ کمال ایمان پر ہے کیوں خوف نہ کیا حالانکہ مومن کی
شان ہے کہ نفاق سے خوفناک رہتا ہے پس جب ہنوز انکی نسبت مومنین ہونے کا یقین نہیں ہے تو مومنین کا
اجماع کیونکر متیقن ہوگا - اگر کہا جاوے کہ پھر اجماع کی تو کوئی صورت نہیں ہو سکتی ہے حالانکہ اجماع صحابہ رضی اللہ
عنہم بالاتفاق حجت قطعی ہے جسکا منکر مردود ہے تو جواب یہ ہے کہ اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ اجماع ہے کیونکہ
انکے مومنین ہونے کا یقین ہمکو شہادت الٰہی عز وجل سے معلوم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی شہادت سے بڑھکر کسکی شہادت
ہوگی - فقد قال تعالےٰ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ - وقال تعالےٰ اولئک ہم الصادقون وقال تعالےٰ -
اولئک ہم المومنون حقا - پس انکا اجماع بیشک مومنون کا اجماع ہے اور دوسروں کو اپنی ہستی سے باہر
قدم نہ رکھنا چاہیے بھلا روا ہے کہ کوئی فرد بشر اپنے زعم میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی برابری کا دعوے کرے
پس مصداق المومنون کی استدلال یقینی کیلیے فقط صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں چنانچہ خود دوسری روایت میں حضرت
ابن مسعود رض نے مومنون کی تفسیر صحابہ رض سے بیان فرمائی ہے پس ناسمجھی یہانتک پہونچی کہ اگر فقہ القلب نہیں تو
صریح تفسیر سے بھی انکار ہوا اور ہر مسلمان بالیقین جانتا ہے کہ ہمارا یقین تو کسی ولی اللہ کے یقین کے برابر نہیں ہے

اور تمام اولیاء اللہ بعد صحابہؓ کے کسی ادنے صحابی کی منزلت کو نہین پہونچتے چنانچہ ائمہ مشائخ نے اسکی تصریح کر دی
ہے۔ اسیواسطے اولیاء اللہ مین سے بعض کا بہتے صریح ہر ایسے قول و فعل و طریقہ سے انکار کیا جو عمداً ول
مین نہ تھا حالانکہ ہم عوام سے اولیاے الٰہی کا ایمان جیسے سورج و ذرہ سودہ بھی جبکہ بفضل و کرم الٰہی تعالیٰ
ہمکو ذرہ برابر ایمان ہو اور امید اپنے خالق مالک سے یہی ہے کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرماوے بطفیل سیدنا محمد المصطفےٰ
صلے اللہ علیہ و علے آلہ و اصحابہ وسلم علیہم اجمعین پھر اگر کوئی شخص ناسمجھی سے جدال کرے کہ کیا تجھکو شک ہے کہ امام
ابو حنیفہؒ و انکے معروف متقی اصحاب و امام مالک و دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالےٰ کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے تو مین کہونگا
کہ نعوذ باللہ من ذٰلک جب ہر مومن کے ساتھ حسن الظن واجب ہے تو ان امامون کی نسبت مجھے کیونکر یہ گمان ہوگا
بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے علم غیب یا علم الٰہی نہین ہو سکتا اللہم غفرانک اور جس جماعت کثیرہ کے اتفاق سے
عام لوگ اجماع مومنین کا دعوے کرتے ہین جب ایمان پر انکا خاتمہ ہوا اگرچہ یہ امر ہمکو قطعی معلوم نہین ہو سکتا ہے
تو پھر احتمال ہے بعد موت کے ظہور حقائق سے شاید وے متفق نہون اور اگر ہون بھی تو اجماع سے لاعلمی ہے اور
مقام کو مین نے قولہ تعالےٰ وکونوا مع الصادقین۔ کی تفسیر مین مفصل ذکر کر دیا ہے اور خبردار رہنا چاہیے کہ
میرے اس بیان مین علم غیب مخصوص بشان حضرت ذوالجلال کا اعتقاد ہے اور تنبیہ ہے کہ جو بات علم الٰہی
مین ہے وہ بغیر بتلائے ہمکو نہ معلوم ہوگی اور بدون اسکے جو دعوے کریگا مردود ہو جائیگا۔ اور اسکو امامون و
اولیاء کی علوم منزلت و بزرگی سے تعلق نہین ہے بلکہ مسلمان پر واجب ہے کہ اگلے بزرگون کے ساتھ انکی بزرگی کا
نیک اعتقاد رکھے پھر اجتہاد کے معنی یہ ہین کہ آیت یا حدیث کی فقہ سے بکمال کوشش احکام کو مستنبط کرے
اور یہ کچھ قیاس نہین ہے مثال اسکی جیسی امام نماز کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے یا نہین چاہیے۔ امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے منع کیا بدلیل قولہ تعالےٰ اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا۔ اور بحدیث قولہ و انما جعل
الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا و اذا قرأ فانصتوا۔ و بقولہ تعالےٰ ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ۔ کیونکہ سورۂ الحمد دعا ہے۔
بقول جابرؓ الا ان یکون وراء الامام۔ اور مانند اسکے دیگر آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے۔ اور امام شافعیؒ نے مطلقاً واجب
کیا بدلیل حدیث عبادہ بن الصامت در صلوٰۃ الفجر۔ و بقول ابو ہریرہؓ کہ اقرأ فی نفسک۔ اور بحدیث لا صلوٰۃ من
لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب وغیر ذٰلک۔ اور امام مالکؒ نے صلوٰۃ جہریہ مین منع کیا اور سریہ مین روا رکھا پس تو خود
دیکھتا ہے کہ آیات و احادیث کو جمع کرنا یا ناسخ و منسوخ پہچاننا یا تخصیص وغیرہ کرنا یا آیت قطعی کی تخصیص حدیث
ظنی سے نہ کرنا یہ سب شان مجتہد باجتہاد ہے اور اسمین کچھ بھی قیاسات نہین ہین۔ اس طویل بیان سے
تجھے ظاہر ہوا کہ فقہ اصلی اور ہے اور فقہ متعارف مخصوص بافعال جوارح ہے اور مجتہد خود فقیہ بفقہ اصلی ہوتا ہے
اور مجتہد کے استنباط کیے ہوے مسائل جاننے مین جہانتک جسکو ضرورت ہے کوئی معذور نہوگا بحکم قولہ تعالیٰ
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینات والزبر۔ پھر جملہ مسائل کا جاننے والا کبھی عامی ہوتا ہے جبکہ اجتہاد کے
لائق نہو۔ فاضل لکھنوی رحمہ اللہ تعالےٰ نے ابن حجر مکی کے رسالہ سنن الغارہ سے نقل کیا کہ امام نووی شافعیؒ نے

شرح مہذب مین لکھا کہ مجتہد یا مستقل ہے یا منتسب پس مستقل کی شرطین بہت ہین مثلاً فقہ النفس و سلامۃ الذہن و ریاضۃ الفکر و صحۃ تصرف و استنباط بیداری اور ادلۂ شرعیہ کا جاننا اور جو چیزین اصول ادلہ کے عالم ہونے کیلیے ضروری ہین مثلاً زبان عربی و اصول تفسیر و اصول حدیث وغیرہ اور ان اصول سے اقتباس کرنا بدرایہ اور انکے استعمال مین مشاق مرتاض ہونا اور فقہ کے ساتھ اور امہات المسائل سے واقف ہونا۔ قال المترجم اور شیخ محدث دہلوی رح نے عقد الجید وغیرہ مین اقضیہ رسول للہ صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ خلفاء سے وقوف وغیرہ کو بھی مفصل لکھا ہے۔ پھر نووی رح نے کہا کہ ایسا مجتہد تو زمانہ دراز سے مفقود ہے اور رہا مجتہد منتسب تو اسکے چار درجہ ہین اول وہ کہ بسبب استقلال کے اپنے امام کا مقلد نہ مذہب مین ہے نہ دلیل مین ہے ہان اسکی جانب فقط اسوجہ سے منسوب ہوتا ہے کہ اجتہاد مین اسی کے طریقہ پر چلتا ہے یعنے اسکا اعتقاد بھی اسی طریقہ پر واقع ہوا مثلاً لفظ عین سے ایک ہی اطلاق سے معنے حقیقی و مجازی مراد لینا وہ بھی جائز سمجھتا ہے۔ جیسے اسکا امام۔ دوم وہ کہ مجتہد ہو مگر مقید بمذہب کہ مستقل بتقریر اصول امام خود بدلیل ہے لیکن امام کے ادلۂ اصول و قواعد سے تجاوز نہین کرتا اسکی شروط مین سے ہے کہ عالم بفقہ و اصول و ادلۂ احکام تفصیلا ہوا اور مسالک اقیسہ و معانی کا بصیر ہوا اور تخریج و استنباط بقیاس اور غیر منصوص مین پورا مرتاض ہو پھر بھی بسبب حدیث و نحو سے کامل وقوف نہونے کے وہ اپنے امام کی تقلید سے خارج نہوگا اور ہمارے ائمہ اصحاب الوجوہ اسی صفت کے ہین۔ سوم یہ کہ رتبہ اصحاب الوجوہ کو نہ پہونچے ولیکن فقیہ امام کے مذہب کا حافظ ہو اسکو تقریر و تحریر دلائل و تصویر و تمہید سے بیان کرسکتا اور تزئیف و ترجیح دے سکتا ہو اور یہ صفت اکثر اصحاب الترجیح آخر صدی چہارم والون کی ہے جنھون نے مذہب کی ترتیب و تحریر کی ہے اور چہارم اہل تقلید محض ہین کہ تقریر دلیل و تحریر اقیسہ مین ضعیف ولیکن حفظ مذہب روایات و فہم مشکل مین قوی ہین ایسے لوگ مذہب کی کتابون سے جو فتوے نقل کرین وہ معتبر ہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ طبقات ائمہ حنفیہ و طبقات مسائل جو مین نے آگے نقل کیے ہین وہ ضروری حفظ کے قابل ہین تاکہ اس فتاوے مین استفادہ مین عوام کو لغزش نہو اور مجتہد و غیر مجتہد کے اقوال مین امتیاز رکھین اور مجتہدون مین بھی مستقل و مجتہد فی المذہب اور فی المسئلہ و اصحاب وجوہ و اصحاب ترجیح مین امتیاز رکھین لہذا ضرور ہوا کہ جن اماموں و فقہاء و علماء کے اقوال اس کتاب مین مذکور ہین مختصر انکا حال اور زمانہ و انکی تالیفات سے آگاہ کردون۔ التوفیق من اللہ عز و جل۔

الوصل۔ در تذکرہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ و فقہاء و علماء حنفیہ خصوص جنکا ذکر اس فتاوے مین آیا ہے اس فتاوے مین اکثر فقہاء علماء کا صریح نام اور کتاب کا حوالہ عام ہے اور ان کتابون مین سے بعضے متاخرین کے تو الیف ہین جنھین متقدمین اہل اجتہاد مین سے کسی کی تصحیح پر اعتماد کیا گیا اگرچہ مؤلف خود مجتہد فی المذہب یا فی المسئلہ یا اصحاب ترجیح سے نہو مثلاً شرح نقایہ۔ برجندی۔ یا ابو المکارم وغیرہ اگرچہ غالب ان

کتابون سے بطور تائید نقل کیا گیا اور اصل کسی معتمد سے مذکور ہے اور بعضی کتابین تالیف اصحاب ترجیح و
تخریج و بعضے از مجتہد فی المذہب ہین اور اصول کتب مین سے تصنیفات امام محمد بن الحسن ہین جیسے
زیادات و مبسوط وغیرہ اور عنقریب خاتمہ مین انشاء اللہ تعالے متفرق ضروریات و فوائد اصطلاحات
سے آگاہی ہوگی اور وہین بیان ہوگا کہ مبسوط امام محمد رحمہ اللہ مبسوط شیخ سرخسی وغیرہ کیون کہتے ہین چنانچہ اس
فتاوے مین بکثرت اسی لفظ سے حوالہ مذکور ہے پس اس تذکرہ سے دو فائدے منجملہ فوائد کے نہایت
اہم و ضروری ہین۔ اول یہ علماء کے تذکرہ مین اُنکی تصانیف سے خصوص ایسی تصنیف کی تصریح کردی
جائیگی جس سے اس فتاوے مین حوالہ ہے تاکہ اس کتاب کا مرتبہ معلوم ہے اور جب دو کتابون سے
مختلف حوالہ یا ایک ہی مین کوئی مسئلہ مخالف مذہب مذکور ہو تو مستفید اُسکو پرکھ لے اور ایسا
نہ کرے کہ نادانی سے ضعیف کو قوی اور اسکا اُلٹا عمل مین لاوے اور خاتمہ مین انشاء اللہ تعالے
اُن کتابون کی بھی تصریح کر دیجائے گی جنکو محققین علماے حنفیہ نے کسی خاص علت سے جو وہان
مذکور ہوگی لائق اعتماد نہین تصور فرمایا ہے۔ دوم یہ کہ علماء و فقہاء مین سے مجتہد و مقلد وغیرہ اور مقدم
و مؤخر کو پہچانے تاکہ مؤخر کو مقدم یا برعکس نہ کرے اور یہ امر اہل تقلید کو مؤخر کرنے مین ظاہر مفید ہے
اگرچہ اہل اجتہاد مین بعضے محققین کی رسالے پر اشکال ہوگا جو کہتے ہین کہ مرتبہ اجتہاد فی الجملہ یا مطلقاً ختم
نہین ہوا کیونکہ اس صورت مین تقدیم چندان مفید نہین ہے ولیکن ابن الصلاح و نووی نے کہا کہ مجتہد
مستقل بعد ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالے کے مفقود ہوگیا اور در المختار مین کہا کہ قد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقد یعنے
علماء نے ذکر کیا ہے کہ مستقل مجتہد تو مفقود ہوگیا اور میزان شعرانی مین سیوطی سے نقل ہے کہ بعد ائمہ اربعہ کے
صرف شیخ ابن جریر نے یہ دعوے کیا مگر مسلم نہین رکھا گیا مترجم کہتا ہے کہ ان لوگون نے قول پر قولہ تعالی
فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ الآیہ مین مجتہد ہونے کا حکم فرض کفایہ ہے کما فی العالم وغیرہ وہ اب منقطع ہوگا
اور شعرانی نے کہا کہ ہان اب بھی مستقل مجتہد ہوسکتا ہے اور نہین کی کوئی دلیل نہین ہے خصوص جبکہ قدرت
الٰہیہ عظیم اور عجائب قرآن غیر متناہی ہین۔ مولانا بحر العلوم نے شرح مسلم و شرح تحریر مین کہا کہ ادنی قسم اجتہاد
بھی ان لوگون نے بلا دلیل علامہ نسفی پر ختم کردی اور اسی سبب سے چارون ائمہ کی تقلید واجب کی مگر یہ
سب ان لوگون کی ہوسات بلا دلیل شرعی بلکہ علم غیب کے دعوے نہایت مذموم ہین۔ مترجم کہتا ہے
کہ اسلام مین ایسے ادعا سے لوگ محض جاہل رہجا وینگے اور بعض آیات الٰہی عز و جل منقطع ہونگی اور بڑا سخت
فساد برپا ہوگا بلکہ صواب وہی ہے جو امام شعرانی وغیرہ نے کہا کہ علم غیب مخصوص بجناب باری تعالے ہے
اور اجتہاد بجمیع اقسام ختم ہونے پر کوئی دلیل نہین و ختتام دیگر اقسام بھی محل تامل ہے اور ہر متقدم کو متاخر پر
راہ صواب ہر مسئلہ مین حاصل ہونا ضروری نہین ہے کیونکہ صواب کا علم از جانب حق جل و علا ہوتا ہے
و دلیل علیہ قولہ تعالے ففہمنا ہا سلیمان الآیہ۔ چنانچہ اُنکے باپ حضرت داؤد علے نبینا و علیہ السلام کو

تفہیم ہوئی اور بیٹے سلیمان علیہ السلام کو علم و حکمت اور اس مسئلہ مین صواب کی تفہیم عطا ہوئی فذلک من فضل
اللہ تعالے ۔ پھر جن اقوال پر فتوے دیا گیا اگرچہ انکو ترجیح ہے لیکن یہ حکم کلیہ نہین کیونکہ عموم بلوی و تغیر اوضاع
و احوال وغیرہ کو بھی دخل ہوتا ہے حتے کہ مرجوح ان اسباب کے ساتھ کبھی راجح ہو کر فتوے کیلیے متعین ہو جاتا ہی
اور یہ صرف ایسے راجح و مرجوح احکام مین ہے جنمین دونون طرف دلائل موجود ہین حتے کہ اسی جہت سے
راجح و مرجوح ہوے اور عوام کی طرح یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ زمانہ کو دیکھکر خالص ممنوع احکام کبھی جائز
ہو جاتے ہین جیسے بعضے ملاحدہ کا شیوہ ہے جنکا یہ گمان ہے کہ احکام شرع شخصی یا جمہوری مصلحت و رائے
پر بدون پابندی از جانب الٰہی عز و جل بنائے گئے ہین اور باب الفتوے مین انشاء اللہ تعالے توضیح آویگی ۔ اور
فتاوے اہل سمرقند یا فتاوے آہو وغیرہ سے جو کچھ مذکور ہے اسکے یہ معنے ہین کہ اس زمانہ کے مشائخ نے
جو فتوے دیے وے سب یکجا کیے گئے پس فتاوے کے احکام بے دلیل معلوم کر کے اعتماد ہوتا ہے یا جو اسکے
مانند ہو جیسے کسی معتمد کتاب مین اُس سے بغیر تضعیف نقل کیا جاوے اور اس کتاب مین یہی ہے کہ ذخیرہ وغیرہ کے
اعتماد پر نقل کیا گیا لہذا مشقت بعید کی ضرورت نہ رہی کہ اس فتوے کا حال دریافت ہو ۔ واضح ہو کہ ان
کتابون کی فہرست علیحدہ لکھنا اور علماء کا تذکرہ ترمانہ مقدم و موخر معلوم ہونے کیلیے جدا لکھنا بیکار تطویل
ترک کر کے مترجم نے یہی مختصر اختیار کیا کہ کتابون کا حال خود انکے مصنفون کے ذیل مین آجاوے لہذا علماء
رحمہم اللہ تعالے کے ذکر مین دونون فائدے حاصل ہین اور تیسرا فضلی فائدہ یہ کہ صالحین کے تذکرہ سے
رحمت الٰہی عز و جل نازل ہوتی ہے ۔ واضح ہو کہ اجتہاد جسکے موصوف کو مجتہد کہتے ہین اس سے استنباط در حقیقت
حکم الٰہی عز و جل حاصل کرنا اسطرح کہ جو احکام الٰہی منصوص و ظاہر ہین انھین سے مخفی حکم معلوم کرلینا تاکہ فعال
ہمیشہ عبودیت کے پابند رہین اور ایسی راہ پر ہون جو کج راہ شیطانی سے جدا اور مستقیم ہے اور اسکی مختصر
توضیح یہ ہے کہ ملک آخرت یہان بالکل اس نگاہ سے جو سر کی آنکھون مین ہے پوشیدہ ہے اور وہ
ایسا عالم ہے کہ جسکی کیفیت ان حواسون مین نہین آتی اگرچہ بعض عقول خوب جانتے ہین اور اُن کو
کچھ بھی مشکل نہین مثلاً یہ امر دشوار ہو گیا کہ کوئی آدمی کسی وقت ایسے حال مین ہو کہ اُسکا دماغ حرکت
نہ کرے حالانکہ اس زمانہ کے ایسے لوگ جو ہر محسوس فن مین بیمثل گنے جاتے ہین اُسکو محال جانتے ہین
پھر بھی عوام لوگ باوجود محسوس ہونے کے اس سے متعجب ہین اور ملک آخرت مین حرکت فکری نہین
ہے پھر کس دماغ سے دریافت کر سکتے ہین اور رہا نور عقل وہ بغیر فضل الٰہی عز و جل کے حاصل نہین
ہوتا ۔ لہذا اس سے محروم ہو کر حواس کو عقل سمجھتے ہین پھر حواس سے دنیاوی چیزین جب نہین جانتے
تو آخرت سے کیونکر آگاہ ہون چنانچہ عصاے موسیٰ علیہ السلام مین جو امر ذاتی تھا جسکا ظہور بمعجزہ
ہوتا کہ وہ اژدہا بن جاتا اسکو ہرگز نہین ادراک کر سکتے تھے اسیطرح ہر چیز محسوس مین حکمت
بالغہ الٰہی موجود ہے اور غیر محسوس کا ذکر جدا رہا پس جب آدم علیہ السلام اس دنیا مین آئے

اور یہان کی چیزون سے انتفاع کی ضروری اجازت ہوئی اور آدمیون مین خواہش نفس ہر طرح کے انتفاع کی
طرف راغب کرنے والی موجود ہے حالانکہ ہر چیز کے عجائب آثار سے ایسے اثر کو متمیز کرنا مشکل ہوا
جو راہ آخرت و مرضی الٰہی سے برگشتہ و خلاف ہو تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایک راہ مقرر
فرمائی جسپر مستقیم ہو کر مضرت سے امان ہے اور میری مراد مضرت سے یہ ہے کہ دنیا وی حیات و حاجات کے
باوجود راہ آخرت سے موڑ کر غضب الٰہی مین لاوے ورنہ بہت چیزین ایسی طرح اپنا اثر دکھلاتی ہین
کہ ظاہر مین آدمی اُنکو اپنی خواہش مین بہت پسند کرتا ہے لیکن ملک آخرت سے نادان ہو کر تمیز نہین کرسکتا
حالانکہ اسکی پسند نادانی ہی جو اسکو سخت مضر ہے پس اس راہ کو اپنے انبیاء و رسل صلوات اللہ تعالےٰ
علیہم اجمعین کی وساطت سے خلق کو تعلیم فرمایا اور اس خاص طریقہ مین نہایت بلیغ حکمت ہے جسکا بیان
یہان گنجائش نہین رکھتا چنانچہ آخر عہد مین خاتم المرسلین سیدنا و مولانا محمد صلوات اللہ تعالےٰ علیہ و علے آلہ
واصحابہ اجمعین کی بعثت عامہ سے جو آپ کا خاصہ ہے تمام سب مخلوق پر متعین کر دیا جسکا اصلی نتیجہ یہی کہ اس
فناگاہ سے نکلکر اصلی قرارگاہ آخرت مین ایسی نعمتون و اوصاف کے ساتھ متمکن ہون جو اُنکے خیالات و اوہام
سے باہر ہین اور علم اسکا علم قلبی ہے اور اسیواسطے اس امت کے فقہاء و علماء جو ریاضی فلسفہ وغیرہ مین
کامل ماہر تھے قطعًا متفق ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی فرد افضل
نہین ہوسکتا اور ظاہر ہے کہ وے سب رضی اللہ عنہم ان فنون رسمی سے ماہر نہ تھے بلکہ علم الآخرۃ مین البتہ
کامل و مکمل تھے اور یہ علم اسیطرح حاصل ہوتا ہے کہ ظاہری شریعت پر عامل رہے یعنے دنیاوی زندگانی
مین افعال و اعمال کو اسی طریقہ پر رکھے جو وحی رسالت سے تعلیم ہوا اور ایسے آثار کی طرف قدم نہ بڑھائے
جو اسکو مضر ہین اور انکے علاوہ جو خاصہ بندگی و اطاعت ہے اسمین قائم رہے پس اہل ایمان نے اس طریقہ کو
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے حاصل کیا اور وہی طبقہ تابعین رضی اللہ عنہم کا ہے اور انھین
دو طبقہ کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہتر ہونے کی خبر فرمائی ہے پھر اُنکے بعد جو طبقہ آیا اسمین
اختلاط نیک و بد شروع ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ نفس کی خواہش طرح طرح کی اور افعال کے طریقے عجیب عجیب
پیدا ہوتے ہین تو ضرور ہوا کہ حکمت بالغہ الٰہیہ مین جب بحکم قولہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ تمام دین پورا ہو چکا
ہے ضرور قرآن پاک و حدیث شریف مین سب موجود ہوا اور بیشک ہے لیکن ظہور اسکا بنور عقل ممکن ہے حالانکہ
نور عقل پہ خواہش نفس کا غبار چھا یا جیساکہ حدیث صحیح مین متاخر زمانے کے لیے آیا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ بندے
ایسے کردیے جو ہر زمانہ مین ہر طرح کے افعال کو نور عقل سے صراط المستقیم کے احاطہ سے باہر نہونے دینے کے لیے
پابندان حواس کو قاعدہ بتلا دیا کہ جس سے مدد پاوین کیونکہ قاعدہ کو حواس سے مناسبت ہے
اور اگلی امتون مین بعض عہد مین کثرت سے انبیاء ہوتے چنانچہ ہر فرقہ و شہر مین و ہر قوم مین ایک نبی جداگانہ ہوتا
جو خفی وحی سے اُنکو اُنکے فعل جدید کا حکم بتلاتا اور اس امت مین یہ مقصود اسی امت کے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ سے

حاصل ہوا اور اسمین دو فائدے ظاہر ہین اول یہ کہ حکم وحی مختلف نہین ہوسکتا تو ضرور ہوا کہ پابندی مین سختی تھی اور اس امت پر اللہ تعالےٰ نے رحمت فرمائی کہ ہر مجتہد کو مصیب قرار دیا پس پابندی فعل سے ثواب بے پیسا ہی حاصل ہوا اور متعین قید کی سختی جاتی رہی۔ دوم آنکہ مجتہد امتی کو اس درجہ سے ثواب عظیم ملا اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی ظاہر ہوئی اور نہین سے اس روایت کے معنی سمجھو کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنے میری امت کے عالم لوگ جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء اور اس مقام پر بہت علوم ہین جنکو بضرورت اختصار کیا جاتا ہے پس اجتہاد یہی رہا کہ آیات واحادیث کو دیکھکر اُن سے حکم دریافت کر لینا ضرور ہوا کہ مجتہد وہ شخص ہو جو اللہ تعالیٰ کا مطیع و رحمت کیا ہوا بندہ و عقل نورانی والا ہو کہ اسکو کارہ جو ضرور آخرت ہی کی طرف مائل ہوگا اور یہی سب مجتہدون کا اجمالی حال ہے اور بعد حضرات تابعین کے بھی بہت مجتہد بندے ہوئے ہین اور حضرات سلف رضی اللہ عنہم اگرچہ سب کامل و اعلےٰ رتبہ اجتہاد والے تھے لیکن انھون نے قواعد اصول نہین بنائے بلکہ احادیث کو محفوظ رکھا اور نہین لکھا اسی لیے پچھلے مجتہدون کی طرف زیادہ اجتماع ہوا اور انھین کی نسبت سے لوگ حنفی و شافعی مشہور ہوگئے اور ہرگز یہ مراد نہین ہے کہ ہمکو خاصۃً انھین سے غرض ہے بلکہ اتنی بات ہے کہ ضرور ہمارے افعال کو مکلف کیا گیا ہے اور وہ ان نورانی عقول کے قواعد منضبطہ سے باسانی و بالاعتماد معلوم ہو جاتے ہین ورنہ تمایز خیر از شر مشکل ہوگا اور علم آخرت سے اس طرف مشغول ہوکر مخمصہ مین پڑنا مشقت لاطائل ہے اور چونکہ مقصود تعبد و ثواب ہے وہ اجتہاد مجتہد قبول ہونے سے حاصل ہے لہذا علم الآخرۃ کیلیے فارغ ہونے کی غرض سے اپنے افعال کے پابند کرنے کو یہ آسان قبولیت ہے اور اصل مقصود علم الآخرۃ ہے پس غیر مقلد ہونا نورانی عقل والے یعنے مجتہد سے بلا خلاف مسلم ہے فلیتامل فیہ۔ پھر شرائط اجتہاد وغیرہ اپنے باب مین مذکور ہو چکے بیان انھین مجتہدون کا تذکرہ مقصود ہے اور چونکہ یہ کتاب فقط اجتہاد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق ہے لہذا جملہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالےٰ مین سے فقط امام و انکے اتباع رحمہم اللہ تعالیٰ کا تذکرہ مخصوص ہوا اور چونکہ ولادت باسعادت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کی سنہ ہجری کی پہلی صدی مین ہوئی لہذا اسی صدی سے شروع کیا جاتا ہے۔ اور واضح ہو کہ دیگر تذکرات و تراجم سے مترجم انھین اوصاف علماء کو اختیار کریگا جو واقعی فضائل ہین اور مانند جدال وغیرہ کے جو حقیقت مین فضل نہین ہے ترک کریگا اور اسیطرح جو بطریق مبالغہ یا تعصب یا رجم بالغیب کوئی مدح ہوگی بخوف الٰہی عزوجل اسکو بھی ترک کریگا اور جو فضیلت اسکے نزدیک ثابت ہوگی وہ لکھنا عین عدل ہے۔ ومن اللہ تعالیٰ عزوجل التوفیق والعصمۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم

المائۃ الاولیٰ۔ اس صدی مین حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ تعالےٰ بھی دنیا مین موجود تھے ولیکن تذکرہ مین فقط ائمہ حنفیہ کا بالخصوص بیان منظور ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا لہذا سلف کبار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے فضائل مثل اسد الغابۃ وغیرہ سے استفادہ کرنا چاہیے اس مختصر مین ائمہ حنفیہ کا حال سنو

الامام ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ کے حق مین ایک جماعت نے غلو کیا تو یہانتک کہا کہ انھین کے اجتہاد پر

حضرت امام مہدی علیہ السلام آخر زمانہ مین جب پیدا ہو کر امام ہونگے عمل کرینگے حتے کہ عیسےٰ علیہ السلام بھی
جب نازل ہونگے ولیکن اسکو بعض محشین در المختار نے رد کیا ہے اور بیشک ایسا غلو معصیت ہے کیونکہ غیب کی
خبر بدون وحی کے کیونکر مقطوع ہوگی اور علم غیب کا مدعی ہونا بڑی معصیت ہے اور بعض نے آپ کی شان مین الفاظ
حقارت استعمال کیے اور یہ بھی بہ نیت تنقیص معصیت ہے - لہذا مترجم ایسے افراط و تفریط سے نظر بفضل الٰہی
تعالےٰ گریز کر کے جو اسکے نزدیک آپ کے حالات و اوصاف سے صحیح و ابواب فضائل مین درست ثابت ہوتے
ہین لکھتا ہے - امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس اجتہادی طریقہ کے جو حنفیہ کہلاتا ہے امام ہین اور یہ اُنکی کنیت ہے
اور نام آپ کا نعمان بن ثابت ہے اور اس سے اوپر نسبت مین اختلافی دو قول ہین - اول نعمان بن ثابت
ابن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن نوشیروان کسرےٰ یعنے بادشاہ فارس ہذا
ہو الذی ارتضاہ القاری رحمہ اللہ فی رسالتہ فی رد القفال اور خیرات الحسان ابن حجر المکی مین ہے
کہ اکثر علماء اسی پر ہین کہ امام کا دادا اہل فارس سے تھا - قول دوم ثابت بن زوطی بن ماہ - اسی طرف
صاحب تہذیب و صاحب التقریب کا میلان ہے - یہ لوگ کہتے ہین کہ زوطی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبہ تھا
بعض نے قول اول کی ترجیح مین کہا کہ خطیب بغدادی نے اپنی اسناد کے ساتھ اسمٰعیل بن حماد بن الامام
سے موکد بحلف روایت کی کہ ہم اہل فارس سے آزاد ہین ہمپر کبھی رقیت نہین طاری ہوئی اور اسی
روایت مین ہے کہ ثابت رحمہ اللہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے حضور مین لائے گئے جنکے لیے
آپ نے مع اولاد برکت کی دعا فرمائی - وقد نوقش فیہ من حیث الاسناد فاللہ اعلم اور بعض نے ہر دو قول
مین توفیق دینے کی کوشش کی اسطرح کہ قول اول بہ نسبت آبا و اجداد صحیح ہے اور وے سب احرار
فارس سے ہین اور قول دوم بہ نسبت جد فاسد یعنے نانا کے ہے اور کہا کہ کسی عورت مین رقیت ہونا کچھ
عیب نہین ہے ورنہ جو عیب کا قائل ہوگا اُسنے گویا ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم مین عیب لگایا تو مردود
ہوگا اور گویا حضرت اسمٰعیل بن ہاجر علیہ السلام مین جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر اور نبی صدیق ہین
عیب لگایا تو کافر ہوگا مترجم کہتا ہے کہ دونون مین کوئی قول ہو عیب ہر طرح ممنوع ہے بلکہ بڑی معصیت
اعاذنا اللہ تعالےٰ منہ - امام رحمہ اللہ تعالےٰ بقول راجح ۸۰ھ ہجری مین پیدا ہوے اور اسوقت سے
تیسے تک کوفہ و بصرہ وغیرہ مین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت زندہ موجود تھی - صغر سنی مین
امام کے والد نے انتقال فرمایا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی والدہ سے نکاح ثانی
کیا چنانچہ اس در یتیم نے حضرت امام کی گود مین پرورش پا کے فضل حاصل کیا از بچپن ہی مین ذکی ہونہار بیدار تھے
کہتے ہین کہ امام شعبی تابعی رحمہ اللہ کی رہبری سے آبائی پیشہ تجارت سے چندے منھ موڑ کر علم مین مشغول ہوے
اور چار ہزار مشائخ تابعین و کبار اتباع سے تفقہ کر کے فقیہ کامل ہوے حتے کہ بعضے اساتذہ و مشائخ نے
آخر مین اسکے اجتہاد پر عمل کیا جیسے وکیع بن الجراح و عاصم بن ابی النجود و احد القراء المعروفین امام میانہ قد

مائل بدرازی گندم گون خوش تقریر شیرین بیان معین اہل بیان کریم الخلق خوبصورت نیک سیرت تھے۔
قال المترجم وقد قالوا انہ تابعی امام مجتہد حافظ ثقہ ورع زاہد تقی کثیر الخشوع والتضرع دائم الصمت۔
علاوہ علماء حنفیہ کے شافعیہ میں سے خاتم الحفاظ ابو الفضل ابن حجر عسقلانی وجلال الدین السیوطی وابن حجر المکی وغیرہم نے امامؒ کے فضائل میں منفرد رسالے لکھے وقیل لیس للعسقلانی فیہ تالیف منفرد واللہ اعلم۔
واضح ہو کہ امامؒ کے تابعی ہونے میں اختلاف ہے بعض نے نفی کی اور بعض نے اثبات کیا اور یہی راجح ہے وقد قیل وہو الصواب۔ نفی کرنے والے بعضے کہتے ہیں کہ کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں ہوتی ہے اور بعضے بر تقدیر تسلیم کہتے ہیں کہ تابعی ہونے کے لیے صحابی سے روایت وسماع بھی شرط ہے اور یہ پایا نہیں گیا۔ اور اہل اثبات اپنے ثبوت میں منجملہ دلائل کے ذکر کرتے ہیں کہ حافظ دارقطنی نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے ملاقات نہیں پائی۔ سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیکن انکو فقط آنکھ سے دیکھا اور انسے کچھ نہیں سنا۔ کما فی خاتمۃ مجمع البحار للفتنی رحمہ اللہ تعالےٰ اور تاریخ ابن خلکان میں بھی تاریخ خطیب بغدادیؒ سے حضرت انسؓ کو دیکھنا مذکور ہے۔ کما ذکر ذلک فی مرآۃ الجنان للیافعی ورجال القراء للجزری وغیرہما ویقال نص علیہ ابن الجوزی والنووی والذہبی والولی العراقی وابن حجر العسقلانی والسیوطی کما نص علیہ الحافظ الخطیب والدارقطنی رحمہم اللہ تعالےٰ قلت وکفاک بہم قدوۃ فاستقم اور ابن حجر مکی نے کہا کہ ذہبی کا یہ قول کہ ابو حنیفہؒ نے صغر سنی میں انس بن مالک کو دیکھا ہی صحیح وتحقیق ہے کما فی الشامی عن الخیرات۔ اور قسطلانیؒ نے شرح الصحیح کے باب من لم یر الوضوء الخ کے تحت میں لکھا کہ ابن ابی اوفی کا نام عبد اللہ ہے جو کوفہ کے صحابہؓ میں سے سب سے پیچھے ۸۷ھ ہجری میں فوت ہوئے اور انکے نابینا ہو جانے کے بعد ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے انکو دیکھا۔ ابن حجر مکی نے لکھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے چار کو ابو حنیفہ نے دیکھا اور بعض نے کم وبعض نے زیادہ کہا اور چار صحابہ حضرت انس بن مالک وعبد اللہ بن ابی اوفی وسہل بن سعد وابو الطفیل رضی اللہ عنہم ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ کسی صحابی کو نہیں دیکھا مگر زمانہ پایا ہے لیکن صحیح وہی قول اول ہے۔ اقول حضرت انسؓ کے دیکھنے پر ائمہ علماء مذکورین متفق ہیں پس ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تابعی ہونے کیلیے اسیقدر کافی ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جملہ اقوال اجتہادی نصوص قطعیہ ہو جاویں جیسا کہ بعض ناداتوں نے زعم کیا اور کیونکر ہوگا کہ جن اکابر کے تابعی صاحب روایت وسماعت وکثرت ملازمت پر اتفاق ہے انپر یہ اجماع نہیں ہے بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایسا اجماع نہیں ہے اور یہ امر واضح ہے اس سے منکر نہوگا مگر مجادل تبع ہواء وہوس جو جناب الٰہی میں خلوص نیت وطلب آخرت نہیں رکھتا اور اپنی رائے ناقص سے دین الٰہی عز وجل میں فتنہ ورخنہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ تابعی ہونے کیلیے روایت یا سماعت شرط ہے تو یہ قول مرجوح وغیر مختار ہے۔ قال الشیخ ابن حجر فی نخبۃ الفکر وہو اسے التابعی من لقی الصحابی۔ تابعی وہ ہے جسنے صحابی سے ملاقات پائی ہو قال ہذا ہو المختار یعنی یہی

مختار ہے اور قاری نے شرح الشرح مین کہا کہ عراقی نے فرمایا کہ اسی پر اکثر علماء کا عمل ہے اور بیان کیا کہ یہی
ظاہر حدیث یعنے قولہ طوبے[له] لمن رآنی ولمن رأی من رآنی کے متوافق ہے کیونکہ حدیث مین سوائے
دیکھنے کے سماعت و روایت کچھ بھی شرط نہین ہے قلت اصطلاح مذکور اگر غیر مرجوح بلکہ مختار تسلیم کیجاوے
تو اصطلاح حادث ہے اس سے عموم حدیث کی تخصیص مسلم نہین ہے خصوص جبکہ دیدار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اہل الحق کے نزدیک خاصۃً نعمت بے بدل ہے اور کفار کے دیکھنے اور فضیلت سے محروم ہونیکا خلجان نکرنا چاہیے
جبکہ اللہ تعالے نے انکی بینائی کی نفی فرمائی بقولہ تعالیٰ تراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون۔ اسیواسطے امت
قاطبۃً متفق ہے کہ ادنے اصحابی کے مرتبے کو کبھی اعلے درجہ کا ولی نہین پہونچ سکتا بلکہ حدیث صحیح کے
مضمون سے مقائستہ کرو کہ زمین و آسمان بھر سونا خیرات کرنے کو کسی صحابی کے آدھے مُد جو کے برابر نہین
فرمایا پس کسی قسم کی مساوات محال ہے فاستقم۔ اور اگر کہا جائے کہ اصطلاح مذکور بنظر مقصود فن روایت ہے
پس جسنے صحابی سے نہین سُنا وہ روایت نہین کر سکتا تو رواۃ الدین مین شمار نہوگا تو اسکو تسلیم کرنے مین مضائقہ
نہین ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ عموم حدیث سے جو فضیلت ثابت ہوئی وہ بھی منتفی ہو غایت
آنکہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث سے جو معنے ثابت ہوے اُنکے موافق تابعی ہین اور لوگون کے اصطلاحی معنے
پر تابعی نہین ہین اور یہ کچھ مضر نہین ہے کیونکہ اصلی مقصود اتنا ہے کہ حدیث سے جو فضل تابعی ہے وہ ابو حنیفہ
رحمہ اللہ کو حاصل ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اور عینی رحمہ اللہ نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے روایات بھی بعض
صحابہ رضی اللہ عنہم سے ذکر فرمائین اور علی القاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مین نے مسند الامام کی شرح مین اسکو ثابت
کر دیا اور شاید یہ معنی برین قول کہ بلوغ از شروط روایت نہین ہے علے ما ذکر فی الاصول ولیکن مرجع اُسکا
اسناد صحیح کیطرف ثبوت کیلیے بتمام شرائط معتبرہ ضرور ہوگا وما قیل ان الحدیث لعلہ ثبت عند الاعلے باسناد صحیح
بدلیل انہ استدل بہ علے الحکم وانضعف عند الاسفل تخیص باسنادہ براونازل فلیس بشئ لانہ لا یفید القطع ومجرد
الاحتمال لا یکفی وقد استدل محمد رحمہ اللہ فی موطاہ بآثار فی اسانیدہا من ہو مجروح ومتکلم فیہ علے انہ للمبتدع ان یقول
قد ثبت عند شیخی بما ثبت ہذا الاعتقاد ولولاہ لما قال بذلک وبالجملۃ فہذا یفضی الے کثیر الفساد فی الدین فلیتامل
فیہ وقد ذکر لی ان شیخنا المحقق البارع الہمام الزاہد الورع الصدوق الامین السید الدہلوی سلمہ اللہ تعالے
ینفی تابعیۃ الامام ولکنی لم اسمع منہ شیئا فی ذلک ولا اعترض علے کلامہ لاعراضی عن مجادلات اصحاب الزمان لما
رأیت طباعہم تمیل الے ما تہوی انفسہم وتعرض عن الآخرۃ فرأیت الخمول اولے من الشمول فلو کان کما ذکر لی لم یدخل
علی من ذلک شئ فان الرضا بنفاق احد لیس من شان المومن فکیف بالشیخ الصالح البارع اذ المجبر دم عندی ہو الثبوت
فالقول بخلافہ من جملۃ النفاق واما وجہ الکلام ہہنا فغیر مصروف الیہ رضی اللہ تعالے عنہ بعض نے امام کے
حافظ فقہ ہونے مین بھی وہم کیا۔ اور منشاء وہم ظاہرا اُنکا یہ زعم ہے کہ امام رحمہ اللہ حدیث مین قلیل البضاعۃ تھے
بنابر آنکہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہے کہ امام کو فقط سترہ حدیثین پہونچین اور یہ زعم کہ انسے روایت

له خوشخبری ہوا ایسے شخص کو جسنے مجھے دیکھا اور خوشخبری ہوا ایسے شخص کو دیکھا کہ جسنے مجھے دیکھا ۱۲ م

حدیث جاری نہین ہوئی اور یہ کہ بعض اہل حدیث نے انپر طعن کیا۔ فمنہم من زعم انہ کان سیئ الحفظ ومنہم من زعم انہ کان لیسوغ الروایۃ بالمعنے وتقوہ بان بضاعتہ فے العربیۃ کانت مزجاۃ وغیر ذلک من الترہات ولیکن انمین سے کوئی صحیح و تحقیق نہین ہے چنانچہ ابن خلدون نے خود قلیل الحدیث کا قول متعصبین متعنتین کے نام سے منسوب کرکے لکھا اور رد کردیا لقولہ ولاسبیل الے ہذا المعتقد نے کبار الائمۃ لان الشریعۃ انما توخذ من الکتاب والسنۃ۔ یعنے بزرگ اماموں کے حق مین ایسے اعتقاد کی کوئی راہ نہین ہے کیونکہ شریعت تو کتاب الٰہی سبحانہ وسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے لیجاتی ہے۔ حاصل یہ کہ کوئی قرآن وحدیث سے خوب آگاہ نہو جیسے اجتہاد مین مشروط ہے وہ مجتہد کیونکر ہوگا حالانکہ امام رحمہ اللہ مجتہد مقدم ومسلم ہین پھر یہ قول محض واہی ہے قال ؒ ویدل علے انہ کبار المجتہدین فے علم الحدیث اعتماد مذہبہ بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ فیما بینہم یعنے امام رحمہ اللہ کے بزرگ مجتہدین حدیث مین سے ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ان لوگون نے امام کے اجتہاد پر اعتماد کیا اور انکے درمیان معتبر رہا خواہ بطریق رد یا قبول۔ مترجم کہتا ہے کہ امام کے فقیہ مجتہد ہونیکا انکار باوجودیکہ انکے ہمعصر اہل اجتہاد کے شہادات مثبت موجود ہین محض جدال ومکابرہ ہے اور حق سے چشم پوشی نہین بلکہ روگردانی ہے اور بعد تسلیم کے حافظ الحدیث وآثار ہونے سے انکار گمراہی ہے یا جہالت ونادانی حالانکہ حافظ الطحاوی رحمہ اللہ کا اقرار ہے اور دیکھتے جاتے ہین کہ حافظ ذہبی وابن حجر وغیرہما امام رحمہ اللہ کی چار ہزار مشائخ کی شہادت دیتے ہین وحافظ مزی وذہبی وابن حجر وغیرہم نے امام کو طبقہ حفاظ محدثین مین شمار کیا ہے اور شافعی ؒ نے ہر فقیہ کو عیال ابی حنیفہ ؒ مین داخل کیا فکان الجبل عن معنے الفقہ اعمہ الطاعن او التصعب اعماہ۔ اور ذہبی ؒ کے تذکرۃ الحفاظ مین ہے کہ ابو حنیفہ ؒ سے وکیع بن الجراح ویزید بن ہارون وسعد بن الصلت وابو عاصم وعبد الرزاق وعبید اللہ بن موسے وبشیر بن کثیر رحمہم اللہ نے روایت کی ہے مین کہتا ہون کہ یہ اکابر اعلے درجہ کے ثقات ہین جنکے صحیحین وغیرہ مین باصل اعتماد روایات ہین وقال الذہبی ؒ اور ابن معین ؒ نے ابو حنیفہ ؒ کے حق مین فرمایا کہ لاباس بہ ولم یکن متہما۔ بعض الافاضل رحمہم اللہ نے لکھا کہ ابن حجر وغیرہ نے تصریح کردی کہ ابن معین رحمہ اللہ کا یہ قول بمنزلہ لفظ توثیق ہے۔ علی بن المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ ثقہ لاباس بہ تھے قال وکان شعبۃ ؒ حسن الرائے فیہ۔ یعنے شعبہ رحمہ اللہ امیر المومنین فی الحدیث علی ما فی جامع الترمذی ؒ امام ابو حنیفہ کے حق مین اچھا اعتقاد رکھتے تھے وقال ایضا ابو حنیفہ ؒ سے سفیان ثوری وابن المبارک وحماد بن زید وہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون نے روایت کی ہے۔ مین کہتا ہون کہ یہ سب بھی اکابر ثقات وائمہ حدیث سے ہین اور بعضے مقبول مجتہد وذکر فی المغنی لبعض ہؤلاء رحمہم اللہ تعالے وقد ذکرہ غیر واحد ان امام الجرح والتعدیل الشیخ یحیے بن معین رحمہ اللہ قد وثقہ غیر مرۃ۔ اور مکی ؒ نے ابن عبد البر مالکی ؒ سے نقل کیا کہ جن لوگون نے امام ابو حنیفہ ؒ سے روایت کی اور انکی توثیق کی وہ ایسے آدمیون سے بہت زائد ہین جنھون نے انپر طعن کیا۔ ویقال ان الخطیب ضعفہ وہذا لیس بشئ وقد ذکرت ذلک للشیخ البارع الہمام الزاہد الورع

الصدوق الامین السید الدہلوی فغضب وقال ما للخطیب وتضعیف الامام ہوا ذا احق بتضعیف نفسہ۔ وتلک لطیفۃ حفظتہا منہ رضی اللہ عنہ۔ ثم رایت البدر العینی رحمہ اللہ قد سبقہ الیہا رحمہ اللہ تعالے۔ اور جب تجھے معلوم ہو چکا کہ ائمہ حفاظ متقنین مذکورین رحمہم اللہ تعالے نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت و توثیق کی تو کیا اب بھی حق پسند متدین متقی کے کان یہ سنینگے کہ امام سئی الحفظ تھے یا مجتہد مسلم مگر قلیل العربیۃ تھے والعجب کہ اصول و فروع مین تبحر و دقت نظر و وسعت فکر و بدایع اسلوب لطائف معانی جو دوسرونکو انکے طفیل مین حاصل ہوتا ہے کیونکر آنکھین بند کرکے بلا دلیل بلکہ مناقض صریح کسی زبان مدعی کا دعوے تسلیم کر لینگے۔ ہان شاید یقین کرین کہ مدعی خوف الٰہی سے عاری و نفس کا تابع کامل ہی اگرچہ اپنے کو علماء مین شمار کرے ولکن لم ینتفع بعلمہ ولیس ہذا من علم الآخرۃ فی شئے لا قلیلا ولا کثیرا۔ رہا قلت روایت کا وہم تو یہ اسیقدر سے دور ہو سکتا تھا کہ باوجود تقدم و فضل حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے روایات حدیث انسے بہت کم ہین اور عجب کہ واہم کو ابو حنیفہؒ کیطرف بدگمانی کرنیکا ثمرہ ملا اور یہ نہین کہ فضیلت و قبول الٰہی عز و جل جو عین مقصود ہی کثرت روایت وغیرہ کا نتیجہ نہین ہوتا ورنہ خلفاء راشدین مہدیین رضی اللہ عنہم وعن الصحابہ کلہم اجمعین کو تقدم نہوتا وقد اشار الیہ الامام مالک رحمہ اللہ تعالے ان لیس العلم بکثرۃ الروایۃ ولکنہ نور یضعہ اللہ تعالی فی القلب۔ بھلا کوئی عالم بلکہ مومن گمان کریگا کہ ادنی صحابی جو روایات مجموعہ مین سے شاید بہت کم جانتے تھے اس زمانہ کے متکلم و محدث و مفسر و فقیہ اصولی جدلی وغیرہ طومار سے کم تھے ہرگز نہین کیونکہ مومن سفیہ نہین ہوتا۔ یہان مجھے ایک مسئلہ یاد آیا کہ کسی نے اپنی جورو کی طلاق پر قسم کھائی اگر فلان مومن مرد سفیہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ طلاق واقع نہوگی کیونکہ مومن سفیہ نہین ہوتا مترجم کہتا ہی کہ یہ عمدہ استنباط ہی از قولہ تعالے ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ الآیہ۔ فان المعنے لا احد یرغب عنہا الا السفیہ فمن لم یرغب عنہا وہو المومن لیس بسفیہ فلا یقع الطلاق۔ اور واضح ہو کہ فلان مومن کو بصفت موصوف بیان کرتے مین یہ فائدہ ہے کہ مومن ہونا نفس مسئلہ مین مقبول ہی ورنہ کسی مسلمان کا نام لینا اگرچہ ظاہر شرع مین مضر نہو لیکن فی الواقع مخالف ہے کیونکہ بسا اوقات آدمی اپنے حق مین ایمان کا جزم کرتا ہے ولیکن کثرت غلبہ نفس و ہوا سے اسکو نفاق کا تمیز نہین ہوتا او لا تری کثیرا من المبتدعۃ کیف یتفوہ بانہ مومن ولیس معہ من الایمان الا الاسم بلکہ مومن ہی نفاق سے خائف ہوتا ہی اور مطمئن منافق ہے کما روی عن الحسن البصری رحمہ اللہ باسناد صحیح۔ اور بخاریؒ نے ایک جماعت سلف سے یہ خوف بروایت حسنؒ تعلیقا ذکر کیا اور باوجود اس فضل و کمال کے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے جنکو آنحضرت صلعم نے منافقین بتلائے تھے قسم لی کہ مین تو انمین سے نہین ہون جتے کہ انھون نے تسکین کر دی۔ فلم یعرف المومن من المنافق الا من عرفہ اللہ تعالے وہم الصحابۃ رضی اللہ عنہم نحو قولہ تعالے اولئک ہم المومنون حقا وقولہ اولئک ہم الصادقون وقولہ واولئک ہم المفلحون وقولہ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الے قولہ انہ بہم رؤف رحیم اسیواسطے قولہ فما راٰہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن الحدیث مین حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے مومنون کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے تفسیر فرمائی ہے اسواسطے کہ وہی بالقطع

مومنین ہین تو انکے اجماع پر مومنین کا اجماع ہونا صادق ہے یہین سے ظاہر ہوا کہ بعضے نادان جو اکثر اختراعات
پر دس بیس ہزار یا کم و بیش مسلمانون کا اتفاق کرنا مومنون کا اجماع حجت قرار دیکر بہتر تصور کرتے ہین خطا بلکہ
خطا در خطا ہے کیونکہ ان لوگون مین سے کسی کے حق مین قطعی حکم مومن ہونے کا نہین ہو سکتا جبتک کہ ایمان
پر اسکا خاتمہ ہنو اور یہ بھی معلوم نہین ہو سکتا اور ہو بھی تو پھر اجماع مقصود نہین ہے و ہذا السانح لعلہ لاتجدہ من غیرنا
واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ اتم اس مقام کو اللہ تعالےٰ پر تقوے و دیانت کے ساتھ غور کرکے استقامت کے طریقہ
سے محفوظ کر لینا چاہیے و ایاک والجدال فانہ داء عضال فاستغفر اللہ تعالےٰ لی ولک انہ ہو الغفور الرحیم
مسئلہ اجتہادیہ امام مذکورہ بالا سے ظاہر ہوا کہ قرآن مجید مین سے فقط آیات احکام جاننا جو مجتہد کے لیے
مشروط ہے مترجم کے نزدیک ناقص شرط ہے وکذا فی جانب الحدیث ایضاً اگرچہ مخالف اکثر علماء ہو بلکہ تیسیر خود کیسا
تبحر وتحفظ معانی تمام کلام الٰہی سبحانہ تعالےٰ کا حتماً اور اکثر از جانب سنن مع امثال وغیرہ بسبب تعذر جمیع کے ضروری ہے
یا یہ مراد ہو کہ معانی آیات احکام واحادیث بالحاق معانی مقصودہ از قصص و امثال وغیرہ ہو مثلاً قولہ تعالےٰ اذا
قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا الآیہ یعلم بان المعنے اذا اردتم القیام حین کنتم غیر معذورین عن استعمال الماء ولا فاقدین للقدرۃ
علیہ ولا طاہرین عن ہذا الحدث فیتحقق بذلک من العذر ما ذکر فی التیمم ومما اذا وجد ماء الغصب والماء المشکوک علے
اجتہاد و ماء لو توضأ بہ عطش ومما ذکر فے حدیث عمر رضی اللہ عنہ عند مسلم من جمعہ صلے اللہ علیہ وسلم الصلوات من
غیر تجدید الوضوء لکل واحد ومن مسح الخف مقام الغسل ومما اذا کان جنبا والماء یکفی لاحدہما ومما اذا نسی الماء فی رحلہ
ومما اذا اخذ الاب ماءہ وغیر ذلک مما فیہ لتطویل ہہنا بلا طائل لکونہ یستطر اذاً فلیتامل۔ اور یہ جو کہا گیا کہ امام رحمہ اللہ
روایت بالمعنی کو حدیث کہتے تھے گویا اعتراض مع اعتذار ہے یعنے قلت روایت کا یہ سبب ہوا کہ امامؒ حدیث کو
بالمعنی روایت کرنا جائز جانتے تھے۔ فان قلت ہذا لا یختص بابی حنیفۃؒ فان عامۃ الروایات انما ہی بالمعنے کما فی علل
الترمذی من قولہم انما ہو المعنے اریدیہ انہ لم یتیسر لنا حفظ الفاظ الحدیث کما ہی ہی من لفظ وترکیب بل ربما وقع فیہا تغیر
یسیر او کثیر ولذلک یقال للروایۃ المتحدۃ مع الاخرے نحوہ او بمعناہ والحافظ المتقن اعتمادہ علے احدہما ازید من الاخرے
لکون اتقان روایتہا اتقن من الاخری وذلک الامر تجدہ فی الصحاح اظہر منہا فی روایات البخاری حیث اورد الروایۃ الواحدۃ
بالفاظ ربما یختلف بہا الاحکام او یستنبط من احدہما ما لا یستنبط من الاخرے فیجعل کانہما روایتین والذی ظن بابی حنیفۃ من تجویزہ
الروایۃ بالمعنے انما ارید بہا الحکم المستفاد منہا بضرب من الاجتہاد فلو صح ذلک عنہ لاشک فی عدم القبول لانہ مع قطع النظر عن
الاختلاط بتعین معنے الحدیث فیما ادی الیہ اجتہاد ذلک المجتہد مع کونہ محتملا للخطاء اذ لا خلاف فی ان لا قطع باصابۃ المجتہد
بالکلیۃ وفیہ من المفاسد ما لا یخفے علے الفطن المتامل فان قیل قد ثبت عن السلف تجوزقولہم ان من السنۃ کذا وہذا
نوع من الروایۃ بالمعنے علے المعنے الذی جعل منکرا یقال بل اخبار بفعل شوہد من النبی صلے اللہ علیہ وسلم من غیر
مدخل للاجتہاد فیہ۔ لیکن یہ ادعا بھی باطل ہے کیونکہ ایک فقیہ مجتہد کی طرف ایسے نادان قول سے بدگمانی کیجاتی
جسکے مفاسد کسی ادنے آدمی پر مخفی نہون اور کیسے ایسے تغیر کو آنحضرت صلعم کا فرمودہ کہنے سے آپ کیطرف

غیر فرمودہ کا نسبت کرنے والا ہوگا جسکے بارہ مین وعید شدید ہے اور خبر متواتر ہے پھر کیونکر ثقات ائمہ متفق علیہم
ایسے شخص کو اپنا مستند سمجھکر اُس سے روایت کرینگے پس قائل نے فقط امام ابو حنیفہ رح کی طرف نہین بلکہ اُنسے
روایت کنندہ ثقات علماء پر بھی عیب لگایا بلکہ اقرب یہ قول ہے جو ابن خلدون وغیرہ نے لکھا یعنے امام رحمہ اللہ
روایت مین اور آنحضرت صلعم کیطرف کلام کی نسبت کرنے مین کمال احتیاط و ادب مرعی رکھتے اور غالباً یہ
روا نہین رکھتے تھے کہ معنی روایت کو آپ کیطرف منسوب کیا جاوے بلکہ وہی کلام بالفاظہ محفوظ ہونا چاہیے اور
مانند اسکے شروط مین پوری رعایت کرتے لہذا من بعد جب ائمہ رواۃ نے آسانی کر دی تو انکی روایات مین تکثیر
ہوگئی۔ فان قلت ما یا کہ یقول فے القضاء بالبینۃ کالثابت عیاناً وہہنا لا یقول بہ یقال فی القضاء اجراء الحکم کما امر
بہ الشرع ولا تعلق لہ بالقطع وعدمہ للعلم بالواقع حتے انہ لیس للقاضی ان یعتقد بانہ فی نفس الامر علے ما تشہد وا بہ الا تری
الے بطلان حکم القضاء بدلیل ما فے الحدیث ان یکون بعضکم الحن بحجتہ کما فی الصحاح واما ہہنا فالمقصود القطع بما فی نفس
الامر وذلک بالتواتر او الشہرۃ ولذلک قیل خبر الواحد لیس فے القطعیۃ کالآیۃ وحاشاہم ان یریدوا بذلک ان لیس الحدیث
کما ہو فی حق اللزوم والتعبد کالآیۃ حتے لو قطع بانہ حدیث کان کالآیۃ فی ذلک بل انما معنی ہذا القول عدم القطع بہ کالقطع
بمعنے تعلق بالاسناد فان قیل فیما یقول بوجوب قرأۃ الفاتحۃ تماماً اذ لا دلیل علیہ الا ما جاء من الحدیث وہو علے غیر
شروطہ یقال ان المبنی علے غیر شروطہ لا یستلزم عدم القبول مطلقاً بل انما یستلزم ضرباً من ثبوت ہو دون ثبوت
المتواتر فلذلک اوجب العمل فیما یوجب ذلک فرق بین الفرض والواجب ہذا مما استحسنہ بعض شراح المنہاج۔ علاوہ
اسکے قلت روایت کو فضل و کمال ذاتی سے تعلق نہین کیونکہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے مرویات بہت قلیل
ہین بہ نسبت دوسرون کے رضی اللہ عنہم اجمعین باوجودیکہ انکے تقدم و فضل پر اجماع ہے۔ وہذا جلی لمن لہ خلوص نظر
الے المقصود من حصول رضوان اللہ تعالے فی جملۃ الاعمال والافعال وان کان للجدال فیہ کثیر مجال وان خفی لمن تحیر بتسویلات
النفس فے تیہ الضلال اعاذنا اللہ تعالے مع المومنین من الخسران فے الحال والمآل۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی
رحمہ اللہ نے عقد الجید مین لکھا کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنے زمانہ مین سب سے اعلم تھے حتے کہ شافعی نے فرمایا کہ فقہ مین
سب لوگ ابو حنیفہ رح کے عیال ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ فقہ مسائل عملی یعنے اجتہادی احکام جنکا برتاؤ جوارح و مشاعر
ظاہرہ سے متعلق ہے شعبہ فقہ القلب ہے پس جسقدر یہ اصل محکم ہوا اسیقدر فرع اتم ہے اور اصل عین تقوی القلب کا اتم ہے
پس یہ لفظ و جیز امام شافعی کیطرف سے شہادت قوی و کامل ہے اور سمجھدار اسکی بابت کچھ قدر جانیگا من اللہ تعالے
عز و جل التوفیق اور امام رح کے فقیہ و عالم علوم الآخرۃ و طہارۃ و تقوے و خصائل حمیدہ و اخلاق پسندیدہ اور اعراض از دنیا
و رجوع بآخرت وغیرہ فضائل کیطرف خطیب وغیرہم نے باسناد اور کچھ اعتماد پر تعلیقاً بہت سے اکابر علماء سے نقل
فرمائے ہیں انھین مین سے شداد بن حکیم و مکی بن ابراہیم یعنے ثلاثیات بخاری کے ایک راوی ثقہ حیث قال البخاری حدثنا
المکی بن ابراہیم حدثنا یزید بن ابی عبید عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ۔ اور ابن جریج و عبد اللہ بن المبارک و
سفیان الثوری و عبد اللہ بن داؤد و احمد بن حنبل و خلف بن ایوب و ابراہیم بن عکرمہ مخزومی و شقیق بلخی و ابوبکر بن عیاش و

ابوداؤد صاحب السنن و امام شافعی و وکیع بن الجراح و معمر بن راشد احد اصحاب الزہری و یحییٰ بن معین و الذہبی فی کتابہ فی مناقب ابی حنیفہ و الخطیب عن یحییٰ بن معین عن یحییٰ بن سعید القطان و یزید بن ہارون و امام مالک رحمہم اللہ تعالےٰ اور خطیب نے روایت کی کہ ابن عیینہ نے کہا کہ میری آنکھون نے ابو حنیفہ کے مثل نہین دیکھا اور عبد اللہ بن المبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ علم و خیر کے کوہ تھے اور وکیع نے کہا کہ ابو حنیفہ بڑے امین اور رضاے الٰہی کو سب پر مقدم رکھنے والے اور راہ خدا مین ہر سختی کے متحمل اگرچہ اُنپر تلوارین پڑین و مکی بن ابراہیم سے روایت کی کہ مین نے علمار کو دیکھا ان مین سے کسی کو ابو حنیفہ سے زیادہ پرہیزگار نہین دیکھا۔ شعرانی نے میزان کبرے مین لکھا کہ امام ابو حنیفہ کے کثرت علم و ورع و دقت مدارک و استنباط پر اگلون و پچھلون نے اجماع کیا ہے اور ابراہیم بن عکرمہ نے کہا کہ مین نے اپنی عمر مین امام ابو حنیفہ سے بڑھا ہوا کوئی علم و زہد و عبادت و تقوے مین نہین دیکھا۔ مترجم کہتا ہے کہ روایات مین اسقدر کثرت ہے کہ لوگون نے منفرد رسائل لکھے ہین اور بعضے مانند مؤلف ذہبی و سیوطی کے زیادہ مبسوط و معتبر ہین۔ اور امام سیوطی و ایک جماعت نے زعم کیا کہ حدیث صحیح مسلم لو کان الدین عند الثریا لنالہ رجال من ہولاء و فی روایۃ من ابناء فارس و فی روایۃ رجل مکان رجال۔ امین بروایت رجل بصیغہ واحد امام ابو حنیفہ اور بروایت رجال مع اصحاب کے محمل صحیح ہین اور بعضون نے مع ائمہ حدیث محمل رکھا وہو الاقرب۔ اور جنھون نے امام ابو حنیفہ و انکے اصحاب کو خارج کر کے دیگر ائمہ کو محمل ٹھہرایا انکا قول تعصب سے بھرا ہوا قابل التفات نہین ہے واللہ تعالےٰ اعلم۔ واضح ہو کہ امام ابو حنیفہ کے فضائل مین زیادہ کلام کی ضرورت نہین جبکہ بقول شعرانی اگلے پچھلے متفق ہین ولیکن افسوس ایسے لوگو نپر ہے جو اپنے آپ کو امام کا مقلد خیال کرتے ہین حالانکہ سوائے زبانی گفتگو کے اپنے مقدم و امام کی کسی صفت و خصلت کا تتبع نہین رکھتے پس اصلی مقدم و قطعی پیشوا آنحضرت صلعم کی سنن ضائع کر نہین زیادہ گم ہونگے اگرچہ اپنے آپ کو عالم سمجھین کیونکہ تقوے و علم کا محل قلب ہے نہ زبان ہان زبانی علم اسی دنیا مین کار آمد ہے۔ و نعوذ باللہ من علم لا ینفع و بقول امام غزالی کے علم الآخرۃ ان بیوع و اجارات و سلم و حیض و نفاس پر نہین ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات پر رجوع کرنیسے یہ بات خوب واضح ہوجاتی ہے وا لحدال سیدر الضلال ہان طہارت ظاہرہ کیلیے و حرام و شبہات سے تحفظ و حدود الٰہی پر قائم رہنے کیلیے ان علوم کا جاننا ضرور ہے اور اصل اقتدار و تقلید جس سے رضاے الٰہی عزوجل حاصل ہو وہی ہے جسطرح مقتدی و امام نے اسمین سرگرمی ظاہر کی اور اگر نعوذ باللہ تعالےٰ رضاے الٰہی عزوجل نہو بلکہ اسکا خشم ہو تو ابو حنیفہ رح کیونکر راضی ہو سکتے ہین اور کیا فائدہ اللہم وفقنا ایانا و جمیع المسلمین للایمان و لما ترضی بہ عنا ربنا و یکون لنا نجاۃ بالآخرۃ و انت مولانا ارحم الراحمین آمین۔ پھر جن لوگون نے امام ابو حنیفہ رح کے حق مین کلام کیا وہ سب غیر مقبول اقوال ہین اور بہتیرے قول تو بدیہی البطلان ہین جیسے مرجیہ ہونا وغیر ذلک اور بہت پسندیدہ ہے قول تاج السبکی رحمہ اللہ کہ اگلے اماموں کے ساتھ ادب کا طریقہ مرعی رکھنا چاہیے اور انمین باہم ایک نے دوسرے کو جو کچھ کہا اگرچہ بظاہر طعن معلوم ہو جیسے معاملہ ابو حنیفہ و سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالےٰ و مالک و ابن ابی ذئب یا نسائی و احمد بن صالح یا امام احمد و

حارث محاسبی وغیرہم تا زمانہ عزالدین بن عبدالسلام وتقی الدین بن الصلاح تو تجھکو ان معاملات پر غور نہین
چاہیے مگر جبکہ دلیل واضح سے تنبیہ کیجاوے اور ان اقوال سے قطعی پرہیز چاہیے کیونکہ بشیتر فہم سے باہر ہین
جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملہ مین سکوت کے سوائے چارہ نہین دیکھتے ہین کیونکہ حق تعالے عالم الغیب
عزوجل نے بقولہ اولئک ہم الصادقون اور قولہ رضی اللہ عنہم وماننداسکے آیات بینات سے انکی تحسین فرمائی ہی
مترجم کہتا ہی کہ ابن حجرؒ نے ابن عبد البرؒ سے بھی نقل کیا کہ بعض اصحاب حدیثؒ کے حق مین معیوب رکھا کہ اُنھون نے
امام ابو حنیفہؒ پر مذمت کا افراط کیا فقط اس بات سے کہ قیاس کو حدیث پر مقدم کیا ہی حالانکہ ابو حنیفہؒ نے سوا اسے
تاویل کے بعض اخبار احاد مین کسی حدیث کو رد نہین کیا اور ایسا فعل ابراہیم نخعیؒ و اصحاب ابن مسعود وغیرہم سے ثابت
ہے۔ پھر لکھا کہ علماے امت مین کوئی نہین جو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرکے رد کرے کیونکہ
اس سے فاسق غیر عادل ہونا اسپر لازم ہو جائیگا کہان یہ کہ امام بنایا جاوے اور قیاس پر تو فقہاے امصار کا عمل چلا
آتا ہے۔ مسند خوارزمی سے عینی وغیرہ مین یہ قطعہ حضرت عبد اللہ بن المبارک کیطرف نسبت کرکے لکھا ہی ؎

حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ ۞ فالقوم اعداء لہ وخصوم ۞ کضرائر الحسناء قلن لوجہہا ۞ حسدا وبغضا انہ لذمیم ۞

ش وفی الکلام اشارات تتفطن النفوس بہا عن برودۃ جہدہا فیما لیس لہا بلاغ الیہ الا بتوفیق من اللہ عزوجل و بکل مقام
فی الوصول الی حضرۃ الرضوان یحسدہ من دونہ او فی درجۃ اخرے من الصفات وہذا لیس بحسد یعاب علیہ
کیف وقد علمت جوازہ فی العلم من قولہ علیہ السلام لا حسد الا فی اثنین ولیس العلم الا سبیل الحصول فہذا غایۃ المقصود
منہ فلیتفکر وایاک ان تظن بہم سوءا بل محض النصح فی الوصول الی مقامہ حیث لا یشارکہ فیہ غیرہ کالتشخص فی المحسوسات
مع اتحاد النوع بل الصنف وقد ذکر ابن کثیر رحمہ اللہ فی التفسیر روایۃ عن عبد اللہ بن المبارکؒ قطعۃ املاہا الی من
یبلغہا الی فضیل بن عیاضؒ مخرجہ الی الجہاد فی الطرسوس ولہا ؎ یا عابد الحرمین لو ابصرتنا ۞ لعلمت انک فی العبادۃ
تلعب ۞ مع ان الناس طالوا الکلام فی مدح فضیلؒ فلیتامل۔ اور مسند خوارزمی مین اتباع قیاس کے طعن کو
اچھی تفصیل سے دفع کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ و اُنکے اصحاب پر اصحاب الرای کا الزام باطل ہے
بلکہ برعکس ہے کیونکہ نہایت اتباع حدیثؐ سے ضعیف الاسناد حدیث تک قیاس پر مقدم رکھتے ہین قول شارح
منہاج البیضاوی نے بھی اسیطرح ذکر کیا ہے ثم قال الخوارزمی اور ہمارے بیان کی تصدیق ان وجوہ سے
ظاہر ہے۔ اول یہ کہ امام ابو حنیفہؒ احادیث مرسلہ کو حجت رکھتے ہین۔ قلت وافقہ رحمہ اللہ فی ذلک الامام
احمد ومالک رحمہما اللہ تعالے والمشہور عن الامام الشافعیؒ عدم قبول المراسیل مطلقا الا مراسیل ابی العالیہ
مالک والا ما اجتمع علیہ علے اختلاف بین الشافعیۃ واللہ اعلم۔ ولذلک قال بنقض الوضوء بالقہقہۃ علے خلاف القیاس
بحدیث الاعمی مع انہ مرسل ومصنفت الشافعیۃ فی المسئلۃ علے القیاس ولم یحتجوا بالمرسل مع انہ من جیاد المراسیل عند
ابی داؤد رحمہ اللہ تعالے۔ ثم قال وروجہ دوم یہ کہ قیاس چار قسم ہے ایک یہ کہ وجہ اصل و فرع مین باشتراک معنے
موثر ہو مثلاً حرمت لواطت بر قیاس وطی فی الحیض بعلت اذی اگرچہ حرمت لواطت خود منصوص ہی اور جیسے حرمت بعض

مسکرات غیر منصوصہ بر خمر بعلت موثرہ سکر وغیر ذلک من الجلی والخفی۔ اور قسم دوم قیاس مناسب باشتراک معنے مناسب
درمیان اصل و فرع۔ اور سوم قیاس شبہ باشتراک مشابہت احکام ظاہرہ درمیان اصل و فرع اور چہارم قیاس مطرد
باطراد معنے میان اصل و فرع پس امام شافعیؒ کے نزدیک جملہ اقسام مذکورہ قیاس مع استصحاب وغیرہ حجت ہین مگر
امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قیاس موثر تو بالاتفاق حجت ہے اور قیاس طرد مین اصحاب حنفیہ مختلف ہین اور باقی اقسام
قیاس بالاتفاق باطل ہین حجت نہین ہین پھر کیونکر کہا جاتا ہے کہ احادیث کے سوالے رائے پر عامل ہین گویا کہنے والے کو
معنی اجتہاد اور قیاس سے غفلت ہے اور خالی احادیث سرسری روایت کرنا اور سمجھ لینا معلوم ہے۔ اور وجہ سوم یہ کہ باوجود
حجت قیاس کے جب حدیث ضعیف سے معارض ہو تو حدیث ہی کو لیکر قیاس ترک کرتے ہین چنانچہ حدیث ابن مسعود رضہ
دربارہ وضو از نبیذ تمر کو باوجود ضعف کے لے لیا اور اسی مورد پر مخصوص رکھا اور دیگر اشربہ مین قیاس پر عمل کیا
حالانکہ اشتراک موثر موجود ہے چنانچہ دیگر ائمہ نے قیاس ہی پر عمل کیا ہے۔ میزان شعرانیؒ مین ہے کہ جسنے یہ طعن کیا کہ
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قیاس کو احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مقدم کرتے ہین یہ ایسے شخص سے صادر ہوا
جو ابو حنیفہؒ سے تعصب کرتا اور دلیری سے بغیر پرہیزگاری کے انکی طرف باتین لگاتا ہے اور اس سے غافل ہے
جو اللہ تعالے عز وجل نے فرمایا۔ ان السمع والبصر والفواد الآیہ اور فرمایا۔ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔ اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہل یکب الناس فی النار علے وجوہہم الا حصائد السنتہم۔ اور ابو جعفر
شیرامازیؒ نے بسند متصل روایت کیا کہ ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ واللہ اس شخص نے ہمپر جھوٹ باندھا جسنے
کہا کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہین حالانکہ بعد نص کے قیاس بیفائدہ ہے اور روایت ہے کہ ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو ہمکو پہونچ جاوے وہ ہمارے سر آنکھون پر ہے میرے مان باپ آپ پر
قربان ہون اور ہمکو اس سے مخالفت کی مجال نہین ہے اور جو صحابہ سے آوے ہمارے سر آنکھون پر اور جو تابعین
سے پہونچے اسمین ہم غور کرینگے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ہم پہلے قرآن مجید پر عمل کرتے ہین پھر احادیث
رسول اللہ صلعم سے اسکے معنی خوب سمجھکر اسپر عمل کرتے ہین پھر جب کتاب مجید مین نہین پاتے تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ڈھونڈتے ہین پھر جب نہ پاوین تو حضرات خلفاے راشدین یعنے حضرت ابو بکر
وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کے قضایا پر پھر بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قضایا پر الے آخر ما قال رحمہ اللہ تعالی
قال المترجم یہی علم ماخوذ ہے حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے جو معروف ہے اور سیوطیؒ و ایک جماعت
علماء نے تفصیل کی ہے کہ امام کا ایسا ہی قول جیسا مذکور ہوا صحیح ثابت ہوا ہے اور بیشک بحث اجتہاد و ادراک معانی
ایک فہم ایمانی ہے جو محض فضل الٰہی عز وجل ہے اور۔ قد صح فی حدیث علی رضی اللہ عنہ قولہ فہم یعطی لہ فی القرآن
اور علماء جانتے ہین کہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تتمہ یا مظہر معانی قرآن پاک ہین انمین مغایرت
اتنی ہی خیال کرو جتنی اجمال و تفصیل مین سمجھتے ہو پس بسا اوقات معنی ظاہر مین کچھ سمجھتا ہے اور آیات و اخبار کے
فیض علم اور حکم اشارات کے نور سے معنی حق حاصل کر لیتا ہے۔ اور فتوحات مکیہ مین ابن العربیؒ نے بسند متصل

امام ؒ سے روایت کیا کہ فرماتے تھے کہ لوگو تم دین الٰہی عز وجل مین اپنی رائے کی بات سے پرہیز کرو اور ہمیشہ ایسی بات کو
لازم کیے رہو جو رسول اللہ صلعم کی سنت کے تابع ہو اور جو اس سے باہر ہو وہ گمراہی ہے اور کہتے تھے کہ جو کوئی
میری دلیل کو نہ پہچانے اسکو میرے قول پر فتوے دینا حرام ہے اور فرماتے تھے کہ اپنے اوپر سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کے
آثار لازم کرلو اور لوگون کی رائے سے بچو اگرچہ وے اپنی رائے کو کیسے ہی آراستہ کرین کیونکہ حق بات طلب پر ظاہر
ہوجاتی ہے اور تم تو صراط المستقیم پر ہو اور فرماتے تھے کہ تم بدعت اور بتکلف نئی بات نکالنے سے بچو اور وہی رسی
مضبوط پکڑے رہو جو سلف رضی اللہ عنہم مین تھی اور ایک مرتبہ علم کلام کے سوال مین فرمایا کہ بدعت ہے تم آثار سلف
وانکے طریقہ کو اپنے اوپر لازم رکھو اور ایک مرتبہ سماع حدیث مین فرمایا کہ اُسکا سننا بھی عبادت ہے اور فرمایا کہ لوگ
ہمیشہ بہتری مین رہینگے جبتک انمین کوئی حدیث طلب کرنیوالا رہیگا اور جب وے علم کو بغیر حدیث کے طلب کرینگے
تو تباہ ہونگے۔ عقود الجواہر المنیفہ مین ہے کہ امام ؒ نے فرمایا کہ لوگونکی رائے سے مجھے ضعیف الاسناد حدیث زیادہ محبوب ہے
واضح ہو کہ ان روایات و اقوال سے مع امام کے معروف مذہب کے طریقہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ بعض لوگون کے مطاعن
انکے حق مین صحیح نہین ہین اور آنکھ بند کرکے بغلبۂ نفس و تعصب یہان جدال کرنا لایعنے بلکہ معصیت ہے اور زیادہ موہم
اور منشاء جدال چند اقوال ہین اول وہ جو خطیب نے ذکر کیے ہین اور درحقیقت اُنکے ثبوت ہی مین کلام ہے تو اُسنے
ایک بزرگ عالم مجتہد صاحب فضائل کے حق مین انکو مستند ایک منکر فعل یعنے طعن کا جو افعال نفاق و شیوۂ
منافقین سے ہے قرار دینا محل تعجب ہے حالانکہ بر تقدیر ثبوت کے وہی تاویلات جو دیگر ائمہ و ثقات
کیطرف سے دفع مطاعن مین معروف ہین بلکہ عامۂ ثقات رواۃ سے دور کرنے مین مشہور ہین یہان بھی
ضروری تھین علاوہ برین خطیب ؒ کی طرف سے انکو طعن سمجھنا بھی غیر ضروری ہے چنانچہ ابن حجر ؒ نے کہا کہ
خطیب ؒ کی غرض ان اقوال کے جمع کرنے مین فقط یہی ظاہر ہے کہ ایک مرد کے حق مین کہنے والونکی جو کچھ باتین
روایت کیجاتی ہین انکو بمقابلہ ان اقوال فضائل کے جو اسکے حق مین ذکر کیے گئے ہین جمع کرے اور طریقہ مستمرہ
اصحاب سنن کے موافق ان اقوال کے اسناد سے کلام نہین کیا اور اسکا یہ منشا نہین ہے کہ امام ابوحنیفہ ؒ کی منزلت
گھٹاوے اور یہ بات اسکے تصنع سے ظاہر ہے کہ اسنے فضائل بدلائل نقل کیے اور پھر قادحین کے اقوال باسناد
ضعیفہ و مجہولہ روایت کردیے اور ظاہر ہے کہ مجروح و مجہول شخص کی اسناد سے جو روایت ہے وہ کسی عام مسلمان کے
حق مین روا نہین رکھ سکتا تو امام ابوحنیفہ ؒ کے حق مین کیونکر مسلم ہوگی اور اگر ارادہ قدح ہی مسلم کرلیا جاوے تو عینی
و فتح القدیر کا جواب کافی ہے جبکہ نظر تعصب سے غافل نہ رہے اور اگر کہا جاوے کہ خطیب ہی پر اعتماد نہین بلکہ
نسائی صاحب سنن نے لکھا کہ ابوحنیفہ ؒ حدیث مین قوی نہین ہین۔ تو ایسی جرح مبہم کہ جسکا کچھ پتا نہین لگتا ہے
کیونکر خلاف ظاہر و باہر مسلم ہوگی بلکہ ادنے یہ ہے کہ اسکے یہ معنے لگائے جاوین کہ قول لیس بالقوی یعنی بہت
زیادہ قوی نہ تھے کہ بہت باتین کرتے ہون۔ کیونکہ تحدیث یعنے مصطلح مین کوئی وجہ جرح کی بیان نہین ہوئی۔ پھر
اگر کہا جاوے کہ کیون نہین چنانچہ امام بخاری ؒ نے ضعفاء مین لکھا کہ نعمان بن ثابت کوئی مرجیہ تھے لوگ انکی

حدیث ورلے سے ساکت ہوے۔ تو جواب یہ ہے کہ رائے کا غلغلہ اپنے معنے کے خلاف اُسوقت کے کا تو نمین بھر اگیا
جس سے یہ شور ہوا حالانکہ بالاتفاق قیاس اصل معمولی ومعتمد علیہ ہے تو ظاہر ہے کہ مدار اسکا محض اختلاف لفظی پر ہے
لہذا بدون ظہور کسی جرح کے جو حدیث کے اصول مین مبین ہے جب بیان خالی رائے سے طعنہ ہے تو وہ بعد ظہور حال کے
رفع ہوئی اور یہی گویا وجہ سکوت از حدیث تھی کما یدل علیہ تقدیم الرائے فی قولہ سکتوا عن رائیہ وحدیثہ۔ اسیوجہ سے جن
بزرگون پر حقیقت حال کا انکشاف ہوگیا اُنھون نے اہل طعن کی زبان ردکی اور خود ثنا وصفت بیان کی اور انسے
حدیث روایت کی چنانچہ خود امام بخاری رحتے چند ثقات متقنین کا اُنسے روایت کرنا بیان کیا اور کہا کہ روی عنہ عباد
بن العوام وابن المبارک والہیثم ووکیع ومسلم بن خالد وابو معاویہ والمقری الی آخرہ۔ اور یہ لوگ خود حدیث مین امام ہین پھر
انکی روایت کے بعد کیونکر انکار کا محل صحیح رہیگا اور اگر یہ وہم ہو کہ انکے واسطہ سے کس نے روایت کیا ہے تو لا محالہ
قولہ سکتوا عن حدیثہ مستمر رہا تو جواب یہ ہے کہ جن لوگون پر حال مشتبہ رہا اور قیاس کو رائے وغیرہ منکرات مین داخل سمجھتے
رہے اُنھون نے باسناد غیر اسکو قبول کیا لہذا اہل القیاس کا اجتناب کچھ امام رح کو مضر نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے عزوجل
ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی پر انسے روایت وقبول کو فرض نہین فرمایا اسیوجہ سے روایت نہ کرنیوالے
بھی گنہگار نہین ہین جبکہ انکی طرف موافق شیوۂ ایمان کے نیک گمان ہے اور مجتہد نے اگر دوسرے مجتہد سے خلاف مین
انکار کیا تو عوام کی یہ حالت مساوی نہین آیا نہین دیکھتے کہ احکام مختلف ہین چنانچہ مجتہد کو ایک دوسرے کی تقلید روا
نہین ہے حتےٰ کہ اہل نظر تک اتفاقی روا نہین رکھا گیا تو ضرور ہے کہ مجتہد کی رائے اجتہادی جسطرف مودی ہوئے
اُسکے نزدیک دوسرے مجتہد کی رائے خلاف صواب ہے ورنہ کیا یہ جائز جانتے ہو کہ مجتہد دوسرے کی رائے صواب سے
جان بوجھکر مخالفت کرتا ہے اور ایسی حالت مین اسکی رائے اجتہادی سے دوسرے کی خطا پر ہم یقین نہین کر سکتے
کیونکہ عوام کی راہ تقلید ہے ولیکن تقلید اسکو مستلزم نہین کہ عمل کرنے وثواب لینے کے لیے ایک حکم شرع الٰہی
اپنے طریقہ سے حاصل کرے تو ضرور دوسرے مفتی فقیہ کو خاطی بھی کہے کما زعمہ شرذمۃ من المتاخرین بلکہ
مجتہد کو بھی ضرور نہین کہ دوسرے مجتہد کو خطا پر یقین کرے کیونکہ اپنے آپ کو صواب پر غالب گمان کرتا ہے نہ یقین
پھر غیر کو خطا پر یقین کیونکر کریگا۔ اسیواسطے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وائمہ تابعین رح مین باوجود اختلاف طریقہ
عمل کے باہم اتحاد وخلوص مین کسی طرح کا اختلاف نہ تھا اور یہی ائمہ مجتہدین وصلحاء امت کا طریقہ چلا آیا ہے ہان بغیر
اسباب بزرگی کے اعجاب بالرای ہمیشہ منکر ہے جیسے کوئی لایعنی دعوے اجتہاد مین سرگرم ہو یا تقلید شخص کو کل حال
ومسئلہ مین اپنے اوپر فرض کرلے بلکہ اس زمانہ مین تو ہر شخص دوسرے سے ادنیٰ خلاف مین بغض کرتا ہے اور سراسر
اپنا نفس بناتا چاہتا ہے اور اسکا نام بغض للہ رکھا ہے حالانکہ شیوۂ سلف سے خود منحرف ہے اور عوام کو ایسے امور کی
تکلیف دیتا ہے کہ جو انکی سمجھ سے باہر اور اُنکے حق مین باعث ضلالت ہے اور وہ خود بھی اس معصیت مین ہر ایک کا
مساہم ہوتا ہے ونعوذ باللہ تعالیٰ من الضلال اور علامہ محدث شیخ محمد طاہر فتنی نے مغنی وخاتمہ مجمع البحار مین لکھا کہ ابو حنیفہ رح
عالم۔ عابد ورع تقی امام علوم شرع تھے اور بعضی باتین جیسے قرآن کو مخلوق کہنا اور معتزلہ کیطرح بندون کو قادر کہنا

یا مرجیہ وغیرہ ہونا ایسی باتین جو انکی طرف منسوب کیگئی ہین بیشک امام ان باتون سے پاک ہین اور یہ بالکل صریح ظاہر ہے
اور اسیطرح ابن الاثیرؒ نے جامع الاصول مین اور صاحب مشکوٰۃ نے اسماء الرجال مین اسکو مصرح لکھا ہے۔ یہانتک
اہل علم کے رسائل وغیرہ سے استنباط کرکے جو کچھ مختصر لکھا گیا درحقیقت وافی ثبوت اس امر کا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے
حق مین بیشک یہی کہنا چاہیے جو محققین علماء نے مجتمع یا متفرق بیان کیا کہ تابعی مجتہد امام زاہد عابد متورع متقی صاحب
فضائل جلیلہ تھے اور چونکہ نفوس اسوقت اعتدال سے خارج ہین لہذا ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ صحابہ رضی اللہ
عنہم اجمعین و اجلہ تابعین رحمہم اللہ تعالے سے کم رتبہ ہین جیسے معاصرین و متاخرین سے بڑھے ہوے ہون واللہ تعالیٰ اعلم
المائۃ الثانیۃ دوسری صدی کے فقہاء حنفیہ۔ ابراہیم الصائغ بن میمون المروزی۔ فقیہ محدث صدوق تھے روی عن
ابی حنیفۃ وعطاء وعنہ حسان بن ابراہیم وغیرہ واخرج عنہ البخاری تعلیقا وابوداؤد والنسائی مسندًا۔ زرگری و ڈھالنے
کا پیشہ اختیار کیا تھا اور صاحب افضل الجہاد تھے کہ ابومسلم خراسانی کو مکرر سہ کرر منکرات شرعیہ سے بسختی منع فرمایا
آخر اسنے ۱۳۱ھ ہجری مین شہر مرو مین آپ کو شہید کیا مروزی منسوب بمرو بخلاف قیاس ہے اسرائیل بن یونس
بن ابی اسحٰق کوفی فقیہ محدث ثقہ ہین مولد ۱۰۰ھ ہجری شہر کوفہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ سے فقہ و حدیث
حاصل کی اور آپ سے وکیع و ابن مہدی نے روایت کی اور یہی کافی ہے کہ شیخین امام بخاری و مسلم نے آپ سے
تخریج کی آپ ۱۶۲ھ ہجری مین فوت ہوے اسد بن عمرو بن عامر بجلی از اولاد جریر بن عبداللہ البجلی صحابی رضی اللہ
عنہ امام ابوحنیفہ کے متقدمین اصحاب عشرہ مین سے طویل الصحبۃ فقیہ محدث ثقہ ہین بعد ابو یوسفؒ کے خلیفہ رشید کے
داماد اور قاضی واسط و بغداد ہوے امام احمد و یحییٰ بن معین نے توثیق کی اور امام احمد و محمد بن بکار و احمد بن
منیع نے آپ سے حدیث روایت کی اور وفات ۱۸۸ھ یا ۱۹۰ھ مین ہوئی حمزہ بن حبیب زیات کوفی۔ ابوعمارہ
یکے از قراء سبعہ مشہور مین ۸۰ھ مین پیدا ہوے۔ محدث صدوق زاہد پرہیزگار تھے امام ابوحنیفہ سے بہت سی روایتین
رکھتے تھے امام مسلم نے آپ سے تخریج کی اور ۱۵۸ھ یا کم مین وفات پائی۔ حماد بن ابی حنیفہ زاہد عابد پرہیزگار محدث
فقیہ تھے۔ ابن عدی نے کہا کہ حافظہ اچھا نہ تھا۔ بعد قاسم بن معن کے کوفہ کے قاضی ہوے اور ۱۷۶ھ مین انتقال
فرمایا۔ حفص بن غیاث بن طلق النخعی ابو عمر الکوفی۔ فقیہ محدث ثقہ زاہد متقی منجملہ ان اصحاب امامؒ کے جنکے حق
مین فرمایا کہ انتم مسار قلبی وجلاء حزنی۔ اخذ الحدیث من الثوری وہشام بن عروۃ وعاصم وغیر واحد وروی عنہ احمد و
یحییٰ بن معین والقطان وغیر واحد واخرج عنہ اصحاب الصحاح وتغیر نے آخر عمرہ اور ۱۹۴ھ مین وفات پائی۔ حکم بن
عبداللہ بن سلمۃ البلخی ابو مطیع۔ علامہ کبیر ہین فقہ اکبر امام اعظمؒ سے روایت کی اور کہتے تھے کہ میرے نزدیک رکوع
و سجدہ مین تین بار تسبیح کہنا فرض ہے اور عبداللہ بن مبارک آپ کے علم و دیانت کیوجہ سے تعظیم کرتے تھے وکان
محدثا روی من الامام وابن عون و مالک وغیرہم وروی عنہ احمد بن منیع وخلاد بن سلم وجماعۃ فی الحدیث لینا ۱۹۹ھ
مین وفات پائی۔ حکایت ہے کہ خلیفہ نے والی بلخ کے نام جو خط بھیجا اسمین اپنے ولیعہد کی نسبت لکھا کہ۔ آتیناہ الحکم
صبیا۔ جب آپ نے سُنا تو امیر بلخ کے پاس جاکر کئی بار فرمایا کہ تم لوگ دنیاوی رغبت مین کفر تک پہونچگئے امیر بلخ نے

آبدیدہ ہوکر سبب پوچھا تو آپ نے منبر پر چڑھکر مجمع مین اپنی داڑھی پکڑکر رو رو کر فرمایا کہ یہ خطاب الٰہی عز وجل
بحق یحییٰ پیغمبر علیہ السلام ہے جو کوئی کسی اور کو یہ کلمہ کہے وہ کافر ہے تمام لوگ رونے لگے اور جو آدمی یہ خط
حفص
لائے تھے بھاگ گئے رحمہ اللہ تعالےٰ حفص بن عبدالرحمٰن البلخی معروف نیشاپوری۔ محدث فقیہ ثقہ تھے نسائی نے
آپ سے روایت کی ہے پہلے بغداد کے قاضی ہوئے پھر چھوڑکر عبادت مین مشغول ہوے اور سنہ ۱۹۹ھ مین وفات پائی
حماد
کہتے ہین کہ جب عبداللہ بن المبارک نیشاپور مین تشریف لاتے تو ضرور آپ سے ملاقات کرتے تھے حماد بن دلیل
قاضی مدائن۔ یہ اُن اصحاب امام مین سے تھے جنکے حق مین فرمایا کہ یہ لوگ قضا کی صلاحیت رکھتے ہین کنیت ابو زید ہے اور
شروطی کے لفظ سے معروف ہین جب کوئی شیخ فضیل رح سے مسئلہ پوچھتا تو کہتے کہ ابو زید سے پوچھ لو۔ ابو داؤد رح نے سنن مین
خالد
آپ سے تخریج کی ہے۔ خالد بن سلیمان امام اہل بلخ از اصحاب فتوے سنہ ۱۹۹ھ مین چوراسی برس کے ہوکر وفات
داؤد
پائی۔ داؤد بن نصیر الطائی ابو سلیمان محدث ثقہ فقیہ زاہد معروف نہایت پرہیزگار تھے بیس برس امام ابوحنیفہ کی صحبت
مین رہے۔ وثقہ ابن معین وغیرہ وروی عنہ ابن عیینۃ واخرج عنہ النسائی۔ آپ کے حکایات معروف ہین سنہ ۱۶۰ھ یا سنہ ۱۶۵ھ مین
وفات پائی کہتے ہین کہ آپ نے اپنے باپ سے کچھ دینار میراث پائے انکو کسب حلال جانکر ایک ایک دانگ روز خرچ کرتے
اور گوشہ اختیار کیا تھا اور دعا کی کہ انکے ختم پر میری وفات ہو چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور امام ابو یوسف کو بسبب اختیار
عہدۂ قضا کے محبوب رکھتے اور امام محمد کیطرف متوجہ ہوتے تھے اور صاحبین رح کو جب کسی مسئلہ مین اشکال ہوتا تو دونون
زفر
صاحب الخنین کے پاس جاتے تھے۔ آپ اولیاء کے زمرہ مین معدود ہین۔ زفر بن ہذیل بن قیس العنبری سنہ ۱۱۰ھ مین پیدا
ہوے۔ ابوحنیفہ رح اپنے اصحاب مین آپ کی تکریم کرتے تھے اور آپ کے خطبۂ نکاح مین امام رح نے فرمایا کہ ہذا زفر امام من
ائمۃ المسلمین الخ۔ زفر اور داؤد طائی مین برادرانہ اتحاد تھا پس داؤد رح نے عبادت بخلوت اختیار کرلی اور زفر رح نے خلوت
وجلوت دونون کو جمع کیا۔ شداد نے اسد بن عمرو سے پوچھا کہ ابو یوسف اور زفر مین کون افقہ ہے فرمایا کہ زفر
اورع ہین شداد نے کہا کہ مین فقہ مین پوچھتا ہون فرمایا کہ پوری فقہ یہی تقوےٰ ہی جس سے بڑی بزرگی ہوتی ہے
روایت ہے کہ عہدۂ قضا سے انکار کرنے مین دو مرتبہ انکا مکان ڈھایا گیا مگر قبول نہ کیا۔ زفر فقیہ محدث ہین ابونعیم
زہیر
نے کہا کہ ثقہ مامون ہین سنہ ۱۵۸ھ مین بصرے مین وفات پائی۔ زہیر بن معاویہ بن خدیج کوفی سنہ ۱۰۰ھ مین پیدا ہوے
اصحاب امام مین محدث ثقہ فقیہ تھے وثقہ یحییٰ بن معین وغیرہ۔ سمع عن الاعمش ومن فی طبقتہ وروی عنہ یحییٰ بن القطان
سفیان
واخرج عنہ اصحاب الصحاح سنہ ۱۷۲ھ یا ایک سال زائد مین وفات پائی۔ سفیان بن عیینہ۔ محدث ثقہ حافظ فقیہ
امام حجت ہین سنہ ۱۰۷ھ مین پیدا ہوے کہتے تھے کہ مجھے پہلے امام ابوحنیفہ رح نے محدث بنایا ہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے
آپ سے بکثرت تخریج کی ہے امام شافعی رح نے فرمایا کہ اگر امام مالک و سفیان بن عیینہ نہوتے تو حجاز سے علم جاتا رہتا
شریک
یکم رجب سنہ ۱۹۸ھ مکہ معظمہ مین وفات پائی اور حجون کے پاس مدفون ہوے۔ شریک بن عبداللہ کوفی اصحاب
امام مین داخل ہین امام آپ کو کثیر العقل کہتے تھے۔ تقریب مین ہے کہ پہلے شہر واسط کے قاضی تھے پھر کوفہ کے
مقرر ہوے۔ عالم زاہد عابد عادل صدوق اور اہل ہوا و بدعت پر سختگیری کرنیوالے تھے آخر عمر مین حافظہ متغیر ہوگیا

شقیق | ۱۳۰ھ میں وفات پائی امام مسلم وابو داؤد و ترمذی ونسائی وابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی ہے شقیق بن ابراہیم بلخی۔ ابوحنیفہ وعباد بن کثیر واسرائیل سے روایت کی اور ابو یوسف سے کتاب الصلوٰۃ پڑھی اور مدت تک ابراہیم بن ادہم کی صحبت میں رہے فقیہ زاہد عابد معروف ومشہور ہیں انکا قول ہے کہ رضاے الٰہی چار چیز میں ہے روزی میں امن وکام میں اخلاص اور شیطانی رسوم سے عداوت اور موت سے موافقت ۱۹۴ھ میں شہید ہوے متوکل کامل تھے اور زمرۂ اولیاء اللہ تعالےٰ میں انکی کرامات وافعال وارشادات معروف ہیں۔

شعیب | شعیب بن اسحٰق بن عبدالرحمن القرشی الدمشقی۔ ابوحنیفہؒ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ جید تھے انکو مرجیہ کی تہمت دیگئی ہے امام بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی اور دوسری صدی کے ۱۸۹ھ یا ۱۹۰ھ میں فوت ہوے۔

عمرو | عمرو بن میمون بن بحر بن سعد بن رماح بلخی۔ محدث ثقہ فقیہ صاحب علم وفہم وصلاح تھے بغداد میں آکر امام ابوحنیفہؒ کی صحبت میں داخل ہوکر فقہ حاصل کی مدت تک نیکی کے ساتھ قاضی رہے ہیں آخر عمر میں نابینا ہوکر ۱۷۱ھ میں وفات پائی۔ امام ترمذیؒ نے آپ سے تخریج کی ہے۔

عافیت | عافیت بن یزید بن قیس الاودی۔ اصحاب ابوحنیفہؒ میں باکرام فقیہ محدث ثقہ تھے۔ اعمش وہشام بن عروہ سے حدیث بھی سُنی اور نسائی نے آپ سے تخریج کی ہے ۱۸۰ھ میں وفات پائی۔

عبدالکریم | عبدالکریم بن محمد جرجانی۔ فقیہ محدث مقبول تھے امام ابوحنیفہؒ سے راوی ہیں اور ترمذیؒ نے آپ سے تخریج کی ہے اور حدود ۱۸۰ھ میں وفات پائی۔

عبداللہ | عبداللہ بن المبارک بن الواضح الحنظلی المروزی ۱۱۸ھ میں پیدا ہوے ابتدا میں لہو ولعب میں مصروف تھے ایک روز باغ میں بڑا شراب کا جلسہ جمع کیا صبح ہوتے ہی اپنے سرہانے درخت کے ایک پرندے سے خواب میں سنا کہ یہ آیت پڑھتا ہے۔ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق اُسیوقت سے تائب ہوکر عابد ہوگئے اور سفر کرکے امام ابوحنیفہ کی صحبت میں آئے اور دیگر ائمہ کبار واعلام اخیار سے بھی حدیث وغیرہ کی سماعت کی اور بستان المحدثین میں تفصیل احوال مرقوم ہے اور اول حدیث از کتاب نقل فرمائی بقولہ حدثنا یونس عن الزہری عن السائب بن یزید ان شریکا الحضرمی ذکر عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ذاک رجل لا یتوسد یا لقرآن۔ امام نوویؒ نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں آپکا ترجمہ ذکر کیا اور فقہ وعلم وزہد وجہاد وغیرہ فضائل نقل کرکے لکھا کہ اجتمعت فیہ خصال الخیر کلہا۔ یعنے عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ میں خیر کے جملہ خصائل جمع کردیے گئے تھے اور نقل کیا کہ ائمہ اعلام میں سے جتنے فضائل انکے بیان ہوے ہیں اور کسی کے مذکور نہیں ہیں اور روایت ہے کہ امام مالکؒ سوے ابن المبارکؒ کے اور کسی کے واسطے جگہ نہیں چھوڑتے تھے اور یہ امر گویا مجمع علیہ ہے کہ جامع فضائل وفواضل تھے اور جہاد سے واپس ہوتے وقت موضع ہیت میں ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں مسکینوں کی طرح وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ نقل ہے کہ وفات کے وقت اس حالت سے بستر خاک پر جان دیتے ہوے دیکھکر آپکا غلام نصر نام جو معتبر راۃ حدیث سے ہے رونے لگا آپنے پوچھا تو کہا کہ مجھے اسی تکلیف کی حالت اسوقت رلاتی ہے آپنے کہا کہ مت رو کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ پروردگار تو نگر دن کیطرح زندہ رہوں اور مسکینوں کے ساتھ میری وفات ہو سو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ادا کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہوا۔ مروزی نسبت بمرو بعض نے کہا کہ

عہ مترجم کہتا ہے کہ انہیں الفاظ سے مجھے وقت تحریر یاد ہے اگرچہ کچھ سہو ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرماوے اور رجوع بکتاب بستان اسوقت میسر نہوا ۱۲

خلاف قیاس ہے اور بعض نے اسکی توجیہ خلاف مین کہا کہ مروی کپڑا معروف منسوب بجانب مروگانون جو واقع عراق
قریب بکوفہ ہے اور یہ مرو واقع خراسان ہے فاحفظہ مترجم کہتا ہے کہ اس تذکرہ سے استفادہ بطریق اعتبار اس اصل کی
تصدیق کرتا ہے جو حدیث صحیح معروف فی باب القدر سے صریح مستفاد ہے کہ قبولیت ازلی کو کوئی فعل منافی مضر نہین کیونکہ
آخر وہی لطف ازلی دستگیر ہوکر منزلت عالیہ مین لیجاتا ہے اور طرد ازلی کو کوئی طاعت وعبادت موافق مفید نہین
کہ آخر انجام خراب ہو جاتا ہے جیسے قصۂ بلعم باعور معروف ہے اللھم انی اعوذ بک من الطرد وسوء الخاتمۃ۔ آمین برحمتک یا ارحم
الراحمین۔ عیسیٰ بن یونس کوفی محدث ثقہ فقیہ جید تھے حدیث کو اعمش و مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے سُنا اور فقہ کو ابو حنیفہ رحمہ کے
اصحاب سے حاصل کیا۔ خلیفہ مامون نے آپ کو تکریم حدیث کے دس ہزار دینار بطور ہدیہ بھیجے آپ نے واپس کردیئے اُسنے گمان کیا کہ
کم سمجھکر پھیرے تو دو چند کر دیے۔ الغرض آپنے پھیرا اور فرمایا کہ یہ خاک بمقابلہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائق
قبول نہین ہے۔ پینتالیس جہاد و پینتالیس حج ادا کیے۔ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے آپ سے تخریج کی ہے اور سال وفات ۱۸۷ھ ہے
رحمہ اللہ تعالیٰ۔ علی بن مسہر القرشی الکوفی۔ از اصحاب ابو حنیفہؒ جامع فقہ و حدیث تھے ثقہ صاحب روایت و درایت ہین اصحاب
صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی کہتے ہین کہ امام سفیان الثوریؒ نے انھین کے واسطہ سے فقہ ابو حنیفہؒ کو اخذ کیا ہے۔ عبد اللہ بن ادریس بن
یزید بن عبد الرحمن الکوفی۔ فقیہ عابد محدث ثقہ جید تھے ابو حنیفہؒ سے ہر چیز مین روایت کی و اعمش و ابن سعید وغیرہم سے بھی اوی
ہین اور آپ سے امام مالک و ابن المبارک وغیرہم نے روایت کی او اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے اور ۱۹۲ھ مین وفات
پائی۔ علی بن ظبیان الکوفی۔ قاضی القضاۃ فقیہ محدث عارف باورع تھے حسن خلق سے ہمیشہ بورئیے پر اجلاس کرتے۔ ابن ماجہ
نے آپ سے تخریج کی وفات ۱۹۲ھ مین ہوئی۔ عمرو بن الدار۔ امام ناصح فقیہ جید محدث مقبول تھے۔ امام ابو حنیفہؒ سے فقہ حاصل کی
اور امام نے بھی اُنسے حدیث روایت کی ہے۔ فضیل بن عیاض بن مسعود التمیمی۔ عالم ربانی عارف یزدانی زاہد عابد ثقہ محدث
فقیہ صاحب کرامات تھے ابتدا مین رہزنی کرتے تھے ایک وقت متاثر ہوکر توبہ کی اور کوفہ مین آکر امام ابو حنیفہؒ کی خدمت سے فقہ و
حدیث کو لیا اور متعدد ائمہ سے سماعت کی امام شافعیؒ و ابن مہدیؒ وغیرہم نے آپ سے روایت کی اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے
تخریج کی ہے اور اولیاء کے تذکرہ مین آپ کے حالات و کرامات مبسوط لکھے ہین اور ابن کثیر نے ابن عساکر کی تخریج سے ذکر کیا کہ عبد اللہ
بن المبارکؒ نے طرسوس مین جہاد کو جاتے ہوے ایک شخص کو جو حرم محترم جاتا تھا چند اشعار لکھوائے کہ فضیلؒ کو یہ خط دیدینا اس نے
مکہ معظمہ پہونچکر آپ کو دیا اولہ یا عابد الحرمین لو ابصرتنا + لعلمت انک فی العبادۃ تلعب + فضیل دیکھکر رو دئے اور کہا کہ میرے
بھائی نے مجھے نصیحت فرمائی ہے پھر اُس شخص کو ایک حدیث املاء فرمائی اپنی اسناد سے ابو ہریرہؓ سے مرفوع کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلعم سے ایسی عبادت پوچھی جو جہاد کی برابری کرے آپنے پوچھا کہ تو ہمیشہ رات و دن بلا درنگ نماز مین قیام کر سکتا
ہے اور ہمیشہ روزہ رکھ سکتا ہے اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو مجھ سے نہوسکیگا فرمایا کہ قسم ہے کہ اگر تو اسکو بھی کرتا تب بھی
جہاد کے یکروزہ ثواب کو نہ پہونچتا وقد اوردت الحدیث فی التفسیر مترجما۔ بالجملہ غایت شہرت سے آپ کے ذکر فضائل کی حاجت
نہین ہے رحمہم اللہ تعالے۔ قاسم بن معن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ عنہ۔ ابو حنیفہؒ کے ان اصحاب
مین سے تھے جنکو فرماتے کہ انتم مسار قلبی وجلاء حزنی۔ فقیہ محدث بلیغ العربیۃ زاہد سخی با مروت تھے ابو حاتم نے کہا کہ ثقہ صدوق

عیسیٰ
علی
عبد اللہ
علی
عمرو
فضیل
قاسم

مکثر الروایۃ ہین۔ فی الصحاح عنہ کثیر شیٔ سنہ ۱۷۵ھ مین وفات پائی۔ **لیث** بن سعد بن عبد الرحمن رحمہ اللہ تعالے تاریخ
ابن خلکان مین ہے کہ مین نے بعض مجامیع مین لکھا دیکھا کہ حنفی المذہب تھے سنہ ۹۲ھ مین پیدا ہوئے فقیہ محدث ثقہ صدوق
جید صاحب ثروت و مقدرت تھے سال مین پانچہزار دینار کی آمدنی تھی مگر کثرت ایثار و سخاوت سے کبھی زکوٰۃ واجب
نہوتی تھی۔ صحاح مین آپسے روایات موجود ہین اور ائمہ اخبار نے آپسے روایت کی و کرامات کا تذکرہ طول ہے
سنہ ۱۷۵ھ مین وفات پائی۔ **مسعر** بن کدام کوفی طبقہ کبار اتباع مین سے ہین۔ نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا کہ آپ
سفیان بن عیینہ و سفیان الثوری کے اُستاد ہین آپ کی جلالت قدر و حفظ و اتقان متفق علیہ ہے اصحاب صحاح ستہ نے
آپسے تخریج کی۔ آپنے امام ابو حنیفہ و عطا و قتادہ سے روایت کی سنہ ۱۵۵ھ مین وفات پائی۔ **مندل** بن علی کوفی
اصحاب امام ابو حنیفہ مین فقیہ محدث صدوق تھے ابو داؤد و ابن ماجہ نے آپسے تخریج کی ہے سنہ ۱۰۳ھ مین پیدا ہوئے اور
سنہ ۱۶۸ھ مین وفات پائی۔ **محمد** بن الحسن بن الفرقد الشیبانی امام ابو حنیفہؒ کے اصحاب مین آپ فقہ و حدیث و لغت مین
امام ہین حدیث کو ابو حنیفہ و ابو یوسف و مسعر و ثوری و مالک اور ابن دینار و اوزاعی وغیرہم سے سُنا اور آپسے امام شافعی
و ابو عبید القاسم بن سلام اور ابو حفص کبیر احمد بن حفص و معلی بن منصور و ابو سلیمان جوزجانی و موسے بن نصیر رازی و اسمٰعیل و
علی بن مسلم و محمد بن سماعہ و ابراہیم بن رستم و ہشام بن عبید اللہ و عیسے بن ابان و محمد بن مقاتل و شداد بن حکیم وغیرہم نے سُنا
ابو عبیدؒ نے کہا کہ مین نے آپسے زیادہ ماہر قرآن الٰہی نہین دیکھا اور عربیت و نحو و حساب مین ماہر تھے **مترجم** کہتا ہے
کہ فتاوے کتاب الشروط مین امام محمدؒ کا قول لغت مین حجت قرار دیا ہے۔ شامی نے کہا کہ مثل ابو عبید و اصمعی و خلیل و کسائی کے امام
ہین لغت مین آپکی تقلید واجب ہے چنانچہ ابو عبید نے باوجود جلالت قدر کے آپکے قول سے حجت پکڑی جیسے ابو العباسؒ نے اور
تغلب نے سیبویہ کے ہمسر قرار دیا اور انکا قول حجت مانا۔ امام محمدؒ کے فضائل جامع علوم اور کثیر التصانیف و ذکی و بیدار ہونا وغیرہ
عموماً مشہور و معروف ہین اور امام شافعی و احمد رحمہما اللہ تعالے نے آپکی تصانیف سے استفادہ کا اقرار کیا اور اہل تذکرہ نے
آپکے فضائل مین تطویل کی ہے اور وہ جو بعض تاریخون سے دیکھکر بعضے فضلا نے انکا اور امام ابو یوسفؒ کا معاملتی قصہ نقل کیا
محض لغو و مہمل ہے جیسے عموماً مورخین کے رطب و یابس جمع کرنیکا دستور ہوتا ہے ولیکن عجب اُس سے نقل کر دینا اُن بعض
کا بطریق اثبات ہے غفر اللہ تعالیٰ لنا و لہ و ہو الغفور الرحیم۔ امام محمدؒ نے سنہ ۱۸۹ھ مین وفات پائی۔ علاوہ نوادر معلی و ابن سماعہ
و ہشام وغیرہ کے آپ کی خاص مشہور تصانیف مین سے۔ مبسوط۔ زیادات۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔
نوادر۔ نوازل۔ رقیات۔ ہارونیات۔ کیسانیات۔ جرجانیات۔ کتاب الآثار۔ موطا ہین سرخسیؒ نے لکھا کہ سیر کبیر آخر تصنیفات
سے ہے اور مبسوط سب سے اول سی واسطے اسکو اصل کہتے ہین اور اصول انکے جملہ کتب ہین۔ **معروف** کرخی ائمہ اولیاء الٰہی تعالیٰ
مین سے معروف ہین قطب الوقت مستجاب الدعوات تھے باپ آپ کا فیروز نام نصرانی تھا اُسکی کوشش سے راہب
نصرانی و قسیس نے ہر چند شرک تثلیث مین کوشش کی آپ جواب مین توحید ہی کہتے رہے آخر اسی حال مین بھاگ کر حضرت
امام السید المعروف علی بن موسے رضا علیہ و علے آبائہ الصلوات والسلام کے پاس آکر مسلمان ہوگئے چند روز بعد جب
گھر واپس ہوئے تو والدین نے پوچھا کہ آخر تو نے کس دین کو اختیار کرنا چاہا فرمایا کہ مین نے دین حق پایا یعنے محمد رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کا دین حاصل کیا والدین بھی یہ سُنکر مسلمان ہوگئے پھر آپ داؤد طائی شاگرد امام ابوحنیفہؒ کی صحبت
مین علوم ظاہر وباطن سے کامل ہوئے۔ شامی مین ہے کہ آپسے سری سقطیؒ نے علوم ظاہری سے مرتبۂ احسان وقبول
تک حاصل کیا اور سنہ [illegible]ھ مین آپنے وفات پائی۔ **نوح** بن ابی مریم ابوعصمہ مروزی۔ فقہ کو امام ابوحنیفہ وابن ابی لیلی سے
حاصل کیا اور حدیث کو حجاج بن ارطاۃ وزہری وغیرہ سے اور تفسیر کو کلبیؒ سے اور مغازی کو ابن اسحاق سے حاصل کیا آپ
جامع مشہور ہوئے۔ شیخ ابوحاتم نے کہا کہ سوائے صدق کے سب مین جامع ہین۔ اہل حدیث ونقاد الرجال کے نزدیک
آپ غیر مقبول بلکہ وضاع مین سے ہین اور سنہ ۱۷۳ھ مین وفات پائی۔ **نوح** بن دراج کوفی۔ فقہ مین شاگرد امام ابوحنیفہؒ ہین
اور نیز زفر وابن شبرمہ وابن ابی لیلی سے بھی حاصل کی اور حدیث کو زفر واعمش وسعید بن منصور سے روایت کرتے ہین لیکن
ابن معین رحمہ اللہ نے کذاب لکھا ہے باایہمہ ابن ماجہ نے آپسے اور نوح بن ابی مریم سے تفسیر مین تخریج کی ہے سنہ ۱۸۲ھ
مین وفات پائی۔ **وکیع** بن الجراح بن ملیح بن عدی کوفی۔ فقہ وحدیث کے امام حافظ ثقہ زاہد عابد اکابر تبع تابعین مین سے
شیخ شافعی واحمد وغیرہم ہین۔ اصحاب حنفیہ کی کتابون مین آپ کا فقہ حاصل کرنا امام ابوحنیفہؒ سے مذکور ہے ظاہر اسمین کلام نہین
کہ آپنے فی الجملہ ضرور امام سے فقاہت کا طریقہ حاصل کیا واللہ اعلم۔ اور حدیث بھی امام سے روایت کی اور ثابت ہوا کہ امام
ابوحنیفہؒ کے قول پر فتوے دیتے تھے اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ مین نے وکیع سے کوئی افضل نہین دیکھا۔ اصحاب صحاح ستہ نے
یواسطہ ابن المبارک وایک جماعت ائمہ ثقات نے آپسے تخریج کی ہے وقد اطالوا فی فضائلہ۔ توفی سنہ ۱۹۷ھ رحمہ اللہ تعالے
رحمۃ واسعۃ **یعقوب** بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عتبہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کنیت ابو یوسف تھی سنہ ۱۱۳ھ مین
پیدا ہوے۔ فقہ پہلے ابن ابی لیلی سے پھر امام ابوحنیفہؒ سے حاصل کی اور اصحاب امام مین مقدم ہوے اور قاضی القضاۃ وفقہ العلماء
وغیرہ خطاب سے ملقب ہوے حدیث کو امام اور ایک جماعت ائمہ ثقات مثل سلیمان تیمی وہشام بن عروہ وغیرہم سے سُنا
اور مشہور ہے کہ آپسے امام محمد وامام احمد وبشر بن الولید ویحییٰ بن معین واحمد بن ملیح وغیرہم نے روایت کیا اور احمد بن حنبل
ویحییٰ بن معین وعلی بن المدینی نے روایت حدیث مین آپکے بارہ مین اختلاف نہین کیا اور کتاب العشر والخراج تصنیف
مشہور ہے اور امالی ونوادر وغیرہ معروف ہین علماء نے انکے بارہ مین بہت تطویل کی اور بعضون نے سخت سست لکھا
والعلم عند اللہ عزوجل سنہ ۱۸۲ھ مین وفات پائی۔ **یحییٰ** بن سعید القطان امام حدیث ثقہ متقن باہیبت بالاتفاق ائمہ
مین سے ممتاز ہین سنہ ۱۲۰ھ مین پیدا ہوے اور سنہ ۱۹۸ھ مین وفات پائی اور مروی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتوے دیتے
تھے۔ **یوسف** بن یعقوب یعنے امام ابو یوسفؒ کے فرزند فقیہ محدث قاضی جہت غربی بغداد تھے سنہ ۱۹۲ھ مین وفات پائی
رحمہ اللہ تعالے **یوسف** بن خالد السمتی۔ مولی بنی لیث جو بسبب نیک چال چلن کے سمتی یعنے حسن السمت مشہور ہوے
امام ابوحنیفہ کے اصحاب مین سے فقیہ محدث صاحب بصیرت تھے ابن ماجہ نے آپسے تخریج کی ولیکن تقریب مین متروک
لکھا ہے اور طحاویؒ نے مزنی سے روایت کی کہ یوسف بن خالد اہل الخیار مین سے ہین قلت لعلہ ہذا کقول ابی حاتم فی
بعضہم کان من خیار عباد اللہ ولکنہ کان یکذب یعنی ربما لا یتبین ما القی الیہ فیصیر متکلما بالکذب فافہم۔ **یحییٰ** بن زکریا بن
ابی زائدہ کوفی ابو سعید کنیت تھی۔ چالیس اصحاب ابوحنیفہ جنھون نے کتب مین تدوین کی انھین سے آپ عشرۂ مقدمین سے

نوح
نوح
وکیع
یعقوب امام ابو یوسفؒ
یحییٰ
یوسف بن یعقوب
یوسف
یحییٰ بن زکریا

تھے جامع فقہ و حدیث ہیں اور حدیث میں حافظ ثقہ متقن متورع ہیں۔ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا کہ علی بن المدینی نے کہا کہ کوفہ میں بعد امام ثوری کے آپ سے زیادہ کوئی اثبت نہ تھا اور نسائی نے آپ کو ثقہ ثبت لکھا ہے۔ و لہ فضائل جمۃ فی تاریخ الخطیب وغیرہ مات ۲۳۴ھ اور صحاح میں آپ سے تخریج موجود ہے رحمہ اللہ تعالے

[حسن] المائۃ الثالثۃ حسن بن زیاد کوفی۔ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں بیدار مغز دانشمند فقیہ تھے۔ سنت نبوی کے بڑے محب و تابع تھے چنانچہ بحکم حدیث البسوھم مما تلبسون۔ اپنے مملوک کو اپنے مثل کپڑا پہناتے۔ امام ابوحنیفہ سے کثیر الروایۃ ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو فتوے دیا پھر جانا کہ مجھ سے خطا ہوئی تو منادی کرائی کہ میں نے فلاں روز فلاں مسئلہ کے جواب میں خطا کی ہے جس نے پوچھا تھا وہ آکر صحیح کر لے۔ باوجود فضائل جمہ کے محدثین کے نزدیک ضعیف و متروک الحدیث ہیں اور ظاہر السبب نقصان حافظہ کے ہوگا کیونکہ جب قاضی مقرر ہوئے تو اجلاس پر اپنا علم سب بھول جاتے یہانتک کہ اپنے اصحاب سے پوچھ کر حکم کرتے پھر دوسرے وقت سب علم میں حافظ ہوتے لہذا قضا سے استعفا دیا کما ذکرہ السمعانی رح اخذ عنہ محمد بن سماعہ و محمد بن شجاع و علی الرازی و عمرو بن مہیر والخصاف۔ وفات آپ کی ۲۰۴ھ میں ہوئی من تولیفہ المجرد والامالی۔

[حسن] حسن بن ابی مالک فقیہ ثقہ تھے امام ابویوسف سے فقہ لی اور انسے محمد بن شجاع نے اور ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

[موسیٰ] موسیٰ بن سلیمان جوزجانی۔ ابوسلیمان کنیت ہے فقیہ متبحر المذہب محدث حافظ اور معلی بن منصور کے مشارک ہیں اور امام محمدؒ سے فقہ پائی اور امالی کو لکھا اور حدیث کو امام ابویوسف و ابن المبارک سے لیا سنا اور کتب اصول امام محمد کو لکھا و انکی سیر صغیر و نوادر معروف ہیں ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔ جہاں فتاوے میں نسخہ ابی سلیمان مذکور ہو انھیں سے مراد ہے یعنے اصول کتب میں آپکے لکھے ہوئے ہیں یہ لفظ ہے۔ زہد و عبادت کیوجہ سے عہدۂ قضا سے انکار کیا رحمہ اللہ تعالی۔ زید بن ہارون الواسطی ابوخالد الامام فقیہ محدث ثقہ سمع عن الائمۃ کابی حنیفۃ والثوری روی عنہ ابن معین و ابن المدینی ۲۰۶ھ میں وفات پائی

[عصام] عصام بن یوسف بلخی ابوعصمہ برادر ابراہیم بن یوسف فقیہ محدث ہیں ابوحاتم نے ثقات میں لکھا اور روایت میں چوک جاتے تھے امام ابویوسف سے فقہ حاصل کی و لیکن نماز میں رفع الیدین کیا کرتے تھے ۲۱۰ھ میں وفات پائی

[حسین] حسین بن حفص فقیہ جید و محدثین کے طبقہ کبار عاشرہ میں سے صدوق تھے مسلم و ابن ماجہ نے آپ سے روایت کی۔ فقہ ابویوسف سے حاصل کی اور اصفہان کے قاضی تھے اسی لیے فقہ حنفی وہاں جاری ہوئی سخی زاہد تھے ۲۱۲ھ میں انتقال فرمایا۔

[ابراہیم] ابراہیم بن رستم مروزی فقیہ محدث ثقہ تھے سمع الحدیث عن اسد بن عمرو البجلی و مالک و الثوری و سعید و حماد بن سلمہ و حدث عنہ احمد بن حنبل و زہیر بن حرب۔ اور فقہ کو امام محمد سے حاصل کیا اور جم غفیر نے انسے حاصل کی اور قضا کے قبول سے انکار کیا حج سے واپسی میں نیشاپور میں ۲۱۱ھ میں وفات پائی

[معلی] معلی بن منصور الرازی فقیہ از ثقات حفاظ حدیث ہیں فقہ میں امام ابویوسف و امام محمد کے اصحاب کبار میں سے ہیں اور حدیث کو مالک و لیث و حماد اور ابن عیینہ سے سماعت کیا اور انسے ابن المدینی و ابن ابی شیبہ نے و امام بخاری نے غیر جامع میں و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا۔ صاحب تقوی تدین اور متبع سنت تھے ۲۱۱ھ میں انتقال فرمایا۔ امام ثانی و ربانی کے کتب امالی و نوادر آپ سے مروی ہیں۔

[ضحاک] ضحاک بن مخلد بن مسلم البصری۔ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ معتمد تھے ابوعاصم کنیت و نبیل سے معروف تھے اصحاب صحاح ستہ نے انسے تخریج کی ۲۱۲ھ میں

فوت ہوئے۔ ثلاثیات بخاری کے رواۃ مین سے ہین۔ اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ الامام فقیہ عابد زاہد صالح متدین امام ثقہ
تھے ابو سعید بردعی نے اُنسے فقہ پڑھی اور اُنھون نے اپنے والد حماد و حسن بن زیاد سے پڑھی اور حدیث عمر بن ذر اور
مالک بن مغول و ابن ابی ذئب و قاسم بن معن وغیرہم سے سنی اور اُنسے سہل بن عثمان و عبد المومن بن علی نے سماعت کی
اور سنہ ۲۱۲ھ مین جوان انتقال کیا جامع فقہ و رد قدریہ و مرجیہ مین تو الیف ہین۔ بشر بن ابی الازہر نیشاپوری کوفہ کے مشہور
فقہا مین سے ثقہ محدث ہین فقہ امام ابو یوسف سے اور حدیث ابن المبارک و ابن عیینہ و شریک سے سنی و اُنسے علی بن المدینی و محمد
بن یحییٰ ذہلی نے روایت کی سنہ ۲۱۳ھ مین فوت ہوئے امام ابو یوسف سے فقہ کی روایات اُنسے مروی ہین۔ خلف بن ایوب بلخی۔
امام محمد و زفر کے اصحاب ہین سے فقیہ محدث عابد زاہد صالح تھے فقہ امام ابو یوسف سے اور حدیث اسرائیل و اسد بن عمرو و معمر سے سنی
اور اُنسے امام احمد و ابو کریب وغیرہم نے روایت کی و فی جامع الترمذی عنہ خصلتان لا تجتمعان فی منافق حسن سمت و فقہ فی الدین
مدت تک ابراہیم بن ادہم کی صحبت مین رہے اور طریق زہد حاصل کیا انکے مسائل مین سے ہے کہ مین ایسے شخص کی گواہی قبول نکرونگا
جو مسجد مین فقیر کو سوال پر خیرات دے۔ ایک دفعہ سخت بیمار ہوئے تو اصحاب سے کہتے کہ مجھکو نماز کیلیے کھڑا کرو اور تکبیر کے وقت تک
مدد دو پھر چھوڑ دینا پس باقی نماز مثل ستون کیطرح ادا کر لیتے جب سلام پھیرتے تو شدت ضعف سے گر پڑتے۔ لوگون نے سبب
پوچھا تو فرمایا کہ مرض فرمان الٰہی کی برابری نہین کر سکتا۔ اور ایسے ہی حکایات بہت لطیف بکثرت مروی ہین عارف باللہ تقی
صالح تھے جنکے طفیل مین دوسرونکی نجات ظاہر ہوتی ہے سنہ ۲۰۵ھ مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ فتاوےٰ مین آپ سے اپنے استاد
اسد سے مسائل مروی ہین۔ محمد بن عبد اللہ بن المثنی بن عبد اللہ بن انس بن مالک الانصاری صحابی رضی اللہ عنہ و اکثر
کہا جاتا ہے محمد بن المثنی جیسے احمد بن محمد بن حنبل کو احمد بن حنبل کہتے ہین۔ امام زفر کے اصحاب مین سے محدث ثقہ فقیہ جید تھے
ائمہ صحاح ستہ نے آپ سے بکثرت روایت کی و امام احمد و ابن المدینی نے بھی۔ عسکر بغداد و بصرے کے قاضی رہکر سنہ ۲۱۵ھ مین
وفات پائی۔ ابراہیم بن الجراح الکوفی فقیہ محدث تھے فقہ و حدیث کو امام ابو یوسف سے اخذ کیا اور امالی کو لکھا اور سنہ ۲۱۷ھ مین
انتقال فرمایا۔ علی بن سعید بن شداد الرقی امام احمد کے طبقہ مین سے فقیہ محدث ثقہ مستقیم الحدیث حنفی المذہب تھے امام محمد
سے جامع صغیر و کبیر روایت کی اور حدیث کو امام محمد و امام شافعی و ابن المبارک و مالک وغیرہم ائمہ سے سنا اور اُنسے اسحاق
بن منصور و یحییٰ بن معین و یونس بن عبد الاعلیٰ و محمد بن اسحٰق وغیرہم ثقات کثیر نے روایت کیا و اخرج عنہ الترمذی و النسائی
اور سنہ ۲۱۷ھ مین انتقال فرمایا۔ احمد بن حفص المعروف بابی حفص الکبیر البخاری۔ فقہ و حدیث مین تلمیذ امام محمد اور صالح زاہد معروف
فقیہ ہین۔ تذکرات مین لکھا ہے کہ آپکے زمانہ مین امام بخاری صاحب صحیح آئے اور فتوے دینے لگے آپنے اُنکو منع کیا کہ تم لائق
فتوے نہین ہو مگر اُنھون نے نہ مانا ایک روز لوگون نے دریافت کیا کہ دو لڑکون نے ایک گائے کا دودھ پیا تو کیا حکم
ہے امام بخاری نے جواب دیا کہ انمین حرمت رضاعت متحقق ہوگئی۔ فقہا نے یہ حال دیکھکر ہجوم کر کے انکو بخارا سے نکالدیا
فاضل لکھنوی مرحوم نے اپنے رسالہ تراجم مین یہ قصہ لکھکر کہا کہ ہمارے اصحاب کی کتابون مین یونہی مذکور ہے لیکن امام بخاری کی
دقت نظر و متانت استنباط و جودت فکر سے مجھے یہ قصہ بعید معلوم ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ بے شبہ یہ قصہ جعلی ہے جسنے
الحاق کیا ہے ورنہ بخاری بہت دقیق الاستنباط ہین کہان انکے صریح دقائق و واضح اجتہادات اور کہان یہ بالکل جہالت کا

اسمٰعیل
بشر
خلف
محمد
ابراہیم
علی
احمد

قصہ جو سخت تعجب کا باعث ہے اور ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے امام بخاری کی وسعت نظر و فکر کمال اشتہار سے مستغنی از بیان ہے اگر کوئی مستور الحال آدمی ہوتا تو شاید اشتباہ ہو جاتا مگر واضع نے فضیحت ہونے کو یہاں تعصب سے کور ہو کر یہ قصہ وضع کیا لہذا ینبغی الاعتقاد بشان الائمۃ واللہ تعالےٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شداد

شداد بن حکیم البلخی۔ امام زفر کے اصحاب مین سے فقیہ محدث و احمد بن ابی عمران شیخ الطحاوی کے استاد تھے۔ ابو عاصم ضحاک بن مخلدؒ نے بعد وفات امام ابو حنیفہؒ کے انکی صحبت اختیار کی پہلے آپ نے قضاے بلخ سے انکار کیا پھر ایک مدت بعد خود چاہی تو لوگون نے ملامت کی فرمایا کہ پہلے میرے سوا اور لوگ صالح تھے اب خوفناک ہون کہ شاید مجھ سے مواخذہ کیا جاوے۔ خلف بن ایوب سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی جورو نے باندی کے ہاتھ آپ کے پاس طعام سحری بھیجا اسکو وہان دیر ہوئی تو جورو نے باندی کو متہم کیا آپ نے فرمایا کہ جانے دو مگر اسنے ہٹ کی آپنے اثنا ے گفتگو مین کہا کہ کیا تو علم غیب جانتی ہے کیونکہ تہمت بری ہے اُسنے کہا کہ ہان جانتی ہون آپنے امام محمدؒ کو صورت حال سے آگاہ کر کے حکم مانگا امامؒ نے لکھا کہ نکاح کی تجدید کر لو اور وجہ یہ تھی کہ عورت مرتدہ کے حکم مین ہو گئی لہذا بعد توبہ کے اس سے دوبارہ نکاح کی ضرورت ہوئی سنہ ۲۱۲ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

عیسیٰ

عیسےٰ بن ابان بن صدقہ قاضی البصرہ۔ حافظ الحدیث فقیہ جید تھے فقہ امام محمد سے اور حدیث اسمٰعیل بن جعفر و ہاشم بن بشیر و یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہؒ امام محمد وغیرہم سے حاصل کی اور مکثر الحدیث تھے۔ ابن سماعہ کی روایت مین ہے کہ ابتدا مین امام محمدؒ کی مجلس سے نفرت کرتے اور کہتے کہ ہم حافظ الاحادیث ہو کر ایسی مجلس مین نہین جاتے جہان حدیث سے مخالفت ہو ایک دن باصرار ہمنے لیجا کر بٹھایا امام محمدؒ نے فرمایا کہ بھتیجے تمنے کس بات مین ہماری مخالفت دیکھی عیسیٰ نے پچیس مقامات مین حدیث سے اعتراض کیا۔ امام محمد بیٹھ گئے اور ہر ایک کا جواب بدلائل شرعیہ اصول حدیث کے مع شواہد وغیرہ ایسی شرح و بسط سے دیا کہ انکو پوری تسکین ہو گئی تو پھر امام محمدؒ کی صحبت ضروری سمجھکر چھ مہینے تک اُن سے فقہ کو اخذ کیا۔ اور نوادر کو روایت کرتے ہین سنہ ۲۲۱ھ مین انتقال فرمایا۔ کتاب الحجج آپ کی تصنیف سے ہے۔

نعیم

نعیم بن حماد بن معاویہ مروزی محدث صدوق فقیہ عارف فرائض ہین۔ حدیث مین اکثر چوک جاتے ہین۔ ابن عدی نے انکی احادیث کو جمع کر کے کہا کہ انکے سوا باقی احادیث آپ کی روایت سے مستقیم ہین۔ ابن معین و بخاری کے شیخ ہین اور امام ابو حنیفہؒ سے وتر فرض ہونے کو انہین نے روایت کیا۔ مصر مین تھے جب قرآن مخلوق ہونے کا قول وہان بدعت نکلا اور آپنے اسپر کفر کا فتوے دیا تو وہان سے نکالے گئے اور آخر قید مین سنہ ۲۲۹ھ مین وفات پائی۔

فرخ

فرخ مولی امام ابو یوسف۔ فقیہ جید و محدث ثقہ ہین جماعت ائمہ حدیث مثل شیخین و امام احمد کے آپ کی توثیق کی اور حدیث لی ہے۔ طحاوی نے بواسطۂ شیخ احمد بن ابی عمران کے انسے روایت کی کہ امام ابو یوسف جب کسی کی ملاقات سے کراہت کرتے تو تکیہ پر سر رکھکر کہتے کہ کہدو کہ ابھی تکیہ پر سر رکھا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ ابھی سوئے ہین لہذا واپس جاتا فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی سنہ ۲۳۰ھ مین وفات پائی۔

اسمٰعیل

اسمٰعیل بن ابی سعید الجرجانی۔ امام محمد کے اصحاب مین فقیہ محدث ہین۔ حدیث کو یحییٰ القطانؒ و ابن عیینہؒ سے بھی سُنا۔ ومن عجائب توالیفہ فی الفقہ البیان اورد فیہ اجوبۃ مسائل عن محمد ثم اعترض علیہا۔ وفات سنہ ۲۳۰ھ مین ہوئی۔

علی بن جعد

علی بن الجعد بن عبید الجواہری البغدادی۔ امام ابو یوسف کے اصحاب مین حافظ الحدیث ثقہ متقن تھے حدیث کو طبقہ جریر بن عثمان و شعبہ و مالک وغیرہم سے سُنا۔ آپ سے امام بخاری و ابو داؤد و ابن معین

وغیرہم نے روایت کیا اور حدیث کو کمال حفظ سے ایک ہی لفظ پر ہمیشہ روایت کرتے - ابو حاتم نے کہا کہ مین نے ایسا
کوئی نہین دیکھا محاملی نے کہا کہ وہ جہمیہ سے متہم ہین عبدوس رح نے کہا کہ یہ غلط مشہور ہو گیا بلکہ آپ کا بیٹا قاضی
بغداد البتہ قول جہم بن صفوان کا قائل تھا - سنہ [illegible] مین پیدا ہوے سنہ ۲۳۳ھ مین انتقال کیا - نصر بن زیاد نیشاپوری

نصر

فقیہ محدث امر بالمعروف ونہی عن المنکر مین ثابت قدم تھے فقہ امام محمد سے اور حدیث ابن المبارک سے لی اور سنہ ۲۳۳ھ
مین انتقال فرمایا - محمد بن سماعہ بن عبد اللہ کوفی - فقیہ محدث حافظ صدوق تھے فقہ صاحبین سے اور حدیث بھی

محمد

اور لیث بن سعد سے بھی حاصل کی - اخذ عنہ احمد بن ابی عمران ابو علی الرازی وعبد اللہ بن جعفر وغیرہم سنہ ۲۳۳ھ
مین فوت ہوے - نوادر ابن سماعہ از صاحبین و ادب القاضی ومحاضر وسجلات معروف ہین - حاتم بن اسمٰعیل الاصم بلخی

حاتم

اولیاء کبار مین معدود اور صاحب مقامات ہین فقہ وطریقت کو شقیق بلخی سے لیا - آپکا قول ہے کہ بغیر فقہ کے عبادت
کرنیوالا جیسے چکی چلانے کا گدھا - امام احمد نے اُنسے پوچھا کہ آدمیون سے کیونکر خلاصی ہو فرمایا کہ یا تو اُنکو کچھ قرض دیکر
پھر نہ مانگے یا اُنکے حقوق ادا کرکے اپنے حقوق نہ چاہے یا اُنکے مکروہات کو فقہ نفس سے اُٹھا وے اور خود رنج نہ پہونچاوے
اور صحیح یہ ہے کہ حاتم اصم مشہور ہو گئے درحقیقت بہرے نہ تھے سنہ ۲۳۷ھ مین وفات پائی - بشر بن الولید بن خالد کندی -

بشر

امام ابو یوسف کے اصحاب مین سے فقیہ محدث ثقہ متدین صالح عابد تھے امام ابو یوسف سے امالی کو روایت کیا اور حدیث کو
دیگر ائمہ سے بھی مانند مالک و حماد بن زید رحمہم اللہ کے سنا اور آپ سے ابو داؤد و ابو یعلی و ابو نعیم وغیرہم نے روایت کی و قال
الدارقطنی ہو ثقہ بعد کبر سنی کے سنہ ۲۳۸ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالی - داؤد بن رشید خوارزمی - امام محمد و حفص بن

داؤد

غیاث کے اصحاب مین سے فقیہ محدث ثقہ تھے یحیی بن معین رح نے توثیق کی اور امام مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ و نسائی نے آپ سے
روایت کی اور امام بخاری رح نے بھی سنہ ۲۳۹ھ مین وفات پائی - نوادر مین آپ کی کتاب بنام نوادر داؤد بن رشید مشہور ہے اور فتاوٰی مین
اسی سے حوالہ ہے - ابراہیم بن یوسف بن میمون بن قدامہ بلخی اپنے وقت کے شیخ اکمل محدث ثقہ فقیہ تھے - ابو حنیفہ کے اصحاب

ابراہیم

مین آپکو بہت توقیر حاصل تھی مدت تک امام ابو یوسف کی صحبت مین رہے - حدیث کو سفیان بن عیینہ و وکیع و اسمٰعیل بن علیہ و
حماد بن زید سے سنا ہے اور امام مالک سے صرف حدیث مالک عن نافع عن ابن عمر رض کل مسکر خمر وکل مسکر حرام سبب یہ ہوا کہ مجلس مین
قتیبہ بن سعید موجود تھے جنھون نے امام مالک سے کہا کہ یہ شخص ارجاء ظاہر کرتا ہے یعنے مرجیہ ہے امام مالک نے مجلس سے اُٹھا دیا
جس سے یہی ایک حدیث سماعت کرنے پائے - حدیث کو فقہ کے بعد حاصل کیا اور امام ابو یوسف سے روایت کرتے تھے
کہ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ کسی کو ہمارے قول پر فتوے دینا نہین جائز ہے جبتک یہ نہ جانے کہ ہم نے کہان سے لیا ہے
یعنے دلیل از شرع نہ جانے - روایت ہے کہ ہر روز بعد نماز فجر سے بلخ کے گرد پھرتے جو قبر شکستہ دیکھتے اسکو ہاتھ سے درست
کر دیتے اور رستون کو صاف کرتے اور ظہر کو ویرانہ مین مسجد تھی وہان جاکر اذان دیتے اور فقہا و زہاد و عباد جمع ہوکر
آپکے پیچھے نماز پڑھتے - ایک دفعہ امیر بلخ نے فقہا سے کہا کہ مین آپکے شیخ سے چند باتین دریافت کرنا چاہتا
ہون مگر میرے پاس نہین آتے - اُنھون نے کہا کہ کسی کے پاس نہین جاتے - کہا کہ مین جاؤن کہنے لگے کہ مگر وے
بات نہ کرینگے ہان ویرانہ والی مسجد مین بعد نماز کے تو کہنا کہ رحمک اللہ تو شاید تیری طرف متوجہ ہونگے اُسنے یہی کیا

پھر جوابات حاصل کرنے کے بعد کہا کہ مین بلخ کا حاکم ہون اگر کوئی خدمت ضروری ہو تو بجا لاؤن آپ بلا تامل فرما دین۔
آپ یہ سُنکر رونے لگے اور فرمایا کہ میرا خون پانی ہوگیا کہ مین نے تیرے ایک سپاہی کو دیکھا جسنے کبوتر پرا بنا یا نرھچوڑا
جسکے صدمہ جنگل سے وہ کبوتر زمین پر لوٹتا تھا مگر وہ سپاہی کچھ رحم نہین کرتا تھا۔ امیر نے تمام قلمرو مین حکم جاری کیا کہ ہر گز
کوئی شخص شکاری جانور نہ پلے۔ امام نسائی نے آپ کی توثیق ظاہر کی اور آپ سے روایت کی ہے وفات ۲۴۲ھ مین ہوئی
یحییٰ بن اکثم مروزی۔ فقیہ محدث صدوق تھے آخر فرائض مین آپ سے حکایت لطیف اس فتاوے مین مذکور ہے حدیث امام محمد
و ابن المبارک و سفیان وغیرہم سے سُنی اور آپ سے ترمذی نے اور غیر جامع مین بخاری نے روایت کی۔ خطیب نے کہا کہ بدعت
سے سلیم و سنت پر مستقیم تھے ۲۴۳ھ مین انتقال فرمایا۔ **ہلال بن یحییٰ بن مسلم**۔ فقیہ محدث تھے۔ امام ابو یوسف و زفر سے
فقہ اور ابو عوانہ وغیرہ سے حدیث سُنی اور آپ سے شیخ بکار بن قتیبہ نے روایت کی ۲۴۵ھ مین وفات پائی۔ ایک کتاب شروط
مین اور دوسری احکام مین آپ سے معروف ہین۔ **خالد بن یوسف بن خالد السمتی**۔ فقیہ محدث ہین۔ ابو حاتم نے کہا کہ جو
احادیث اپنے والد کے سوائے اوروں سے روایت کین معتبر ہین ۲۴۲ھ مین وفات پائی۔ **ایوب بن حسن نیشاپوری**
فقیہ مستجاب الدعوات شاگرد امام محمد ہین ۲۵۰ھ مین فوت ہوے۔ **اسحاق بن بہلول**۔ فقیہ حافظ محدث شاگرد حسن
بن زیاد وغیرہ فقہ مین و شاگرد اپنے باپ کے و ابن عیینۃ و وکیع وغیرہم کی حدیث مین ہین ۲۵۲ھ مین فوت ہوکے متفقا وفقہ
مین تالیف ہے۔ **احمد بن عمر بن مہیر خصاف** رح کنیت ابو بکر ہے فقیہ اجل محدث زاہد ورع تھے۔ فقہ اپنے باپ و حسن بن
زیاد سے پڑھی اور حدیث اپنے باپ و عاصم و ابو داؤد طیالسی و مسدد بن مسرہد بن مسربل و ابن المدینی و فضل بن
دکین وغیرہم سے سُنی۔ نعلین و موزہ دوزی کی کمائی سے بسر کرتے تھے ۲۶۱ھ مین وفات پائی۔ تصنیفات مین
کتاب الخراج و کتاب الحیل و کتاب الوصایا و کتاب الشروط صغیر و کبیر اور کتاب المناسک و کتاب الرضاع و کتاب المحاضر
و السجلات کتاب ادب القاضی۔ کتاب النفقات۔ احکام العصیر و ذرع الکعبۃ۔ کتاب الوقف و کتاب اقرار الورثہ۔
کتاب العقر و کتاب المسجد و القبر ہین اس فتاوے مین کثرت سے آپ کی تصانیف سے حوالہ ہے۔ **ابراہیم بن ادہم البلخی**۔ فقیہ
محدث صدوق زاہد معروف اولیاء الٰہی عزوجل صاحب کرامات مشہورہ مین بادشاہی ترک کرکے زاہد ہوے مدت
تک ابو حنیفہ سے علم حاصل کیا پھر فضیل بن عیاض رح سے خرقہ ارادت پہنا اور تقریب مین ہے کہ ثقہ صدوق زاہد معروف
اور ۱۶۲ھ مین فوت ہوے۔ **محمد بن احمد بن حفص**۔ معروف بہ ابو حفص صغیر فقہ مین اپنے والد ابو حفص کبیر کے شاگرد
اور طلب حدیث مین امام بخاری کے رفیق تھے ۲۶۴ھ مین فوت ہوے۔ **محمد بن شجاع الثلجی** بالثاء المثلثۃ والجیم لانہ
نسبۃ الثلج وقیل لانہ من ولاد ثلج بن عمر بن مالک۔ فقہ مین شاگرد حسن بن مالک و حسن بن زیاد ہین اور حدیث مین یحییٰ
بن آدم و ابو اسامۃ و وکیع وغیرہم ائمہ سے ہین علم کے دریا تھے اہل حدیث نے مشبہہ کی تہمت کے سبب ترک کیا اور
کہا گیا کہ مشبہہ کی تائید مین احادیث وضع کرتے تھے۔ اور جواب دیا گیا کہ انھون نے مشبہہ کے رد مین کتاب لکھی
پھر کیونکر یہ تہمت درست ہوسکتی ہے ۲۶۶ھ مین وفات پائی تصانیف مین سے کتاب تصحیح الآثار۔ نوادر
کتاب المضاربۃ۔ المناسک الکبیر۔ الرد علی المشبہۃ ہین۔ اس فتاوے مین بعض مشائخ بلخ سے ہے کہ اسکے اساتذہ بڑے

بڑے ہین وہ کوئی بات بے اصل معتمد نہین کہتا ہے واللہ اعلم۔ نصیر بن یحییٰ البلخی۔ تلمیذ ابوسلیمان الجوزجانی ٢٦٨ھ مین فوت ہوے وفتاوے مین حوالہ ہے۔ محمد بن الیمان سمرقندی۔ از طبقۂ ابی منصور ماتریدی متوفی ٣٣٣ھ ولہ معالم الدین وغیرہ بکار بن قتیبہ قاضی مصری۔ فقہ از یحییٰ بن ہلال رازی وامام زفر۔ حدیث از ابوداؤد الطیالسی واقرانہ وروی عنہ ابوعوانہ وابن خزیمہ فی صحیحہما والطحاوی المتوفی ٣٢١ھ از تصانیف کتاب الشروط وکتاب المحاضر والسجلات اور کتاب الوثائق والعہود۔ محمد بن سلمہ البلخی۔ فقیہ کامل ہین شداد بن حکیم وجوزجانی سے اور بغداد مین محمد شجاع بلخی سے فقہ پڑہی اور انسے ابوبکر اسکاف نے حاصل کی اور ٢٧٨ھ مین وفات پائی۔ حکایت ہے کہ ابونصر محمد بن سلام کو قبل وفات کے وصیت کی کہ اپنی زبان اہل القبلہ کے حق مین روکو۔ بادشاہون و امیرونکے دروازہ پرست جاؤ۔ دنیامت چاہو ورنہ اپنے خالق عز وجل و آخرت کو نہ پاؤگے اور اگر آخرت چاہو تو اللہ تعالےٰ راضی ہوگا اور دنیا بھی ملجائیگی۔ آپکے استنباطات سے فتاوے مین حوالہ ہے۔ محمد بن ازہر خراسانی۔ مرجع فتاوے ونوازل تھے ٢٧٦ھ مین فوت ہوے۔ سلیمان بن شعیب از اصحاب امام محمدؒ فقیہ ہین نوادر کو لکھا اور انسے طحاوی نے روایت کی ٢٧٣ھ مین فوت ہوے۔ احمد بن ابی عمران شیخ الطحاوی فقیہ محدث ہین فقہ از ابن سماعہ وبشر بن الولید۔ اور حدیث از علی بن عاصم وسعید بن سلیمان وعلی بن الجعد ومحمد بن المثنی۔ ابن یونس نے تاریخ مین توثیق کی ٢٨٠ھ مین فوت ہوے۔ احمد بن محمد بن عیسےٰ برتی۔ فقیہ محدث ہین فقہ از ابوسلیمان ویحییٰ بن اکثم۔ اور حدیث عن جمع من الائمہ۔ خطیب نے کہا کہ ثقہ حجت تھے ٢٨٠ھ مین فوت ہوے۔ محمد بن احمد بن موسےٰ فقیہ محدث مرضی ہین ٢٨٩ھ مین فوت ہوے۔ عبد الحمید بن عبد العزیز قاضی القضاۃ بغدادی فقیہ ثقہ متقی ہین فقہ از عیسیٰ بن ابان وغیرہم سے پڑھی اور آپسے طحاوی وابو الطاہر دباس وغیرہ نے لیا سنہ ٢٩٢ھ مین فوت ہوے ومن توالیفہ المحاضر والسجلات وادب القاضی فی الفرائض۔ محمد بن مقاتل رازی۔ اصحاب امام محمد مین سے فقیہ محدث تھے حدیث طبقہ وکیع سے سنی وقیل ضعیف فے الحدیث۔ موسیٰ بن نصر رازی از اصحاب محمدؒ کنیت ابوسہل تھی آپسے ابوسعید بردعی وابوعلی دقاق نے فقہ حاصل کی۔ ہشام بن عبد اللہ رازی۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ ومحمدؒ کے فقہ مین اور امام مالکؒ کے حدیث مین شاگرد ہین ابن حبان نے کہا کہ ثقہ ہین ابوحاتم نے کہا کہ صدوق ہین ولہ کتاب النوادر وغیرہ۔ علی الرازی عالم عارف زاہد ورع ہین شاگرد حسن بن زیاد ہین کتاب الصلوٰۃ مشہور تصنیف ہے۔ ہدایہ مین انکو مقلدین مین گنا حالانکہ بعضے متاخرین کو اصحاب ترجیح مین شمار کیا گیا ہے فاضل لکھنوی مرحوم نے لکھا کہ لوگون کی فضیلت زمانہ پر موقوف نہین بلکہ بسبب قوت ونہایت تبحر اسیواسطے شمس الدین احمد بن کمال پاشا اور ابو السعود عمادی باوجود کثرت تاخر کے اصحاب ترجیح سے ہین۔

قلت قد ظہر لے ما ہو الحق عندی فی بحث الاجتہاد فتدبر فیہ۔ ابوعلی الدقاق۔ فقیہ زاہد معروف ہین تفقہ علی موسیٰ بن نصر الرازی واخذ عنہ ابوسعید البردعی ولہ کتاب الحیض۔ احمد بن اسحٰق جوزجانی ابوبکر تلمیذ ابوسلیمان الجوزجانی فقیہ معتبر ہین کتاب الفرق والتمیز وکتاب التوبہ تالیف کی ہین۔ المائۃ الرابعۃ۔ صدی چہارم۔ محمد بن سلام البلخی ابونصر۔ فقیہ مصاحب ابوحفص کبیر ہین ٣٠٥ھ مین فوت ہوے اس فتاوے مین آپکا ذکر جابجا آیا ہے۔ محمد بن خزیمہ۔ از مشائخ بلخ صاحب اختیارات فی المذاہب ہین ٣١١ھ مین فوت ہوے۔ احمد بن الحسین ابوسعید بردعی۔ فقیہ معروف ہین تفقہ علی اسمٰعیل بن حماد وابی علی الدقاق

نصیر بن یحییٰ
محمد بن الیمان
بکار
محمد بن سلمہ
محمد بن ازہر
سلیمان
احمد
احمد بن محمد
محمد بن احمد
عبد الحمید
محمد بن مقاتل
موسیٰ
ہشام
علی الرازی
ابوعلی دقاق
احمد
محمد بن سلام
محمد بن خزیمہ
احمد

واخذ عنہ ابو الحسن الکرخیؒ الدباس و الطبری سنہ ۳۱۸ھ مین شہید ہوے۔ **مکحول** نسفی تلمیذ ابی سلیمانؒ متوفی سنہ ۳۱۸ھ انکی کتاب لؤلیات کتاب الشعاع ہی اسمین امام ابو حنیفہ سے یہ روایت درج ہی کہ جسنے نماز مین رفع الیدین کیا اُسکی نماز فاسد ہی۔ فاضل لکھنوی مرحوم نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ کیونکر ایسے فعل سے نماز فاسد ہوگی جو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی اور زعم کیا کہ امام ابو حنیفہؒ سے اس مسئلہ مین کچھ ثابت نہین ہوتا غیر ازینکہ انکا مذہب عدم الرفع ہی۔ **مترجم** کہتا ہی کہ ہمارے زمانہ کے متعصب مجتہد اس دلیل سے کہتے ہین کہ یہ عمل کثیر ہے اور بحکم اسکنوا فی الصلوٰۃ نماز مین سکون کا حکم ہے اور مجھے خوف ہی کہ شاید کسی رکن رکوع وغیرہ کو کثیر نہ بتلادین۔ ولہذا یقول الفاضل اللکھنوی سلے اللہ المشتکی من صنیع ہؤلاء۔ اور مترجم کہتا ہی کہ اللہم اہدہم وفقہم العمل للآخرۃ واجعل ہم الدنیا ہونا علیہم ولا تجعلنا من تلفت فیہم ویجعل الرجس علے الذین لا یعقلون۔ ویا اہل الاسلام اتقوا اللہ عزوجل وکونوا عباد اللہ اخوانا۔ **احمد بن محمد بن علامۃ الطحاوی**۔ فقیہ معتمد محدث ثقہ جید ہین اور کثرت اشتہار سے حاجت تطویل نہین ہی سمع الحدیث عن والد محمد بن سلامہ و یونس بن عبد الاعلی و بحر بن نصر وغیرہم وروی عنہ الطبرانی وابو بکر المقری وغیرہم اور آپ سے ابو بکر محمد بن منصور دامغانی نے فقہ حاصل کی۔ وفات آپ کی سنہ ۳۲۱ھ مین ہوئی۔ آپکی تصانیف کثیرہ مفیدہ معروفہ ہین جیسے معانی الآثار۔ مشکل الآثار۔ احکام القرآن۔ مختصر الطحاوی۔ شرح جامع کبیر و صغیر۔ کتاب الشروط۔ کتاب السجلات والوصایا والفرائض۔ تاریخ کبیر۔ مناقب ابی حنیفہ۔ نوادر و اختلافات الروایات وغیرہا۔ **اسحاق بن ابراہیم شاشی**۔ شیخ عالم ثقہ ہین جامع کبیر امام محمد کو زید بن اسامہ عن ابی سلیمانؒ روایت کیا سنہ ۳۲۵ھ مین فوت ہوے۔ **احمد بن عبد الرحمن** سرخکتی کنیت ابو حامد بلخی محمد بن یزید سے کتب حفص بن عبد الرحمن کو روایت کیا اور سنہ ۳۲۲ھ مین فوت ہوے۔ **محمد بن احمد ابو بکر الاسکاف البلخی**۔ فقیہ جلیل ہین محمد بن سلمہ سے پڑھا اور اُنسے فقیہ ابو جعفر نے پڑھا سنہ ۳۳۳ھ مین فوت ہوے تیس سال سے وفات تک دائم الصوم تھے فتاوے مین اکثر حوالہ ہے۔ **احمد بن عباس ابو نصر** سمرقندی فقیہ جید ہین ابو بکر احمد بن اسحٰق تلمیذ ابو سلیمان سے فقہ پڑھی اور اُنسے جماعت کثیر نے استفادہ کیا آخر کفار حرب کے ہاتھون شہید ہوے **محمد بن محمد بن محمود ابو منصور ماتریدی**۔ مشائخ معروفین سے معتمد صاحب زہد و کرامات ہین تصحیح عقائد و رد اہل الاہواء والبدعہ مین تصانیف معروف ہین وفقہ مین بھی ماخذ الشرائع ہے سنہ ۳۳۳ھ مین باوضو فوت ہوے۔ **محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ المعروف بحاکم الشہید** فقیہ محقق حافظ الحدیث ہین اور ابو عبد اللہ حاکم صاحب مستدرک آپ سے مستفید ہین کتاب منتقی وکافی ومختصر حاکم آپ سے معروف ہین کافی مین اصول کتب امام محمد سے چُن لیا اور مکررات کو حذف کردیا اور یہ درحقیقت بہت مشکل کام ہی اور شاید مجموع معانی آگئے ہون واللہ اعلم سنہ ۳۳۴ھ مین بر طبق آپ کی دعا کے اہل بغداد نے آپکو شہید کردیا۔ **احمد بن عصمہ صفار بلخی ابو القاسم الصفار** شاگرد نصیر بن یحییٰ تلمیذ ابن سماعہ واستاد ابو حامد احمد بن حسین مروزی سنہ ۳۳۶ھ مین فوت ہوے۔ **احمد بن سہل ابو حامد السمرقندی** متوفی سنہ ۳۴۰ھ شاگرد محمد بن الفضل السمرقندی **عبید اللہ بن الحسین بن دلال ابو الحسن الکرخی**۔ فقیہ امام ثقہ عابد زاہد متورع کثیر الصوم والصلوٰۃ المتولد سنہ ۲۶۰ھ شاگرد ابو سعید بردعی استاد ابو بکر الجصاص و ابو علی الشاشی و ابو القاسم التنوخی و ابو عبد اللہ الدامغانی و ابو الحسن القدوری وغیرہم ہین حدیث مین شاگرد اسمٰعیل بن اسحٰق و محمد بن عبد اللہ الحضرمی و استاد ابن شاہین وغیرہ ہین سنہ ۳۴۰ھ مین وفات پائی۔

مختصر کرخی و شرح جامع صغیر و کبیر وغیرہ معروف ہیں۔ عبد اللہ بن محمد بن یعقوب سندمونی معروف باستاد فقیہ کثیر الحدیث
ہیں فقہ کو ابو حفص صغیر اور حدیث کو موسے بن ہارون و مشائخ بلخ سے سنا اور آپ سے ابن مندہ نے بکثرت روایت کی قلیل
ضعیف فی الحدیث اور ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ احمد بن محمد بن عبد الرحمن ابو عمرو الطبری۔ شاگرد ابو سعید البردعی ہیں ۳۴۰ھ
میں فوت ہوئے قاری نے کہا کہ طبقہ طحاوی میں شمار ہیں شرح جامع صغیر و کبیر آپ سے تالیف ہیں اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل
الحکیم السمرقندی صاحب علم و حکمت الٰہیہ ہیں سمعانی نے کہا کہ بڑے نیکوکار مشہور تھے فقہ و کلام میں شاگرد ابو منصور ماتریدی
اور تصوف میں مرید ابو بکر الوراق ہیں ۳۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ علی بن محمد بن داؤد تنوخی اصحاب کرخی میں عارف
فنون عدیدہ تھے ۳۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن محمد بن حامد طواویسی۔ فقیہ زاہد ثقہ عابد پرہیزگار کنیت ابو بکر تھی۔
شاگرد محمد بن نصر مروزی و محمد بن الفضل البلخی ہیں ۳۴۴ھ میں فوت ہوئے فتاوے میں حوالہ ہے۔ احمد بن محمد ابو علی الشاشی
یعنے تاشقندی۔ شاگرد ابو الحسن الکرخی ہیں ابو جعفر ہندوانی کے معاصر ہیں خدمت تدریس کو شیخ سے قبول کیا جیسے
ابو بکر الدامغانی فتوے پر مامور ہوئے ۳۴۴ھ میں فوت ہوئے ابراہیم بن الحسین ابو اسحق العزرمی۔ فقیہ محدث ثقہ
ہیں ابو سعید عبد الرحمن بن الحسن وغیرہ محدثین سے سماعت کی اور حاکم نے مستدرک میں اُنسے روایت کی ۳۴۶ھ
میں انتقال فرمایا۔ علی بن الطحاوی رح باپ کے نظیر فقیہ محدث ہیں۔ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی صاحب سنن
وغیرہ سے حدیث کی سماعت و روایت کی ہے ۳۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن محمد نیشاپوری معروف بقاضی الحرمین
فقیہ کامل تھے ۳۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ شاگرد ابو طاہر الدباس و کرخی ہیں مدت تک حرمین کے قاضی رہے۔
محمد بن الحسن المعروف بابن الفقیہ شاگرد شیخ کرخی وغیرہ ہیں دین و علم و عمل و اجتہاد و ورع و عبادت میں معروف
ہیں ۳۵۹ھ میں وفات پائی۔ حسن بن علی بن الطحاوی عالم فقیہ تھے ۳۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن سہل
ابو عبد اللہ التاجر۔ امام کبیر ہیں شاگرد ابو العباس احمد بن ہارون متوفی ۳۶۰ھ ہیں۔ محمد بن جعفر بن طرخان استرآبادی
مثل اپنے والد کے فقیہ محدث ثقہ ہیں متوفی ۳۶۰ھ۔ محمد بن احمد بن عباس عیاضی فقیہ سمرقندی تلمیذ ابو سلمہ وغیرہ
متوفی ۳۶۱ھ۔ محمد بن ابراہیم الضریر المیدانی عارف مذہب ہمعصر شیخ عیاضی ہیں ۳۶۱ھ میں فوت ہوئے۔
محمد بن عبد اللہ البلخی ابو جعفر ہندوانی۔ شیخ جلیل القدر فقیہ معروف ہیں۔ شاگرد ابو بکر الاعمش تلمیذ ابو بکر الاسکاف
وغیرہ و استاد فقیہ ابو اللیث وغیرہ ۳۶۲ھ میں فوت ہوئے فتاوے میں آپ پر بہت حوالہ ہے۔ حسن السیرفی النحوی۔
علاوہ نحو کے صاحب فنون متعددہ و صاحب فضائل زہد و تقوی و خشوع و عفت و حسن خلق وغیرہ ہیں۔ فتوے حسین بن
علے مذہب ابی حنیفہ و تولی قضاء بغداد و خوامن لہ بعین اور اپنے ہاتھ کی مزدوری یعنی کتابت سے کھاتے تھے اور قراۃ قرآن
و تذکرہ زہد و ذکر آخرت پر بے اختیار رو دیتے تھے اور دیر تک غمگین رہتے تھے احادیث کثرت سے روایت کیں آخر
۳۶۸ھ میں وفات پائی۔ احمد بن علی بن الحسین ابو بکر الجصاص الرازی۔ امام عصر فقیہ محدث زاہد عفیف تھے۔ فقہ
چونکہ گچ بنایا کرتے تھے ۱۲
ابو سہل الزجاج شاگرد کرخی سے اور حدیث ابو حاتم رازی و عثمان دارمی و ابن قانع وغیرہم سے حاصل کی۔ اور
اُنسے محمد بن یحیی جرجانی و محمد بن احمد زعفرانی و ابن سلمہ و محمد بن احمد نسفی وغیرہ فقہائے بغداد نے فقہ اور ابو علی و

عبد اللہ بن محمد
احمد بن محمد
اسحٰق
علی
احمد بن محمد
احمد بن محمد
ابراہیم
علی
احمد
محمد بن الحسن
حسن
محمد بن سہل
محمد بن جعفر
محمد بن احمد
محمد بن ابراہیم
محمد بن عبد اللہ
حسن
احمد

حاکم نے حدیث روایت کی۔ من توالیفہ شرح مختصر الکرخی و الطحاوی و الجامع و کتاب احکام القرآن و ادب القضاء و اصول الفقہ
وغیرہا قیل ہو من اصحاب التخریج و الصواب انہ من المجتہدین فی المسائل سنہ ۳۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ **محمد بن الفضل بن**
جعفر ابو بکر البخاری۔ امام کبیر معتمد فی الروایۃ کثیر الفتاوے۔ اس فتاوے میں بہت حوالہ ہے۔ تلمیذ استاد سبذمونی و
استاذ قاضی ابو علی النسفی و اسمٰعیل الزاہد وغیرہم و فی فضلہ حکایات۔ سنہ ۳۸۱ھ یا ۳۸۰ھ میں فوت ہوئے۔ **نصر بن**
محمد بن احمد ابو اللیث السمرقندی فقیہ محدث زاہد متورع تھے کتب امام محمد وغیرہ حفظ تھیں۔ شاگرد فقیہ ابو جعفر ہندوانی
ہیں۔ من توالیفہ تفسیر ضخیم و نوادر الفقہ و النوازل و خزانۃ الفقہ و تنبیہ الغافلین۔ **احمد بن حسن بن علی ابو حامد المعروف**
بابن الطبری حافظ الحدیث عالم مفسر زاہد متورع شاگرد ابو الحسن الکرخی و ابو القاسم الصفار ہیں اور حدیث میں تلمیذ احمد بن
حصیر المروزی و احمد بن عبد الرحمٰن المرغزی ہیں خطیب رحمہ اللہ نے کہا کہ مجتہدین علماء میں سے آپ کے مثل حافظ متقن حاوی
ماثورات نہیں دیکھا گیا۔ ماہ صفر سنہ ۳۷۶ھ میں فوت ہوئے تاریخ بدیع تالیف معروف ہے۔ **احمد بن مکحول النسفی**۔ فقیہ
محدث عارف مذہب معروف ہیں فقہ اپنے باپ سے اور حدیث ابو سہل ہارون بن احمد اسفرائینی اور احمد بن خملان المقری
سے حاصل کی مولد سنہ ۳۳۰ھ اور سال وفات سنہ ۳۷۰ھ ہے۔ **محمد بن محمد بن سہل بن ابراہیم بن سہل نیشاپوری ابو نصر** فقیہ معروف
ہیں امام الحرمین نے انکے لیے مجلس تدریس مقرر کر دی تھی اُسی پر مدت العمر قائم رہے اور سنہ ۳۸۹ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ
عبد الکریم بن محمد بن موسےٰ بخاری۔ شاگرد استاذ سبذمونی فقہا میں سے ہیں سنہ ۳۹۰ھ میں فوت ہوئے۔ **احمد بن عمرو بن**
موسےٰ بخاری معروف بکنیت ابو نصر العراقی۔ فقیہ محدث ہیں حدیث کو ابو نعیم عبد الملک بن محمد بن عدی سے سنا و روایت کیا اور
سنہ ۳۹۰ھ میں بخارا میں فوت ہوئے۔ **عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسےٰ بزدوی**۔ فخر الاسلام علی بزدوی کے دادا ہیں شاگرد امام
ابو منصور ماتریدی اور سنہ ۳۹۰ھ میں فوت ہوئے۔ **محمد بن احمد بن محمد المعروف بزعفرانی**۔ فقیہ ثقہ تھے شاگرد شیخ ابو بکر الرازی
ہیں اس فتاوے میں زعفرانی کے نام سے حوالہ ہے اور ہدایہ میں بھی آپ کا ذکر ہے بعض نے کہا کہ زعفران قریہ واقع بغداد کیطرف اور
بعض نے کہا کہ زعفران فروشی کیطرف نسبت ہے۔ سنہ ۳۹۲ھ میں فوت ہوئے۔ **حسن بن داؤد سمرقندی**۔ ابو علی شاگرد ابو سہل
الزجاج تلمیذ کرخی ہیں سنہ ۳۹۵ھ میں فوت ہوئے۔ **محمد بن یحییٰ بن مہدی جرجانی**۔ فقیہ معتمد ہیں ہدایہ میں آپ کو اصحاب التخریج میں
شمار کیا۔ کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ شاگرد ابو بکر الرازی و استاذ ابو الحسن القدوری و احمد بن محمد ناطقی ہیں سنہ ۳۹۸ھ میں فوت ہوئے
یوسف بن محمد جرجانی۔ فقیہ جلیل مفتی وقائع و نوازل ہیں شاگرد ابو الحسن الکرخی کے۔ اس فتاوے میں آپ کی معروف تالیف بنام
خزانۃ الاکمل سے حوالہ ہے اور یہ کتاب چھ مجلد میں جامع اصول فتاوے ہے اور اسی میں لکھا ہے کہ میری یہ کتاب خزانۃ الاکمل
اصحاب حنفیہ کی بڑی کتابوں کو مانند کافی مؤلفہ حاکم شہید و جامع امام ربانی و زیادات و مجرد و منتقی و مختصر کرخی و شرح طحاوی
و عیون المسائل وغیرہ کو حاوی ہے سنہ ۳۹۸ھ میں فوت ہوئے۔ **حسین بن علی البصری**۔ ابو عبد اللہ فقہا و متکلمین میں سے تھے
بحث و مناظرہ کے وسواس میں مبتلا ہو کر آخر معتزلی کے داغ سے موسوم ہوئے اور سنہ ۳۹۹ھ میں فوت ہوئے۔ **محمد بن**
محمد بن سفیان الدباس ابو طاہر شیرۂ انگور فروخت کرتے تھے لہذا دباس کہلاتے ہیں اور دبس دوشاب انگور کو کہتے
ہیں شاگرد ابو حازم القاضی تلمیذ عیسےٰ بن ابان ہیں اپنے زمانہ کے فقیہ حنفی صحیح الاعتقاد عارف روایات مذہب اور

اہلسنت سے ہین امام محمد کے جامع صغیر کو مرتب کیا۔ اس فتاوے مین ابوطاہر دباس کے نام سے جہان حوالہ ہے آپ ہی مراد ہین وقد ذکر عنہ صاحب الاشباہ عنہ القواعد فی ضبط الفروع۔ سعید بن محمد بردعی ابوسعید۔ از اصحاب امام طحاوی محدث فقیہ تھے مسائل مین آپ سے حوالہ مذکور ہے۔ نصر بن احمد عیاضی مرجع علماء وفضلاء ومفتی وقائع ونوازل ہین شاگرد اپنے باپ کے جو تلمیذ ابوبکر جوزجانی ہین و استاد ایک جم غفیر کے ہین۔ علی بن سعید رستغفنی سمرقندی۔ شاگرد امام ماتریدی ہین کہتے تھے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور آپ کے استاد کہتے کہ مجتہد کو جب حکم صواب حاصل نہوا تو وہ اجتہاد مین خطا کر گیا۔ اقول دونون استاد وشاگرد مین ظاہر لفظی اختلاف ہے کیونکہ دو مجتہدون مین جب ایک کا اجتہاد دوسرے کے متضاد واقع ہوا تو درحقیقت ایک ہی صحیح ہوگا اور ضرور دوسرا خطا ہوا اور اس سے شیخ رستغفنی منکر نہ ہونگے اور جب مجتہد نے موافق حکم شرع کے اپنی کوشش کو پورا صرف کیا تو جو کچھ اسپر واجب تھا اُسنے ادا کیا پس اسکا طریقہ صواب ہے جسپر اللہ تعالیٰ عز وجل نے ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے پس اس معنی مین مجتہد اگر حکم مین چوک گیا تب بھی راہ صواب سے نہین چوکا یعنے ثواب کا مستحق ہوا اور اس سے امام ماتریدی بھی منکر نہ ہونگے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حکم تو ایک ہی ہے لیکن مجتہد ہر ایک مصیب ہے اگرچہ اسنے حکم حق کو نہ پایا ہو پس وہ طلب کرنے مین راہ صواب پر ہے۔ اقول حاکم شرع کے حق مین حدیث مین صواب مین بھی تفاوت آیا ہی چنانچہ اگر حکم مین صواب کو پاوے تو دو قیراط اور اگر چوک جاوے تو ایک قیراط ہے اور ظاہر مجتہد کے حق مین بھی ایسا ہی حکم ہوگا فاللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ مرجع الکل۔ احمد بن محمد بن منصور دامغانی۔ فقیہ محدث معروف زاہد ہین شاگرد امام طحاوی وکرخی وابوسعید بردعی ہین۔ کتاب مین جہان دامغانی مذکور ہے آپ ہی مراد ہین۔ ابوسہل زجاجی فقیہ جید شاگرد کرخی ومولف کتاب ریاض ہین شیشہ گری کا پیشہ کرتے تھے۔ عتبہ بن خیثمہ بن محمد نیشاپوری۔ قاضی ابوالہیثم بہاے ہوز و یاے تحتیہ وثاے مثلثہ بروزن دیلم فقیہ مفتی ہین شاگرد قاضی الحرمین احمد بن محمد نیشاپوری تلمیذ قاضی ابوطاہر دباس شاگرد قاضی ابوحازم عبدالحمید رحمہم اللہ تعالیٰ۔ جہان کتاب مین اسطرح آیا ہے کہ قاضی ابوالہیثم نے تینون قاضیون یا قضاۃ ثلثہ سے ذکر کیا جیساکہ کتاب القضاء مین آیا ہے تو مراد انکے اساتذہ موصوفین ہین واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالرحمن بن محمد الکاتب شاگرد ابوبکر محمد بن الفضل تلمیذ استاذ سبذمونی ہین۔ حافظ اصول مذہب ماہر وقائع ونوازل مفتی فقیہ ہین اور کثرت تبحر سے حاکم کا لقب ہے اور اکثر معتبرات مین نام عبدالرحمن مذکور ہے اور بعض کتابون مین ابوعبدالرحمن کنیت اور محمد نام مذکور ہے چنانچہ اس فتاوے مین بھی حاکم ابوعبدالرحمن آیا ہے اور بعض نسخ مین عبدالرحمن ہے واللہ اعلم۔ ابوحفص سفکردری۔ فقیہ زاہد معروف ہین علامہ زندویسی نے آپ سے فقہ حاصل کی۔ عبداللہ بن الفضل خیزاخیزی۔ فقیہ معروف شاگرد ابوبکر محمد بن الفضل ہین اور بعض نے نام عبدالرحمن بن الفضل ذکر کیا ولیکن سمعانی وسغناقی وقاری نے عبداللہ پر اعتماد کیا۔ ابوجعفر بن عبداللہ استروشنی قصبۂ استروشنہ نواح سمرقند کے ہین استروشنہ مین اول سین مہملہ ودوم منقوطہ ہے شاگرد ابوبکر محمد بن الفضل و

ابوبکر الجصاص ہین۔ فصول استروشنیہ آپکی تالیف سے کتاب مین بہت حوالہ ہے اور آپسے قاضی عبیداللہ
ابوزید دبوسی بدال مہملہ و باے موحدہ وسین مہملہ صاحب الاسرار نے تفقہ کیا۔ یحییٰ بن علی بن عبداللہ
بخاری زندویسی فقیہ زاہد متورع ہین شاگرد ابوحفص سفکردری و محمد بن ابراہیم میدانی و عبداللہ بن
الفضل خیزاخیزی ہین۔ اس کتاب مین زندویسی کے لفظ سے اکثر حوالہ ہے زندویس کی نسبت سے
معروف ہے اور لفظ بزاء منقوطہ و نون و دال مہملہ و واو و یاے تحتیہ و سین مہملہ ہے اور نظم زندویسی سے
مراد آپکی یہی معروف تالیف ہے اور منجملہ مشہور تو الیف کے کتاب روضۃ العلما ہے۔ محمد بن اسحاق بخاری
کلاباذی۔ شاگرد شیخ محمد بن الفضل ہین فقیہ معروف مولف کتاب تعرف۔ حسن بن احمد بن مالک زعفرانی۔
فقیہ معروف ثقہ کنیت ابوعبداللہ ہے آپنے جامع صغیر کو مبوب و مرتب کیا اور زیادات کو بھی اور
احکام قربانی مین ایک کتاب تالیف کی اور اضاحی زعفرانی سے اس فتاوے مین یہی مراد ہے۔ اسمٰعیل
بن حسن بن علی ابومحمد فقیہ زاہد معروف شاگرد محمد بن الفضل المتوفی سنہ ۴۰۲ھ۔ محمد بن موسے خوارزمی ابوبکر
جامع مسند الامام فقیہ محدث ہین قاریؒ نے ابن الاثیر کی مختصر غریب الحدیث سے نقل کیا کہ پانچوین صدی کے
اول مین جو لوگ مجددین امت مین شمار ہین انھین سے آپ بھی ہین۔ کسی کی طرف سے صلہ قبول نہ کرتے
تھے اور خطیبؒ نے کہا کہ ہم سے ابوبکر برقانی نے آپسے حدیث روایت کی اور اکثر آپکو نیکی سے یاد
کیا کرتے تھے اور کہتے کہ آپ نے اکثر فرمایا ہے کہ ہمارا دین بوڑھی عورتون کا دین ہے اور ہمین ہم سے
کلام کرنا روا نہین ہے اقول یعنے توحید الٰہی عزوجل معرفت حق سبحانہ تعالےٰ ہے اور یہ نعل بھی بخلق الٰہی ہے
تو کسی شخص کو معرفت پیدا کرنے کی قدرت نہین لہذا بواسطہ نبوت و رسالت جو ہدایت ہوئی وہ عین صواب ہے
محمد بن عبد الجبار بن احمد سمعانی تمیمی مروزی صاحب انساب سمعانی فاضل متورع محدث ثقہ ہین اور آپ حنفی المذہب
تھے پھر آپکے بیٹے نے شافعی مذہب اختیار کیا اسلیے اولاد شافعی المذہب ہوئی۔ اقول یعنے اولاد مین جو درجہ تمیز
نہین رکھتے تھے وہ سہل الحصول طریقہ والد پر ہے اور دادا کا طریقہ بعید و اسکی تعلیم دشوار سمجھے اور یہ غرض نہین
ہے کہ باپ کا طریقہ لینا کوئی اچھی رسم ہے اور جو درجہ تمیز پر تھے انکو اسی جانب ترجیح نظر آئی جیسے اور علماء
شافعیہ گذرے ہین کیونکہ ان اجتہادی اعمال سے حصول مقصود ثواب ہے تو جبتک بنظر اتباع سنت ہو ہر مجتہد کے
اجتہاد مین حقتعالےٰ ثواب عطا فرماتا ہے جیسا کہ اس امت کے فضائل مین معروف ہے۔ پھر یہان ایک مسئلہ انتقال
مذہب کا پیش آویگا۔ جسکے جواب مین علماے وقت نے عجیب تعصبات سے عام شکل عوام پر ڈالدی خواہ اسوجہ سے کہ عوام کی
سمجھ سے بڑھکر معاملہ کیا یا اسوجہ سے کہ ؎ او خویشتن گم است کرا رہبری کند ؛ اور ابن الہمام نے اسکو رد کردیا بدلیل
ان احادیث کے جنمین اختیاری چند احکام مین سے آسان ڈھونڈھنا آیا ہے۔ پھر واضح ہو کہ فتاوے کے باب التعزیر
مین نقل کیا کہ اگر کوئی حنفی منتقل ہو کر شافعی ہو جاوے تو اسکو تعزیری سزا دیجاوے برخلاف اسکے اگر شافعی
حنفی ہو جاوے اور یہ تعصب سے خالی نہین ہے۔ محمد بن احمد بن محمود نسفی۔ فقیہ عارف زاہد ورع عفیف قانع ہین

شاگرد ابوبکر الرازی ہین۔ احمد بن محمد بن عمر معروف با بن سلمہ فقیہ معتمد مرجع اہل علم وفضل ہین۔ فقہ کو ابوبکر الجصاص سے اور حدیث کو اپنے باپ سے سنا۔ دن مین روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے اور سنہ [illegible]ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ
محمد بن احمد کماری۔ فقیہ عارف محدث عدل ہین شاگرد ابوبکر الرازی ہین اور حدیث مین تلمیذ بکر بن احمد اور آپ سے آپکے بیٹے اسمعیل قاضی واسطے نے اخذ کیا اور سنہ [illegible]ھ مین فوت ہوے۔ ابراہیم بن اسلم شکابی۔ فقیہ محدث ہین فقہ مین شاگرد شیخ محمد بن الفضل اور حدیث مین ابو محمد بن عبد اللہ المزنی ہین۔ حکایت کرتے ہین کہ جب ہم فارغ التحصیل ہوے تو اندنون فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ بلخ سے آئے تھے ہمکو امام محمد بن الفضل نے انکے پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم اُنسے مشکل مسائل کا تذکرہ کرنا تاکہ تم سے مانوس ہون اور وحدت اختیار کرنے سے جو وحشت انکو ہے وہ رفع ہوجاوے سنہ [illegible]ھ مین فوت ہوے۔ **قال المترجم** انسان کی کمال فقہ پہلے اپنے نفس کی تہذیب ومجاہدہ وریاضت اور خلوت وتنہائی سے تکمیل ہے اور بعد ترقی کے پھر عالم کثرت مین فضیلت وثواب ہے اور علماے آخرت کا یہی داب بیان کیا گیا ہے اور یہ حکایت اسکے واسطے لطیف اشارت ہے فافہم واللہ تعالے اعلم۔ مسعود بن محمد بن موسے خوارزمی ابو القاسم رحمہ اللہ فقیہ معتمد ہین والد ماجد انکے شاگرد شیخ جصاص ہین اُنسے فقہ پڑھی اور سنہ [illegible]ھ ہجری مین فوت ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون
حسین بن خضر بن محمد بن یوسف نسفی۔ کنیت ابو علی ہے اور جہان اس فتاوے مین ابو علی نسفی آیا ہے یہی مراد ہین۔ فقیہ محدث ثقہ ہین بخارا مین ابوبکر محمد بن الفضل اور ابو عمرو محمد بن محمد بن صابر اور ابو سعید بن خلیل بن احمد سجزی سے اور بغداد مین عبد اللہ بن عبد الرحمن الزہری وعلی بن عمر بن محمد سے اور کوفہ مین محمد بن عبد اللہ بن الحسین الہروی سے اور مکہ معظمہ مین احمد بن ابراہیم سے اور ہمدان مین احمد بن علی بن دلال سے اور رے مین جعفر بن عبد اللہ بن یعقوب رازی سے اور مرو مین محمد بن عمرو مروزی سے اور ایسے طبقہ کے فقہاء ومحدثین سے علم حاصل کیا اور آپ سے ایک جم غفیر نے فقہ وحدیث کو حاصل کیا۔ ۲۲ شعبان سنہ [illegible]ھ مین فوت ہوے۔ احمد بن محمد بن احمد بن جعفر القدوری ابو الحسن کنیت تھی سنہ [illegible]ھ مین پیدا ہوے۔ چوتھے طبقہ کے فقہا مین سے معروف ومستند ہین سمعانی نے کہا کہ فقیہ محدث صدوق ہین۔ عراق مین ریاست مذہب حنفیہ آپ پر منتہی ہوئی۔ حدیث وفقہ آپنے ابو عبد اللہ محمد بن یحیے جرجانی شاگرد امام جصاص سے پڑھی اور آپ سے خطیب بغدادی اور قاضی القضاۃ دامغانی رحمہ نے روایت کی۔ توالیف وتصانیف بہت ہین از انجملہ قدوری متن معروف ہے۔ شرح مختصر کرخی تجرید وتقریب وغیرہ ہین سنہ [illegible]ھ مین فوت ہوے۔ **قال المترجم** اسی سال مین رئیس الفلاسفہ ابو علی بن سینا یعنے حسن بن عبد اللہ بن سینا مصنف شفا واشارات وغیرہ جو شاگرد احمد بن عبد اللہ زاہد اور اسمٰعیل زاہد وغیرہ سے ہے انتقال کیا اسیوجہ سے بعض نے اس فلسفی فاضل کو حنفیہ مین سے معدود کیا مگر درحقیقت اکثر اولیا کو اس شخص کے دین مین کلام ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اسحق بن ابراہیم بن مخلد بن جعفر بن محمد المتوفی سنہ [illegible]ھ فقیہ محدث

احمد
محمد
ابراہیم
مسعود
حسین
متن قدوری
شرح مختصر کرخی
تجرید
تقریب
اسحق

صدوق ہیں۔ خطیب نے لکھا کہ میں نے کچھ علم آپ سے لکھا ہے آپکے والد بھی جو سنہ ۴۱۱ھ میں فوت ہوئے فقیہ
محدث صدوق ہیں ولیکن فقہ میں محمد بن جریر الطبری رح کے مذہب پر تھے۔ عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ ۔ قاضی
ابو زید الدبوسی۔ المتوفی سنہ ۴۳۰ھ فقیہ معروف ہیں تالیفات میں سے کتاب الاسرار۔ تقویم الادلہ۔ امد الاقصی
وغیرہ معروف ہیں۔ اس فتاوے میں حوالہ آیا ہے۔ معتمد بن محمد بن مکحول نسفی المتوفی سنہ ۳۱۸ھ۔ فقیہ محدث ہیں
راوی ازجد خود و ہارون بن احمد استرآبادی وله من الغرائب ما ذکر فی بعض المواضع من الغایة۔ ہیثم بن
ابی الہیثم القاضی۔ فقیہ محدث شاگرد اپنے باپ کے المتوفی سنہ ۳۴۰ھ ہیں۔ جعفر بن محمد نسفی شہر نسف یعنی نخشب
میں پیدا ہوئے فقیہ محدث صدوق ہیں۔ شاگرد ابو علی نسفی وزاہد بن احمد سرخسی و ہارون بن احمد استرآبادی
وابو محمد رازی ومحمد بن احمد غنجار وابو الہیثم محمد وغیرہم ہیں۔ بیشتر تالیف حدیث میں ہے۔ صاعد بن محمد بن احمد
نیشاپوری۔ فقیہ محدث صدوق ہیں صاعد نیشاپوری سے آپ ہی مراد ہیں شاگرد قاضی ابو الہیثم وجماعہ محدثین
المتوفی سنہ ۴۳۲ہجری رحمہ اللہ تعالے۔ محمد بن منصور بن مخلص نوقدی شاگرد فقیہ ابو جعفر ہندوانی ومحدث
محمد بن الحسین یزدی رح ہیں مدت تک سمرقند کے مفتی رہے سنہ ۴۳۲ھ میں وہیں فوت ہوئے۔ حسین بن علی
بن محمد بن جعفر ضیمری۔ فقیہ محدث صدوق شاگرد فقیہ ابو نصر محمد بن سہل بن ابراہیم وابو بکر محمد خوارزمی ومحدث
ابو الحسن دارقطنی ومحمد بن احمد جرجانی ہیں وقد روی عنه الخطیب رحمہ اللہ۔ محمد بن احمد بن محمود بن محمد مایمرغی نسفی
فقیہ محدث ہیں حدیث کو حجاز میں سنا اور مقری محمد بن منصور امام مدینہ سے روایت کی اور آپ سے نجم الدین عمر بن
محمد نسفی نے روایت کی جنکا نام نجم الدین نسفی اس فتاوے میں بہت آیا ہے۔ محمد بن احمد بن محمد سمنانی۔ شیخ
فقیہ محدث صدوق ہیں حنفی المذہب اشعری الاعتقاد ہیں حدیث کو نصر بن احمد بن خلیل وابو الحسن علی بن عمر
دارقطنی وعبد اللہ بن محمد رازی وغیرہم سے سنا اور آپ سے خطیب بغدادی نے سنا ولکھا ہے سنہ ۴۴۴ھ میں فوت
ہوئے۔ احمد بن محمد بن عمرو ناطفی۔ عراق کے فقہائے کبار میں سے صاحب فتاوے فقیہ محدث ہیں اور اس
فتاوے میں جہاں ناطفی رح کے اجناس کا حوالہ ہے آپکے تالیفات اجناس وفروق وواقعات وغیرہ سے
اجناس مراد ہے اور ناطف حلوے معروف ہے چونکہ اسکو بناکر فروخت کرتے اسی لیے ناطفی مشہور ہیں فقہ
میں عبد اللہ جرجانی کے وحدیث میں ابو حفص بن شاہین وغیرہ محدثین کے شاگرد ہیں۔ عبد اللہ بن حسین ناصحی
فقیہ ثقہ جید ہیں شاگرد قاضی ابو الہیثم وغیرہ اور خود بعہد سلطان محمود سبکتگین قاضی بخارا رہے اور سنہ ۴۴۷ھ میں فوت
ہوئے۔ محمد اسمعیل محدث لاہوری بخارا کے سادات عظام میں سے امام علوم دین تھے سلطان مسعود غزنوی کے
وقت میں لاہور میں آکر ساکن ہوئے سب سے پہلے آپ ہی نے علماء میں سے لاہور کو اپنے قدم سے مشرف
کیا اور آپ سے ہزاروں اہل کفر نے شرف اسلام پایا سنہ ۴۴۸ھ میں انتقال فرمایا۔ عبد العزیز بن احمد بن
نصر بن صالح بخاری شمس الائمہ حلوائی۔ بعض نے کہا کہ منسوب بحلوا ہیں اور بعض نے کہا منسوب بہ قصبہ
حلوان۔ فقیہ معتمد محدث ثقہ جید معروف ومشہور ہیں۔ حدیث شریف کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ فقہ میں

شاگرد شیخ ابو علی نسفی۔ اور حدیث مین تلمیذ شیخ ابو شعیب صالح بن محمد بن صالح اور ابو سہل احمد بن محمد انماطی و ابو اسحٰق
رازی وغیرہم جماعت محدثین ہین اور شرح معانی الآثار طحاوی کو محمد بن عمر بن حمدان سے روایت کیا اور
آپ ہی سے شمس الائمہ بکر زرنجری و اُنکے والد و شمس الائمہ سرخسی و محمد بن الحسین و اُنکے دو فرزند شیخ الاسلام
علی بزدوی و صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد اور قاضی جمال الدین احمد بن عبد الرحمٰن ابو النصر وغیرہم نے
تفقہ کیا اور حافظ الحدیث عبد العزیز بن محمد نخشبی نے اپنے معجم مین آپ کو اپنے شیوخ مین شمار کیا اور لکھا کہ مین نے
آپ سے امالی کو سُنا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس فتاوے مین آپ سے اور آپ کے معروفین شاگردون سے بہت کچھ
مذکور رہے اور مترجم کے نزدیک اصوب یہ ہے کہ آپ بارہا فقہا تلامذہ کو حلوا کھلاتے اور اُنسے درخواست
کرتے کہ دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ مجھے فرزند صالح سعید عطا فرماوے۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا پس آپ
حلوائی معروف ہوگئے۔ آپ کی تالیفات مین سے مبسوط و نوادر وغیرہ معروف ہین۔ سنہ ۴۴۸ھ مین قصبہ
کش واقع بخارا مین فوت اور محلہ کلاباد بخارا مین مدفون ہوے۔ **عبد الواحد بن علی بن برہان الدین عکبری۔**
عبد الواحد
فقیہ نحوی متکلم لغوی مورخ ادیب تھے ابو القاسم کنیت تھی۔ حنبلی سے حنفی ہوگئے۔ قدوریؒ کے شاگرد ہین اور
حدیث ابن بطہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالےٰ سے سماعت کی۔ عادت کریمہ یہ تھی کہ کمربند کی ازار نہین پہنتے
تھے اور سر کو چادر سے نہ ڈھکتے۔ سنہ ۴۵۶ھ مین انتقال فرمایا۔ منسوب بجانب عکبر جو دجلہ پر بغداد سے دس
فرسخ مشرق ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اسی قصبہ سے ابو البقا عبد اللہ بن حسین عکبری محدث نحوی ادیب
حنبلی مؤلف اعراب القرآن ہین جو قریب سنہ ۶۱۶ھ مین فوت ہوے رحمہم اللہ تعالےٰ۔ **عبد العزیز بن**
عبد العزیز
محمد نسفی حافظ حدیث ثقہ فقیہ جلیل ہین۔ سلفی نے کہا کہ مین نے مونس ساجیؒ سے آپ کا مرتبہ پوچھا فرمایا کہ مثل
ابو بکر الخطیب و محمد بن علی الصوری کے حفاظ حدیث مین سے ہین۔ ابن مندہؒ نے کہا کہ حفظ و اتقان مین یگانہ
تھے اور مین نے ایسا دقیق الخط سریع الکتابۃ و القراۃ نہین دیکھا۔ مدت تک حافظ جعفر المستغفری سے علم
حاصل کیا اور بغداد مین محمد بن محمد بن علان سے بھی استفادہ پایا اور سنہ ۴۵۶ھ مین نسف مین انتقال
فرمایا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ **اسمٰعیل بن احمد بن اسحاق بن شیث** رحمہ اللہ تعالےٰ ابو القاسم الصفار۔
اسمٰعیل
چنانچہ اسی کنیت سے کتاب مین بہت حوالہ ہے۔ فقیہ محدث معروف ہین زاہد ورع متقی صادق تھے
امر حق مین کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈرتے۔ بارہا خاقان کو ملامت فرمائی۔ آخر اُس نے
آپ کو سنہ ۴۶۱ھ مین شہید کر دیا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ مترجم کہتا ہے کہ صحیح حدیث پاک مین ہے کہ جہاد
مین افضل جہاد وہ کلمۂ حق ہے جو سلطان جائر کو کہا جاوے۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابو القاسم الصفار
رحمہ اللہ کو یہ افضل جہاد حاصل ہوا انشاء اللہ تعالےٰ پس عمدہ شہید ہوے۔ **علی بن حسین السغدی۔**
علی بن حسین
رکن الاسلام چنانچہ اسی لقب و نام سے کتاب مین بہت حوالہ ہے فقہ مین شاگرد شمس الائمہ سرخسیؒ ہین
اور شرح سیر الکبیر سرخسی کو اُن سے روایت کیا۔ حدیث ایک جماعت محدثین سے پڑھی و قائع و

تو اول مین مفتی جید ہین۔ شرح جامع کبیر وغیرہ آپ سے یادگار ہین۔ ایام تحصیل مین بہت تنگی سے بسر کرتے تھے اور دولت علم کو دولت فانیہ دنیاویہ پر مقدم کرتے چنانچہ آپ کا قصہ زہد عبرت کا مطولات مین اس امر کا نمونہ ہے کہ علماء آخرت ایسے ہی مردان حق عزوجل ہوتے ہین علی مخدوم جلابی غزنوی از سادات حسنی اولیا مین معروف ہین جامع علم ظاہر و باطن عابد زاہد متقی صاحب کرامات ہین اصحاب ابو القاسم گورگانی و ابو سعید ابو الخیر و ابو القاسم قشیری محدث وغیرہم ہین لاہور مین آکر رہے سفینۃ الاولیا وغیرہ کتابون مین آپکے مبسوط حالات مندرج ہین۔ اور آپ کی تالیفات مین سے کشف المحجوب بہت متداول ہے اسی کتاب مین آپنے لکھا کہ ایک دفعہ مین ملک شام مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے سوتا تھا خواب مین دیکھا کہ مین مکہ معظمہ مین موجود ہون ناگاہ حضرت سید عالم سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لائے تو مین دیکھتا ہون کہ آپ ایک پیر مرد کو بچون کی طرح گود مین لیے ہوئے ہین مین نے ادب سے سلام کیا اور آپکے مبارک قدمون کو چوم لیا اور دل مین خیال کرتا ہون کہ یہ پیر مرد کون ایسا خوش قسمت ہے کہ جسپر آپ ایسے لطف کو مبذول فرما رہے ہین آپنے فوراً مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ یہ ابو حنیفہ مومنین اہل سنت کا امام ہے انتہی کلامہ مترجماً سنہ ۴۶۵ھ مین انتقال فرمایا اور لاہور مین اپنی خانقاہ مین مدفون ہوئے۔ جلاب محلہ غزنی کا نام ہے۔ احمد بن محمد سمنانی۔ مثل باپ کے اشعری الاعتقاد و حنفی المذہب تھے فقہ و حدیث مین اپنے والد ماجد کے شاگرد ہین فقیہ محدث معتمد ہین خطیب بغدادی نے آپ سے بھی حدیث کو لکھا ہے۔ قاضی ابو عبد اللہ دامغانی کے داماد ہین سنہ ۴۶۶ھ مین انتقال فرمایا۔ کہتے ہین کہ عقیدہ اشعریہ مین بہت غلو فرماتے تھے اقول میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ شیخ موصوف کو آیات بینات و احادیث کریمہ مین عقلی اوہام دوڑانا بہت گران تھا اور تاویلات سے روکتے اور جو مسائل متعلق بصفات مقدسہ حضرت حق سبحانہ تعالے ہین انمین فکر تسبیح و تنزیہ کے سوائے فکر اور اک سے منع فرماتے اور جیسے قدرت اللہ مقدسہ کو اسباب سے منوط تصور کرنے سے روکتے تھے لہذا ارباب زمانہ نے انکے احوال کو ایسی عبارت سے تعبیر کیا اور یہ درحقیقت عدم توجہ و توفیق بمقصود شیخ سے وقد کان الشیخ فقیہا محدثا ثقۃ صدوقا حسن الاخلاق رحمہ اللہ تعالے واللہ اعلم بالصواب علی بن عبد اللہ خطیبی۔ فقیہ زاہد عابد قائم اللیل رقیق القلب موثق و کامل تھے اور جحفہ قریب مدینہ منورہ مین سنہ ۴۶۶ھ مین فوت ہوئے۔ آپ کے واسطے قصص فضائل مطولات مین مذکور ہین اسمٰعیل بن محمد کماری قاضی ابو علی الواسطی۔ فقیہ محدث المتوفی سنہ ۴۶۸ھ ہین اسعد بن محمد کرابیسی نیشاپوری جمال الاسلام ابو المظفر۔ فقیہ ادیب عالم فروع و اصول ہین سنہ ۴۷۰ھ مین فوت ہوئے۔ شاگرد علاؤ الدین تلمیذ سید الاشرف رحمہ اللہ ہین فروق کرابیسی آپ کی تالیف معروف ہے اس فتاویٰ مین حوالہ ہے۔ احمد بن محمد ابو نصر الفقیہ معروف باقطع فقیہ محاسب شاگرد ابو الحسن القدوری ہین تاتاریون سے جہاد مین آپ کا ہاتھ کٹ گیا تھا

اس سے اقطع کہلائے سنہ ۴۷۴ھ مین فوت ہوے آپکی شرح قدوری کا نام شرح القدوری الاقطع اس
کتاب مین حوالہ ہے - عبد العزیز بن عبد الرزاق مرغینانی المتوفی سنہ ۴۷۷ھ جامع فروع و اصول ہین اور
آپکے چھ بیٹے سب مفتی تھے چنانچہ ایک گھر سے سات مفتی نکلتے تھے مگر منجملہ فرزندان موصوفین کے شیخ
ابو الحسن علی بن عبد العزیز مرغینانی اور شمس الائمہ محمود بن عبد العزیز اوزجندی معروف ہین - محمد بن علی بن محمد
بن الحسین قاضی القضاۃ - ابو عبد اللہ الدامغانی - فقیہ معتمد محدث جید ہین - فقہ حسن بن علی صمیری سے اور حدیث
اپنے استاد صمیری و محمد بن علی صوری وغیرہ سے پڑھی اور آپسے سمعانی کے مشائخ عبد الوہاب بن مبارک
انماطی و حسین بن حسن مقدسی وغیرہم نے روایت کی - عقیلی نے کہا کہ مشائخ مین آپ مانند پہاڑ کے مستحکم و
بلند تھے - تدریس مین مثل شیخ ابو اسحاق شیرازی کے لطائف و ظرائف وارد ہوتے کہ نزہت خاطر
اہل مجلس ہوتی اور حشمت و مہابت و حسن و تعلی مین امام ابو یوسف سے مشابہت دیجاتی تھی سنہ ۴۷۸ھ مین
فوت ہوے - اسمعیل بن محمد حجاجی فقیہ ثقہ حسن الطریقہ تھے سنہ ۴۷۹ھ مین فوت ہوے - احمد بن منصور
ابو النصر اسبیجابی - المتوفی سنہ ۴۸۰ھ آپ کی شرح مختصر الطحاوی سے اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے بعد وفات
سید ابو شجاع کے آپ ہی مرجع انام ہوے - فقہ اپنے ملک کے علما یعنے اسبیجاب واقع سرحد تاتار سے حاصل کی پھر
وہان سے سمرقند مین آکر بحسن اخلاق مفتی و مرجع رہے - محمد بن اسحٰق بن ابراہیم ابو الحسن الباقرحی از خاندان
قضاء و فقہ و حدیث ہین علم حدیث کو ابو الحسین احمد بن محمد واعظ و ابو علی حسن بن احمد بن شاذان وغیرہم سے
حاصل کیا اور سنہ ۴۸۱ھ مین فوت ہوے اور آپکے والد ماجد اسحٰق بن ابراہیم المتوفی سنہ ۴۲۹ھ فقیہ فاضل
محدث صدوق ہین جنسے خطیب نے احادیث لکھی ہین عبد الکریم بن ابی حنیفہ اندقی - فقیہ زاہد متورع محدث
ہین فقہ کو ابو محمد بن احمد حلوائی و ابو الطاہر وغیرہ سے پڑھا اور حدیث بھی اُنھین سے پڑھی اور آپسے
عثمان بن علی البیکندی نے روایت کی ہے سنہ ۴۸۲ھ مین فوت ہوے - علی بن محمد بن الحسین فخر الاسلام
ابو الحسن البزدوی سنہ ۴۰۰ھ مین پیدا ہوے فقیہ ماہر اصول و فروع مرجع انام مفتی حنفیہ تھے حفظ مذہب مین
ضرب المثل ہین - تصانیف مفیدہ بہت یادگار ہین جیسے اصول مین متن معتمد معروف باصول فخر الاسلام
بزدوی - و شرح مبسوط گیارہ مجلدات مین و شروح جامعین صغیر و کبیر و تفسیر قرآن و غناء الفقہاء و امالی وغیرہ
تالیفات اصول و فروع و تفسیر و حدیث مین ہین - حکایت ہے کہ آپ کے زمانہ مین ایک عالم شافعی المذہب
ہر ایک سے مناظرہ کرتا اور غالب آتا تھے کہ علماء و فضلاء نے جمع ہوکر آپسے کہا کہ آپ اس عالم سے
مناظرہ فرماوین ورنہ ہم سب شافعی ہوجاوینگے - آپنے فرمایا کہ مین مرد گوشہ نشین ہون مجھے مناظرہ سے
کچھ کام نہین ہے آخر انکے اصرار سے اس عالم کے پاس گئے - اُسنے مناقب شافعی رحمہ اللہ کو بیان کرنا
شروع کیا اور زیادہ زور دیا کہ ہمارے امام نے تین مہینے مین کلام شریف حفظ کرلیا تھا - آپنے ایسی بات
سے معلوم کیا کہ مرد مجادل ہے اور حقائق فضائل سے خود واقف نہین ہے فرمایا کہ قرآن مجید تو دین و ایمان ہے

شرح القدوری الاقطع

عبد العزیز

محمد بن علی

اسمعیل بن محمد

احمد

شرح مختصر الطحاوی

محمد بن اسحٰق

عبد الکریم

علی بن محمد

بزدوی

شرح مبسوط

شرح جامعین

تفسیر القرآن

غناء الفقہاء

امالی

اور خود اسکو ایک امیر کے یہان کا دو سالہ دفتر حساب کتاب ایک بار سنکر حفظ سنا دیا جس سے وہ سخت شرمندہ ہوا آپ سنہ [illegible] ھ مین فوت ہوے - اقول انا للہ وانا الیہ راجعون - اس حکایت مین اہل الفکر کے لیے علماء آخرت اور علماے دنیا کے افتراق کے واسطے تنبیہ لطیف ہے فلیتفکر - احمد بن محمد بن صاعد بن محمد استوائی شیخ الاسلام ابو منصور قاضی القضاۃ فقیہ محدث شاگرد صاعد بن محمد یعنے جد خود و محدث ابو سعید صیرفی رح وغیرہم اور آپ سے شیخ زاہر و وجیہ و عبد الخالق وغیرہم سنے روایت کی سنہ [illegible] ھ مین فوت ہوے - محمد بن الحسین بن محمد بن الحسن البخاری المعروف بخواہر زادہ شیخ الاسلام ابو بکر فقیہ فاضل متبحر ہین اس فتاوے مین آپ سے بہت کچھ منقول ہے اور اکثر مقام مین امام خواہر زادہ پر اکتفا کیا گیا جس سے آپ ہی مراد ہین اگرچہ دیگر علما بھی اس لقب سے معروف ہین - فارسی مین اسکے معنے بہن کا بیٹا - چونکہ آپ قاضی ابو ثابت محمد بن احمد بخاری کی ہمشیرہ کے فرزند ہین اسوقت مین آپ کو تکریم یا الفت سے باین لقب امتیاز دیا گیا جو مشہور ہو گیا - حدیث آپ نے شیخ ابو نصر احمد بن علی حازمی اور حاکم ابو عمر محمد بن عبد العزیز قنطری و ابو سعید بن احمد اصفہانی و ابو الفضل منصور بن عبد الرحیم وغیرہم سے سماعت کی اور بخارا مین متعدد مجالس مین حدیث کو املا کیا اور آپ سے عثمان بن علی بیکندی و عمر بن محمد نسفی سنے روایت کی - محدث سمعانی شافعی رح نے کہا کہ آپ سے ہمکو فقط شیخ عثمان بن علی بیکندی کے واسطہ سے حدیث پہونچی ہے - تصانیف آپ کی معروف ہین از انجملہ مختصر و تجنیس و مبسوط خواہر زادہ سے کتاب مین بہت حوالہ ہے سنہ ۴۸۳ھ مین فوت ہوے - محمد بن عبد اللہ ناصحی نیشاپوری قاضی القضاۃ ابو الحسن فقیہ محدث ادیب عارف المذہب تھے شاگرد جد خود عبد اللہ ناصحی تلمیذ قاضی ابو الہیثم عن قاضی الحرمین عن القاضی ابی الطاہر الدباس عن القاضی ابی حازم رحمہم اللہ تعالیٰ اور حدیث کو شیخ ابو سعید صیرفی وغیرہ رحمہم اللہ ائمہ حدیث سے سنا اور بغداد و خراسان وغیرہ مین اُسکو روایت کیا چنانچہ محمد بن عبد الواحد دقاق و عبد الوہاب وغیرہم سنے آپ سے روایت کی اور عہد سلطان الپ ارسلان مین نیشاپور کے قاضی رہے - اکثر شیخ ابو المعالی بن ابو محمد جوینی شافعی سے مسائل مین کلام کرتے اور شیخ موصوف نے جودت طبع کی تعریف فرمائی ہے سنہ [illegible] ھ مین بعد واپسی حج سے خراسان مین انتقال فرمایا - علی بن الحسین بن علی نیشاپوری ابو الحسن مؤلف تفسیر نیشاپوری - فقیہ مفسر ہین لباس مین سنت طریقہ بہت ملحوظ تھا - علم کو حسین بن علی صیمری سے حاصل کیا - نیشاپور مین ہو چکر زاہد ہو کر سلاطین سے ملاقات ترک کر دی - ایک روز ملک شاہ سلجوقی سنے کہا کہ آپ نے ہمارے پاس کیون آنا ترک فرمایا تو کہا کہ اسلیے کہ تو عالمون کی زیارت سے بہتر بادشاہ ہو اور مین بادشاہون کی زیارت سے بدتر عالم نہ ہون - سنہ [illegible] ھ مین انتقال فرمایا - محمد بن عبد الحمید سمرقندی علاؤ الدین ابو حامد رحمہ اللہ فقیہ شاگرد شیخ اشرف علوی ہین ابتدا مین مناظرات کیا کرتے تھے آخر مین ترک کر کے زاہد عابد ہو گئے آپ سے اصول فقہ مین بذل النظر و اعتقاد مین ہدایہ وغیرہ معروف ہین - مؤلف فروق کرابیسی شیخ ابو المظفر جمال الاسلام سعد کرابیسی و شیخ الاسلام

نظام الدین عمر بن صاحب الہدایہ آپکے شاگرد ہین [illegible]ھ مین فوت ہوئے - محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی
شمس الائمہ ابوبکر امام علامہ فقیہ محقق معروف ہین اس فتاوے مین آپسے بہت کچھ منقول ہے - ابن کمال پاشا
رومی نے آپکو طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ابتدا مین اپنے والد کے ساتھ بغداد مین بقصد تجارت
وارد ہوئے وہان شیخ شمس الائمہ حلوائی سے یہانتک علوم حاصل کیے کہ برہان الائمہ عبد العزیز بن عمر
بن مازہ و شمس الائمہ محمود بن عبد العزیز اوزجندی اور رکن الدین مسعود اور عثمان بن علی بیکندی آپکے
شاگرد ہین - فضل وکمال مین اوصاف سے مستغنی ہین اور عالم آخرت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بادشاہ کو کلمۂ
حق کہا جس سے وہ رعونت مین بہرا ناخوش ہوا اور آپکو ایک کنوئین مین قید کیا چنانچہ اس کنوئین کے
منھ پر شاگرد آپسے استفادہ حاصل کرتے اور اسی حال مین آپنے تلامذہ کو مبسوط اپنی زبانی مشرح لکھوائی
اقول ظاہر یہ حاکم کی کافی کی شرح ہے اور اسی حال مین شرح کتاب العبادات و شرح کتاب الاقرار اپنے
نورانی علم سے لکھوائی ہے چنانچہ اُسکے آخر مین لکھا ہے کہ ہذا آخر شرح کتاب العبادات باوضح المعانی و
اوجز العبارات املاء المحبوس فی محبس الاشرار اور ایک کتاب اصول فقہ و شرح سیر الکبیر املا فرمائی اور جب
کتاب الشروط تک پہونچے تو آپکو قید سے رہائی ہوئی اور آپ فرغانہ کیطرف چلے گئے وہان امیر حسن نے
بتکریم آپکو اپنے مکان مین اُتارا اور شاگرد بھی وہان پہونچے تو آپنے شرح مذکور کو کامل کرادیا - علاوہ انکے
مختصر الطحاوی و کتب امام محمد کی بھی شرح لکھین - آپنے سنہ [illegible] ہجری کے دسوین عشرہ مین انتقال فرمایا
رحمہ اللہ تعالے رحمۃ واسعۃ - روایت ہے کہ جب ظالم نے آپکو قید کرکے اوزجند کی طرف روانہ کیا تو جہان
راستہ مین نماز کا وقت آتا تھا خود بخود آپکے بند کھلجاتے اور آپ تیمم یا وضو سے اذان کہکر تکبیر کے ساتھ نماز
پڑھتے اور سپاہی دیکھتے کہ ایک جماعت سبزپوش آپکے پیچھے مقتدی ہین جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو
سپاہیون سے فرماتے کہ آؤ میرے ہاتھ باندھو - سپاہی متحیر ہوکر عرض کرتے کہ اے خواجہ ہم حضور سے ایسی
گستاخی اب کیونکر کرسکتے ہین فرماتے کہ مین حکم الٰہی عز وجل کا مامور بندہ ہون جہانتک ممکن ہے اُسکا حکم بجالایا
کہ قیامت کو مبتلا نہون اور تم لوگ اس ظالم کے تابعدار ہو جہانتک کرسکو کرو تاکہ اُسکے ظلم سے بچو - نقل ہے کہ جب
اوزجند مین پہونچے تو ایک مسجد مین اذان سنکر داخل ہوئے - امام نے اقامت کے بعد آستین مین ہاتھ اندر کیے ہوئے
تکبیر کہی آپنے انکار کیا تو اُسنے کہا کہ تکبیر مین کچھ خلل ہے فرمایا کہ اندر ہاتھ رکھکر تکبیر کہنا عورتون کی سنت ہے پس
مردون کی سنت کا اقتدا چاہتا ہون کہ آستین سے ہاتھ نکالکر تکبیر کہتے ہین لوگون نے پہچان لیا کہ امام سرخسی ہین -
رحمہ اللہ تعالے رحمۃ واسعۃ تامۃ کاملۃ بفضلہ سبحانہ تعالے - احمد بن عبد الرحمن قاضی جمال الدین ابو النصر ریغذمونی
شاگرد والد خود و قاضی ابو زید دبوسی و احمد بن عبد اللہ خیزاخزی ہین و اخذ عنہ ابنہ محمد بن احمد و حفدہ حامد بن محمد
وتوفی سنہ [illegible]ھ - محمد بن محمد بن الحسین بزدوی - صدر الاسلام ابو الیسر جامع اصول و فروع صاحب تالیفات ہین
شاگرد اسمٰعیل بن عبد الصادق عن عبد الکریم عن ابی منصور الماتریدی عن الجوزجانی و رشاد نجم الدین نسفی و

علاؤالدین محمد بن احمد سمرقندی مؤلف تحفۃ الفقہا ۵۹۲ھ مین فوت ہوے رحمہ اللہ تعالے - محمد بن عبد الحمید بن عبد الرحیم معروف بہ خواہر زادہ فقیہ محدث ہین مرو مین اسوقت حنفیہ مین آپ سے زیادہ کوئی حدیث و اسکی کتابت مین متوغل نہ تھا ۵۹۹ھ مین فوت ہوے - یحیی بن عبد اللہ ناصحی - قاضی القضاۃ ابو صالح فقیہ قبیحر عارف مذہب شاگرد پدر خود المتوفی ۴۹۵ھ رحمہ اللہ تعالے - علی بن محمد سمنانی - فقیہ ابو القاسم تلمیذ قاضی القضاۃ محمد بن علی دامغانی کبیر و اصول و کلام مین شاگرد محمد بن احمد بن الولید رحمہم اللہ تعالے المتوفی ۴۹۹ھ یا ۳۰ و یا ۴۰۷ ہین - ولہ روضۃ القضاۃ فی ادب القضاۃ و فی الفقہ والتاریخ - احمد بن علی ترمذی شیخ ابو بکر الوراق - فقیہ صاحب بصیرت و ماہر علوم صفات قلب ہین چنانچہ حج کی منزل سے یہ کہکر واپس ہوے کہ ایک منزل مین مجھ سے سات سو گناہ کبیرہ سرزد ہوے آپ کی تالیف شرح مختصر الطحاوی معروف ہے اور کتاب مین ذکر ہوا ہے - وراق وہ شخص جو قرآن مجید و احادیث وغیرہ کی کتابت بہت کرتا ہو ظاہرا کتابون کے لکھنے مین مشہور ہون - محمد بن جعفر بن محمد بن معتر بن محمد بن مستغفر نسفی فقیہ محدث ہین - عبد العزیز بن محمد نخشبی یعنے نسفی نے معجم شیوخ مین آپ کا ذکر کیا اور لکھا کہ آپنے شیخ یعقوب بن اسحاق اسلامی و عبد الملک بن مروان بن ابراہیم وغیرہ سے حدیث حاصل کی - محمد بن احمد بن حمزۃ سمرقندی از سادات حسنی معروف بسید ابو شجاع فقیہ معتمد ہین رکن الاسلام علی السغدی و حسن ماتریدی کے ہمعصر ہین جس فتوے پر اس زمانہ مین ان تینون کے دستخط ہوتے وہ بہت معتمد ہوتا تھا - اس فتاوے مین آپ سے صریح اقوال بنام معروف منقول ہین - ہبۃ اللہ بن احمد بن یحیے بعلبکی فقیہ عالم شاگرد قاضی ابو جعفر محمد بن احمد عراقی - ولہ کتاب فی اختلافات الامام و صاحبیہ رحمہم اللہ تعالے میمون بن محمد بن محمد مکحولی نسفی - ابو المعین فقیہ معروف ہین جنسے علاء الدین ابو بکر محمد سمرقندی مولف تحفۃ الفقہاء نے فقہ حاصل کی آپ کی تالیفات مین سے تبصرہ و تمہید قواعد التوحید و مناہج و شرح جامع کبیر وغیرہ ہین - علی بن بندار یزدی قاضی القضاۃ شاگرد قاضی ابو جعفر تلمیذ جصاص رازی ہین جامع صغیر کی شرح لکھی جس سے تہذیب شرح جامع صغیر والے نے بہت کچھ نقل کیا اور وہ آپ کا پوتا ہے - علی بن محمد واسطی فقیہ معروف تلمیذ ابو عبد اللہ بصری شاگرد کرخی ہین واستاد حسین بن علی صیمری رحمہ اللہ - اسحق بن شیث امام صفار اسی لقب سے کتاب مین جابجا حوالہ ہے فقیہ ثقہ ہین یہ تنون کی تجارت سے صفار کہلاتے تھے حدیث کو نصر بن احمد بن اسمعیل کیسانی سے سماعت و روایت کیا - اسمٰعیل بن عبد الصادق فقیہ معتمد ہین شاگرد عبد الکریم بن موسے بزدوی جد فخر الاسلام استاد ابو الیسر صدر الاسلام جنکا اوپر ذکر ہو چکا - احمد بن اسحاق الصفار شیخ ابو نصر جبان ابو نصر الصفار مذکور ہے آپ ہی مراد ہین بخارا سے ہجرت کر کے مکہ معظمہ مین رہے اور وہان آپ سے علم شائع ہوا - حافظ حدیث و فقہ ہین - حاکم نے تاریخ نیشاپور مین لکھا کہ آپ حج کے ارادے سے ہماری طرف آئے اور حدیث کو ہر علم مین سے تلاش کیا اور مکہ معظمہ مین

محمد بن عبد الحمید

یحیے

علی

احمد

طحاوی

محمد بن جعفر

محمد بن احمد

ہبۃ اللہ

میمون

علی

علی بن محمد

اسحاق بن صفار

اسمعیل

احمد

ساکن ہے۔ اور طالقان مین فوت ہوے۔ محمد بن علی بن الفضل زرنجری۔ شاگرد شیخ شمس الائمہ حلوائی ہین
جنکے حق مین استاد رحمتے بسبب خدمت والدہ کے استاد کی زیارت نہ کرنے کے بددعا فرائی کہ درس
مین رونق نہ ہو چنانچہ سوائے آپکے بیٹے بکر زرنجری کے کسی نے آپسے علم نہین پایا۔ زرنجر معرب
زرنگر قصبۂ بخارا ہے۔ محمد بن محمد بن احمد بن یوسف شرف الرؤسا خوارزمی۔ امام فقہ و حدیث و ادب ہین
استاد برہان کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ رحمہم اللہ تعالے۔ شیخ عطار بن حمزہ۔ سغدی شمس الاسلام
یا شمس الائمہ امام فروع و اصول عارف مذہب ہین کتاب مین حوالہ آیا ہے مفتی معروف استاد شیخ نجم الدین نسفی ہین
چھٹی صدی کے فقہار و علمار۔ ابراہیم بن محمد بن اسحاق دہستانی۔ مضافات مازندران کے رہنے والے تھے
شاگرد صندلی تلمیذ صیمری سے فقہ حاصل کی اور آپسے عبد الملک بن ابراہیم ہمدانی مؤلف طبقات حنفیہ و
شافعیہ نے پڑھا۔ [illegible]ھ مین فوت ہوے۔ علی بن عبد العزیز بن عبد الرزاق۔ امام ظہیر الدین
مرغینانی ساکن مرغینان ہین۔ بعض نے لکھا کہ صاحب خلاصہ کے نانا ہین اور بعض نے کہا کہ ماموں
ہین۔ شاگرد والد خود عبد العزیز و برہان کبیر عبد العزیز و سید ابو شجاع وغیرہم۔ آپسے آپ کے بیٹے
حسن بن علی و احمد بن عبد الرشید والد صاحب خلاصہ وغیرہ نے فقہ حاصل کی اور [illegible]ھ مین فوت
ہوے۔ کتاب مین آپسے حوالہ آیا ہے اور بعض مورخین نے لکھا کہ فتاوے ظہیریہ آپ ہی کی تصنیف ہے
اور صحیح یہ ہے کہ فتاوے ظہیریہ کے مؤلف شیخ ظہیر الدین محمد بن احمد بن عمر بخاری ہین۔ محمد بن محمد
بن ایوب قلوانی مضافات سمرقند کے ہین۔ شیخ جلیل واعظ مفسر ہین [illegible]ھ مین نماز جمعہ سے
واپسی مین گھوڑے سے گر کر فوت ہوے۔ عثمان فضلی بن ابراہیم بن محمد از اولاد ابو بکر محمد بن
الفضل ہین عالم صالح فقیہ محدث ہین حدیث مین اکثار کیا [illegible]ھ مین فوت ہوے۔ فتاوے فضلی
سے آپ ہی کا اشارہ ہے اور بعض نے زعم کیا کہ امام ابو بکر محمد بن الفضل کے فتاوے ہین۔ والاصوب
ہو الاول۔ محمد بن الحسین ارسابندی فخر الدین ابو بکر ملقب بفخر القضاۃ فقیہ محدث حسن الاخلاق
متواضع تھے۔ فقہ و حدیث مین شاگرد علاء الدین مروزی ہین۔ سمعانی رح نے کہا کہ شہر مرو مین عبد الرحمن
بن محمد کرمانی نے آپسے حدیث کی روایت فرمائی ہے کیونکہ میری صغر سنی مین آپنے ۵۱۲ھ
مین وفات پائی۔ آپ کی تالیف مین تقویم الادلہ مختصر لطیف ہے۔ بکر بن محمد بن علی زرنجری۔ شاگرد
شمس الائمہ حلوائی در فقہ و حدیث اور نیز حدیث کو ابو سہل احمد بن علی ابیوردی و حافظ ابو حفص عمر
بن منصور و یوسف بن منصور و ابراہیم بن علی طبری و حافظ احمد بن محمد بجلی و میمون بن علی و محمد بن
عبد العزیز قنطری وغیرہم محدثین سے روایت کی۔ بالجملہ فقہ و حدیث مین حافظ متقن ضرب المثل
ملقب بہ شمس الائمہ و ابو حنیفۃ الاصغر ہوے۔ وقائع و نوازل مین معتمد مفتی تھے۔ علم حساب و تواریخ
سے بھی ماہر تھے بلخ مین ابو جعفر احمد بن محمد بن احمد نے اور نسف مین محمد بن یعقوب کاشانی اور سمرقند مین

محمد
محمد بن محمد
عطار
Sixth Century
ابراہیم
علی
فتاوی ظہیریہ
محمد بن محمد
عثمان
محمد بن الحسین

محمد بن علی اور بخارا مین عبدالحلیم بن محمد نے آپ سے روایت حدیث کی سنہ ۵۱۱ھ مین فوت ہوے۔
محمد بن طاہر بن عبدالرحمن سغدی سمرقندی۔ فقیہ جید شاگرد صدر الاسلام ابوالیسر ہین۔ المتوفی ۵۱۵ھ
رحمہ اللہ تعالے۔ خلف بن احمد ابوالقاسم شاگرد عبدالعزیز بلخی فقہاے عراق مین سے ہین ۵۱۵ھ
مین فوت ہوے۔ احمد بن محمد بن الفضل خیزاخیزی۔ فقیہ ابوالنصر امام جامع بخارا شاگرد والد خود شیخ
محمد بن الفضل تلمیذ سبذمونی کذا قیل و روی عنہ محمد بن ابوالنصر و توفی ۵۱۶ھ۔ محمد بن احمد بن عبدالرحمن
ریغذمونی۔ المتوفی ۵۱۶ھ فقیہ محدث متدین متورع صاحب سکون و وقار ہین۔ فقہ و حدیث مین اپنے
والد و جد امجد و سلمان بن ابراہیم بن احمد سرخسی کے شاگرد ہین۔ محمد بن عبداللہ بن فاعل مجد الائمہ
سرخکتی۔ مرجع علماء صاحب طریقہ حسنہ تھے شاگرد علماء سمرقند و بخارا اور حدیث مین تلمیذ ابوالمعالی محمد
بن محمد بن زید ہین اور آپ سے ایک جماعت کثیر نے روایت کی اور ضیاء الدین محمود بندنیجی نے فقہ پڑھی
۵۱۸ھ مین فوت ہوے۔ مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کاشانی۔ ابوالمعالی رکن الدین
فقیہ محدث بے نظیر ہین۔ فقہ مین شاگرد شمس الائمہ سرخسی اور حدیث مین شاگرد ابوالقاسم عبیداللہ بن
عمر خطیب کاشانی و ابوالنصر محمد بن الحسین کشانی ہین۔ آپ سے امام صدر شہید حسام الدین نے روایت کی
سنہ ۵۲۰ھ مین فوت ہوے۔ مختصر مسعودی آپ کی تالیف معروف ہے۔ عبدالملک بن ابراہیم فقیہ
شاگرد ابراہیم بن محمد وستانی۔ متوفی سنہ ۵۲۲ھ۔ حسین بن محمد بن خسرو بلخی۔ حافظ حدیث جامع علوم شرعیہ
مولف مسند ابی حنیفہ مع تخریج متوفی سنہ ۵۲۲ھ۔ عبدالعزیز بن عثمان از اولاد محمد بن الفضل معروف بفضلی
فقیہ جید عارف مذہب قاضی بخارا جنکی حسن سیرت معاملہ قضا مین معروف ہے متوفی ۵۳۳ھ۔ عبدالعزیز
بن عثمان النسفی۔ فقیہ محدث شاگرد برہان الدین کبیر ہین صاحب تالیفات حسنہ متوفی ۵۳۳ھ۔ محمد بن ہبۃ اللہ حلبی قاضی حلب فقیہ زاہد
متوفی ۵۳۳ھ۔ ابراہیم بن احمد بن اسحق بن شیث المعروف بزاہد صفار۔ رکن الاسلام ابو اسحق فقیہ متورع زاہد ہین۔ آپکے آبا و اجداد
فاضل علماء حنفیہ مین سے گذرے ہین۔ آپ امام وقت عالم عامل ہین راہ حق مین کسیکی ملامت سے خوف نہ کرتے تھے۔ آپ کو
سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی نے لاکر شہر مرو مین بسایا۔ آپ نے فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور
آثار الطحاوی کو سنا اور سیر کبیر کو ابو حفص سے سنا اور حدیث اپنے والد ماجد اور عمر بن منصور اور عبدالملک
بن عبدالرحمن وغیرہم سے سُنی اور صفر یعنے کانسہ کے برتن بیچنے سے صفار کہلاتے تھے۔ کتاب تلخیص الزہد
و کتاب السنہ والجماعت وغیرہ تصنیف فرمائین۔ حسن بن منصور قاضیخان وغیرہ آپکے شاگرد ہین سنہ ۵۳۴ھ
مین بخارا مین فوت ہوے۔ اور حماد بن ابراہیم الصفار آپکے بیٹے عالم محدث جید ہین باپ کے علاوہ اسمٰعیل
بن احمد بن الحسین البیہقی وغیرہم سے حدیث پڑھی اور سمعانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ میری بخارا مین آپ سے
ملاقات ہوئی مگر کچھ سماعت نہین کی ہے۔ علی بن محمد بن اسمٰعیل بن علی بن احمد سمرقندی اسبیجابی۔
سنہ ۴۵۴ھ مین پیدا ہوے۔ اس فتاوے مین آپ سے بہت حوالہ ہے۔ فقیہ عالم معرفت و حفظ مذہب مین

امام وقت ہین۔ علی بن ابی بکر صاحب ہدایہ وغیرہ نے آپسے فقہ پڑھی۔ مختصر طحاوی و مبسوط وغیرہ کے
شرح آپسے معروف ہین ۵۳۵ھ مین فوت ہوے۔ محمد بن محمد بن الحسین۔ منہاج شریعہ امام وقت
ہین صاحب ہدایہ نے کہا کہ مین نے کثرت علم و فضل و برکت مین آپ کا مثل نہین دیکھا۔ ۵۳۵ھ مین فوت
ہوے۔ عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ۔ ابو محمد حسام الدین صدر الشہید فتاوے مین صدر الشہید و
حسام الدین و الصدر الحسام وغیرہ سے آپ کا ذکر خیر ہے۔ فقیہ محدث امام معتمد ہین شاگرد برہان کبیر
عبد العزیز یعنے والد خود اور باہیبت و تمکین تھے صاحب محیط و صاحب ہدایہ وغیرہ نے آپسے
علم پڑھا۔ تالیفات کثیرہ رکھتے ہین از انجملہ فتاوے کبرے و صغرے و شرح ادب القاضی للخصاف
شرح جامع صغیر۔ واقعات و شرح منتقی وغیرہ ۵۳۶ھ مین ایک کافر کے ہاتھ سے شہید ہوے۔
عبد المجید قلیسی ہردی۔ شاگرد فخر الاسلام بزدوی وغیرہ و قاضی بلاد روم المتوفی ۵۳۶ھ۔ عبد الغافر
فقیہ محدث جید مولف کتاب مجمع الغرائب فی غریب الحدیث المتوفی ۵۳۶ھ۔ عمر بن محمد بن احمد بن اسمعیل
نسفی معروف بمفتی الثقلین۔ یعنے مشہور ہے کہ آپسے جن و انس دونون فتوے لیتے تھے۔ ابو حفص کنیت
و نجم الدین لقب تھا۔ اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے۔ فقیہ محدث جید۔ نحوی ادیب لغوی حافظ ہین شاگرد
صدر الاسلام ابو الیسر وغیرہ و ایک جماعت کثیر جنکو خود ایک جلد مین جمع کیا ہے اور آپسے آپکے بیٹے
محمد نسفی ابو اللیث احمد بن عمر نے پڑھا اور صاحب ہدایہ و ابو بکر احمد بلخی معروف بہ ظہیر نے آپ سے
بعض آپ کی تصانیف کو پڑھا اور عمر بن محمد عقیلی نے آپسے روایت کی۔ تصانیف کثیرہ رکھتے ہین از انجملہ
التیسیر۔ النجاح فی شرح الصحاح شرح بخاری شریف جسکے خطبہ مین اپنی اسناد کو مصنف تک پچاس طرق سے
بیان کیا ہے۔ منظومۃ الفقہ۔ المواقفیہ طلبۃ الطلبہ شرح الفاظ کتب حنفیہ۔ نظم جامع صغیر وغیرہ ۵۳۷ھ مین
فوت ہوے اور متن معروف کنز الدقائق آپ کی تصنیف نہین بلکہ حافظ الدین نسفی رحمہ اللہ کی ہے۔ واضح
ہو کہ اہل عرب جب کسی سے ملاقات کرنا نہین چاہتے تو کہدیتے ہین انصرف یعنے پھر جا اور واپس جا اور
اصطلاح نحو مین منصرف وہ لفظ جسپر کسرہ و تنوین بثقل اعرابی منع ہو اور غیر منصرف وہ کہ جسپر کسرہ و تنوین
نہ آوے لیکن جب وہ نکرہ کر دیا جاوے تو منصرف ہو جاتا ہے اور اسکو منکر کہتے ہین اور محاورہ مین جس
شخص کی شناخت و معرفت سے انکار کیا جاوے وہ منکر ہے اب ایک لطیفہ سنیے کہ ہمارے شیخ نجم الدین رحمہ اللہ
جب مکہ معظمہ پہونچے تو وہان علامہ زمخشری مجاور گوشہ نشین تھے اُنسے ملاقات کو گئے اور دروازہ بجایا
اُنھون نے پوچھا کون ہے کہا کہ عمر۔ جواب دیا کہ انصرف یعنے مین نہین ملونگا تم لوٹ جاؤ۔ شیخ نے اسکو
نحوی لطیفہ مین ملایا کہ عمر منجملہ ان لفاظ کے ہے کہ جو غیر منصرف ہوتے ہین اور زمخشری کے جواب مین کہا کہ یا شیخ عمر منصرف نہین ہوتا ہے (واپس نہین جاتا ہے)
علامہ نے فوراً جواب دیا کہ اذا نکر صرف جب منکر کیا جاوے تو منصرف ہو جاتا ہے یعنے جب اسکی شناخت سے مالک مکان انکار کرے تو واپس
ہو جاوے اور لطیفہ یہ کہ لفظ عمر جبتک معرفہ ہو غیر منصرف ہے اور اگر کسی نکرہ چیز کا نام رکھا جاوے تو منصرف ہو جائیگا۔ فافہم

محمود بن عمر زمخشری ابو القاسم ملقب بفخر خوارزم اور بسبب مجاورت مکہ کے ملقب بجار اللہ۔ مرد معتزلی لغوی
ادیب نحوی بلیغ ہین تفسیر کشاف دقائق و اساس و ربیع و مفصل و مقامات وغیرہ تصانیف کثیرہ رکھتے ہین
اعتقاد مین معتزلی اور فروع مین حنفی تھے۔ تفسیر مین نحو و بلاغت و بیان کے سوائے علم تفسیر سے غافل ہین
اس سبب سے کہ کلام الٰہی سبحانہ کے معانی بزبان پاک حضرت رسالت صلعم و صحابہ و تابعین حاصل ہوے
اور علامہ کو بسبب بیماری اعتزال کے حدیث مین غفلت سے اکثر موضوع احادیث سے استدلال کیا اور سور
تعبیر و طعن باکابر سے کام لیا اسی لیے بعض ائمہ علماء نے اس کتاب پر نظر کرنا حرام لکھا مترجم کہتا ہے
کہ بیشک بعض مقامات مین آنحضرت صلعم و صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم پر بھی طعن نکلتا ہے اگرچہ مولف
کا مقصود نہو و لیکن مرویات تابعین و صحابہؓ مین سے بہت کچھ لکھتا ہے اگرچہ اُنکی تحقیق نہین جانتا اور صحیح و
ضعیف و موضوع مین فرق نہین کرسکتا اسیواسطے بہت خوفناک چیز ہوگئی اور میرے نزدیک جن لوگون نے اسکو
مرویات سے غافل کہا تو شاید یہی غفلت مراد ہوگی ورنہ کثرت سے اقوال کو معلق لایا ہے اور ایسی غفلت بغیر معرفت علم
حدیث و آثار کے اور بغیر طریقہ سنت کے ممکن الزوال نہین ہے چنانچہ بیضاوی رحمہ اللہ نے بھی جابجا اُسی کی
تبعیت مین غلطی اُٹھائی ہے چنانچہ مرد متدین عارف بصیر غیر متعصب کو دونون تفاسیر اور تفسیر محدث محقق
حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ دیکھنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے اور صاحب سراج المنیر نے جابجا
نقل موضوعات پر طعن کیا ہے۔ علی بن عراق بن محمد خوارزمی ابو الحسن فقیہ معروف مولف تفسیر خوارزمی
متوفی ۵۳۹ھ۔ عبد الرشید بن ابی حنیفہ بن عبد الرزاق والوالجی۔ ابو الفتح ۴۶۷ھ شہر ولوالج واقع بدخشان
مین پیدا ہوے اور شیخ ابو بکر القزاز و علی بن حسن برہان بلخی سے فقہ پڑھی اور ۵۴۰ھ مین فوت ہوے
فقیہ محقق معتمد مولف فتاوے ولوالجیہ ہین۔ کتاب مین اس فتاوے سے بہت کچھ منقول ہے۔ محمد بن یوسف
بن احمد قنطری نیشاپوری۔ شاگرد ابو الفضل کرمانی فقیہ المتوفی سنہ ۵۴۰ھ۔ احمد بن صدر الاسلام بزدوی
ابو المعالی صدر الائمہ فقیہ مفتی المتوفی ۵۴۲ھ۔ بزدہ قلعہ نسف سے۔ طاہر بن احمد بن عبد الرشید بن الحسین
بخاری۔ فقیہ مجتہد فے المسائل بقول ابن کمال پاشا۔ علامہ فرید شاگرد اپنے والد و اپنے ماموں ظہیر الدین حسن
بن علی مرغینانی و حماد بن صفار و قاضی خان کے ہین سنہ ۵۴۲ھ مین فوت ہوے۔ خلاصۃ الفتاوے و
خزانۃ الواقعات و نصاب معروف و مشہور ہین۔ اس فتاوے مین آپ کی تصانیف سے بہت حوالہ ہے مطلق واقعات سے
یہی کتاب مراد ہے بخلاف واقعات ناطفی و واقعات حسامیہ کے۔ حسن بن علی بن عبد العزیز مرغینانی۔
ظہیر الدین کبیر فرغانہ کے قصبہ مرغینان کے رہنے والے تھے۔ فقیہ محدث معروف و مشہور ہین شاگرد برہان الدین
کبیر و شمس الائمہ اوزجندی و زکی الدین خطیب مسعود بن حسن کاشانی تلمیذ سرخسی۔ و استاد طاہر صاحب
خلاصہ و ظہیر الدین محمد بن احمد صاحب فتاوے ظہیریہ و قاضی خان اوزجندی وغیرہم المتوفی سنہ ۵۴۲ھ
رحمہم اللہ تعالے۔ آپ کے اقوال منیفہ کا بہت حوالہ مذکور ہے۔ عبد الرحمن بن محمد کرمانی۔ ابو الفضل

رکن الدین و رکن الاسلام شاگرد فخر القضاۃ محمد بن حسین ارسابندی و استاذ عبد الغفور بن لقمان کردری و
محمد بن یوسف سمرقندی و عمر بن عبد الکریم بخاری وغیرہم۔ مؤلف تجرید مع شرح مسمے بایضاح و شرح جامع کبیر
و فتاوےٰ و اشارات وغیرہ۔ المتوفے سنہ ۵۴۳ھ۔ شیخ عبد الغفور بن لقمان نے استاد کے تجرید کی شرح
بسیط مسمے بالمفید والمزید لکھی ہے جس سے حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔ محمد بن محمد بن محمد شیخ رضی الدین سرخسی
معروف بہ امام سرخسی تلمیذ صدر الشہید رحمہ اللہ مولف محیط دس مجلد و محیط چار مجلد و محیط دو مجلد اور ہر سہ کا
مجموعہ محیط رضوی و محیط سرخسی کہلاتا ہے جس سے اس فتاوے میں بہت حوالہ ہے المتوفی سنہ ۵۴۴ھ ہجری۔
محمد بن عبد الرحمن بخاری علاء الدین زاہد استاذ صاحب ہدایہ و عمر بن محمد عقیلی و شاگرد احمد بن عبد الرحمن
ریغذمونی المتوفے سنہ ۵۴۶ھ۔ علی بن حسن بن محمد بلخی ابو الحسن برہان الدین بلخی شاگرد برہان الدین کبیر عبد العزیز
و استاذ عبد الرشید ولوالجی و محمد بن یوسف عقیلی و بدرابیض وغیرہم المتوفے سنہ ۵۴۸ھ۔ احمد بن عمر بن احمد
نسفی ابو اللیث مجد النسفی شاگرد والد خود محدث جید و آپ سے سمعانی نے صرف ملاقات پائی سنہ ۵۵۰ھ میں
مکر حج کے راستہ میں قطاع الطریق کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عثمان بن علی بن محمد بیکندی بخاری۔
ابو عمرو فقیہ محدث متورع عابد زاہد شاگرد امام ابو بکر محمد بن ابی سہل سرخسی و استاذ صاحب ہدایہ
وغیرہم سنہ ۵۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ بیکند قریب بخارا کے ایسا شہر تھا جسمین تین ہزار مکان فقط فقراء کے تھے
سمعانی نے کہا کہ میں نے انکے آثار خود دیکھے ہیں یعنے بعد ویران ہو جانے کے یہ نشان ظاہر تھے۔
محمد بن مسعود بن الحسین کاشانی۔ شیخ ابو الفتح فقیہ متبحر ہیں شاگرد اپنے والد مسعود مؤلف مختصر مسعودی و
ابو القاسم علی بن احمد کلابادی وغیرہ۔ عہدۂ قضا پر جید نہیں تھے۔ سنہ ۵۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ صاعد
بن محمد بن عبد الرحمن بخاری اصفہانی ابو العلاء ابن الراسمندی فقیہ محدث شاگرد علی بن عبد اللہ خطیبی
المتوفے سنہ ۵۵۲ھ۔ احمد بن علی بن عبد العزیز بلخی۔ ابو بکر ظہیر بلخی۔ شاگرد نجم الدین نسفی و مرغینانی و
اسبیجابی وغیرہم مولف شرح جامع صغیر المتوفے سنہ ۵۵۳ھ۔ عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ نیشاپوری
خرقی شاگرد جمال الدین ابو النصر ریغذمونی المتوفے سنہ ۵۵۳ھ۔ ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ عقیلی
فقیہ فاضل اور مولف تاریخ حلب کمال الدین عمر بن احمد کے دادا ہیں المتوفے سنہ ۵۵۴ھ۔ محمد بن
ابی بکر صابونی بزدوی۔ ابو الطاہر شاگرد ابراہیم الصفار و احمد بن عبد الرحمن و ابو الیسر بزدوی اور بخارا
میں آپ سے سمعانی شافعی نے حدیث لکھی المتوفے سنہ ۵۵۵ھ۔ محمد بن نصر بن منصور مدینی شاگرد
صدر الاسلام بزدوی و فخر الاسلام بزدوی اور سمعانی نے کہا کہ میں نے آپ سے ابو العباس
مستغفری کے دلائل النبوۃ کو سنا ہے۔ المتوفے سنہ ۵۵۵ھ۔ محمد بن یوسف حسینی ابو القاسم
ناصر الدین سمرقندی امام جلیل القدر مفسر محدث فقیہ واعظ مجتہد تھے مؤلف کتاب نافع۔ و فتاوے
ملتقط و خلاصۃ المفتی وغیرہ جنسے اس فتاوے میں حوالہ بھی ہے المتوفے سنہ ۵۵۶ھ۔ حسن بن فخر الاسلام

بزدوی - شاگرد عم خود شیخ صدر الاسلام بزدوی المتوفی ۵۵۷ھ - علی بن مودود بن الحسین کشانی - فقہ
اپنے چچا مسعود بن الحسین مولف مختصر مسعودی و برہان الائمہ کبیر و محمد بن الحسین ارسابندی سے حاصل کی
الواعظ المحقانی وقد سمع منہ السمعانی رح المتوفی ۵۵۳ھ - عبدالغفور بن لقمان کردری - ابوالمفاخر
شریف القضاۃ تاج الدین شمس الائمہ منسوب بشہر کرد رواقع خوارزم عابد زاہد شاگرد ابوالفضل عبدالرحمٰن
بن محمد کرمانی و مولف مفید و مزید و متن اصول الفقہ و شرح جامع صغیر و کبیر شرح زیادات از استاد خود
کتاب حیرۃ الفقہاء و کتاب کلمات کفریہ - المتوفی ۵۶۲ھ - اس فتاوے مین بعض تصانیف سے قلیل حوالہ ہے
محمد بن صدر الشہید حسام الدین - شاگرد فقہ و حدیث مین اپنے والد کے ہین بغداد مین اپنے والد سے
حدیث روایت بھی فرمائی اور ۵۶۲ھ مین فوت ہوے - جعفر بن عبداللہ بن ابی جعفر قاضی القضاۃ
ابوعبداللہ دامغانی - دامغان واقع خراسان کے فقیہ محدث مشہور ہین فتاوے مین آپ سے نقل ہے
۵۶۷ھ مین فوت ہوے - محمد بن محمود فخر الدین سجستانی - فقیہ جید المتوفی ۵۷۰ھ رحمہ اللہ تعالیٰ
محمد بن ابی بکر المعروف بہ امام زادہ جوغی - واعظ صوفی مفتی بخارا - شاگرد مجد الائمہ سرخکتی و شمس الائمہ
بکر زرنجری و رضی الدین نیشاپوری وغیرہم و تصوف مین مرید خواجہ یوسف ہمدانی رح - آپ سے
برہان الاسلام زرنوجی و عبیداللہ بن ابراہیم محبوبی و شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کردری نے فقہ پڑھی -
سمعانی نے بخارا مین آپ سے روایت لکھی مولف شرعۃ الاسلام فقہ مین و آداب الصوفیہ تصوف مین معروف
ہین - مصنف جواہر مضیہ نے لکھا کہ مین نے شرعۃ الاسلام کو دیکھا نہایت مفید کتاب ہے - مترجم کہتا ہے
کہ اس زمانہ مین بھی پائی جاتی ہے اگر وہی ہو لیکن شک نہین کہ موجودہ نسخہ مین بہت سے احادیث موضوعہ
واہیہ منکرہ داخل ہین لہذا سمعانی رح کی شاگردی سے گمان قوی ہے کہ یہ وہ شرعہ نہین ہے یا اسمین تحریف
و تغییر کی گئی ہے واللہ اعلم - محمد بن ابی القاسم خوارزمی ابن المشائخ بقالی رحمہ اللہ فقیہ محدث حسن الاعتقاد
کریم النفس ہین مؤرخ نے لکھا کہ شاگرد علامہ جار اللہ زمخشری ہین انھین سے علوم پڑھے اور حدیث بھی
اُنسے سُنی اور دیگر محدثین سے حاصل کی ۵۷۶ھ مین فوت ہوے - مورخ نے علوم کثیرہ کا عالم ہونا بیان
کیا ہے - لیکن یہ ظاہر ہے کہ حدیث مین استاد زمخشری خود محض بے اعتبار ہین تو شاگردی بھی حرف گیری سے
خالی نہین بلکہ مورخین کی توسیع تحریر مبالغہ پر محمول ہو کر ساقط ہو جاتی ہے حالانکہ اسلام کے علوم نہایت تاکید سے
ہدایت کرتے ہین کہ یقینی سچ کہو اور وہ بھی تھوڑا ورنہ دراز تقریر کو قطعی نہ کرد - بالجملہ زبان عربی و نحو وغیرہ
کے ماہر تھے اور علوم فقہیہ مین بھی تالیفات رکھتے ہین اور منجملہ تالیفات کے ایک فتاوے جمع التفاریق - اذکار الصلوٰۃ
تنبیہ علے اعجاز القرآن وغیرہ معروف ہین - اس فتاوے مین بقالی سے حوالہ منقول ہے اور مورخ نے کہا
کہ اٹا دال وغیرہ بیچنے سے بقال کہلائے - مترجم کہتا ہے کہ مجھے یہ تحریر مورخ کی رسالے معلوم ہوتی ہے
جسمین سہو ہوا کیونکہ ایسے شخص کو قامی بولتے تھے البتہ ہندوستان مین یہ رواج ہے اور یہان اسمین تامل ہے

ہان ترکاری فروشی سے نسبت ہوسکتی ہے واللہ اعلم۔ **عالی بن ابراہیم** ناصر الدین ابو علی غزنوی اصولی
وفقیہ مفسر مولف مشارع مع شرح منابع در فقہ وغیرہ المتوفی سنہ ۵۸۲ھ۔ **احمد بن محمد بن عمر** ابو النصر
زاہد الدین عتابی ساکن عتاب محلہ بخارا عالم زاہد متبحر معروف۔ مولف بسیط شرح زیادات عتابی و فتاوے
عتابیہ جسکے اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے و شروح جامع صغیر و کبیر وغیرہ المتوفی سنہ ۵۸۶ھ ہجری۔
عماد الدین بن شمس الائمہ بکر زرنجری۔ شاگرد والد خود و استاد جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی و شمس الائمہ
بکر بن عبد الستار کردری وغیرہ المتوفی سنہ ۵۸۳ھ۔ **ابو بکر بن مسعود بن احمد کاشانی**۔ ملک العلماء علاء الدین
شاگرد علاء الدین محمد سمرقندی مؤلف تحفۃ الفقہاء وہیمون مکحولی و مجد الائمہ سرخکتی و استاد پسر خود محمود و
بن ابی بکر و احمد بن محمود مولف مقدمہ غزنویہ ہین۔ آپ کی تصانیف مین سے بدائع شرح تحفۃ الفقہاء و
سلطان المبین فی اصول الدین بہت عمدہ ہین سنہ ۵۸۷ھ مین فوت ہوے۔ **احمد بن محمود بن ابو بکر صابونی**
فقیہ فاضل ہین۔ صابون بناتے تھے آپنے اصول مین ہدایہ و کفایہ اور کلام مین بھی ہدایہ و مختصر ہدایہ تالیف
کین۔ شمس الائمہ کردری آپکے شاگرد ہین سنہ ۵۸۰ھ مین فوت ہوے۔ **عبد الکریم بن یوسف بن محمد**
ساکن دینار واقع استرآباد ابو النصر علاء الدین دنیاری حاوی فروع و صول مولف فتاوے دیناری۔ المتوفی
سنہ ۵۹۰ھ۔ ابن النجار نے کہا کہ مین نے آپ کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہین پائی۔ **مطہر بن الحسین بن سعد**
قاضی القضاۃ جمال الدین یزدی خاندان علماء و فضلا مین سے جلیل القدر ہین جامع صغیر زعفرانی کی
شرح تہذیب نام لکھی اور مشکل الآثار طحاوی اور نوادر ابو اللیث کو ملخص و مختصر کیا۔ ایک فتاوے اور
شرح مختصر القدوری لکھی۔ رکن الدین محمد بن عبد الرشید کرمانی مولف جواہر الفتاوے آپکے شاگرد ہین۔
سیوطیؒ نے حسن المحاضرہ مین لکھا کہ آپکے ماتحت بارہ مدارس تھے جسمین بارہ سو طلبا پڑھتے تھے سنہ ۵۹۱ھ
مین فوت ہوے۔ **حسن بن منصور بن محمود** اوزجندی فخر الدین قاضیخان۔ امام مشہور معروف مجتہد فی المسائل
شاگرد محمود بن عبد العزیز اپنے دادا اور ظہیر الدین مرغینانی و ابو اسحق بن ابراہیم صفاری ہین و استاد جمال الدین
محمود حصیری و شمس الائمہ کردری و نجم الائمہ وغیرہ ہین تالیفات مین سے فتاوے قاضی خان و شرح زیادات
و جامع صغیر و ادب القضاء وغیرہ معروف ہین۔ قاسم بن قطلوبغا نے کہا کہ قاضیخان نے جس مسئلہ کی تصحیح کی وہ اوروں پر
مقدم ہوگی کہ وہ فقیہ النفس ہین سنہ ۵۹۲ھ مین فوت ہوے۔ **یوسف بن حسین بن عبد اللہ** بدر الفقیہ شاگرد
برہان بلخی سنہ ۵۹۲ھ مین دمشق مین فوت ہوے۔ **احمد بن محمد بن محمود غزنوی** شاگرد محمد بن علی علوی حسنی
و صاحب بدائع تلمیذ صاحب تحفۃ الفقہاء وغیرہ مؤلف روضہ و مقدمہ غزنویہ وغیرہ المتوفی سنہ ۵۹۳ھ۔
علی بن ابی بکر مرغینانی برہان الدین ابو الحسن صدیقی المتوفی سنہ ۵۹۳ھ۔ فقیہ فاضل جید زاہد عابد پرہیزگار
ہین آپکے فضل کا قاضیخان وغیرہ نے اقرار کیا۔ شاگرد مفتی الثقلین نجم الدین نسفی و صدر شہید حسام الدین
و صدر شہید تاج الدین و ضیاء الدین بندنیجی و عثمان بیکندی و قوام الدین احمد بن عبد الرشید والد صاحب

عالی بن ابراہیم
احمد بن محمد
شرح زیادات عتابی
فتاوے عتابیہ
عماد الدین
ابو بکر
تحفۃ الفقہاء
احمد صابونی
ہدایہ - کفایہ
عبد الکریم
دیناری
مطہر
جواہر الفتاوے
سیوطی
حسن بن منصور
قاضیخان
فتاوے قاضیخان
یوسف
احمد بن محمد
مقدمہ غزنویہ
علی بن ابی بکر مرغینانی
صاحب ہدایہ
d. 593 H.

خلاصۃ الفتاوے و بہاء الدین علی اسبیجابی وغیرہم - مولف کتاب معرفت متداول ہدایہ وکفایہ و منتقی و تجنیس و مزید و مختارات النوازل وغیرہ جسمین سے ہدایہ بہت معروف و متداول ہے آپکے شاگرد جم غفیر مثل آپ کی اولاد شیخ الاسلام جلال الدین محمد و نظام الدین عمر اور پوتے شیخ الاسلام عماد الدین بن ابی بکر اور مثل شمس الائمہ کردری و جلال الدین محمود استروشنی و برہان الاسلام زرنوجی وغیرہم - آپکے نصائح مین سے یہ مضمون محفوظ ہے کہ فرمایا جو شخص عالم ہو کر شرع الٰہی مین ہتک کرے وہ بڑا فتنہ ہے اور جو شخص جاہل ہو کر عابد بنے وہ اس سے بڑھکر فتنہ ہے پس مومن دیندار کیلیے دنیا مین یہ دو بڑے فتنہ ہین قال المترجم تجاوز اللہ عن سیأتہ وغفرلہ ولوالدیہ اولادہ ہر عالم کو اپنی ذات پر خوف ہے کہ شاید ان دونون مین سے ایک کا مصداق نہ ہو لہذا مترجم بھی اہل الحق سے مستدعی ہے کہ اسکے لیے خالصًا لوجہ اللہ تعالے دعا فرماوین کہ اسکا خاتمہ بخیر ہو آمین یا ارحم الراحمین - شیخ موصوف یعنے صاحب ہدایہ رحمہ اللہ تعالے سے روایت ہے کہ سبق کو چہارشنبہ کے روز شروع کرانے کا انتظار کرتے اور یہ حدیث روایت کرتے کہ ما من شئ بدئ یوم الاربعاء الا تم یعنے جو چیز روز چہارشنبہ کو شروع کیجاوے وہ پوری ہی ہوجاتی ہے مترجم کہتا ہے کہ فاضل لکھنوی مرحوم مغفور نے کتب حدیث مین سے بھی اسکا نشان پایا ہے چنانچہ فاضل مرحوم کے فوائد بہیہ مین دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے - اور شیخ موصوف فرماتے کہ امام ابوحنیفہ رح یہی کیا کرتے تھے - قال المترجم بعض روایات مین روز چہارشنبہ کی نسبت نحس مستمر مروی ہوا ہے اور دیگر روایات سے اسکی تفسیر ظاہر ہوئی کہ کافرون و منافقون و مشرکون کے حق مین ہمیشہ کیلیے بعد ہلاک قوم ہود کے یہ استمرار ہوا لہذا جو شخص مومن ہو ضرور انشاء اللہ تعالے اسکے حق مین یہ روز مبارک ہوگا اسیواسطے اقوام ہندوستان بسبب عدم ایمان کے اس روز مبارک کے اپنے اوپر منحوس ہونیکے معتقد ہین فلیتنبہ واللہ اعلم - عمر بن عبد الکریم بخاری بدر الدین فقیہ شاگرد ابو الفضل کرمانی و استاد شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری المتوفے سنہ ٥٩٣ھ - عمر بن محمد بن عمر شرف الدین ابو حفص عقیلی از اولاد عقیل بن ابی طالب بفتح العین شاگرد صدر شہید و جمال الدین ریغدمونی و استاد شمس الائمہ کردری وغیرہ المتوفی سنہ ٥٩٦ھ - محمد بن عمر بن عبد اللہ نیشاپوری شیخ ابو بکر رشید الدین امام فقیہ معتمد مولف فتاوے رشید الدین جس سے اس کتاب مین بہت حوالہ ہے اور شرح تکملہ وغیرہ معروف و مشہور ہین سنہ ٥٩٧ھ مین فوت ہوئے - احمد بن محمد خطیب خوارزم موفق الدین شاگرد نجم الدین نسفی و جار اللہ زمخشری و استاد ناصر الدین مولف لغت مغرب وقد ذکرہ السیوطی فی البغیہ و توفی سنہ ٥٩٥ھ - حسن بن خطیر ابو علی نعمان فقیہ محدث مفسر وغیرہ کہتے تھے کہ مین نے مذہب امام ابوحنیفہ رح کو نقل کیا اور اپنے اجتہاد کے موافق اسکی تائید و تشئید کی ہے حمیدی کی جمع بین الصحیحین کی شرح تجیہ نام لکھی اور ایک کتاب اختلاف صحابہ و تابعین و فقہاء مین تصنیف فرمائی سنہ ٥٩٨ھ مین وفات پائی - علی بن احمد بن مکی حسام الدین رازی مفتی بمذہب حنفیہ مولف شرح قدوری بنام خلاصۃ الدلائل و تنقیح المسائل - اسی کو صاحب جواہر مضیہ نے حفظ کیا اور اسکی احادیث کی بسیط تخریج لکھی

۵۹۵ھ میں فوت ہوئے۔ مسعود بن شجاع بن محمد شیخ برہان الدین فقیہ شاگرد برہان الدین بلخی۔ واستاد محمد بن یوسف
ابنین و داؤد بن ارسلان وغیرہ المتوفی ۵۸۸ھ۔ محمد بن یوسف بن علی غزنوی بغدادی۔ محدث جلیل مستند
شاگرد فقہ میں عبد الغفور بن لقمان کردری کے اور حدیث میں ابو الفضل بن ناصر وغیرہ کے واستاد رشید عطار و شیخ
منذری باجازت المتوفی ۵۹۹ھ۔ محمد بن عراق قزوینی معروف بہ طاؤسی شاگرد رضی الدین نیشاپوری
واستاد جم غفیر المتوفی [illegible]ھ۔ احمد بن محمد بن نوح غزنوی جمال الدین فقیہ فاضل استاد حسن بن علی نحوی
ومؤلف فتاویٰ حاوی قدسی اور چونکہ شہر قدس میں اسکو جمع کیا اسلیے حاوی قدسی نام رکھا المتوفی [illegible]ھ۔
حسین بن علی عماد الدین ابو القاسم لامشی محدث فقیہ ثقہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں کسی کی ملامت
خوف نہ کرتے شاگرد شمس الائمہ حلوانی اور حدیث میں ابو بکر محمد بن الحسن بن منصور نسفی مولف واقعات و فتاوے
احمد بن موسیٰ کشی شاگرد نجم الدین نسفی و مولف مجموع النوازل یعنے شیخ ابو اللیث سمرقندی و ابو بکر محمد
بن الفضل اور ابو حفص کبیر وغیرہم کے فتاوے جمع کردیے۔ زیاد بن الیاس فرغانی استاد صاحب ہدایہ وغیرہ
حسن بن نصر بن ابراہیم الحاکم الکشنی شاگرد مسعود بن الحسین صاحب مختصر مسعودی اور خود مرتبہ حاکم تک پہنچے
احمد بن عبد الرشید بخاری۔ فقیہ نبیہ معروف بتالیف شرح جامع صغیر استاد صاحب ہدایہ و پسر خود مولف خلاصہ
رضی الدین نیشاپوری مولف طریقہ الرضویہ واستاد رکن الدین امام زادہ محمد بن ابو بکر و فضل کرمانی و طاؤسی
وغیرہم حماد بن ابراہیم الصفاری قوام الدین بخاری عالم ثقہ خاندانی واستاد برہان الاسلام زرنوجی و افتخار الدین
صاحب خلاصہ وغیرہ۔ محمود بن عبد العزیز اوزجندی شمس الائمہ شاگرد امام سرخسی۔ محمد بن ابی بکر معروف
بحمیر الوبری خوارزمی اس فتاوے میں آپکے معروف نام سے حوالہ آیا ہے شاگرد ابو بکر محمد بن علی زرنجری و مولف
کتاب الاضاحی وغیرہ۔ چونکہ وبر یعنے اونٹ کے بالوں کا کام کرتے لہذا وبری کہلاتے تھے۔ عبد الکریم بن محمد
مدینی رکن الائمہ صباغی اور کبھی اس فتاوے میں فقط رکن صباغی پر اقتصار ہوا ہے شاگرد صدر الاسلام ابو الیسر
بزدوی و استاد نجم الدین مختار زاہدی مولف قنیہ وغیرہ اور مولف شرح قدوری وغیرہ۔ عمر بن محمد بن عبد اللہ
بسطامی۔ شیخ ابو شجاع بلخی فقیہ حافظ محدث حنفیہ مفسر جامع استاد صاحب ہدایہ اور خود بڑے مشائخ سے
اجازت حاصل رکھتے تھے اسیواسطے فتاوے میں بعض مقام پر آپ کی نسبت بعضے مشائخ معروفین سے
کہا کہ وہ بڑا شخص ہے اور اسکے مشائخ بڑے بڑے عالی ہیں سمعانی شافعی نے آپسے مرو اور بلخ و ہرات و
بخارا و سمرقند میں حدیث سنی کما ذکرہ بنفسہ فی کتاب الانساب۔ اشرف بن ابو الوضاح محمد بن السید ابو شجاع بغدادی
استاد عبد الحمید بن اسمعیل قاضی بلاد روم و علاء الدین محمد سمرقندی وغیرہم۔ عبد العزیز بن عمر بن مازہ ابو محمد
برہان الدین کبیر و برہان الائمہ و الصدر الماضی و الصدر الکبیر ان القاب سے ظاہر ہے کہ بڑے فقیہ جید امام تھے شاگرد
امام سرخسی و امام حلوانی و استاد صدر سعید تاج الدین و صدر شہید حسام الدین یعنے دونوں فرزند رشید آپکے اور استاد
ظہیر الدین کبیر و شیخ علی بن عبد العزیز مرغینانی۔ برہان الاسلام زرنوجی نے اپنے شیخ صاحب ہدایہ سے نقل کیا کہ شیخ

عبدالعزیز نے اس خیال سے کہ اکثر طالب علم دور سے سبق کو میرے پاس آتے ہین انکو تمام وقت سبق پڑھاتے اور
اپنے دونون صاحبزادون صدر سعید و صدر شہید کو سب سے پیچھے دوپہر کو پڑھاتے جسکی برکت سے دونون اپنے
وقت مین اکثر فقہاء پر فوقیت لیگئے۔ نجم الائمہ بخاری۔ مفتی بخارا وخوارزم بلامدافع تھے ہمعصر برہان کبیر و
علاء حامی و بدر طاہر اور استاد فخر الدین بدیع وغیرہ۔ محمد بن احمد سمرقندی علاء الدین ابوبکر شاگرد میمون مکحولی و
ابوالیسر بزدوی و استاد ابوبکر بن مسعود صاحب بدائع و ضیاء الدین محمود بن الحسین استاد صاحب ہدایہ کے ہین مولف
کتاب تحفۃ الفقہاء جسپر صاحب بدائع کی شرح ہے۔ محمد بن الحسین بن ناصر بندنیجی ضیاء الدین شاگرد علاء الدین
ابی بکر سمرقندی۔ وسمع صحیح مسلم من محمد بن الفضل النیشاپوری سمع من عبدالغافر الفارسی عن الجلودی عن الامام
مسلم کذا ذکرہ صاحب التذکرہ واللہ اعلم آپ سے صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی اور تمام مسموعات کی اجازت
حاصل کی۔ وکان ذالک سنہ ۵۴۵ھ۔ حامد بن محمد ریغدمونی جلال الدین ابوالنصر مولف محاضر و شروط شاگرد اپنے
باپ و دادا کے ہین۔ محمد بن الحسن بن محمد کاشانی ابوعبداللہ برہان الدین حافظ الحدیث شاگرد نجم الدین
نسفی و استاد اشرف بن نجیب ابوالفضل کاشانی و شمس الائمہ محمد بن عبدالکریم ترکستانی معروف بہ برہان الائمہ
رحمہم اللہ تعالے۔ محمد بن صدر سعید بن صدر کبیر برہان الائمہ۔ مجتہد فی المسئلہ تھے شاگرد والد خود تاج الدین
صدر سعید و عم خود صدر شہید و استاد فرزند خود طاہر بن محمود ہین۔ مولف محیط برہانی و ذخیرہ و تجرید و شرح
جامع صغیر و شرح ادب القاضی للخصاف و واقعات وغیرہ ازینجملہ اس فتاوے مین محیط و ذخیرہ و تجرید سے بہت حوالہ ہے۔
علی بن عبداللہ بن عمران فخر المشائخ عمرانی شاگرد علامہ زمخشری ہین۔ محمد بن عبداللہ صاعدی معروف بقاضی
صاعدی شاگرد فخر الدین ابی بکر ساتدی او رسید ابوشجاع علوی سمرقندی وغیرہ ہین اور فقیہین سے حدیث
روایت کی چنانچہ سمعانی نے آپسے روایت کی ہے وکان حسن الاخلاق کثیر العبادۃ محدثا جیدا فقیہا۔ محمد بن احمد
بن ابی سعد مولف فتاویٰ المنصور المتوفی سنہ ۵۵۱ھ۔ محمود بن عبداللہ بزدوی۔ شیخ الاسلام علاء الدین شاگرد
عبدالعزیز بن عثمان نسفی شاگرد برہان کبیر وغیرہ مولف کتاب عون المتوفی سنہ ۵۵۳ھ۔ محمود بن احمد ابوالمحامد
عماد الدین استاد شمس الائمہ کردری مولف کتاب خلاصۃ الحقائق جسکی نسبت قاسم بن قطلوبغا نے کہا کہ زمانہ نے
اس کتاب کی مثل نہین دیکھی۔ عبدالرحمن بن شجاع بغدادی۔ شاگرد والد خود شیخ شجاع ہین المتوفی سنہ ۶۰۵ھ
ناصر بن عبدالسید ابوالمکارم عراقی خوارزمی۔ معتزلی حنفی خلیفہ زمخشری مولف مغرب وغیرہ۔ عبدالمطلب
بن الفضل افتخار الدین حدیث کی روایت عمر بسطامی و دمشقی اور سعد سمعانی وغیرہ سے رکھتے ہین رئیس حنفیہ تھے
سنہ ۶۱۲ھ مین فوت ہوئے۔ محمد بن یوسف بن الحسین معروف بابن الابیض شاگرد والد خود یوسف بدر ابیض
شاگرد علاء سمرقندی۔ فقیہ معروف قاضی عسکر ہین یہ اشعار ہے الا کل من لا یقتدی بائمۃ ؛ فقسمتہ ضیزی عن
الحق خارجۃ ؛ فخذہم عبیداللہ عروۃ قاسم ؛ سعید ابوبکر سلیمان خارجۃ ؛ ان اشعار مین فقہاء سبعہ مدینہ کو جو تابعین
تھے جمع کردیا ہے۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود اور عروہ بیٹے ابن الزبیر اور قاسم بن محمد بن الصدیق

وسعید بن المسیب و ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام و سلیمان بن یسار اور خارجۃ بن زید بن ثابت
رضی اللہ عنہم اجمعین ۔ محمد بن محمد بن محمد عمیدی سمرقندی ۔ رکن الاسلام ابو حامد شاگرد رضی الدین نیشاپوری
در علم خلاف ۔ ابن خلکان نے کہا کہ رضی الدین سے علم خلاف کو چار رکن نے حاصل کیا ایک رکن عمیدی
دوم رکن الدین طاؤسی سوم رکن الدین امام زادہ اور چہارم کا نام یاد نہیں ہے ۔ عمیدی سے مستفیدین بہت ہیں
جنہیں سے ایک نظام الدین احمد بن جمال الدین ابو المحامد محمود بن احمد بن عبد السید بخاری حنفی معروف بحصیری ہیں
اور واضح ہو کہ ابن خلکان کو عمیدی کی نسبت معلوم نہوئی اور شیخ سمعانی نے بھی نہیں ذکر کیا اور ظاہر استاد عمید علامہ
معانی و بیان کیطرف ہوا واللہ اعلم ۔ سعید بن سلیمان کندی مؤلف ارجوزۃ الحدیث مسمے بشمس المعارف انس العارف
جسکو قاہرہ میں روایت کیا المتوفی سنہ ۶۰۰ھ ۔ قاسم بن الحسین صدر الافاضل خوارزمی ۔ ابو محمد مجد الدین فصیح بلیغ شاگرد
برہان الدین ناصر مؤلف مغرب ۔ ومن تالیفاتہ التجمیر شرح التفصیل و التوضیح شرح المقامات و شرح المحصل فی البیان
وغیرہا ۔ عمر بن زید بن بدر موصلی زین الدین فقیہ محدث مؤلف کتاب مغنی در حدیث و قد شاع فی حیاتہ و قری
علیہ رحمہ اللہ تعالے ۔ محمد بن احمد بن عمر بخاری ظہیر الدین شاگرد شیخ حسن بن علی ظہیر الدین مرغینانی وغیرہم ۔
اس فتاوے میں استاد کو بنام ظہیر الدین مرغینانی یا حسن بن علی مرغینانی بیان کیا گیا ہے اور شاگرد کی کتاب
فتاوے ظہیریہ یا فوائد ظہیریہ سے حوالہ ہے المتوفی سنہ ۶۱۹ھ ۔ بدیع بن منصور قرینی ۔ فخر الدین مفسر فقیہ
شاگرد نجم الائمہ بخاری و مؤلف غنیۃ الفقہاء و استاد مختار بن محمود زاہدی صاحب قنیہ وغیرہ ۔ امام سیوطی
رحمہ اللہ کے شاگرد شمس الدین محمد بن علی مالکی نے آپ کو مفسرین میں بیان کیا اور کہا کہ سنہ ۶۲۰ھ میں سیواس
میں مقیم تھے وہیں فوت ہوئے ۔ عیسے بن ملک عادل سیف الدین ابوبکر علامہ فنون فقہ و حدیث و بلاغت وغیرہ
جو آٹھ برس مصر میں بادشاہ رہے شاگرد جمال الدین محمود حصیری و قد سمع مسند احمد و روی عنہ ۔ اپنے وقت میں
علماء کی بڑی قدر کرتے اسلیے بڑا مجمع ہوگیا اور مانند سلطان عالمگیر اورنگ زیب کے آپ کے وقت میں بھی
بہت کتابیں بحسن ترتیب جمع ہوئیں جیسے لغت جامع کبیر مجموعہ صحاح و جمہرہ ابن درید وغیرہ و ترتیب مسند احمد
بابواب فقہ و السہم المصیب فی الرد علی الخطیب وغیر ذلک اور خود جامع کبیر امام محمد کی شرح ضخیم لکھی علاوہ کتب عروض
وغیرہ کے المتوفی سنہ ۶۲۴ھ ۔ یوسف بن محمد خوارزمی ابو یعقوب سراج الدین سکاکی ۔ ماہر بلاغت و جامع
فنون عجیبہ و طلسمات وغیرہ معروف فاضل ہے ۔ محمد بن عثمان بن محمد علیابادی سمرقندی ۔ حسام الدین عالم
فاضل شاگرد محمد بن محمود استروشنی ہیں و استاد شیخ عبدالرحیم بن عماد الدین صاحب فصول عمادیہ ہیں آپنے
فتاوے کامل اور تفسیر مطلع المعانی وغیرہ تصنیف کیں ۔ عبید اللہ بن ابراہیم جمال محبوبی شاگرد امام زادہ
محمد بن ابی بکر و شمس الائمہ عمر بن بکر زرنجری و قاضی خان اوزجندی وغیرہ و استاد پسر خود احمد یعنی والد تاج الشریعۃ
مؤلف وقایہ و حافظ الدین کبیر بخاری و حمید الدین ضریر و بہاء الدین اسبیجابی و ابوبکر احمد بن علی ظہیر بلخی وغیرہم
المتوفی سنہ ۶۳۰ھ ۔ محمد بن محمود بن الحسین استروشنی ۔ مجد الدین صاحب فصول استروشنیہ وغیرہ شاگرد صاحب ہدایہ

محمد بن محمد
سعید
قاسم
عمر
محمد
ظہیر الدین یا حسین بن علی مرغینانی
بدیع
سیوطی
عیسے
یوسف
محمد
عبید اللہ
محمد بن محمود

وسید ناصر الدین شہید سمرقندی و ظہیر الدین بخاری صاحب فتاوےٰ ظہیریہ وغیرہ المتوفی سنہ ۶۱۳ھ ہجری ۔
خواجہ معین الدین چشتی قطب وقت عارف معروف ہیں خلیفہ و مرید شیخ عثمان ہارونی ہیں و مصاحب شیخ
نجم الدین کبرےٰ و شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہم و شیخ حضرت قطب بختیار کاکی اوشی و شیخ فرید
شکر گنج و نظام اولیاء و خواجہ نصیر چراغ دہلی و مولانا فخر الدین رحمہم اللہ تعالیٰ المتوفی سنہ ۶۳۳ھ ۔ یوسف بن احمد
نجم الدین خاصی ۔ شاگرد صدر شہید و مؤلف فتاوےٰ وغیرہ ۔ محمود بن احمد حصیری جمال الدین منسوب بحصیر بخارا شاگرد
امام قاضی خان و فقیہ و مؤید طوسی وغیرہ در حدیث المتوفی سنہ ۶۳۶ھ در دمشق ۔ محمد بن عبد الستار شمس الائمہ کردری شاگرد
امام زادہ مؤلف شرعۃ الاسلام و عمر زرنجری و قوام الدین صفار ۔ بدر الدین درسکی و شرف الدین عقیلی و نور الدین صابونی
ہیں اور آپ کے اعلیٰ اساتذہ میں سے امام قاضیخان و صاحب ہدایہ ہیں ۔ آپ سے آپ کے خواہر زادہ محمد بن محمود بن عبد الکریم و
حمید الدین ضریر و حافظ الدین کبیر بخاری وغیرہم نے پڑھا ۔ آپ نے امام غزالی کی کتاب منخول کی رد میں رسالہ لکھا
و حنیفہ کردری آپ ہی کی تالیف ہے ۔ حسام الدین محمد اخسیکتی مؤلف مختصر حسامی جسکی امیر کاتب اتقانی و عبد العزیز
بخاری وغیرہ نے شروح لکھیں آپ سے محمد بن محمد بخاری وغیرہ نے فقہ پڑھی ۔ محمد بن محمود ترجمانی خوارزمی فقیہ
مرجع الانام علاء الدین المتوفی سنہ ۶۴۵ھ ۔ حسن بن محمد صغانی ۔ یعنی چغانی جو لاہور میں پیدا ہوئے اور غزنین میں
پرورش پائی اور بغداد میں رہے محدث فقیہ لغوی صدوق امام ہیں ۔ دمیاطی نے کہا کہ شیخ صالح صدوق اور فقہ و
حدیث میں امام ہیں بالکل غایت شہرت سے محتاج تطویل نہیں اور مشارق الانوار جو ہندوستان میں بہت مشہور
ہے آپ ہی کی تالیفات میں سے ہے ۔ محمد بن احمد بن عباد بن ملک داد و خلاطی ۔ امام فقیہ محدث جید ہیں شاگرد
جمال الدین حصیری وغیرہ مؤلف تلخیص جامع کبیر و تعلیق صحیح مسلم وغیرہ اور آپ سے قاضی القضاۃ احمد سروجی نے
فقہ پڑھی ۔ یکمیر ترکی ناصری نجم الدین فقیہ عارف بصیر شاگرد عبد الرحمن بن شجاع و مولف حاوی در فقہ و
غیر ذلک ۔ المتوفی سنہ ۶۵۲ھ ۔ محمد بن محمود خوارزمی خطیب شاگرد نجم الدین طاہر بن محمد وغیرہم ۔ محمد بن احمد
سراج الدین فقیہ امام حافظ شاگرد شمس الائمہ کردری و استاد مختار زاہدی صاحب قنیہ وغیرہ ۔ احمد بن محمد شرف الدین
عقیلی شاگرد جد خود شرف الدین عمر و مولف شرح جامع صغیر وغیرہ ۔ مختار بن محمود زاہدی ابو الرجاء نجم الدین
معتزلی حنفی ۔ مؤلف مجتبےٰ شرح قدوری و قنیۃ المنیہ یعنی بدیع قریتی کے منیہ پر زیادات کرکے قنیہ نام رکھا
حاوی زاہدی وغیرہ ۔ چونکہ بلا تحقیق روایات لکھنے سے ان کتابوں کا اعتبار ساقط ہو چکا لہذا علماء نے
تصریح کردی کہ جبتک تائید حاصل نہ ہو زاہدی کی روایات معتبر نہیں ہیں و قد فصلنا ہ فی مختصر ۔
علی بن سنجر بغدادی ابن الساعاتی شاگرد ظہیر الدین محمد بن عمر بخاری و استاد مظفر الدین احمد صاحب
مجمع البحرین وغیرہ ۔ مولف شرح جامع کبیر وغیرہ ۔ علی بن محمد نجم العلماء حمید الدین الضریر ۔ فقیہ معروف
مستند شاگرد شمس الائمہ کردری و استاد حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی صاحب کنز الدقائق وغیرہ و مولف
شرح جامع کبیر و نافع وغیرہ ۔ محمد بن سلیمان بن الحسن المقدسی معروف بابن النقیب ۔ فقیہ زاہد عالم مفسر جامع

فنون مختلفہ و مؤلف تفسیر ضخیم جس سے بڑی تفسیر امام سغرانی نے نہین دیکھی جسمین پچاس تفاسیر کو جمع کیا اور حقائق و معارف و اعراب لغت وغیرہ کو بھی شامل کیا اور اسکا نام تحریر و تحبیر یہ اقوال ائمۃ التفسیر رکھا۔

محمود — محمود بن محمد لولوی بخاری فقیہ محدث مفسر شاگرد برہان الاسلام زرنوجی وغیرہم مولف حقائق المنظومہ وغیرہ مشہور سنہ ۶۷۱ھ۔

ہبۃ اللہ — ہبۃ اللہ بن احمد طرازی شاگرد جلال الدین عمر خبازی و مولف شرح جامع کبیر و شرح عقیدہ الطحاوی وغیرہا۔

عبید اللہ — عبید اللہ بن محمود بن مودود موصلی ابو الفضل مجد الدین شاگرد شیخ جمال الدین حصیری حافظ فتاوے و واقعات مفتی ماہر اصول و فروع و مولف مختار و شرح آن اختیار جس سے اس کتاب مین بہت حوالہ ہے اور وہ فقہاء مین بہت مستند و معتبر تھے کہ متون مین شامل کیگئی ہے المتوفے سنہ ۶۸۳ھ ہجری۔

محمد بن محمد — محمد بن محمد ابو الفضل برہان نسفی فقیہ مفسر محدث مولف عقائد نسفی جسکی شروح تفتازانی وغیرہ سے مشہور ہین المتوفے سنہ ۶۸۷ھ۔

برہان الدین — برہان الدین محمود بن ابی الخیر فقیہ عالم محدث ہین مشارق الانوار کو سُنا اور سلطان غیاث الدین بلبن کے وقت مین ہندوستان کے علماء مین مقدم تھے۔ نقل کرتے ہین کہ چھ سات برس کی عمر مین ایک مرتبہ راہ مین مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کی سواری آئی اور ہجوم مین سے اپنے باپ سے جدا ہو گیا جب قریب پہونچا تو مین نے مولانا کو سلام کیا۔ مولانا نے دیکھکر فرمایا کہ اللہ تعالے مجھے الہام فرماتا ہے کہ یہ لڑکا ایسا عالم ہوگا کہ اپنے زمانہ مین فرد ہوگا پھر روانہ ہو کر تاں سے فرمایا کہ الہام الٰہی تعالے مجھ سے کہلاتا ہے کہ ایسا عالم ہوگا کہ بادشاہ جسکے دروازے آوینگے۔ آپ کا قول ہے مجھ سے ایک گناہ کبیرہ یعنے چنگ سننے کا مواخذہ ہوگا۔ سنہ ۶۸۶ھ ہجری مین فوت ہوئے۔

احمد — احمد بن علی بن تغلب بعلبکی مظفر الدین امام زاہد حافظ فروع و اصول و ثقہ تھے۔ شاگرد تاج الدین علی بن سنجر تلمیذ صاحب فتاوے ظہیریہ وغیرہ ہین اور مولف کتاب مجمع البحرین جو متون کے مرتبہ مین ہے۔ آپ سے رکن الدین سمرقندی و ناصر الدین نے مجمع پڑھی ہے۔

محمد — محمد بن عبد الرشید بن نصر بن محمد کرمانی ابو بکر رکن الدین امام جلیل فقیہ محدث ہین۔ مولف جواہر الفتاوے و حیرۃ الفقہاء وغیرہ جس سے اس کتاب مین حوالہ ہے اور ابو الفضل کرمانی کے فتاوے کو غرر المعانی مین جمع کیا۔

محمد — محمد بن عبد الکریم ترکستانی خوارزمی شمس الدین برہان الائمہ امام فقیہ متبحر ہین آپ سے مختار زاہدی مولف قنیہ نے پڑھا۔

اشرف — اشرف بن نجیب اشرف الدین شاگرد شمس الائمہ کردری وغیرہ۔

محمد — محمد بن محمد مایمرغی فخر الدین شاگرد شمس الائمہ و استاد شیخ عبد العزیز بخاری وغیرہ۔

جلال الدین — محمد جلال الدین ابو الفتح ابن صاحب ہدایہ رئیس مذہب حنفیہ اپنے وقت مین تھے۔

عمر — عمر نظام الدین شیخ الاسلام ابن صاحب ہدایہ مثل اپنے بھائی کے ہین مولف جواہر الفقہ و فوائد وغیرہ۔

محمد — محمد بن عبد العزیز بن محمد بن صدر الشہید معروف بصدر جہان بخاری۔ لوگون مین معظم و مکرم تھے۔

محمود — محمود ترجمانی مکی۔ شرف الائمہ مکی برہان الدین امام وقت اور معاصر احمد بن اسمٰعیل تمرتاشی و محمود تاجری ہین۔

عماد الدین — عماد الدین بن صاحب ہدایہ مانند اپنے دونون بھائیون کے ہین مولف ادب القاضی

مولانا برہان مرغینانی صاحب ہدایہ (فوائد الفؤاد)

اور آپکے بیٹے ابوالفتح عبدالرحیم نے فصول عمادیہ آپ ہی کے نام پر لکھی ہے۔ احمد بن عبید اللہ محبوبی ملقب
بصدر الشریعہ اکبر اور شمس الدین معروف امام مؤلف تنقیح العقول فی الفروق۔ نظام الدین شاشی
فقیہ شاشی معروف ہیں۔ ابو القاسم تنوخی امام فقیہ محدث شاگرد حمید الدین ضریر و استاد وجیہ الدین
دہلوی و سراج الدین دہلوی و شمس الدین خطیب وغیرہ ہیں۔ میمون بن محمد ابو المعین مکحولی۔ استاد علاء الدین
ابوبکر سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء و مؤلف مناہج و قواعد التوحید و شرح جامع کبیر وغیرہ۔ عبد الرحیم
بن عماد الدین بن صاحب ہدایہ ابو الفتح زین الدین مؤلف فصول عمادیہ جس سے اس کتاب میں بہت حوالہ ہے
اور علماء نے اس کتاب کو مقبول رکھا ہے۔ ابو العباس قونوی احمد بن مسعود۔ فقیہ معروف مؤلف شرح
عقیدہ طحاوی و تقریر شرح جامع کبیر وغیرہ۔ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی۔ امام فقیہ مفسر
شاگرد شمس الائمہ کردری وغیرہ ہیں۔ اور زیادات کو شیخ احمد بن محمد عتابی سے پڑھا اور آپ کی تالیفات متداولہ
میں سے کنز الدقائق اور وافی مع شرح کافی اور منار مع شرح کشف الاسرار اور مصفی شرح منظومہ نسفیہ اور
مستصفی شرح النافع۔ مدارک التنزیل تفسیر۔ وغیر ذالک اور حکایت ہے کہ تاج الشریعہ نے جب سنا کہ آپ شرح
ہدایہ لکھنا چاہتے ہیں تو منع فرمایا یعنے حقیر کام ہے چنانچہ آپنے وافی وغیرہ کو مستقل تصنیف کیا اور بعض اہل
علم نے زعم کیا کہ تاج الشریعہ کے منع کرنیکے یہ معنی تھے کہ اس کتاب کی شرح آپ کی لیاقت نہیں ہے ولیکن
یہ زعم محض ناقص ہے اور مترجم کے نزدیک باطل وہم ہے ورنہ کتب متداولہ مع تفسیر کے اجازت دینا
اور شرح ہدایہ سے ممانعت بے معنی ہوگا فافہم واللہ اعلم۔ قاضی القضاۃ ابو العباس احمد بن ابراہیم سروجی۔
شارح ہدایہ تا کتاب الایمان و مناسک وغیرہ۔ حسن بن علی بن حجاج سغناقی حسام الدین شاگرد حافظ الدین کبیر
وغیرہ ہیں۔ مولف نہایہ شرح جس سے فتاوے میں حوالہ ہے۔ آپسے قوام الدین محمد بن محمد کاکی مولف معراج الدرایہ
نے پڑھا اور سید جلال الدین کرلانی مولف کفایہ نے پڑھا۔ اسمعیل بن عثمان قرشی دمشقی رشید الدین ابن المعلم امام وقت
فقیہ مفسر محدث و جامع فنون نہایت متقی زاہد ہیں شاگرد جمال حصیری و شیخ محدث سخاوی اور شیخ ابن زبیدی محدث
و استاد ابن حبیب وغیرہ اور آپ کی وفات سے ایک مہینہ بعد آپکے بیٹے یوسف بن اسمعیل فقیہ محدث نے انتقال فرمایا۔ داؤد
بن مروان ملطی نجم الدین فقیہ اصولی استاد نجم غفیر المتوفی ۷۱۰ھ۔ سراج الدین عمر بن محمود معروف بابن السراج شاگرد
والد خود وغیرہ۔ علاء الدین عبد العزیز بن احمد بخاری شاگرد حافظ الدین کبیر بخاری وغیرہ و استاد قوام الدین کاکی
وغیرہ و مولف کشف الاسرار شرح اصول بزدوی و تحقیق شرح حسامی وغیرہ جو متداول ہیں۔ یوسف بن عمر بن
یوسف صوفی شیخ کبیر عالم نحریر ہیں۔ آپسے فضل اللہ صاحب فتاوے صوفیہ نے علم حاصل کیا۔ آپ کی تالیفات
میں سے جامع المضمرات شرح قدوری معروف و مشہور ہے۔ عثمان بن علی بن محجن زیلعی۔ ابو محمد فخر الدین فقیہ
نحوی فرضی قاہرہ میں امام استاد محقق تھے تالیفات میں سے شرح جامع کبیر وغیرہ سب سے زیادہ تبیین الحقائق
شرح کنز الدقائق متداول معتبر معروف ہے اقول اس فتاوے میں تبیین سے بہت حوالہ ہے۔ عبید اللہ

صدر الشریعۃ الصغر بن مسعود بن تاج الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ اکبر محبوبی۔ علامہ اصولی فقہی معروف ہین۔ وقایہ کی
شرح آپ کی متداول داخل درس ہے۔ وتنقیح و توضیح بھی اور مختصر الوقایہ و مقدمات اربعہ و کتاب الشروط و کتاب
المحاضر وغیرہ منجملہ مقبول تالیفات ہین۔ **شمس الدین یحیٰے** اودی یعنے فیض آباد کے قریب اودھ کے

شمس الدین

رہنے والے محدث فاضل مشہور تھے اور شیخ نصیر چراغ دہلوی نے آپکی مدح مین یہ شعر کہا ہے۔ سالت العلم
من احیاک حقا۔ فقال العلم شمس الدین یحیٰے۔ احیا یعنے زندہ کرنا یعنے مین نے علم سے پوچھا کہ تجھے کس نے
جیسا چاہیے احیا کیا ہے تو علم نے فرمایا کہ میرے یحیٰی شیخ شمس الدین یحیٰے ہین۔ حضرت نظام الاولیا رحمہ
اللہ کے مرید ہین۔ اور زمانہ سلطان غیاث الدین تغلق کا تھا۔ شاگرد مولانا ظہیر الدین بھکری وغیرہم رحمہم اللہ
تعالے۔ نقل ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء نے ایام طالب علمی مین آپ سے چند سوالات پوچھے جنکے جواب مین
عرض کیا کہ مین ابھی اسی مقام تک پہونچا ہون اور یہ مشکلات مجھپر بھی رہا ہین حل نہین ہوئین تو شیخ نظام نے
آپ کو بتلا کر سب مشکلات مشرح حل کر دیے جس سے آپ کو شیخ رحمہ اللہ کی طرف بہت اعتقاد راسخ ہو گیا
قال المترجم بقول حضرت سعدی علیہ الرحمہ کے ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت۔ تمام اولیاء سابقین عالم
علامہ گذرے ہین اور اسی رتبہ سے بفضل الٰہی بہت عروج بلند پایا وقد قال اللہ تعالے انما یخشی اللہ من
عبادہ العلماء الآیہ۔ بالیقین بغیر علم کے جاہل ولی نہین ہوتا۔ اور عوام نے جو دھوکا اٹھایا کہ جاہل صوفیہ کو
علم باطن حاصل ہے محض گمراہی ہے ان لوگون نے اپنی سمجھ پر اعتماد کیا اور بزرگون کی راہ چھوڑدی ورنہ
ایسا نہ کہتے اللہ تعالے عزوجل اپنے فضل سے ہم جاہلون کو ہدایت فرماوے آمین۔ **جلال الدین** عبد اللہ

جلال الدین

بن فخر الدین احمد معروف بابن الشیخ عراقی کوفی جامع علوم اور حدیث کے نہایت طالب صادق تھے۔ حافظ
ذہبی وجزری سے حدیث سُنی اور کامل فائق ہوئے۔ **قوام الدین** محمد بن محمد کاکی شاگرد علاء الدین عبد العزیز

قوام الدین

بخاری و حسام الدین سغناقی وغیرہم ہین۔ معراج الدرایہ شرح ہدایہ و عیون المذاہب جامع اقوال ائمہ
اربعہ تالیفات معروف ہین۔ **ابراہیم** بن علی طرسوسی نجم الدین قاضی القضاۃ فقیہ اصولی مولف فتاوے

ابراہیم

طرسوسیہ و انفع الوسائل وغیرہ۔ **امیر کاتب العمید** بن امیر عمر واتقانی قوام الدین لطف اللہ۔ شاگرد احمد بن

امیر کاتب العمید

اسعد خجندی تلمیذ حمید الدین ضریر وغیرہ متعصب حنفی تھے شرح ہدایہ مسمے بہ غایۃ البیان تصنیف کی نقل ہے
کہ دمشق مین امیر نائب السلطنت حنفی کو رفع الیدین کرتے دیکھکر فتوے دیا کہ نماز باطل ہو گئی بمذہب
امام ابو حنیفہ قاضی تقی الدین سبکی شافعی نے سُنکر اس قول کی تردید کی پس امیر کاتب نے رفع الیدین کے
ابطال مین رسالہ تصنیف کیا اور مدار اسکا مکحول نسفی کی روایت پر ہوا۔ فاضل لکھنوی رحمہ اللہ مولف التراجم نے
بعد اس نقل کے قول بطلان پر تشنیع کی اور جزم کیا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اسمین کوئی روایت نہین ہے اور
لکھا کہ بطلان کا قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جس مسئلہ مین کہ روایات صحیحہ بکثرت موجود ہین۔ اقول لقد صدق فیما
قال و سبقہ بہ الشیخ محمود بن احمد قونوی جمال الدین الفقیہ قاضی دمشق المتوفے ۷۷۱ھ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

علاء الدین مغلطائی بن قلیج ترکی - امام علم حدیث و فقہ و کثیر الحفظ ہیں منجملہ تالیفات کثیرہ کے تلویح شرح الصحیح یعنے صحیح بخاری کی شرح اور شرح ابن ماجہ معروف ہیں ۔ عمر بن اسحق بن احمد ہندی غزنوی ابو حفص سراج الدین امام وقت فقیہ علامہ محقق شاگرد امام زاہد شیخ وجیہ الدین دہلوی و شیخ شمس الدین خطیب دہلوی و ملک العلما سراج الدین ثقفی دہلوی و شیخ رکن الدین بدایونی جو اعز تلامذہ ابو القاسم تنوخی شاگرد حمید الدین ضریر ہیں ۔ پھر مصر میں جاکر قاضی القضاۃ ہوئے تو شیخ شرح ہدایہ ناتمام ۔ شرح زیادات و شرح جامعین صغیر و کبیر ۔ شرح المختار کتاب التصوف ۔ شرح جمع الجوامع وغیرہ معروف ہیں وفات بقول کفوی [illegible] میں اور بقول علامہ سیوطی و صاحب کشف الظنون [illegible] میں ہوئی ۔ شیخ حمید الدین دہلوی جنکی مدح ابن کمال پاشا نے لکھی ہے ۔ شارح ہدایہ الشرح نفیس ۔ احمد بن ابراہیم مرغینانی ابو العباس شہاب الدین مولف منبع شرح مجمع البحرین در فقہ و شرح مغنی در اصول فقہ ۔ عبد اللہ بن محمد قرشی محی الدین جامع علوم تھے ۔ فقیہ محدث ہیں تخریج احادیث ہدایہ وغیرہ معروف ہیں ۔ محمد بن محمد بن محمود بابرتی امام علامہ فقیہ محدث جامع فنون ہیں فقہ میں شاگرد قوام الدین کاکی وغیرہ اور استاد سید محقق شریف علی جرجانی وغیرہ منجملہ تالیفات کثیرہ کے عنایہ شرح ہدایہ ہے اس فتاوے میں بہت حوالہ ہے ۔ محمد بن یوسف بن الیاس قونوی شمس الدین محدث فقیہ جامع ۔ ابن حبیب نے کہا کہ اپنے وقت کے امام علم و عمل و زہد و تقوے و علامہ قدوہ تھے ۔ شرح مجمع البحرین اور درر البحار وغیرہ معروف تالیفات ہیں ۔ علاء الدین علی سیرامی استاد سراج الدین قاری ہدایہ جو استاد ابن الہمام ہیں ۔ سید یوسف شاگرد مولانا جلال الدین رومی اور مولف یوسفی شرح لب اللباب بہبادی وغیرہ مدفون دہلی ۔ قاضی عبد المقتدر استاد قاضی شہاب دولت آبادی مدفون دہلی حوض شمسی آپ کا شعر ہے ۔

خوش در یک مسئلہ دین سلف فتنے ؁ بہتر است از الف رکعت بار یا ؁ مسعود بن عمر علامہ تفتازانی علامہ معروف و مشہور ہیں اور تلویح آپ ہی کی تصنیف ہے ۔ ابو بکر بن علی بن محمد حدادی مصری ۔ عالم عامل محدث مفسر فقیہ زاہد صاحب کرامات تھے ہر روز پندرہ سبق پڑھاتے ۔ صاحب تالیفات کثیرہ ہیں از ان جملہ کشف التنزیل تفسیر میں ہے اور جوہرۃ النیرہ شرح قدوری چار جلد اور سراج الوہاج شرح قدوری آٹھ جلد فقہ میں اسکے اس فتاوے میں حوالہ مذکور ہے اور بحث افتاء میں کچھ ذکر موجود ہے ۔ علاء الدین الاسود مشہور بخواجہ قرہ مولف عنایہ شرح وقایہ المتوفے [illegible] ۔ سید جلال الدین کرلانی خوارزمی مرتع خاص و عام شاگرد حسام سغناقی مولف نہایہ و عبد العزیز بخاری مولف کشف بزدوی اور استاد ناصر الدین والد حافظ الدین بزازی مولف فتاوے بزازیہ و سعد عدیم مولف جواہر الفقہ وغیرہم ۔ تالیفات میں سے کفایہ شرح ہدایہ متداول معروف ہے ۔ ناصر الدین محمد بن شہاب شاگرد سید جلال کرلانی مولف کفایہ و استاد پسر خود حافظ الدین المتوفی [illegible] صاحب فتاوے بزازیہ وغیرہ ۔ فضل اللہ بن محمد بن ایوب ماجو ۔ فقیہ اصولی صاحب طریقت و حقیقت شاگرد یوسف بن عمر صوفی مولف جامع المضمرات شرح قدوری ۔ و مرید خاص شیخ فضل اللہ بن صدر الدین بن بہاء الدین زکریا ملتانی ۔

ومولف فتاوے صوفیہ۔ ابن کمال ؒ نے کہا کہ یہ فتاوے کتب غیر معتبرہ مین سے ہے اگر اصول سے مطابقت معلوم نہو تو خالی اُسکی روایت پر اعتماد نہین ہوسکتا ہے۔ محمود بن احمد بن عبید اللہ تاج الشریعۃ امام معروف مؤلف وقایۃ الروایہ جسکو اپنے پوتے صدر الشریعۃ اصغر کے حفظ کیلیے ہدایہ سے منتخب کیا اور فتاوے و واقعات و شرح ہدایہ وغیرہ تالیف کین۔ طاہر بن اسلام خوارزمی سعد غدیوش۔ شاگرد جلال کرلانی وغیرہ مؤلف کتاب لطیف جواہر الفقہ وغیرہ۔ محمد بن محمد بن شہاب بزازی۔ فقیہ اصولی امام وقت جامع علوم مختلفہ ہین مولف فتاوے بزازیہ وغیرہ۔ المتوفی سنہ ۸۲۷ھ۔ عمرو بن علی قاری الہدایہ سراج الدین۔ ہدایہ پڑھانے مین معروف و قاری ہدایہ تھے۔ استاد شیخ ابن الہمام وغیرہ و مولف فتاوے قاری ہدایہ وفیہا شئ۔ محمود بن احمد بن موسی قاضی القضاۃ عینی۔ منسوب بجانب عینتاب فقیہ محدث جامع فنون ذکی الطبع قوی الحفظ سریع الکتابت ہین شاگرد فقہ مین جمال یوسف ملطی و علاء سیرامی اور حدیث مین زین عراقی و شیخ تقی الدین وغیرہم۔ منجملہ تالیفات کے بنایہ معروف بعینی شرح ہدایہ و رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق معروف بہ عینی شرح الکنز وغیرہ سے اس فتاوے مین زیادہ حوالہ ہے ومنہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری و شرح معانی الآثار و شرح المجمع وغیرہا۔ المتوفی سنہ ۸۵۵ھ۔

محمد بن عبد الواحد شیخ کمال الدین بن الہمام فقیہ محقق معروف امام وقت محدث اصولی شاگرد قاری الہدایہ وغیرہ فقہ و اصول مین اور تلمیذ ابوزرعہ عراقی و جمال حنبلی و شمس شامی وغیرہ حدیث مین ہین۔ فتح القدیر شرح ہدایہ آپکی تالیفات مین سے متداول ہے جس سے اس فتاوے مین حوالہ ہے کہتے ہین کہ رتبہ ترجیح تک ظاہر مین اور ابدال وقت تک باطن مین تھے ولیکن مترجم کے نزدیک یہ کلام کسیقدر سہولت ہے اور یون کہنا چاہیے کہ علامہ عارف عامل منجملہ اہل اللہ تعالے تھے واللہ اعلم بالصواب۔ محمد بن فرامرز مشہور بمولے خسرو۔ عالم علوم و فلاسفہ شاگرد برہان الدین ہروی شاگرد تفتازانی قاضی قسطنطنیہ معروف ہین مؤلف غرر الاحکام مع شرح درر الحکام جو بنام غرر فی الدرر معروف ہے۔ اور حاشیہ تلویح وغیرہ۔ المتوفی سنہ ۸۸۵ھ۔ عبد اللطیف بن عبد العزیز معروف با بن الملک چونکہ آپکے اجداد مین سے کسی کا نام فرشتہ تھا اسلیے ابن الملک کے نام سے مشہور ہوے۔ فقیہ مشہور اور حافظ متون حدیث بکثرت اور ماہر اکثر علوم تھے۔ تالیفات اکثر مفید و متداول ہین جیسے حدیث مین مشارق الانوار و شرح المشارق و اصول مین شرح المنار اور فقہ مین مجمع البحرین کی شرح جس سے اس فتاوے مین بہت نقل ہے اور شرح وقایہ اور رسالہ علم تصوف وغیرہ۔ فخر الدین عجم شاگرد سید شریف جرجانی مؤلف مشتمل الاحکام صاحب کشف الظنون نے مولی برکلی کا قول نقل کیا کہ یہ کتاب منجملہ کتب واہیہ غیر معتبرہ کے متداول ہو رہی ہے۔ الیاس بن ابراہیم ماہر علوم و فنون تیز طبع سریع الکتابۃ رقیق القلب تھے فقہ اکبر کی شرح معروف ہے سلطان مراد خان کے عہد مین بروسا کے مدرس رہے۔ اور وہین فوت ہوے۔ ابراہیم بن محمد حلبی۔ امام محدث فقیہ مدقق ہین۔ مؤلف ملتقی الابحر و غنیۃ المستملی یعنی کبیری و مختصر معروف بصغیری وغیرہ معروف ہین۔ محمد بن محمد عرب زادہ رومی۔ فحول علماء مین سے محقق و مدقق مدرس قسطنطنیہ مؤلف شرح وقایہ و عنایہ شرح الہدایہ وغیرہ ہین۔ محمد بن محمد

محمود
طاہر
محمد بن محمد
عمرو بن علی
محمود بن احمد
محمد
محمد بن فرامرز
عبد اللطیف
فخر الدین
الیاس
ابراہیم
محمد
محمد بن محمد

بن مصطفےٰ عمادی معروف بہ ابو السعود مفسر ماہر بلاغت و فنون ادبیہ و محقق علوم نقلیہ عقلیہ فقیہ محدث مفسر ہیں شاگرد
مؤید زادہ تلمیذ جلال دوانی ہیں تفسیر ارشاد العقل السلیم معروف بہ تفسیر ابو السعود آپ کی مشہور تالیف ہے
صاحب کشف الظنون نے لکھا کہ بعد بیضاوی کے یہی تفسیر حسن اعتبار و اعتماد ہے بیضاوی سے بڑھکر رتبہ
اشتہار کو پہونچے اور خطیب المفسرین کا خطاب دیا گیا رحمہ اللہ تعالےٰ ۔ عبد العلی بن محمد بن حسین برجندی
جامع اصناف علوم فقیہ محدث زاہد شاگرد ملا اصفہانی و ملا منصور و معین الدین کاشی و کمال الدین شیخ حسین و
کمال الدین مسعود شروانی و سیف الدین احمد تفتازانی وغیرہم ۔ مؤلف شرح مختصر الوقایہ معروف بہ برجندی
اور اس شرح برجندی سے بھی اس فتاوے میں بعض مواضع میں حوالہ مذکور ہے اور غالبا وہ تائیدی قول
یا ظاہر شق ہے اور یہ تخریج یا ترجیح نہیں بلکہ نقل پر اعتماد ہے اور میرے نزدیک اسکے منقولات اصولی طور پر
باعتبار حدیث باثر ہیں اگرچہ اکثر متاخرین ماوراء النہر کے مختارات سے خلاف ہوا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اکثر
اساتذہ ماوراء النہر کی توجہ احادیث کی جانب کمتر رہگئی تھی بوجہ ایک اصل کلی پر اعتماد کر لینے کے کہ جملہ مسائل
ہمارے مذہب کے مستخرج از اصول کتاب و سنت ہیں لہذا ہمکو مکرر نظر کی حاجت نہیں اور اسوجہ سے
ایک خلل عظیم یوں واقع ہوا کہ جزئیات منصوصہ مخالف قیاس جسکے دیگر وجوہ بر دفع قیاس رکھے گئے
ہیں جیسے نقض الوضوء بالقہقہہ اور ایسے مسئلہ میں بعض روایت متوافق قیاس بھی اصحاب میں سے کسی امام سے
مروی ہوئے تو ان مشائخ نے اسی روایت کو ترجیح دیکر اصل مذہب قرار دیا حالانکہ عند التحقیق اصل مذہب
وہی قول ہے جو خلاف قیاس بوجہ ورود نص ہے لہذا ایسے محققین متاخرین مثل شیخ ابن الہمام و ابن کمال
پاشا و قاسم بن قطلوبغا وغیرہم اور انکے متبعین مانند برجندی وغیرہ کے اقوال و تحقیقات قابل نظر و اعتبار
ہیں اور انکی مخالفت میرے نزدیک انسے کچھ متقدم مشائخ بخارا و بلخ وغیرہ مرجح ہے اگرچہ بالکلیہ نہو کیونکہ
علامہ قاری و شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم نے افادہ فرمایا ہے کہ ان اساتذہ رحمہم اللہ تعالےٰ کا
توغل فن حدیث میں کمتر ظاہر ہوتا ہے اور ہم لوگ اگرچہ مقلدین ہیں لیکن یہ قول ولوالجی و ابن قطلوبغا
وغیرہم کے جسکو نظر کی اہلیت ہو اور اسنے اپنے آپ کو بندۂ ہوا و ہوس بنا کر صرف اسقدر لاابالی طریقہ پر اکتفا
کیا کہ اقوال متخالفہ مرورہ میں سے کسی قول پر عمل کرے تو اسنے اجماع مومنین و مسلمین سلف و خلف سے
مخالفت کی کیونکہ جب مقلد کو اہلیت نظر بھی نہیں ہے اسپر تو یہ لازم ہے کہ کسی اہل نظر سے پوچھے جو کچھ وہ بتلادے
اسی پر خواہ مخواہ عمل کرنا پڑیگا اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو میں کہتا ہوں کہ شرح برجندی کو بھی ایسی کتابوں میں
داخل کیا گیا ہے جنپر کچھ اعتبار بدون موافقت اصول و کتاب معتمد کے نہیں ہو سکتا ہے ولیکن مترجم کے نزدیک حد
تجاوز سے ہے ظاہرا قائل نے اس کتاب کو اچھی نظر سے مطالعہ نہیں کیا ہے یا اسکو کتاب و سنت سے حظ وافی نہ تھا
ورنہ وہ کبھی اسکو مثل جامع الرموز وغیرہ کے قرار نہ دیتا اور میرے نزدیک یہ شرح محققانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
محمد بن عبد اللہ بن احمد خطیب تمرتاشی ۔ امام بےنظیر فقیہ قوی الحافظہ کثیر الاطلاع وحید فرید تھے شاگرد

شمس الدین محمد شافعی غزی رحمہ اللہ تعالے کے اور رجب ۹۹۸ھ مین قاہرہ گئے تو وہان مولف بحر الرائق شرح کنز الدقائق شیخ زین بن نجیم مصری اور امین الدین بن عبد العال و علی بن حنائی وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور امام مفتی معروف ہوئے شمس الدین لقب تھا تالیفات نہایت لطیف و مستند ہین جیسے تنویر الابصار فقہ مین بسبب تدقیق کے بہت معروف ہے و معین المفتی و مواہب الرحمن و فتاوئے تمرتاشی و شرح زاد الفقیر و رسالہ بدعت قراءۃ خلف الامام و رسالۃ التصوف مع الشرح وغیرہ ہین۔ تنویر الابصار متن لطیف کی شرح خود فرمائی اسکا منح الغفار اور اسپر شیخ الاسلام خیر الدین رملی کا حاشیہ ہے اور بہت مشہور شرح علامہ حصکفی کی در المختار نام ہے۔ واضح ہو کہ تنویر یا اسکی شرح سے فتوے دینا نہین چاہیے جیسا کہ باب فتا مین بیان کیا گیا ہے اور اسکی یہ وجہ نہین ہے کہ کتاب غیر معتبر ہے بلکہ یہ وجہ ہے کہ نہایت تنگی عبارت و بلحاظ قیود صریح و ضمنی وغیرہ سے مفتی سے اکثر غلطی واقع ہونیکا احتمال قوی ہے کیونکہ فقہیہ مسائل مین قیود سب معتبر ہوتے ہین جیسا کہ مذہب تحقیق ہے اور بحث افتا مین فی الجملہ ذکر ہوا ہے لہذا افتا کیلیے واضح سلیس فتاوے مثل اس فتاوے عالمگیریہ کے ہونا چاہیے چنانچہ جو شخص دونون فتاوے پر غور نظر سے مطالعہ رکھے اسکو خود ظاہر ہوجائیگا کہ تنگ عبارت در المختار سے سمجھنے مین بیشتر غلط واقع ہوتا ہے اور یہی حال اشباہ و النظائر وغیرہ کا ہے و اللہ تعالے اعلم بالصواب۔ شیخ عمر بن ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن نجیم مصری سراج الدین فقیہ محقق کامل الاطلاع شاگرد اپنے برادر معظم شیخ زین بن ابراہیم مصری مولف بحر الرائق ہین ولیکن تحقیق حق کے طور پر اپنے استاد کی شرح بحر الرائق پر جا بجا اپنی شرح نہر الفائق مین تخطیہ کیا ہے۔ اس فتاوے مین بحر الرائق و نہر الفائق دونون سے بہت حوالہ مذکور ہے۔ شیخ زین العابدین بن ابراہیم مصری۔ استاد شیخ عمر موصوف و برادر معظم۔ علامہ محقق مدقق شاگرد شیخ شرف الدین بلقینی و شہاب الدین و امین الدین بن عبد العال و ابو الفیض سلمی وغیرہم و استاد شیخ تمرتاشی مولف تنویر الابصار و برادر خود شیخ عمر بن نجیم مولف نہر الفائق وغیرہم۔ تالیفات مین سے بحر الرائق و اشباہ و نظائر وغیرہ معروف ہین ولیکن فتاوے ابن نجیم معتبرات مین سے نہین ہے کما ذکر فی الافتاء۔ خیر الدین بن احمد رملی فاروقی مفسر محدث فقیہ صوفی شیخ الحنفیہ ہین شاگرد سراج الدین صاحب فتاوے سراجیہ وغیرہ۔ مولف فتاوے سائرہ و فتاوے خیریہ وغیرہ علامہ محقق معروف ہین ایک جماعت نے آپ سے استفادہ کیا اور مدح مین طول دیا ہے۔ محمد بن علی بن محمد حصکفی منسوب بحصن کیفا فقیہ نحوی معروف مولف در المختار شرح تنویر الابصار و شرح ملتقی الابحر وغیرہ المتوفی ۱۰۸۸ھ۔ ابراہیم بن حسین معروف بہ بیری زادہ مفتی مکہ معظمہ شیخ حنفیہ فاضل محقق شارح اشباہ و النظائر وغیرہ۔ عنایت اللہ محمد لاہوری ابو المعارف عالم عارف محقق ہین تالیفات مین سے ملتقط الحقائق شرح کنز الدقائق معروف ہے۔ شیخ نظام رئیس علماء جنہون نے فتاوے عالمگیریہ کو جمع کیا ہے۔ خاتمہ واضح ہو کہ اس فتاوے کو عموماً کتابون مین اکثر نام مطلقاً بدون کسی قید تعریفی کے ذکر کرتے ہین۔ حالانکہ اس نام مین بحسب وضع متعدد یا بحسب معنی نوعی یا جنسی اشتراک ہوتا ہے لہذا تنبیہ کی جاتی ہے۔

ذکر اسماء و القاب اکابر سب سے پہلے تبرک کیلیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع کرتا ہون کہ
جہان کتاب و نہین یہ پاک لقب مذکور ہے مراد اس سے اللہ تعالے کے پاس رسولونمین سے خالص حضرت
سیدنا مولانا سید الاولین والآخرین خیر الخلائق کلہم اجمعین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ بن عبداللہ رسول اللہ ہین
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وعلے جمیع الانبیاء والمرسلین اجمعین صحابہ وہ پاک مومنین جنھون نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ پر واقعی ایمان لائے اور وے سب افضل امۃ ہین انھین سے
خلفاء راشدین جہان فقہ مین مذکور ہے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم ہین
عشرہ مبشرہ ان چارون خلفاء راشدین کے ساتھ سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و عبدالرحمن بن عوف و زبیر
بن العوام و طلحہ بن عبیداللہ و ابو عبیدۃ بن الجراح ہین۔ ابن عباس سے حضرت عباس کی اولاد مین سے فقط
عبداللہ بن عباس مقصود ہوتے ہین۔ فضل بن عباس وغیرہ کوئی مراد نہین جیسے ابن مسعود سے فقط عبداللہ
بن مسعود اور ابن عمر سے عبداللہ بن عمر و ابن زبیر سے عبداللہ بن الزبیر مقصود ہین۔ فقہاء انھین کو عبادلہ
کہتے ہین اور محدثین بجاے ابن الزبیر کے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو لیتے ہین۔ تابعین وے مومنین
جنھون نے صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کم سے کم ایک کو دیکھا ہو اور خاصکر اسی کو ذکر کرتے ہین جنسے کچھ
دین کی بات روایت کی ہو۔ سلف صالحین خصوص صحابہ رضی اللہ عنہم اور عموماً صحابہ و تابعین و خلف
فقط تابعین رضی اللہ عنہم بعض نے کہا کہ تیسری صدی شروع تک والے سلف ہین و الاول صوب و اللہ اعلم۔
تابعین کے دیکھنے والے تبع تابعین ہین جیسے اکثر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالے۔ ان علماء مین متقدمین و
متاخرین کہنا اصل ہے اور بعضے مجازاً سلف و خلف یہان بھی بولتے ہین جیسے درحقیقت سلف صحابہؓ ہین
اور خلف تابعین ہین مگر کبھی سلف سب کو کہتے ہین اور شرح لغات ابن حجر المکی مین ہے کہ صدر اول کا لفظ فقط
سلف صالحین ہی پر بولا جاتا ہے اور وے تینون قرن والے بزرگ ہین۔ فقہاء حنفیہ مین امام سے مراد ابو حنیفہؒ
اور کبھی امام اعظم وغیرہ بولتے ہین۔ محمد و امام محمد یعنے محمد بن الحسن الشیبانی شاگرد ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
حسن یعنے حسن بن زیاد اور حدیث مین حسن البصری جیسے ابن ابی لیلے فقہ مین محمد بن عبدالرحمن بن
یسار الکوفی اور حدیث مین انکے باپ مراد ہین۔ صاحب المذہب یعنے ابو حنیفہؒ۔ صاحبین یعنے
امام ابو یوسفؒ و امام محمد رحمہما اللہ تعالے۔ باوجودیکہ امام کے شاگرد بہت ہین اسوجہ سے کہ امام ابو یوسفؒ نے
اول فقہ امام کو تالیف سے اور خصوص قاضی القضاۃ ہونے سے پھیلایا اور امام محمد کی تصانیف نہایت
کثرت سے ہوئین پس گویا یہی صاحبین ہوے کیونکہ فقہاء کو انھین سے روایات مذہب بہت ملین تو لفظ
صاحبین پر اقتصار ہوا اور اسیقدر زفر و حسن سے بھی لہذا انکا ہر جگہ نام لکھدینا آسان ہوا۔ ائمہ ثلثہؒ یعنے
امام مع صاحبینؒ اور مترجم نے کہین ائمہ ثلثہ لکھا اور کہین کہا کہ ہمارے تینون امامون کے نزدیک
اور زفر رحمہ اللہ تعالے کا قول اگرچہ اعتباراً ذکر کرتے ہین مگر اسطرح کہ ائمہ ثلثہ و زفرؒ کے نزدیک اور

انکو ملاکر ائمہ اربعہ نہین کہتے بلکہ ائمہ اربعہ جہان آئے وہان امام ابوحنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد رحمہم اللہ مراد ہونگے - **شیخین** فقہاء حنفیہ مین ابوحنیفہ و ابو یوسف ہین اور حدیث مین امام بخاری و مسلم ہین اور صحابہ مین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہین - **طرفین** انمین ابوحنیفہ و محمد ہین - **قولہم عندہم جمیعا** یعنے بالاجماع ان سب کے نزدیک مراد اس سے ائمہ ثلثہ رح کا اتفاق ہے - **امام ثانی** و **امام قاضی** یعنے ابو یوسف رح اور **امام ربانی** محمد ہین - خصاف و جصاص و قدوری و ماتریدی وغیرہ متراجم مین مذکور ہوے اور انمین التباس بہت کم ہے ہان **کرخی** سے ابوالحسن مراد ہین اور حضرت معروف کرخی جو انسے مقدم ہین مراد نہین ہوتے اور واضح ہو کہ فقہاء عراق کے نام کے ساتھ وصفی طولانی لقب نہین ہوتے ہین بلکہ پیشہ وغیرہ جو رواج مین ادے لئے ہین اُنسے معرفت ہے بخلاف علماء ماوراء النہر وغیرہ کے کہ یہان لوگون نے اُنکے القاب لکھے ہین جیسے **شمس الائمہ** اور یہ چند فقہاء کا لقب ہے مثل شمس الائمہ حلوانی و شمس الائمہ زرنجری و شمس الائمہ کردری و شمس الائمہ اوزجندی ولیکن جہان خالی شمس الائمہ مذکور ہے وہان مراد شمس الائمہ سرخسی ہین یا قیود کے ساتھ حلوانی وغیرہ کی طرف نسبت بھی مذکور ہوتی ہے اور **شیخ الاسلام** اکثر مراد خواہرزادہ ہین اور **فضلی** جہان مطلق مذکور ہے مراد شیخ امام جلیل ابوبکر محمد بن الفضل الکماری البخاری ہین - **ذکر کتب** جہان **اصل** مذکور ہے یعنے جیسے کسی حکم کی نسبت آیا کہ ایسا ہی اصل مین مذکور ہے تو اس سے امام محمد رح کی مبسوط مراد ہے کیونکہ اسکو سب سے مقدم تصنیف فرمایا تھا پھر جامع صغیر کو پھر جامع کبیر پھر زیادات پھر سیر صغیر پھر سیر کبیر کذا فی غایۃ البیان وغیرہ اس مبسوط کو ایک جماعت متاخرین نے شرح کیا از انجملہ شیخ الاسلام معروف بہ خواہرزادہ ہین اُنکی شرح کو مبسوط کبیر کہتے ہین و شرح شمس الائمہ حلوائی وغیرہ اور یہ شروح اگرچہ در حقیقت شروح ہین لیکن شارح نے اپنے کلام کو امام محمد رحمہ اللہ کے کلام سے مختلط ذکر کیا لہذا کبھی مبسوط شمس الائمہ حلوائی یا مبسوط شیخ الاسلام خواہرزادہ بولاجاتا ہے بلکہ اس فتاوے مین اکثر اسی کے مانند الفاظ سے حوالہ مذکور ہے لہذا اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے تاکہ تشویش نہو اور یہی حال شروح جامع صغیر مین ہے کہ کتاب در اصل محمد رح کی تصنیف اور شارحین نے شرح مین اپنا کلام غیر متمیز خلط کیا لہذا جامع صغیر قاضیخان یا جامع صغیر فخر الاسلام بزدوی کہتے ہین حالانکہ مراد یہی ہے کہ شرح جامع صغیر قاضیخان وغیرہ اور اس فتاوے مین مترجم نے کہین شرح کا لفظ بڑھادیا اور کہین اسی طور سے چھوڑدیا ہے ولیکن واضح رہے کہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی سے اطلاق کے وقت شرح مبسوط نہین مراد ہے بلکہ حاکم شہید المتوفے ۳۳۴ھ کی تالیف کافی کی شرح مراد ہے یعنے کافی مؤلفہ حاکم کی شرح سرخسی کو مبسوط سرخسی بولتے ہین اور فتاوے مین اس سے حوالہ جابجا مذکور ہے یہ تو مبسوط کا مذکور ہوا جسکو اصل بولتے ہین اور جہان روایت اصول بلفظ جمع مذکور ہے اُس سے امام محمد رح کی چھ کتابین سب مراد ہین جنکا ذکر ابھی ہو چکا کذا فی رد المحتار اور تعالیق الانوار مین ہے کہ بعض نے سیر صغیر کو انمین نہین لیا ہے اور طحطاوی نے کہا کہ بعض نے سیر کبیر کو بھی نہین لیا - عنایہ مین ہے کہ اصول صرف چار ہر دو جامع و زیادات و مبسوط ہین اور یہی نتائج الافکار مین بھی مذکور ہے یا بجملہ

ائمہ اربعہ

شیخین

طرفین

امام ثانی

امام ربانی

کرخی

شمس الائمہ

شیخ الاسلام

فضلی

اصل

مبسوط سرخسی

جس حکم کی نسبت لکھا گیا کہ اصول کی روایت ہے یا اصول مین یون ہی آیا ہے اس سے مراد بظاہر قول رد المحتار ہر شش
کتب ہین اور بقول عنایہ و نتائج الافکار صرف چار ہین پس بقول اول جو حکم سیر مین ہو وہ بھی ظاہر الروایۃ و ظاہر المذہب
ہے اور بقول دوم نہین ہے بلکہ وہ غیر ظاہر الروایۃ ہے جیسا کہ نتائج الافکار مین تصریح کر دی ہے اور خاتم علماء
فرنگی محل رحمہ اللہ تعالے نے مفتاح السعادۃ سے نقل کیا کہ انہم یعبرون عن المبسوط والزیادات والجامعین
بروایۃ الاصول دون المبسوط والجامع الصغیر والسیر الکبیر بظاہر الروایۃ و مشہور الروایۃ انتہے شاید کاتب کا سہو ہے
کیونکہ سیر صغیر اسمین سے بالکل ساقط ہے اور مبسوط و جامع صغیر کو مکرر لایا ہے اور شک نہین کہ مبسوط اصل اتفاقی
ہے پھر اگر یہ مراد ہو کہ اسکی روایت کو ظاہر الروایۃ و روایۃ اصلی دونون کہتے ہین تو اقوے سے تصنیف کیطرف
ترقی ایسے مقاصد مین مہمل ہے پھر سیر کبیر سے صغیر مقدم و مشہور تر ہے اور مبسوط سے زائد باوجودیکہ اسکو غیر
مشہور الروایۃ مین لیا ہے فلیتامل فیہ اور شاید توفیق اسطرح معقول ہے کہ روایۃ الاصول و ظاہر الروایۃ و ظاہر المذہب
اس مجموعہ کے نشان کے واسطے چھ کتابین سب ہین غیر اسکے کہ روایۃ الاصول انہین سے فقط چار سے مخصوص ہے
اور مشہور الروایۃ باقیون سے جیسا کہ قول دوم ہے ولیکن ظاہر الروایۃ مثل روایۃ الاصول ہونا الیق ہے اگرچہ
لفظ اصطلاحی قرار دیکر کسی معنے مین مضائقہ نہین ہے واللہ تعالے اعلم اور عنقریب اسمین کلام آویگا انشاء
اللہ تعالے۔ محیط جس سے اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے کہین مطلق مذکور ہے اور کہین محیط السرخسی مذکور
ہے پس محیط سے جہان مطلق مذکور ہے محیط برہانی مؤلفہ امام برہان الدین مراد ہے اور ذخیرہ بھی انہین کی
تالیف سے ہے اور محیط السرخسی امام رضی الدین سرخسی کی محیط مراد ہے۔ اور تراجم مین طبقات والے نے
چند محیط کا حال ذکر کیا مگر انکا نشان ظاہر نہین ہوتا ہے۔ ان محیطات مین سے عمدہ ترتیب محیط سرخسی کی
ہے کہ ہر اصل فقہی اول پھر روایات اصول پھر نوادر پھر فتاوے کو ذکر کیا ہے

محیط

محیط سرخسی

تتمہ۔ حاکم شہید محمد بن محمد المتوفی ۳۳۴ھ ہین اور حاکم فقہ مین وہ ہے کہ جملہ فرعیات باصول فقہی محفوظ
رکھتا ہو اور اصول الفقہ سے ماہر ہو اور بعض نے اسکی مقدار بیان کی ہے اور حدیث کی اصطلاح مین بھی حاکم کی
تعریف مین اختلاف اسیطرح مذکور ہے کما فی تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی للشیخ السیوطی رح ولیکن
مترجم کے نزدیک فقہ مین جملہ فروع کے حفظ سے مقید کرنا اس جہت سے مشکل ہے کہ نوازل و وقائع تا قیامت
باقی ہین اللہم الا ان یراد بہ ما یروی فیہ حکم من المجتہد۔ بخلاف حدیث کے کہ وہان انضباط ظاہر ہے اور
اسی اصطلاح پر صاحب مستدرک کو حاکم کہتے ہین۔ الصدر الشہید یعنے حسام الدین رح و مترجم نے
اسی اعتماد پر کہین کہین نام چھوڑ دیا ہے صرف اسی لقب پر اقتصار کیا ہے۔ صدر الشریعۃ اکبر احمد بن
جمال الدین المحبوبی۔ صدر الشریعۃ اصغر عبید اللہ بن مسعود صاحب نقایہ و شرح وقایہ۔ تاج الشریعۃ
محمود بن احمد صدر الشریعۃ اکبر مؤلف وقایہ۔ ابو المکارم شارح وقایہ۔ ابن عابدین رح نے کہا کہ مرد مجہول ہے
یعنے اسکے حالات علم و کمال سے تاریخی تذکرہ نہین ملتا ہے۔

صدر شہید

صدر شریعت

صدر شریعت

تاج الشریعہ

الباب ۔ ذکر طبقات فقہاء و طبقات مسائل و ذکر کتب معتبرہ و غیر معتبرہ وغیرہ فقہاء کا ذکر اس باب سے مقدم
کرنا طریقہ تفہیم کے مناسب نظر آیا کیونکہ عوام کو جب اُنکے مختصر حالات و زمانہ سے و انکے رتبہ و تصنیفات سے
آگاہی حاصل ہے تو انکی تقسیم طبقات کی راہ سے اور اُنکے اجتہادی مسائل کی تقسیم زیادہ سمجھ سے قریب
ہوگئی اور پوری بحث دیکھنے پر یہ امر زیادہ واضح ہوگا انشاء اللہ تعالے ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے نے حضرت
آدم علیہ السلام کو جب اس دار فانی مین نازل فرمایا تو اولاد آدم کے واسطے احکام عبودیت ظاہری و
باطنی فرض کیے اور باطنی سے میری مراد وہ احکام ہین جو قلب سے متعلق ہین جیسے تصدیق آخرت و حشر
وغیرہ و خلوص نیت و حسن طویت وغیر ذلک اور چونکہ یہ عقل جو شہوات وغیرہ سے گوندھی ہے اس راہ مین
مستقل نہین لہذا حق سبحانہ تعالے نے بروفق رحمت کاملہ اپنے بندون کو عدم معرفت مین معذور فرمایا اس حد
تک کہ اپنا خاص بندہ مقبول رسول مبعوث فرمائے چنانچہ اسکے واسطے سے جو احکام و اخبار نازل فرمائے
وہ امور واقعیہ کی سچی خبرین ہین اور انمین بدگمانی کرنا سوائے کج فہمی صریح کے جو کسی خواہش پسند آدمی کو کسی
خواہش نفسانی کیوجہ سے عارض ہو کچھ اختلاف متصور نہین بخلاف ایسے لوگونکے جو امور الٰہیہ و موجودات مین عقل
کو مستقل سمجھکر گفتگو کرتے ہین کہ خود بدیہی ظاہر ہے کہ ایک دوسرے سے مخالف رائے ظاہر کرتا ہے تو لامحالہ
ایک کا جھوٹا ہونا ضرور تسلیم کرنا چاہیے مثلاً حکمت فلسفہ کو یقینی کہتے ہین حالانکہ افلاطون کے نزدیک جسم ہیولی
و صورت سے مرکب نہین بلکہ بسیط ہے اور ارسطو کے نزدیک ہیولی جوہر جزو ہے تو لامحالہ ایک کا قول غلط ہے
حالانکہ پہلے اُسکو عقلمند مان لیا گیا تھا پس صریح ظاہر ہے کہ عقل یہان کسی یقین کو مفید نہین خصوص جبکہ خود
عقلمند ایک وقت کچھ رائے مضبوط سمجھتا ہے اور دوسرے وقت اُسکے خلاف پر جزم کرتا ہے اور ہمین کسی منصف
کو شک نہوگا پھر ان عقلمندون کے ماننے والے زیادہ احمق ہین اسلیے کہ یہ خود مقر ہین کہ ہمارے نزدیک فلان شخص
سب سے زیادہ عقیل ہے یعنی خود ہم مین ایسی عقل نہین جو اُسکی برابری کرین تو پھر ان بیوقوفونکے اُسکو عقیل جاننے
و نہ جاننے کا بھی کچھ اعتبار نہین ہے بخلاف اخبار و احکام رسالت کے کہ جسقدر انبیاء و رسل علیہم السلام اللہ
تعالے عز و جل نے مبعوث فرمائے سب ایک ہی کلمہ پر متفق ہوئے یعنی اللہ تعالے جل جلالہ کے سوائے کوئی
معبود نہین اور تمہارے لیے آخرت برحق ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے دس پشت تک برابر یہی توحید چلی آئی
یہانتک حضرت خالق عز و جل نے مقدر فرمایا پھر توحید مین شرک پھیلنا شروع ہوا اور برابر اللہ تعالے کے
رسولون نے اہل عقل و ماننے والون کو راہ الٰہی سبحانہ تعالے بتلائی جس سے وے مقصود کو پہونچے یہانتک کہ
خاتمہ و قرب قیامت پر اللہ تعالے نے سب سے افضل و اکرم حضرت مولانا و نبینا رسول اللہ عز و جل محمد صلے
اللہ علیہ وسلم علے آلہ و اصحابہ و علے جمیع الانبیاء و المرسلین اجمعین کو مبعوث فرمایا اور بندونکو اپنا دین حق
تعلیم فرمایا اور آپ کی وزارت و صحابت کیلیے بحکم کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون
عن المنکر الآیہ نہایت عمدہ بندے منتخب و مقدر فرمائے چنانچہ جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا اور ظاہر باطن

خالص توحید پر گناہ سے ایک سلہ روز بچا ہو اور حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات سے واقف ہو وہ صاف بلند
آواز سے اُنکے افضل الامۃ ہونے کا اقرار دل سے کریگا اور درحقیقت افضل الرسول کے اصحاب کا بھی افضل
ہونا لازم ہے جنھون نے ایسی تعلیم حاصل کی کہ مصداق رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ہوے اور راہ الٰہی مین کوشش
واجتہاد کا حق ادا کیا کہ انسے پیچھے انکے اصحاب یعنے تابعین مصداق قولہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم
الذین یلونہم ہوے اور قولہ لمن رأے من رانی الحدیث سے بشارت عظیم پائی پس صدق ایمان وامانت و
صلاح ظاہر و باطن انمین محبوب تھی انکے بعد جو زمانہ آیا اُسمین تصدیق و اخلاص کو تنزل ہونا شروع ہوا والاصل
ما فی صحیح مسلم من قولہ الامانۃ نزلت فی جذر قلوب الرجال الحدیث لیکن بعضے اسی طریقہ سلف صالحین و صدر اول
پر قائم رہے اور لوگون کی ہدایت کی اور غایت شفقت سے اُنکو عذاب الٰہی کی طرف جانے سے روکا اور
کمال کوشش اُنکی صلاح قلب پر تھی اور چونکہ صلاح باطن کے ساتھ صلاح ظاہر منوط ہے لہذا حرام وشبہات
ومعاصی جوارح وغیرہ سے بچنے کیلیے افعال محمود و مشروع کی تلقین فرمائی اور ممنوع سے منع فرمایا پس
اُنھون نے بھی صدق ایمان کی علامت خوب ظاہر کی اور چونکہ یہ امر منصوص ظاہر ہے کہ ہر زمانہ متاخرین نور
ایمان کی قلت اور فساد کی کثرت ہوگی لما فی الصحیح من قول انس رضی اللہ عنہ الذی سمعہ من نبینا صلے اللہ علیہ وسلم
اور ظاہر نصوص سے ہر زمانہ کے وقائع جو ایک طرز پر نہین ہوتے پچھلون سے نہین نکل سکتے لہذا اُنکے لیے ایک
قاعدہ بنایا جس سے نور ایمان کی کمی کا جبر نقصان فی الجملہ ہو جاوے اور اپنے اعمال ظاہری وقلبی کے واسطے حکم
الٰہی سبحانہ تعالے معلوم کر سکین اور جہانتک ممکن ہو خود نظائر و احکام وقائع کو استخراج کر دیا اور اُنکے
بعد اُنکے اصحاب نے بھی اتباع کیا ولیکن فضل اول کو ہے ولہذا قال الشافعی رحمہ اللہ من اراد التبحر فی الفقہ
فھو عیال لابی حنیفۃ رحمہ اللہ پھر چونکہ فروع اعمال بغرض حصول ثواب و نفس کو پابند شرع رکھنے کے ہین
حالانکہ ایمان قطعی منصوص ہے تو فروع مین رحمت الٰہیہ وسعت تامہ کو مقتضی ہوئی اور ہر مجتہد کی راے
اجتہادی پر اعطاء ثواب کا وعدہ فرمایا بدین معنے ہر مجتہد ٹھیک راہ پر ہے اگرچہ متناقض حالت مین در
باطن ایک ہی مصیب ہوگا لیکن اصلی غرض ثواب کے اس راہ سے ہر ایک مصیب ہے اسیواسطے اختلاف
امت عین رحمت ہوا لہذا طرق اجتہاد کی راہ سے اُنمین تمائز ظاہر ہوا اور سب کے سب اس راہ سے
حق پر ہین کہ ہر ایک کو ان اعمالون پر ثواب ہے اور معلوم ہو چکا کہ ان اعمال سے یہی غرض ہے کہ ثواب
وصفائی قلب سے عین الیقین و قرب رب العالمین کی بزرگی حاصل کی جاسکے اور یہ ملکیا کیونکہ اجتہاد
مین قصور نہین ہوا اسیواسطے جو کوئی اجتہاد کے بھی لائق نہوا اسکا فعل ہوا و ہوس پر مبنی ہو جاویگا اور وہ
گمراہ ہوگا لہذا عوام کو حکم ہے کہ اہل تقوے واجتہاد سے راہ پوچھین پس جب فقیہ بزرگ متقی پسندیدہ
امام مجتہد ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مثلاً پوچھا گیا تو وہ ایک سے دوسرے کو ملتا چلا آیا اور اہل لیاقت وصلاحیت کے

سلہ قولہ ایک روز یعنے پرہیز بہت سخت ہے حتے کہ ایک دن رات تک اپنی ظاہر و باطن کو محفوظ رکھے تو اس شفقت کی قدر جانے ۱۲

اُنسے طریقہ اجتہاد بھی سیکھا کہ جو بات اسوقت نہین واقع ہوئی اُسکا حکم خود اسی طریقے سے نکال سکین پھر جہانتک
یہ صلاحیت بہ مشیت الٰہی تعالےٰ قائم رہی کہ اس طریقہ مین جد و اجتہاد کرین تب تک اُنھون نے ایسا کیا
آخر یہ بھی لیاقت و امانت مرتفع ہوئی اور شذوذ پر مرجع ہوا تو ان لوگون نے اپنی کوتاہی پر یقین کیا
کیونکہ آدمی اپنے نفس کو خود خوب جانتا ہے لہٰذا اسی طریقہ کو لازم پکڑا اسی جہت سے بوجہ پابندی طریقہ
اجتہاد کے حنفیہ و شافعیہ وغیرہ فرق ہو گئے اور در حقیقت یہ سب ایک اصل توحید پر قائم ہین خواہ وے
افعال جوارح مین کسی طرز پر ثواب کا ذخیرہ جمع کرین کیونکہ ہر ایک دوسرے کو نظر محبت سے سامان آخرت
جمع کرتا دیکھکر خوش ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ اللہ عز و جل اپنے فضل سے اس طریقہ سے بھی ثواب و
رضامندی عطا فرماتا ہے مثلاً منفعت حاصل کرنے کے ہر طریقہ سے تجارت کرنے پر متولی و سرپرست
ہر ایک سے خوش ہے اسی اجتہادی راہ سے انمین طبقات ہین۔ اول مجتہدین طبقہ عالیہ جنھون نے
قرآن مجید و سنت و اجماع سے قواعد اصولی بنائے جنسے بطریق قیاس مسائل کا استنباط بغالب اُمید
ثواب ممکن ہوا اور یہ اسوقت کے مصالح و متاخرین کی قوت ایمان کے موافق تھا اور یہ ایک رحمت الٰہی
اس امت مرحومہ کے واسطے مخصوص ہوئی اور یہ طبقہ مستقل مجتہد تھے جنکو اصول یا فروع مین اپنے مانند
کسی مجتہد کی تقلید روا نہین تھی ولیکن کتاب و سنت جسکی اتباع مفروض و متعین ہے اگر اسمین کسی مسئلہ کا حکم
نہین ملا اور نہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے قطعی ثابت ہوا بلکہ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملا
تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اسکو لیتے تھے اور اپنے قیاس کو ترک کرتے تھے اور یہ اسوجہ سے کہ صحابہ رضی اللہ
عنہم خیر الامۃ ہین اُنسے نور و قوت ایمان مین مساوات نہین ہو سکتی ہے۔ پھر ان ائمہ مجتہدین مین باعتبار تفاوت
مشارب کے تمایز ہے اور اُنکی اجتہادات کا اشتہار بھی متفاوت ہے اور منجملہ اُنکے جنکا مذہب شائع ہوا امام ابو حنیفہ رح
و مالک بن انس رح و ثوری و شافعی و ابن ابی لیلےٰ و اوزاعی و احمد بن حنبل و داؤد اصفہانی ہین ولیکن انمین سے
بھی امام ابو حنیفہ رح و مالک رح و شافعی و احمد رحمہم اللہ تعالےٰ کا مشرب زیادہ مشہور ہو گیا اور انمین سے بھی امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب زیادہ شائع ہوا اور محدث دہلوی رح کے انصاف مین ہے کہ اقوے اسباب اشتہار مین
سے یہ ہے کہ مشیت الٰہی عز و جل سے امام ابو یوسف رح قاضی دار الخلافہ ہوے جس سے تمام سلطنت مین فقہ حنفی
پر مدار ہوا اور بعد اُنکے بھی اسی فقہ کے ماہر اکثر قضاۃ ہوتے چلے آئے اور امام محمد رحمہ اللہ کی کثرت تصانیف سے
تمام شیوع و اشتہار ہو گیا حتےٰ کہ بعض ائمہ مشہورین نے بھی ان کتابون کو بامعان نظر دیکھا اور امام فقیہ بانی شافعی
رحمہ اللہ نے لوگون کو فقہ مین عیال امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قرار دیا۔ اور کفوی وغیرہ کے بیان سے یہ بھی وجہ نکلتی ہے
کہ امام رحمہ اللہ کے شاگرد جو مین اہل اجتہاد علمار بہت کثرت سے تھے جنکی اتباع لوگونمین خود مرغوب تھی لہٰذا
کثرت ہو گئی۔ اور کفوی کے طبقات مین ہے کہ اصحاب حنفیہ مین سے بہت لوگ ملکون و شہرونمین متفرق
ہوے چنانچہ مشائخ عراق سے بغداد وغیرہ مین اور مشائخ بلخ و بخارا و خراسان و سمرقند و شیراز و طوس و

آذربایجان وہمدان وفرغان ودامغان ومازندران وخوارزم وغزنین وغیرہ سے ان ملکون وشہرون مین شہرت ہوگئی اور چونکہ یہ لوگ خود علماء جید فقہاء متدین تھے انکے تصانیف وتذکیر سے زیادہ شیوع ہوا اور امالی وتوالیف وفتاوے کی بہت کثرت ہوگئی پس ان فقہاء مین چھ طبقے ہین اور مع مقلدین سات ہین - اول طبقہ مجتہدین مستقل جنکا انتساب ابھی کسی طرف نہین جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وشافعی وغیرہم دوم طبقۂ مجتہد مستقل جو کسی طرف منتسب ہے جیسے امام محمد رحمہ اللہ وابو یوسف وزفر کہ باوجود استقلال کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منتسب ہین اور جیسے مزنی رحمہ اللہ کہ شافعی رح کی طرف منسوب ہین - سوم اکابر متاخرین کہ جنکو قواعد مقررہ اصول وقیاسات فروع سے استنباط وقائع ونوازل کی قدرت تامہ ہے جیسے خصاف وطحاوی وکرخی وحلوائی وسرخسی وجصاص وغیرہم اور بعض نے بزدوی وقدوری وقاضیخان وصاحب ہدایہ وبرہان الدین صاحب ذخیرہ ومحیط اور طاہر بن احمد صاحب نصاب وخلاصہ انکے امثال کو انھین مین داخل کیا ہے اور ظاہر یہ کہ تتبع نظر سے یون مقرر کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اسمین تامل ہے واللہ تعالے اعلم - چہارم اصحاب تخریج کہ جنکو اجتہاد کی قدرت فی الجملہ ہے کیونکہ اصول وفروع کے احاطہ سے قول مجمل ومبہم کی تفصیل کر سکتے ہین اور بعض نے ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ کو اسی طبقہ مین داخل کیا ولیکن عجب ہے جیسا کہ فاضل لکھنوی مرحوم نے کہا باوجودیکہ قاضیخان وغیرہ کو سوم مین شامل کیا اور میرے نزدیک اسمین ظاہری تتبع کافی نہین ہے اور قوت ایمانی کی ترقی پر اسکا مدار اولے ہے اگرچہ نفس تصدیق قابل کمی و زیادتی نہین سہی - پھر مترجم کو اسمین بھی تامل ہے کہ ان لوگون کو جنکا نام اسمین شمار کیا گیا یا اور جو علماء اس قرن مین موجود تھے کیا درحقیقت ایسے تھے کہ انکو اقوے نوع اجتہاد کی قدرت نہ تھی - پنجم طبقۂ اصحاب ترجیح ہین جیسے امام قدوری وصاحب ہدایہ وغیرہما تو انکی شان فقط یہ ہے کہ بعض روایات کو بعض پر ترجیح دے سکتے ہین باین قول کہ یہ اصح ہے یا اولے ہے یا اوفق بالقیاس یا لوگونکے حق مین زیادہ آسان ہے یا اوجہ ہے وغیر ذلک اور صاحب البحر الرائق نے شیخ ابن الہمام کو بھی اسی طریقہ مین شمار کیا اور کفوی نے ابن کمال پاشا اور مفسر ابو السعود کو داخل کیا اور بعض نے ابن الہمام کو رتبہ اجتہاد تک کامل کہا ہے - وانت لو تاملت فی الامر نظہر لک ان المنزلین للناس منازلہم انما موقع نظرہم کثیرۃ القیل والقال وحفظ الاقوال حتے عدوا الجدل من علم الدین وانما الاعلم عندہم من طال ذیال لسانہ فی اقامۃ حجج الجدال العاریۃ عن الاہتداء بتوفیق اللہ تعالے عز وجل فلا عبرۃ فی کثیر مما حکموا فیما لا علم بذلک لہ الا اللہ عز وجل وہو اعلم بالمہتدین - ششم طبقہ جنکو فقط اتنی قدرت ہے کہ اقوے وقوے واصح وصحیح وضعیف ظاہر الروایۃ وظاہر المذہب ونوادر مین تمیز کر سکین جیسے شمس الائمہ کردری وحصیری ونسفی وغیرہم اور انھین مین سے وہ علماء بھی ہین جنھون نے متون تالیف کیے جیسے صاحب مختار ووقایہ وکنز وغیرہ انکی شان یہ ہے کہ اپنی کتابون مین اقوال ضعیفہ مردودہ کو نقل نہین کرتے ہین - طبقہ ہفتم وہ اہل علم جو طبقہ ششم سے بھی ادنی ہین تو یہ محض مقلد ہین پر لازم ہے کہ کسی فقیہ کی

تقلید کرین اور طبقہ ششم تک کسی نوع کا اجتہاد نہین کر سکتے اور ابن کمال پاشا رحمہ اللہ نے کہا کہ ان لوگون کو تمیز نہین بلکہ جو روایت پاتے ہین کیسی ہی ہو اُسکو یاد کر لیتے ہین پس خرابی اُنکی اور اُنسے زیادہ اُسکی جو اُنکی تقلید کرے کذا نقلہ الفاضل اللکھنوی رحمہ اللہ تعالے اور امام نووی رحمہ اللہ کی شرح المہذب سے مکی رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ مجتہد یا تو مستقل ہے اور اُسکی شرطو نہین ست یہ ہے کہ فقیہ النفس و سلیم الدین ہو اور فکر مین مرتاض اور صحیح التصرف والاستنباط ہو اور بیدار و دلائل شرعیہ سے عارف و اُنکی شروط کا جامع باوجود درایت کے اُنکے استعمال مین مرتاض اور امہات مسائل فقہ سے ہوشیار اور اُنکا حافظ ہو اور یہ تو زمانہ دراز سے معدوم ہو گیا اور یا مجتہد منتسب ہو گا اور اُسکی چار قسمین ہین **اول** وہ یہ کہ امام کی تقلید کسی اصول و فروع مین نہ کرے کیونکہ خود اجتہاد مین مستقل ہے اور امام کی طرف نسبت بوجہ سلوک طریقہ اجتہاد ہے۔ **دوم** مقید بمذہب کہ ادلہ امام و قواعد سے تجاوز نہین کر سکتا اور یہ اصحاب الوجوہ ہین۔ **سوم** جو بہ درجہ سے کم لیکن وہ مذہب امام کی تقریر و تحریر و ترجیح و تضعیف کر سکتا ہے اور یہی اصحاب ترجیح آخر چوتھی صدی تک تھے **چہارم** مذہب کی حفظ و نقل مین قائم و مشکل کا عارف ہے لیکن تحریر و قیاسات و تقریر دلائل مین کمزور ہے تو اسکا فتوے جو کتب مذہب سے نقل کرے معتبر ہو گا **مترجم** کہتا ہے کہ اس عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اس زمانہ مین فتوے اُسی شخص عالم کا معتبر ہے جو حفظ مذہب و نقل و فہم مشکل مین مستقیم اور فی الجملہ نظر کی اہلیت رکھتا ہو اگرچہ تحریر دلائل مین پورا نہو اور قیاسات کی تقریر مین جن سے معانی کی توضیح ہوتی ہے کامل نہو پس مسائل کو مذہب سے آگاہ کرے جسمین ہوا و ہوس یا خالی رطب یا بس روایات مین سے کسی روایت پر مدار نہو کیونکہ اہلیت نظر سے کوئی زمانہ خالی نہین ہے اور اگر کسی شخص نے تعبیر ایسی لیاقت کی دلیری کی تو وہ جہنم کا پل ہے کہ خود عذاب مین رہا اور دوسرے اُسپر سے پار ہو گئے۔ اور عنقریب بحث افتاء مین ذکر آتا ہے واللہ تعالی ہو الہادی الی سبیل الرشاد

الوصل طبقات مسائل۔ مسائل کے **تین طبقہ** ہین۔ **اول مسائل اصول** اور یہ امام محمدؒ کی چار یا چھ کتابون کے مسائل ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور انہین کو ظاہر الروایہ بھی کہتے ہین ان اصول مین سے مبسوط اول و اصل ہے اور امام محمد رحمہ اللہ سے اُسکو اکثرون نے روایت کیا از انجملہ اشہر روایت ابو سلیمان جوزجانیؒ ہے اور اسی کے قریب روایت ابو حفص رحمہ اللہ ہے پھر اسکے نسخہ متعدد ہین ایک نسخہ شیخ الاسلام ابو بکر معروف بہ خواہر زادہ اور یہ درحقیقت شرح ہے اور ایسے ہی مبسوط السرخسی و الحلوائی رحمہم اللہ تعالی اور پہلے مذکور ہوا کہ مبسوط سرخسی سے علی الاطلاق شرح کافی مراد ہے اور کفوی نے کہا کہ ظاہر الروایہ کے مسائل مین سے حاکم شہید کے منتقی کے مسائل ہین اور امام محمد رحمہ اللہ کی کتابونکے بعد یہ کتاب مذہب کیلیے اصل ہے مگر ان ملکون مین اب مفقود ہے اور حاکم کی کتاب کافی بھی اصول مذہب مین سے ہے اور اسکی بھی جماعت مشائخ نے شرح کی ہے از انجملہ شرح شمس الائمہ سرخسی و شرح قاضی اسبیجابی

معروف ہین ۔ اقول منتقی اگرچہ اب مفقود ہے لیکن ذخیرہ وغیرہ مین اس سے بہت کچھ نقل موجود اور
اس فتاوے مین انھین کتابون سے بہت کچھ حوالہ ہے اسیواسطے یہ فتاوے اصول مذہب دریافت
کرنے کیلیے بہت معتمد ہے حتے کہ اگر کوئی شخص ایک نسخہ کتاب الاصل کا لاوے تو اُسپر اعتماد اسوجہ سے
نہوگا کہ کتاب الاصل عموماً متداول نہین رہی جسپر وثوق ہو بخلاف نقل کے جو اس فتاوے مین متواتر
متوارث موجود ہے ۔ طبقہ دوم مسائل مذہب مین سے غیر ظاہر الروایۃ کے مسائل ہین اور مراد
اُنسے وہ مسائل ہین جنکو ائمہ سے سوا ے ان کتب مذکورہ کے اور کتابون مین روایت کیا گیا خواہ امام
محمد رحمہ اللہ کی دوسری کتابون مین جیسے کیسانیات وجرجانیات ورقیات وہارونیات وغیرہ اور
غیر ظاہر الروایۃ اسلیے کہتے ہین کہ امام محمد رہ سے یہ کتابین اسطرح ظاہر مشہور مروی نہین ہوئین جیسے
پہلی کتابین ہین اور خواہ سوا ے امام محمد رحمہ اللہ کے اورون کی کتابون مین جیسے حسن بن زیاد کی
مجرد جسمین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اصلاً اور صاحبین رہ وغیرہ سے تبعاً مرویات ہین اور اسی قسم مین کتب
امالی ہین اور امالی جمع املاء ہے اور املاء یہ ہے کہ فقیہ کے گرد اُسکے تلامذہ دوات وقلم کے ساتھ بیٹھے اور جو کچھ
اجتہادات وہ بولتا گیا یہ لوگ اُسکو لکھتے گئے اسیطرح متعدد مجالس مین مجموعہ ایک کتاب ہوگئی اور حدیث مین
بھی ایسا طریقہ موجود تھا اور ظاہر اسی موافقت سے فقہیات مین بھی متقدمین فقہاء مین جاری تھا اسلیے کہ اللہ
تعالے نے اُنکے اذہان سیال مخلوق فرمائے تھے اور اسی قسم سے ہین متفرق روایات متفرق تلامذہ کے
پاس جنکو نوادر کہتے ہین جیسے نوادر ابن سماعہ وابن رستم یعنے ابراہیم ونوادر ہشام وغیرہ از امام محمد رحمہ اللہ
ونوادر بشر عن ابی یوسف وغیرہ پس انکو نوادر یا تو اسوجہ سے کہتے ہین کہ متفرق روایات ہین یا اسوجہ سے
کہ بظاہر مخالف اصول ہین پس مشائخ نے انکی صحیح محمل یعنے تاویل بیان کی اور بسا اوقات اصول مین
جزئیہ مذکور نہین مگر نوادر مین ہے اور کبھی نوادر اگرچہ منفرد ہے لیکن تخریج مسائل سے مخالفت پیدا
ہوتی ہے کیونکہ اکثر اصول مین مسائل فقہیہ کے انواع واصناف کے قلیل مسائل مذکور ہوے تاکہ انھین کے
مقایسہ پر تفریعات کر لیجاوین اور دقیق النظر آدمی کو مختصر کتب متون مین سے ہر بات مین یہ طریقہ ظاہر
ہوسکتا ہے کیونکہ ہر صنف کے مسائل و اُسکے تفریعات کو ایک اصل مقید شامل ہے اسیواسطے جامع صغیر کو جامع
کہتے ہین باوجودیکہ بہت صغیر ہے کیونکہ قیود مسائل خود احکام متعددہ ہین ولیکن سوا ے صاحب بصیرت کے
کسی کو استخراج پر اعتماد نہین رہا ہے اور شروح جامع صغیر مثل شرح قاضیخان وغیرہ البتہ جید معتمد ہین اور فتاوے
مین اس سے بیشتر حوالہ ہے طبقہ سوم مسائل فتاوے ہین اور انھین کو واقعات ونوازل کہتے ہین اور یہ
مسائل وہ ہین جنکو مشائخ متاخرین نے بہ قوت اجتہاد ایسے وقائع مین استخراج کیا جنمین ائمہ متقدمین سے کوئی
روایت نہین ہے اور ایسی کتابون مین سے اول کتاب شیخ ابو اللیث فقیہ نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی
رحمہ اللہ نے جمع فرمائی اور نوازل اسکا نام رکھا اسمین اپنے شیوخ ومشائخ متاخرین محمد بن مقاتل رازی

ومحمد بن سلمہ ونصیر بن یحییٰ وغیرہم کے فتاوے جمع کیے اور جا بجا اپنے آپ جو کچھ اختیار کیا وہ بھی لکھدیا یعنے
مثلاً کوئی حکم کسی مسئلہ مین شیخ سے نقل کیا اور اُسپر خود راضی نہین ہوے تو لکھا کہ میرے نزدیک
یون مختار ہے لہذا اس فتاوے مین جہان اسطرح آیا ہے کہ اسی کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا اسکے یہی
معنی ہین کہ یا تو مشائخ سے اس مسئلہ مین مختلف دو حکم مذکور ہین انہین سے خود ایک کو قوی سمجھکر لکھدیا کہ میرے
نزدیک یہ مختار یعنے اقوی ہے یا اپنے نزدیک اس حکم کے علاوہ دوسرا حکم اجتہادی جدید مختار ہے
پھر یہ کتاب ان واقعات مین اصل ہے اور اسکے بعد دوسرون نے اسیطرح جمع کردین جیسے **مجموع النوازل**
والواقعات از ناطفی رحمہ اللہ و **واقعات صدر شہید** حسام الدین رحمہ اللہ اسمین بھی اختیارات صدر شہید
اکثر مذکور ہین چنانچہ فتاوے مین جابجا آیا کہ اسی کو صدر شہید نے اپنے واقعات مین اختیار فرمایا ہے پھر انکے
بعد مشائخ نے اصول روایات کے ساتھ غیر ظاہر الروایۃ و امالی و نوادر و واقعات کو مخلوط جمع کردیا جیسے جامع
فتاوے قاضیخان وخلاصہ وغیرہ اور بعض نے ایک نوع تمائز کے ساتھ جمع کیا جیسے محیط شمس الائمہ سرخسی
چنانچہ انھون نے پہلے مسائل اصول کو لکھا پھر غیر ظاہر الروایۃ یا مشہور الروایۃ کو پھر امالی و نوادر کو پھر
فتاوے کو اور یہ عمدہ ترتیب ہے خصوص اس زمانہ کے لحاظ سے بہت نافع ہے کیونکہ اب اسقدر تمائز بھی
معدوم ہوگیا۔ خواہ قلت ادراک وعلم سے اور خواہ اصول وغیرہ مفقود ہونے سے اور بے شبہہ یہ سستی بہت
مضر ہوئی کہ کتب اصول امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ گم کردیگئین اور اب چند کتابین متاخرین کی تصانیف سے
شائع ومعتمد ہین انمین سے بعض متون ہین اور بعض انھین کی شروح ہین اور بعض بنام فتاوے معروف ہین
واضح ہو کہ اہل علم مین یہ قول مشہور ہے کہ متون مین جو حکم مسئلہ لکھا ہے وہ حکم شروح سے مقدم ہے اور
جو شروح مین ہے وہ فتاوے سے مقدم ہے پس اگر شروح مین ایسی بات پائی جاوے جو متون سے
مخالف ہے تو متون کا حکم لیا جائیگا اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ متون اسیواسطے ہین کہ ظاہر مذہب کو نقل کرین
مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ قاعدہ شروح مبسوط وغیرہ و اس طبقہ کے واسطے متوافق تھا کیونکہ متون
سے مراد اصول ہے جنکو اب متون کہتے ہین اور فتاوے سے مراد غالی متاخرین کے استخراجی مسائل ہین جنکو واقعات
کہتے ہین پس مراد یہ تھی کہ جب کتب اصول مین کوئی حکم ملا اور شیخ شارح نے اسکے خلاف لکھا ہے تو شرح کا
حکم ترک کیا جاوے اور اصل کا لیا جاوے کیونکہ وہی اصل مذہب ہے اور جو شروح مین ہے وہ فتاوے پر مقدم اس
جہت سے کہ شرح فوائد قیود مسئلہ ہین تو گویا یہ مسائل خود اصل مین مذکور ہین بخلاف واقعات کے کہ ان مین
مفروض ہے کہ صریح یا ضمنی روایت امام سے نہین ہے بلکہ بقاعدہ اجتہادی متاخرین نے استخراج کیا ہے ہان
یہ ممکن ہے کہ کہین اشارہ اسکی طرف اصل مین ہو اسیواسطے بعض مسائل استخراجی مین لکھا کہ اس مسئلہ کی کوئی
روایت کسی کتاب مین امام محمدؒ سے نہین ہے ولیکن فلان شیخ نے یون کہا اور فلان نے اسطرح پر لکھا کہ یہی
صحیح ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے اسیطرف اشارہ کیا ہے پس بطریق اشارہ مذکور ہونا داخل مذکور نہین ہے

بخلاف شروح کے کہ فائدہ قید یعنے مفہوم روایت ایک حجت معتبرہ ہے تو وہ ضمنی مذکور ہے پس اس بیان سے
ظاہر ہوگیا کہ اس قاعدہ کے معنے کہ متون شروح پر اور شروح فتاوے پر مقدم ہین یہ ہین اور اسوقت مین جو
متون وشروح وفتاوے موجود ہین انکے حق مین یہ قاعدہ ٹھیک نہین ہوتا اسلیے کہ شروح اسوقت ہر طرح
نوادر وامالی وغیرہ سے مملو ہین اور اگر بوجہ شہرت کتاب وتواتر کے تقدم ہو تو قطع نظر اسکے کہ دلیل مذکور یعنے قول
کیونکہ متون نقل مذہب کے لیے ہین انکے جاری نہین رہتے یہ بھی ظاہر ہے کہ جملہ شروح متواتر درجہ تک ... نہین
ہین حالانکہ کتابون کی تواتر وعدم تواتر کی بحث جداگانہ ہے علاوہ اسکے جنکو اسوقت فتاوے کہتے ہین وہ
نہ امالی نوازل وواقعات کا مجموعہ نہین ہین بلکہ ہر طرح کے روایات اصول مع نوادر وغیرہ اسمین موجود ہین
تصدیق اس فتاوے عظیم کو دیکھو کہ غالبا جملہ روایات ہدایہ ووقایہ وغیرہ خواہ انھین کے حوالہ سے یا مبسوط
وغیرہ اصول کے حوالے اسمین جو دیکھینگے اور زائد اس سے بہت سے روایات اصول کا نشان ملجائیگا پھر کیونکر
شرح نقایہ قہستانی وشرح ابو المکارم کا اعتبار ہوگا اور اس فتاوے کا اس سے کم۔ اور حق تو یہ ہے کہ اکثر
متون متداولہ اس لائق ہین کہ اصول کی روایات اس فتاوے سے لیکر انکی شرح لکھی جاوے کیونکہ ایک
جم غفیر علمار نے اصول سے ان روایات حاصل ہونے کی تصدیق کی اور کسی نے انکار نہین کیا تو اخبار
بحد تواتر پہونچ گیا خصوص جبکہ متدین بادشاہ عالمگیر انار اللہ تعالے برہانہ کی سعی موفور پر اعتماد قوی ہے
کہ اصول جنسے حوالہ ہے اُسنے بالاعتماد بہم پہونچائی تھین پس یہ کتاب جسکو فتاوے کہا جاتا ہے ان شروح
متداولہ سے زیادہ مستند ہے۔ بالجملہ مجموعی حالت اس فتاوے بینظیر کی یہ نہین ہے کہ اسپر وہ معنی صادق
آوین جو قاعدہ مذکورہ مین لفظ فتاوے سے مراد ہین اور جسنے یہ وہم کیا کہ اسوقت کے اطلاق کے
موافق الفاظ قاعدہ کا انطباق ہے اُسنے خطا کی بلکہ مراد قاعدہ سے وہی ہے جو ہمنے اوپر بیان کردی ہے
اب اس قاعدہ اور اس فتاوے مین جو نسبت ہے وہ یہ ہے کہ فتاوے مذکورہ مجمع ہے روایات اصول وکافی و
منتقی وامالی ونوادر وفتاوے کا اور ان احکام کے طبقات اوپر بیان ہوچکے ہین اور حالت یہ ہے کہ
جس قسم کا مسئلہ پیش آیا اور اُسکا حکم اس کتاب سے چاہا گیا تو دیکھا جاوے کہ اصول وکافی ومنتقی مین
کہین مذکور ہے خواہ ذخیرہ ومحیط ومبسوط ووجیز وغیرہ کسی کے حوالہ سے ہو پس وہ حکم ظاہر الروایہ ہے
اور وہی ظاہر المذہب ہے اور اسی پر عمل ہے کہ اس سے کچھ مخالفت نہین ہے اور اگر ظاہر الروایۃ مین بھی ملا اور
شروح مین اسکا حکم برخلاف ظاہر الروایۃ ملا تو ظاہر الروایۃ پر اعتماد ہے اور شرح کو ترک کیا جائیگا مگر در
صورت واحدہ اور اگر ظاہر الروایۃ مین نہین ملا بلکہ فقط شرح مین ہے تو بلا مخالفت اُسکو لینا چاہیے اور اگر
شرح کے حکم سے فتاوے شیخ مین بھی مخالف ملا تو شرح مقدم ہے اور اگر خالی کسی فتوا ے مین ہے تو اسی پر اعتماد
کرنا متیقن ہوا پس قاعدہ مذکورہ کے معنے اس کتاب پر اسطرح منطبق ہین مگر واضح ہو کہ اس تقدیم مین اہل علم نے
یہ قید لگائی ہے کہ یہ حکم تقدیم کا اُسوقت ہے کہ نیچے کے طبقہ مین مصحح کسی حکم کی نسبت صحیح ہونا مذکور نہو چنانچہ مسئلہ

فرائض مین کہ ایک شخص نے چچا کی دختر اور ماموں کا پسر چھوڑا تو خیر الدین رملی نے فتوے دیا کہ کل ترکہ چچا کی دختر کا ہے اور اس فتوے کے یہ معنی ہین کہ خیر الدین رحمہ اللہ نے ظاہر الروایۃ کا حکم مسائل کو نقل کر دیا اور یہ معنی نہین ہین کہ مسئلہ مین اجتہاد کرکے جواب دیا کیونکہ یہ حکم ظاہر الروایۃ مین خود مذکور ہے چنانچہ اس فتاوے کے فرائض کو دیکھو اور اسی مسئلہ مین دوسرا حکم ظاہر الروایۃ کا یہ بھی مذکور ہے کہ کل ترکہ ماموں زاد بھائی کا ہے شامی نے رد المحتار مین کہا کہ اس مسئلہ مین تصریح موجود ہے کہ دونون حکم ظاہر الروایۃ کے ہین اور کہا کہ خیر الرملی رحمہ اللہ نے جو فتوے مین نقل کیا اسکی نسبت جامع المضمرات مین تصریح کر دیگئی کہ وہی صحیح ہے اور کہا کہ جہان کہین ایسا واقع ہو تو ہم پر اسی حکم کی اتباع لازم ہوگی جسکے صحیح ہونے پر تصریح کر دی جاوے۔ اس بیان سے یہ بات بھی نکل آئی کہ کبھی اصول سے خود مختلف دو روایتین ملتی ہین تو انکین تصحیح پر مرجع ہے اور اگر نہو یا ظاہر الروایۃ مطلق اور حکم شرح مصحح ہو تو انکا حکم بحث الافتاء سے تلاش کرنا چاہیے۔ پھر واضح ہو کہ یہان ایک قول معروف ہے کہ متون کا حکم مقدم ہے شروح پر اور شروح کا فتاوے پر۔ اور متون سے مراد وہ مخصوص کتابین ہین جو نقل مذہب کے لیے ملتزم ہین اور اصل اسکی وہی قاعدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ اصول کا حکم مقدم ہے اور چونکہ کتب اصول اسوقت مفقود ہوگیئی ہین تو بجاے انکے متون داخل کیے گئے۔ اور یہ مشکل ہے اسواسطے کہ متون متداولہ مین اکثر ایسے مسئلہ بھی ہین جنکا اصل مذہب مین وجود نہین ہے جیسے باب طہارت مین مسئلہ دہ در دہ کہ اصل مذہب مین نہین ہے اور اکثر مسائل مشائخ کے تخاریج ہوتے ہین چنانچہ ہدایہ دیکھو ہان شاید مختصر کرخی و مختصر الطحاوی وغیرہ مین ایسا ہو ولیکن اب تو وہ بھی مفقود ہین اور کمال اعتبار اسوقت وقایہ و کنز و قدوری پر ہے بلکہ الضیعت پر انحصار ہوگیا اور بعضے مختار مؤلفہ عبد اللہ بن محمود موصلی متوفی ۶۸۳ھ و مجمع البحرین مؤلفہ احمد بن علی بغدادی المتوفی ۶۹۴ھ متون مین داخل کرتے ہین۔ اور ظاہر احق یہ ہے کہ ان ائمہ نے جس حکم کو مذہب سمجھا ہے اور اسکو قوت و صحت مین مثل ظاہر الروایۃ جانا اسکو مختلط کر دیا حتے کہ سب مذہب قرار دیا گیا لہذا اس قول پر اکثر متفق ہین کہ جو کچھ متون مین ہے اسکے صحیح ہونے کا التزام کیا گیا ہے پس جو مسائل ان کتابون کے حوالہ سے ملین انکی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ گویا یہ مؤلف تصحیح کرتا ہے لیکن ایسی صورت مین اگر ظاہر الروایۃ صریح اسکے خلاف ملے تو آیا ظاہر الروایۃ پر اعتماد ہوگا یا انکی التزامی تصحیح پر۔ یہان اصلی مرجع اسطرف ہوگا کہ گویا ایک کتاب مین روایت آئی کہ یہ حکم ظاہر الروایۃ ہے اور اس متن مین روایت آئی کہ نہین بلکہ یہ ظاہر الروایۃ ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ حکم متن کا تخریجی نہین ہے اور یہ دراصل کتاب کے متواتر و مشہور ہونے پر راجع ہے اور اسکے یہ معنی ہین کہ بعض کتابین اسوجہ سے معتبر نہین ہین کہ بتواتر ہمکو پہونچنا ثابت نہین ہے اور یہ بحث بھی انشاء اللہ تعالے آتی ہے بالجملہ اگر متون کو مقدم کیا جاوے تو قول مذکور کے یہ معنے ہوسکتے ہین کہ جو وقایہ مین مذکور ہے وہ شرح وقایہ سے مقدم ہے وانہا داتا ملت

القاعدۃ وجدتہا مجحۃ لا یؤل سلے مدرجۃ دلت ملے ان لا اصل یا ذکر من القاعدۃ اولا وہذہ مصحفۃ منہا فتا مل

پس صواب یہ ہے کہ یون کہا جاوے **قاعدہ** اصول مین جو کچھ ہو وہ شروح پر مقدم اور شروح کا فتاوے پر تقدم ہے
واللہ تعالے اعلم - اور یہان یہ بھی مذکور ہے کہ **متون** اسواسطے مخصوص ہین کہ امام ابوحنیفہؒ کے اقوال ذکر
کرین ولیکن یہ بھی مخدوش ہے کیونکہ کثرت سے صاحبین کے اقوال بلا ذکر خلاف لیے گئے جسپر فتوے ہے
پھر اگر قاعدہ تقدیم متون مانکر اس فتاوے سے انطباق کیا جاوے تو اسکا یہ اثر یاد رکھنا چاہیے کہ جو مسئلہ
اصول ستہ و اُسکے مانند منتقی و کافی مین سے منقول نہ ہو بلکہ ان متون سے منقول ہو تو یہ بھی اصول مین
داخل کیا جاوے پس شروح یا فتاوے پر اسکو تقدیم ہوگی اور ادنے یہ ہے کہ متون کا حکم اہل مذہب کے
نزدیک مذہب قرار دیا جائیگا اور جب متون کو ناقل مذہب امام مخصوص مان لیا جاوے تو فتوے کے
وقت اُسکے قواعد کے موافق یہ امام کا مذہب قرار دینا چاہیے اور ابھی معلوم ہو چکا کہ متون سے
کون کون کتابین مراد ہین ازانجملہ مختصر الطحاوی وغیرہ بھی ہین ولیکن اس زمانہ مین مختصر الطحاوی عموماً
متداول و متواتر نہین رہی اگرچہ تھوڑا زمانہ ہوا کہ لوگو نمین متواتر ہو چکی تھی لہذا اس زمانہ مین اگر
بر سبیل شذوذ دو چار کے پاس ہو تو اسپر یہ حکم نہوگا جو کنز و قدوری وغیرہ پر ہے کیونکہ اسمین خوف
الحاق و تحریف وغیرہ پیدا ہو گیا ہے اب ہم چند اصطلاحات مسائل نقل کرکے انشاء اللہ تعالے
لکھینگے کہ افتاء کیا ہے اور کس شخص سے صحیح ہے اور کس کتاب سے چاہیے اور کن کتابون سے فتوے دینا
نہین روا ہے واللہ تعالے ہو الموفق والمعین۔ **اصطلاحات مسائل** بعض الفاظ نفس احکام سے
متعلق ہین جیسے واجب و جائز وغیرہ اور بعضے اس سے نوع تعلق رکھتے ہین مثلاً حکم اجماعی یا اتفاقی
یا اختلافی وغیرہ اور مترجم کو بیان جسقدر مناسب نظر آوینگے مختلط بیان کریگا۔ واضح ہو کہ فرض وہی ہے
کہ جو قطعی دلیل سے بلا معارض ثابت ہو اور یہ اوامر و نواہی دونون کو شامل ہے اور اکثر اسکا اطلاق
انھین افعال پر ہے جنکا کرنا مقصود ہے لہذا فرض وہ فعل ہوا جسکے بجالانیکا حکم اسطرح ثابت ہوا کہ قطعی
بلا معارض ہے اور واجب وہ کہ قطعی بنوع معارض ہے پس فرق دونون مین فقط اعتقاد کی راہ سے ہے اور اسپر
بعض احکام مبنی ہین مثلاً منکر فرضیت کا فر ہوگا ورنہ عمل کرنے مین جیسا وہ ضروری ہے ویسا ہی یہ ضروری ہے
اسیواسطے بقدر آسان قرارت قرآن نماز مین فرض ہے اور پوری سورۂ فاتحہ واجب ہے مگر پورے فاتحہ ترک
کرنے سے نماز کا اعادہ واجب ہے اور یہ جو لکھا گیا کہ نقصان کے ساتھ ادا ہو گئی یا اُسی کے معنی مین فرائض
ادا ہو جانے پر اور الفاظ لکھتے ہین اس سے نفس فرائض کا پورا ادا و جائز ہونا وغیرہ مراد ہے ورنہ نماز ادا
نہ ہوگی کیونکہ اعادہ واجب ہے اور واجب ترک کرنیسے بالاجماع مستحق عذاب جہنم ہوتا ہے حالانکہ لوگون نے
ظاہری الفاظ دیکھکر واجبات مین لاپروائی و سستی اختیار کرلی ہے مثلاً رکوع و سجدہ مین ترک طمانیت بقدر
تین تسبیح کے جبکہ اسقدر اصح قول پر واجب ہے اگرچہ ادنی مقدار جسپر رکوع کا اطلاق ہو فرض ہے تو عوام اہل علم
جواز بتلادیتے ہین حالانکہ فقہاء کی مراد جواز سے ادائے قدر مفروض ہے نہ جواز نماز اور یہ یاد رکھنا چاہیے پس ترک واجب الا عادہ

فرض

واجب

حرام / مکروہ

اور جن افعال مین ترک مقصود ہے یعنے شرع مین ممنوع ومنہی عنہ ہین اُنمین فرض کی نظیر حرام ہے اور جسکی حرمت ثابت ہوئی اُسکی حرمت سے انکار کفر ہے اور واجب کی نظیر مکروہ تحریمی ہے اور اس تقریر مین زیادہ توضیح کی ضرورت نہین ہے کہ عموماً اہل ایمان واسلام فرض وواجب اور حرام ومکروہ جانتے یا سمجھتے ہین مگر یہ یاد رکھنا چاہیے جو شرح المنیہ ورد المحتار وغیرہ مین ہے کہ اکثر اوقات فقہا اپنی کتاب مین واجب ایسے مقام پر بولتے ہین جو فرض ہے جیسے نماز جمعہ یا اعم از فرض وواجب مراد لیتے ہین اسی سے بعض شارحین نے کہا کہ اسکی فرضیت کا اعتقاد واجب عمل واجب ہے اور اسی قبیل سے ہدایہ وغیرہ مین قول امام محمد رحمہ اللہ کہ ایک دن اگر دو عیدین جمع ہون ایک واجب دوسری سنت الی آخرہ یعنے جمعہ ونماز عید الفطر یا اضحی اور اس سے یہ فائدہ نکل آیا کہ سنت کا اطلاق کبھی واجب پر ہوتا ہے کیونکہ نماز عید ہمارے نزدیک واجب ہے اور کبھی فرض ایسی چیز پر بولتے ہین کہ بدون اسکے فعل صحیح نہوا گرچہ وہ رکن نہو جیسے کہا کہ نماز کے فرائض مین سے تحریمہ ہے باوجودیکہ نماز مین اس سے دخول حاصل ہوتا ہے اور کبھی فرض ایسی چیز پر بھی بولتے ہین جو نہ فرض ہے اور نہ شرط ہے۔ **کراہت** جہان مطلق ہے تو مراد کراہت تحریمی ہے ورنہ تنزیہی پر تخصیص ہوگی اور کبھی قرینہ کی دلالت پر تنزیہی مراد لیتے ہین۔ ذکرہ النسفی فی المستصفی وصاحب البحر وغیرہما اور اس فتاوے کی کتاب الکراہیۃ مین بھی فی الجملہ مذکور ہے اور بعض نے عبادات ومعاملات کی راہ سے تفریق کی ہے والکلام فیہ طویل۔ **سنت** سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل وقول ہے اور جو کوئی فعل آپنے کسی دوسرے کو کرتے دیکھا اور منع نہ فرمایا یا اُسکو برقرار رکھا وہ بھی سنت ہے اور جہان مطلق سنت کسی امر کی نسبت لکھا گیا اُس سے سنت الرسول صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم مراد ہے اور سنت کا اطلاق سنت خلفاء وصحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی آتا ہے **وفی الحدیث** علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ اور پہلے معلوم ہوچکا کہ خلفاء راشدین سے چارون خلفاء صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہین اور اسی سے کہا گیا کہ تراویح کا بجماعت ادا کرنا سنت حضرت مزین المنبر والمحراب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب ہے حالانکہ آپنے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو جماعت سے پڑھانے کا حکم کیا تھا اور کبھی سنت ایسے فعل پر بولتے ہین جو بدلیل سنت کے واجب ثابت ہوا ہے جیسے نماز عید چنانچہ اوپر گذرا اور جیسے جماعت سے نماز ادا کرنا جنکے نزدیک جماعت واجب ہے وفی البحر الرائق وغیرہ کبھی سنت سے مستحب مراد لیتے ہین اور برعکس بھی اور یہ قرائن سے عالم کو معلوم ہو جاتا ہے۔ **تتمہ**۔ جہان اس فتاوے مین یون مذکور ہے کہ مثلاً مدعا علیہ کا قول قبول ہوگا اور مدعی پر گواہ لانے واجب ہین یہان واجب سے شرعی معنے نہین مراد ہین یعنے اسپر شرع نے یہ امر واجب نہین کردیا کہ خواہ مخواہ گواہ لاوے بلکہ یہ غرض ہے کہ اگر اسکو اپنا حق ثابت کرانا منظور ہے تو اُسکو گواہ لانے کی ضرورت ہے یا یون کہا جائے کہ اگر یہ حق لینا چاہے تو ظاہر شرع واجب کرتی ہے کہ گواہ لاوے اور ظاہر شرع کی قید اسواسطے ہے کہ اگر وہ شخص جھوٹے گواہ لایا اور فریب سے حکم حاصل کرلیا تو قاضی کا حکم بطور شرع ہو جائیگا جبتک گواہون کا عیب دروغ ظاہر نہو مگر شرع نے اُسکو

کراہت

سنت

واجب غیر شرعی

حلال نہین کیا بلکہ اسی زندگی تک یہ حکم رہا اور عاقبت مین وہ ماخوذ ہوگا۔ جواز حد منع سے باہر کو کہتے ہین یعنے
جو شرعاً منع نہین ہے اور یہ مباح و مندوب و مکروہ تحریمی و واجب سب کو شامل ہے کما فی حلیۃ المحلی وغیرہا
اور شرح المہذب امام نووی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ یجوز کبھی بمعنے یصح اور کبھی بمعنے یحل آتا ہے یعنے
کبھی جب بولتے ہین کہ یہ جائز ہے تو مراد یہ کہ صحیح ہے اور کبھی جائز یعنے حلال ہے اور عقد الفرید
شرنبلالی مین ہے کہ کوئی عقد نافذ ہونے سے اسکا حلال ہونا لازم نہین ہے چنانچہ غائب پر حکم قضا شمس الائمہ
وغیرہ کے نزدیک نافذ ہے اگرچہ مذہب مین حلال نہو اور فاسق کی گواہی پر حکم صحیح ہے اگرچہ خلاف
مذہب ہے مترجم کہتا ہے کہ اسکی مثالین کثرت سے موجود ہین اور مثلاً بیوع فاسد مین قبضہ سے ملک صحیح ہونیکا
حکم ہے باوجودیکہ حلت لازم نہین اور غاصب نے مغصوب چیز کا اجارہ دیا تو صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔ اگرچہ
حلال نہین ہے اور ہبہ سے رجوع صحیح ہے اگرچہ حلال نہین ہے پس صحت کو حلت لازمی نہین ہے
اور یہ مقام نہایت حفاظت سے یاد رکھنا چاہیے اور فتاوے کے باب اجارات اور استیجار عبادات وغیرہ مین
بہت سمجھکر استفادہ لینا چاہیے وعلےٰ ہذا مقابر مین قرارۃ القرآن موافق بعض روایات کے ائمہ کے نزدیک
جائز نہین ہے اور اجارات مین عقد اجارہ کو جائز کہا تو اس سے اول روایت کی تضعیف جیسا کہ بعض نے
زعم کیا ہے وہم ہے اور بعضون نے فقہ نہ جاننے کے سبب اسکو مخالف حدیث و آثار گمان کرکے طعن کیا اور
یہ بھی بیوقوفی ہے کیونکہ احکام کی جہات مختلف ہوتی ہین آیا نہین دیکھتے کہ قاضی کو مدعی کے گواہون پر
بعد عدالت دریافت کر لینے کے حکم دیدینا جائز ہے اگرچہ درواقع گواہ دروغ ہون اور علےٰ ہذا جورو پر مرد کا
کھانا پکانا بہ حکم قضا واجب نہین اگرچہ براہ دیانت اُسپر واجب ہے اور نظائر اسکے فروع مین بکثرت بہت
واضح موجود ہین جنکے نسبت امثلہ مذکورہ مین بہت خفا ہے اور باب عبادات مین بھی ایسا اطلاق آیا ہے
چنانچہ جس نماز مین کوئی فساد ہے کبھی اسکو کہدیتے ہین کہ جائز ہے اسیواسطے شارح لکھتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ
مع الکراہۃ جائز ہی یا کہتے ہین کہ صحیح ہے یعنے باطل نہین ہے اور اباحت و کراہت سے خالی ہونے کا لحاظ نہین کرتے
ہین پس جہان کسی حکم کی نسبت جائز ہے یا صحیح ہے استعمال ہوا اور دوسرے مقام پر اسکی نسبت مکروہ ہونیکا حکم
ہے تو دونون مین مخالفت تصور نہ کرنا چاہیے بلکہ تتبع و غور سے دیکھنا چاہیے اور بیوع مین لکھا کہ شیرۂ انگور ایسے
شخص کے ہاتھ بیچنا جائز ہے جو اس سے شراب بنا دیگا۔ اور کتاب الکراہیۃ وغیرہ مین نظیر اسکی مکروہ ہے اور
بعض شروح نقایہ مین اسی مقام پر تصریح کردی کہ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بکراہت جائز ہے
قال المترجم ہندوستان مین ہندوؤن کا مردہ جلانے کو جلانے والے کے ہاتھ لکڑیان وغیرہ بیچنا اسی معنے مین
جائز ہونا چاہیے وفی الکراہۃ مسئلۃ فی الاکفان فلیراجعہا للاعتبار۔ اور نیز بیوع مین لکھا کہ اسطرح بیع جائز ہے
کہ کون ثمن بڑھاتا ہے اور یہ بیع فقراء ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اسی سے اس زمانہ مین نیلام کی بیع جائز ہے
جبکہ دیگر شرائط موجود ہون ولیکن معروف یہ شرط ہے کہ مشتری کو خیار عیب یا خیار رویت نہوگا پس اگر

مبیع کی طرف اشارہ ہے یعنے سامنے مشارالیہ ہے تو خیار عیب خود ساقط یا بشرط ساقط ہو سکتا ہے اور خیار رویت کا سقوط خلاف مقتضائے عقد ہے اسیطرح دیگر امور کو بھی لحاظ رکھنا چاہیے اور مسلمان پر واجب کہ ان امور کا معاملات مین برتاؤ نہ رکھے جو حرام کی طرف مودی ہون اور بہتر ہوگا کہ پہلے مبیع کو دیکھ بھال رکھے۔ اور یہ جو عوام مین چھٹی ڈالنے کی بیع ہوتی ہے کہ مثلاً بیس روپیہ کی گھڑی پر بیس آدمیون نے ایک ایک روپیہ کی چھٹی اپنا نام کاغذ پر لکھکر گولی بناکر دیا اور مجموعہ سے ایک بچے نے ایک پرچہ یا گولی اُٹھالی جسکا نام ہوا اُس نے ایک روپیہ مین وہ گھڑی پائی اور باقی محروم رہے اور مالک مال کو بیس روپیہ ملے تو بیع قطعًا حرام اور قمار یعنے جوا ہے اور مالک کو باقیون کے روپیہ حرام اور پانے والے کے روپیہ مین بھی بسبب فساد بیع کے تصرف حرام ہے اور قمار کا گناہ اُسپر و باقیون و پانے والے سب پر ہوگا اور حق عزوجل اسطرح ناحق مفت حرام خوری جائز نہین فرماتا ہے

چھٹی ڈالنے کا مسئلہ

اجزاء کافی

اجزاء۔ ادائے کافی کو کہتے ہین قالہ البیضاوی فی المنہاج ومنہ قولہم اجزاء الصوم عن الکفارۃ۔ یعنے مثلاً قسم مین کوئی حانث ہوا اور تنگدست ہوگیا تو فرمایا کہ روزے سے کفارہ اسکو اجزاء ہے اور مترجم ایسے مقامات مین لکھتا ہے کہ اسکو روزے سے کفارہ ادا کرنا کافی ہے۔ اور یہان ایک لفظ اجازت ہے مثلاً زید نے عمرو سے ایک کتاب اس شرط سے خریدی کہ مجھے خیار ہے یعنے زیادہ سے زیادہ تین روز کی جاکر خریدی پھر انھین تین دن مین اجازت دی تو بیع جائز ہے یعنے خیار ساقط کردیا اور یہ حقیقت مین اپنے قبول کو تمام ہونے سے روکا تھا۔ اور جیسے مریض نے تہائی سے زائد مال کی وصیت کی پھر مرگیا پس اگر وارثون نے اجازت دیدی تو جائز ہے یعنے مریض کا فعل جو زائد مین انکے حق مین تصرف تھا جائز رکھا واضح ہو کہ فرض سب سے اول ہے پھر واجب پھر سنت مؤکدہ پھر سنت اور کبھی مستحب بولتے ہین پھر مستحب اور کبھی مندوب بولتے ہین کبھی نفل اور کبھی تطوع کہتے ہین اور کبھی عربی لفظ ینبغی اور فارسی سزاوار اور اُردو چاہیے ہے کہتے ہین پھر لاباس بہ یا اُردو مین مضائقہ نہین ہے۔ فتح القدیر ادب القاضی مین ہے کہ لاباس بہ کا استعمال مباح مین اور جسکا ترک کرنا اولیٰ ہے بہت آیا ہے اور ردالمحتار مین بحرالرائق کے جہاد و جنائز سے نقل کیا کہ لاباس کا استعمال اگرچہ اکثر ایسے امور مین ہے جنکا ترک اولیٰ ہے لیکن کبھی مندوب مین بولتے ہین اور لفظ ینبغی کو لکھا کہ متاخرین نے اسکو اکثر مندوبات ہی مین استعمال کیا لیکن متقدمین کی بول چال مین اسکو واجب تک مین استعمال کیا گیا ہے قال المترجم اس کتاب مین جہان متقدمین کی عبارات مین آیا وہان اُسکو متاخرین کی اصطلاح پر محمول کرنے مین تامل چاہیے ہے۔ واضح ہو کہ کلمہ لاباس بہ کا ترجمہ کبھی یون آیا کہ کچھ ڈر نہین ہے کیونکہ باس زبان عربی مین جنگ و خوف و تنگی و تکلیف و بیچینی و مرض وغیرہ مین مستعمل ہوا ہے اور چونکہ شرع آدمی کی نفسانی شہوات مین تعدی احکام سے درازدستی کو تنگ کرتی ہے اور اسکو جہنم مین جانے سے روکتی ہے تو جن افعال مین یہ تنگی نہین ہے انکے مناسب لاباس کا ترجمہ مضائقہ نہین ہے مناسب معلوم ہوا واللہ تعالیٰ اعلم

مستحب نفل

تطوع

مندوب

مضائقہ نہین

قالوا صیغہ جمع ان لوگون نے کہا۔ اور ترجمہ مین بہ نظر مقام کبھی کہا کہ مشائخ نے فرمایا اور کبھی امامون نے
فرمایا پس متقدمین ائمہ کے اس فرمانے پر اکثر کا اتفاق جاننا چاہیے اور یہ درحقیقت قوت قول کی دلیل
ہے اور جہان مشائخ مین مستعمل ہے تو یہ قول نہایہ و عنایہ و بنایہ کے ایسے مقام پر استعمال ہوتا ہے جہان
کسی نے خلاف بھی کیا ہو اور فتح القدیر مین لکھا کہ صاحب ہدایہ کی عادت لفظ قالوا مین یہ ہے کہ اختلاف
اور ضعف کیطرف اشارہ کرے اور تفتازانی کے حاشیہ کشاف سے بھی فاضل لکھنوی نے ایسا ہی عموماً نقل کیا
لیکن فتح القدیر سے ایک اشارہ نکلتا ہے کہ عموماً اُسپر دلالت نہین ہوسکتی بلکہ جسکی عادت ہو اسکے کلام مین
اختلاف و ضعف پر محمول ہوسکتا ہے مترجم کہتا ہے کہ تتبع سے بھی اقوے و اظہر ہے واللہ اعلم اور میرے
نزدیک یہ بات ایسے مقام پر ہے جہان ظاہر مذہب سے کسی قدر خلاف قول مشائخ بمقابلہ بیان ہوا اور نیز
میرے نزدیک دلالت ضعف کی بوجہ عدم ظہور دلائل ہے اور علے ہذا معنی ضعف کے فقط عدم قطع بہ قوت ہین
یعنے جس طریقہ پر مسائل فرعیہ کی صحت پر قطع ہوتا ہے اُس سے آگاہی نہ ہوئی بوجہ اسکے کہ تمام دلیل یا
تتمہ پر وثوق علمی نہ ہوا اور نہ اگر کسی دلیل کا جو موجب ضعف ہو علم ہوا تو وہ ضعیف صریح ہے خصوص جبکہ بمقابلہ
قول صحیح ہو۔ پس اس فتاوے مین ہر جگہ اسکے ضعیف ہونے پر قطع کرنا نہ چاہیے جبتک کہ پوری درایت
و فہم و روایت سے کام نہ لیا جاوے۔ **قیل** اُردو مین کہا گیا۔ بعضے کہتے ہین کہ جو حکم بہ لفظ قیل بیان کیا جاوے
یا ترجمہ مین کہا گیا سے مصدر ہو تو وہ ضعف سے اشارہ ہے اور ایک گونہ دلالت اسطرح پر بھی سمجھی جاتی ہے
کہ قالوا مین جب فاعل ظاہر معروف ہے یعنے مشائخ نے کہا تب ضعف کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تو
قیل مین اس سے زیادہ ضعف سمجھا گیا کہ فاعل بھی مجہول کر دیا گیا ولیکن تتبع سے حق یہ ظاہر ہوتا ہے
کہ ایسا لازمی نہین ہے اور مترجم نے اکثر **قیل** کا ترجمہ یون کیا کہ بعض نے کہا یا بعض کا قول ہے۔ **لفظ قضاء**
جہان مستعمل ہے مراد اس سے قاضی کا وہ حکم ہے جو مجلس فیصلہ حکومات مین بطریق شرعی اسطرح صادر ہو کہ لازم
و مبرم ہو چونکہ اکثر مواقع پر اسطرح لکھا کہ (قاضی نے قضاء کی یا حکم قضاء دیا۔ یا قضاء فرمائی) اُردو عبارت
مین عوام کے لیے بہت مشتبہ و مستکرہ نظر آیا لہذا خالی لفظ حکم پر اکتفا کیا گیا ہے مگر مخصوص ایسے مقامات
پر جہان گواہی و دعوے وغیرہ کے مانند دلالت اس امر کی موجود ہے کہ مراد حکم قضاء ہے۔ اور یہ
اسوجہ سے کہ قاضی کا ہر ایک حکم ایسا نہین ہوتا ہے کہ وہ حکم قضاء و حکم مبرم کہا جاوے مثلاً ایک شخص
نے آکر کہا کہ یہ چوپایہ میرے پاس فلان شخص کا کرایہ پر ہے اور وہ یہان موجود نہین اور نہ اسکا وکیل ہے
تو کیا آپ مجھے حکم دیتے ہین کہ مین اسکو دانہ چارہ دون۔ یعنے اس غرض سے یہ حکم حاصل کیا کہ مالک سے
یہ خرچہ واپس لے ورنہ بدون حکم قاضی ایسا کرنے مین وہ محسن شمار ہوگا کہ بحکم قضاء سے نالش کر کے کچھ
واپس نہین لے سکتا ہے تو یہان قاضی کو روا ہے کہ بدون گواہون کے التفات نہ کرے اور چاہے
گواہون پر بھی کچھ حکم نہ دے اور چاہے کرایہ سے نفقہ دلوائے اور چاہے مستاجر سے دلوائے ولیکن

قاضی کا یہ حکم بمنزلہ حکم قضا کے مبرم ہوگا اور اسیطرح کثرت سے اسکے نظائر موجود ہین کیونکہ قاضی تمام امور صلاح و اصلاح کا ناظر ہے اور جملہ امور مین حکم دیتا ہے کچھ خصوصیت دعاوی ہی پر منحصر نہین ہے اور کہین یہ مناسب نظر آیا کہ اسکی جگہ جو اس زمانہ مین اردو بول چال مین عموماً معروف ہے یعنے ڈگری اسکو لکھدی کیونکہ اس سے زیادہ مختصر و واضح لفظ مجھے اور نہین نظر آیا اور مقصود پر بھی خوب منطبق ہے اور عوام کو اس لفظ مین التباس بھی نہین ہے چنانچہ اگر مثلاً کمشنر نے جو حاکم عدالت اسوقت ہے حکم دیا تو وہ خواہ مخواہ ڈگری نہین سمجھا جائیگا اور اگر ڈگری دی تو اس سے فیصلہ کا حکم قطعی مبرم واجب سمجھا جاتا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ قاضی کا حکم قضاء بمنزلہ اسوقت کے اہل تسلط کے ہو بلکہ وہ بطریق شرع ہے اور یہ بطریق عقلی قانون اور یہ کچھ لفظ سے متعلق نہین چنانچہ جو مقدمہ اسوقت بہ قانون اسلام فیصل ہوا وہ حق فیصلہ ہے اور جو حکم اسپر ہے وہ ڈگری ہے اور اگر کوئی وہم و تعصب کرے کہ یہ لفظ قضاء عربی ہے اسکو انگریزی لفظ مین ترجمہ کیا گیا تو یہ خلاف قاعدہ وہم و بیجا تعصب ہے کیا یہ معلوم نہین کہ عموماً فقہی کتابون سے کہ متون مین بھی اور اصول الفقہ مین یہ بات مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فارسی مین نماز تجویز فرمائی تھی اور یہ بات فارسی مین ترجمہ کرنے سے کہین زائد ہے اور رسائی وغیرہ مین تصریح کر دی کہ فارسی کی کوئی خصوصیت نہین ہے بلکہ ہر زبان عجم مین جائز ہے اور اسیوجہ سے دیکھو آیات و احادیث کا ترجمہ اردو وغیرہ مین موجود ہے اور عموماً اسی اصل پر تراجم کا رواج ہے اگرچہ نماز کسی ترجمہ سے روا نہین جیساکہ صحیح قول امام اعظم رحمہ اللہ سے اتفاق کہا گیا ہے پس اردو زبان مجموعہ لغات سنسکرت و بھاشا و عربی و فارسی و ترکی وغیرہ ہے پھر کوئی وجہ نہین کہ بھاشا سے کچھ انکار تھا اور دیگر زبان منکر ہوجاوے اور یہ فقط رسم کی پابندی و عادت کی بنیاد پر ہے ہان اگر کسی دین باطل کے ملتے الفاظ مین سے جو منکرات مین سے ہون کوئی لفظ اپنے یہان شائع کیا جاوے تو وہ البتہ بوجہ شرعی منکر ہونے کے جائز نہین ہے یا کسی باطل دین کے احکام حق ہونا یا عدل ہونا ظاہر کیے جاوین تو منکر ہے ورنہ شرعاً بدلائل فروع و اصول و قول امام متورع رحمہ اللہ تعالےٰ کوئی وجہ انکار نہین ہے اور فی الجملہ اطناب بیان مین ہمنے اسوجہ سے کیا کہ شاید بعض لوگ خلاف تقوے و دیانت کے بہ طریق جدال اسپر اعتراض کرتے ہین فاتقوا اللہ تعالیٰ یا اولی الالباب فان خیارکم احسنکم اخلاقا کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والخلق الحسن ما وافق دین اللہ تعالےٰ باتباع ما جاء بہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم حیث آمن بہ و قد قال صلعم لا یومن احدکم حتے یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ و قال اللہ تعالےٰ اعدلوا ہو اقرب للتقوےٰ۔ اور تعصب و اتباع عادت ایک سخت بیماری ہے کہ نفس کے مالوف پر کبھی منکر نہین ہوتا اور غیر مالوف و خلاف عادت پر متعجب و اس سے متنفر ہونے لگتا ہے اسی واسطے یہ کثرت عیوب نفس و نفاق و ہوا و ہوس کا مجمع بلا استنکار رہجاتا ہے۔ عندہ۔ یعنے مثلاً امام رحمہ اللہ کے نزدیک۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے۔ عنہ مثلاً محمدؒ سے روایت ہے اس سے انکا مذہب ہونا ضرور نہین ہے

اور بعضے مشائخ سے بھی اسیطرح لایا کہ عن الفقیہ ابی بکر رحمہ اللہ یعنے مثلاً کہا کہ فقیہ ابو بکر البلخی رحمہ اللہ سے
مروی ہے تو یہان دو احتمال ہین ایک یہ کہ انھون نے حکم روایت کیا اور یہ احتمال غیر مجتہد مشائخ مین جنکو
اجتہاد فی المسائل کا درجہ نہین ہے اظہر ہے اور مجتہد فی المسائل مین ضعیف ہے اسلیے کہ غالباً وہ مسئلہ اصول و
نوادر وغیرہ مین بھی ہوتا ورنہ کہا جائیگا کہ اصحاب رواۃ مین سے یہ منفرد راوی ہین تو مثل حدیث کے
روایت غریب ہے یا درصورت مخالف روایت موجود ہونے کے غریب منکر ہے بلکہ قوی احتمال یہ ہے کہ خود
کہا و اجتہاد کیا یا اپنے مثل کا قول نقل کیا ہے۔ اوجہ صیغہ اسم تفضیل ہے اور جہان کسی مسئلہ کے آخر مین
اصحاب ترجیح مین سے کسی کا قول اسطرح آیا کہ اور یہی اوجہ ہے تو مراد یہ ہے کہ از راہ دلائل و نظائر
و بظاہر و طرق قیاسات اسکو زیادہ توجہ ہے۔ اوفق یعنے اصل فقہ سے یہ حکم زیادہ موافق پڑتا ہے اور
لفظ اشبہ یا اشبہ بالفقہ یا ہمارے اصحاب کے قول سے زیادہ مشابہ ہے یہ تخریجات مشائخ کے ساتھ
ہوتے ہین یعنے اصحاب تخریج مین سے دو فقیہ کا قول ایک ہی مسئلہ مین باہم مغایر یا بہ تفصیل و اجمال ذکر
کیا اور انہین سے ایک قول کو صاحب ترجیح نے کہا کہ اشبہ وغیرہ ہے تو مراد یہ ہے کہ ہمارے ائمہ کا جو
طریقہ فقہ ہے اس سے یہ زیادہ مشابہ ہے یا انکا قول جو اسکے نظائر مین ہے اس سے زیادہ مشابہ ہے
یا صواب سے مشابہ مراد ہو بالجملہ یہ الفاظ ترجیح مین سے ہین اور بزازیہ مین ہے کہ اشبہ سے یہ مراد ہے کہ
نصوص مین نص سے زیادہ مشابہ براہ درایت ہے اور روایات مین براہ روایت راجح ہے پس اسی
پر فتوے ہونا چاہیے۔ الیق زیادہ لائق یعنے صلاح کاری و پرہیزگاری یا اس چال سے چلنے مین زیادہ لائق ہے
جیسا محل ہو اور بعض الفاظ بحث افتا مین آتے ہین انشاء اللہ تعالے۔ ظاہر الروایۃ و مشہور الروایۃ و نوادر
وغیرہ مصطلحات اوپر مذکور ہو چکے ہین۔ عامہ مشائخ اس سے مراد اکثر مشائخ ہوتے ہین یعنے جہان کہا گیا
کہ عامہ مشائخ کا یہی مذہب ہے تو مراد یہ کہ مشائخ مین سے اکثر اسی طریقہ پر گئے ہین۔ تطوع و اسی سے ماخوذ لفظ
متطوع عبادات مین نفل کا ادا کرنیوالا اور معاملات مین نیکی و احسان کرنیوالا اور اکثر ترجمہ مین کہا گیا کہ وہ
متطوع شمار ہوگا یا قرار دیا جائیگا اسلیے کہ دراصل ثواب تطوع کا بہ نیت ہے اور جب اس نے نالش کر کے معاوضہ
چاہا تو ظاہر یہ تھا کہ اسنے مفت احسان کا قصد نہین کیا حالانکہ کتاب مین اسکو متطوع کہا تو اشارہ ہے کہ حکم مین
وہ مضمن وغیرہ نہین ٹھہرایا جائیگا بلکہ متطوع ٹھہرایا جائیگا جو عوض کا مستحق نہین ہو سکتا اور رہا ثواب کا مستحق
تو وہ حکم سے متعلق نہین ہے حتے کہ جسنے نماز ادا کی اسکے نمازی ہونے کا حکم دیا جائیگا اور ثواب کا عالم الغیب
اللہ تعالیٰ عزوجل ہے جیسی اسکی نیت ہوگی ویسا پاویگا مگر یہان نمازی ٹھہرایا جائیگا نہ منافق و مرائی وغیرہ
المشائخ وقت نہر الفائق مین ہے کہ مشائخ سے وہ فقہا مراد ہین کہ جنھون نے امام رحمہ اللہ کو نہین پایا۔
المتقدمین اس لفظ سے وہ فقہا مراد ہین جنھون نے امام یا صاحبین مین سے کسی کو پایا ہو۔ متاخرین
جنھون نے ائمہ ثلثہ مین سے کسیکو نہین پایا۔ بعض لوگون مین اسطرح تقسیم مشہور ہے کہ سلف تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

سے لیکر امام محمد رحمہ اللہ تک ہین اور خلف متقدمین امام محمد رحمہ اللہ سے شمس الائمہ حلوائی تک ہین اور متاخرین حلوائی سے لیکر حافظ الدین بخاری تک ہین اور یہ سرسری تقسیم ہے چنانچہ اس فتاوے جلد اول مین بعض متاخرین وہ شمار کیے جو حلوائی سے پہلے ہین اور یہ جو ذہبیؒ نے لکھا کہ دوسری صدی ختم تک متقدمین ہین اور تیسری صدی شروع سے متاخرین ہین تو یہ اصطلاح اصول حدیث واسماء الرجال سے اوفق ہین اور قرون ثلثہ بھی اسی پر ہین اور پہلے مذکور ہوچکا ہے کہ سلف کا اصلی اطلاق صحابہ رضی اللہ عنہم پر اور خلف کا تابعین رحمہم اللہ تعالےٰ پر ہے اور کبھی صحابہ و تابعین سب کو سلف صالحین بولتے ہین اور یہان فقہاء مین سلف و خلف بطریق تشبیہ مجاز ہے یعنے وضع اصطلاحی سے مجاز ہے یا یہ جدید اصطلاح ہے واللہ اعلم۔ **الاصح** جب دو حکمون مین سے ایک کو اصح کہا تو مراد یہ کہ دوسرا بھی صحیح ہے یعنے اجتہادی سعی مین یا بسبب نوع عمل کے مثلاً وضو مین دو دو مرتبہ اعضا کا دھونا اور تین تین مرتبہ ولیکن ایسی صورت مین دونون صحیح اور دوم احسن وغیرہ کہلاتا ہے **تتمہ** اصول مین ایسے الفاظ سے اسطرح استدلال متعین نہین ہے چنانچہ کتاب مجید مین بیان کافرون سے مومنون کو اہدے یعنے بڑھکر راہ راست پر فرمایا وہان یہ معنے مراد نہین کہ کافر بھی ہدایت پر ہین مگر مومن اُنسے بڑھے ہوے ہین کیونکہ کافرون کو صریح گمراہ اور اضل وغیرہ فرمایا ہے اور یہ بحث مفصل تفسیر ترجمہ مترجم مین مذکور ہے بالجملہ ہمارے نزدیک اصول مین مفہوم سے استدلال متعین نہین مگر بدلائل دیگر چنانچہ فقہ کی اصولی کتابون مین مذکور ہے اور اشباہ والنظائر کتاب القضاء مین ہے کہ ادلہ کتاب وسنت واجماع کی طرح کلام الناس کے مفہوم سے بھی ظاہر مذہب مین حجت لینا جائز نہین ہے اور سیر کبیر مین جو امام رحمہ اللہ نے اس سے حجت لینا جائز کہا ہے وہ خلاف ظاہر المذہب ہے کما فی دعوے الظہیریہ۔ اور رہا مفہوم الروایۃ تو وہ حجت ہے جیسا کہ غایۃ البیان کتاب الحج مین ہے **قال المترجم** مثلاً قولہم جاز عندہما خلافاً لمحمد رحمہ اللہ یعنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وامام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بخلاف قول امام محمد رحمہ اللہ کے جائز ہے مگر مترجم جلد اول نے یون لکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وابویوسف کے نزدیک جائز ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک نہین جائز ہے اور باب صفۃ الصلوٰۃ کافی مین ہے کہ التخصیص فی الروایات یدل علی نفی ما عداہ۔ یعنے روایات مین تخصیص اسکے ماسوائے کی نفی پر دلیل ہے مترجم کہتا ہے کہ کافی کی یہ مراد ہے کہ وضع مسئلہ مین جب کوئی تخصیص کیگئی تو حکم اُس قید کی طرف راجع ہوگا اور دلیل ہوگا کہ ماسوائے مین یہی حکم بعینہ نہین ہے مثلاً اگر کہا گیا کہ اگر ایک شخص نے شیرۂ انگور خریدا اور قبل قبضہ کے متغیر ہوا تو یہ حکم ہے اسمین قبل قبضہ کے متغیر ہونا قید ملحوظ ہے حتے کہ اگر قبل قبضہ کے اور بعد قبضہ کے دونون حال مین متغیر ہونے کا حکم ایک ہوتا تو یہ قید بے فائدہ تھی کیونکہ کلام اصحاب فقہ مین مفہوم مقصود ہوتا ہے بخلاف نصوص کے کہ وہان یہ مقصود نہین رکھا گیا اور یہی دونون مین فرق ہے کما صرح بہ الحموی فی حاشیۃ الاشباہ ولیکن ایسی صورت مین جاننا چاہیئے کہ ایک شخص کا لفظ بھی ملحوظ ہو یعنے شخص مرد و عورت دونون کو شامل ہے حتے کہ خریدار مرد ہو یا عورت

ہو حکم یکسان ہے مگر مترجم کے نزدیک اسمین اشکال ہے اسواسطے کہ کثرت سے مسائل ایسے نظر آدینگے کہ انمین مثلاً کہا واذا اشتری الرجل متاعا الی آخرہ حالانکہ مرد کی کوئی خصوصیت نہین عورت خریدے تو بھی وہی حکم ہے الا انکہ یون کہا جاوے کہ ایسی درایات علوم مین ابتدائی ضروری ہین کہ اگر اتنی بھی سمجھ نہ ہو تو اسکو نظر کرنا ممنوع ہوگا - مین کہتا ہون کہ بسا اوقات مفہوم دوسرے مقام کی تصریح سے صاف ظاہر ہوا کہ اس مقام مین مقصود نہ تھا اور ایسے ہی قولہم جاز عندہما خلافا لمحمد مثلاً اکثر ایسا ظاہر ہوا کہ خلاف امام محمد رحمہ اللہ کا مطلقاً جواز نہ ہونے مین نہین بلکہ انکے نزدیک تفصیل ہے پس معنے یہ ہین کہ شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک اسیطرح علے الاطلاق جیسا مذکور ہوا جائز ہے اور امام محمد رحمہ اللہ خلاف کرتے ہین یعنے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اطلاقاً جائز نہین بلکہ یہ تخصیص جائز ہے اور دوسری قسم مین جائز نہین ہے اور قہستانی نے جامع الرموز شرح نقایہ کتاب الطہارۃ مین لکھا کہ روایت مین مفہوم المخالفۃ مثل مفہوم الموافقہ کے بلا اختلاف معتبر ہے جیساکہ مصنف نے اپنی شرح وقایہ کتاب النکاح مین ذکر کیا ہے ولیکن زاہدی کے اجارات مین ہے کہ معتبر نہین ہے اور حق بات یہ ہے کہ روایت مین مفہوم المخالفہ معتبر ہے لیکن یہ اکثری ہے کلی نہین ہے جیساکہ نہایہ کی کتاب الحدود مین ذکر فرمایا ہے مترجم کہتا ہے کہ وسیع النظر اگر بتدقیق سے کلام فقہاء کو مطالعہ کرے تو بیشک اسکو ظاہر ہو جائیگا کہ جو نہایہ مین مذکور ہے وہی صحیح ہے اور حق یہ ہے کہ قیود دینے سے تخصیص حکم مقصود ہے اور نفی او مخالف انسے اطلاع بھی بغیر ایک نظر احاطہ کے اور بغیر فی الجملہ اطلاع بظواہر اصول الفقہ کے ممکن نہین ہے کیونکہ جہان حکم اجماعی ہے وہان کسی قید کی ضرورت نہین تو اہتمام ایسے قیود کا بھی ملحوظ نہین جبکہ فی الاصل تخصیصی قید نہین ہان نفس مسئلہ مین حکم فرعی کے قیود ضروری ہین اور یہین سے ادراک کرنا چاہیے کہ جامع صغیر نہایت کبیر ہے اس معنا کے یہی معنے ہین کہ ہر قید مسئلہ ہے - قال المترجم یہ بحث مشکل ہے اور وضاحت کے لیے تمہید و توسیع چاہتی ہے اور یہ مختصر مقدمہ اسکو متحمل نہین اور عوام کو اس سے زیادہ غرض متعلق نہین ہے البتہ یہ تنبیہ مقصود ہے کہ مترجم جلد اول نے ہر جگہ خلاف کے ترجمہ مین حکم مذکورہ کے برعکس آگے تصریح کردی ہے اور مین نے ہر جگہ ایسا نہین کیا بلکہ جہان دوسرے مقام سے خلاف کے یہی معنے معلوم ہوے وہان تصریح کردی ورنہ مانند مذکورۂ سابقہ کے کہ بخلاف قول امام محمد رحمہ اللہ کے شیخین کے نزدیک جائز ہے وغیر ذلک عبارات احتیاط کردی ہے چنانچہ اگر وہان خلاف معتبر ہے تو حکم ظاہر ہوگیا ورنہ مذکورہ سے خلاف ظاہر ہوا اور اسیقدر فقیہ معتبر سے ہم کو پہونچا ہے فافہم حکم اجماعی اس سے مطلقاً یہ مراد ہے کہ ائمہ حنفیہ نے اس حکم پر اجماع کیا ہے اور یہ معنے اتفاق ہے اور یہ مقصود نہین کہ اجماع دلیل شرعی جو قطعی ہے یہان موجود ہے اور جہان اجماع اہل بیان یا اہل السنۃ کا مراد ہے وہان صریح مذکور ہے اور ایسے ہی جہان چارون ائمہ کا اجماع مقصود ہے وہان بھی تصریح کردی ہے - اور اکثر مقامات مین ائمہ کا اجماع یا انکا اجماع ہے

حکم اجماعی

یا سب کا اتفاق ہے اس سے تینون امامون کا اجماع و اتفاق مراد ہے اگرچہ دیگر اصحاب حنفیہ مثل امام زفر وغیرہ کے متفق نہ ہون **عندہم جمیعًا** انکے سب کے نزدیک اور کبھی ترجمہ کیا کہ سب ائمہ کے نزدیک یعنے تینون امامون کے نزدیک۔ **عندنا** ہمارے نزدیک۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک۔ ہمارا مذہب ہے ہمارے اصحاب کا یہی قول ہے۔ یہ سب الفاظ متقارب ہین اور مراد اس سے ائمہ حنفیہ و مشرب حنفیہ کا متفق ہونا اور اشارہ دیگر ائمہ مثل مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا مخالف ہونا۔ مثلاً کہا کہ محدود القذف کی گواہی مطلقًا ہمارے نزدیک مردود ہے یعنے مذہب حنفیہ مین یا ائمہ حنفیہ کے نزدیک کیونکہ بسا اوقات ائمہ حنفیہ مین سے بعض اصحاب بھی مخالف ہوتے ہین مگر مذہب جو قرار پایا اسکے خلافی اثر سے خالی ہے تو مراد مذہب ہے ورنہ سب کا اتفاق مراد ہے اور خصوص اشارہ اس سے دیگر ائمہ اہل مذہب کے خلاف پر ہے اگرچہ اصحاب حنفیہ مین سے بھی کوئی مخالف ہو **لا رواية لهذه في كتاب**۔ اس مسئلہ کی کوئی روایت کسی کتاب مین نہین ہے مراد اس سے یہ ہے کہ اس مسئلہ کے لیے کوئی حکم صریح امام محمد رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی معروفہ متداولہ کتابون مین سے کسی کتاب مین نہین ہے اور نیز یہ مسئلہ جو بیوع مین مثلاً لایا تو مراد یہ کہ کتاب البیوع و کتاب الاجارہ و کتاب الہبہ و الشفعہ وغیرہا مین کہین نہین ہے پس جہان جہان بیع کے معنے بعض اوضاع پر متحقق ہوجاتے ہین جیسے ہبہ بعوض آخر مین بیع ہے یا قسمت یا شفعہ وغیرہ کے مسائل ہین تو ان مفصل کتب مین بھی نہین ہے اور اس سے نوادر کی نفی مقصود نہین ہوتی چنانچہ خود ہی جابجا بعد اس قول کے نوادر سے ذکر کیا ہان اگر نوادر مین بھی نہ ہوا اور لکھا کہ لیکن مشائخ نے تخریج کی اور باہم اختلاف کیا تو یہ دلالت ہے کہ نوادر مین بھی نہین ہے اور کبھی کسی تخریج کی ترجیح مین کہا کہ اطلاق امام محمد رحمہ اللہ اسی پر دلالت کرتا ہے یا امام رحمہ اللہ نے بھی صغیر مین اسیطرف اشارہ کیا ہے اور یہ صریح ہے کہ یہ مسئلہ کسی کتاب مین نہ ہونا بدین معنے ہے کہ صریح مذکور نہین ہے اگرچہ اشارہ موجود ہو۔ **قولہم لقائل ان يقول كذا ولقائل ان يقول كذا**۔ یعنے حکم مسئلہ صریح مذکور نہین اور تخریج مین دو طرف تردد اسوجہ سے ہے کہ دونون طرف قیاسی دلائل و مقیس علیہا نظائر متقارب ملتے ہین تو فروع مظنونہ مین کسی طرف انقطاع نہین ہوسکتا بلکہ یون بھی کہہ سکتا ہے اور دوسرا یا وہی خود اسیطرح بھی ظن کرسکتا ہے **قال المترجم** ایسی صورت مین اقرب یہ ہے کہ مفتی مقلد مختار ہوگا کہ چاہے جس قول پر فتوے دیوے اور ایسا مفتی اپنی ذات کے لیے موذی و محل خطر ہے اور اگر اسکو نظر اہلیت ہے اور اُسنے صاحب تخریج کے دلائل معلوم کرکے متساوی الطرفین ہونے سے خارج پایا بوجہ اسکے کہ احادیث یا آثار متنوعہ سے موافقت یا ترجیح ملی تو وہ ترجیح دیوے اور یہ ترجیح وہ نہین ہے جسکے ختم ہونے کا حافظ الدین بخاری رحمہ اللہ پر جزم کیا گیا ہے کیونکہ وہ ترجیح روایات مجتہد واحد مین یا دو مجتہد مین جبکہ متخالف ہون تحقیقی واقع ہوتی ہے اور یہ ترجیح افتا بقواعد مقررہ اصحاب تخریج وغیرہ مین ہے

اور شاید کہ یہی فرق ہو جو اقرار انسداد باب ترجیح وایصاء بطریق ترجیح ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالے عنقریب آتا ہی اور بعض فضلا نے دوسرے طور پر توفیق دی ہی

تنبیہ۔ واضح ہو کہ فقہ مین اکثر خلاف ومخالفت وغیرہ الفاظ کا استعمال ہوا ہے اور اُردو زبان ومحاورہ مین ان الفاظ سے ایک طرح کی خصومت کی بو آتی ہے کیونکہ عموماً اسی معنے مین کان عادی ہو گئے ہین ولیکن ائمہ علماء وفقہاء مین جو اہل تقوے ودیانت تھے جنھون نے ہمہ تن اپنے آپ کو اپنے حقیقی مالک خالق جل سلطانہ وتعالے شانہ کے بندے کامل بننے کی کوشش مین صرف کیا تھا کبھی یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ ان مین کسی طرح کی خصومت تھی کیونکہ ایمان کا نور متحد ہے اور مومن کا ایک بال تمام دنیا ومافیہا سے کہین افضل ومحبوب ہے پس جسقدر ایمان کامل اُسیقدر اتحاد ووصل ومحبت تام ہو گی اور اسی سبب سے کہ ایمان کامل تھے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین الفت بحد کمال تھی اور ان سب کی محبت آنحضرت اکرم الخلق صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ اجمعین سے بحد کمال تھی اسیطرح اورون کو قیاس کرو بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک کے نزدیک دلائل شرع سے دوسرے کے اجتہاد سے مغائر حکم صحیح ثابت ہوا اور مجتہد اسپنے اجتہاد کا پابند کیا گیا ہے تو ضرور اسپر اسی حکم کی پابندی از جانب حقتعالے لازم آئی جو اسی نے اجتہاد سے ظاہر کرنے کی توفیق پائی تھی اور اسمین ایک خاصہ رحمت الٓہی تھی جو عوام کو بھی پہونچی اور اسیطرح یہ سلسلہ رحمت برقرار رہا اور اس رحمت الٓہیہ کو تنگ ومحدود نہ کرنا چاہیے ورنہ اپنے اوپر سختی کرنا لازم ہوگا اور حدیث صحیح مین ہے کہ جسنے دین کو اپنے ساتھ سخت کرانا چاہا اسپر دین غالب ہو جاتا ہے یعنے وہ مغلوب ہو کر آخر امور دین سے پہلو تہی کرتا ہے تو فاسق ہو جاتا ہے کما فی البخاری وغیرہ۔ بالجملہ مخالفت کا کسی امام کیطرف نسبت دینا حقیقت مین مجازی معنے ہین کیونکہ ایک نے دوسرے کے خلاف اجتہاد کرنیکا قصد نہین کیا تو حقیقت مین وہ خلاف کرنے کا فاعل نہین ہے بلکہ اجتہاد سے جب حکم ایسا نکلا کہ وہ دوسرے کے حکم اجتہادی سے مغائر ہے تو دونون اجتہادون کے حکم اور نتیجہ مین مغائرت ہوئی اُسکو مخالفت کہا یعنے دونون حکم باہم متخالف ہین بالکل یکسان نہین ہین پھر دونون کے مجتہدون کی طرف تخالف کی نسبت مجازاً بیان کی اور اس سے غرض یہ اظہار ہے کہ دونون کے اجتہاد سے حکم متغائر نکلا ہے۔ اور یہ جو لوگون نے علم جدل وغیرہ فقہ مین داخل کیا اور جس سے بادشاہون ووزیرون کے دربار مین مباحثہ ومناظرہ وغیرہ جلسہ کرنے لگے یہ ہرگز علم دین نہین ہے اور نہایت مذموم ہے واللہ تعالے اعلم پس اسی جدل کے آثار سے ہے کہ آپسمین ایک نے دوسرے کے امام کو خصم وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا اگرچہ ظاہری تاویل سے اس لفظ کو صلاحیت پر بھی محمول کر سکتے ہین اگرچہ استکراہ اس سے ظاہر ہے اور بقول امام غزالی علیہ الرحمۃ کے جو بات سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ماثور نہو ایسی نئی بات پر ایک زمانہ کا اتفاق ہونا بھی تجھے دھوکے مین نہ ڈالے اور تو اسی طریقہ سلف پر مضبوطی اختیار کر۔ واللہ تعالے ہو الموفق

الخمر۔ الفاظ قرآنیہ مین سے ہے اور مشہور یہ ہے کہ امام رحمہ اللہ نے اسکو اوسے دلالت مین شراب انگوری و اسکے مثل پر منطبق کیا اور دیگر اشربہ محرمہ کو اوسکے حکم مین شامل قرار دیا بدلیل آنکہ ہر مسکر حرام ہے اور متاخرین کے پاس اسمین طویل بحث ہے اور مفہوم اسکا مترجم کی تقریر سے کسیقدر خلاف ہے اور اہل مذہب کے نزدیک گو وہی تقریر زیادہ مستند ہو مگر مترجم نے اپنی فہم کے موافق کلام کیا ہے یعنے امام رحمہ اللہ کی مراد یہی ہوگی کہ اوسے مراد اس لفظ خمر سے اس حیثیت سے کہ نص مین ممانعت کے وقت نازل ہوا تھا وہی خمور ہین جو اسوقت خمر معروف تھین اور جو پھر ایجاد ہوئین اُنکو بصفت سکر شامل ہے اور اکثر ایسا ہے کہ نزول کے وقت بدلالت خاصہ لفظ کے ایک معنے اوسے لیے گئے اور دیگر شمولی افراد قرار دیے گئے چنانچہ تفسیر کی کتابون سے اسکے نظائر بہت ظاہر ہین اور فائدہ اسکا یہ ہے کہ اوسے مراد تو قطعی ہوگا بدین معنے کہ حرمت قطعی ہے و دیگر سے احتراز واجب ہے اگرچہ بنظر فرق فرض و واجب کے دوسرے افراد سے تکفیر متعلق نہ ہو پس جو امام بخاری رحمہ اللہ نے تعریض کی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول الخمر ما خامر العقل الخ پیش کیا وہ امام رحمہ اللہ پر وارد نہین کیونکہ وہ بھی ما خامر العقل کو حرام بمعنے ثانی کہتے ہین چنانچہ صحیح مسائل مذہب اس بات پر دال ہین کہ مسکر حرام ہے لیکن فرق منصوص و مشمول کا ہے جس سے چند احکام متفرع ہین مانند تکفیر منکر حرمت و یکسان حرمت قلیل و کثیر فرد منصوص و اسکی نجاست زائد از قدر درہم علے ما ہو مذہب الجمہور وان خالفت فی النجاسۃ شرذمۃ ممن لم یصل الی درجۃ فہم الاسرار فاللہ اعلم۔ اور افراد غیر منصوصہ مین یہ بات نہین ہے پس امام سے جو روایت ہے کہ خمر مخصوص بشراب انگوری ہے بر تقدیر صحت اسکے معنے موافق اصول تفسیری کے یہی ہین کہ نزول کا فرد اوسکے یہی ہے اور یہ معنے نہین ہین کہ کسی فرد دیگر غیر موجود وقت نزول کو شامل نہین ہے چنانچہ منافقین کے افراد اولیہ وہی ہین جو نزول کے وقت تھے اور بالاجماع مابعد زمانہ کے اہل نفاق کو تا قیامت شامل ہے آیا نہین دیکھتے کہ خطاب یا ایہا الذین آمنوا کا تا قیامت سب کو ہے اگرچہ بقاعدۂ نحو نداء مخاطبین حاضرین سے مخصوص ہوتا ہے وقد حقق ہذا فی موضعہ من الاصول لہذا مترجم کے نزدیک جو معنے ظاہر ہوے اور بلا تکلف ہین انپر محمول کیا اور تقریر ہدایہ سے اگر یہی مراد ہے تو فبہا ورنہ معلوم نہین کہ کسی بزرگ سے تائید ملتی ہے اور اگر نہ ملے تو بھی امر حق مین احتیاج نہین ہے۔ پھر مترجم کہتا ہے کہ جب خمر کے لفظ مین یہ کلام ہے تو کتاب الاشربہ مین مترجم نے خمر کو اسی لفظ سے تعبیر کیا اور باقی کتاب مین لفظ شراب سے ترجمہ کیا الا ما شاء اللہ تعالے۔ الثوب اصل زبان مین پہننے کا کپڑا مگر فقہا نے کہا کہ ادنے مقدار اسکی اسقدر ہے کہ اس سے نماز جائز ہوجاوے کما فی الایمان وغیرہا وانما قلنا کذلک لما زعمنا ان واضع العرب لم یحضر لہ فیہ نیۃ ادنے ما یجوز بہ الصلوۃ عند الوضع لما لم یعرفوا الصلوۃ قبل ظہور الاسلام۔ پس جہان کپڑا ترجمہ کیا گیا وہ اسی ثوب کا ترجمہ ہے وعلے ہذا یہ ٹوپی وغیرہ

کو شامل نہ ہوگا اور ایسے ہی بچھونا وغیرہ چنانچہ کتاب الایمان مین خود مصرح ہے صرف مترجم کو تنبیہ
مقصود ہے کہ اسنے ثوب کا ترجمہ کپڑا لکھا ہے اور ایسے ہی بہت الفاظ اور ہین جنمین عموم وخصوص وغیرہ کے
فرق سے احکام بدل جاتے ہین مثلاً دار ومنزل وبیت وغیرہ چنانچہ فارسی مین بھی انکا مطابقی ترجمہ مفرد
لفظ سے نہین ہو سکتا علے ما صرح بہ فی الکتاب کیونکہ انکے نزدیک خانہ بولتے ہین اور ہمارے یہان
گھر کا لفظ یا مکان کوئی بھی کافی نہین ہے اور ایسے جملہ الفاظ باب تشاکلات متشابہات اور فرہنگ
مین مع لغات مبسوط ہین۔ **الجمع وما فی معناہ**۔ واضح ہو کہ عربی زبان مین کمتر جمع تین ہے اور زائد کی
طرف بعض صیغون مین نو تک انتہا ہے اور انکو جمع قلت کے اوزان کہتے ہین اور باقیون مین کوئی حد نہین
ہے اور وہان ایک یہ بھی قاعدہ ہے کہ الف لام داخل ہو کر معنے استغراق لیتے ہین اور پھر اوسنے مقدار کی
طرف معنے جمعیت کا لحاظ نہین رہتا ہے یا رہتا ہے علے ما فصل فے الاصول۔ اب مین کہتا ہون کہ جن
مترجمین نے جمع کے صیغے اپنی زبان مین ترجمہ کردیے اور حکم مسئلہ کا مدار معنے جمعیت پر ہے تو انھون نے
سخت غلطی اوٹھائی اور بڑی خطا کی اسواسطے کہ ہماری زبان مین یا فارسی مین کمتر جمع دو ہے اور جہان
مدار حکم کا الف لام استغراقی پر ہے وہان ترجمہ نہین ہوسکتا کیونکہ ہماری زبان مین ایسا الف لام ہی
موجود نہین اور نہ کوئی حرف دیگر اسکا قائم مقام ہے اور اگر عمداً کوئی لفظ مانند کل یا سب وغیرہ کے قائم کیا گیا
تو بیان مسئلہ محض بیکار ہوگا کیونکہ اب تو صریح لفظ آگیا اور ترجمہ سے مقصود عربی زبان سمجھنا نہین ہوتا بلکہ
یہ جاننا کہ ہماری زبان مین ایسی بول چال مین کیا حکم ہے پس جسنے ایسا فقرہ ترجمہ کیا اوسنے غلطی کی بیان
اسکا اسطرح ہے کہ مثلاً مسئلہ اقرار یا نکاح مین ایک مرد نے کہا کہ اسکے مجھپر دراہم ہین یا جو میری مٹھی مین
درہمون سے ہین وہ اوسکے ہین تو عربی زبان مین جب کہا کہ علی لہ دراہم تو اسپر تین درم لازم ہونگے کیونکہ
یہ اوسنے مقدار جمع کی یقینی ہے اسلیے کہ اس سے کم نہین ہوسکتے اور اس سے زائد لازمی نہین جبتک کہ
مقر کسی عدد کا اقرار نہ کرے اور اردو زبان مین اگر اقرار کرے کہ مجھپر زید کے روپیے ہین تو دو لازم ہونگے
پس ایسے مقامات مین مترجم نے عربی فقرہ مع ترجمہ وحکم لکھکر اپنی زبان کی تصریح کردی ہے اور دوسری
مثال از مسائل نذر مثلاً کہا کہ للہ تعالے علے صوم جمعۃ۔ اللہ تعالے کے واسطے مجھپر ایک جمعہ کا روزہ
ہے یا جمعہ کا روزہ ہے تو ایک جمعہ کا روزہ موافق نذر کے جب چاہے ادا کرے اور اگر اسی مہینہ یا
اوسی سال مین سے کہا ہو تو اسیطرح ہوگا۔ اور اگر کہا کہ للہ علے صوم جمع تو بجاے جمعہ مفرد کے صیغہ
جمع لایا اور یہ جمع قلت ہے پس یقیناً نذر ادا ہونے کیلیے زیادہ سے زیادہ دس جمعہ روزہ رکھے اگرچہ
اوسنے مقدار تین ہی ہین حکم یقینی طور سے ادا ہوجانے کا مذکور ہوا اور اس صورت مین اگر اردو ترجمہ
کر کے بدون اصل عبارت عربی کے یہ حکم لکھا تو صریح غلطی ہے کیونکہ اردو مین یہ ترجمہ ہوا کہ اللہ تعالی کے
واسطے مجھپر جمعون کے روزے ہین اور ہمارے یہان جمع قلت وکثرت کی کوئی تفصیل نہین ہے تا کہ انتہائی

مقدار قلت معلوم ہو۔ اور اگر کہا کہ للہ علی صوم الجمع یعنے صیغہ جمع کو الف لام سے محلی لایا تو امام رحمہ اللہ کے
نزدیک وہی دس جمعہ کا اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک تمام عمر کے جمعہ کے روزے اسپر واجب ہین
اور یہ ایسی صورت ہے کہ اسکا ترجمہ ممکن نہین ہے کیونکہ اگر الجمع کا ترجمہ جمعون کہا جاوے تو باوجودیکہ امام
رحمہ اللہ کے مذہب پر بھی مترجم نے جو حکم دس جمعہ واجب ہونے کا ترجمہ کیا خطا ہے لیکن اسیقدر جیسی صورت
ورم مین سب کے قول پر تھی صاحبینؒ کے موافق عمر بھر کے جمعہ کا حکم اسکے ترجمہ پر لگانا محض غلط ہے اسلیے
الجمع عربی مین الف لام سے مستغرق ہو سکتا ہے اور ترجمہ اردو مین تو کوئی حرف استغراق کا نہین آیا
اور اگر الجمع کا ترجمہ کل جمعون یا سب جمعون کے ساتھ مفید استغراق ناقص لایا جاوے تو خیر صاحبینؒ کا
قول درست ہو سکتا ہے ولیکن امام صاحب کے موافق فقط دس جمعہ کا حکم غلط ہو جائیگا کیونکہ الف لام
تو استغراق کے معنے مین ہونا ضروری نہین ہوتا اسی لیے امام رحمہ اللہ نے دیکھو نہین لیا بخلاف
صریح لفظ کل کے کہ اسمین اس احتمال کو گنجائش نہین ہے لہذا ضرور ہوا کہ ایسے مقامات مین
فقرہ بعینہ نقل کر کے اسکا ترجمہ مناسب حکم کے لکھکر توضیح کر دیجاوے اور مترجم نے جہانتک اسکو
توفیق عطا ہوئی ہے ایسا ہی کیا ہے اور اسیطرح تقدیم شرط و تاخیر جزاء و بالعکس اور دیگر مختلف مواضع
اصول کی رعایت مین علے قدر التوفیق اہتمام کیا ہے اور بعض مواضع کا ذکر آویگا انشاء اللہ تعالیٰ بحث
جمع اوسنے مناسبت سے یہان بغرض خاص ایراد کیگئی

الوصل فی الافتاء۔ واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے فرقان مجید قرآن عظیم جامع صحف وکتب سابقہ مع
عظیم برکات خاصہ عطا فرمایا اور اُسکے ساتھ آنحضرت اکرم الاولین والآخرین سید الانبیاء والمرسلین صلے
اللہ علیہ وسلم کو بحکم حدیث صحیح اوتیت جوامع الکلم۔ احادیث حکمت جامع عطا فرمائین پس کتاب وسنت
مین سب کچھ موجود ہے اور جو شخص تفاسیر کی مہارت رکھتا ہو اور تقوے و دیانت سے مرتاض ہو اسکو وقتاً
فوقتاً موافق توفیق الٰہی سبحانہ عزوجل کے ایسے ایسے علوم اسمین سے حاصل ہوتے ہین کہ وہ خود متحیر ہو کر تسبیح
الٰہی عزوجل مین مستغرق ہو جاتا ہے اور یہ علوم تو اعلے رحمت الٰہی عزوجل ہے بلکہ ارتیاض وحسن عبودیت و
خلوص عبادت سے لطائف اسرار مرغوب ظاہر ہو جاتے ہین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقولہ تفکر ساعۃ
من اللیل خیر من احیاہا علی ما ذکرہ فی تفسیر الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نحوہ او معناہ اما فی المشکوۃ فبلفظ تدارس العلم
ساعۃ سالے آخرہ یعنے رات مین ایک ساعت علم مین بنور ایمانی فکر کرنا تمام رات عملی عبادت سے بہتر ہے۔
پس ایسے شخص کو تحقیق ہو جاتا ہے اور مضائقہ نہین کہ اوسنے لطیفہ فکر جسپر عموماً اس زمانہ مین اہل علم
بے فکری سے راغب ہین لکھا جاوے اور وہ مال وجاہ وہوا وہوس ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم الآیہ اور امر مقدر ہے کہ اضطراب ہوس قلب مفید زیادت نہین اور
اسباب کو عمل مین نہ لانا اجماع انبیاء و صلحاء امت کے خلاف ہے اور تعلق بہ مشیت ایک معصیت یعنی اللہ تعالیٰ دانا تر ہے

کہ رزق کیونکہ مقدر فرمایا ہاں ضرور مقدر فرمایا ہے پس ہمکو مشیت سے بحث کرنا کہ ہم اسباب ظاہرہ کام مین لاوینگے مشیت کو پکڑینگے یہ معصیت ہے جیسے یہ کہنا کہ ہم تو تقدیر پر بیٹھے رہینگے حالانکہ تقدیر ضرور برحق ہے اور اسکا منکر بیوقوف ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ خالق عزوجل نے جسوقت ہمکو پیدا کیا ہمارے ہر فعل و ہر حال کو جو موت تک ہونگے سب جانتا تھا اور اُسکا علم ہرگز خلاف نہین ورنہ اُسکے عالم الغیب ہونے کے اعتقاد سے جو ہمپر فرض عین ہے انکار لازم آئیگا اور یہ کفر ہے کیونکہ نعوذ باللہ تعالےٰ ہم کبھی اسکو جاہل نہین سمجھ سکتے ہین اور جو کوئی یہ عیب لگاوے کہ وہ نہین جانتا تھا تو وہ جاہل کافر ہے رہا یہ وسوسہ کہ پھر وہ کیون عذاب کریگا یہ اُسکی حکمت سے بحث ہے جو کبھی کسی آدمی کو نہین معلوم ہو سکتی وہ کہان سے اتنا علم لاویگا پس اس سے بحث بیوقوفی ہے علاوہ اسکے وہ جو چاہے کرے اور جو کریگا وہ اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق پر کریگا پھر اُسکے اختیارات تو ہم یقین کرتے ہین کہ وہ سب طرح مختار ہے جو چاہے کرے اب ہم اس سے کیو نکر بحث کر سکتے ہین کہ ہمارے حق مین کیا مقدر فرمایا ہے اور کیون ایسا مقدر فرمایا ہے تو یہ کہنا کہ ہم بیٹھے رہینگے تقدیر سے لپٹنا ہوا جو معصیت ہے بلکہ یون کہو کہ ہم تقدیر پر یقین کیے ہوے ہین اور متوکل ہین وقد قال تعالےٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا الآیۃ اور سب کام کیے جاؤ جو تم کو نیک بتائے گئے ہین دیکھو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جنپر یہ آیت نازل ہوئی اور جنکے طفیل مین ہمنے ہدایت پائی ہے وہ متوکلین کے سردار ہوکر سب نیکیان کرتے تھے تمھاری نظر کس طرف ہے ذرا ہوش سے غور کرو۔ بالجملہ تقدیر حق اور اسکا منکر سخت جاہل ہے اور توکل و تقدیر کے یہ معنے سمجھنا کہ کاہل بنے بیٹھے رہو محض جہالت ہے بلکہ نفس کو نیک کام مین لگاؤ جو حکم ہے کیونکہ اول آیت کے حکم سے تم اُسکو اپنے خالق کے ہاتھ فروخت کر چکے اب خالق نے جو اُسکو حکم دیا اسمین لگاؤ اور جو کچھ کماؤ اسکو نفس کے کھلانے پلانے وغیرہ مین موافق حکم کے صرف کرو اور جسقدر نفس کو سونے و آرام دینے کا حکم ہے وہ بھی کرو۔ اور جو کچھ مال تجارت وغیرہ سے نفس کماوے وہ بھی تمھارا نہین ہے بلکہ بیچی ہوئی چیز نے کمایا اور اسیطرح کمایا جسطرح تجارت وغیرہ حلال ہے جب تم نے عہد پورا کیا اور خیانت نہ کی تو تمکو جنت ملی جسکے آگے ادنے مثال یہ ہے کہ یہ تخت و تاج تمام روے زمین سب گھورے سے بھی کمتر ہے اور بیشک تمھارے حواس وہان تک نہین پہونچ سکتے ہین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سچ مانو اور یقین کرو نہین تو یہی چند روز بعد موت کے وقت جانوگے اور اسوقت محض بیفائدہ ہے پھر تو یہان سے بھی بدتر ٹھکانا جہنم ہے اب دیکھو کہ کوئی فعل آدمی کا خواہ کھانا پینا ہو سونا ہو یا کوئی ہو جبکہ بحکم الٰہی ہو کوئی برباد نہین بلکہ عبادت ہے اسلیے کہ عبادت تابعداری حکم کی ہے اور سمجھو معنے قولہ تعالےٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اور دیکھو حدیث ان لنفسک علیک حقا۔ اور قولہ حتے اللقمۃ تجعل فی فی امرأتک۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ خود انسان فقیر ہے اگرچہ مال کثیر رکھتا ہو جبکہ ایسا مومن ہے اور کافر حقیر ہے اگرچہ مال اپنا سمجھے

وقولہ تعالےٰ ومن اراد الآخرۃ وسعیٰ لہا سعیہا الآیہ اور فرمایا کہ۔ کلا نمد ہولاء وہولاء من عطاء ربک الآیہ۔ پس جس نے آخرت چاہی اُسکے لیے دنیا تو بواسطہ پیچھے ہوے نفس کے تبعًا ہے اور آخرت اصلاً ہے اور جس نے دنیا چاہی اُسکو بھی ملی اور وہان کچھ نہین ہے اور نصوص سے صحیح ہوا کہ جو کافرنیکی کے کام کرین وہ برباد اس معنے مین ہوینگے کہ جو چیز اُسنے اختیار کی یعنے دنیا وہ عوض دیدیجائیگی وقولہ علیہ السلام الا ان الدنیا ملعونۃ الحدیث تو جسنے دنیا کیلیے اہل کفر سے نزاع کیا وہ درحقیقت ایمان نہین لایا اسیواسطے یہود کا دعویٰ جھوٹا بتلایا لقولہ قل ان کانت لکم الدار الآخرۃ عند اللہ الآیہ اور موت کی تمنا اسکا نشان بتلایا پس صادق الایمان کو زندگی فقط اسلیے عزیز ہے کہ خوبیان زیادہ جمع کرلے اور پھر موت عزیز ہے اسیواسطے صحابہ رضی اللہ عنہم صادق الایمان تھے تو فرمایا۔ ومنہم من قضیٰ نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ اور کوئی انمین سے حسنات کا معاوضہ دنیاوی نہین چاہتا تھا چنانچہ صحاح مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات ہین کہ اکثر انمین سے قولہ تعالےٰ اذہبتم طیباتکم فی حیٰوتکم الدنیا الآیہ سے اپنی جانون پر خوف کرتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پاک ہونے مین سرتاج تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے صحابی تھے اور اگلی کتابون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت مین ہے کہ فقیر ہونگے اور آپ کے اصحاب فقرا ہونگے اسکے یہی معنے ہین پس عثمان رضی اللہ عنہ اس اصل سے فقیر تھے اور ترمذی مین بعض صحابہ کو جسنے محبت کا دعوے کیا تھا فرمایا کہ جسکو مجھ سے محبت ہو جلد اسکی طرف فقر دوڑتا ہے دیکھ تو کیا کہتا ہے اُنھون نے یہی مصمم کیا باوجودیکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب جان آپ پر قربان کرتے تھے پھر ان مین مال کی راہ سے تونگر بھی تھے ولیکن بحدیث المرء مع من احب۔ فقیر جامع ذخائر سعادات تھے اور وہ بحدیث نعم المال الصالح للرجل الصالح کبھی بواسطہ مال اور کبھی بواسطہ افعال وغیرہ انکو حاصل ہوتے تھے پس سواے کافر منکر کے جسکو سمجھ نہین ہوتی ہے ایسے مسلسل صحیح معتمد لطائف سے کون منکر ہوسکتا ہے اور کیونکر اسپر حق پوشیدہ رہیگا اور کیونکر اپنے نفس کو آراستہ نہین کریگا۔ اب جاننا چاہیے کہ اصلی مقصود آرایش اپنے نفس کی ہے اور وہی اسکے لیے ان آیات الٰہی مین تفکر کا عمدہ نتیجہ ہے پس افتاء درحقیقت سب سے پہلے اپنے نفس کو ہے اور پھر دوسرون کو جو بیچارے قرآن وحدیث سے آگاہ نہین ہوے ہین انکی اصلاح حال کے مطابق ہے انکو فتوے لینے اور عالم کو فتوے دینے کا حکم ہے الا فتا ربحث اجتہاد سے معلوم ہوچکا کہ فقہ ابتدائی کمال انسانی ہے اور تکمیل اعمال موافق اس علم کے ہونے والی ہے اور اعمال سے ترقی بجانب کمال دو مرتبہ احسان ہے جو بحصول رضوان حق عزوجل ہے اور درحقیقت کمال یہی ہے پس مجتہد کو بوجہ خود بینائی حاصل ہونے کے ہر حال مین مکائد نفس وشیطان سے احتراز بہ توفیق الٰہی تعالےٰ ممکن ہے پس اسکی ترقی بجانب اعلےٰ جسکے مراتب بے انتہا ہین بہت فائق ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ ذاتی تزئین وتحسین اخلاق وتحصیل رضیات الٰہی سبحانہ واحتراز مکروہات غیر مرضیہ بروجہ اتم واکمل

اسکو حاصل اور دوّم یہ کہ دوسرے اہل ایمان کو بمرتبۂ اجتہاد نہیں ہین اپنی بینائی سے آنکھون والا
کرکے علمی اسفار آخرت مین راہ جہنم سے پھیر کر شاہ راہ جنت کیطرف لیے جاتا ہے اور ہر شخص
کو موافق اُسکے تعلقات دنیاوی کے مخلص بتلاتا ہے مثلاً ایک بندہ مومن تجارت کرتا ہے اور
دوسرا مزدوری کرتا ہے تو عملی کام دونون کے یکسان نہین چنانچہ تاجر کو جن مکائد نفس و شیطان کا
مخمصہ ہے وہ مزدور کے دام فریب سے مغائرت رکھتا ہے اگرچہ باطنی وساوس مین دونون یکسان بھی
ہون پس اصل مین فقیہ بندہ عارف ہے جس سے باطنی امراض و ظاہری خدشات سے نجات کی راہ حاصل
کرکے خالص مرضیات تک وصول ممکن ہوا اور ہر وقت مین ایسے لوگ موجود ہین اور یہ اللہ تعالےٰ کی
رحمت مومنین پر اور رحمت کا قرین ہے اور البتہ فیوض الٰہی سبحانہ تعالےٰ ہر زمانہ مین ہر شان مین ایک
خاص طریقہ پر فائز ہین بندہ مومن نیک نیت خالص موحد کو چاہیے کہ توحید مین اسکا قدم استوار ہو
پس جو طریقہ سلف صالحین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین تھا اس سے تجاوز نہ کرے اعتقاد مین اور
نہ اعمال مین ہان ویسے اعمال بیشک دشوار ہین تو فرائض و واجبات ہی سہی یعنے مع سنت مؤکدہ اور ہر
ایک کے ساتھ قلبی افعال بھی ہین مثلاً تکبر حرام ہے اور خشوع واجب ہے و نیت خالص فرض ہے اور یہ افعال قلب پر
آدمی کے اختلاف باطن سے مختلف ہین مثلاً بعض شخص اپنی حیات مین مغرور نہین مگر نامرد اور بزدل ہے تو اسکو
دلیری کی تعلیم واجب ہے چنانچہ یہ بھی ایک باعث ہے کہ اس زمانہ مین جسکو فقہ کہتے ہین وہ افعال باطنہ کی بحث سے
بالکل خالی ہے الا قدر قلیل بلکہ اسمین فقط افعال جوارح سے بحث ہے ولیکن عالم فقیہ سے دونون قسم اعمال دریافت
کرکے اپنے زاد راہ و توشۂ آخرت کو درست کرنا لازم ہے اور یہی دریافت کرنا استفتا ہے اور اسکا جواب
افتا ہے اور ایسے ہی عالم مفتی کے حق مین صادق ہے قولہ علیہ السلام فقیہ واحد اشد علی الشیطان
من الف عابد الحدیث اور متاخرین نے کہا کہ فقیہ مجتہد علی الاطلاق تو مدت سے نہین رہا ولیکن اس مین
شک نہ کرنا چاہیے کہ ہر زمانہ مین بفضل الٰہی تعالےٰ ایسے لوگ ضرور موجود رہتے ہین جو اہل ایمان و طالبان
آخرت کیلیے ہر طرح کے اقوال ضعیفہ و باطلہ جنکا مبنی راہ مستقیم سے کجی کیطرف ہے تمیز کرلین اور
شاہراہ رضا و ہدایت پر جماعت مخلصین کے ساتھ روانہ ہون ولقد قال والذین یقولون ربنا ھب لنا
من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما الآیہ - پس اہل تقوےٰ ہر کس و ناکس کے اقوال پر
اعتماد نہ کرین کیونکہ جو شخص خالی رطب و یابس روایتون کو جمع کرتا ہے اور اُنکے اصول و دلائل وغیرہ سے آگاہ
نہین اور نہ اُسکو انمین تمیز ہے تو بقول علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ کے اُنکے لیے عاقبت کی خرابی اور
جو انکی تقلید کرے اُسکی بربادی و ہلاکی ہے اور یہ دام فریب کہ تمیز روایات و فہم دلائل بھی اس زمانہ
مین کسی کو حاصل نہین ہے وسوسۂ شیطانی ہے جن لوگون نے جہال کو اپنا مفتی عالم بنایا وہ عالم حق نہین
جانتا تو نائب شیطان سے کم نہین اور جنھون نے اسکو پیشوا کیا اُنپر ہزار افسوس اور یہ کسقدر وسواس

شیطان کو قبول کرتے ہین اور اہل الحق ہمیشہ قلیل ہین اور راہ حق کا ہادی ہمیشہ عوام مین مبغوض ہے جیسا کہ امام
غزالی علیہ الرحمۃ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ کا قول صریح ذکر فرمایا پس اے لوگو دیکھو کہ کس سے تم
اپنے لیے عاقبت وجنت کا سامان جو جواہر سے کہین زیادہ بیش قیمت ہین لیتے ہو پس اہل صدق وصفا و
حاشیہ بوسان بساط مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے مانگو اور یہ جو کتابین ہین جنمین مخصوص اعمال جوارح مذکور ہین
انمین بھی ہر طرح کے اقوال کا مجموعہ ہے تو انکے لیے جو قواعد چاہیین وہ مین بعض رسائل سے ملتقط کرکے لکھے دیتا ہون
تاکہ اسی سے فتوے حاصل کرنا ان اعمال مین آسان ہو باللہ تعالے التوفیق۔ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے
کتاب القضاء فتح القدیر مین فرمایا کہ اصولیین کی راے اس امر پر مستقر ہے کہ مجتہد ہی مفتی ہوتا ہے یعنے فتوی دینا
حقیقت مین فقط مجتہد کا کام ہے اور جو مجتہد نہین بلکہ مجتہدون کے اقوال اُسکو یاد ہین تو وہ حقیقی مفتی نہین ہے
اس سے جب سوال وور یافت کیا جاوے اور استفتاء لیا جاوے تو اُسپر واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے
مانند کسی مجتہد کا قول بطور نقل وحکایت کے بیان کرے یعنے جواب مین کہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول
اس مسئلہ مین فلان کتاب مین مذکور ہے اس سے ظاہر ہوگیا کہ ہمارے زمانہ مین جن موجودہ لوگون کا فتوے
ہوتا ہے وہ درحقیقت فتوے نہین ہے بلکہ کسی مفتی کا کلام نقل کر دیا جاتا ہے کہ اُسکو مستفتی اختیار کرے اب
ایسے مجتہد سے نقل لانا بھی دو ہی طرح ہو سکتا ہے ایک یہ کہ اس ناقل مفتی سے مجتہد تک کوئی مسلسل سند ہو
یعنے ناقل کہے کہ مجھ سے میرے استاد رحمہ اللہ فلان بن فلان نے بیان فرمایا جنھون نے اپنے استاد رحمہ اللہ
فلان بن فلان سے سُنا تھا الے آخرہ اور دوسرے یہ کہ کسی کتاب معروف ومشہور سے نقل کرے جو مجتہد
سے اسوقت تک ہاتھون ہاتھ معروف چلی آئی ہے یعنے ایسی کتاب نہو کہ کسی وقت مین نایاب یا کمیاب
ہوگئی یا ابتدا ہی مین معروف نہین ہوئی تھی علے ہذا اگر ہمارے زمانہ مین نوادر کے بعض نسخے پاے گئے تو
جو احکام مسائل اسمین مذکور ہون انکو امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہ اللہ کیطرف نسبت کرنا حلال نہوگا کیونکہ
وہ ہمارے زمانہ مین ہمارے دیار مین مشہور نہوئی اور دست بدست نہین پہونچی یعنے وہ ابتدا ہی مین
معروف نہ تھی اور اسپر بھی ہمارے یہان مشتہر نہوئی۔ ہان اگر نوادر سے کوئی نقل مشہور ومتداول
کتاب مثل ہدایہ ومبسوط وغیرہ مین پائی جاوے تو اسکا اعتماد البتہ فقط اسوجہ سے ہوگا کہ یہ کتاب جسمین نقل ہے معروف
ومتداول ہے قال المترجم مبسوط سے مراد امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف نہین بلکہ شروح یا سرخسی رحمہ اللہ کی
شرح کافی مراد ہے۔ پھر لکھا کہ اگر ناقل مفتی کو مجتہدون کے مختلف اقوال یاد ہین اور اُسکو دلائل کی شناخت
نہین اور نہ اسکو اجتہاد کی قدرت ہے یعنے فی الجملہ اجتہاد بطریق ترجیح بھی نہین کر سکتا تو کسی مفتی کے قول پر قطع
نہ کرے کہ اسی کو فتوے کے لیے متعین کرے بلکہ جملہ اقوال کو مستفتی کے لیے نقل کرے وہ انمین سے
جس قول کو صوب جانے اختیار کرے ایسا ہی بعض جوامع مین مذکور ہے اور میرے نزدیک اسپر
سب کا نقل کرنا واجب نہین ہے بلکہ کوئی قول نقل کرے کیونکہ مقلد کو اختیار ہے کہ جسکی چاہے تقلید

کرے کذا فی فتح القدیر۔ مترجم کہتا ہے کہ بعض اخبار مین آیا کہ استفت قلبک وان افتوک الحدیث۔
اور روایت قابل حجت ہے واللہ اعلم پس بمقتضاے قولہ وان افتوک یہ خطاب عامی کو ہے مفتی کو نہین
اور باوجود اسکے استفتار قلبی کا حکم کہ ہے تو اسکی صورت یہی ہے جو بعض جوامع سے ظاہر ہے اور معنے
یہ ہین کہ مفتی کبھی حالت باطنی سے آگاہ نہین ہوتا کیونکہ مستفتی نے ظاہر نہین کیا اور بحکم قولہ الاثم ما حاک
صدرک الحدیث مستفتی کا دل فتوے پر جمتا نہین تو وہ دیگر اقوال کو جو حال کے موافق ہوگا اور اصوب و
اوفق جانے اختیار کریگا پس میرے نزدیک مفتی کیلیے بھی احوط اور مستفتی کیلیے بھی اصوب یہی ہے جو
بعض جوامع مین مذکور ہے فاللہ تعالے اعلم۔ اس بیان مین تین باتین لائق اہتمام ہین اول کسی
مجتہد کا قول نقل کرے یعنے جس قول پر فتوے دیتا ہے اور عنقریب آتا ہے کہ علماے حنفیہ نے
مطلقاً یا خاص خاص قسم کے مسائل مین ائمہ حنفیہ مین سے کسیکو مخصوص کیا ہے۔ دوم جیسی کتاب سے فتوی
جائز ہے مثلاً مشہور متداول ہو اور دیگر شروط آتی ہین۔ سوم اقوال نقل کرے یا کسی قول کو متعین کر دے
اور مترجم کے نزدیک اقوال کا حکایت کرنا اصوب ہے اور فتاوے سراجیہ مین ہے کہ کسی شخص کو فتوے
دینا روا نہین ہے مگر اس صورت مین کہ علما کے اقوال جانتا ہو اور یہ پہچانتا ہو کہ انھون نے کہان سے
یہ قول کہا ہے اور آدمیون کے معاملات سے واقف ہو پھر اگر وہ شخص علما کے اقوال کو یاد رکھتا ہو مگر یہ
نہین جانتا کہ کہان سے کہا ہے تو اسلیے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاوے اور وہ جانتا ہے کہ جن علما
کا مذہب اسنے اختیار کیا ہے وے سب اس مسئلہ مین اس قول پر متفق ہین یعنے جواز یا عدم جواز پر مثلاً تو
مضائقہ نہین کہ یون کہدے کہ یہ جائز ہے یا نہین جائز ہے اور یہ قول اسکا بطریق حکایت ہوگا اور اگر ایسا
مسئلہ ہو کہ جسمین انھون نے اختلاف کیا تو مضائقہ نہین کہ کہے یہ فلان کے قول مین جائز ہے اور فلان کے قول
مین نہین جائز ہے اور اسکو یہ اختیار نہین ہے کہ چھانٹ کر بعض کے قول پر فتوے دے جبتک انکی حجت کو
نہ پہچانے مترجم کہتا ہے کہ یہ صریح اس امر کا مؤید ہے جو مین نے زعم کیا اور اس سے ایک امر یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ اگر اصحاب کے اقوال کی حجتین دریافت کرلے تو اسکو روا ہے کہ بقوت حجت کسیکے قول کو فتوے
کیلیے مختار کرے اور اسی معنے مین مترجم نے فتاوے مین تحت ترجمہ بعض اقوال کی ترجیح کر دی ہے اور
مترجم کو اصحاب ترجیح اصطلاحی ہونے کا دعوے ہرگز نہین ہے ہان میرے نزدیک یہ بڑا
مفسدہ اور سخت دھوکا شیطان کا ہے کہ جسقدر مومنین موجود ہین بحال ظاہر سب مثل بہائم کے ہین کہ
انکو اقوال مذکورہ کتب مین سے ضرور کسی قول پر جسپر چاہین عمل کرنا چاہیے اور خود اپنے دین کے واسطے احتیاط
اور اپنے نفس کے مغرورات مین صواب اختیار کرنے کی راہ نہین ہے اور حق یہ ہے کہ جنکو اس زمانہ مین
علما کہتے ہین انھین کی ذات سے ردو قدح وجدال و ناموری وغیرہ مفاسد کے آثار نہایت قوی
پیدا ہوتے ہین پس اصوب و احوط یہ ہے کہ جو شخص اپنے فعل خالص لوجہ اللہ تعالیٰ عزوجل کرلے

اور عاجزی کے ساتھ توفیق کا خواستگار و خوفناک رہے اسکو اسی پر فتوے دینا واجب ہے اور اہل جدال و مراء
و ہوا پرست لوگون کے افعال سے خوف دیکھ پرواہ نہ کرے پس اگر اُنھون نے حق کو رد کرکے دنیا مین ناموری
حاصل کی تو انکا یہی نتیجہ ہے انکو اور انکے نتیجہ کو چھوڑ دے اور کہدے واتقوا اللہ یا اہل الکلام والسلام
اور فاضل لکھنوی نے نقل کیا کہ فتاوے قاسم بن قطلوبغا مین فتاوے ولوالجیہ سے نقل ہے
کہ جو شخص اسی بات پر اکتفا کرے کہ مسئلہ کے اقوال و وجوہ مین سے اسکا فتوے و عمل کسی قول
یا کسی وجہ کے موافق ہو جاوے اور چاہے جس قول و جس وجہ پر عمل یا فتوے ہووے اور کچھ بھی
غور و نظر اسمین نہ کرے کہ ان افعال مین سے باوجود ختلاف کس کو ترجیح ہے تو وہ جاہل ہے اسنے
مومنین متقدمین کے اجماع کو توڑ دیا۔ اور اسی فتاوے مین دوسرے مقام پر ہے کہ آدمی اسوقت
دو قسم کے موجود ہین ایک وہ جو محض مقلد ہے یعنے جسکو نظر و غور کی لیاقت بالکل نہین ہے اور
دوسرے وہ کہ جسکو نظر کی لیاقت ہے پس قسم اول پر تو اسی کا اتباع واجب ہے جسکو مشائخ نے صحیح
کہا ہے اور دوسرے فریق پر واجب ہے کہ جو اُسکے نزدیک مرجح ہو اسپر عمل کرے مگر فتوے اسی پر دے جس کو
مشائخ نے صحیح کہا ہے کیونکہ فتوے لینے والا اس سے وہی پوچھتا ہے جو اہل مذہب کے نزدیک مذہب
ٹھہرا ہے **قال المترجم** عوام کیلیے حقیقت مین اجتہادی مذاہب مین سے کوئی مذہب نہین ہے بلکہ اصل وہ
مومن باللہ عز وجل و بما جاء بہ النبی صلعم ہے جیسے غیر عوام بھی پھر بہ حکم الٰہی تعالےٰ وہ کسی عالم سے واقعہ
نازلہ مین حکم حاصل کر لیتا ہے اور وہی اسکے لیے مذہب ہے حتے کہ اگر ایک نے اُسکو فتوے دیا اور اُسنے
عمل کیا پھر دوسرے نے برخلاف فتوے دیا تو اگر اسنے دوسرے کو زیادہ پرہیز گار جانا تو آیندہ
اُسکے فتوے پر عمل کرے اور پہلا عمل صحیح رہا حتے کہ اگر محکمۂ قضا مین پیش ہوگا تو قاضی اُسپر پہلے عمل کی
نسبت مواخذہ نہین کر سکتا چنانچہ اس فتاوے کی کتاب القضا مین معتبرات سے یہ بحث اچھی طرح منقول ہے پھر تصحیح
مشائخ پر سائل کو فتوے دینا فقط اتنے خیال سے واجب کیا کہ مشائخ ترجیح منقرض ہو گئے ہین اور شاید یہ
خوف کیا کہ اہل جہالت بدون علم کے فتوے دیوین اور گمراہ کرین جیسے خود گمراہ ہین تو واقعی
یہ احتیاط بتوفیق ہے اور اہل تقوے بہت کم ہین ولیکن عوام کو یہ نہین پہونچتا کہ اپنے سے خلاف
وضع پر عمل کرنے والے پر انکار و جدال و تکفیر کرین جیسے اس زمانہ مین مشاہدہ ہے بلکہ سیرت سلف صالحین پر
قائم رہین اور آپسمین متفق ہو کر کوشش کرین کہ ہم سب اس زمانہ مین لامحالہ منقرض ہو کر آخرت مین مغفور
و مسرور ہون کیونکہ جن افعال کا شریعت و سنت مین ہونا معلوم ہے وہ راہ کفر کے افعال ہرگز
نہین ہین پھر کیونکر تکفیر کرنی جائز ہے اللہ اللہ خوف کرو کہ تم کسیکو کافر بناکر خارج کر دو اور وہ مومن ہو
اگر تم سے ایک آدمی ایمان پاتا تو موافق حدیث صحیح کے نایاب و عزیز الوجود چیز سے بہتر ہے حالانکہ اسکے
برعکس تم خارج کرتے ہو اور جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو خارج نہین فرمایا

جنکو قطعًا جانتے تھے اور بعض کو حقتعالے نے نہین تبلایا اور یہی کہا مردوا علے النفاق لاتعلمہم اللہ یعلمہم الآیہ
پس دیکھو کہ کتنا بڑا فرق بلکہ برعکس معاملہ تم نے اختیار کیا - ہان حدیث مین بقولہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم
اجازت بقید وضوح فرمائی ہے - جیسے اس زمانہ مین کوئی رسالت انبیا و مرسلین و وجود ملائکہ و شیاطین
و وحی و معجزات کا انکار کرے اور وحی الٰہی کو خیالات آدمی تبلاوے اور شریعت کو قانونی مصلحت کہے
اور مانند اسکے تو یہ کھلا کافر ہے اسکو جو شخص مسلمان و مومن کہے وہ خود کافر ہے اور اسکا فتنہ اہل اسلام
پر شیطان سے زیادہ مضر ہے خصوص جبکہ نظر کو دنیا کی آرائش و زینت پر کمال رغبت ہے اور جس نے
عمومًا آنکھین آخرت سے بند کرا کے اسی طرف متوجہ کر دی ہین اسلیے کہ انہین غلبہ حواس بہیمہ کی
قوت ہر روز قوی ہے بالجملہ کسی مسلم کی تکفیر پر فتوے دینا نہین چاہیے مگر جبکہ کھلا ہوا کفر دیکھا
جاوے اور معلوم کیا جاوے ورنہ کسی کے دل کے بھید پر مدار کر کے تکفیر نہین جائز ہے اور یہ کلام
درمیان مین آگیا تھا اب مین پھر رجوع کرتا ہون - واضح ہو کہ اقوال جنپر فتوے دینا چاہیے کس
ترتیب و تخصیص سے قرار دیے گئے ہین اور یہ اقوال اسوقت کن کتابون سے لینے چاہیے اور کن کتابون
سے لینا نہین جائز ہے ایک دراز بحث ہے مگر مختصر طور پر فوائد بعض الافاضل سے انتخاب کرتا ہون -
اقوال پر فتوے دینے کا کلیہ قاعدہ فتاوے سراجیہ مین اسطرح مذکور ہے کہ جب کسی قول پر ائمہ حنفیہ
متفق ہون یعنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ و صاحبین بالقصد و باقی بالتبع متفق ہون تو مفتی اسی پر فتوے
دیوے اور اگر مختلف ہون تو فتوے مین اختلاف ہے بعض نے کہا کہ علے الاطلاق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے
قول پر فتوے ہے یعنے چاہے عبادات کے مسائل ہون یا اور کسی قسم کے ہون سب مین علی الاطلاق
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتوے ہے اگر انکا قول موجود ہو پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول
پر پھر امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر پھر انکے بعد قول زفر رحمہ اللہ و حسن بن زیاد ہے اور بعض نے کہا
کہ اگر امام ابوحنیفہ ایک طرف ہون اور صاحبین ایک طرف ہون تو مفتی کو اختیار ہے کہ چاہے جس
قول پر فتوے دے مگر قول اول اصح ہے یعنے مطلقًا امام کے قول پر فتوے دیوے در صورتیکہ
مفتی خود مجتہد نہو یعنے صاحب اجتہاد فی المذہب یا صاحب ترجیح نہو فہذا محصل کلامہ اور حاوی قدسی
مین ایسی صورت مین قوت دلیل کا اعتبار کیا ہے یعنے جسکی دلیل قوی ہو اسی پر مفتی فتوے دے قال
بعض الافاضل رح دونون قول مین اختلاف نہین ہے اسطرح کہ حاوی کا قول ایسے شخص کے حق مین ہے
جسکو ترجیح کی قدرت ہو اور سراجیہ مین مراد وہ مفتی ہے جو صاحب ترجیح نہو اقول یہ توفیق ظاہر ہے
ولیکن ممکن ہے کہ حاوی نے فقط صاحب تمیز پر اکتفا کیا ہو جسکا مرتبہ صاحب ترجیح سے کم ہے اور اسکا وجود
ہر زمانہ مین ہوتا ہے وہ منقطع نہین ہے کما قال ابن قطلوبغا رح وسیاتی - اور غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مین ہے
کہ علمار نے عبادات مین امام اعظم رح کے قول پر فتوے قرار دیا ہے اور استقرار سے بھی ایسا ہی وقوع ثابت ہوا

جبتک کہ امام سے کوئی روایت موافق قول مخالف کے نہین پائی گئی جیسے مستعمل پانی کی طہارت وغیرہ مین ہے۔ اور قضاء الاشباہ والنظائر مین ہے کہ باب القضاء کے متعلق مسائل مین فتوے امام ابو یوسف کے قول پر ہے کما فی القنیہ والبزازیہ۔ اقول اس فتاوے کی کتاب القضاء مین بھی ایسا ہی منصوص ہے اور بیری زادہ کی شرح الاشباہ مین ہے کہ شہادات مین بھی امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہے مگر سترہ مسائل مین امام زفرؒ کے قول پر فتوے ہے جنکو مین نے علحدہ رسالہ مین تحریر کیا ہے۔ اور فتاوے الخیریہ کتاب الشہادات مین ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات مقرر ہوچکی کہ فتوے وعمل فقط امام اعظم ہی کے قول پر ہوگا کہ اس سے امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ دونون یا ایک کے قول کیطرف تجاوز نہوگا مگر بضرورت انتہیٰ اقول شاید علامہ خیر الدین نے کتاب القضاء والشہادات کے مسائل مین امام ابو یوسف کے قول کو لینا بضرورت قرار دیا ولیکن اس فتاوے مین معتبرات سے منقول ہے کہ جب امام ابو یوسف قاضی ہوئے اور لوگون کے اختلاط اور وقائع ومعاملات کے برتاؤ کو معائنہ کیا جس سے اُنکو زیادہ علم حاصل ہوا تو اُنھون نے خلاف کیا اور جو قول اجتہادی دوسرا ہوا اسی پر فتوے ہے پس اس توجیہ سے ضرورت ظاہر نہین ہوتی ہے اور شاید لفظ ضرورت ایک عام معنے مجازی مراد لیے ہون جو ایسے وجوہ کو بھی ضرورت مین رکھے وہذا التکلیف بعید فافہم۔ یہانتک تو ان اقوال کا بیان ہوا جو ان ائمہ حنفیہ سے مروی ہین اب رہے ایسے مسائل جنمین ان اصحاب سے کوئی قول صحیح نہین ہے تو حاوی قدسی مین ہے کہ جب کسی واقعہ مین ان ائمہؒ سے کوئی قول ظاہر پایا نہ جاوے اور مشائخ متاخرین نے اسکا حکم نکالا اور سب ایک قول پر متفق ہین تو وہی لیا جائے اور اگر انمین اختلاف ہو تو اکثر مشائخ کا جو قول ہے وہ لیا جاوے بشرطیکہ ایسے ہون جنپر مانند طحاوی وابو حفص وابو جعفر وابو اللیثؒ وغیرہ کے اعتماد کیا جاتا ہی اور اگر اُنسے بھی کوئی جواب ظاہر نہین ملا تو مفتی کو چاہیے کہ اسمین تامل وغور وکوشش سے نظر کرے تا کہ ایسا حکم نکل آوے کہ عہدۂ افتاء کا ذمہ پورا ہو یا اُس سے عہدہ برآئی کے قریب پہونچے اور یہ نہ چاہیے کہ لاابالی اسمین کوئی حکم لکھدے۔ اقول ظاہرا متاخرین مشائخ سے اہل ترجیح تک شامل مراد ہین جنکو کسی رتبے اجتہاد کا منصب ہے پھر مفتی کو غور ونظر واجتہاد کا حکم یعنے کوشش بلیغ ہی بالخصوص باصحاب ترجیح ہو واللہ اعلم اور در لوالحجیہ سے اوپر مذکور ہوا کہ بلا ترجیح کے مختلف اقوال مین سے جس قول پر چاہے عمل کر لینا جہالت وخلاف اجماع ہے اور در المختار مین قاسم ابن قطلوبغا کی تصحیح القدوری سے لایا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ کبھی چند اقوال کو بلا ترجیح کے نقل کر دیتے ہین اور کبھی ترجیح وتصحیح کرتے ہین لیکن تصحیح مین اختلاف کرتے ہین یعنے بعض نے ایک قول کو اور بعض نے دوسرے قول کو صحیح کہا تو ایسی صورت مین مرجح وصحیح کیونکر معلوم ومتعین ہو اور کیسے عمل کیا جاوے تو جواب یہ ہی کہ جیسے طور پر اُنھون نے عمل کیا اُسی پر عمل کرین باعتبار رواج متغیر ہونے اور لوگون کے حالات بدلنے وغیرہ کے اور جو لوگون پر آسان ونرم ہو اور جسپر عملدرآمد ظاہر چلا آتا ہو اور جسکی دلیل قوی ہو یعنے ان امور کے اعتبار سے مشائخ کے عمل کے موافق ہم بھی ان اقوال مین سے ایک قول اختیار کرینگے اور جو شخص ان امور کی راہ سے قول کو تمیز کرلے ایسا شخص ہر زمانہ مین ضرور ہوتا ہے پس وہ بطریق تحقیق اسکا ممیز معلوم ہوتا ہی گمان ہی گمان

بیان مسائل متاخرین
بعد ائمہ

نہین ہوتا ہے ہان جو اسوقت ایسا ہو کہ ان وجوہ سے تمیز نہ کر سکے اُسکو چاہیے کہ خود بری الذمہ ہوتے کیلیے ایسے شخص سے رجوع کرے جو تمیز کر سکتا ہے ہذا تفصیل کلامہ **اقول** اس کلام سے کئی باتین تحقیقی ظاہر ہین اول یہ کہ مشائخ اصحاب ترجیح کبھی تصحیح مین اختلاف کرتے ہین ولیکن تحقیق یہ ہے کہ دونون قول اپنے اپنے محل پر صحیح ہوتے ہین اور درحقیقت یہ تصحیح مین اختلاف نہین ہے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ مثلاً کپڑے غصب کیے ہوئے پر سیاہ رنگ سے قیمت مین زیادتی نہین بلکہ نقصان ہونا امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے جو اُنکے زمانہ کے لحاظ سے صحیح تھا کیونکہ بنو امیہ کے عہد سلطنت مین سیاہ رنگ عیب تھا اور صاحبین کے زمانہ مین عہد سلطنت عباسیہ مین یہ رنگ مرغوب ہوا تو اس سے قیمت کی زیادتی کا قول جو صاحبین سے مروی ہے صحیح ہے حتے کہ اگر کسی عہد یا ملک مین سیاہ رنگ عیب شمار ہونے لگے تو فتوے کیلیے وہی امامؒ کا قول صحیح ہوگا پس یہ حکم باعتبار تغیر احوال ہے اور دونون صحیح ہین ایسے ہی ہر زمانہ مین صاحب ترجیح ان اسباب مذکورہ کی جہت سے تصحیح کرتے ہین ہان موافق بحث اجتہاد کے کبھی بقوت دلیل بھی مختلف تصحیح واقع ہوتی ہی بایطور کہ ایک کو قوت ایک قول کی اور دوسرے کو دوسرے قول کی ظاہر ہوئی جیسے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالی مین ارکان اجتہاد سے ایسا اختلاف واقع ہوا اور سب بذمعنی راہ حق پر ہین کہ اتباع حکم الٰہی وسنت رسالت پناہی صلعم مین ہر ایک نے کوشش کی اور ہوا وہوس سے نفس کو روکا اور یہ ایک ہی طریق سے آسان ہے جو منصب صاحب ترجیح کے لائق ہے پس رنگ کی مثال جو مترجم نے اوپر ذکر کی تغیر العرف سے متعلق تھی اور دوم یعنے ارفق مین کلام بعض مواضع فتح القدیر مین مسطور ہی اور اصل اسمین قولہ علیہ السلام لن یشاد والدین احد الا غلبہ الحدیث ہے اور مؤید اسکا قولہ فی قصۃ البقرۃ انتہی مرندبہا بنو اسرائیل ولکن شددوا فشدد اللہ تعالےٰ علیہم الحدیث ہے یعنے جب دو قول بدلیل اجتہادی ظاہر ہوے اور رجحان دونون طرف برابر ہی اور ایک انمین سے ارفق وآسان ہے تو عوام کو فتوے دینے مین مفتی اسیطرف میل کرے اور اُسکی مثالین بہت ہین اور اسی قسم سے ہے اس زمانہ کا عام واقعہ تمباکو پینے کا چنانچہ بعض نے سخت تشدد کو راہ دیکر اسکو حرام نکالا حالانکہ یہ استخراج نہین ہے بلکہ ہوس ہے کیونکہ حرمت کی دلیل کوئی نہین پائی جاتی اسلیے کہ حرام تو منصوص قطعی ہے اور یہان ظنی نص بھی موجود نہین اور اگر مکروہ تحریمی مراد ہے تو بھی ظاہر نہین لا بدلیل ضعیف الاسناد وضعیف الدلالۃ ہان کراہت تنزیہی وغیر تنزیہی اباحت مین تردد بدلائل ہے اور وجہ دوم کیلیے عموم بلوے مؤید پس لائق فتوے قول دوم ہے کیونکہ وہ مفتی فقیہ نہین کہ عوام کو حرام مین مبتلا کرے فلیتامل فیہ ۔ وظہور تعامل کے یہ معنی ہین کہ صاحبین سے اسکا عملدرآمد چلا آتا ہو جو دلیل شرعی پر مبنی ہونے کی دلیل ہے اور بعضے متاخرین کے کلام اس امر کے شاہد ہین کہ لوگون مین ایسا معاملہ جاری ہو ولیکن مترجم کہتا ہے کہ یہ سہو ہے اور ائمہ مین سے جس نے ایسا کہا وہ اشارہ ہے کہ سلف صالحین سے پیچھے اسکا حادث ہونا ظاہر نہین ہوا بسبب قرب زمانہ کے اور ہمارے وقت مین یہ بات نہین اور اس دیار ہندوستان مین تو بالکل اسکا اعتبار نہین ہی اسواسطے کہ کثرت سے خلاف شرع امور بلا انکار ظاہر شائع ہین اور امر تحقیق اسمین تفصیل ہے یعنے جو معاملہ ایسا ہے کہ رکن شرعی مین سے کوئی امر فوت نہین لیکن وہی چیز جسکی شرط بہ تعامل ہے یعنے بلا نزاع

رضامندی تو اسمین اعتبار ہے مثلاً استصناع علے خلاف القیاس بسبب تعامل الناس جائز ہے حالانکہ بالاتفاق
ابتدائی بیع نہین ہے تو انتہا مین جب بنانے والے نے چیز بنائی اور بنوانے والے نے پسند کر کے لی
یا نہین تو رد کر دی اور باہم کچھ نزاع نہوا تو معلوم ہوا کہ تعامل بمعنے باہمی رضامندی ہے جو شرط بیع یا
متمم رکن قبول و ایجاب ہے علی ما حققتہ بالتقریر المعقول علے انعقاد البیع بالایجاب و القبول پس واضح ہوگیا
کہ مفتی کسی حال مین راہ شرع سے جسکی پابندی نفس ہوا پرست پر فرض ہے بلا دلیل شرعی تجاوز نہین کرسکتا
اور یہ جو اس زمانہ مین بعض جہال ملحدین برادران دجال نے اپنے متبعین کو سکھلایا کہ شرع ایک جمہوری
مصلحت ہے اور اوقات و اوضاع کے تغیر سے اسمین تغیر لازمی ہے محض شیطانی راہ ہے اور اسکا معتقد کافر ہے
اسلیے کہ راہ آخرت مستقیم ایک ہے جسکے سلوک کیلیے نفس کو جو شیطانی ہوسات کا بالطبع مطیع ہے ایک مسلک مستقیم
سے تجاوز نہ کرنے پر پابند کیا گیا ہے پس جب آخرت کا اعتقاد بنور ایمان حاصل ہے جسمین تبدیلی نہین تو شاہراہ واضح
مین تبدیلی محال ہے وقد قال تعالے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ پھر جب اوضاع و اطوار کیطرف
زمانہ مین تبدیلی ہوئی اگر لوگون نے ان اطوار کو خلاف عدل و خلاف صواب اختیار کیا تو خود انھین اطراف کیطرف
میل کرنا صریح ظلم قبیح ہے اور اگر عدل کے ساتھ ہی تو تبدیلی کیونکر ہوئی اسلیے کہ راہ اول محض عین عدل تھی
تو لامحالہ تبدیلی بجانب ظلم ہوئی ہے۔ اور اصل بات یہ ہی کہ تحقیق آخرت و ایمان توفیق مین ایسے ہوئے
جنھون نے فنائے دنیا کو بہ عین الیقین مشاہدہ کیا اسلیے قصد معاشرت کو تاہ کر کے خلوت اختیار کی اور یہ عمدہ
نہین بلکہ اقوے و اصوب یہ ہے کہ تمدنی طرز کے ساتھ عام جماعت کو دروازہ آخرت تک بہ تمام عدل آراستہ لے جاوے
اور یہ پسندیدہ شیوہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین تھا پس اشاعت علم الٰہی و حسن اخلاق
و تعلیم عدل و تہذیب نفس مین کامل فرد تھے اور جن ملکون کو تابع کرتے اُنکے حق مین نہایت خوبی و
بالکل بھلائی چاہتے اور یہی اسلام کا حکم عام ہے۔ بالجملہ مفتی و عالم کو یہ اختیار نہین ہے کہ خود کوئی
حکم دے ہان شرع کی نیابت مین کہہ سکتا ہے کہ شرع سے یہ حکم جائز ظاہر ہوا اور جب کسی حکم پر موافق کتاب و
سنت کے یقین کرے تو کہہ سکتا ہے کہ خمر حرام و عدل واجب و تکبر حرام ہے اور یہ اُسکا حکم نہین ہے بلکہ شرع کی
طرف سے نقل ہی اور کلمات کفریہ مین ہی کہ جو مجتہد کیطرف سے حکم اختیاری خیال کرے یعنے جو کچھ چاہے حکم
دیسکتا ہے وہ کافر ہے پس مفتی درحقیقت اس مرتبہ کیوجہ سے جو اللہ تعالے نے اُسکو اپنے فضل سے عنایت
کیا ہے اس کام کیلیے محکوم ہے کہ مسائل کے احکام عوام کو باجتہاد و استخراج بتلاوے اور تمام کوشش صرف
کرے لہذا حاوی مین کہا کہ عہدۂ اجتہاد کو کوشش سے حتے الوسع پورا کرے اور لا اُبالی بات نہ کہے اور
صاحب تصحیح القدوری نے مقلد غیر ممیز کے حق مین کہا کہ وہ ممیز کیطرف رجوع کرے تاکہ خود بری الذمہ ہوجاوے
پھر اگر کوئی کہے کہ یہ کلام تو صاحب ترجیح کیلیے ہے کیونکہ اُسی کو ایسی تمیز حاصل ہوتی ہی اور وہ بقول علامہ
مقلدین ختم ہوا اور بعد صاحب الکنز کے کوئی نہین ہوا تو جواب یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم اس دعوے کے

صاحب التصحیح القدوری کے کلام سے یہ مراد ہونا مسلم نہین ہے اس دلیل سے کہ اسنے فرمایا کہ ولایخلوالوجود عن من
تمیز ہذا حقیقۃ لاظنا۔ یعنے ایسا ممیز ہر زمانہ مین موجود ہوتا ہے جو محض گمان وخیال پر نہین بلکہ حقیقت مین ایسے
اقوال کو تمیز کر سکتا ہے وفی البحر جب ایک کو صحیح کہا گیا اور فتوے دوسرے پر ہے تو موافق متون پر عمل کرنا
اولی ہے۔ **قال المترجم** متون جامع روایات اصول ہین وفیہ مافیہ واللہ اعلم **وایضا فی البحر** فی مصرف الزکوٰۃ
جب تصحیح مختلف ہو تو واجب ہے کہ ظاہر الروایۃ کی تلاش بلیغ کرین اور اسی کو مرجع قرار دین **وفیہ فی کتاب الرضاع**
جب فتوے مختلف ہو یعنے ایک قول کی نسبت لکھا گیا کہ اسپر فتوے ہے اور دوسرے قول پر بھی یہی لکھا گیا تو جو
قول انہین سے ظاہر الروایۃ ہو اسی کو ترجیح ہے **قال المترجم** ان عبارات مین غور سے اس امر کی تائید ملتی
ہے جو مترجم نے اوپر ذکر کیا ہے اور یہ بحث فقط روایات کی جہت سے ہے بنا برین کہ خالی مقلدین کو دلائل سے
بحث کی اجازت نہین ہے ولیکن **غنیۃ المستملی** شرح منیۃ المصلی مین بحث تعدیل الارکان مین لکھا کہ مجھے یہ بات
معلوم ہو گئی کہ قومہ وجلسہ مین سے ہر ایک مین طمانیت بمقتضائے دلیل واجب ثابت ہوتی ہے یعنے جیسا کہ امام
ابو یوسف وغیرہ سے مروی بھی ہے دلیل سے بھی وہی ثابت ہوتا ہے پھر لکھا کہ **شیخ ابن الہمام** نے فرمایا کہ
درایت سے عدول نہین چاہیے جبکہ کوئی روایت اُسکے ساتھ موافق ہو **قال المترجم** یعنے جب مذہب مین اقوال
مروی ہون اور ایک قول انہین سے اصول شرع سے متوافق ہو تو اس قول سے مخالفت نہین کرنی چاہیے
گویا اسقدر علم کو مظنونات مین واجب العمل ہونے کیلیے مسلم رکھا ہے اور ظاہرا شارح نے جو لکھا کہ یہ بات مجھے
معلوم ہو گئی اسمین علم سے یہی معنے مراد لیے ورنہ فرعیات کا مظنون نہ ہونا اتفاقی ہے اسوجہ سے کہ حق عمل مین یہ
ظن بمنزلہ علم ویقین ہے فافہم وسیاتی المزید فیہ۔ **وفی وقف البحر** جب مسئلہ مین دو قول ایسے ملین کہ ہر ایک کو صحیح
کہا گیا ہے تو ایک قول پر فتوے دینا و اُسکے موافق حکم قضاء جاری کرنا جائز ہے **وفی قضاء الفوائت** منہ جب ظاہر الروایۃ
مین کوئی مسئلہ نہو اور غیر ظاہر الروایۃ مین پایا جاوے تو اسی کو لینا متعین ہو جاتا ہے **قال المترجم** یہ بحث بھی روایت پر
مقصور ہے اور دونون قول مصححہ مین سے کسیکی ترجیح کا حکم نہین دیا اور یہ حکم بظاہر تصحیح القدوری کے قول سے مخالف ہے
کیونکہ اسمین تمیز کرنے کا حکم مذکور ہی اور پوشیدہ نہین کہ حکم قضاء ایسی صورت مین مختلف ہو سکتا ہے اور مفتی بھی مستفتی کے
موافق مدعا قول پر فتوے دیسکتا ہی اور زیادہ اشکال اسوقت ہے کہ مدعی ومدعا علیہ مین سے ایک کے موافق ایک قول اور
دوسرے کے موافق دوسرا قول ہو مگر یہی کہا جا سکتا ہی کہ حکم قاضی ملزم واقع ہوا اور تجھے معلوم ہے کہ حکم قضاء فی نفسہ
ملزم نہین ہوتا مگر جبکہ شرع کی اجازت سے بدلیل الزامی واقع ہوا اور یہان حق دلیل مین دونون مساوی ہین پس اگر قاضی
دوسرا قول اختیار کرتا تو روا تھا اور اگر اسکا ایک قول بجواز اختیار کرنا ملزم ہو تو مدعی سلےاپنے حق مین یقین پر کیونکر ہوگا مگر یہی
کہا جا سکتا ہے کہ حکم قضاء ظاہرا وباطنا نافذ ہوتا ہے اور اسمین مشائخ ومتاخرین علماء ترجیح کے اقوال کیسے مضطرب
ہین کما لایخفے علے من مارس ہذا الفن۔ علاوہ ازین عدم نفاذ قضاء ظاہراً وباطناً کی بھی روایت موجود ہی اور خود امام سے
بہتیری صورتون مین بطلان حکم قضاء کا حکم روایت کیا گیا ہے مثلاً جبکہ گواہون کا کاذب ہونا یا غلام ہونا یا محدود القذف ہونا

ظاہر ہوجاوے پس معنے یہ کہ حجت شرعیہ کا پورا ہونا ظاہر ہو تو حکم ملزم نہوگا لہذا حکم ملزم کامل کچھ ہوا اور قولہ علیہ السلام
لعل بعضکم الحن بحجتہ الحدیث سے متوافق عدم نفاذ قضا ہی اور بقول ابن الہمام درایت سے جو روایت متوافق ہو اُس سے
عدول روا نہین ہی پس ظاہر صحیح راجح وہی قول ہی جو تصحیح القدوری مین مذکور ہی وفی شرح الاشباہ لبیری زادہ رح
نقلاً عن شرح الہدایۃ لابن الشحنۃ رح جب کوئی حدیث صحیح ہوجاوے اور مذہب کے خلاف ہو تو اس حدیث پر عمل کیا
جائیگا اور یہی مذہب قرار دیا جائیگا اور اسپر عمل کرنیسے حنفی مذہب ہونے سے مقلد مذکور باہر نہین ہوجائیگا کیونکہ
امام اعظم رحمہ اللہ سے صحیح روایت آئی ہی کہ جب کوئی حدیث صحیح ہوجاوے تو وہی میرا مذہب ہے قال المترجم ایسا
ہی بعض ائمہ شافعیہ نے کہا کہ صلوٰۃ الوسطی بقول شافعی نماز فجر ہے اور حدیث مسلم مین نماز عصر ثابت ہوئی تو گویا
کہ شافعی کا قول یہی مذہب ہوا اور غالباً اہل دیانت بلاتعصب کے اپنے اپنے اماموں سے ایسا ہی روایت کرتے
ہین کہ یہ چارون مذاہب تو درحقیقت ایک ہی ہین کیونکہ سب ہی سنت وحدیث کیطرف مستند ہین اور جن
لوگون نے باہم جدائی وتفریق کرکے تعصب کو راہ دی اور اتفاق باہمی جو صحابہ رضی اللہ عنہم مین تھا جسپر اللہ
تعالی جل شانہ نے اپنے حبیب رسول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان رکھا تھا اسکو برباد کیا تو مین نہین جانتا سواے
اسکے کہ وے سخت گنہگار ہین جنھون نے اہل السنۃ والجماعت مین تفرقہ ڈالا اور ایسی باتین پیدا کین جن سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضی ظاہر ہے اور کثرت سے احادیث دلالت کرتی ہین کہ آپسمین اتحاد و اتفاق ضروری ہی
اور عمل کی صورت مین اختلاف ہونا کچھ بھی مضر نہ تھا دیکھو صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین باہم اعمال کو
بصورتہاے مختلفہ بہ نیت خالصہ ثواب الٰہی ادا کرتے اور کسیکو دوسرے کیطرف خیال بھی نہوتا پھر ملال کا کیا ذکر ہی
پھر مترجم کہتا ہی کہ اس مقام پر ایک بات ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ بعض مسائل ایسے ہین جنمین احادیث صحیحہ کئی وارد ہین اور
بغیر علم والے آدمی کو یہ نظر آتا ہے کہ انسے مختلف احکام نکلتے ہین حالانکہ جب علم والا انمین فکر صحیح کو دخل دیکر اجتہاد و
کوشش کرتا ہے تو سب مین اختلاف نہین رہتا ایک حکم نکلتا ہی لیکن دوسرا علم والا اسمین دوسرے طریقہ سے فکر کرتا ہی
تو سب مین اتفاق ہوکر دوسرا حکم نکلتا ہی مگر دونون طریقے فکر کے علیحدہ علیحدہ ہین اس بناپر کہ مثلاً آیت جو قطعی ہوتی ہی اس کو
حدیث احاد سے تخصیص کرسکتے ہین یا نہین پس ایک مجتہد کے نزدیک کرسکتے ہین اور دوسرے کے نزدیک نہین اور
دونون کے دلائل اپنے اپنے مقام پر مذکور ہین ایسی صورت مین توفیق احادیث کے راہ مین تفاوت ہوگا اور ایسے ہی
عمل کی صورت مین تفاوت نکلیگا مگر جب معنی کو دیکھو کہ حقتعالے عزوجل نے ہر مجتہد کے فعل پر اپنے فضل سے ثواب
عطا فرمایا ہے تو دونون ایک ہین ہان یہ اعمال جو ہر طرح خلوص نیت سے ثمرہ ثواب دیتے ہین جب ہی مستقیم ہین کہ
ایمانی نیت صحیح ہو اور وہ جبھی ہی ہے کہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق حضرات صحابہ
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے متوافق ہو اور یہی لوگ اہل السنۃ والجماعۃ ہین فافہم واستقم اور فاضل لکھنوی نے
تزئین العبارہ لملا علی قاری رح سے نقل کیا کہ قاری رح نے لکھا کہ کیدانی نے اپنے رسالہ خلاصہ مین عجیب بات لکھی کہ نماز کے
اندر جو افعال حرام ہین انمین سے دسوان فعل التحیات کے آخر مین انگشت شہادت سے اشارہ کرنا جیسے اہل حدیث کا عمل ہے

یعنے ان لوگون کا جو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عالم ہین اور یہ قول کیدانی کا خطار عظیم وجرم جسیم ہے اور
اسکا سبب یہ واقع ہوا کہ یہ شخص قواعد صول سے جاہل ورروایات فروع کے مراتب سے نادان ہے اور اگر ہمکو اسکی
طرف نیک گمان کرنا نہوتا جس سے ہم اسکے قول کی تاویل کرتے ہین تو ضرور اسکا کفر صریح اور ارتداد صحیح ہوتا لیفنے
ہم اسکو مومن گمان کرکے یہ تاویل کیے دیتے ہین کہ اسکی مراد یہ ہے کہ اس وضع سے اشارہ نہ کرے جیسے اہل حدیث
مٹھی بند کرکے یا حلقہ کرکے اشارہ کرتے ہین اور یہ مراد نہین کہ حدیث مین جسطرح آیا ہے وہ حرام ہے اور نہ بھلا کسی
مومن کو حلال ہو سکتا ہے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف سے اسطرح ثابت ہوا کہ متواتر کے
قریب پہونچگیا ہے اسکو حرام بتلاوے اور حسبیر صحابہ رضہ سے لیکر آخر تک علمار متفق ہین اسکے جواز سے انکار کرے
اور حال یہ ہے کہ ہمارے امام اعظم رح نے فرمایا کہ کسیکو یہ حلال نہین کہ ہمارا قول اختیار کرے جبتک اسکا ماخذ
کتاب مجید یا سنت شریف یا اجماع امت یا قیاس جلی سے معلوم نہ کرلے اور شافعی رح نے فرمایا کہ جب حدیث صحیح
ہوجاوے جس سے میرا قول خلاف پڑے تو میرے قول کو دیوار سے مار دو اور حدیث ضابطہ پر عمل کرو۔ جب یہ بات
معلوم ہوچکی تو ہم کہتے ہین کہ اگر امام رحمہ اللہ سے کوئی صریح روایت اس مسئلہ مین نہوتی تو انکے متبعین پر لازم
تھا کہ جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا اسپر عمل کرین اور یہ علمار کرام متبعین پر لازم ہے
عوام کس شمار مین ہین اور ایسے ہی اگر امام رح سے ثابت یہ ہوتا کہ انھون نے اشارہ کرنے کو منع کیا
اور خیر الانام علیہ السلام سے اسکا اثبات ہوا تو کوئی شک نہ تھا کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہوا وہی لازم ہے پھر بھلا یہان تو اس مسئلہ مین امام سے جو روایت ہے وہ سند صحیح سے مطابق وموافق ہے
پس جو عدل پر قائم اور ظلم سے باز رہا وہ ضرور جانیگا کہ سلف وخلف کے اہل تقوے کی یہی راہ ہے اور
جو اس سے پھرا وہ جہنمی گمراہ ہے اگرچہ لوگون مین بڑا بزرگ مشہور ہو انتہے کلامہ مترجماً اور دوسرا رسالہ
مسمے بتدہین التزیین مین لکھا کہ جو شخص اس امر کا قائل ہو کہ فتوے اسی قول پر ہے کہ اشارہ نہ کیا جاوے
تو وہ شخص اس امر کا مدعی ہوا کہ مین مجتہد فی المسئلہ ہون اور یہ ایسے مسئلہ مین ہو سکتا ہے جسمین امام رح
سے دو روایتین یا امام سے ایک اور صاحبین سے دوسری روایت ہو پھر بھی باوجود اسکے یہان دلیل
ترجیح کی ضرورت ہوگی کیونکہ بلا مرجح کے ترجیح مقبول نہین ہے پس اگر امام رح سے دو روایتین پائی جاوین تو
وہی روایت راجح ہوگی جو احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو اور جمہور علمار امت کے موافق
پڑے اور یہان تو عدم اشارہ پر فتوے صریح مخالف ہے دیگر مشائخ معتبرین کے قول سے جنھون نے فرمایا کہ
فتوے اسی قول پر ہے کہ اشارہ عمل مین لایا جاوے اور وہ بلا خلاف سنت ہے انتہے کلامہ مترجماً۔ مترجم کہتا ہے
کہ ایسا ہی فاضل لکھنوی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور اسمین شک نہین کہ احادیث اگرچہ صریح موجود ہون انمین
بحسب اجتہادی ضروری ہے اور عموماً مدعیان علم کو درجۂ اجتہاد حاصل نہین ہے لیکن مجھے یہ یقین نہین ہے
کہ اجتہاد وترجیح بھی ختم ہوکر لوگ عوام کالانعام رہگئے ہین جنکو دلائل مفصلہ مدونہ ائمہ علمار مین نظر کرنے اور

سمجھنے اور احادیث وآیات کے ظاہر معانی سمجھنے کی بھی لیاقت نہین ہے اور یہ کیونکر اُلٹی بات بلکہ مہمل و متناقض
کلام کہا جاتا ہے جبکہ خود مسائل مدللہ وعبارات فقہیہ وتفاسیر واحادیث بلکہ لغویات منطق وفلسفہ کا عالم جانتے
ہین اور علامہ ومدقق وغیرہ القاب سے سرفراز سمجھے جاتے ہین گویا ایسے الفاظ عمداً کذب وافترا بلباس لا باس
مزین کرلیے گئے ہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ اور حق ظاہر یہی ہے جو عبارات علامہ
قاسم صاحب تصحیح القدوری وشیخ محقق ابن الہمام وعلامہ قاریؒ سے واضح ہوا۔ پھر اگر کہا جاوے کہ صاحب
ترجیح یا کم از کم صاحب تمیز ہونے سے وہ مرتبہ مقلد سے خارج نہوا اور اسکو روا ہے کہ اہل اجتہاد مین سے کسی کے
قول پر عمل کرے تو روایات فقہیہ اُسکو کافی ہین اور جب مجتہد نہین تو اُسکو تفسیر وحدیث مین بحث سے فائدہ نہین
بلکہ تضیع اوقات ہے تو مین کہونگا کہ استغفر اللہ تعالے ہرگز یہ بات صحیح نہین ہے چنانچہ اوپر ولوالجیہ سے
منقول ہوا کہ فتوے یا عمل کسی وجہ مسئلہ سے بغیر نظر کیے ہوئے کافی سمجھنا جہالت وخرق اجماع ہے
اور لا اُبالی ایسی حرکت سے بری الذمہ نہوگا علاوہ اسکے جو مفاسد عظیمہ اسمین موجود ہین وہ تعجب ہے کہ ایسے لوگون
پر کیونکر مخفی ہے جنکو عالم وعلامہ ومحقق ومدقق وغیرہ طولانی القاب سے یاد کیا جاتا ہے ظاہر انکو سولے الفاظ مین
طول کلام کے اصلی نتیجہ علم پر نظر کی توفیق نہ ہوئی واعوذ باللہ من علم لا ینفع دیکھو اصلی نفع علم کا مثل اخلاق و
صلاح نفس وانسداد مکائد شیطان ہے حتے کہ قوت ایمان سے لائق قبولیت بارگاہ کبریائی عز شانہ و
جل سلطانہ ہوجاوے اور کتب فقہیہ مین اس سے بہت ہی کم بحث ہے اور وہ بھی بالتبع چنانچہ اسطرف اشارہ ہے
وتصریح مکرر گذر چکی اور یہان برعکس اسکے علم سے حضرت عالم علامہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ علم حدیث وتفسیر پر نظر نہ
چاہیے حالانکہ احادیث شریفہ وآیات منیفہ وقصص عبرت واشارات لطیفہ نہایت پاکیزہ الطاف الٰہیہ
اسکو درجہ قبول تک رسائی کیلیے متکفل ہین اور جب اسنے اُنسے مُنھ موڑا تو نشانہ شیاطین بنا اور انجام
ہلاکت ہے اور فقہیہ کتب مین خالی چند اعمال جوارح سے بحث ظاہری ہوتی ہے اسیواسطے علماے قلوب یعنے
اکابر اولیاء اللہ تعالے جنکو ظاہری صورتہاے افعال کے علاوہ اصلی معانی وثواب سے بالقصد بحث رہتی ہے
اور حقیقت مین وہی فقیہ ہین ان علماء کو علماے ظواہر کہتے ہین۔ بالجملہ راہ حق عز وجل تمام جدال وشیطانی
خیال سے پاک محض منور ومستقیم راہ ہے جو چاہے بقول مولوی روم علیہ الرحمہ ؎ علم دین فقہ است
تفسیر وحدیث + ان علوم سے حاصل کرے اور اہتداء اختیار کرے واللہ تعالے ہو الہادی ونعوذ باللہ
من الضلال۔ واضح ہو کہ جب کوئی مسئلہ ظاہر الروایۃ مین نہین ملا اور نوادر وغیرہ غیر ظاہر الروایۃ مین
ملا تو اسی کو لینا مقلد کو لازم ہے کما مر من البحر اور معنے یہ ہین کہ نوادر وغیرہ سے اسکو کسی معتمد کتاب
متداول مین نقل کیا گیا ہو فافہم۔ جامع المضمرات مین ہے کہ مفتی کو حلال نہین ہے کہ کسی متروک ومہجور
قول پر بغرض کسی نفع کے فتوے دیوے وکتاب القضاء من الاشباہ مین ہے کہ بزازیہ کے باب المہر سے
واضح ہے کہ مفتی ایسے قول پر فتوے دیگا جو اسکے نزدیک اصلاح کیلیے لازمی معلوم ہوا وحمویؒ نے حواشی مین کہا

کہ شاید اس قول مین مفتی سے مراد وہ ہے جو اہل اجتہاد سے ہو ورنہ جو مفتی مقلد ہو وہ تو اسی قول پر فتوے
دیگا جو صحیح ہو خواہ اسمین مستفتی کیلیے مصلحت ہو یا نہو اور شاید مراد مقلد ہو مگر ایسے مسئلہ مین جسمین دو قول ایسے
ہین کہ ہر ایک صحیح کہا گیا ہے تو اُسکو روا ہے کہ دونون مین سے وہ قول اختیار کرے جسمین مستفتی کے حق مین اصلاح
ہو۔ **قال المترجم** قول دوم اشبہ ہے کیونکہ اصلاح کرنا عموماً ہر اسکے لائق آدمی پر فرض ہے جیسے افساد
عمداً حرام ہے اور اسی قول پر دلالت کرتا ہو وہ قول جو اشباہ مین شرح مجمع وحاوی قدسی سے لایا کہ
وقف کے مسائل مین اسی قول پر فتوے لازم ہی جو وقف کے واسطے زیادہ نافع ہو **قال المترجم** وجہ دلالت یہ ہی
کہ یہان بطور قاعدہ کلیہ کے ہر مفتی پر خواہ مجتہد ہو یا مقلد ہو ایسا کرنا لازم ہے فافہم واللہ اعلم۔ اس تمام بیان سے
واضح ہوا کہ ہر شخص افتاء کی لیاقت نہین رکھتا ہے اور جو لیاقت رکھتا ہو اُسپر احتیاط واجبی ضرور ہے ہان
عوام مقلدین کو اپنے حق مین عمل کرنے کیلیے جبکہ وہ کسی قول کو ظاہر الروایۃ یا کتاب اصولی یا مانند اصول
مین پاوین عمل کرین مگر فتوے نہ دین اور جہان مختلف اقوال پاوین تو تصحیح پر عمل کرین اور مساوی تصحیح مین
ایسے ہی دو قصے ہین دونون پر عمل نہین کرسکتے اور اختیار انپر لازم ہوگا جیسے راجح لازم ہوتا ہے اور کتاب القضاء
مین بھی اسکی بحث مذکور ہے وہان بھی رجوع کرنا چاہیے وبالجملہ تدین کیلیے انپر لازم ہے کہ اقوی واثبت پر
عمل کرین اور اشکال ہو تو حل کرلین اور یہ روا نہین ہے کہ مختلف متضاد اقوال پر جسطرح جب چاہین عمل
کرنے لگین کیونکہ اسطرح شرع سے لعب ولہو حرام ہے یعنے مثلاً ایک مسئلہ مین آیا کہ بعض کے نزدیک جائز
اور بعض کے نزدیک نہین جائز ہی تو مقلد کو یہ روا نہین ہی کہ جس قول پر جب چاہے عمل کرے بلکہ بہ استفتاء
قلبی اسپر ایک کا اختیار لازم ہی مگر آنکہ دوسرا راجح ظاہر ہو جاوے پس وہی لازم ہوگا اور پہلا عمل باطل نہوگا اور
آیندہ اسی اختیار پر عامل رہے اگرچہ اسپر کوئی امر لازم آیا جاتا ہو مثلاً ناجائز اختیار کرنے سے کبھی اسکو جائز کی
ضرورت پڑے تو اسپر ناجواز لازم رہیگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم۔ **الفائدہ** جن مسائل پر فتوے ہے یا جو
مرجح ہین اُنکے الفاظ وعلامات ہماری کتابون مین بہت ہین اور بعضے بہ نسبت دوسرے کے زیادہ
موکد ہین چنانچہ صحیح کے بہ نسبت فتوے زیادہ قوی ہے یعنے یہ صحیح ہے اس سے بڑھکر اسی پر فتوے ہی
فی الفتاوے الخیریۃ صحیح واشبہ جو علامات ترجیح ہین اُنسے فتوے زیادہ موکد ہے اور اس سے بڑھکر یہ
یفتی یعنے اسی پر فتوے دیا جاوے اور صحیح سے بڑھکر اصح ہے اور احتیاط سے بڑھکر احوط ہے۔
فی البزازیۃ اشبہ کے معنے اشبہ بمنصوص یعنے حکم منصوص سے زیادہ مشابہ ہے براہ درایت وراجح براہ
روایت تو اسی پر فتوے ہوگا۔ فی خزانۃ الروایات نقلاً عن جامع المضمرات شرح القدوری افتاء کے
علامات یہ ہین۔ اسی پر فتوے ہے۔ اسی پر فتوے دیا جاوے اسی پر اعتماد کیا جاوے۔ اسی کو ہم لیتے ہین
ہم اسی کو اختیار کرتے ہین۔ اسی پر اعتماد ہے۔ اسی پر آج کے روز عمل ہے۔ اس زمانہ مین اسی پر عمل
ہوتا ہے۔ یہی صحیح ہے۔ یہی اصح ہے۔ یہی ظاہر ہے۔ یہی اظہر ہے۔ یہی مختار ہے۔ اسی پر ہمارے مشائخ نے

فتوے دیا ہے۔ ہمارے مشائخ کا اسی پر فتوے ہے۔ یہی اشبہ ہے۔ یہی اوجہ ہے اور اسی کے مانند دیگر علامات ہین
فی حواشی الطحطاوی اور اسی پر عرف جاری ہے اور اسی کو ہمارے علماء نے لیا ہے اور یہی متعارف ہے
فی القنیہ جب دو امام معتبر مین باہم تعارض ہوا ایک نے کہا کہ یہ صحیح ہے اور دوسرے نے اپنے حکم کو اصح کہا تو اُسنے
صحیح سے اتفاق کیا لہذا صحیح کا لینا اولی ہوگا فی الدر المختار اگر کسی روایت کی نسبت کتاب معتمد مین لکھا کہ اصح یا
اولی یا اوفق ہے یا مانند اسکے لکھا تو مفتی کو اسپر فتوے دینے کا اختیار ہے اور اسکے مخالف پر جسکی نسبت کر کے صحیح لکھا ہے
اسپر بھی فتوے دیسکتا ہے یعنے دونو مین سے جسپر چاہے فتوے دیوے اور جہان صحیح یا ماخوذ یا مفتی بہ یا بہ یفتی لکھا ہو
اسکے خلاف پر فتوے نہین دیسکتا ہے لیکن اگر مثلاً ہدایہ مین لکھا ہو کہ یہی صحیح ہے اور کافی مین لکھا کہ وہی صحیح ہے
تو یہ اور وہ دونون مین سے جو اقوے و الیق و اصلح ہو اُسکو اختیار کرے فی رد المحتار اصح مقابل صحیح ہے اور
صحیح مقابل ضعیف حواشی اشباہ بیری زادہ ایسا اکثری ہے ورنہ شرح المجمع مین مقابل شاذ بھی آیا ہے۔ بیان اُن کتابونکا
جنسے فتوے دینا جائز اور جنسے نہین جائز ہے جن کتابون سے فتوے دینا جائز ہے وہی کتابین ہین جنپر ہر طرح اعتماد
ہو اور انکا ذکر طبقات مسائل کے ذکر مین اجمالاً آگیا ہے اور اُنکی تفصیل مین خارج از وسعت تطویل ہے اور
اختصار اسطرح لائق ہے کہ جن کتابون سے فتوے نہین جائز ہے اُنکو یہان بیان کر دیا جائے تو ایسی صفت
وحالت کے علاوہ جن کتابون کا حوالہ اس فتاوے مین مذکور ہے انپر اعتماد روا ہے۔ واضح ہو کہ کلیہ قاعدہ افتاء
مین قضاء فتح القدیر شیخ ابن الہمام کا قول مذکور ہو چکا کہ اگر نوادر کتابون مین سے کوئی اسوقت دستیاب ہو تو اُسپر
اعتماد نہین ہو سکتا ہے کیونکہ وہ امام محمدؒ کے زمانہ مین مشتہر نہ تھین تو اس زمانہ مین کیا اعتبار ہوگا ہان نوادر سے
اگر کسی معتمد کتاب مثل ہدایہ و مبسوط وغیرہ مین منقول ہو تو اس کتاب معتمد سے اسپر اعتماد ہوگا علے ما مر مفصلاً
رد المحتار مین شیخ ہبۃ اللہ بعلبکی کی شرح اشباہ سے نقل ہے کہ ہمارے شیخ صالحؒ نے کہا کہ ایسی کتابون سے فتوی
دینا روا نہین ہے جو مختصر ہین جیسے نہر الفائق اور عینی کی شرح کنز الدقائق اور در المختار شرح تنویر الابصار وغیرہ
اقول یعنے ایسی کتابون مین تنگی عبارت و اختصار اسقدر ہے کہ کمتر مطالب کا وضوح ہوتا ہے پس انسے افتاء
روا نہین ہے پھر کہا کہ اور ایسی کتابون سے بھی فتوے نہین جائز ہے جنکے مصنفون کا حال نہین کھُلا کہ وہ لوگ
کس درجہ کے تھے یا کون تھے جیسے ملا مسکین کی شرح کنز الدقائق اور جیسے جامع الرموز قہستانی شرح نقایہ اور
ایسی کتابون سے بھی افتاء نہین جائز ہے جنمین اقوال ضعیفہ نقل کیے گئے ہین جیسے زاہدی کی تصنیف سے
قنیہ ہے پس ایسی کتابون سے افتاء نہین روا ہے مگر جبکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ کہان سے نقل کرتا ہے اور
اس سے نقل صحیح ہے اقول اس فتاوے مین قنیہ سے اکثر مسائل لایا ہے اور بیشتر انمین سے تحقیق ہین مگر
بعض مین تامل ہے اور بعض کیلیے معتبرات سے تائید موجود ہے اور واضح ہو کہ جامعین رحمہ اللہ تعالے نے ایک ہی
مسئلہ مین جسکے چند وجوہ ہین اکثر ایسا التزام کیا ہے کہ ہر وجہ کو علیحدہ کتاب کے حوالہ سے نقل کیا اگرچہ جملہ وجوہ
ایک ہی کتاب مین موجود ہون اور اس سے اشارت ہے کہ اصل مسئلہ ان سب کتابون مین موجود ہے ولیکن

Books to be rejected
(1) نوادر کتابیں
(2) مختصر
(3) Unknown authors

مترجم کو تمنا رہی کہ کاش جملہ وجوہ ایک معتبر اصول سے نقل کر کے بالمعنے دوسرون مین موجود ہوتے کا حوالہ دیا جاتا ولیکن جہان بعض دوسری کتابون مین نہین ہین صرف اسی مین ہین جس سے نقل کیا گیا تو ایسی صورت مین سولے اس طریقہ کے جو اس کتاب مین ہے کوئی چارہ نہین ہے پھر واضح ہو کہ مسئلہ مین جو وجوہ کہ معتبرات سے منقول ہین اُنپر اعتماد کرنے مین کوئی اشکال نہین ہے ہان جو وجہ کہ مثلاً قنیہ یا اسکے مانند کتاب سے نقل ہے اسمین بغیر تامل کے فتوے مین اشکال ہے اور درالمختار وغیرہ سے اس فتاوے مین نقل ہی نہین ہے اور عینی شرح الکنز جسکو درالمختار کے مانند قرار دیا گیا اگرچہ اس سے نقل ہے لیکن انکا غیر معتبر ہونا بسبب مختصر ہونے کے ہے اور جب مطول و واضح و معتبر روایت اصل موجود ہے تو درحقیقت اعتماد اُسی پر رہا اور درالمختار و نہر و شرح الکنز عینی گویا مؤیدات ہین پھر شیخ موصوفؒ نے فرمایا کہ کتاب اشباہ والنظائر کو بھی ایسی ہی مختصر کتابون مین لاحق کرنا چاہیے جنسے فتوے دینا نہین جائز ہے کیونکہ اسمین بھی ایسی مختصر عبارت سے مضمون ادا کیا گیا کہ اسکے معنے یون سمجھ مین نہین آتے جبتک کہ اصل کیطرف جہان سے حکم لیا گیا ہے رجوع نہ کیا جاوے بلکہ بعض مواضع مین ایسا اختصار ہے جس سے ادلے معنی مین خلل واقع ہو گیا ہے چنانچہ جس نے حواشی سے ملا کر اُسکو خوب ملاحظہ کیا اُسپر یہ بات روشن ہو جاتی ہے اور جب یہ حال ہے تو مفتی کو ضرور یہ خوف رکھنا چاہیے کہ اگر کسی کتاب پر اختصار کرے تو غلطی مین نہ پڑ جاوے لہذا ضرور ہوا کہ اس کتاب کے حواشی یا اصل ماخذ کیطرف رجوع کر کے تب جواب لکھے پس معلوم ہوا کہ درالمختار کی طرح یہ کتاب بھی اس قابل نہین ہے کہ اس سے فتوے دیا جاوے **قال المترجم** بیان سے معلوم ہوا کہ افتا کیلیے عدم اعتبار جو مذکور ہوا تو ان سب کتب مذکورہ مین یکسان وجہ سے نہین ہی بلکہ قنیہ مین بوجہ نقل روایات ضعیفہ و اعتزال مصنف سے اور باقی کتب مین بوجہ ایجاز و اختصار یا عدم اشتہار کے ہے اگرچہ اس امر مین کہ انہین سے کسی سے فتوے دینا نہین جائز ہے یکسان نہین یا پھر کبھی عدم جواز اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کتاب مذکور متداول و مشہور نہین جیسے نوادر وغیرہ کہ خود نوادر کے نسخہ سے اگر دستیاب ہو جاوے تو فتوے دینا روا نہو گا اور نہ اسپر اعتماد ہو گا ہان کسی معتبر و مشہور مین اگر اس سے نقل ہو تو وہ اس مشہور پر اعتماد ہے چنانچہ فتح القدیر کتاب القضا سے مذکور ہو چکا ہی اور وجہ اسکی یہ ہے جو ملا علی قاریؒ نے تذکرۃ الموضوعات مین لکھا کہ کلیہ قواعد مین سے یہ بات قرار پائی ہے کہ قرآن مجید کی تفاسیر کو یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یا مسائل فقہیہ کو نقل کرنا ہر کتاب سے روا نہین ہی بلکہ فقط انہین کتابون سے جائز ہے جو ہاتھون ہاتھ متداول مشہور چلی آتی ہون کیونکہ جو کتابین مشہور نہ ہوئین یا وہ متداول نہین ہین تو انپر اعتماد نہین رہا اسلیے کہ یہ احتمال و خوف پیدا ہو گا کہ انمین زندیق و ملحد لوگون نے جا بجا اپنی طرف سے لاحق نہ کر دیا ہو اور ظاہر ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر لوگون نے جھوٹی احادیث بنائین باوجودیکہ پرکھنے والے موجود تھے جنھون نے آخر پرکھ لیا تو بھلا ان کتابون پر کیونکر اطمینان ہو سکتا ہی جو کسی کو زبانی یاد بھی نہین ہین بخلاف ان کتابون کے جو ہاتھون ہاتھ متداول مشہور چلی آتی ہین انمین یہ احتمال نہین ہے کیونکہ انکے صحیح نسخے متعدد موجود ہین انتہے کلامہ مترجما و قال المترجم

یہ اصل نہایت نفیس وبہت عمدہ ہے اور یہان سے تنبیہ حاصل کرنا اور یاد رکھنا چاہیے کہ بعضے لوگون نے جو تفسیرین
لکھنا شروع کین اور انمین ہر طرح کے رطب ویابس وشاذ وغیر مشہور وغیرہ روایتین بھرنے لگے ایسی تفاسیر بالکل
بے اعتبار ہین بلکہ عوام کیلیے نہایت مضر ہین کیونکہ وے کیونکر قوی وضعیف کو جدا کرسکتے ہین اور اسی قبیل سے وہ روایات
ہین جو شیخ سیوطیؒ نے ابو عبید کے فضائل القرآن سے اتقان مین نقل کردین اگرچہ انکی اسانید کے نسبت صحیح
وحسن لکھدیا لیکن جب وے ایک غیر مشہور وغیر متداول تالیف سے ہین تو محض غیر معتبر ہین بھلا انکی تصحیح و
تحسین پر کیا اعتبار ہے حالانکہ اس سے عوام مین عجیب غلغلہ پیدا ہوگیا لہذا ہوشیار رہنا چاہیے کہ ایسے روایات
واقوال کا کچھ اعتبار نہین ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصحف مجید جو متواتر ومشہور چلا آتا ہے وہ زمانہ صحابہ رضی اللہ
عنہم سے باشاعت حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ متداول ہے اسیواسطے مترجم نے
اُردو تفسیر مین بتوفیق الٰہی سبحانہ تعالےٰ ایسی روایات کو نہین لیا بلکہ صحاح مشہور ومعتمد روایات کو ائمہ ثقہ و
ثقات مشہورین مثل حافظ عماد الاسلام والمسلمین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ وغیرہم سے نقل کیا ہے واللہ
ولی الاتمام والحمد للہ رب العالمین اور اس سے نقل احادیث مین غیر مشہور ومتداول کی مثال بھی
ظاہر ہے اور اسکا ضرر بھی واضح ہے اور اگر سیوطی رحمہ اللہ نے غیر مشہور ومتداول سے نقل کیا تو اسپر اعتماد
نہین ہوجائیگا کیونکہ جبکا غیر متداول ہونا مسلم ہے وہ کیونکر متداول ہوگی اور اسمین اجتہاد واستنباط کو دخل نہین ہے
کیونکہ مطلوب نفس حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور ایسے دیگر اخبار وآثار جنمین اجتہاد کو گنجائش نہین
بخلاف مسائل نوادر کے فقہیات مین سے ہین کہ انمین قیاس واستنباط کو گنجائش ہے اور یہان سے ظاہر ہوا کہ نوادر سے
جو حکم معتبرات مین منقول ہوا اسکے معتبر ہوجانے کا حکم جو فتح القدیر وغیرہ مین مذکور ہے اسکے یہ معنے نہین ہین
کہ وہان تک مشہور ومتداول تھے یا نقل سے متداول ہوگئے کیونکہ نوادر کے غیر مشہور ہونے کو پہلے ہی مان
لیا گیا ہے بلکہ یہ معنے ہین کہ جس معتبر کتاب مین نقل ہے اسکا مؤلف خود صاحب اجتہاد تھا تو اسنے حکم
مذکورہ نوادر کو صحیح پایا اور نقل کیا تو درحقیقت اعتماد اس شخص ناقل کے اجتہاد پر ہے ہان اعتضاد البتہ
بڑھ گیا اور ظاہر الروایت مین جب حکم مذکور نہو اور غیر مین ہو تو اسی کو لینا متعین ہے جیسا کہ بحر الرائق مین
لکھا تو یہ اسی اعتضاد کی وجہ سے ہے ورنہ فتاوے واسکا حکم یکسان ہے لہذا اگر نوادر کا حکم تضعیف مذکور
ہو تو ترک کیا جائیگا اور متاخرین کا فتوے مختار ہوگا واللہ تعالےٰ اعلم اور نوادر اگرچہ امام محمدؒ کے استنباط ہون
اور امالی اگرچہ امام ابو یوسفؒ کے مرویات ومجتہد ہون مگر غیر مشہور وغیر متداول ہونے کی قطعی انکی طرف
نسبت نہین کرسکتے اور اسی سے ظاہر ہے کہ مؤلف اگرچہ عالم کبیر ہو جبتک اسکی تصنیف محقق اور مشہور و
متداول نہو غیر معتبر ہے وفی مقدمۃ العمدۃ لبعض الافاضل نقلا عن بعض رسائل ابن نجیم رحمہ اللہ فی بعض
صور الوقف رداً علے بعض معاصریہ نقلہ عن المحیط البرہانی کذب الی آخرہ یعنے شیخ ابن نجیمؒ کے ہمعصر فاضل
نے محیط برہانی کا حوالہ دیا تو ابن نجیمؒ نے جواب مین لکھا کہ محیط برہانی کے حوالہ سے نقل کرنا جھوٹ ہے کیونکہ

نوادر
امالی

محیط برہانی تو مفقود ہو گئی ہے جیسا کہ شرح منیۃ المصلی مین شیخ ابن امیر الحاج نے تصریح کر دی ہے اور اگر مین یہ بھی فرض کر لون کہ اس زمانہ والون مین سے کسیکو نہین ملی مگر ہمارے ہمعصر کو ہاتھ لگ گئی تو بھی اس سے فتوے دینا اور نقل کرنا روا نہین ہے جیسا کہ کتاب القضاء فتح القدیر مین مصرح مذکور ہے انتہے مترجما اور نیز ابن نجیمؒ کے فوائد زینیہ سے سید حموی شارح اشباہ نے نقل کیا کہ قواعد و ضوابط سے فتوے دینا حلال نہین ہے بلکہ مفتی پر واجب ہے کہ صریح نقل سے جواب دے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کر دی ہے انتہی مترجما۔ اقول اسکے معنے یہ ہین کہ بنا بر اصولی قواعد کے مسئلہ واقع کا حکم بطریق نتیجہ نہین نکالیگا اور نہ ضوابط فقہیہ سے جواب دے مثلاً لکھے کہ اصل ضابطہ اس جنس کے مسائل مین یہ ہے لہذا اس جزئیہ کا جو اسی جنس سے ہے یہی حکم ہوا بلکہ مفتی پر یہی واجب ہے کہ خاص اس صورت کو بطور جزئیہ مخصوصہ کے کسی بسیط و معتمد فتاوے سے نقل کرے پھر واضح ہو کہ یہ حکم اس زمانہ کے مفتیون کے واسطے ہے جبکہ کوئی مجتہد نہین ہے ورنہ جو شخص بدرجۂ اجتہاد فائز ہو خواہ کسی مرتبہ کا اجتہاد رکھتا ہو وہ ضروری اجتہادی طریقہ سے جواب دے جبکہ اسپر تقلید ممنوع ہے یا وہ ترجیح دیوے اگر اسیقدر قدرت ہے فافہم۔ اور اگر کہا جاوے کہ کبھی قواعد و صول مین صریح جزئیہ بطریق استنباط مذکور ہوتا ہے تو کلیہ مذکورہ سے اس کو مستثنے کرنا چاہیے تو جواب یہ ہے کہ نہین بلکہ علے الاطلاق نہ ضوابط و اصول سے استنباط کرے اور نہ اسکے جزئیہ مستخرجہ مذکورہ سے دونون طرح افتاء نہین جائز ہے کیونکہ اصول سے مقصود طریقہ استخراج ہے نہ بیان مستنبطات پس اکثر ہوتا ہے کہ تسہیل فہم کیلیے کوئی حکم بطور مثال مستنبط کیا گیا حالانکہ فی نفسہ وہ مہذب یا مستقیم نہین ہے اور نظیر اسکی منطق مین انواع نازلہ و اجناس صاعدہ وغیرہ اور فلاسفہ مین قدم العقل وغیرہ ہین پس یقین نہین کہ فی نفس الامر یون ہی ہے بخلاف فروع کے چنانچہ شیخ موصوف نے حواشی اشباہ مین لکھا کہ جو حکم فرعی کہ کتب فرعیہ سے مخالف کسی کتاب اصولی مین مذکور ہو اسکا کچھ اعتبار نہین ہے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کر دی ہے انتہے مترجما۔ بالجملہ اس زمانہ مین مفتی کو چاہیے کہ قواعد و ضوابط مانند اشباہ و نظائر یا اصول سے استنباط کرکے فتوے نہ دے بلکہ صریح نقل کرے اور یہ نقل بھی کتاب اصولی و ضوابط سے نہو اور کتاب مفقود و غیر متواتر مانند محیط برہانی و نوادر وغیرہ کے نہو اور مختصرات مانند در المختار و نہر الفائق و کنز وغیرہ کے نہو جن سے سمجھنے مین اکثر غلطی ہو جاتی ہے مفتی اسکے قیود سے غافل ہو کر واقعہ فتوے کے موافق خیال کر لیتا ہے حالانکہ ایسا نہین ہوتا۔ اور ایسی کتاب سے نقل نہو جسپر بوجہ عدم تحقیق و تنقید کے اعتبار نہین ہے نوازل فقہ ابو اللیث مین ہے کہ شیخ ابو نصر سے پوچھا گیا کہ ہمارے پاس چار کتابین ہین نوادر ابن رستم یعنے ابراہیم اور ادب القاضی للخصاف اور مجرد حسن و نوادر ہشام تو بھلا یہ کتابین جو ہمارے ہاتھ لگی ہین ہمکو انھین سے فتوے دینا جائز ہے فرمایا کہ جو علم ہمارے اصحاب حنفیہ سے بطور صحیح پہونچا وہ محبوب و مرضی ہے ولکن فتوے دینا ایسا امر ہے کہ مین کسی شخص کیلیے روا نہین دیکھتا کہ ایسے قول پر فتوے دے جسکو وہ نہین سمجھا یعنے اسکو معلوم نہوا کہ اسکا استخراج و استنباط کس طریقہ دلیل سے ہوا ہے جو صحیح و مستقیم ہے اور وہ اپنے اوپر لوگون کا بوجھ نہ اٹھاوے

ہان اگر ایسے مسائل ہون کہ ہمارے اصحاب سے مشہور ظاہر ہین تو مجھے امید ہے کہ شاید اُسپر اعتماد کرنے کی گنجایش ہو کذا فی العمدہ مترجماً موضحاً اور مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابو نصر کے قول سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مفتی جبتک اس حکم کا ماخذ نہ جانے تب تک اُسکو فتوے دینا جائز نہیں ہے اور یہی امام اعظم سے بھی مشہور و صحیح ہوا ہے کہ کسیکو ہمارے قول پر فتوے دینا روا نہیں ہے جبتک اسکو یہ معلوم نہو جاوے کہ ہم نے کہان سے یہ قول کہا ہی ولیکن مقلدین علماء نے کہا کہ یہ اہل لاجتہاد فی المذہب کے حق مین ہے اور میرے نزدیک اس سے اہل تمیز تحقیقی کا لاابالی بن جانا جائز نہین نکلتا ہے اور شیخ ابو نصر کے قول سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اگر ایسا شخص ہو جو درجہ اجتہاد تک نہین پہونچا ہے تو اسکو امام و اُنکے اصحاب کے قول پر بطریق حسن الظن کے اعتماد کر لینے مین گنجایش معلوم ہوتی ہے ولیکن یہ ضرور ثابت ہو جاوے کہ یہ قول بیشک اصحاب کا قول ہے اور اسکے واسطے درجہ شہرت کافی ہے و علے ہذا کتب معتبرہ متداولہ پر اعتماد جائز ہے پس جو کتابین غیر معتبر ہین وہ خارج ہوئین اور جو معتبر ہین مگر متواتر و متداول نہین ہین وہ بھی خارج ہوئین جیسے محیط برہانی وغیرہ فی العمدۃ للفاضل المرحوم اور منجملہ غیر معتبر کتابون کے نقایہ کی شرح جامع الرموز منسوب بہ شمس الدین محمد قہستانی مفتی بخارا ہے چنانچہ ابن عابدین نے تنقیح الفتاوے الحامدیہ مین لکھا کہ قہستانی تو ایک ایسا شخص ہے جیسا رات کو لکڑیان جمع کرنے والا کہ محض بے تمیزی سے تر و خشک جو ہاتھ آیا اُٹھایا اور اسکی یہ حالت اسی بات سے ظاہر ہے کہ زاہدی معتزلی کی کتابون سے استناد کرتا ہو اور علامہ علی القاری نے رسالہ شم العوارض فی ذم الروافض مین ایک جگہ لکھا کہ مولانا عصام الدین نے قہستانی کے حق مین یہ فرمایا کہ شیخ الاسلام ہروی کے شاگردون مین سے یہ قہستانی نہین ہے نہ بڑون مین اور نہ چھوٹون مین بلکہ اُسکے زمانہ مین کتب فروش بلکہ کتاب فروشی کا دلال تھا اور اپنے وقت کے لوگون مین تو کوئی اسکو فقہ دانی یا کسی علم کا عالم نہین جانتا تھا قاری نے کہا کہ اس قول کی تصدیق مین یہ ظاہر دلیل ہے کہ اس شرح جامع الرموز مین وہ ہر طرح کے قوی و ضعیف و صحیح و سقیم اقوال کو بغیر تحقیق و تدقیق کے جمع کرتا چلا جاتا ہے جیسے رات کا لکڑیان جمع کرنے والا ہوتا ہے منجملہ غیر معتبرات کے مختصر الوقایہ کی شرح ابو المکارم ہے چنانچہ ابن عابدین نے تنقیح الفتاوے الحامدیہ مین کہا کہ مقلد پر تو یہ واجب ہوتا ہے کہ اپنے امام کے مذہب کا اتباع کرے اور سُرخ لباس پہننے مین ظاہر امام کا مذہب وہی ہے جو مذکورہ بالا علماء معتمدین نے نقل کیا یعنے مکروہ ہے اور وہ مذہب نہین ہے جو ابو المکارم نے نقل کیا کیونکہ ابو المکارم ایک مرد مجہول ہے کچھ معلوم نہین ہوتا کہ کون شخص اور کسوقت مین اور کہان تھا اور اسکی اس کتاب کی بھی یہی کیفیت ہے اول یعنے قابل اعتماد اسوجہ سے نہین ہے کہ ناقابل کا جبتک حال معلوم نہو تب تک اُسکے نقل کو ثقہ کی نقل معتمد نہین کر سکتے ہین لہذا کتاب بھی غیر معتمد رہی اور اگر کسی نے ان اقوال منقولہ کو جانچ لیا تو اعتبار اسکے جانچ لینے کا ہوا تب اسکی ضرورت نہین رہی فافہم۔ منجملہ کتب غیر معتبرہ کے فتاوے ابراہیم شاہی ہے اور شیخ عبد القادر بدایونی نے اپنے استاد علامہ شیخ حاتم سنبھلی سے نقل کیا

یہ فتاوے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا جمع کیا ہوا مشہور مگر قابل اعتبار نہین ہے اور شیخ حاتم رح زمانہ بادشاہ
جلال الدین اکبر مین بڑے عالم علامہ تھے۔ اور انھین غیر معتبرات مین سے جملہ تالیفات نجم الدین مختار بن
محمود بن محمد زاہدی معتزلی ہین۔ یہ شخص اعتقاد مین معتزلی تھا اور فروع مین حنفی تھا جسنے سنہ ۶۵۸ھ
مین انتقال کیا پس اسکی تالیفات مین سے قنیہ وحاوی زاہدی ومجتبےٰ شرح قدوری وزاد الائمہ وغیرہ ہین
اور یہ سب غیر معتبرات ہین چنانچہ ابن عابدین نے تنقیح الفتاوے الحامدیہ مین کہا کہ مذہب حنفیہ مین معتبر
کتابون مین جو منقول ہے اُسکے خلاف زاہدی کی نقل معارض نہین ہوسکتی ہے چنانچہ ابن وہبان نے
فرمایا کہ قنیہ کا مؤلف جو کچھ نقل کرتا ہے اگر وہ فقہاء حنفیہ کی نقل سے مخالف ہو تو قنیہ کی نقل پر التفات
نہ کیا جائیگا جب تک کہ اُسکی موافقت مین کسی کتاب معتمد سے نقل موجود نہو۔ اور ایسا ہی نہر الفائق
مین بھی مذکور ہے اور دوسرے مقام پر لکھا کہ زاہدی کی تالیف حاوی تو ضعیف روایتون کے نقل کرنے
مین مشہور ہے۔ اقول زاہدی کے ان تالیفات مین جزئیات مسائل بہت کثرت سے مذکور ہین اور اسمین شک
نہین کہ روایات ضعیفہ واکثر واہیہ اور بلا ثبوت بھی ہین اور بعضے صریح مخالف منقول صحیح اور بعضے مخالف
منصوص قطعی ہین ولیکن فقہاء متاخرین نے انکو پہچان کر جدا کرلیا اور اسی وجہ سے تنبیہ فرمائی مگر اس
زمانہ مین جب ایسی قوت حاصل نہین ہے تو کمال دقت وپریشانی واقع ہوئی اور افسوس کہ اگر ان بزرگون
نے اسکو منقح وممیز کردیا ہوتا تو ایسی دقت نہوتی پھر اس فتاوے مین قنیہ وغیرہ سے جابجا حوالہ مذکور ہے
اور گمان یہ کیا جاتا ہے کہ علماء جامعین نے تنقید کے بعد نقل کیا ہوگا مگر میرے نزدیک آدمی پر اسکے
تدین کی راہ سے واجب ہے کہ ایسی روایات پر اعتماد نہ کرے مگر جبکہ اسکی تائید کسی معتبر کتاب سے منقول ملجاوے
کیونکہ اس فتاوے مین اکثر ایسا ہوا ہے کہ اصل کسی معتمد سے نقل کرکے قنیہ وغیرہ سے اسکی تائید ذکر
کیگئی ہے پس سوائے تائیدی نقول کے باقیون مین احتیاط لازم ہے اور واضح ہو کہ حاوی دو ہین
ایک حاوی زاہدی جو غیر معتبر ہے اور اسی کی نسبت ابن وہبان نے فرمایا کہ روایات ضعیفہ نقل کرنے
مین مشہور ہے یعنی مجموعہ روایات ضعیفہ ہے اسیواسطے اس فتاوے مین حاوی زاہدی سے کوئی نقل مجھے
یاد نہین ہے اور دوسری حاوی قدسی اور یہ حاوی منجملہ معتبرات کے ہے اور اس فتاوے مین اسی حاوی سے
حوالہ مذکور ہے اسیواسطے جہان حاوی لایا وہان حاوی قدسی سے تصریح کردی ہے اور واضح ہو کہ
ترجمہ مین جابجا فقط حاوی پر اکتفا کیا گیا ہے تو یہان تنبیہ کیجاتی ہے کہ جہان حاوی ہے اُس سے حاوی قدسی
مراد ہے از انجملہ سراج الوہاج شرح مختصر القدوری مولفہ ابوبکر بن علی الحدادی ہے چنانچہ کشف الظنون مین
مولانا برکلی سے نقل لایا کہ یہ شرح بھی منجملہ غیر معتبرات کے ہے اور مترجم کہتا ہے کہ غالباً کثرت اشتغال تدریس سے
مولف رحمہ اللہ تعالےٰ کو اسکی تحقیق وتنقید کیطرف توجہ کا وقت نہین ملا ورنہ مؤلف عالم علامہ ہین اور یہ بات اکثر
واقع ہوئی کہ مصنف نفسہ علامہ نحریر ہین مگر تصنیف کسی علت خاص سے قابل اعتبار نہین ہے از انجملہ مشتمل الاحکام

فخر الدین رومی چنانچہ ترجمہ شیخ مذکور مین کشف الظنون نے مولانا برکلی سے اس کتاب کا غیر معتبر ہونا بھی نقل فرمایا
ہے از انجملہ فتاوے صوفیہ شیخ فضل اللہ صوفی شاگرد جامع المضمرات چنانچہ کشف الظنون مین مولانا برکلی سے
نقل کیا کہ یہ کتاب بھی معتبرات مین سے نہین ہے تو اسکی روایت پر عمل جائز نہین ہے جبتک معلوم نہو جاوے
کہ یہ اصول کے موافق ہے اقول اس زمانہ مین اکثرون کی راے پر یہ موافقت ظاہر نہین ہوسکتی بسبب فقدان
درجہ اجتہاد کے اور اگر کسی معتمد اہل مذہب سے موافقت معلوم ہوئی تو اس کتاب سے استغنا ہوا اور بحمد اللہ تعالی
کہ اس فتاوے مین اس کتاب سے کچھ نقل نہین ہے از انجملہ فتاوے ابن نجیم ہے اور از انجملہ فتاوے طوری ہے
چنانچہ ملا مسکین کے شرح الکنز پر ابو السعود ازہری کے حاشیہ سے رد المحتار مین منقول ہے کہ یہ دونون فتاوے
غیر معتبرہ ہین اقول ان دونون سے بھی اس کتاب مین کچھ منقول نہین ہے اور شرح الکنز ملا مسکین خود غیر معتبر
واہی ہے۔ از انجملہ خلاصہ کیدانی ہے۔ یہ کتاب بھی محض واہی غیر معتبرہ کتابون مین سے ہے اگرچہ
دیار ماوراء النہر مین بہت کثرت سے شائع ہے اور لوگ اُسکو حفظ کرتے ہین اور ان شہرون مین اسکا
اسطرح مقبول ہونا عجیب بات ہے اسلیے کہ اس خلاصہ مین علاوہ مخالفت منصوص کے اصول الفقہ سے
بھی مخالفت موجود ہے پھر بھی وہان کے اہل علم غافل رہے جس سے یہ افسوس ہوتا ہے کہ اصول کتاب
وسنت اور علم حدیث وسیرت سے وہ ملک خالی ہوگیا اور یہ مقام عبرت ہے کہ علم حدیث سے بے اعتنائی کا نتیجہ
ایسا ہوتا ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحنے سچ فرمایا کہ لوگ جب تک حدیث حاصل کرنے پر جھکے رہینگے
تب تک اچھے رہینگے اور جب اسکو ترک کرینگے تو برباد ہونگے اس رسالہ مین بہت سی باتین مخالف معتبرات
بلکہ غلط ہین چنانچہ لفظ تکبیر بوقت تحریمہ کے واجب لکھتا ہے حالانکہ معتبرات مین تصریح ہے کہ وہ سنت ہے اور محرمات
مین لکھتا ہے کہ آواز سے بسم اللہ پڑھنا اور کچھ چہرہ کا دائین یا بائین موڑکر التفات کرنا اور بغیر عذر کے ستون یا ہاتھ
وغیرہ پر تکیہ دینا اور غیر مشروع موقع پر ہاتھ اُٹھانا الے آخرہا۔ فاضل مرحوم نے لکھا کہ یہ سب مخالف اکثر
معتبرات ہین چنانچہ علماء کے نزدیک انمین سے بعض تو مکروہ بھی نہین ہین ہان بعض کو اُنھون نے مکروہ
کہا ہے۔ قال المترجم ظاہرا مؤلف رسالہ نے مکروہ کو باب عبادات مین بمعنے مکروہ تحریمی قرار دیا جیسا کہ
اصطلاحات کے ذکر مین فی الجملہ بیان ہو چکا ہے پھر جب یہ چیزین مکروہ تحریمی ہوئین تو مؤلف کے نزدیک
حرام ہوئین کیونکہ حق عمل مین دونون برابر ہین مترجم کے نزدیک بھی جو کتاب عوام کے واسطے بنائی جاوے
جس سے عمل مقصود ہو تو چاہیے کہ اسمین حکم عملی ہی مقدم رکھا جائے مثلاً اس زمانہ مین لوگ رکوع و سجدہ
مین تین تسبیح پوری نہین کرتے حالانکہ بحسب الدلیل اصح یہ ہے کہ یہ مقدار واجب ہے جس سے نماز کا اعادہ
واجب ہے تو اکثر نیم ملا جنکو خطرہ ایمان کہا جاتا ہے ظاہری عبارات علماء پر نظر کر کے جواز نماز کا حکم دیدیتے ہین
حالانکہ جواز سے علماء کی مراد ادا ے قدر مفروض ہے نہ ادا ے صلوٰۃ پس عذاب جہنم مستوجب رہا اس سے
فائدہ مترتب نہین ہوا کیونکہ اصلی مقصود حصول رضاے حق تعالے اور حصول جنت و نعیم آخرت ہے

پس لازم ہے کہ یون حکم دیا جاوے کہ نماز ادا نہین ہوئی جبکہ اُسنے تین تسبیح سے کم طمانینت کی ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے کو فرمایا تھا کہ (صل فانک لم تصل) یعنے پھر نماز پڑھ کہ تونے ہنوز نہین پڑھی ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ خلاصہ کیدانی مین مکروہ کو حرام لکھنا دو باتون پر مبنی ہے ایک یہ کہ باب عبادات مین اُسنے مکروہ سے تحریمی سمجھا یا علے الاطلاق مکروہ سے تحریمی مراد لیا ہے اور دوم یہ کہ حق عمل مین دونون برابر ہین پس ابتدائی رسالہ مین اگرچہ حرام کے ساتھ قید لگائی کہ منصوص قطعی ہو مگر براہ اعتقاد ورنہ حق عمل مین مکروہ تحریمی و حرام کو یکسان لکھا ہے اور یہان محرمات عملی کا شمار بیان کیا ہے پس اسمین مکروہ بھی حرام ہے ہان جن باتون مین اُسنے افراط کیا ہے اور وہ مکروہ بھی نہین ہین جیسے اشارہ بہ سبابہ جو شرح ہدایہ و شرح وقایہ وغیرہ سے مخالف ہے۔ پھر واضح ہو کہ جن کتابون کی نسبت معلوم ہوا کہ غیر معتبر ہین خواہ اسوجہ سے کہ غیر معتبر ہون کہ اُنکے مصنفین کے حال سے اطلاع نہین ہے یا اسوجہ سے کہ اُنکے مصنفون کا غیر معتبر ہونا معلوم ہوگیا یا اسوجہ سے کہ باوجود مصنف کے معتبر ہونیکے اسکی کتاب مین ہر طرح کے رطب و یابس جمع ہین یا اسوجہ سے کہ مصنف معتبر و کتاب بھی بشہادت سابقین معتبر تھی لیکن درمیان مین بدرجہ تواتر نہین رہی بلکہ عموماً مفقود ہوگئی جیسے فقہ مین محیط برہانی و حدیث مین مسند امام احمد و فضائل القرآن ابو عبید وغیرہ یا اور کسی وجہ سے تو ان کتابون کا حکم یہ ہے کہ جو انمین سے صاف ہے لیا جاوے اور جو مکدر ہے وہ چھوڑا جاوے پھر جو لیا گیا وہ بھی غور و تامل کے بعد دیکھکر کہ معتبرات و اصول سے مخالف نہوے لیا جائیگا اور مسند امام احمد بذات خود بہت مستند ہے لیکن عموماً بدرجہ انقطاع پہونچگیا تو اب اس سے مامون نہین ہوسکتی کہ اسمین اہل الحاد و مبتدعین مثل روافض و خوارج کے کچھ گھٹا دین بڑھا دین اسوجہ سے جو روایات اسمین مقرر ہون اُنپر باصول مذکورہ بالا اعتماد کیا جائیگا اور جب کوئی مومن خالص جسکے دل مین نفاق و ضعف نہو اپنے آغاز و انجام پر نظر کریگا اسکو معلوم ہو جائیگا کہ میرے لیے قرآن مجید متواتر و احادیث مین کتب متواترہ و فقہ مین کتب متواترہ نہایت کافی ہین جیسے اعمال روزہ و نماز و تسبیح و اذکار مین سے جو اعمال باجماع امت ثواب بہتر و اعلے ذخیرہ آخرت ہین وہ اسکے لیے کافی و وافی ہین جبکہ وہ دار الآخرت و قیامت پر یقین رکھتا ہے اس زمانہ مین مترجم کے نزدیک تمام اہل ایمان کیلیے یہی راہ صواب ہے جس سے وہ دنیا مین باہم متفق و برادرانہ محبت سے بسر کر کے آخرت مین مغفور و مرحوم ہو جاوین پھر واضح ہو کہ جسقدر احادیث ایسی کتابون مین وارد ہین جنکا فن فقہ وغیرہ مین اعتبار ہے تو در حقیقت کتاب موصوف کو اسی فن فقہ مین معتبر رکھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسکی احادیث بھی سب صحیح ہون اور اس سے یہ بھی لازم نہین آتا کہ ان بزرگون کا اعتبار فن فقہ مین بھی ساقط ہو چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالے نے ہدایہ کی نسبت اول شرح سفر السعادت مین لکھا کہ غالب اشتغال آن استاد در حدیث کمتر بودہ یعنے شیخ مصنف ہدایہ کا شغل حدیث مین بہت کم رہا ہوگا اور ایسے ہی ملا علی قاری

رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ موضوعات مین تحت روایت لکھا کہ یہ حدیث نہین بلکہ اسکی اصل بھی حدیث مین نہین ہے
اور لکھا کہ اگر صاحب النہایہ اور دوسرے شراح ہدایہ نے اسکو اپنی شروح مین وارد کیا ہے تو اُنکی نقل کرنیکا
کچھ اعتبار نہین ہے کیونکہ یہ لوگ کچھ محدثین نہین تھے اور نہ اُنھون نے یہ نقل کیا کہ محدثین مین سے کس نے اسکو
اخراج کیا ہے اقول واضح ہو کہ خشک فقیہ جسکو روایات فقہیہ پر بہت عبور ہوا اور حدیث مین وقوف نہ ہو
کمتر درجہ کا فقیہ ہوجاتا ہے اور ہر عالم ذی البصیرت جانتا ہے کہ فقہ جسکے فضائل بہت مروی ہین وہ عیوب نفس و
مکر شیطان سے واقف ہونے کا نام ہے اور خالی صوم وصلوٰۃ و بیع و وکالت وغیرہ کے مسائل پر انحصار نہین ہے
بلکہ یہ تو حفظ چند روایات کا ہے لہذا احادیث سے علم نہایت ضروری ہے جس سے عالم ربانی ومصداق آیات قرآنی
ہوجاتا ہے واللہ تعالیٰ ہو الہادی الی سبیل الرشاد وبہ العصمۃ والسداد **الوصل فی الترجمۃ** واضح ہو کہ
خطبہ کتاب مین مترجم نے اشارہ کیا کہ خاصہ رحمت الٰہیہ عز شانہ وجل سلطانہ بعثت محبوب محمود احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم سے نزول قرآن پاک ہادی لولاک کما حققہ العارف فی العوارف اور حظ کامل اسکا
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملا اور لاحقین تابعین رحمہم اللہ تعالے ہین اور آخر کم ہونا شروع ہوا حتے کہ اس
زمانہ مین بسبب جہالت ہوا وہوس کے ایمان ہی مین بڑا فتور ہوا تو اعمال کا کیا ذکر ہے اور جب عربی زبان سمجھ
مین نہ آئے تو عامی آدمی کیونکر علم سے حصہ پاویگا اور بحکم قولہ انما بعثت معلما سے علم دین مومن کیلیے فرض
ضروری ہے اور وہ فقط فقہ نفس و سمجھ ہے نہ خاص عربی زبان لہذا علماء ربانی نے اسکو ہماری مادری زبان
مین ترجمہ کردیا جس سے اسقدر علم حاصل کرلینا کہ تقوے ممکن ہو آسان ہوا اور یہی تقوے سبب کرامت ہے لقولہ
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم الآیہ۔ اب یہان دو مقام ہین اول آنکہ ترجمہ شرعًا جائز ہے دوم ترجمہ کے معنی وآداب
عمومًا اور اس ترجمہ فتاوے کے التزامات خصوصًا۔ واضح ہو کہ جواز ترجمہ کیلیے اصل تو قصص قرآن ہین کیونکہ ہمکو
یقین ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی گفتگو عربی نہ تھی اور حدیث مین ایک صحابیؓ کو یہودی زبان سیکھنے کا حکم
کیا گیا اور امام ابوحنیفہ رحمہ نے فارسی مین نماز کا جواز سمجھا اور شرح حسامی مین تصریح کردی کہ فارسی کی تخصیص مقصود
نہین بلکہ سوائے عربی کے سب بانین یکسان ہین پھر فتوے عدم جواز نماز پر بوجہ خصوصیت نظم قرآنی ہے اور
ترجمہ مین کچھ شبہہ نہین ہے یہ مختصر بیان مقام اول تھا۔ اب بیان مقام دوم یہ ہے کہ ترجمہ کے معنی از قسم تعریف
لفظی سب لوگ جانتے و سمجھتے ہین فہی اداء ما دل علیہ لسان بلسان آخر من حیث ما دل اہل اللسان۔ لیکن قید
حیثیت سے میری غرض یہ ہے کہ مطابقت معنے والتزام عبارت واشارت وغیرہ کا لحاظ مثل اصل کے واجب ہے اور محصل
مراد کا ادا کرنا معتبر نہین ہے وعنقریب متشاکلات و متشابہات کی فصل مین کچھ بیان آویگا اور یہان ایک مثال لکھتا
ہون کہ مثلًا قولہ یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا الآیہ مین یون نہ کہنا چاہیے کہ اے ایمان والو
جب تم نماز کا ارادہ کرو اور تمکو وضو نہو تو تم اپنے آخرہ یا یون مت کہو کہ دھوڈالو ہاتھون کو کہنیون سمیت بلکہ کہو
کہ کہنیون تک کیونکہ کہنیون سمیت کہنے سے امام زفرؒ کا مذہب ساقط ہوجائیگا حالانکہ اسی فتاوے عالمگیری کا

مین نے ترجمہ قلمی جو بعض نوابی ریاستون مین ہوا ہے ایسا ہی ترجمہ اپنی مراد کے موافق دیکھا - پھر اگر وہم ہو
کہ ایراد البصیر علے الماء اور قلنسوۃ علے الراس مین عرب کا مجاز برعکس ہی تو جواب یہ کہ معنی یہی ہین جو ہم بولتے ہین
اور ایسے ہی قولہم ترک الے کذا مین ہی کما سیاتی حتے کہ اگر محاورہ کا لحاظ نہو تو کبھی ترجمہ غلط ہوگا اور کبھی مستکرہ جیسے
ضرب فی الارض کا ترجمہ رفتن در زمین ایک کراہت کے ساتھ ہی اور سیر پرونده زمین عمدہ ہے اور یہ باب ترجمہ
اپنے آداب کے ساتھ دراز تفصیل چاہتا ہے اسمین سے یہان صرف اسقدر کہتا ہون کہ اعلے ترجمہ وہ ہے جس سے
مطابقی دلالت کا مفہوم اصل ترجمہ سے بعینہ ظاہر ہو نیکے علاوہ جو بات باشارہ وکنایہ ظاہر ہوئی تھی وہ بھی
باقی رہے اور مترجم ضعیف عفا اللہ عنہ نے اس ترجمہ مین جہانتک توفیق دی گئی ایسے مقامات کو نہایت
اہتمام سے ملحوظ رکھا ہے باوجودیکہ ضیق فرصت اسقدر تھی کہ بارہ جزو ماہواری اصل کتاب کے مجھے ترجمہ کرنا پڑتے تھے
اور اسپر بھی معیشت مین بہت تنگی تھی بحمد اللہ تعالے کہ یہ ترجمہ پورا ہوا اللہ تعالی جل شانہ کی رحمت سے امید ہی
کہ اس ترجمہ کو اپنے کرم سے ہر دلعزیز و نافع فرمائے اور اپنے فضل سے اسنے بندہ ضعیف گنہگار کو بخشدے
وہو الولی ارحم الراحمین ونعم الولی ونعم المجیب - **الفصل** اغلاط نسخ الاصل کے بیان مین - اس فتاوے کا کوئی
قلمی نسخہ جسپر اعتماد ہو مترجم کو دستیاب نہین ہوا ہان مطبوعہ نسخے جو مختلف مطابع مین چھپے ہین نظر سے گذرے
غالبا مطبوعہ کلکتہ جو عموما علماء زمانہ مین بہت مستند سمجھا گیا ہی وہی باقیون کا منقول عنہ ہی اور اسکے بعض
حواشی سے یہ بات البتہ ظاہر ہے کہ اسکی طبع وصحت کے وقت متعدد نسخے قلمی بکمال اہتمام مع کتب لغات موجود
تھے اور شاید اسی اہتمام پر نظر سرسری اس امر کا باعث ہوئی کہ اسکی صحت پر تمام وثوق مشتہر ہو رہا ہے چونکہ
ترجمہ کے شرائط سے ہی کہ مترجم کو اصل کی ادراک سے بھروافی ہوجاوے تب اسکو دوسری زبان مین لاسکتا ہی لہذا
بتوفیق اللہ عزوجل اسمین تامقدور کوشش کی نظر رہی جسکے عمدہ نتائج سے ایک یہ کہ اس معتمد اصل یعنی مطبوعہ کلکتہ
مین بھی بکثرت اغلاط ظاہر ہوے از انجملہ بعضے ایسے بھی ہین کہ ذمہ دار صحت نے منقول عنہ سے اس باعث سے مخالفت کی
کہ اسکے زعم مین منقول عنہ کا یہ مقام سہو یا غلط تھا حالانکہ اسنے اپنی اصلاح مین خود غلطی اٹھائی لیکن اصل عبارت
حاشیہ پر لکھدی جس سے صحت مقام دستیاب ہوجانے پر اسکا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور دیگر مقامات مین ظاہر نہین
ہوتا کہ منقول عنہ اسیطرح سہو کے ساتھ اسکو حاصل ہوئی یا طبع کی بے اعتدالی ہے اور چونکہ علاوہ ایک
عظیم فائدے کے بنظر ترجمہ بھی مزید احتیاط اسی مین سہے کہ ان مقامات مین سے چند خفیف وچند قابل اہتمام
نظر موضع کو مقدمہ مین لکھدون جو مطبوعہ کلکتہ سے بعد طبع ترجمہ مقابلہ کرنے کی توفیق حاصل ہونے مین
نظر آئی اگرچہ جس اصل سے ترجمہ کیا گیا تھا بوقت ترجمہ اسی اصل کی فروگذاشت کا زعم تھا

وہا انا اشرع فی المقصود متوکلا علے اللہ تعالی

کتاب الصلوۃ باب چہارم مسئلۃ الخلاصۃ - لفظ عزال فقط بزاء معجمہ مسطور ہے اور ظاہر صحیح عزال بےاول
اول زاء معجمہ پھر مہملہ ہے - باب ہفتم مسئلۃ کافی مین لا یلتفی بصیغہ نفی مسطور ہی اور صواب میرے نزدیک بصیغہ اثبات ہے

کتاب الزکوۃ باب اول مسئلہ مبسوط سرخسی مین لکھا وادی الزکوۃ من السائمۃ - اور صواب من الدراہم ہی
واللہ اعلم ۔ اسقدر نمونہ لکھا گیا واضح ہو کہ پہلے مترجم کو اسطرح انتخاب اغلاط کا خیال نہ تھا اور مطبوعہ کلکتہ کی
مجلد اول و مجلد دوم ناغایتہ کتاب السیر مالک عاریت کو واپس کر چکا تھا کہ یہ عزم ہوا لہذا کتاب النکاح اسے السیر کی
قابل غور اغلاط سے حاشیہ ترجمہ پر تنبیہ کردیگئی ہے وہی نمونہ خیال فرمایا جاوے ۔ اور جاننا چاہیے کہ کتاب البیوع سے
آخر تک اغلاط بہت زائد و فاحش ہین نمونہ لکھا جاتا ہے ۔

کتاب البیوع باب پنجم فصل دوم مسئلہ سراج الوہاج مین لکھا فلہ حصتہ من الثمر - اور صواب من الثمن ہی
باب ہشتم فصل سوم مسئلہ محیط قولہ فہذا مقطوع والصواب مقطوع - ایسے اغلاط بہت ہین - فصل ہفتم مسئلہ المحیط
ولو ان رجلا اشتری عبدا سلے قولہ ولم یقبل لبائع - یہ خطا ہے اور صواب وان لم یقبل البائع - اور اسی فصل مین
الکافی من اشتری عبدا ثم باعہ من آخر سلے قولہ فان کان الرد بقضاء بینہ - سہو ہے اور صواب یہ کہ بقضاء ببینتہ کہنا
جاوے باب ۱۱ قولہ البدائع اشتری عبدا بنقرۃ سلے قولہ ان یسترد الفضتہ - صواب یہ کہ ان یرد الفضتہ کیونکہ ثمن کو بائع مسترد
نہ کریگا - باب پانزدہم الحاوی باع الرجل المتاع بربح دہ یازدہ سلے قولہ ثم باعہا - والصواب باعہا اور آخر
فصل پنجم مین قولہ عشر الحنطۃ ونصف عشر الشعیر - یہ کاتب کا سہو فاحش ہے اور صواب نصف عشر الحنطۃ وعشر الشعیر
ہے واللہ اعلم وانما جعلتہ من سہو الکاتب لان ذلک دنی ان لا تتر تاب نے شان الاکابر والائمۃ بسوء الظن فافہم
باب ۲۰ فصل الحتکار الفتاوی الکبرے اکتسب مالا من حرام سلے قولہ وقع غیر ما واشتری صحیح او اشتری - ظاہر ہے
کہ واو سے معنے فاسد ہوتے ہین - اسی مسئلہ مین قولہ وہو قول الکرخی - ظاہرا تصحیف کاتب ہے - فافہم

کتاب ادب القاضی باب ۲۵ - التاتارخانیہ لو ان رجلا قدم رجلا سلے قولہ ویہ اخذ بعض المشائخ
علے انہ الخ ظاہرا یہان عبارت ساقط ہے اور صواب وبعضہم علے انہ یا مانند اسکے ہو - ؎

کتاب الشہادات باب ۲ فصل ۳ - لولم یذکر بصیغۂ واحد کی جگہ تثنیہ چاہیے - باب ۵ مسئلہ ظہیریہ کے بعد
وذکر الفقیہ ابو اللیث الخ مین حدود - بدال کی جگہ برا مہملہ چاہیے - **باب ۷ فصل ۳** - قولہ وذکر فے
المنتقی اذا اشہد واسے علے دار الرجل سلے قولہ فلیس لہ ذلک - صواب لیس ذلک الخ ہے کما لا یخفے - ؎

کتاب الرجوع عن الشہادۃ باب ۶ - الحاوی قولہ نحو ہما - غلط ہے صواب نجو مہا سلے نجوم الامتہ المکاتبۃ
کتاب الوکالۃ باب اول الحاوی وکیلان الخ صواب بالنصب ہے و باب سوم الہدایہ وقالا لایجوز - یہ غلط ہی
والصواب لایجوز - کما فی نسخ الہدایۃ علے ہمل معروف - باب ۷ - مسئلہ قاضیخان قولہ فالا یقبل لک بامرہ الخ
غلط الکاتب والصواب لا یقبل ذلک - اور اسی باب کے فصل الوکیل لقبض العین مسئلہ مبسوط مین قولہ وجہ الاستحسان الخ
ٹھیک نہین ہی ظاہرا یہان عبارت ساقط ہی مثلاً یون کہا جاوے وفی الاستحسان لا یکون متطوعا وجہ الاستحسان الخ
لان الاستحسان لم یذکر راساحتے یتعلق بہ التوجیہ فافہم - باب ۹ ہم قولہ واستاجر لی بعیرا بدرہم ونصف الخ مترجم
کہتا ہے کہ یہ خطائے فاحش ہی اور صحیح وصواب اسطرح ہے کہ استاجر لی بعیرا بدرہم فاستاجر لہ بعیرا بدراہم

ونصف آلخ یعنے ان المامور زاد علے الاجر الذی سماہ لہ الموکل حتے صار مخالفاً واما بدون ذلک فلیس نظیر للحکم
المذکور وجہ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتاب الدعوی۔ اس کتاب مین سے بھی بطور نمونہ چند اغلاط یسیرہ واغلاط فاحشہ جو اس فتاوے کے نسخ مین سے اعلے اعتمادی مطبوعہ کلکتہ مین مترجم کے نزدیک ظاہر ہوئی ہین لکھتا ہے کیونکہ جب اس مطبوعہ سے بہتر کوئی نسخہ قلمی یا مطبوعہ مترجم کو نہین ملا اور اسکی نظر مین یہ مقامات خطا سے خالی نہین تو یہی طریقہ احوط واتقے ہے کہ ان مقامات کو لکھ دیا جاوے تاکہ مترجم کو خود سہو کی صورت مین معذور رکھا جاوے یا صواب رائے کی حالت مین دعاے مغفرت وثواب سے اہل الحق محروم نہ فرماوین اور آیندہ اس فتاوے کی تصحیح جو مدار افتا سمجھنے کے قابل ہے ممکن ہو فاقول وباللہ تعالے توفیق الصواب باب دوم فصل دوم کذا فی الخلاصۃ وان ادعی علینا آلخ عین بیار تحتیہ لکھا اور صواب میرے نزدیک عنب یعنی انگور ہونا و بار موحدہ ہے اسی باب فصل قریب آخر مین قولہ کذا فی الفصول العمادیہ لو ادعی علے آخر انہ قبض منہ کذا قفیز حنطۃ امانۃ فواجب علیہ ردہا ان کانت قیمتہا قائمۃ آلخ اقول صواب یہ کہ لفظ قیمتہا ساقط کیا جاوے اور کہا جاوے کہ فواجب علیہ ردہا ان کانت قائمۃ کیونکہ ردعین مین قیام قیمت کی شرط لگانا خلاف امانت بلکہ بے معنی ہے کیونکہ عین کے قائم ہونے کی صورت مین قیام قیمت کے کچھ معنی نہین ہین اور اگر قیام قیمت سے یہ مراد لیجاوے کہ وہ شے مال متقوم باقی ہو تو بھی خلاف امانت ہے علاوہ ازین جب فرض مسئلہ گیہون مین ہے جو مثلی ہوتا ہے نہ قیمتی تو قیام قیمت کی کوئی وجہ نہین ہے اسیواسطے آگے فرمایا وان کانت ہالکۃ او مستہلکۃ فردمثلہا۔ ہان یہ دعوے خطا ہے اسلیے کہ امانت والا درصورت ہلاک ودیعت کے مطلقاً ضامن نہین ہوتا اسیواسطے تقریر دعوے کے ہر سہ وجوہ خطا ہے۔ سے خود تصحیح فرمائی کہ بعد انکار امانت کے مثل غاصب کے ضامن ہوگیا ہو تب اسپر اداے مثل واجب ہے، وہذا امر آخر فافہم باب دوم فصل سوم کذا فے المحیط وفے دعوے غصب نصف الدار شائعاً الے قولہ لان غصب نصف الدار شائعاً لایکون کل الدار فی یدہ آلخ اقول الصواب ان یقال لان غصب نصف الدار شائعاً لایتصور الابان یکون کل الدار فی یدہ۔ کیونکہ نسخہ موجودہ کے موافق تقریب تمام نہین بلکہ دلیل مناقض دعوی ہے یا محض مہمل ہے اور یہ مقام خطاء فاحش ہے اور مترجم کے نزدیک جو عبارت صحیح ہے اسکی صحت پر بعض مقام پر شروط وغیرہ مین دلالت موجود ہے فلیراجع۔ باب سوم فصل دوم کذا فی المحیط وان ادعی علیہ دیناً بسبب القرض الے قولہ لان المدعی لو کان استہلاک الودیعۃ آلخ اقول بجاے مدعی کے مدعا علیہ صحیح ہے وبعید ہذا قولہ کذا فے الکافی وعن ابی یوسف ومحمد ان المدعی الے قولہ فقال ما استقرضت منہ شیئاً ولاغصبت منہ شیئاً ولایحلف علے السبب آلخ اقول یہ بھی خطاے فاحش ہے کہ دو حرف عطف مع لاحرف نفی دونون غلط ہین جس سے حکم مین اثبات کی جگہ نفی ہوگئی اور صواب یہ ہے کہ ولاغصبت منہ شیئاً یحلف علے السبب آلخ اور توجیہ اسکی اہل العلم پر ظاہر ہوسکتی ہے تطویل کی گنجایش نہوگی۔ اسی باب کی فصل سوم صفحہ انتالیس کے آخر مین قولہ فالصواب

انہ لایحفکہ اقول الصواب لایخلفہ۔ اور بعد اسکے صفحہ چالیس مین سطر قولہ فالمسئلۃ علے ثلثۃ اوجہ۔ تیسری وجہ یہ
تنصیص نہین ہے فلیتفکر فیہ۔ باب پنجم کذا فی الذخیرۃ رجل فی یدیہ دار وہو مقر سلے قولہ سلے ان یحضر ولم اترکہ الخ
یون ہی ان یحضر بصیغہ واحد مسطور ہے اور صواب بصیغۃ جمع ہے اور لم اترکہ جبراً بدون حرف عطف کما لایخفی۔
اور اسی کے تھوڑی دور بعد دوسرے صفحہ مین قولہ کذا فی الذخیرۃ لو باع النصف سلے قولہ وادعہ اخر لمقت
صحیح لنصف ہے اور اسی سے کچھ بعد قولہ ان الذین دفع الیہ المال عند ہذا الرجل الخ یون ہی موہم کتابت عند
بلفظ ظرف لکھا اور صحیح عبد یعنے غلام ہے۔ پھر اسکے دور کے بعد صفحہ ۵۹ مین قولہ کذا فی خزانۃ المفتین۔
وان قال المولے ادعنی ہذہ الجاریۃ عبد فلان الخ اقول یہ بھی فاحش اغلاط مین سے ہے یعنے عبد فلان باضافت
کیونکہ حکم مذکور اسوجہ سے منطبق نہین ہوتا اگرچہ منجملہ وجوہ مسئلہ کے فلان کے غلام کا ودیعت رکھنا بھی ہے
ولیکن حکم مین مغائرت تخریج ہی پس صواب یہ ہی کہ کہا جائے ادعنی ہذہ الجاریۃ عبدی فلان۔ یعنے میرے
غلام نے جسکا فلان نام ہی بدلیل قولہ وان قال المولے قد علمت انک وہبتہا للذی اودعنی الا انہ لیس
بعید لی الخ وکذا بدلیل قولہ اقرار المولے ان فلانا عبدہ۔ فلیتامل۔ باب ششم صفحہ ۳۷۔ کذا فی الفصول العمادیۃ
والمحیط والذخیرۃ وعلے ہذا اذا ادعی رجل انہ کان لابی علی بن ابی القاسم بن محمد علیک کذا الخ زلۃ قلم
الناسخ والصواب علی بن القاسم۔ ایک ورق بعد قولہ اما لو ادعی الکفیل ان الاصیل دعی ہذا المال او ابراہ
المدعی صح کذا فی الخلاصۃ اقول الصواب ان الاصیل ادی ہذا المال یعنے ان الکفیل ادعی اداء الاصیل
فافہم ایضا باب ششم صفحہ ۸۲ قولہ کذا فی فتاوے قاضیخان والاستشراء من غیر المدعی علیہ فی کونہ اقرارا بانہ لا ملک
للمدعی نظیر الاستشراء من المدعی حتے الخ اقول الصواب نظیر الاستشراء من المدعی علیہ حتے الخ یعنے ان المدعی لو طلب
شراء المدعی بہ من غیر المدعی علیہ فہو نظیر ما لو طلب شراءہ من المدعی علیہ فی کون ہذا الفعل اقرارا من المدعی بانہ لا ملک لہ
فی ذلک الشئ۔ یعنے اگر مدعی نے وہ چیز جسپر اپنی ملک کا دعوے کرتا ہے سوائے مدعا علیہ کے کسی دوسرے سے
خریدنی چاہی یعنے اس سے درخواست کی کہ اسکو میرے ہاتھ فروخت کرے تو مدعی کیطرف سے غیر سے یہ درخواست
کرنا مدعا علیہ سے ایسی درخواست کرنیکی نظیر اس بارہ مین ہے کہ اس چیز مین میری ملک نہین ہی اقول اسوجہ سے کہ
خریدنے سے مقصود حصول ملک ہے کیونکہ نشا ہی پس قرار ٹھہرایا جائیگا کہ ملک حاصل نہ تھی ورنہ تحصیل الحاصل حاصل ہوگی فان قبل
لو اقام علے غیرہ البینۃ انہ تصدق علے المدعی بہذا العین فاقام المدعی علیہ البینۃ انہ اشتری منہ ہذا العین فوقع المدعی
بانہ کان تصدق علے فلما جحدنی اشتریتہ منہ قبلت یقال بل فی البینتین والا فالدفع صحیح وتمام الکلام فی مسائل
المقام فتامل۔ اسی سے تھوڑی دور بعد قولہ کذا فی المحیط استعار من آخر دابۃ وہلکت الدابۃ سلے قولہ وقال انہا
نفقت فتثبت بنیۃ الخ اقول الصواب نہا نفقت تقبل بنیۃ الخ یعنے ان العاریۃ ہلکت تحت المستعیر لا من فعلہ سلخ
ثبت ان الصلح وقع عن غیر مضمون فیبطل فتامل۔ وابتدا صفحہ ۸۴ مین قولہ فان قضاء القاضی نحن۔ اور صحیح وان بحرف
واو چاہیے باب ہشتم صفحہ ۹۴۔ فتاوے قاضیخان فی نوادر ہشام قال سالت محمدا عمن تزوج المرأۃ ثم ادعی انہ اشترا اہلہ

عمن لا یملکہا الخ مترجم کہتا ہے کہ یون ہی لفظ المرأۃ - اور لفظ لا یملکہا - بصیغہ نفی مذکور ہے اور ایسی حالت مین
مسئلہ غیر محصل ہے اور صحیح میرے نزدیک فعل مضارع مثبت اور بجاے مرأۃ کے امۃ یعنے یون ہے کہ عمن
تزوج امۃ ثم ادعے انہ اشتراہا عمن یملکہا - یعنے ایک مرد نے ایک باندی سے نکاح کیا پھر یہ دعوے کیا
کہ مین نے اس باندی کو ایسے شخص سے خریدا ہے جو اس باندی کا وقت بیع کے مالک تھا یعنے سپرد کرنیکے
وقت تک جو تتمہ بیع ہے اور مراد بطلان نکاح مع حقوق وعدم رقیت اولاد وغیرہ ہے تو اسپر گواہ قبول نہ ہونے کا امام محمدؒ
نے حکم دیا اور کہا کہ اسوقت قبول ہونگے جب یہ گواہی دین کہ بعد تزوج کے اُسنے ایسے شخص سے اسکو خریدا جو مالک
تھا کیونکہ محتمل ہے کہ قبل اس نکاح کے مدعی نے خرید کر اسی مولے کے ہاتھ بیچ ڈالی ہو جسنے اب اسکے ساتھ نکاح
کر دیا ہے - پس اگر صحیح یہی ہے جو مترجم نے لکھا تو ترجمہ مین یہ مقام یون ہی صحیح کرنا چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
باب نہم مسائل متفرقہ صفحہ ۱۲۱ - وفی المنتقی رجل شہد علے رجل انہ اعتق الخ اس مسئلہ مین ہیزی بزاء معجمہ سب جگہ
مسطور ہے اور صواب ہیذی بذال منقوطہ اور ہذیان ہے فافہم - باب نہم فصل چہارم کذا فی الخلاصۃ والمجتمع فے
الطاحونۃ من وفاق الطحن الے قولہ ومثلہ یحکی عن الامام الثانی فے المنثور فے الوالائم اذا اصبت فی حجرہ فاخذہ احد ان
کان ہیا زبلہ وحجرہ لذلک الخ اقول اس عبارت مین زبلہ ہر جگہ بزاء منقوطہ و باء موحدہ مسطور ہے اور مترجم کے
نزدیک وفاق بلفظ ذیل بذال منقوطہ و یاے تحتیہ ہے اور اسی عبارت مین مسطور ہے کہ - الا اذا سبق احرازہ
تناول الاخذ بان جمیع المبسوط فے زبلہ لبعد وقوع المنثور فیہ علے قصد الاحراز - اقول ہکذا وقع لفظ جمیع علے فعیل
بصلہ فے زبلہ - والصواب عندی علے صیغۃ الماضی بصلۃ من بان یقال الا اذا سبق احرازہ تناول الاخذ بان
جمع المبسوط من زبلہ الخ یعنے احراز حاصل ہونیکا طریقہ یہ ہے کہ کشادہ کیا ہوا دامن لٹائی چیز اٹھین گرنے کے
بعد اسکو اپنی حرز مین کر لینے کے قصد سے سمیٹ لے وقال المترجم اس فتاوے کے بعض مواضع دیگر مین کتاب
دیگر مین یہ مسئلہ بہ وجہ صواب بھی مذکور ہے فلیجتہد المراجعۃ - باب دہم آخر ۱۳۵ - قولہ الصغرے فی کتاب
الحیطان جدارین اثنین وہی سے قولہ ادفعہ فی وقت کذا او یشہد الخ الصواب بالواو ولا بحرف الترديد الیضاً
صفحہ ۱۳۷ - فتاوی قاضیخان - الصحیح فتاوے قاضیخان العاشر ۱۴۰ - کذا فے المحیط فے کتاب الحیطان علو
لرجل وسفل لآخر الے قولہ وقالا یضع فیہ اقول یضع من الوضع موضع سفل ویصنع من الصنع علو فافہم الثانی عشر ۱۴۷
الاجہیر للکبرے ری لو ان رجلا توفے فجاء قوم الے القاضی الے لفظہ وقد ترک مالا - اقول موالا - الی قولہ فان قالوا
لنا شہود حضور نقیمہا فی حاضر المجلس - اقول الاصوب فی ہذا المجلس - الی قولہ او اشہران فلانا مات اقول کذا یوجد اشہر
علے افعل والصواب اشتہر من الاشتہار الے استفاض - اس سے ایک صفحہ بعد قولہ کذا فے القنیۃ رجل مات فی بلدہ
ومالہ وترکتہ فے ید اجنبی حیث توفے الے قولہ منقطعاً عن ہذہ البلدۃ التی جعل لقاضی - اقول الصواب ان
یقال عن ہذہ البلدۃ التی توفے فیہا جعل لقاضی - باب سیزدہم سے کچھ پہلے قولہ وصدقۃ الذے فی یدیہ المال
بذلک ما تبۃ لا لعلم المیت وترک وارثا صغیرا او ترک وارثا غائبا اقول ہکذا وجد وترک وارثا مع حرف العطف

والظاہر عندی ترک لواو وہناک سقوط واللہ اعلم - باب چہاردہم فصل اول شروع وعن ابی یوسف ومحمد انہما
قدر المدۃ - الصواب قدرا علے التثنیۃ - فصل دوم محیط السرخسی فان کان باع الجاریۃ مع احد الولدین سالے قولہ لو
ان البائع صدقہ ولدہ فیما ادعی - اقول کذا فی النسخۃ ولدہ بمعنے فرزند والصواب والدہ بمعنے پدر - اس سے کچھ بعد
قولہ ولو جنی علے احدہما اخذ المشتری - الصحیح واخذ المشتری - پھر اس سے دو سطر پیچھے قولہ واخذ المشتری دیتہ وارثہ
بالولاء - الصواب عندی دیتہ وارثہ - یعنے اسکی دیت کو اور اسکی میراث کو فصل سوم شروع قولہ او ولد مکاتبہ
الذی ولدتہ فی الکتابۃ - الصحیح ولد مکاتبتہ بالتانیث فصل چہارم شروع - واد عیتہ وقبل ان تلد منی - الصحیح
واد عیتہ قبل الخ یعنے حرف عطف غلط ہے فصل ہشتم - الحادی وان ادعے الرجل النکاح سالے قولہ وان لکہ
امہ صارت الخ اتصال ضمیر بلفظۃ ملکہ سہو خطا ہے اور صحیح بدون ضمیر یعنے ملک امہ سالے آخرہ فصل نہم ۱۷۶
شروع قولہ ولم یعتق من الاولاد اختلفوا فیہ - صحیح وہل یعتق الخ بطریق استفہام - فصل یازدہم محیط السرخسی
ہذا اذا کان الابوان مسلمین سفے الاصل سالے قولہ لکن لا یقیل - الصحیح یقتل من القتل - یعنے صغیر جسکے اسلام کا
حکم بالتبعیۃ دیا گیا ہے اگر بعد بلوغ کے اسلام سے منکر بالغ ہو تو مرتد میں اور اسمیں یہ فرق ہے کہ برخلاف
مرتد کے اگر یہ منکر ہو تو قتل نہ کیا جائیگا ہان اگر اقرار کے بعد پھیر منکر ہوا اور یہ دونوں باتیں بعد بلوغ کے
پائی جاوین تو مثل مرتد کے ہے - فصل چہاردہم سے کچھ پہلے قولہ لمولی الام کذا فے المبسوط الظاہر لمولے
الام - فصل چہاردہم صفحہ ۱۸۷ - قولہ کذا فے محیط السرخسی وان ادعے ولد امۃ مکاتبۃ لا تصح دعوتہ الخ اقول یہ
بھی ایک فاحش غلطی ہے کیونکہ امۃ مکاتبتہ یعنے اپنی مکاتبہ باندی کے بچہ کے نسب کا دعوے یہ حکم نہیں رکھتا
ہے اور صواب یہی کہ مکاتبہ بضمیر ہے اور یہ امۃ کا مضاف الیہ ہی اور معنے یہ ہیں کہ اپنی مکاتبۃ باندی کے مملوکہ
باندی کے بچہ کا دعوے نسب کیا مثلاً اسکی باندی مکاتبہ نے خود مختاری تجارت میں کوئی باندی خریدی
جسکے بچہ ہوا اور اسکی مالکہ یعنے مکاتب مذکورہ کے مالک نے اسکے نسب کا دعوے کیا فافہم - فصل پانزدہم قولہ
کذا فے المحیط رجل مات وترک ابنا فجاءت امرأۃ سالے قولہ فصدقہ الغلام واقامت البینۃ اقول لفظ فصدقہ مین
ضمیر کا مرجع اگر عورت ہے تو فصدقہا چاہیئے مگر آنکہ مرجع قول یا دعوے مذکور قرار دیکر تکلف کیا جاوے فافہم
اگر کہا جاوے کہ پھر قولہ واقامت البینۃ بھی بحرف واو سہو ہوگا کیونکہ لڑکے سے تصدیق پائی گئی پس حرف
تردید ظاہر ہے تو جواب یہ کہ نہیں بلکہ طفل نے اپنے حق مین تصدیق کی جو باپ پر موثر نہیں لہذا عورت نے اسکو
بگواہی ثابت کر دیا فلیتدبر - باب پانزدہم صفحہ ۱۹۵ - واقر المشتری بذلک ونکل لا یرجع المشتری اقول
الظاہر او نکل بحرف التردید صفحہ ۱۹۷ - کذا فے الخلاصۃ المشتری جاریۃ فولدت او شجرۃ سالے قولہ وان قتل
اخذ منہ عشرۃ آلاف اقول الصواب وان قتل واخذ منہ الخ - اور اسی صفحہ کے آخر سطر مین قولہ ولا یرجع علے بائعہ
بقیمۃ الشجر ویجب المشتری - صواب میرے نزدیک بقیمۃ الثمر یعنے بجاے شجر کے ثمر چاہیے - باب شانزدہم
سے کچھ پہلے قولہ کذا فے المحیط من ضمن الثمن للمشتری عند الشراء سالے قولہ بعد وجوب الثمن علے البائع اقول

الصواب بعدہ جو بے دار الثمن او یا ول الکلام الے ہذا المعنے اور اس سے ایک صفحہ بعد باب شانزدہم مین
قولہ ولا یجعل حرا من جہۃ المستحق الصحیح لا یجعل حرا با لنصب - باب ہفتدہم صفحہ ۲۱۱ قولہ یقر لہ بہبۃ او تسبیض
او ما اشبہ ذلک کذا فے المحیط - اقول الصواب بہبۃ و تسبیض سلے یقر بالہبۃ مع القبض - ؎
کتاب الاقرار باب دوم سے کچھ پہلے قولہ لان الفسخ بجحودہما فے کل موضع لبطل الاقرار الخ اقول یہ مقام
بھی مترجم کے فہم پر مہملات عبارات مین ہے والصواب عندہ ان یقال لان الفسخ ثبت بجحودہما ثم فے کل موضع
الے آخرہ اور آیندہ صفحہ ۲۱۵ کی اول سطر مین موہم ومغالط رسم الخط مین سے کتابت بلفظ کلما یکال و یوزن
یعنے کل ما یکال سلے کل شئے دخل تحت الکیل او الوزن باب دوم صفحہ ۲۱۹ - قولہ کذا فے الظہیریۃ ولو قال
لفلان علی الف دراہم فیما اعلم او فے علمی او فیما علمت قال ابو یوسف الخ اقول الصواب قال ابو حنیفہ رح
واللہ اعلم بالصواب - اور صفحہ ما بعد مین قولہ کذا فے خزانۃ المفتین ولو قال لہ علے الف درہم سے قضاء
فلان سلے قولہ او فے فقیہ الخ الصواب او فی فقہہ - اسی کے کچھ بعد قولہ ان شاء تعالے الظاہر ان شاء اللہ
تعالے - بل ہو الصواب - اس سے ایک صفحہ پیچھے قولہ کذا فے محیط السرخسی ولو قال اکثرہا انی طلقتہا
اکثرہا طلاقی - اقول المعنے او اکثرہا طلاقی الخ فافہم - ایضا ۲۲۴ مسئلہ واقعات حسامیہ قولہ مقرا الارض سلے
مقرا بالارض اور اسی صفحہ کے آخر مین مسئلہ منتقی جو ذخیرہ مین منقول ہے قولہ وان کان فے الزرع ضرر
واجب المقران یعطیہ - اقول الصواب ان کان فے الزرع ضرر وجب علے المقر الخ اور ۲۲۷ باب ہذا مین غایۃ البیان
شرح الہدایہ ولو قال لفلان علے درہم مع کل درہم سلے قولہ ولو نظر الے عشرۃ بعینہا وقال لفلان علے مع کل درہم
من ہذہ الدراہم ہذہ الدراہم الخ اقول اگر لفظ ہذہ الدراہم اخیر کا بلفظ جمع ہے تو حکم مذکور یعنے گیارہ درم
واجب ہونا محل تامل ہے اور اگر ہذا الدرہم بلفظ دراہم ہو تو حکم مذکور ظاہر ہے کیونکہ تعیین باشارہ بلفظ واحد کی
صورت مین عشرہ معینہ کے ہر درم کے ساتھ معیت مجازی ہے تو گیارہ واجب ہونگے اور اگر ہذہ الدراہم بلفظ جمع
ہون تو ایک ہی ہونا ضرور نہین خصوص جبکہ معنی جمعیت کا بطلان لازم آتا ہے اللہم الا ان یقال زیادۃ الواحد
علے العشرۃ تجمعہا مع المعیۃ وفیہ نظر وتفصیل الکلام لا یتحملہ المقام - باب چہارم مسئلہ اولی مین وجوہ ثلثہ کی تیسری وجہ
لکھی بلفظ وثالثہا ان بینہما الاقرار الخ اقول غلطی مشوش ہے اور میرے نزدیک صحیح لفظ یبہم ہے یعنے کتاب مین
یبینہم از مبین یا ابانہ جو کچھ ہو ذکر کیا اور مترجم اسکو ابہام سے یبہم مضارع کا صیغہ صحیح جانتا ہے فلیتدبر - اور
اسی سے کچھ بعد قولہ فلذا اذا اقر الصبی ہکذا اتا لو اکذا فے الذخیرۃ - صبی کا فاعل اقر ظاہر کیا اور صواب للصبی ہے
باب پنجم ۲۳۳ ہکذا فے المبسوط واذا کان العبد مین رجلین اذن لہ الے ان کتب فانہ یجوز اقرارہ ہذا فے حصۃ
الذی اذن لہ وجمیع مال ہذا العبد الخ اقول اسی نقش سے مال ہذا العبد لکھا اور صواب یہ ہے وجمیع ما لہذا
العبد یعنے جملہ وہ جو اس غلام کے واسطے ہے - ایضا دوسرے صفحہ ما بعد مین قولہ کذا فے المبسوط ولو قال
لفلان علے مائۃ درہم ولفلان او لفلان فللاول علیہ نصف المائۃ - اقول یہانتک تو ٹھیک ہے پھر لکھا

والنصف للثانی بکل واحد من الاخرین علیہ۔ اقول اسکا ترجمہ یہ ہوا کہ اور نصف دوسرے کا ہوگا الخ اور یہ
غلط ہے صواب یہ کہ والنصف الثانی یحلف یعنی لبقیہ نصف حصہ کے لیے اس سے باقی دونوں میں سے
ہر ایک کے واسطے اس سے قسم لیجائیگی۔ پھر لکھا۔ الاان یصطلحا علیہ فیکون بینہما نصفین علے مائۃ درہم۔
اقول یہ آخر کا لفظ یعنے علے مائۃ درہم۔ مترجم کے نزدیک غیر محصل ہے ظاہرا یہ لفظ سہو قلم ناسخ سے ہے۔
اور مقصود صرف اسیقدر ہے کہ لیکن اگر دونوں آدمی باہم صلح و اتفاق کرلیں تو باقی نصف دونوں میں مساوی ہوگا
فلیتامل۔ باب ششم قولہ کذا فے الکنز ولو قال الا ستے علے الخ الصحیح ولو قال لہ یعنے علے صیغۃ الواحد۔ اور اسی سے آگے
مسئلہ کافی کے بعد جو مسئلہ اسمین لکھا کہ فعند ابی حنیفۃ رح یلزمہ الدراہم وتسعۃ دنانیر۔ اقول یعنے یلزمہ تلک الدراہم المعہودۃ وہی
العشرۃ وکذا فے کل موضع من المسئلۃ۔ پھر اسی مسئلہ میں لکھا۔ ووقع فے بعض نسخ ابی حفص یلزم الدراہم فے ہذا الفصل
ان علیہ عشرۃ دنانیر الخ اقول لفظ یلزم الدراہم اس عبارت مین غیر مربوط واقع ہوا اور صواب میرے نزدیک اس کا
حذف ہے یعنے یون لکھا جاوے ووقع فے بعض نسخ ابی حفص فے ہذا الفصل ان علیہ الے آخرہ اور اس سے ایک صفحہ کے
بعد قولہ ثم ماتت قبلہ ولہا ورثۃ یحوزون میراثہا۔ بجیم از جواز مسطور ہے اور صواب بحار مہملہ ہے فاحفظہ۔ اور اس سے
دو ورق کے بعد صفحہ ۲۴۳۔ آخر قولہ کذا فے الکافی مریض وہب عبدا لہ الخ اسمین لکھا۔ ان العبد لہذا الوارث
الآخر واقرانہ کان الخ والصواب عندی بحرف الترديد یعنے او اقرانہ کان الخ اور اس سے دو ورق کے بعد صفحہ ۲۴۷
مین کذا فے التحریر شرح الجامع الکبیر رجل باع عبدہ فے صحتہ من رجل الخ۔ اسمین لکھا۔ فلیس للمشتری ان
یشارک غرماء المشتری المیت فے سائر اموال المیت الخ اقول لفظ غرماء المشتری المیت مین لفظ مشتری سہو کاتب ہے
فقط غرماء المیت چاہیے ہے اور مین نے اسکو غلطی پر محمول کیا اور اقالہ کی تاویل کرکے میت کو واپس ملنا
جدید بیع قرار نہ دی تاکہ میت بدین معنے ایک نوع کا مشتری ہو جاوے پس اسوجہ سے نہین کیا کہ مفروض
مسئلہ مین واپسی مشتری کی بقضاء قاضی ہے اور وہ ہر وجہ سے فسخ ہوتی ہے بیع جدید بانداقالہ درحق
غیر متعاقدین نہین ہوتی ہے فلہذا قطعنا یکونہ خطاء من الناسخ فافہم۔ پھر اس سے اگلے صفحہ کی شروع
لفظ بقیتہ بدون ضمیر کے زلہ قلم ہے بقیمتہ مع الضمیر چاہیے۔ اور اسی صفحہ مین طویل مسئلہ کذا فی المبسوط
رجل لہ علے رجل الف درہم الخ مین لکھا وان کان الوارث الوکیل دون الآمر الخ اور اسکا ترجمہ یہ
ہوسکتا ہے کہ اگر وارث فقط وکیل ہو نہ موکل واقول مقصود سے مخالف ہے اور صواب یہ ہے
کہ وان کان وارث الوکیل الخ یعنے یہ شخص موکل کا وارث نہو بلکہ وکیل کا وارث ہو الے آخرہ۔
باب دوازدہم ۱۷۲۔ کذا فے المبسوط ولو ان رجلا اعتق عبدہ فقال لہ بعد ذلک الخ قولہ قطعت یدک
وانت حربی فے دار الحرب اخذت من مالک کذا الخ یعنے اذ قال اخذت من مالک الخ فافہم اور اسکے
مابعد صفحہ مین قولہ کذا فے المحیط ولو اعتق امتہ ثم قال الخ وفیہ وقال ابویوسف الصحیح ابویوسف اور
اسکے آگے قولہ کذا فے الحاوی ولو اقرانہ فقا عین فلان عمدا ثم لو ذہبت عین الفاقی لبعد ذلک

وقال المفقودۃ عینیہ فقاوت عینی وعینک ذاہب فالقول قول المفقور عینیہ کذا فی المبسوط قال المترجم اس مسئلہ مین سقوط عبارت ظاہر ہے ورنہ بدون اسکے محصل نہین معلوم ہوتا پس صواب وصحیح میرے نزدیک یہ عبارت ہے وقال المفقودۃ عینیہ فقارت عینی وعینک ثابتہ وقال الفاقی لابل فقارت عینک وعینی ذاہب الی آخرہ اور شاید عین کیلیے ذاہب مثل ذاہبۃ کے روا رکھا گیا ہے فافہم واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ باب سیزدہم اول مسئلہ مین قولہ واذا اقران لفلان وفدان مع شرکا رفی ہذا الخ اقول یہ عبارت بھی سخت محرف ہی اور صواب میرے نزدیک یہ ہی کہ اذا اقرانہ لی وفلان وفلان مع شرکار الی آخرہ فافہم اور اسکے بعد دوسرا مسئلہ قولہ ابن سماعۃ عن محمد رح فی رجل قال لہذا الرجل فی ہذا العبد الف دراہم والعبد عبد المقر قال ہذا عبدی علی ان ذلک دین فی رقبتہ الا ان یکون فیہ کلام یدل علی انہ شریک فی رقبتہ بالف درہم بان یقول الخ۔ قال المترجم ترجمہ اس مسئلہ کا میرے نزدیک اسطرح ہے کہ ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے روایت کی کہ زید نے مثلاً کہا کہ اس عمرو کے اس غلام مین ہزار درم ہین اور یہ غلام اسی زید کا ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ اقرار اسطرح رکھا جائیگا کہ اسقدر مال اس غلام کے رقبہ مین قرضہ ہے لیکن اگر اس مذاکرہ مین کوئی بات ایسی ہو جس سے یہ دلالت نکلے کہ یہ شخص اس غلام کے رقبہ مین مقر کا شریک ہے تو البتہ شرکت کا ہوگا اور ایسی بات کی یہ صورت ہے کہ مثلاً زید نے کہا ہو کہ مین نے یہ غلام خریدا ہے اور اس عمرو کے اسمین ہزار درم ہین تو یہ قرار دیا جائیگا کہ ہزار درم کے رقبہ مین شرکت ہے ہکذا ظہر للمترجم واللہ تعالےٰ اعلم۔ وایضاً باب مذکور (۲۷۷) کذا فی المحیط ولو قال یا فلان لکم علی الف درہم الخ وفیہ ولو قال انتم یا فلان لکما الخ پس یا تو مراد یہ کہ پہلے بلفظ جمع ثم کہا پھر منادی واحد سے تفسیر کی پھر لکما بلفظ تثنیہ بیان کیا اور شاید انتما یا فلان ہو یعنے اول وآخر تثنیہ ہو واللہ اعلم۔ باب ہیزدہم (۲۸۱) کذا فی المحیط واذا قال الرجل للمراۃ انی اریدالی قولہ حضر الشہود وہذہ المقالۃ الخ اقول الواو فیہ غلط المکاتب باب شانزدہم دوسرے صفحہ مین قولہ ہکذا فی المحیط لو قال الرجل لامرأتہ انت طالق اقول الصواب لامرأۃ علی التنکیر والا لا فائدۃ فی جعل التطبیق اقرارا فی اثبات النکاح حیث فرضت المرأۃ امرأتہ فافہم۔ ایضاً صفحہ دوم محیط السرخسی اذا اقرت المرأۃ انہا امۃ فلان الی قولہ بالصنیع بانہ ظاہرۃ یدل علی ان المقر لہ۔ اقول الظاہر ان یقال ما یصنع بامۃ ظاہرۃ وہذا یدل الخ او ظاہرہ یدل۔ اسی باب مین ۲۸۵۔ کذا فی التحریر شرح الجامع الکبیر فی المنتقی عبد قال لرجل انا ابن امتک ہذہ ای امۃ ولدت فی ملکک ولکنی حرما ولدت الآخرہ اقول یون ہی الآخر مذکور ہے والصواب عندی ما ولدت الاحرا۔ یعنے مین نہین پیدا ہوا مگر آزاد۔ اول ولدت فعل معروف مؤنث اور فاعلہ وہی امتہ ہے اور حکم مذکور کی وجہ یہ ہے کہ اسنے باندی مذکورہ کی نسبت بیان کیا کہ تیری باندی تیری ملک مین جنی ہے اور اس سے لازم نہین کہ اسی مقر کو جنی اور نہ اسکا اقرار اسکی مان ہونے یا مان کی باندی ہونے یا اسکی ملک مین بچہ جننے مین باندی پر لازم۔ اور یہ جو اُسنے کہا کہ مین

اسی کا بیٹا ہون تو لازم نہین کہ اسکی ملک مین پیدا ہو کیونکہ بالفعل اس نے مان کی نسبت مقرلہ کی مملوکہ
ہونے کا اقرار نہین کیا لہذا اسی کا قول معتبر ہوا فافہم - باب ہفتدہم شروع مسئلہ قولہ اذا کان لہ عبارۃ
صحیحۃ و بالولد اذا کان الخ الصواب بالوالد بمعنے پدر - اور اسی مسئلہ مین قولہ اما فیما یلزمہا من الحقوق
فاقرارہ صحیح - یون یلزمہا بضمیر مؤنث مسطور ہے اور صواب یلزمہما بضمیر تثنیہ مذکر ہے اور مراد مقر اور مقرلہ
ہین اور ضمیر اقرارہ راجع بجانب مقر ہے یا ہر واحد بمعنے آنکہ حق بعد قبول مقرلہ ہے فافہم - اور اسی کے
تھوڑی دور بعد قولہ ہذا اذا ملک العبد وحدہ او مع امہ فی حالۃ الصحۃ فاذا ملک العبد الخ الصواب فاما اذا ملک
العبد الخ صفحہ ۲۹۰ - کذا فی الحاوی و بجاریۃ ثم اقر انہا کانت مدبرۃ لآخرہ الی قولہ استخدمہا و وطیہا قضاء - اقول
معنی ظاہر ہین اگر جملہ فعلیہ رکھا جاوے یعنے و جاز استخدامہا الی آخرہ - باب ہیژدہم کذا فی محیط السرخسی ولو اقر ان
ہذا العبد الذی فی یدیہ عبد لفلان اشتریتہ منک بالف درہم ونقدتہ الثمن - اقول سہو من الناسخ والصواب منہ
بالخطاب یعنی ونقدتک الثمن صفحہ ۲۹۴ - فی مسئلۃ التحریر قولہ محیط السرخسی رجل وکان رجلا ببیع جاریۃ اسے
قولہ وکذلک الجاریۃ الماسورۃ اذا اشتراہا مسلم اقول الصواب بجاریۃ الماسورۃ - یعنے وہ باندی جو اہل اسلام مین سے
کسی کی مملوک تھی اور اسکو حربی کافر قید کر کے لے بھاگے تھے اور صفحہ آیندہ مین بعد مسئلہ مذکورہٗ بالا کے
قولہ ولو کان الآمر قد مات ثم اقر الوکیل بشراء ہذا العبد فان کان العبد فی یدہ بعینہ او فی ید البائع الخ اقول المسئلۃ
مشکلۃ عندی ولعل الصواب لم یدفع الثمن مکان قولہ یدفع - ثم قولہ فی آخرہا ویلزم بیع المیت اقول الصواب
ویلزم البیع المیت یعنی ان ہذا البیع یلزم فی حق الموکل الذی مات بمعنے انہ یلزم ذلک فی ترکتہ - پھر اس سے دو
صفحہ کے بعد قولہ کذا فی المبسوط لو ان رجلا اشتری من رجل سلعۃ الخ مین الوجہ الثانی کے بیان مین لکھا - فابی فرد علیہ
بالبنیۃ کان لہ الخ اقول یہ بھی فاحش اغلاط مین سے ہے اور میرے نزدیک اسمین تو شک نہین کہ بجاے لفظ بالبینۃ کے
بنکولہ صحیح ہے ہان یہ احتمال ہے کہ شاید اسقدر عبارت بھی ہو کہ فرد علیہ بنکولہ فان لم یسبق منہ الجحود کان لہ ان یحاکم
بالغہ - کیونکہ یہی مقصود مقام ہے خواہ عبارت موجود ہو یا نہو کما لایخفے علے الفطن الماہر - باب نوزدہم - ۳۰۱ -
کذا فی المحیط قال ہو شریکی فیما فی ہذہ الحانوت الخ مین قولہ ومن اصحابنا من وافق - اقول وافق از موافقت
غیر مرضی ہے اور وفق از توفیق صحیح ہے - اسی باب کے آخر مسئلہ مین جو مبسوط سے منقول ہے ازراہ فقہ ذہنی لوجہین
ہے کیونکہ بر قیاس مسئلہ متقدمہ مال دستاویز کا وجوب قرضدار پر قبل اقرار واقع ہوا پس لامحالہ لازم نہین کہ قبل
اقرار کے جو کچھ اسکی کمائی ہو بوجہ شرکت ہو کیونکہ ظہور شرکت مین مستند اسکا اقرار ہے اور وجود دستاویزہین
وجود مقر کے قبضہ مین بروز اقرار معتبر ہو سکتا ہے اور نہین بھی ہو سکتا ہے فلیتامل فے المقام اگرچہ ارجح وہی ہے
جو کتاب مین مذکور ہے واللہ تعالے اعلم - باب بستم کذا فی الحاوی ولو اقر انہ قبض ما فی ضیعۃ فلان من طعام او ما فے
نخلہ ہذا من تمر وانہ قبض الخ لعل الصواب او انہ قبض واللہ تعالے اعلم - باب بست وسوم ۱۱۳ - فتاوے قاضیخان
لو قال لفلان علے نصف درہم ودینار وثوب فعلیہ نصف کل واحد منہما - اقول اگر منہما کی ضمیر تثنیہ بجانب دینار و ثوب ہے تو لفظ

ایضاً بھی چاہیے ورنہ تو اب میرے نزدیک منہا بضمیر تانیث ہے اور مرجع ہر سہ اشیاء مذکورہ ہیں۔ اس سے کچھ بعد مسئلہ قال محمدؒ رجل لہ غلام میں قولہ فان کانت قیمتہا علی السواء وقعت المقاوضۃ۔ اقول لفظ مفاوضۃ غلط ہے اور صواب لفظ مقاصہ بقاف وتشدید صاد ہے اسلئے تصیر کل واحد منہا قصاصا عن الآخر۔ پھر اسی مسئلہ میں لکھا ولا یضمن کل واحد منہما لصاحبہ قیمۃ ما اشتری کل فی لا یرجع احد ہما الی آخرہ اقول لفظ کل بھی مہمل ہے اور احتمال ہے کہ کاتب کے قلم سے سہواً زائد ہو گیا اور صوب احتمال مترجم کے نزدیک یہ ہے کہ عبارت یون ہو گی۔ قیمۃ ما اشتری کما لا یرجع احد ہما الی آخرہ یعنے کوئی دوسرے کیلیے خریدکردہ کی قیمت کا ضامن نہو گا جیسے قیمت فروخت کردہ کو واپس نہیں لے سکتا ہے فافہم والتطویل لا یرخص لی فی ہذا المختصر

کتاب الصلح

باب اول ۳۱۵۔ قولہ ابرا وحی یموت لا یجوز کذا فی المحیط لعل الصواب ابراء وحتے یموت الخ باب دوم صفحہ ۳۱۸ المبسوط رجلان لہما علی رجل الف درہم۔ میں قولہ وان کان دینہما واجبا فادانہ احدہما الخ اقول الصواب اجنبیا بادانۃ احدہما یعنے ان احدہما عامل مع الرجل مداینۃ فوجب لدین بادانۃ ہذا الواحد فافہم باب سوم صفحہ ۳۲۳ کذا فی المحیط الصلح من النفقۃ ان کان علی شئ یجوز للقاضی تقدیرا لنفقۃ بہ کالنفقۃ الی آخرہ اقول الصواب کالتقدیر الی آخرہ فلیتامل۔ پھر دوسرے صفحہ کے آخر میں تاتارخانیہ نقلا عن العتابیہ کے بعد مسئلہ اذا صالح الرجل بعض محارمہ الخ میں قولہ فان کان صالح علی اکثر من نفقتہم بما یتغابن الناس فیہ الخ مترجم کے نزدیک سہو فاحش مشوش ہے والصواب بما لا یتغابن الناس فیہ۔ فلیتامل فیہ۔ باب چہارم صفحہ ۳۲۶۔ بعد خلاصہ کے مسئلہ طویلہ امرأۃ استودعت رجلا الخ میں قولہ حتے لو اقام صاحب المتاع بینۃ بعد ذلک علی ما ادعی من المتاع لم یکن لہا علی المودعین الخ اقول یون ہی لفظ لہا بضمیر تانیث مذکور ہے اور تکلیف بتاویل بعید کا محتاج اور ظاہر صحیح بضمیر مذکر ہونا چاہیے فلیتامل۔ پھر اسکے بعد دوسرے صفحہ کے آخر میں بعد الحاوی مسئلہ اذا کانت الدار فی ید رجل فادعی یعنے ہذا القابض ان فلانا تصدق بہا علیہ وانہ قبضہا یعنے ان القابض قبض تلک الدار منہ بجہۃ الصدقۃ وقال فلان بل وہبہا لک یعنے انہ انکر الصدقۃ وقال بل وہبتہا لک اسکے بعد لکھا فان اقر الذی فی یدیہ انہا ہبۃ بعد الصلح او جحد رب الدار الہبۃ والصدقۃ جمیعا قبل الصلح علی ما ذکرنا۔ اقول یہ عبارت غیر محصلہ ہے والصواب عند المترجم علی وجہ التصحیح ان یقال فان اقر الذی فی یدیہ انہا ہبۃ بعد الصلح او جحد رب الدار الہبۃ والصدقۃ جمیعا قبل الصلح۔ لم یبطل الصلح ولا رجوع علی ما ذکرنا۔ یعنے پھر اگر صلح کے بعد قابض نے اقرار کر دیا کہ بیشک دارند کور اُسکی طرف سے ہبہ ہی تھا یا مالک مکان نے صلح سے پہلے ہبہ وصدقہ دونون سے منکر ہو کر صلح کر لی ہو بہرحال صلح باطل نہو گی اور رجوع نہیں ہو سکتا اور شاید کہ بجاے فان اقر کے وان اقر ہوا و وصلیہ ہو اور جملہ عاطفہ یعنے قولہ او جحد رب الدار الی آخرہ کی توجیہ کیجائے یا کلمہ مقام مین توجیہ وتصحیح ضرور ہے فاللہ تعالے اعلم۔ باب ششم صلح العمال کے ابتدائی مسئلہ مین قولہ ولیاخذہ رب الثوب ثوبہ۔ محل تخطیہ ہے اور قولہ کذلک ان اصالحہ علی دانا نیر وان وقع الصلح علی ان یکون الثوب لرب الثوب وللقصار۔ محل اشتباہ ہے اگرچہ ترجمہ سے

توجیہ دریافت کیجاوے لیکن غالب گمان مترجم کا بجانب سقوط عبارت وتحریف وتصحیف ہے واللہ تعالے اعلم
بالصواب۔ باب ہفتم شروع مسئلہ قولہ لو باع منہ عبدا بالف درہم سود ثم صالحہ علے الف او مائۃ اقول میرے
نزدیک یہ حرف تردید غلط ہے صواب واو ہے اگرچہ قولا او نہرجۃ مین حرف التردید صحیح ہے صفحہ ۳۳۷ قولہ تکذا
اذا قبض بعد راس المال قول الصواب بعض راس المال لیزید فے الاجل کذا فے محیط السرخسی صفحہ ۳۳۹ المبسوط اذا
جاء الکفیل ما نقص مما کفل سے المکیلات و الزرعیات الخ یون ہی تمام مسئلہ مین زرعیات بزا منقوطہ مسطور
ہے اور ظاہر صحیح ذرعیات بذال منقوطہ ہے اور شاید ترجمہ مین موزونات لکھا گیا اور مذروعات ساقط ہے
پس جاننا چاہیے کہ مذروع سے وہ چیزین مراد ہین جو گزون سے ناپی جاتی ہین جیسے کپڑے وغیرہ اور انکو
سلم کے طریقہ سے خرید و فروخت کیا گیا ہے پس حکم مذکور ان چیزون مین بھی جاری ہے فاحفظہ۔ باب ہشتم سے
کچھ پہلے جو مسئلہ مذکور ہے اسمین لفظ اسلم بمعنے مسلمان ہوا اور بمعنے عقد سلم ٹھہرایا دونون معنے مین بقصد ہر دو معنے
بلفظ مشترک علیحدہ دلالت سے مذکور ہی لہذا ہر جملہ مین مناسب معنے لینا چاہیے پھر واضح ہو کہ اسی مسئلہ مین قولہ ولو
صالح المسلم منہا علے راس مالہ لم یجز۔ لفظ منہا بضمیر مونث غلط ہے اور صواب منہما بتثنیہ ہے اور المسلم سے الذی صار
مسلما۔ اور سلم ٹھہرانے والا یا رب السلم مراد نہین ہے کہ ضمیر منہا یا راجع بجانب حنطہ یا خمر یا بتاویل بجانب سلم
ہووے ورنہ فی الجملہ معنے فاسد ہو جاوینگے فلیتامل صفحہ ۳۴۲ بعد خلاصہ کے مسئلہ وان صالحہ من العیب علے ثوب بعینہ
الخ مین بیان الاصل کا فقرہ انہ معنے تعذر الرد علے المشتری۔ بوجہ صلہ حرف علے کے موہم ہو گیا اور وجہ ایہام تعلق علی
بمتعلق قریب یعنے لفظ الرد ہی اور یہ مراد نہین ہی بلکہ تعلق بلفظ تعذر مراد ہی اگرچہ متعلق بعید ہی فلینبہ۔ بالجملہ ایسے اغلاط
جنکی شان خفیف ہو اس کتاب مین بہت ہین اور ہم نے الوسع بتوفیق اللہ سبحانہ وتعالے ترجمہ مین انکا لحاظ رکھا گیا ہے
اب تطویل کو چھوڑکر دوسری کتاب یعنے مضاربت کے کچھ اغلاط بیان کرنا چاہیے

کتاب المضاربت باب اول صفحہ ۱۹۳ کے آخر سطر مین قولہ وکان الدین علیہ علے حالہ رب الدین ہذا قول ابی حنیفہ رح
وعندہما الے قولہ والخسران علیہ قریب دو سطر کے عبارت مکرر واقع ہوئی ہے اور ما بعد صفحہ کے دوسری سطر مین قولہ
ولو کان الدین علے ثلث مین لفظ ثلث غلط ہے اور ثواب لفظ ثالث ہے اسیطرح تیسری سطر مین فقال لآخر کی
جگہ فقال لآخر صحیح ہے۔ باب سیزدہم صفحہ ۴۳۱۔ قولہ وان زادت قیمتہا۔ الصواب قیمتہا بعد ذلک کان العتق
باطلا ایضا کذا فے المبسوط پھر اسی صفحہ مین قولہ الا انہ یثبت لرب المال الخیاران الاولان ہکذا فے المحیط۔
مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک بیان بھی خطاے فاحش ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ یہ کاتب کا سہو نہین بلکہ
اصل کتاب مین یون ہی واقع ہوا اور صواب میرے نزدیک یون کہنا چاہیے کہ یثبت لرب المال الخیاران الاخیران
اگر کہا جاوے کہ محیط کی غلطی پر محمول کرنا چہ اُنسب ہے تو جواب دیا جائیگا کہ نہین نہین محیط مین غلط نہین بلکہ بیان
غلط ہے پھر اگر اس سے تعجب کیا جاوے تو مترجم سے سُننا چاہیے جس سے یہ معما حل ہو اور تعجب
زائل ہو۔ واضح ہو کہ اس فتاوے مین جملہ مسائل خواہ اصول مذہب کے ہون یا متاخرین مشائخ کے استخراج

وعلمار مفتیین کے فتاوے ہون اکثر معتبرات مثل محیط وذخیرہ وفتاوے قاضیخان ومتون ہدایہ وغیرہ و تالیفات حاکم شہید مثل منتقی وغیرہ سے منقول ہین اور جامعین رحمہم اللہ تعالے نے بغرض قوت و کثرت نقل مع ایجاز واختصار کے یہ عمدہ نفیس طریقہ اختیار کیا کہ ایک مسئلہ مثلاً کسی اصل معتمد متداول سے شروع کیا پھر اگر وہ مسئلہ بجمیع وجوہ وتفاریع اسی اصل مذہبی یا تین معتمد مین موجود ہے تو اسی پر اکتفا کرکے دیگر معتبرات کا حوالہ دیدیا کہ یون ہی فلان وفلان کتابونمین بھی منقول ہے تاکہ نقل مین شہرت کے قریب پہونچ جاوے لیکن ایسا بہت کم ہے جملہ تفاریع ومقایس ومستخرجات وہان نہین ہوتے ہین کیونکہ مستخرج مین تو جو تفریع وتخریج دوسری کتاب مین ہے بعد ختم عبارت اصل وحوالہ کے اس کتاب سے نقل کردی اگر سب تفاریع ہون ورنہ قدر موجود اسمین سے اور باقی کے لیے دوسری کتابون سے اسیطرح جہانتک ملا ہے سب جمع کیا گیا اور تفاریع بھی جابجا متعدد حوالے بغرض تقویت ذکر کیے ہین اور کبھی بنظر اختصار مع فائدہ کاملہ کے ایک کتاب معتمد سے دو ایک تفریع پھر دوسری سے ایک دو پھر باقی تیسری وچوتھی وغیرہ سے نقل کین تاکہ سب مین موجود ہونا اصل کا ظاہر ہو کیونکہ تفریع پر اصل ضرور ہے جس سے اسکا درجہ تواتر کو پہونچگیا۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب مین مقصد کیطرف رجوع کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ یہان ابتدا مسئلہ جو نقل ہوا اسمین اول دونون خیار مین سے ایک تضمین ہے اور اس اصل منقول عنہ مین خیارات کی ترتیب اسیطرح رکھی گئی ہے پھر انجام کار محیط سے جو تفریع نقل کی اسمین خیاران اولان لایا حالانکہ بنظر ابتدائی ترتیب کے ایک خیار تضمین بھی حاصل ہو ولیکن تضمین کا اختیار صحیح نہین لان الاعسار لا یوجب لہ خیار التضمین بل موجبہ عکس ذلک یان اعسار کا موجب اعتاق ہے یا استسعار یعنے چاہے اپنا حصہ آزاد کرے یا اُس سے سعایت کرائے اور چونکہ خیاران اولان کہنے مین خیار تضمین حاصل ہوتا ہے تو یہ خلاف مقصود اور غلط ہوا لہذا مترجم نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ خیاران اخیران کہا جاوے کیونکہ ابتدائی مسئلہ مین اعتاق واستسعار جنکا وہ مختار ہوا ہے ترتیب مین اخیرین ہین۔ پھر جو مین نے کہا تھا کہ محیط پر غلطی کا الزام نہین ہوسکتا کیونکہ غالباً اس کتاب مین تضمین اخیر ہوگا اور اعتاق واستسعار ہی دونون اول ہونگے تو اسکا آخر مین خیاران اولان کہنا صحیح ہوگا اس سے معلوم ہوگیا کہ درحقیقت یہ سہو فقط عبارت کے التقاط واقتباس مین واقع ہوا کہ ملتقط کو یہ خیال نہین رہا کہ ہمارے یہان ابتدا مین ترتیب خیار کیونکر ہے فافہم فہذا سانح عزیز والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علے مولانا وسیدنا محمد رسول رب العالمین وعلے آلہ واصحابہ اجمعین۔ اس مطبوعہ نسخہ مین جہان سقوط عبارات وتحریف کا احتمال ہی وہ بہت سخت ہے چنانچہ اسکی مثالین گذر چکین اور آوینگی انشاء اللہ تعالے اور جیسے صفحہ ۳۴۹ باب ۴ مین لکھا

کذا فی المبسوط اختصم رجلان فی حائط فاصطلحا علی ان یکون اصلہ لاحدہما وللآخر موضع جذوعہ وان نبی علیہ حائطاً معلوماً ویحمل جذوعاً معلومۃ لا یجوز کذا فی محیط السرخسی۔ ظاہر عبارت تو اسیقدر ہے کہ دو آدمیون نے ایک دیوار مین جھگڑا کیا پھر باہم اس شرط سے صلح کرلی کہ اصل دیوار انمین سے ایک کی ہو اور دوسرے کیلیے ایک تو اس

دیوارین سے اسکی دھنیان رکھنے کی جگہ ہوا ور دوسرے یہ کہ وہ اسپر ایک اور دیوار جسکی مقدار معلوم ہے بناوے
اور اسپر بتعداد معلوم دھنیان رکھے تو یہ جائز نہین ہے کذا فے محیط السرخسی اور ظاہر وجہ یہ ہے کہ دوسرے
اختیار کی شرط جدید حق کا احداث ہے ورنہ دیوارین سے ایک کی اصل اور دوسرے کا مواضع شہتیر ہونے پر
یا یہی صلح جائز ہونی چاہیے اور ایسے ہی صلح اسطرح کہ ایک کی دیوار اور دوسرے کیلیے فقط حق احداث دیوار
جدید اسکے اوپر جیسے مذکور ہوا بیشک ناجائز ہونی چاہیے اور اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ مختلط بھی جائز نہو
لیکن اسمین دوسرے کیلیے دیوار متنازعہ مین سے بھی مواضع شہتیر مشروط ہین فقیہ تامل فلیتامل - اور بعض
ایسے اغلاط کتابت ہین جنپر صریح غلطی کا وثوق ہے جیسے کتاب الودیعۃ سے چند سطور پہلے قولہ - وان
اخذہا کرہا لاضمان عیلہ - الصحیح لاضمان علیہ - اور ایسے اور مقامات پر ایسے بہت تغیرات کتاب ہین
جنپر التفات نہین کیا گیا ہے

کتاب الودیعۃ - باب چہارم (۴۷۴) کذا فے القنیہ قال خلف رح سالت اسد اعمن لہ علے آخر الف درہم الخ
اقول بلفظ الف غلط فاحش ہے اور صواب یہ ہے کہ فقط درہم کا لفظ لکھا جاوے یعنے ایک کا دوسرے پر
فقط ایک درہم آتا تھا پس قرضدار نے قرضخواہ کو دو درہم دیے اسلے آخر المسئلہ - باب ششم صفحہ ۴۸۸ - کتب
انکرہا فی وجہا العدد اقول الصواب العدد بالواو اور آخر صفحہ مین فلما یصدقہ المودع سائے فلم یصدقہ - اور یہان اگرچہ
معنے ٹھیک ہو جاتے ہین ولیکن بسبب البیان سہو ظاہر ہے - اور صفحہ ما بعد مین قولہ فصدقیہ فی التوکیل - الصواب فصدقہ
باب ہشتم المحیط رجلان لہ ودعا رجلا الف درہم فمات المستودع وترک ابنا الخ یون ہی ابنا بصیغہ جمع مسطور ہے اور
صواب بلفظ مفرد ہے باب نہم ۴۹۹ - کذا فے المحیط رجلا استقرض من رجل خمسین درہما فاعطاہ غلۃ ستین الخ ظاہرا یہ
ترجمہ ہوا کہ ایک نے دوسرے سے پچاس درم قرض مانگے پس اُسنے غلہ کے ساٹھ درم دیدیے - واقول لفظ غلۃ بغین و
لام وتا لکھنا یہان غلط ہے اور صواب غلطا ہے اور معنے یہ کہ پس اسنے غلطی سے اسکو ساٹھ درم دیدیے -
چنانچہ دوسرے مسئلہ مین جبکہ قرضخواہ نے بجاے پچاس قرضہ کے غلطی سے ساٹھ وصول کر لیے ہین لفظ
غلط کو صحیح لکھا ہے - دوسرے صفحہ مین قولہ فقبضہا وضاعت قال ہو قابض حقہ ولا یضمن شیئا کذا فی المحیط اقول
قبضہا بضمیر مونث صحیح نہین ہے اور صواب میرے نزدیک قبضہما بضمیر تثنیہ ہے اور اس سے آگے قولہ لا یعلم کما
ہی قال ابو حنیفہ رح اقول الصواب لا یعلم کم ہی - یعنے مقدار عددی معلوم نہین اور کما ہی سے عین حقیقت سے
لاعلمی مقصود نہین ہے فافہم واللہ تعالےٰ اعلم

کتاب العاریت باب اول ۵۰۴ - قولہ فیکون مرضیا ہکذا فے السراج الوہاج - اقول الصواب فیکون قرضا
یعنے جبکہ استہلاک عین اسشے کی اجازت دی تو یہ چیز اسپر قرض ہو گئی عاریت نہین رہی فافہم - ابتدائی باب
پنجم مین ہے کہ واطلاق محمد فے الکتاب یدل علیہ فلاضمان وبہ کان یفتی الخ اقول لفظ فلاضمان قلم ناسخ کی
روانی ہے یہ غیر مربوط و زائد ہے والصواب ان یقال واطلاق محمد رح فے الکتاب یدل علیہ وبہ کان یفتی شمس الائمۃ السرخسی رح

کذا فی الذخیرہ۔ باب ہفتم سے چند سطر پہلے قولہ ولو کانت عقد جوہر او شیئا نفیسا الخ یون ہی نیس بنون و یاء و سین مسطور ہے اور مترجم کے نزدیک صحیح اس مقام پر نفیس بنون و فاء ہے اور مراد اس سے مقابل خسیس ہے اور شرع مین نفیس و خسیس مین فرق بھی بعض احکام مین معتبر ہے چنانچہ بیع تعاطی مین جو لوگ اسکو جائز رکھتے ہین اُنمین سے بعض کے نزدیک خسیس مین جائز ہے نہ نفیس مین اور اصح یہ ہے کہ ہر دو مین جائز ہے

کما فی بیوع الہدایہ وغیرہ

کتاب الہبۃ۔ باب دہم صفحہ ۵۵۹۔ کذا فی فتاوے قاضیخان امرأۃ وہبت مہرہا من الزوج الخ اس مسئلہ مین لکھا ان کانت قدحا قدر المدرکات۔ اسیطرح اس فقرہ مین اسم بلفظ قدح و خبر بلفظ قدر بقاف و دال و راء مہملہ مسطور ہے اور معنے مہمل۔ اور صواب میرے نزدیک لفظ قد بقاف و دال مشدد ہے اور وہی اسم مضاف بضمیر راجع بجانب عورت مذکورہ اور وہی خبر مضاف بجانب مدرکات ہے یعنے ان کان قدہا قد المدرکات۔ یعنے اگر اس عورت کا قد و قامت اتنا ہو جتنا بالغہ عورتونکا قد ہوتا ہی فافہم

کتاب الاجارۃ۔ باب ششم صفحہ ۵۱۳۔ قولہ وان جاوز الی الفارسیۃ فہذا رہین۔ اقول یون ہی فارسیہ بفاء و راء منسوب بلفظ فارس ظاہر ہوتا ہے اور صواب بقاف و دال یعنے قادسیہ ہے جو حیرہ ایک مقام معروف عراق ہے۔ باب ہشتم ۶۰۳۔ مسئلہ محیط مین بعد خلاصہ کے اذا کان المستکری استاجر رجلا یقوم علے الدابۃ مین لکھا۔ وان رای الصلاح فی بیع الدابۃ بان اتاہم المستاجر۔ اقول یون ہی لفظ اتاہم بظاہر اتیان سے مشتق مذکور ہے اور معنے مہمل ہین اور صواب یہ ہے کہ اتہم مشتق از اتہام لکھا جاوے اور معنے یہ ہین کہ قاضی کے نزدیک مستاجر مرد متہم ہے پس یہ بہتر معلوم ہوا کہ فروخت کردے فافہم واللہ تعالے اعلم۔ باب دہم صفحہ ۶۰۸ مین قولہ کذا فی المحیط فان سمی الطعام دراہم الی قولہ ونعنی بتسمیۃ الطعام اقول یون ہی نفی بنون و فاء مذکور ہے اور صواب بنون و عین و نون یعنے لفظ نعنی جمع متکلم ہے اور اسی صفحہ مین قولہ فالمرضع فیہ الی العرف کذا فی المحیط۔ اقول صواب لفظ المرجع بجیم بجائے المرضع بضاد منقوطہ ہے اور صفحہ آیندہ مین قولہ فان زادہا احد من ولدہا فلہم ان یمنعوہ یون ہی زادہا بدال اور یمنعوہ بتقدیم عین بر نون مذکور ہے اور صواب فان نزارہا احد من ولدہا فلہم ان یمنعوہ الخ ہے۔ باب یازدہم مین قولہ وروی ابن سماعۃ عن ابن سعد بن معاذ المروزی عن ابی حنیفہ رح۔ اقول اسمین بھی احتمال غلط ہے اور کتاب مین ایک مقام پر ابو عصمہ سعد بن معاذ مروزی نام مذکور ہے پس شاید کہ ابن سماعہ نے بواسطہ سعد بن معاذ کے روایت کی ہو تو لفظ ابن غلط ہے اور شاید کہ روی ابو عصمۃ سعد الی آخرہ ہو مگر اول قریب ہے یا راوی دو نون ہون واللہ اعلم۔ اور افحش التحریفات مین سے باب شانزدہم مین قولہ کذا فی فتاوے قاضیخان وان استاجرہ لیکتب لہ غنا بالفارسیۃ او بالعربیۃ المعصیۃ المختار انہ یحل لان ہل لایحل لہ الاجر دانی القراءۃ کذا فی الوجیز للکردری اور یہ منجملہ ان مقامات کے ہے کہ مترجم کو اسکی تصحیح میسر نہوئی یعنے جس عبارت سے اصل کتاب مین معانی کا استخراج ہے اور شاید مقصود مسئلہ یہ ہو کہ فارسی یا عربی یا اُردو وغیرہ کسی زبان مین راگ لکھنے کے لیے اجارہ پر مقرر کرنا درصورتیکہ وہ معصیت

ہووے کیا حکم رکھتا ہے تو ظاہر امزدور کو اُجرت حلال ہے اور اگر اسکے پڑھنے کے لیے مزدور کیا تو حلال نہین ہے
کیونکہ فقط لکھنا درحقیقت راگ نہین ہے اور پڑھنا اسی طریقے سے البتہ حرام ہے وقال المترجم یہ جواب جو مذکور
ہوا ظاہر البطریق حکم ہے ورنہ براہ دیانت جب فرض کر لیا گیا کہ عبارت معصیت ہے تو انشا حرام ہے پس لکتابت
مال لفعل حرام ہوا جو دیانت مین حرام ہوا ولیکن متاخرین نے فتوے دیا کہ سحر وجادو کا تعویذ لکھنے کی مزدوری
حلال ہے کما فی القنیۃ قال المترجم قنیہ کا یہ مسئلہ صحیح نہین ہے کیونکہ صحت اسکی بر اصول معتزلہ ممکن ہے یعنے
اس زعم پر کہ جادو فی نفسہ کوئی اثر کی چیز نہین بلکہ خالی اوہام ودستکاری ہوتی ہے جیسا کہ معتزلہ کا مذہب مشہور ہے
اور کشاف نے تفسیر مین اسکی تصریح کر دی ہے اور بنا بر اعتقاد جماعت اہل السنت کے سحر ٹھیک ہے اور ایسا تعویذ لکھنا
قطعی حرام وفساد ہے اور مزدوری قطعی حرام وخبیث ہے پس قنیہ کا ایسا تفرد مردود ہے اور فتاوے مین اس سے منقول
ہوتا تجھے غرہ مین نہ ڈالے کیونکہ بیشتر ایسے اقوال نقل ہوتے ہین جو خلاف مذہب و
خلاف اصول ہین فافہم واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ پھر کلام اصل مسئلہ مین جبکہ غناء مذکور فحش ومعصیت نہو یعنے
مثلاً اشعار مباح ہون کہ اگر بلحن مستنکر پڑھے جاوین تو غناء ہو جاوین تو اسکی اجارہ کتابت کی صحت و اجرت کے
حلت مین کلام نہین اور وہ بیشک جائز ہے اور رہا اُنکے گانے کے واسطے مزدوری کرنا تو بیشک بنا بر فقہی
اصل کے اجارہ منعقد اور اجرت لازم مگر حرام وخبیث ہوگی اور یہ باب اس اجارہ مین دشوار ہے یعنے ایک طرح سے
نظر حکم کا جواب اور ایک نظر دیانت اسکی حلت وحرمت کا جواب پس لازم ہے کہ باب مذکور مین محتاط ہے
اور ظاہری حکم کا جواب دیکھکر کہ صحیح ہے غرہ نہو جاوے تاوقتیکہ باب دیانت مین اسکا حکم نہ پاوے اور اگر
اس مغالطہ کی اصل تلاش کرنا منظور ہو تو باب اجارہ اور کتاب الکراہیۃ دونون پر غور نظر سے مطالعہ کرے جبکہ اصول
ایمانی یعنے کتاب اللہ تعالےٰ والسنت سے اور اصول الفقہ سے اور اصول فقہی سے فی الجملہ بہرہ رکھتا ہو اور مترجم کو
اس مختصر مین پورے بیان کی بھی گنجائش نہین صرف اس سے اشارات پر اکتفا کرنا چاہیے واللہ تعالیٰ ہو الملہم
للصدق والصواب وہو الہادی والیہ المرجع والمآب۔ اسی باب مین متفرقات سے کچھ پہلے قولہ کذا فی التاتارخانیہ
وان وصفوا لہ موضعاً الی قولہ وان اسموا لہ الحد الا شقا۔ والصواب وان لم یسموا لہ الحد او لاشقا یعنے مزدور سے
یہ نہین تبلایا کہ لحد کھودے یا شق کھودے الی آخرہ اور موجودہ عبارت مہمل ہے یا مغیر معنے ہے کما لا یخفےٰ
باب ہفتم مین قولہ وفی اجارۃ الدار وعمارۃ الدار۔ اقول واو عاطفہ درمیان مین خطا ہے اور صواب بدون
واو کے ہے جیسا کہ ادنے تامل سے ظاہر ہو جاتا ہے اور اسیطرح قولہ وکذلک کل سترۃ۔ مین لفظ سترۃ
مہمل ہے ظاہر لفظ کل شئے یا اسکے مانند کوئی لفظ ہونا چاہیے جو عمارۃ الدار وغیرہ کے مناسب ہو فافہم باب
نوزدہم قولہ کذا فی المحیط واذا باعہ القاضی یبدا بدین المستاجر الخ مسئلہ غیاثیہ مین لکھا کہ ولو علم المشتری ان
الدار مستاجرۃ لیس لہ ان یفسخ المشتری ویصبر حتی تنقضی مدۃ الاجارۃ الخ اقول اسیطرح جمیع نسخ مین پایا جاتا ہے
اور بظاہر یہ غلط ہے پھر اگر یہ معنے ہین کہ مشتری کو وقت خریدنے کے یہ علم تھا کہ مبیع کسی کے پاس اجارہ مین ہے

تو آیا مشتری کو خیار ہوگا یا نہین تو یہ مسئلہ کتاب البیوع مین مذکور ہے ولیکن قولہ ان یفسخ المشتری کی جگہ صواب ان یفسخ
البیع ہے اور اگر یہ معنے ہین کہ مشتری کو بعد اسکے معلوم ہوا کہ بیع مستاجرہ بصیغہ مجہول ہے تو صواب یون ہے
کہ ان الدار مستاجرۃ لہ ان یفسخ البیع او یصبر الے آخرہ یعنے فہو بالخیار ان شاء فسخ العقد و استرد الثمن ان نقدہ
وان شاء صبر حتے تنقضی مدۃ الاجارۃ وہذا ہو الاصوب واللہ تعالے اعلم اور اس سے ایک ورق کے بعد مطبوعہ
مطبع اصل مین جو وقت الترجمہ پیش نظر تھی یون لکھا کان لہ ان یترکہ الاجارۃ فان یترک الاجارۃ فان حفر واجری
اور مترجم نے وقت ترجمہ کے اسکی تصحیح مین تکلف کیا اور سمجھا کہ یون ہوسکتا ہے فان لم یترک الاجارۃ فان حفر
الخ پھر اصل کلکتہ سے معلوم ہوا کہ لفظ فان یترک الاجارۃ بالکل نہین ہے یعنے مطبوعہ مطبع مین کاتب نے زائد
کردیا اور مصحح نے فروگذاشت کی ہے۔ پھر اس سے کچھ بعد قولہ عن محمدؒ فی روایۃ کان علیہ الاجر کالا وعنہ فی
روایۃ کان اقول یون ہی مسطور ہے اور صواب وعنہ فی روایۃ لا یعنے لا اجر علیہ۔ پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد
قولہ یجب ان یستقی الزرع فی الارض باجر المثل کذا فی الکبرے۔ اقول یون ہی جمیع نسخ مین یستقی از استقا
بمعنے پانی دینے وسینچنے کے مذکور ہے اور یہ غلط ہے اور صواب یستبقی از استبقا یعنے باقی رکھنا اور چھوڑ رکھنا
وغیرہ ہے اور معنے یہ ہین کہ اجر المثل کے عوض پس زمین مین کھیتی باقی چھوڑنے کا حکم واجب ہے اور محصول یہ ہے
کہ اگر کھیتی اکھاڑنے کا حکم دیا جاوے تو اصلاح نہین بلکہ کاشتکار کا سخت نقصان ہوگا اور اگر چھوڑنے کا
حکم ہو تو مفت مالک زمین کا نقصان ہے لہذا واجب ہے کہ یون حکم دیا جاوے کہ ایسی زمین کا جو کچھ کرایہ
ہوتا ہے اسکے عوض یہ زمین کھیتی تیار ہونے تک مستاجر پاس باجارہ از جانب قاضی لازم ہے اگر مستاجر
پسند کرے اور اگر اپنی کھیتی اکھاڑنے پر راضی ہو تو اسنے خود اپنا نقصان گوارا کیا اور اس صورت مین مالک
زمین کو رضامندی اختیاری نہین ہے بلکہ وہ اس عوض پر مستاجر پاس چھوڑنے کیلیے مجبور کیا جائیگا جیسے بیچ
دریا مین کشتی کا اجارہ منقضی ہونے کی صورت مین مالک کشتی باجر المثل سوار رکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے پھر اس سے
کچھ دور بعد مسئلہ محیط مین بعد الخلاصۃ قولہ وان کان فی موضع تکون الاجر علے المستاجر الخ یون ہی تمام نسخو نمین
یکون الاجر مذکور ہے اور صواب یکون الحفر بحا رحطی وفاء وراء مہملہ ہے اور یہ جملہ عطف ہے شروع مسئلہ کے قولہ
استاجر طاحونتین بالماء فی موضع یکون الحفر علے المواجر عادۃ۔ پھر اس سے کچھ بعد قولہ استاجر من اخر حانوتا
سنۃ فظہر الحانوت الے مسجد فمضت سنۃ وقد سرق الخ اقول مطبوعہ کلکتہ وغیرہ مین یون ہی محرف مسطور ہے
اور صواب یون ہے استاجر من آخر حانوتا سنۃ وظہر الحانوت الے مسجد فمضت ستۃ اشہر وقد سرق یعنی بجاے
فظہر کے جو بصیغہ ماضی از ظہور ظاہر ہوتا ہے وظہر بواو و بفتح الظاء وسکون ہاء بمعنے پشت ہے اور بجاے
فمضت سنۃ کے جسکے معنے ایک سال گذر گیا فمضت ستۃ اشہر ہے یعنے چھ مہینے گذر چکے۔ اور بعد تامل
مصیب کے واضح ہوجاتا ہے کہ یون ہی صواب ہے جسطرح مترجم نے زعم کیا واللہ تعالے ہو الملہم للصواب وللہ
الحمد فی المبدا والمآب۔ پھر اس سے کچھ بعد مسئلہ ذخیرہ مین قولہ لا یفسخ العقد بموتہ واذا کان عاقدا یریدا لوکیل الخ

اقول صواب وان کان عاقدا یعنے بحرف واو وان وصلیہ ہے نہ بحرف شرط وظرف۔ پھر اس سے بعد
مسئلہ الوجیز مین قولہ سکن المستاجر بعد موت المواجر فالمختار للفتوےٰ جواب الکتاب فیہ ہو عدم الاجر قبل
طلب الاجر۔ قال المترجم یون ہی مسطور ہے اور اسقدر وجازت مخل مقصود ہے کیونکہ جواب مذکور کے یہ معنی
ہوے کہ طلب اجرت سے پہلے اجرت نہونا۔ حالانکہ مقصود یہ ہے کہ اگر مالک کے اجرت مانگنے سے پہلے اُس نے
سکونت کی ہے تو اُسکی اُجرت کچھ نہوگی پس صواب یہ ہے کہ وہو عدم الاجر ان سکن قبل طلب الاجر۔ یعنی اجرت
طلب کیے جانیسے پہلے سکونت کی اجرت کچھ نہوگی۔ اور اشارہ ہے کہ اگر مستاجر سے اجرت طلب کیگئی پھر بھی وہ
رہتا رہا تو اُسپر واجب ہوتی رہیگی چنانچہ یہ مسئلہ مصرح مذکور ہے۔ پھر اس سے کچھ بعد قولہ وتترک فی یدہ ورثتہ
بالاجر المسمے الا باجر المثل۔ اقول یون ہی نسخ مین الا بحرف استثنا مسطور ہے اور صواب بحرف نفی ہے۔ اور واضح ہو کہ
مطبوعہ کلکتہ مین بھی یہان بلکہ تمام کتاب مین بجاے ربیع براء ویاء تحتیہ وعین مہملہ کے ربع بباء موحدہ مسطور ہے۔ و
فی مطبوعۃ المطبع قبیل الرابع والعشرین قولہ فیعتبر فیہ لصاحب احکام الغصب اقول الصواب سائر احکام الغصب فیما یتلوہ
من مسئلۃ الوجیز قولہ ان یامر الموجر علے ان یرفع اقول المعنے ان کان ہذا الفعل بامر المواجر الے آخرہ۔ باب بست وہفتم مین قولہ
ولم ینصبہا مع المکان یجب الاجر کذا فی الغیاثیہ اقول ظاہر معنے یہ ہو سکتے ہین کہ جگہ ہوتے ہوے اگر قائم نہ کیا تو
کرایہ واجب ہوگا ولیکن صواب بجاے مکان کے امکان بزیادت الف یعنے لم ینصبہا مع الامکان۔ اور اسی کے
بعد قولہ ان اوقد قبل ما اوقد الناس اقول قبل بقاف موحدہ غلطی کاتب ہے اور معنے یہ ہو سکینگے کہ لوگون کی آگ
روشن کرنیسے پہلے اسنے تنور مین آگ جلائی۔ اور صواب مثل بمیم ومثلثہ ہے یعنے ویسی آگ جلائی جیسی اور لوگ جلایا
کرتے ہین یعنے اس سے زیادہ نہین کی اگرچہ کمی کی ہو کیونکہ کمی کی صورت مین بدرجہ اولے ضامن نہوگا فافہم۔ اس سے
ڈیڑھ صفحہ کے بعد قولہ وان لم تقعا سالے القاضی قضے علیہ اقول یون ہی قضی علیہ از مصدر قضاء مذکور ہے اور معنے مین
اہمال ظاہر ہے اور صواب میرے نزدیک از قص یقص بقاف وصاد مہملہ صیغہ تثنیہ ماضی معروف یعنے وقصا علیہ اور
مراد یہ کہ دونون نے قاضی سے یہ تمام قصہ و واقعہ نقل کیا۔ باب بست وچہارم بعد محیط کے مسئلہ ولو استاجر خیاطا
لیخیط لہ ثوبا۔ مین لفظ مین خفیف اور معنے مین فاحش تغیر کا فقرہ قولہ ان نکل بتسلیم نفس الخیاط اسیطرح خیاطۃ بصیغہ مصدر
مسطور ہے اور صواب خیاط اسم فاعل ہے۔ اور کتاب مین ایسے اغلاط کہ بجاے اغیر مجہول اغارہ کے اغراز اغرار
اور بجاے دورو زکے دو روز بہت ہین۔ باب بست وہشتم مسئلہ غنتی ولو کانت سفن کثیرۃ۔ مین قولہ وکذلک القصار
اذا کان علیہما حمولۃ۔ اقول یون ہی قصار بقاف وصاد ورا مسطور ہے جسکے معنے دھوبی وگندہی گر وغیرہ ہین لیکن
بالکل غیر مربوط ہے اور شاید صواب بجاے اسکے حمال کا لفظ ہے فافہم واللہ تعالے اعلم۔ ومطبوعہ مطبع مین قبل
بست وہفتم کے للاصل مجہولا کے الاجل چاہییے ہے۔ پھر اسی باب بست وہشتم مین قولہ کذا فی الذخیرہ ولو استاجر
من یحیی بالنار فہو متبرع کذا فی محیط السرخسی اقول یون ہی تمام نسخ مین بالنار آخر را مہملہ سے یعنے آگ مذکور ہے
اور مترجم کے نزدیک لناد آخر دال مہملہ سے اسم فاعل از ندۃ بنون ودال مشدد ہے من ند البعیر اذا توحش بعد الالف

والانس فلیتامل واللہ اعلم۔ اور منجملہ پریشان کرنے والے اغلاط کے اس باب کے آخر میں قولہ لو قال لرجل لکحال
ولو بشرط۔ اقول یون ہی بواو عاطفہ ولو مسطور ہے اور صواب بدال و القاف وا و یعنے داو بصیغہ امر ہے مراد وہی فافہم
باب سی ام مطبوعہ مطیع مین باب اکیس سے کچھ پہلے قولہ کذا فی الوجیز للکردری استاجر ارضا اجارة فلا یترتب اشتری الاشجار
الخ اقول لفظ فلا یترتب قلم ناسخ کی نہایت خرابی وانی زائدہ ہے اور بجاے اسکے ظاہر الفظ طویلہ ہے یعنے لفظ
اجارة طویلہ فافہم۔ باب سی دکیم قریب آخر کے قولہ ثم اختلفا قبل القبض فی مقدار الاجل کان القول قول الاسکاف لانہما تجالفان
کذا فی الذخیرہ اقول یون ہی تمام نسخ مین لفظ مقدار الاجل مسطور ہے اور معنے یہ ہونگے کہ مقدار مدت مین دونون نے
اختلاف کیا ولیکن مترجم کے نزدیک یہ غلط ہی اور صواب مقدار الاجر یعنے اجرت کی مقدار مین دونو نے قبل قبضہ کے اختلاف
کیا فافہم واللہ تعالے اعلم۔ اور بہت قریب الختم قولہ واذا وقع ثوبا الی الصباغ لیصبغہ بعصفر الی قولہ فی صفة ما تعین
اقول اس لفظ ما تعین مین بھی تردد ہے اور معنے ظاہر ہین والظاہر ما فی الترجمة واللہ تعالے اعلم۔ باب سی ودم قولہ
استاجر مسحاة للعمل فقال الآجر ارید الاجر بل تعمل لی مقتضا للمسحاة من الخشب ثم طالب الاجر ان کان لما طلب لہ قیمة فیجب
اجر المثل والا فلا کذا فی الوجیز للکردری اقول مترجم اس عبارت سے قاصر ادراک ہوا وظاہر اقیمة مضاف بضمیر غائب
غلط ہے صرف قیمة بلفظ نکرہ ہے اور مراد یہ ہے کہ موا جر نے متاجر سے لکڑی کا بینٹ اسکے لیے چاہا تھا پس حکم یہ
دیا ہے کہ جو چیز چاہی تھی اگر اسکی کچھ قیمت ہوتی ہو تو اجارہ فاسد منعقد ہو گا پس اجر المثل واجب ہو گا اور اگر اس چیز کی
کچھ قیمت نہو تو اجرت کے صریح نفی کرنے اور بے قیمت چیز مانگنے سے بدلالت معلوم ہو گیا کہ عاریت دیا ہے پس متاجر
کا باجارہ طلب کرنا مہمل ہو کر اسکو عاریت ملنا ثابت ہو گیا تو اسپر کچھ کرایہ واجب نہو گا کیونکہ اجارہ منعقد نہوا اور ضمان
واجب نہو گی کیونکہ اجازت مالک کیوجہ سے غصب متحقق نہوا ہکذا ظہر للمترجم فاللہ تعالے اعلم۔ قولہ کذا فی جواہر الفتاوی
اذا استقرض الوصی او المتولی لا الصغیر۔ اقول الصواب للصغیر۔ پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ ثم بدالہ ان یمنع من ذلک
لانہ غیر لازم کذا فی النسفی اقول صواب میرے نزدیک یون ہے ثم بدالہ ان یمنع من ذلک فلہ ذلک لانہ غیر لازم اور
اسکی تصویب تھوڑے تامل سے واضح ہو گی۔ پھر اس سے دو ورق کے بعد قولہ ثم یجبر جبا ویا مرہا بتخلیط الدار وتسلیم الدار الی
الثانی کذا فی الحاوی للفتاوی اقول الصواب بتخلیص الدار کما لا یخفی قولہ کذا فی القنیة وفی جامع الفتاوی ولو استاجر
رجلا لیبنی لہ منارة الی قولہ ثم قال قدر ان حفر لبقیة اقول الصواب الا قدر ان حفر البقیة کما لا یخفی۔ اسی کے پیچھے قولہ
قال محمد فیضمن غصبا قول الصواب فیمین غصب فافہم۔ اور اس سے کچھ بعد قولہ فلو قال اردت المالک۔ اقول الصواب
اردت الملک۔ پھر اس سے ڈیڑھ صفحہ بعد بجاے فان لم یصل کے فان لم یفعل اور بجاے الصحتی فالزیادة کے الصحة
فالزیادة چاہیے۔ پھر اس سے دو ورق کے بعد نسخہ مطبوعہ مین قولہ کذا فی المحیط رجل استاجر حجرة موقوفة الخ مین لکھا فان
لم یطلع اخرجہ من الحجرة فی یدہ الا اذا خاف فم ان کان الخ بعد تامل کے واضح ہوا کہ یہان قولہ فی یدہ الا اذا خاف محض
روانی قلم کاتب وغلط ہے پس اصل مطبوعہ کلکتہ سے تصدیق کرکے یقین ہو گیا۔ واضح ہو کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وضع
مسئلہ کسی شئے معین مین قرار دیکر دوسری تفریع مین سواے اسکے دوسری چیز موضوع قرار دیتے ہین اور یہ غلطی نہین ہے

بلکہ اشارہ ہے کہ اصل مسئلہ مین خواہ یہ فرض کیا جاوے یا وہ موضوع مانا جاوے حکم مین تغیر نہین ہے اور ایک مین جو
حکم مذکور ہوا ہے وہی دوسرے مین یکسان ہے اور ان دونون مین اتفاقی علت دریافت کر کے دوسری چیزونکو
انھین پر قیاس کر سکتے ہین اور یہی تخریج کے معنے ہین مثال اسکی وہ مسئلہ ہے جو محیط مین نقل کیا بقولہ وفی الاصل اذا
استاجر عشرا من الابل الی مکۃ بعبد بعینہ او بغیر علینہ فان کان العبد بعینہ فالاجارۃ جائزۃ وان کان بغیر عینہ فالاجارۃ فاسدۃ
ثم اذا کان العبد بعینہ حتے جازت الاجارۃ فھلک العبد قبل التسلیم بعد ما استوفی المعقود علیہ کان علی المستاجر اجر مثل الابل الی
آخرہ اور یہ معلوم ہے کہ دار کا مسئلہ مین ذکر ہی نہین آیا ہے پس اشارہ ہے کہ ان دونون کے ایک دوسرے کی جگہ
مفروض ہونے مین یکسان ہے فلیتامل فیہ فان ہذا غایۃ توجیہ المقام واللہ تعالے اعلم بحقیقۃ الحال۔

کتاب المکاتب۔ باب اول فے قولہ واما الذی یرجع الی نفس الرکن الی قولہ الدخل فے صلب العقد من البدل
اقول لفظ من البدل تخلیج فتامل باب پنجم قولہ کذا فی التاتارخانیہ ولو کاتب عبدین مکاتبۃ واحدۃ اس مسئلہ طویلہ مین
لکھا التسلیم للمدبر من قیمتہ ویسعی فیما بقی وہو ثلثۃ وثلثون ثم الخ اقول الصواب ثلثۃ وثلثون وثلث درہم ثم الی آخرہا۔ اور
جسکو فن حساب مین ادنے مہارت ہو اُسپر یہ غلطی پوشیدہ نہین ہو سکتی ہے۔ ایک صفحہ کے بعد کذا فے الہدایۃ
ولو کاتب فے صحتہ علے الف درہم مین لکھا وان کان المولی قد قبض ذلک منہ خمسمائۃ۔ اقول لعل الصواب ان یقال
قبض ذلک منہ الا خمسمائۃ فلیتامل فیہ۔ باب ہفتم بعد کافی کے اذا کاتب الرجلان کے مسئلہ مین ہر ایک جگہ نصف
ما بقی مذکور ہے اور شاید النصف بلام تعریف عہدی ہوا ور ما بقی اسکا بدل ہو کیونکہ مقصود ما بقی کا وصول کرنا اور
وہ نصف ہے اور ظاہر عبارت سے یہ نکلا کہ باقی نصف کا آدھا اُسنے وصول کیا اور یہ چوتھائی ہوا فلیتامل فیہ۔
باب ہشتم کذا فے الکافی واذا قتل عبد المکاتب خطاء مین لکھا للتسلیم لہ نفسہ۔ یعنے تسلیم بر وزن تفعیل مصدر
لکھا ولیکن صواب لتسلم بصیغہ مضارع از سلامت ہے

کتاب الولاء۔ باب اول کذا فے المبسوط رجل اشترے عبدا من رجل ثم ان المشتری الی قولہ اذا کان البائع یجید
اقول الصواب یجحد من الجحود جسکو اُردو مین مکر جانا بولتے ہین۔ ومن المواضع التی ینبغی فیہا التامل قولہ فی الباب
الثانی فے الفصل الاول ومنہا ان لا یکون للعاقد وارث وہو ان لا یکون من وارث اقول ہکذا وجدنی النسخ وقد طوینا
الکشح عن البحث فیہا فلیبحث الرجل الصالح الذی یمشی بالصلاح دون الفساد ولیصلح المقام واللہ تعالے ولی الجود
والانعام۔ اور کتاب الاکراہ سے کچھ پہلے قولہ ویستحلف علے المال بالیہ لم تعلمنی۔ اقول الصواب لم تعلمی علے صیغۃ
المخاطبۃ الحاضرۃ فافہم

کتاب الاکراہ۔ کذا فے فتاوے قاضیخان قال محمد رح لو ان لصا غالبا اکرہ رجلا الی قولہ ولو اکرہ علے ان یطلقہا
ثلثا ولم یدخل بہا فطلقہا وعزم لہا نصف المہر اقول یون ہی نسخون مین موجود ہے اور صواب میرے نزدیک
یون ہے کہ فطلقہا واحدۃ وعزم لہا الی آخرہ کیونکہ مقصود یہ ہے کہ با وجود مخالفت کرنے مکرہ کے اس سے تاوان
واپس لیگا جبکہ نتیجہ ایک ہی لازم آیا اور وہ نصف مہر تاوان بھرنا اگرچہ تطلیق واحدہ مین بنسبت غلیظہ جو تین طلاق کے ساتھ

ہوتی ہے لازم نہین آئی ولیکن یہ امر دیگر ہے فافہم - بابِ دوم تاتارخانیہ کے بعد ولوان المرأۃ ہی التی اکرہت حتی تیزوجہا آخر
مسئلہ طویلہ عینی شرح ہدایہ کے آخر مین لکھا فکان کما لو رضیت بالمسمی نصا ولو رضیت نصا فعلے قول ابی حنیفۃ للاولیاء
حق الاعتراض وان کان الزوج کفوا فللاولیاء حق الاعتراض عند ابی حنیفۃ لعدم الکفارۃ ونقصان المہر الےٰ آخرہا - اس
مسئلہ مین دو جگہ کاتب کا سہو ہے ایک تو اس عبارت سے پہلے درصورتیکہ شوہر کفو نہوا اور دخول واقع ہوا ہو لکھا عند
ابی حنیفۃ لعدم الکفارۃ لنقصان المہر - ان دونون توجیہ کے درمیان سے واو عاطفہ چھوڑ دیا اور یہ خفیف سہو ہے -
اور دوم یہاں البتہ خلجہ شدیدہ ہے اور وجہ یہ ہے کہ درصورتیکہ شوہر نے اس عورت سے دخول کیا دو صورتین ہین ایک
یہ کہ عورت نے زبردستی سے دخول کرنے دیا اور دوم یہ کہ خوشی سے راضی ہوئی پس زبردستی کی صورت مین اگر شوہر
کفو ہے تو لکھا کہ عورت یا اولیاء کسیکو اعتراض کی گنجائش نہین ہے اور اگر کفو نہو تو دونون کو اعتراض کی
گنجائش ہے اور بخوشی و رضامندی کی صورت مین یہ تفصیل مذکور نہین ہے بلکہ یہ بیان ہے کہ عورت مذکورہ مہر
مسمے پر بدلالت راضی ہوگئی تو ایسا ہوا کہ گویا صریح راضی ہوئی اور صریح رضامندی کی صورت مین اولیاء کو اعتراض
کا حق حاصل ہے اگرچہ شوہر اُسکا کفو ہے - پس اگر قولہ وان کان الزوج کفوا - بواو وان وصلیہ قرار دیا جاوے تو یہ معنے
ہوے جو مذکور ہوے اور کلام مابعد کے یہ معنی ہونگے کہ پس اولیاء کو امام اعظمؒ کے نزدیک اعتراض کا حق دو وجہ سے
حاصل ہوا ایک تو کفو نہونا اور دوسرے مہر کم ہونا اور صاحبین کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے اولیاء کو
اعتراض کا حق ہوگا - مترجم کہتا ہے کہ دخول رضامندی کی صورت مین کفو و غیر کفو کی تفصیل مذکور نہین ہے پھر
یہ تفریع غیر مذکور پر لازم آویگی - اور اگر تفریع مذکورہ کے یہ معنے لیے جاوین کہ امام کے نزدیک اولیاء کو دو وجہ
سے حق الاعتراض حاصل ہوا کرتا ہے اور صاحبین کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے تو تفصیل کا
ذکر نہونا کچھ مضر نہین ہے و ہذا ہو الصواب ولیکن تفصیل مذکور ہونا دفع نہوا اور یہ توجیہ تو اس نسخہ کی عبارت کی ہے اور
اگر قولہ وان کان الزوج کفوا جملہ مستقلہ لیا جاوے ولیکن بجاے اسکے وان لم یکن الزوج کفوا لیا جاوے تو سب
خلجان سے نجات ہوجاتی ہے اور معنی یہ ہوتے ہین کہ درصورت برضامندی دخول کے بدلالت رضامندی مہر مسمے
پر ثابت ہوئی اور اسکا وہی حکم ہے جو صریح رضامندی کی صورت مین جبکہ شوہر کفو ہو مذکور ہوا یعنے اولیاء کو حق اعتراض
حاصل ہے یعنے صاحبین کے نزدیک نہین چنانچہ معلوم ہوچکا کہ اگر شوہر کفو نہو تو اولیاء کو حق الاعتراض عند الامام بدو وجہ
حاصل ہے کیونکہ امام کے نزدیک قلت مہر کی صورت مین اولیاء کو اعتراض کا اختیار ہوتا ہے اور صاحبین کے نزدیک فقط
عدم کفو سے اعتراض کا حق ہے کیونکہ اولیاء کو اسیقدر عار سے تعرض ہوتا ہے - اس تقریر سے تفصیل بھی موجود ہے
اور استدلال بھی بموقع ہے اور تفریع بیموقع لازم نہین آتی ہے کیونکہ امام کے نزدیک اولیاء کو دو طرح کا حق اعتراض
اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی طرح کا حق ہونا اس باب اکراہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ اسکے بیان کا موضع
کتاب النکاح باب الکفو ہے اور یہان محض فائدہ مکررہ سمجھا جائیگا اور تفصیل کا سقوط اس مقام پر عیب ہے فلیتامل فیہ
واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب - پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ کذا فے المبسوط ولو اکرہ الموسلے والوکیل بالتقیید

والمشتری بالقتل ضمن الوکیل لاغیر ہذا اذا کان المشتری مکرہا بالقتل ضمن علے الشراء الخ اقول ضمن آخر کا غلط محض ہے
اور صواب صرف اسیقدر ہے کہ مکرہا بالقتل علے الشراء کما لا یخفے علے من لہ ادنے سکتہ۔ پھر اسکے بعد قولہ کذا فے
المبسوط ولو اکرہہ علے ان یبیع مال المکرہ او اشتری بالہ۔ اقول ظاہر او یشتری بالہ۔ پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد مسئلہ
مبسوط مین بعد محیط سرخسی کے ولو اکرہہ بوعید تلف الخ مین لکھا وان قربہا کان علیہ الکفارۃ و الصواب وان قربہا
یعنے عورت سے قربت وجماع کرلیا۔ پھر اس سے کچھ دور بعد المبسوط ولو اکرہہ علے کفارۃ یمین قد حنث الخ مین
قولہ فان کان قیمۃ ادنے العبید مثل ادنے الصدقۃ۔ اقول الصواب مثل ادنے النفقۃ یعنے بجاے صدقہ کے
نفقہ صحیح ہے۔ پھر اسکے بعد والے طویل مسئلہ مبسوط مین ایک فقرہ ساقط ہونے کا احتمال ہے چنانچہ لکھا
ولو قال للہ علے ان اتصدق بثوب ہروی اومروی بعینہ فتصدق بہ الخ اور مترجم کے نزدیک صواب یہ ہے کہ
ولو قال للہ علے ان اتصدق بثوب ہروی اومروی فاکرہہ علے ثوب ہروی اومروی بعینہ فتصدق بہ۔ یعنے
نذر کرنیوالے نے بطور نکرہ ایک ہروی یا مروی کے صدقہ کرنے کی نذر کی تھی اور مکرہ نے اسکو کسی معین ہروی
یا مروی صدقہ کرنے پر مجبور کیا فافہم واللہ تعالے اعلم۔ باب سوم کے اول مسئلہ طویل مین کئی جگہ خطا ہے اول
قولہ وان اتفقا علے ان البیع بینہما کان تلجیۃ ثم اجازہ احدہما لم یجز اجمیعًا۔ اقول غلط ہے اور صواب یون چاہیے
ثم اجازہ احدہما لم یجز حتے یجیزا جمیعًا۔ یعنے ایک کی اجازت دینے سے بیع جائز نہو جائیگی جبتک دونون اجازت
نہ دین یعنے دونون کی اجازت سے گویا جدید بیع ہو جائیگی۔ پھر اسکے دو سطر بعد لکھا ولو تواضعا علے ان یجیزا انہما
تبایعا۔ صواب یخبرا از اخبار ہے نہ از اجازت۔ پھر اس سے آٹھوین سطر مین لکھا لو تصادقا علے انہ لم یحضر لہما بینۃ۔
اقول بینۃ بمعنے گواہی غلط ہے اور صواب نیت کا لفظ ہے۔ اسیطرح اس سے دس سطر بعد لکھا وہو قال سنے
السر یریدان یظہر بیعًا علانیۃ۔ اسیطرح یرید ویظہر بصیغہ غائب لکھا اور صحیح بصیغہ متکلم بنون ہے۔ باب چہارم شروع
مین قولہ فان وقع سنے قلبہ ان ہذا القدر من الحبس والقید نعمۃ۔ یون ہی بنون وعین لکھا ہے اور ظاہر النقمۃ بنون وقاف
دیا مانند اسکے کوئی لفظ ہوئے اور ایسے اغلاط بہت ہین

کتاب الحجر۔ باب دوم فصل اول قولہ کانت قیمتہ علے عاقلتہ عندہما جمیعًا کذا فے المحیط۔ اقول الاوفق بالاصول ان
یقال عندہم جمیعا فاللہ تعالے اعلم۔ باب سوم۔ کذا فے التاتارخانیہ المحبوس بالدین اذا کان یسرق فی الخ یسرق
آخر قاف کے ساتھ غلط ہے اور صواب یسرف بفاء ہے اور کتاب الماذون سے پہلے بعد تبیین کے مسئلہ
واقعات مین قولہ لا اجلس مع المدعی فلہ ذلک کذا فے العینی شرح الہدایۃ اقول غلط فاحش ہے اور صواب یہ ہے
کہ یہان عبارت ساقط ہوگئی یون چاہیے کہ فقال الغریم لا اجلس مع غلامہ واجلس مع المدعی الخ کما لا یخفے علے
من لہ ذوق سلیم وطبع مستقیم

کتاب الماذون۔ باب دوم قولہ کذا فے المبسوط ولو اشتری عبدا علے انہ بالخیار فراٰہ متصرفا فلم ینہہ فہو رضاء بالبیع
ولحقہ دین اولا قبضہ اولم یقبضہ لم یصر مجبورا من وقت البیع۔ اقول یہانتک عبارت غیر محصل ہے مترجم کو مہمل معلوم ہوئی

ہان آگے جو عبارت مذکور ہے یعنے دسنے نسخہ اذاراہ سالے آخرہا وہ البتہ صحیح ہے - پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد
مسئلہ مسطور ہے کذا فے المبسوط واذا کان العبد کلہ لرجل فقال المولے لاہل السوق الخ اس مسئلہ کا ترجمہ اس مقام سے
درست کرلینا چاہیے اذا کان العبد کلہ لرجل - اگر کوئی غلام پورا کسی شخص کا ہو - فقال المولے لاہل السوق پھر مولےٰ نے
بازاروالون سے کہا کہ - اذارأیتم عبدی ہذا یتجر فسکت ولم انہہ فلا اذن لہ فے التجارۃ جب تم دیکھو کہ مین نے اپنے
اس غلام کو تجارت کرتے دیکھا اور اسپر مین خاموش رہا کچھ منع نہ کیا تو مین اسکو تجارت کی اجازت نہین دونگا
یعنے میرا یہ فعل اس غلام کے حق مین تجارت کی اجازت نہین ہے - ثم راٰہ یتجر فسکت ولم ینہہ لایصیر ماذونا فی التجارۃ
کذا فی المغنی - پھر اس غلام کو خرید فروخت کرتے دیکھا اور خاموش رہا اور اسکو منع نہ کیا تو غلام مذکور ماذون التجارۃ
نہوجائیگا یہ مغنی مین ہے - باب سوم سے کچھ پہلے قولہ فرق ابو حنیفۃ بین الحجر والاذن عندہ لایثبت الحجر بخبر الواحد
اقول نظاہر ان یقال فان عندہ لایثبت الی آخرہ - اسی باب مین باب چہارم سے ڈیڑھ ورق پہلے مسئلہ مبسوط مین
جسکا شروع یہ ہے کذا فی المغنی فاذا حل الاجل کان العبد بالخیار سالے آخرہا - لکھا کان تسلیمہ جائزا عندہم حتے
ینوی علم الغریم - اقول صواب یہ ہے کہ کہا جاوے حتے ینوی ما علے الغریم - یعنے جو کچھ قرضدار پر ہے ڈوب جاوے
پھر باب چہارم سے ایک صفحہ پہلے قولہ وان شاء دفع الی العبد بنقصان العیب الذی حدث عندہ من الثمن یعنے
فی الجنایۃ فی الوطی - اقول الصواب عندی فی الجنایۃ او فی الوطی فافہم - باب چہارم کذا فی المغنی ولو اقر بذلک بعد
ما باعہ القاضی سالے قولہ ولکن ان اعطوہ ذلک کاتب بہ انفسہم جاز - الصواب طابت بہ انفسہم اور قولہ ثم یرجع بہ علے الکفیل
الغرماء کذا فے المبسوط - والصواب ثم یرجع بہ الکفیل علے الغرماء فلیتامل - اور قولہ کذا فی المغنی ولو ان الغرماء لم یقدروا علے
المشتری سالے ان قال حتے لو کانوا اربعۃ و اختاروا اخذ ضمان القیمۃ - اقول الصواب اختار واحد منہم اخذ ضمان القیمۃ - اور
آخر مین قولہ اولم یجز البیع فے شئ من العبد کذا فے المحیط حرف و ظاہر اغلط ہے صرف او عاطفہ چاہیے - اسیطرح
ایک صفحہ کے بعد قولہ فضمنوہ قیمتہ صحیحًا او الحکم الخ - صواب فالحکم ما ذکرنا الخ ہے - اسیطرح ایک ورق کے بعد قولہ کذا
فے المحیط ولو لم یعتقہ المشتری ولکنہ باعہ الخ مین قولہ سلم العبد لہ او لم یکن لہ علے الرجل - صواب ولم یکن لہ الخ ہے اور اس
مسئلہ مین کچھ بعد قولہ فیرجع بنقصان القیمۃ علے البائع ان لم یکن للبائع الخ اقول حرف ان شرطیہ غلط ہے اور صواب
اسکا ترک ہے یعنے علے البائع لم یکن للبائع سالے آخرہ فافہم - اور باب پنجم سے ایک صفحہ پہلے قولہ کذا فی المبسوط عبد
ماذون علیہ دین باعہ المولے من رجل و اعلمہ بالدین - شاید صواب علمہ از اعلام بمعنے اخبار ہے واللہ تعالے اعلم
اور باب پنجم کے قریب قولہ ولو امر المولے عبدہ الماذون فکفل لرجل - صحیح لرجل بلام جارہ ہے اور اسکے بعد قولہ
فیصنع بہ ما بدالہ - صحیح فیضیع بنون بعد ضاد منقوطہ ہے باب پنجم کذا فے فتاوے قاضیخان العبد الماذون اشتری عبدا
الخ مین لکھا لا یصیر الثانی محجورا ولم یکن اقول الصواب ولو لم یکن قال المترجم اس قسم کے اغلاط بہت کثرت سے ہین ان
سبکے استقصار مین تطویل مخل ہے - باب ششم کذا فے المحیط واذا کان علے الماذون دین الخ مین لکھا ویستوفی ان کان
علے الماذون دین - ظاہر الستوی کا یستوفی لکھا ہے یا یستوی سے ذلک ہوئے واللہ اعلم - اس سے ایک صفحہ کے

بعد قولہ کذا فی العینی شرح الہدایۃ ولو کان العبد صغیرا او کان صغیرا حرا او معتوہا فاقروا بعد الاذن انہم قد اقروا لہ بذلک
قبل الاذن کان القول قولہم کذا فی المبسوط یعنے غلام صغیر یا طفل آزاد صغیر یا مرد معتوہ نے اجازت تجارت حاصل
ہونیکے بعد اقرار کیا کہ ہمنے اس شخص کیلیے اجازت حاصل ہونیسے پہلے اقرار کیا تھا تو قول انھین ہر ایک کا قبول ہوگا یہ
مبسوط مین ہے ایضا باب ششم قولہ کذا فی المبسوط فان کان المولی اقر بالف درہم ثم اقر بالف درہم وکان الخ اقول
ایک مرتبہ اور چاہیے ثم اقر بالف درہم یعنے تین مرتبہ پے درپے ہزار درہم کا اقرار کیا۔ اور اس سے تھوڑا بعد قولہ
والمسئلۃ بحالہا وبیع العبد بالف درہم فانہ یبدا بدین البائع وما بقے بعد ذلک فہو بین غرماء العبد ویستوی ان کان العبد
فی صحۃ المولی او فی مرضہ کذا فی المبسوط اقول اسمین میرے نزدیک خطا ہی کہ بیع العبد بالف درہم اور صواب یون ہے
کہ بیع العبد بالفی درہم یعنے دو ہزار درہم کو فروخت کیا گیا۔ باب ہشتم قولہ کذا فی المغنی ولو کان عبد المحجور اجرہ مولاہ
سلے قولہ قول المستاجر اذ فی السکتۃ نظا ہر ولو فی الخ کذا فی التاتارخانیہ قال محمد العبد اذا باع واشتری الخ مسئلہ مغنی مین کئی
جگہ بجاے مشتری کے بائع کی تصویب مترجم کا زعم ہے اور شاید کہ باعتبار وصف کان کے مشتری سے تعبیر کیا گیا اگرچہ
فی الحال کے وصف سے بائع ہو وبالجملہ فی المقام تامل لا تسود وجوہ الصفحات بذکر الوجوہ فتامل فیہ واللہ تعالے اعلم
بحقیقۃ الحال۔ قریب باب نہم کے قولہ کذا فی المحیط وان نقص کان النقصان سے رقبۃ المحجور لانہ اذا بیع الخ اقول والصواب
عندی ثم اذا بیع الخ فافہم۔ باب نہم کذا فی فتاوے قاضیخان واذا اذن المسلم لعبدہ الکافر سلے قولہ ہو مولاہ۔ الصواب
وہو ومولاہ یعنے وہ اور اسکا مولا دونون۔ اور اسی مسئلہ مین قولہ فان کان صاحب الدین الاول کافرا فی الدینین الخ
اقول اس مقام پر عبارت ایسی طور سے ساقط ہے کہ مترجم سے اسکی تصحیح محل تامل ہے پس انتظار چاہیے یہانتک کہ کوئی
دوسرا صحیح نسخہ دستیاب ہو واللہ تعالے اعلم پھر اس سے تھوڑی دور بعد قولہ ولو کان احد الغرماء مسلما شہد لہ
کافران والآخران شہد اقول ما ان قلت الآخران کافران شہد الخ واما ان علیت ہذا المعنے بنوع تکلف من لا لۃ
المفہوم فافہم۔ پھر اس سے تھوڑی دور بعد کذا فی المغنی واذا اذن المسلم لعبدہ الکافر الخ مین لکھا ثم ادعے علی العبد
دین الف درہم۔ اقول الصواب ان یقال ثم ادعے رجل آخر علی العبد الخ لما لا یخفے علی المتامل۔ باب یازدہم کذا فی
المغنی ولو کان للماذون دار امن تجارتہ الخ مین لکھا وعلی ہذا لو شہد علی الماذون فی حائط الخ اقول لفظ شہد از شہادت
تو صحیح نہین بلکہ صواب اشہد مجہول از اشہاد ہے والفرق بینہما مما لا یخفے علی الماہر فی الفن تعجب تعلق المقام۔ باب دوازدہم
کذا فی المحیط ولا یملک الصبی الماذون تزویج امتہ الخ مین قولہ لا من المولی کی جگہ لا من الولی چاہیے۔ اسی باب مین صفحہ ۱۷۵
کذا فی المغنی وفی ماذون شیخ الاسلام الخ مین قولہ اجرا و استاجر یوقف ذلک۔ اقول الصواب یوقف ذلک۔ باب سیزدہم
کذا فی الکافی واذا باع الماذون من رجل عشرۃ اقفزۃ الخ مین لکھا ولو قال بعتک ہذا الحنطۃ وہذا الشعیر ولم یسم لکلیہما کل قفیز
بدرہم اقول ظاہرا محرف نے یہ معنی سمجھے کہ بائع نے دونون کے حق مین ہر قفیز بیک درہم نہین بیان کیا ولیکن یہ غلط ہی اور تامل
سے تجھے ظاہر ہوگا کہ صحیح یون ہے ولم یسم لکلیہما کل قفیز بدرہم۔ پس قولہ کل قفیز بدرہم متعلق بلفظ ابیعک ہے اور لم یسم
لکلیہما معترضہ ہے اسوجہ سے کہ ہذہ الحنطۃ وہذا الشعیر تسمیہ کیلی بھی ممکن ہی بالجملہ یہ مراد نہین ہی کہ ہر قفیز ایک درہم کا حساب

نہین بتلایا بلکہ مراد یہ ہے یہ حساب تو بتلایا مگر ڈھیری کے سب کیل نہین بتلائے۔ اسی باب مین کذا فی فتاوے
قاضیخان ولو اشتری ثوبا من رجل بعشرۃ دراہم الخ صفحہ ۱۸۱ قولہ ولو اشترط کل ذرع بدرہم۔ الصواب فلم اشترط
بصیغہ متکلم اور اسی باب کے صفحہ ۱۸۳ مین قولہ علے قول ابی حنیفۃؒ یبیر نے الوجہین جمیعا کذا فے المحیط اقول وجدت
بخطی علے ہامشہ انہ کذا وجدت النسخ بالاثبات وفیہ نظر علے اصل الامام فلینظر فیہ واللہ تعالے اعلم +
کتاب الشفعۃ۔ باب اول کذا فے محیط السرخسی واذا اشتری ارضا مبذورۃ الے قولہ تتقوم الارض مبذورۃ فیرجع
بحصتہا کذا فے السرخسی اقول الصواب فتقوم الارض مبذورۃ وغیر مبذورۃ فیرجع الخ۔ باب ہشتم صفحہ ۲۸۰ کذا فی المبسوط
واذا اشتری ارضا فیہا نخل او شجر الخ قولہ یقسم الثمن علے قیمۃ الارض والنخل والتمر یوم العقد فما اصاب اقول الصواب ان
یقال یقسم الثمن علے قیمۃ الارض والنخل والتمر فما علے قیمۃ الارض والنخل فما اصاب الخ۔ اور دوسری سطر مین قولہ فان خذہا
الصواب اخذہا اسیطرح دوسرے صفحہ مین وجزہا ثم جاء الشفیع۔ یعنے ہواو عاطفہ وجزہا خطا ہے واو حذف کرنا چاہیے
باب نہم قولہ کذا فے التاتارخانیہ ولو قال المشتری او وکیلہا ہکذا۔ اقول الصواب او وکیلہا یعنے بجاے او کے او ہونا چاہیے
باب دہم ابتدا باب مین قولہ فالقول قول المشتری والا تیحالفان الصحیح ولا تیحالفان اور آخر صفحہ مین وان اقاما
جمیعا البینۃ فالبینۃ بینۃ البائع عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ وہو قول ابی حنیفۃؒ۔ اقول الظاہر ان یقال عند ابی یوسفؒ ومحمدؒ
وہو قول ابی حنیفۃؒ واللہ اعلم۔ دوسرے صفحہ مین کذا فے البدائع وفے المنتقی بن سماعہ عن محمد رجل اشتری من رجل دارا
ولہا شفیعان فاتی الیہ احدہما بطلت شفعتہ الصحیح رجل اشترے من رجل دارا ولہا شفیعان فاتی الیہ احدہما بطلت
شفعتہ ایک ورق بعد قولہ کذا فے المحیط واذا اشہد البائعان الخ مین لکھا ہے والشفیع مقر انہ منذ ایام الصواب مقر انہ علم منذ ایام
اور باب یازدہم سے کچھ پہلے قولہ فقضیت بالبیت بینہما لصاحب الشہر اقول میرے نزدیک لفظ بینہما خطاے فاحش ہے
اور صواب یہ کہ لفظ ساقط کیا جاوے اور اسکے بعد قولہ لانہ یثبت سبق شراء احدہما اقول الصواب عندی لانہ لم یثبت الے
آخرہ۔ اور اسکے بعد قولہ منذ شہرین کلما وقت شہودہ جعلت۔ الصواب منذ شہرین کما وقت شہودہ وجعلت الی آخرہ۔
باب یازدہم کذا فی المحیط واذا وکل رجل الشفیع الے قولہ حتے اخذہا ثم علم بذلک۔ اقول ہکذا فے النسخ علم من الثلاثی والصواب
عندی اعلم من الاعلام والوجہ مما لا یخفے عند المتامل۔ پھر اس سے کچھ بعد اغلاط فاحش ہین سے قولہ اذا وکل رجلین بالشفعۃ
فلاحدہما ان یخاصم الاخر۔ اقول والصواب فے المعنی ان یقال فلاحدہما ان یخاصم بدون الآخر الے آخرہ والحاصل ان احد
الوکیلین ینفرد بالخصومۃ ولا ینفرد بالقبض فلو ان احدہما خاصم بدون الآخر جاز ولو اراد احدہما ان یاخذہا ممن فے یدہ
من البائع او المشتری فلیس لہ ذلک۔ یعنی حاصل المقام یہ ہے کہ اگر ہر دو وکیل مین سے ایک نے مخاصمہ و نالش سے فیصلہ چاہا
تو تنہا اس کام کو کر سکتا ہے یعنے حکم حاکم حاصل کرلے پھر اگر تنہا ایک نے چاہا کہ دار مشفوعہ پر قبضہ کرلے تو بدون دوسرے کے
ایسا نہین کر سکتا ہے پس ہر ایک وکیل خصومت مین منفرد ہو سکتا ہے اور قبضہ مین نہین ہو سکتا ہے باب چہاردہم مسئلہ اولی
مین قولہ وان کان الرد بالعیب قبل قبض الدار وان کان بقضاء اقول صاحب تصحیح یا ناسخ نے جملہ اول ان کان الرد۔ کو بواو
وان وصلیہ قرار دیکر علامت ظاہر کی اور عبارت ماقبل سے متعلق کر دیا اور جملہ دوم وان کان بقضاء کو بواو قرار دیا مگر مترجم کے

نزدیک اس عبارت مین بحسب المعنی غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ جملہ اول عطف ہے مضمون سابق پر اور جملہ دوم مین او عاطفہ غلط
ہے اس او کو ترک و دور کرنا واجب ہے اور حاصل مسئلہ یہ ہو کہ دار بیعہ مین اگر عیب پاکر واپس کیا تو دو صورتین ہین ایک یہ کہ
قبضہ کرنیکے بعد واپس کیا اور دوم یہ کہ قبضہ سے پہلے واپس کیا پس اول صورت مین اگر بغیر حکم قاضی واپس کیا تو دوبارہ
شفیع کو شفعہ مین لینے کا اختیار ہو جائیگا اور اگر بحکم قاضی ہو تو نہین۔ اور دوسری صورت مین اگر بحکم قاضی واپس کیا
تو نہین لے سکتا ہے وہذا معنے قولہ وان کان الرد بالعیب قبل قبض الدار ان کان بقضاء فلا شفعۃ للشفیع الی آخرہ باجملہ
جس صورت مین واپسی متعاقدین کے حق مین فسخ یعنے اقالہ ہو اور دوسرون کے حق مین بیع جدید ہو تو شفیع کو اس جدید
بیع کی راہ سے مکرر شفعہ حاصل ہوگا فلیتامل ونیز واضح ہو کہ درصورت عدم القبض کے بغیر حکم قاضی واپس کرنے کو امام
محمدؒ کے نزدیک بیع جدید کے معنی مین نہین قرار دیا ولیکن شیخین کے قول پر مشائخ کا اختلاف نقل کیا کہ بعض کے
نزدیک تجدید شفعہ ہوگی اور بعض کے نزدیک نہوگی اس تجدید شفعہ نہونے کا قول اس اصل پر ہوگا کہ قبل قبضہ کے
واپسی بسبب عیب کے شیخین کے نزدیک ہر طرح فسخ بیع ہے اور اقالہ کے معنی مین نہین ہے اور ظاہرا یہی قول اصح
معلوم ہوتا ہے پس ائمہ ثلثہ کا اجماع ہو جائیگا بدلیل مسئلۂ ذخیرہ کے جو اسکے بعد مذکور ہے یعنے اذا علم الشفیع الشفعۃ ثم
ان المشتری رد الدار علے البائع الی آخرہ کیونکہ اسمین کوئی اختلاف نقل نہین کیا ہے پھر واضح ہو کہ ذخیرہ کی اس عبارت
مین بھی کاتب نے دو جگہ فاحش غلطی کی ہے اول قولہ ان کان الرد بسبب ہو فسخ جدید من کل وجہ۔ اقول جدید کا لفظ غلط
محض ہے اور صواب یہ کہ اسکو ترک کرکے یون کہا جاوے لسبب ہو فسخ من کل وجہ۔ اور فسخ قدیم نہ تھا جسکا جدید مقصود
ہو۔ دوم قولہ سواء کان الفسخ لسبب ہو فسخ من کل وجہ او بسبب ہو فسخ من وجہ جدید من وجہ کذا فی الذخیرہ ظاہرا عبارت
یہ معلوم ہوتی ہے کہ او بسبب ہو فسخ من وجہ و بیع جدید من وجہ الخ اگرچہ اس مقام پر ایجاز عبارت پر محمول کرکے موصوف
مذکور کی تقدیر ممکن ہو۔ باب ہفتادہم کذا فی الظہیریہ رجل اشتری دارا وقبضہا فاراد الشفیع اخذہا الی قولہ لایصدق ولا یجعل
خصما للشفیع۔ اقول لایجعل بصیغہ نفی غلط فاحش ہے اور صواب علے الاثبات یعنے لایصدق ویجعل الخ ہے یعنی مشتری کے
قول کی تصدیق نہوگی اور جب نہوئی تو وہ شفیع مقابلہ مین خصم قرار دیا جائیگا حتے کہ وہ اپنا حق ثابت کرکے مشتری سے
لے لیگا اور اگر تصدیق ہوتی تو مشتری مستودع ہو کر خصم نہو سکتا۔ اور واضح ہو کہ مشتری کا یہ قول بعتہا عن فلان واخرجت
من یدی کما فی النسخۃ او یقال بعتہا من فلان واخرجتہا من یدی کما ہو عندی۔ یعنے مین نے اس دار کو فلان کے ہاتھ
فروخت کیا اور اپنے ہاتھ سے نکال دیا۔ پس یہ قول مشتری کا اس امر کی توضیح ہے کہ خالی عقد بیع نہ تھا بلکہ عقد کے ساتھ
مین نے اپنے قبضہ سے نکالکر اس کے قبضہ مین دیدیا پھر اسنے میرے قبضہ مین بطور امانت ودیعت کے دیا ہے پس میرا قبضہ
اسوقت قبضہ امانت ہے فافہم۔ اس سے کچھ دور بعد قولہ لان صاحب الدار بما اقر بالہبۃ۔ الصحیح لما اقر الخ۔ اور اسی باب مین
کذا فی التاتارخانیہ رجل فی یدیہ دار الخ مین قولہ وان ... سلم ذلک ... الشفیع الدار ودفع الثمن دیدہ۔ اقول یون کہنا چاہیے
ودفع الثمن علے البائع دیرد الی آخرہ کما لا یخفے علے المتامل۔ اور واضح ہو کہ قولہ کذا فی الکافی الاستحقاق یجی سابق
علے العقد یبطل العقد ویجی متاخر عنہ لا یبطلہ پھر اسکے بعد لکھا والشفیع کما تقدم علی من تمام مقام المشتری۔ قال المترجم لیکن یہ

ان نسخون مین مسطور ہے اور اس عبارت کے مہمل ہونے مین شک نہین اور مترجم زیادہ اسکے غور مین وقت نہین پاتا ہان
سرسری میرے نزدیک صواب یہ ہی کہ والشفیع کما یتقدم علے المشتری یتقدم علے من قام مقام المشتری۔ یعنی جیسے مشتری
پر شفیع کو تقدم ہے ویسے ہی جو مشتری کی جگہ قائم ہو اسپر بھی شفیع کو تقدم ہے۔ وعلی ہذا عبارت مین سے ایک فقرہ ندارد ہی فافہم
کتاب القسمۃ۔ باب دوم اسکے ظاہر فاحش اغلاط مین سے ہی کذا فی الکافی رجل مات وترک ثلثۃ بنین وترک خمسۃ عشر خابیۃ
خمس منہا مملوۃ خلا وخمس منہا خالیۃ والکل۔ اقول صحیح سے ایک فقرہ ندارد ہی اور وہ مطبوعہ کلکتہ سے بھی ساقط ہے اور صواب
یہ کہ وخمس منہا الی نصفہا والکل الی آخرہ۔ اسی باب دوم مین قولہ وکان لصاحب الثلثۃ اربعۃ من خمسۃ دراہم کذا فی
فتاوئے قاضیخان۔ بجائے ولو کان بواو عطف کے فکان بفاء تفریع واجب ہے۔ اور اس سے کچھ بعد ایک جہالت کی
غلطی یہ ہے کہ الا بد۔ ایک سطر مین اور ان یقسیم دوسری سطر مین لکھا ہے حالانکہ الابدان جمع البدن ہے۔ قال المترجم ظاہرا
صحت کی حالت مین نقوش اصل کے سوائے معانی کتاب پر لحاظ کے ساتھ صحت کی توفیق عنایت نہین ہوئی اور
ایسے مقامات دیکھکر مترجم کو تعجب ہوا کہ بعضے صحیح مقامات اصل مین کس وجہ سے عبارت بدلی گئی چنانچہ کتاب السیر
مجلد دوم کے ایک مقام ظاہر ہوگا جسکے حاشیہ پر مترجم نے مفصل ذکر کیا ہے باب سوم شروع مین دو ذکر الخصاف دار بین
رجلین نصیب کل واحد لا ینتفع بہ بعد القسمۃ وطلب القسمۃ الخ اقول یون ہی طلب بصیغہ مفرد مذکور ہے لیکن مترجم کے نزدیک
غلط ہے بنا برآنکہ جب حصہ بعد تقسیم کے کسیکا اسقدر ہو کہ قبل تقسیم کے جو انتفاع ممکن تھا وہ حاصل نہو سکے تو قاضی ایسی تقسیم
بدرخواست احد نہین کر سکتا ہے اور یہ اصل مذکور ہو چکی پھر باوجود اسکے یہ حکم کیونکر صحیح ہوگا اور علاوہ اسکے مابعد مین
قولہ وان طلب احدہما القسمۃ کے معنی نہونگے یا متناقض ہوگا پس صواب میرے نزدیک وطلبا القسمۃ بصیغہ تثنیہ ہے فافہم
واللہ تعالے اعلم۔ اور ایسے ہی ایک ورق بعد قولہ وشرط الترک مین صواب دونون کا باتفاق شرط لگانا چاہیے یعنے
وشرطا الترک لایجوز عندہما ویجوز فی قول محمد کذا فی فتاوئے قاضیخان اور ایسے ہی دو ورق بعد قولہ فان ذکر ان
لکل واحد مین تنبیہ لازم ہے یعنے فان ذکر ان لکل واحد منہما نصیبہ بحقوقہ دخل الطریق ومسیل الماء فی القسمۃ الی آخرہ
اور اس سے ایک ورق کے بعد مسئلہ یون عبارت مذکور ہی وان کان بین رجلین دار اقتسما علے ان یاخذ احدہما الدار والآخر
نصف الدار جاز وان کانت الدار افضل قیمۃ من نصف الدار کذا فی المحیط۔ قال المترجم اس عبارت مین تحریف ایسے
طور پر واقع ہوئی کہ تصحیح مین سخت دقت ہے پس اگر بطریق باہمی صلح کے ہوتا تو دوسرے دار پر محمول کیا جاتا جیسا مسائل
مابعد مین مذکور ہی لیکن مذکور باہمی اقتسام ہے اور شاید یہ معنی ہون کہ اقتسام بدین طریق کیا کہ دونون کے حصص مین
کامل دار اور نصف دار کی نسبت ہو لیکن یہ بھی اقتسام نہین بلکہ نوع اصطلاح ہے پھر دار واحدہ مین باوجود عدم اختلاف
جنس کے جواز کی صورت کیونکر ہوگی کیونکہ نہ اختلاف جنس ہے ورنہ معنی اختلاف جنسی حالانکہ قسمت مین معنی معاوضہ سے
انفکاک نہین ہوتا اور تخصیص اس امر کا کہ دار از راہ قیمت کے چاہے نصف سے افضل ہو اس خلجان کو رفع نہین کرتا فلیتامل
فانہ موضع تامل۔ باب ششم اوائل مین قولہ والمکیل والموزون جمیعا لاحدہما۔ اقول الصواب لا لاحدہما اور اسکے کچھ بعد قولہ الا
ان یکون قسم الذی لم یرد المال سہمہا اقول یون ہی سہمہا مسطور ہی اور یہ تشحیذ الاذہان کیلیے مترجم نے چھوڑا اگرچہ مطلب ظاہر ہی

پھر دوسرے صفحہ مین دو غلطیان لفظ مین یسیر اور معنے مین فاحش ہین اول قولہ فان کان المقسوم شیئا واحدا حقیقۃ او حکما
اقول بجاے اسکے واو چاہیے ہے اور دوم اسی مسئلہ کے حوالہ ختم کے قریب قولہ لا یبطل الا بانشاء اسکنے اقول حرف
استثناء الا غلط ہے اور صواب فقط لا تا فیہ ہے وبہ قطع المترجم وتامل فیہ باب ہشتم اوائل مین قولہ وعلے المیت دین فجاء الغریم
اقول ظاہر فجاء الغرماء صحیح ہے بنظر عبارت ما بعد کے فافہم۔ ایک ورق بعد قولہ کان للغرماء المیت الثانی ان یطلبوا القسمۃ اقول
اسکے معنے تو بظاہر بہت صاف وشستہ ہین کہ میت دوم کے قرضخواہونکو درخواست تقسیم کا اختیار حاصل ہو ولیکن مترجم کے
نزدیک بحسب المقصود غلط ہی اور صواب ان یبطلوا ہی یعنے قرضخواہان میت دوم کو تقسیم وبٹوارہ باطل کردینے کا اختیار ہے
اور ملحق باب یازدہم قولہ ولا یجبر المستحق علیہ کذا فی المحیط صواب لا یخیر ہے از باب تخییر در باب جبر سے نہین ہے باب یازدہم
شروع صفحہ ۴۷۹ قولہ لا یقع لہ فی القسمۃ الثالثۃ عشرۃ اذرع۔ والصواب ان یقال القسمۃ الثانیۃ عشرۃ اذرع متصلا بدارہ
فلا یفید اعادۃ القسمۃ کذا فی المحیط۔ باب سیزدہم قولہ اقر احدہما الاصل ببیت۔ اقول لم یقع عندی من لفظ الاصل معنے ولعلہ
الطبع بزلۃ قلم الناسخ فالصواب عندی اقر احدہما ببیت منہ بعینہ لرجل فانکر الشریک الاخ قولہ کذا فی شرح الطحاوی ؛
کتاب المزارعۃ۔ باب سوم صفحہ ۷۰۳ مین عبارت اسطرح مذکور ہے وکذلک اذا قال ما زرعت فیہا بکراب فبکذا وبغیر
کراب فبکذا فالمزارعۃ جائزۃ۔ اور اسکے بعد لکھا وکذلک اذا قال ما زرعت منہا بکراب فبکذا وما زرعت منہا بغیر کراب
فبکذا فالمزارعۃ جائزۃ۔ پس فرق دونون مین یہ ہے کہ اول مین لفظ فیہا سے ضمیر اس زمین کیطرف راجع کی اور بدون
استقلال ذکر فعل کے قولہ وبغیر کراب فبکذا۔ کو اول جملہ پر عطف کردیا اور توزیع البعاض کی اسی سے سمجھی گئی اور دوسرے
مسئلہ مین بجاے فیہا کے منہا سے تبعیض اور قولہ ما زرعت منہا بغیر کراب عطف جملہ بر جملہ سے استقلال واضح کردیا ورنہ
فی المعنے بہت کم فرق ہے کما لا یخفے غیران المسائل ترکہا الاحکام بجریان تلک الالفاظ۔ قال المترجم اللہ تعالیٰ عزوجل کے
واسطے تسبیح وحمد ہے کہ جہانتک اپنے فضل سے اپنے بندہ عاجز کو توفیق عطا فرمائی اس کتاب احکام مین مسائل کے الفاظ
اور وجوہ تعلق حکم وغیرہ پر بخوبی لحاظ رکھا گیا اگرچہ اصل عربی کے بارہ جزو ماہواری ترجمہ کرنیکی صورت مین خالی کتابت کی
مہلت مین استعجاب کیا جاتا ہی کہان اسکا ترجمہ کرنا اور اغلاط الاصل وغیرہ کو دیکھنا اور الفاظ کی رعایت اور وجوہ تعلق الحکم
بالالفاظ کا لحاظ اور سواے اسکے بہت امور ہین جو بکمال نظر اس ترجمہ کو دیکھنے سے انشاء اللہ تعالےٰ اہل العلم کو ظاہر ہونگے
پس اگر بہتری وخوبی پاوین تو سب حمد وثنا حضرت مولے حق سبحانہ وتعالےٰ کے واسطے ہی جسنے اپنے عاجز بندہ کو توفیق
عطا فرمائی ورنہ وہ جیسا لغو ہے خود ہی خوب جانتا ہے بلکہ نہایت لغویت سے اپنے آپ کو نہین پہچانتا ہے ورنہ خوب
ہوتا اگر اپنے کو پہچانتا لہذا اصلحین امت وبندگان نیکوکار سے امید ہی کہ مترجم کو دعاے مغفرت سے فراموش نہ فرماوین
کیونکہ اسکو کسی فضل کی خواستگاری نہین بلکہ مغفرت الٰہی وعفو جرائم ورحمت حق سبحانہ تعالےٰ کی امیدواری ہے
وان ربی تبارک وتعالےٰ عفو جواد ملک کریم غفور رحیم وصلے اللہ تعالےٰ علے سیدنا ومولانا عبدہ ورسولہ محمد وآلہ
وصحابہ اجمعین۔ باب چہارم اسی صفحہ کے آخر مین۔ دفع نخیلہ الی رجل معاملۃ بالنصف علے ان یلحقہ۔ الصواب علے
ان یلقحہ یعنے من اللقح۔ باب نہم آخر باب مین متصل باب دہم کے قولہ ولو اراد المزارع القلع فلرب الارض ذلک من غیر

رضا المزارع اقول محصل اس عبارت کا ظاہر الغلط ہے بظاہر کچھ عبارت ساقط ہوگئی ہے مثلاً یون کہنا چاہیے ۔ ولو اراد المزارع القلع واراد رب الارض ان یتملک حصتہ بالقیمۃ فلرب الارض ذلک الی آخرہا ۔ اور مترجم نے اسی عبارت کے معنی کو ترجمہ مین ذکر کیا ہی فتدبر فیہ ۔ باب سیزدہم ۔ اول مسئلہ مین قولہ انہ سرق الزرع وہذا الان ۔ اقول صواب میرے نزدیک ہذا لان بلام تعلیل ہے ۔ باب نوزدہم کذا فی الخلاصہ قال محمد فی الاصل اذا دفع الرجل ارضہ الی آخرہ اس مسئلہ مین لکھا استہلاک المزارع الکری الذی ۔ ظاہر اصواب الکرالذی آخر ہے ۔ باب بستم بیان کفالت در مزارعت اسمین یہ عبارت مذکور ہے وان کان البذر من جہۃ رب الارض فلا یخلو اما ان شرط فی المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ اولم یشترط فان شرط تصح الکفالۃ والمزارعۃ جمیعاً کانت مشروطۃ فی العقد ام بعدہ لانہ کفل بمضمون امکنہ استیفاءہ من الکفیل الی آخرہا ۔ اقول اس عبارت مین ظاہر تامل ہے کیونکہ جب عقد مزارعت مین کفالت مشروط ہی اور مزارعت اس شرط سے ہی کہ کاشتکار بذات خود کام کرے تو کفالت اگرچہ امر مضمون کیلیے واقع ہوئی لیکن کفیل سے بعینہ عمل کاشتکار کا استیفا ممکن نہین ہے پس قولہ فان شرط تصح الکفالۃ والمزارعۃ جمیعاً کانت مشروطۃ فی العقد ام بعدہ منظور فیہ ہی چنانچہ خود آگے لکھا کہ فاما اذا شرط فی المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ فان کانت الکفالۃ مشروطۃ العقد فسدتا وان لم تکن صحۃ المزارعۃ وبطلت الکفالۃ لانہ کفل بما لا یمکن استیفاؤہ من الکفیل لان عمل المزارع لا یمکن استیفاؤہ من غیرہ ۔ پس صواب میرے نزدیک ہی کہ بجای فان شرط کے فان لم یشترط ہو اور اسکی توضیح یہ ہے کہ یہان دو باتین ہین ایک تو عقد مزارعت جسمین کبھی یہ شرط ہوتی ہے کہ کاشتکار خود کام کرے ۔ اور کبھی نہین ہوتی ہے ۔ دوم عقد کفالت اور وہ کبھی عقد مزارعت کے اندر مشروط ہوتا ہے بدین معنے کہ مزارعت اس شرط سے قرار پائی کہ مزارع مثلاً کفیل دیگا اور کبھی عقد مزارعت مین مشروط نہین ہوتا ہے جب یہ ظاہر ہوگیا تو جس صورت مین بیج از جانب مالک زمین ٹھہرے ہین تو کاشتکار پر کار زراعت واجب ہے مگر نہ خاص کر بذات خود بلکہ یہ فعل زراعت کا اسکی طرف سے پورا ہونا چاہیے پس اسکی کفالت صحیح ہے ۔ پس کتاب مین اگر موافق زعم مترجم کے ہو تو اسکے معنی مع الشرح یون ہونگے ۔ وان کان البذر من جہۃ رب الارض ۔ اگر عقد مزارعت مین بیج مالک زمین کی طرف سے ٹھہرے ہوئے تھے کہ کاشتکار کے ذمہ کام امر لازم ہوگا ۔ فلا یخلو اما ان شرط فی المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ اولم یشترط تو کفالت کا حکم بیان کرنے کے واسطے اس تفصیل کا معلوم ہونا ضرور ہوگا کہ عقد مزارعت مین کاشتکار کے ذمہ بذات خود کام کرنا مشروط کیا گیا ہے یا نہین کیا گیا ۔ (فان شرط) اقول غلط والصواب ان یقال (فان لم یشترط) تصح الکفالۃ والمزارعۃ جمیعاً ۔ پس اگر عقد مزارعت مین کاشتکار کے ذمہ بذات خود کام کرنا مشروط ہو تو ایسی صورت مین کفالت انجام دہی فعل کاشتکاری کی صحیح ہوگی پس کفالت و مزارعت دونون عقد ہر حال مین صحیح ہونگے خواہ کانت مشروطۃ فی العقد ام بعدہ عقد کفالت اسی عقد مزارعت کے اندر مشروط ہو یا بعد عقد مزارعت کے پھر عقد کفالت واقع ہوا ہو اسلیے کہ عقد مزارعت مین جب کاشتکار پر بذات خود کام مشروط نہین ہی تو اسپر خالی یہ واجب ہے کہ کار زراعت کو پورا کردے خواہ بذات خود یا کسی اپنے نوکر یا مددگار وغیرہ سے اور جب کفیل نے اسکی طرف سے کفالت کی تو ایسے امر کی کفالت کی جو کاشتکار پر لازم تھا اور اسطرح لازم تھا کہ کفیل بھی اسمین نیابت کر سکتا ہی پس کفالت صحیح ہوگی ۔ لانہ کفل بمضمون الملتمس

استیفاؤہ من الکفیل۔ کیونکہ کفیل نے ایسے فعل مضمون کی کفالت کی جسکا پورا کرالینا کفیل کی ذات سے ممکن ہے۔ یعنی مکفول بہ مین دو نون صفت ہین ایک تو یہ کہ جس فعل کی کفالت کی وہ مکفول عنہ پر لازم و مضمون تھا اور دوم یہ کہ اسکا پورا ہونا کفیل سے بھی ممکن ہے پس دونون باتون کو بیان کیا اول بقولہ لان العمل مضمون علے المزارع یجبر علے ایفائہ وقد لزمہ ہذا العمل بحکم المزارعۃ۔ کیونکہ یہ کام مکفول عنہ یعنے کاشتکار پر مضمون ہے بدین معنے کہ اسکو پورا کرنیکے لیے اسپر جبر کیا جائیگا اور یہ اسپر عقد مزارعت قبول کرنیکی وجہ سے لازم آیا ہے دوم بقولہ۔ والممکن استیفاؤہ من الکفیل اور اسکو کفیل سے بحکم کفالت پورا کرالینا ممکن ہی اور واضح ہو کہ اسکے بعد یہ عبارت مسطور ہے فان اخذ المکفول لہ والکفیل الخ اقول واو غلط ہے اور لفظ مکفول لہ فاعل اور کفیل مفعول بہ واقع ہوا ہے اور اس تفریع مین یہ بیان ہے کہ کفیل سے اگر بحکم کفالت کام انجام دیا تو اُسکو کیا ملیگا یا مفت تبرع ہوگا۔ پس بیان مذکورہ بالا سے واضح ہوا کہ اگر عقد مزارعت مین مزارع کا بذات خود کام مشروط نہو تو کفالت کی دو صورتین ہین یا تو کفالت عقد مزارعت مین مشروط ہوگی یا بعد کو واقع ہوگی پس یہ دونون صورتین کفالت کی اس تقدیر پر جائز ہین۔ اب ہا بیان اس امر کا کہ جب مزارعت مین مزارع کا بذات خود کام کرنا شرط ہو تو اسمین بھی کفالت کی دو صورتین ہین یا تو عقد مزارعت مین مشروط ہوگی یا بعد کو واقع ہوگی پس اس تقدیر پر اگر کفالت عقد مزارعت مین شرط ہو تو مزارعت و کفالت دونون باطل ہین اور اگر بعد کو واقع ہوئی تو مزارعت صحیح و کفالت باطل ہے اور اسی کو بیان کیا بقولہ فاما اذا اشترط فی المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ الی آخرہ۔ بالجملہ مترجم کے نزدیک اس مسئلہ مین دو جگہ غلطی ہے اول تو فاحش غلطی قولہ فان شرط لتصح الکفالۃ الخ ہے اور صواب فان لم یشترط الخ ہے اور دوم قولہ اخذ المکفول لہ والکفیل الخ مین واو عاطفہ درمیان فاعل و مفعول بہ کے غلط ہے اور صواب اسکا ترک ہے۔ قال المترجم حمد و ثنا خالص اللہ تعالے عز و جل کو ہے جسنے اس ضعیف کو باوجود اسقدر عجلت و کثرت ترجمہ کے ایسے اغلاط کی توفیق تصحیح عطا فرمائی فلہ الحمد فی الاولی والآخرۃ والحمد للہ رب العالمین

کتاب المعاملہ۔ باب دوم کذا فی التاتارخانیہ واذا دفع الرجل نخیلا معاملۃ الی رجلین علی ان یلقحاہ الی آخر المحیط اس مسئلہ مین فان کان یعلم ان السقی لا یوثر الی قولہ وان شرط عمل رب الارض۔ ایک سطر عبارت مکرر واقع ہوئی ہے متنبہ ہونا چاہیے۔ اور اس سے چار ورق کے بعد اسی باب مین کذا فی التاتارخانیہ ناقلا عن العتابیہ رجل لہ شجرۃ تعرف فی ملک الغیر و نبتت العروق اقول ایک شخص کا ایک درخت ہے جسکی جڑین دوسرے کی زمین تک پھیلین اور وہان ان جڑون سے پودے پھوٹے۔ فوہب صاحب الشجرۃ تلک التالات لا من صاحب الارض۔ پس مالک درخت نے یہ پودے کسی غیر کو نہ مالک زمین کو ہبہ کر دیے فان کانت التالات بحیث لو قطعت الشجرۃ لم تجز الہبۃ وان کانت لا تلبس فالہبۃ جائزۃ کذا فی فتاوے الکبرے۔ اقول یہ قید کہ مالک درخت نے یہ پودے مالک زمین کو نہین بلکہ کسی دوسرے کو ہبہ کیے اگر اسوجہ سے ہے کہ امام کے نزدیک ہبہ مشاع اپنے شریک کو جائز ہے اس سے احتراز کیلیے وضع مین تغیر کیا تو مالک زمین کی شرکت منظور نہین ہے بدین معنے کہ اُسکے حق مین ہر طرح جائز ہوتا۔ یا مفہوم ہے کہ اسکے حق مین نہین جائز ہے جس وجہ سے کہ غیر کے حق مین جواز کا حکم دیا گیا مثلاً تو بھی منظور نہین ہے کیونکہ ان مسائل مین مفہوم معتبر نہین

خیر اس بیان استطرادی سے قطع نظر کر کے مترجم کہتا ہے کہ قولہ تلبس بلام او تلبس خواہ مثبت جیسے شق اول مین ہی خواہ منفی جیسے شق دوم مین مسطور ہے میرے نزدیک غلط ہے بلکہ مہمل ہے اور صواب میرے نزدیک بتا رتانیث حرف مضارعہ و یا رتحتیہ و با رموحدہ و سین مہملہ تیبس امہ ییبس یبس ہے والمعنے پس اگر یہ پودے ایسے ہون کہ درخت کاٹے جانے پر خشک ہو جاوین تو ہبہ جائز نہو گا اور اگر ایسے ہون کہ اس حالت پر خشک ہو جاوینگے یعنے بطور مستقل خود درخت ہو گئے ہین تو ہبہ جائز ہے فافہم

کتاب الذبائح - باب اول دو ورق بعد کذا فی القنیہ ولو قال بسم اللہ وصلے اللہ علے محمد الے المحیط مین قولہ وان راد التبرک یذکر - الصواب اراد التبرک الخ یعنے تفعل از برکت صحیح ہے - باب دوم درندگان وحشی مین سے فونا کی تعداد بیان کرنے مین لکھا والسمور والدلق والذب والقرد والفیل ونحوہ فلا خلاف فی ہذہ الجملۃ الا فی الضبع فانہ حلال عند الشافعی اقول مترجم اس کتاب الذبائح مین بسبب ضیق فرصت اتفاقیہ ہجوم علالت کے بہت پریشان رہا لہذا اہل کرم معذور فرماوینگے جہانتک توفیق حاصل ہوئی کوشش کیگئی بعد اعتذار کے مترجم کہتا ہے کہ اس عبارت مین کئی جگہ خلل و مزلقہ شدید ہے اول دلق بدال مہملہ ولام وقاف یہ لفظ معرب لہ ہے اور اسکے معنے ہین سے گربہ صحرائی یعنے جنگلی بلی یہان مراد نہین کیونکہ سنور بری کو پہلے ذکر کر دیا ہے بلکہ قاقم مراد ہے جسکی پوستین اون وغیرہ بیش قیمت گنی جاتی ہے اور اسکو بھی قاقم کہتے ہین پوستین قاقم نہین کہتے جیسے سمور و سنجاب کا حال ہے حالانکہ یہ بھی دونون جانور صحرائی درندہ ہین اور اسیطرح پوستین وغیرہ کا انتفاع اسنے گران بہا شمار کیا جاتا ہے - دوم الذب نسخہ اول مین بذال منقوطہ و با رموحدہ مسطور ہے اور یہ گاو دشتی یا سرا گاسے ہے جسکا چنور مشہور ہے لیکن بالاتفاق اسکی حرمت واسکا درندہ ہونا دونون ٹھیک نہین ہی لہذا صواب بدال مہملہ یعنے خرس یعنے ریچھ ہے اور وہ بالاتفاق حرام ہی سوم القرد والفیل - اول لفظ بقاف و را و دال ہر دو بے نقطہ مسطور ہے اور صحیح ہے لیکن ظاہر التصحیح کرنیوالے نے یا کاتب نے اسکو قراد بالضم یعنے کنہ سمجھکر دوسرے لفظ کو قمل بقاف و میم و لام لکھدیا لیکن صحت کرنیوالے سے عجیب ہے کہ اس نے درست رکھا - واضح ہو کہ قراد بالضم بروزن کنا ہ کلنی یا چیچڑی کے اقسام مین سے ہی مگر بڑی کلنی کو حلمہ کہتے ہین اور اسی لفظ کا ترجمہ مترجم جلد اول نے اپنے محاورہ سے بڑی کلی لکھا اور کلی بکاف عربی وہان کی زبان مین کلنی یا چیچڑی کو کہتے ہین مگر بعض اعاظم سہارنپور نے اسکو شاید گلی بکاف فارسی پڑھا اور اسی بنا پر حلمہ کا ترجمہ بڑی گلی غلط قرار دیکر رد کیا تھا اور یہ تردید براہ نفسانیت نہین ہوتی ہے بلکہ ہم سب اسوجہ سے معذور ہین کہ شرع والا ہمپر حاکم ہے ناچار ہمکو روا نہین کہ اسکے پاکیزہ مصفا احاطہ مین کوئی تنکا باقی چھوڑین پس خالص مقصود یہ کہ اگر ہم مین سے کوئی اپنی خدمتگذاری مین کہین چوک جاوے تو دوسرا شفقت سے بموجب حکم شرعی اسکی اصلاح کرے اور سہو مین کچھ عیب نہین ہی کیونکہ اس سے بشریت خالی نہین ہوسکتی الا من عصمہ اللہ تعالے عز وجل - چنانچہ فاضل لکھنوی نے اغرقہ اللہ تعالے بفضلہ فی بحار رحمتہ سبحانہ عز وجل اپنے حاشیہ عمدۃ الرعایہ علے شرح الوقایہ جنایات کتاب الحج مین قراد کا بوزنہ ترجمہ کر دیا - لہذا تنبیہ کر دینا واجب ہے کہ کوئی شخص اس حکم کو جو وہان مذکور ہی بوزنہ یعنے بندر کے واقعہ پر محمول نہ کرے بلکہ جو معنے مذکور ہوے وہی مراد ہین واللہ اعلم - اور رہا

قرد بالکسر بدون الف بمعنے بندر اور یہی یہان مُراد ہی اور دوسر الفظ قمل جسکو فارسی مین سپش و ہندی مین جون یا چیلر کہتے ہین یہان صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ وہ درندہ صحرائی و ذوناب یا ذومخلب نہین ہی اور صواب میرے نزدیک لفظ الفیل بفا و یاء تحتیہ و لام ہے یعنے ہاتھی اور وہ بیشک ذی درندہ ہے خواہ گوشت ہی اسکی غذا ہو یا نہو اور اسکے حرام ہونے پر اتفاق ہے اور عوام کے قول سے کہ اسمین بہتا ہوا خون نہین ہوتا ہی بحث کرنا مہمل ہے - حاصل یہ کہ عبارتِ کذا مین مترجم کے نزدیک بجاے ذیب بذال منقوطہ کے صواب دب بدال مہملہ ہے اور بجاے قمل کے صواب فیل ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب اور اس صفحہ کے آخر مین قولہ واذا اخذ قرحۃ تقیا کذا فی الظہیریہ - غور نظر سے تصحیح کرنا چاہیے اور باب سوم سے دو سطر پہلے قولہ ان اعلفتہا یا ما فلا باس قول الصواب اعتلف باب سوم مین جو جیز کر دی سے بعد فتاوی کبری کے مذکور ہی ولو انتزع الذئب راس الشاۃ وہی حیۃ تحل بالذبح بین اللبۃ واللحیین و معنے یہ ہوے کہ اگر بکری کے زندہ ہونے کی حالت مین بھیڑیے نے اسکی سری کو جُدا کر لیا تو دونون جبڑون ولیتہ کے بیچ مین ذبح کرنیسے حلال ہوجائیگی اقول ظاہر مراد یہ ہی کہ جیسے انسان کے سر مین کانسہ کی ہڈی ہوتی ہی ویسے اوپر کی ہڈی اُسنے نوچکر جدا کر لی اور قولہ وہی حیہ سے یہ مراد ہے کہ اس زخم سے اسکی حیات باقی رہی تو دونون جبڑون ولیتہ کے بیچ کا جو مقام باقی ہے اُسکے ذبح کرنیسے حلال ہوجائیگی اور اگر یہ مراد نہو تو سری پوری الگ کر ڈالنے سے جبڑے ولبہ باقی نہین جسکے بیچ سے ذبح کیا جاے اور اگر یہ مراد لیجاے کہ لحیین و لبہ کے بیچ کا مقام اگرچہ جبڑا نہو تو بھی اس امر دیگر سے مخلص نہین کہ ہلاکت اسکی اسی زخم سے ہوگی نہ ذبح سے اللہم الا ان یقال ان العبرۃ لتقدم الجروح المہلکۃ علے الذبح فی الصیود ولیس ہذا عندی بشئ - اور اگر اصل نسخہ مین بجاے تحل کے لاتحل ہو تو کچھ اشکال نہین ہے یا شاید بجاے قولہ ولو انتزع الذئب کے ولو نتر الذئب یا ولو انتر الذیب ہو اور نتر سختی سے کھینچنا یا تباہ و کوفتہ کرنا مراد ہو مگر نہ اسقدر کہ جس سے حکم ہلاکت مین ہوجاے چنانچہ قولہ وہی حیۃ سے اس وہم کو دفع کر دیا بالجملہ مقام محل تامل ہے اور مترجم کو غور کرنے کا وقت نہین ملتا ہی واللہ تعالے ہو الموفق لما ہو احسن السلوک فی طریق الآخرۃ نعم المولے و نعم النصیر-

کتاب الاضحیۃ - باب اول کے صفات اضحیہ مین قولہ ولو کان فلک انسان شاۃ - الصواب فی ملک انسان - باب ششم صفحہ ٦٢ و کذلک ان اراد بعضہم العقیقۃ عن ولد ولد من قبل - اقول الصواب ان یقال عن ولد ولد لہ - یعنے ایسے فرزند سے جو اسکا قبل ازین پیدا ہوا ہے

کتاب الکراہیۃ - باب یازدہم کذا فی الحاوی للفتاوے اذا اکل الرجل اکثر من حاجتہ لیتقیا قال الحسن لا باس بہ و قال رأیت انس بن مالک رض یاکل الخ قال المترجم ابتدا مین سرسری نظر سے بلحاظ اس اصل کے کہ ہماری کتابون مین جہان حسن مطلقاً آوے تو مراد حسن بن زیاد ہین مترجم کو یہان بھی زعم ہوا کہ حسن بن زیاد مراد ہین اور یہ اوفق بمقام معلوم ہوتا تھا لہذا مین نے قولہ رایت انس بن مالک کی جگہ مالک بن انس امام مدینہ یکے از ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالی صحیح جانا اگرچہ ترجمہ مین اصل کے موافق رکھا ولیکن حاشیہ پر کچھ لکھا تھا اور بنابر اس طریقہ کے کہ جہانتک ممکن ہوا ہے اصل سے مخالفت نہین کیگئی ہے چنانچہ مقدمہ مین یہ التزام بھی اسی احتیاط کی وجہ سے ہے مگر اسکی تصحیح اسطرح کیگئی کہ مراد

حضرت حسن بصری امام تابعی معروف ہین اور اصل مذکورہ بالا سے بھی مخالفت اس توجیہ سے مرتفع ہے کہ قولہ
وقال رأیت انسؓ گویا تقیید ہے کہ حسنؒ سے وہ مراد ہین جنھون نے حضرت انس کو دیکھا پس بمنزلہ حسن البصری
صریح ذکر کے ہوا فافہم اور شاید توجیہ ہی حاشیہ پر ذکر ہو۔ پھر دوسرے صفحہ مین قولہ ومن السنۃ ان یاکل الطعام من وسطہ
فی ابتداء الاکل کذا فے الخلاصۃ اقول میرے نزدیک مسئلہ جو بیان طریقہ سنت کے واسطے تھا وہ بیان خلاف سنت ہو گیا
کیونکہ صحابہ مین صریح ممانعت ابتداء مین درمیان طعام سے کھانا کھانے سے آئی ہے اور روا نہین ہی کہ ائمہ رحمہم اللہ
تعالے کیطرف اسکو منسوب کیا جاوے پس صواب یہ کہ کاتب نے غلطی کی اور صحیح ومن السنۃ ان لا یاکل بصیغہ نفی ہے
فاحفظہ وایضا باب یازدہم صفحہ ۵۱۳ کذا فے السراجیہ وذکر محمدؒ حیدی ادحمل الی قولہ وکذا الماء اذا غلب فصار مستقذرا طبعًا
کذا فے القنیہ اقول یہ روایت قنیہ کے منقولات مین سے ہی اور ظاہرا معنے یہ ہین کہ ایسے ہی پانی کا حکم ہے کہ جب اسمین
آدمی کا پسینا یا ناک کے رینٹ یا آنسو گرین اور پانی غالب رہے تو اسکا پینا روا ہے اور وہ از راہ طبیعت کے پلید ہو گیا
کذا فے القنیہ اور مترجم کہتا ہے کہ شاید قولہ وکذا المرقۃ پر عطف ہو یعنے نہ پیا جائیگا ولیکن قولہ اذا غلب کا فائدہ کمتر ظاہر
ہوتا ہے ہان یہ کہا جا سکتا ہی کہ یہ اسواسطے کہا کہ باوجود پانی غالب ہونیکے بھی جبکہ طبعًا مستقذر ہی تو پیا نہ جائیگا اور
مترجم کہتا ہی کہ طیبات حلال ہونیکا حکم جو کلام مجید مین مذکور ہی اس آیت کی تفسیر اردو مین مترجم نے تفصیل کافی جمع کی ہو وہان سے
پوری نظر حاصل کرکے تب اس روایت پر غور کرنا واجب ہے ورنہ اعتبار نہین چاہیے واللہ تعالے اعلم باب دوازدہم سے
ملحق اس باب کے مسئلہ خمیر کو جواہر الفتاوے سے نقل کیا اور حکم یہ دیا کہ اٹکل سے معاوضہ دینا جائز ہو اقول یہ بنا براس
روایت کے کہ ایک لپ بھر یا دو لپ بھر مین ربوا کا حکم جاری نہین جیسا کہ بیوع مین معلوم ہوا پس مراد خمیر سے اسقدر کہ اسکا
وزن یا کیل مین لانا مقصود نہین ہی جیسے ایک لوئی برابر مثلاً ورنہ اگر مقدار عفو سے زائد ہو تو اسطرح اٹکل روا نہین ہے
اور واضح ہو کہ روٹی کا قرض آٹے کا قرض وغیرہ سابق مین مذکور ہو چکا ہے پس مفتی بتامل فتوے دیوے واللہ تعالے
ہو الموفق باب دوازدہم کذا فے فتاوے قاضیخان والصحیح فے ہذا انہ ینظر الی امر العادۃ دون التردد کذا فی الینابیع
اقول کذا فے النسخ التردد بالراء ولعل الصحیح التودد بالواو باب ہفتدہم مسئلہ سماع و رقص بمانند صوفیہ وغیرہ مین لکھا فیہ معنی
یوافق احوالہم فیہ فقہ یعنی نسخہ مین بتقدیم فاء بر قاف مسطور ہی پس شاید مراد توفیق امور خیر و طاعات ہو۔ اور ممکن ہی کہ بتقدیم قاف برفاء
از القاف ہوا اور معنے یہ کہ یہ اس متوافق معنے سے ایسا اثر واقع ہوتا کہ جسکو بیٹھے سے کھڑا کر دیتا ولیکن زبان عربیت سے بعید و
عجمی ہی اور شاید کہ لفظ فیہ رقۃ براء و دو قاف از ترقیق بمعنے نرم و رقیق کرنیکے ہو یعنے جس سے دل رقیق ہوتا اور یہی مترجم کے
نزدیک اصوب ہے واللہ اعلم باب بستم کذا فی الغیاثیہ قال اذا لم یکن للعبد شعر فے الجبہۃ فلا باس للتجار ان یعلقوا علی جبہتہ شعرا
لانہ یوجب زیادۃ فی الثمن وہذا دلیل علی انہ اذا کان للخدمۃ ولا یرید بیعہ انہ لا یفعل ذلک کذا فی المحیط۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ مسئلہ عجیب ہے
اور اسمین نسخہ کی بھی غلطی نہین معلوم ہوتی کیونکہ عبارت ظاہرا متوافق اصل یعنے محیط کے ہی اور یہ بات معلوم ہی کہ توصیل الشعر
عورتون مین باوجود تزین جائز ہونیکے بالاتفاق حرام ہی اور غش ایسی صورت مین ظاہر ہی علاوہ ازین جبہہ غلام کے مال سے
ثمن مین گرانی عموماً خلاف معہود ہی بلکہ یہ عیب ہے جس سے ثمن مین نقصان ہوگا پس مترجم کا گمان یہ ہی کہ یہ مسئلہ در اصل

محرف و مصحف واقع ہوا ہی اور صواب وہ ہے جو فتاوے قاضیخان میں اسکے بعد مذکور ہی یعنے ولا باس بالتاجیر علی شعر جبہۃ الغلام
لانہ یزید فی الثمن الی آخرہ پس محیط کا منشا سہو لفظ یحلقوا واقع ہوا جسکو قلت تامل سے یعلقوا بعین پڑھا گیا اور تعلیق
شعر کی تصویر کیلیے ابتدائی فقرہ پڑھا گیا یعنے جبھی اسکو ضرورت ہوگی کہ بال خود نہون تو لکھا واذا لم یکن للعبد شعر فی
الجبہۃ الی آخرہ بالجملہ مترجم کے نزدیک صواب وہی ہی جو قاضیخان مین ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب اور واضح ہو کہ منجملہ
غیر معتبر کتابون کے فتاوے غرائب ہے اگرچہ مولف رحمہ اللہ نے خود اسکا نام غرائب فتاوے رکھکر اعلان کر دیا کہ اس مین
متاخرین کے وہ فتاوے نقل کیے جاتے ہین جو غریب ہین اور غریب وہ اقوال کہلاتے ہین جو اس جنس و اصل سے تنہا واقع
ہوے جیسے پردیسی مسافر اپنے وطن و اوطان سے آوارہ تنہا ہوتا ہے پس غیر معتبر ہونیکے یہ معنی ہین کہ جب اسکی روایت کی
تائید حاصل نہو کسی دوسری معتبر کتاب سے یا اصل سے تب تک توقف چاہیے اور اگر بجاے موافقت و تائید کے مخالفت ظاہر ہو
تو اسکا ترک کرنا ضروری ہی فاللہ تعالے اعلم وعلمہ اتم و احکم باب بست و دوم سے دو سطر پہلے قولہ قال محمد رح اذا
وقت الفتنۃ الصواب اذا وقعت الفتنۃ - باب سی ام - کذا فی القنیۃ سئل محمد بن مقاتل الی ان قال و لکن
لو تصدق بمنزلۃ کان حسنا اقول الظاہر ان یقال بانزالہ کان حسنا الی المحیط - اور قولہ کذا فی الغرائب و فی الیتیمۃ سئل علی
بن احمد الی قولہ وہو لا یقدر علی اداء اقول الصواب وہو لا یقدر علی اداء ہذا القدر بنفسہ الی آخرہ التاتارخانیہ

کتاب الرہن - باب اول فصل چہارم صفحہ ۴۳۵ قولہ والثمر والزرع فی البناء کذا فی التہذیب الصواب فی البناء
بالعطف اور اس سے چار سطر بعد باذا نہا بذال منقوطہ مسطور ہی اور اصح بزاء منقوطہ ہی اور اس سے دو سطر بعد قولہ فرہنہا
الوصی الکبار اقول ظاہر معنے یہ ہین کہ وصی نے بالغون کے پاس اسکو رہن کیا ولیکن صواب میرے نزدیک الوصی او الکبار
بواو عطف ہے اور اسی سے قولہ صفقۃ واحدۃ زیادہ موافق ہے اور اس سے چار سطر بعد قولہ ورہن المریض یصح ان کانت
قیمتہ اکثر الخ بظاہر جملہ شرطیہ قید صحت ہے ولیکن یہ غلط ہے اور صواب میرے نزدیک ان کانت بواو و ان متصلہ ہی فافہم
فصل پنجم بعد ایک صفحہ کے کذا فی الکافی و لو استدان الوصی علی الورثۃ الخ مین قولہ لا یخلو اما ان کانت الورثۃ کلہم کبارا او
صغارا فان استدان - اقول اسمین سے ایک شق ساقط ہی اور صواب یہ ہی کہ یون کہا جاوے الورثۃ کلہم کبارا او صغارا او
کبارا و صغارا فان استدان الی آخرہ وہذا ظاہر بادنے تامل لمن لہ ادنی مہارۃ - باب سوم شروع مسئلہ مین بجاے قولہ ینظر
الی قیمتہ یوم القبض الی الدین کے والی الدین بواو عاطفہ چاہیے اور قریب باب چہارم کے قولہ ولو تزوجہا علی مہر مسمے
واعطاہا بمہر المثل رہنا اقول یون ہی سب نسخون مین علی مہر مسمے مسطور ہی اور یہ ظاہرا قطعی غلط ہے اور میرے نزدیک صواب
یہ ہی کہ بجاے علی غیر مسمے وغیرہ کے یہان اس معنے مین کوئی لفظ کہا جاوے کیونکہ جب مہر مسمے ہو تو اسکا مسئلہ اوپر مذکور
ہوا اور نیز آئندہ عبارت بالکل غیر مربوط ہی - لہذا غیر مسمے چاہیے کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین نکاح صحیح اور مہر المثل
واجب ہوتا ہے بدین معنے کہ گویا مقدار مہر المثل اس نکاح مین مسمے ہی اور یہ نہین کہ نکاح بدون مہر کے ہوکر پھر مہر المثل واجب
ہوتا ہے جیسا کہ بعض اکابر کا زعم ہے وہذہ فائدۃ جدیدۃ من المترجم پھر واضح ہو کہ اسی مسئلہ مین آگے لکھا سقط جمیع
مہر المثل فلہ المتعۃ یعنے ضمیر مجرور مذکر مسطور ہی اور یہ بھی مترجم کے نزدیک محض غلط ہی اور صواب لہا بضمیر تانیث چاہیے

اگر کہا جاوے کہ شاید مراد یہ ہو کہ رہن اس صورت مین عورت کے پاس تلف ہو کر اسپر ضمان واجب ہوئی جبکہ اسکے لیے مہر کچھ
بھی نہین رہا بلکہ ساقط ہوچکا بعد وجوب کے کیونکہ طلاق قبل الدخول واقع ہوئی تو شاید اسپر متعہ کی قیمت بعوض رہن کے
واجب ہوا اور وہ شوہر کے واسطے ہوگی تو جواب یہ ہے کہ مسئلہ موضوع تلف الرہن نہین ہے اور بعد سقوط مہر المثل کے
رہن تلف ہونیسے اسپر ضمان واجب نہوگی کیونکہ طلاق قبل الدخول سے مہر مطلقا واجب نہ رہا تو رہن ودیعت کے حکم مین
ہوگیا پس ضمان واجب نہ ہوگی اور مین کہتا ہون کہ اس سبب علاوہ قول مابعد اسکے منافی ظاہر ہے یعنے ثم فی
القیاس لیس لہا ان تحبس الرہن بالمتعۃ پس تلف رہن کی صورت متصور نہین ہے اور جسکو فقہ مین ادنے مہارت
ہو وہ ان دونون مقام کے فاحش غلط ہونے کو قطعی یقین کریگا کما زعم المترجم واللہ تعالے اعلم۔ باب چہارم اس
باب مین بھی افحش اغلاط مین سے ہے قولہ فے الاصل ومن ہذا الجنس کسوۃ الرقیق واجرۃ ظئر ولد الراہن۔ اقول یون ہی
الراہن بصیغہ اسم فاعل مسطور ہے اور معنے یہ ہین کہ ایسے ہی راہن کے فرزند کی دائی کی مزدوری بھی راہن پر ہے اور
مترجم کے نزدیک یہ ایسی غلطی ہے کہ سرسری ذہن لغزش کھاتے ہین اسلیے کہ راہن کے بچہ کا رہن ہونا مشکل ہے اور اگر
یہ کہا جاوے کہ حاملہ باندی اسنے رہن کی اور بچہ اسکا راہن کا نطفہ ہے تو جواب یہ ہے کہ وہ باندی ام ولد ہے اور وہ مالیت
مطلقہ نہین ہے تو مرہون نہین ہوسکتی کیونکہ بیع نہین ہوسکتی ہے اور راہن اپنے فرزند کو رہن و بیع وغیرہ مالکانہ تصرف
مین نہین لاسکتا کیونکہ مالک کا خود نطفہ اسکی مملوکہ سے اصلی آزاد ہوتا ہے اگرچہ مملوکہ آزاد نہو وہذا مما لا اختلاف فیہ بین المسلمین۔
بالجملہ صحیح وصواب میرے نزدیک لفظ رہن بصیغہ مصدر ہے اور مراد اس سے مرہون بصیغہ اسم مفعول ہے والحاصل اجرۃ
ظئر ولد المرہون مثلاً راہن نے اپنی مملوکہ قنہ باندی رہن کی جسکے مرتہن پاس بچہ ہوا اور وہ مملوکہ کے شوہر کا نطفہ ہے
اور راہن کا غلام ہے تو اسکی پرورش کی مزدوری راہن پر ہوگی فافہم۔ اسیطرح فاحش غلطی ہے قولہ وما یجب علی
الراہن اذا اداہ الراہن بغیر اذنہ الخ اقول غلط ہے اور صواب میرے نزدیک یون ہے اذا اداہ المرتہن بغیر اذنہ اسے
بغیر اذن الراہن یعنے جو خرچہ راہن پر مرہون کیلیے واجب تھا اُسکو مرتہن نے پورا کردیا تو دو صورتین ہین ایک یہ کہ
راہن کے حکم سے پورا کیا تو اُسکو بھی بمانند قرضہ کے راہن سے لیگا اور دوم یہ کہ راہن کے بغیر حکم کیا تو احسان و عنایت ہے
اسکے واپس لینے کا استحقاق نہین رکھتا ہے وہذا معنے قولہ اذا اداہ المرتہن بغیر اذن الراہن فہو متطوع فافہم۔ باب ششم کذا
فی الکافی ولو قضی الراہن للمرتہن من الدین الی ان قال ولو ہلکت الجاریۃ تہلک بالثلث وذلک ثلثۃ وستۃ وثلثان اقول
یہ بھی غلط ہے اور صحیح یون ہے وذلک مائۃ وستۃ وستون وثلثا درہم۔ اور یہ اظہر ہے واضح ہو کہ اعور وعوراء کا ترجمہ کہین
مین نے کانا و یک چشم لکھا اور یہ ہماری زبان مین کسی ایک آنکھ کا دیدہ جاتے رہے ہوئے آدمی کو کہتے ہین اور
کہین لکھا کہ ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہے اور یہ اسوجہ سے واقع ہوا کہ مثلاً عیب مبیع مین بعض صورتون مین بدون
خیار رویت حاصل ہونے کے صرف خیار عیب کی وجہ سے مشتری کو واپسی کا اختیار دیا حالانکہ اصل کی راہ سے
اسکو واپسی کا اختیار نہ ہونا چاہیے اس جہت سے کہ کانا ہونا ایسا عیب نہین کہ کسی پر مخفی رہے اور نقاب کی
وجہ سے نہ دیکھنا مستوجب خیار رویت ہے نہ خیار عیب پس مراد وہان دوسرا ترجمہ یعنے خالی بینائی کا

زوال ہے اور یہ عموماً مخفی ہو سکتا ہے فلیحفظ فانہ ینفعک فی کتب الفقہ جدا باب یازدہم کذا فی خزانۃ الاکمل واذا ارتہن المتفاوضان
رہنا فوضعہ عند شریکہ ان قال ویرد المطلوب علی المرتہن بنصف قیمۃ الرہن۔ اقول یہ بھی غلط ہے والصواب ان یقال ویرجع المطلوب
الی آخرہا۔ کیونکہ جب کل قرضہ بمقابلہ رہن کے ساقط نہوا بلکہ شریک غیر مرتہن نے اپنا حصہ وصول کر لیا اور رہن فاسد تھا
تو مرتہن ضامن ہوا پس اپنے حصہ کے قدر نہین بلکہ بقدر حصہ شریک کے ضامن ہوگا لہذا نصف قیمت ضمان دے اور مترجم کے
بیان سے ظاہر ہوا کہ کتاب مین جو لکھا ہے کہ نصف قیمت واپس لیگا وہ اس تقدیر پر ہے کہ دونون شریک کا قرضہ
مساوی تھا اور مراد یہ ہے کہ جسقدر حصہ شریک کو قرضہ مرتہن سے نسبت ہو وہی حصہ قیمت واپس لیگا حتے کہ اگر مثلاً
ایک تہائی و دو تہائی کی نسبت ہو تو دو تہائی یا ایک تہائی واپس لیگا ولیکن اختلاف اسمین اوپر مذکور ہو چکا ہے۔
فلیتدبر۔ اور باب دوازدہم سے متصل قولہ فصار بالتضعیف اربعۃ واربعین سہما اثنان وعشرون فی الولد الثانی
وسہمان فی القاتلۃ الخ۔ اقول اسمین بھی میرے نزدیک غلطی ہے بلکہ اس سے اوپر کی عبارت بھی غلط ہے یعنی قولہ
فصار کلہ اثنین وعشرین سہما فی القاتلۃ وقد ذہب بالعور نصفہ الخ۔ قال المترجم صواب و صحیح میرے نزدیک یون ہے
کہ فصار کلہ اثنین وعشرین۔ پس پورے قرضہ کے بائیس سہام ہوے۔ ومنہا سہم فی القاتلۃ۔ ازانجملہ ایک سہم بمقابلہ
قاتلہ باندی کے ہے۔ وقد ذہب بالعور نصفہ حالانکہ ایک چشم ہونیسے اسکا نصف جاتا رہا یعنے ایک سہم کا آدھا جاتا رہا۔
فانکسر فصار بالتضعیف اربعۃ واربعین سہما۔ پس کسر واقع ہوئی تو جملہ سہام کو دوچند کیا جیسے چوالیس ہوے۔ اثنان وعشرون
فی الولد الاول۔ ازانجملہ بائیس تو ولد اول کے مقابلہ مین ہین۔ وعشرون فی الولد الثانی۔ اور بیس حصہ بمقابلہ ولد دوم کے
ہین وسہمان فی القاتلۃ ذہب بالعور سہم۔ اور دو سہم بمقابلہ قاتلہ کے جسمین سے ایک سہم بسبب کانی ہونے کے گیا یعنے ایک
باقی رہا پس چوالیس مین سے تینتالیس رہے اور ایک جاتا رہا اور یہی امام محمدؒ کے قول کے معنی ہین کہ چوالیس سہام مین
سے ایک جزو قرضہ جاتا رہا کذا فی الکافی۔ مترجم کہتا ہے کہ اس وضاحت سے ترجمہ کرنے کے بعد خود توجیہ بیکار ہو گئی اور حاصل یہ
ہے کہ قولہ فصار کلہ اثنین وعشرین سہما فی القاتلۃ غلط ہے بجائے اسکے صواب یون ہے فصار کلہ اثنین وعشرین ومنہا سہم
فی القاتلۃ۔ اور قولہ اثنان وعشرون فی الولد الثانی محض غلط ہے صواب یہ ہے اثنان وعشرون فی الولد الاول وعشرون
فی الولد الثانی۔ کیونکہ ولد ثانی کے مقابلہ مین بائیس نہین ہین اسلیے کہ یہی نصف قرضہ کے سہام ہین اور وہ تنہا فرزند اول کے
مقابلہ مین مسلم ہین اور سوائے اسکے باقی نصف قرضہ کے بائیس سہام قاتلہ و اسکے فرزند پر متوزع ہین ایک اور دس کی
نسبت سے چنانچہ بائیس مین سے دو سہام بمقابلہ قاتلہ کے اور بیس بمقابلہ اسکے بچہ کے ہین۔ قال المترجم یہ سب اس صورت مین ہے
کہ اسی حال پر راہن نے فک رہن کر لیا ہو اور اگر کسی فرزند کی قیمت بڑھ جانے کے بعد اسنے انفکاک کیا تو حکم بدل جائیگا
مثلاً قاتلہ کے کانی ہونے کے بعد فرزند اول کی قیمت دو ہزار درم ہو گئی پھر اسنے فک رہن کیا تو قاتلہ کے مقابلہ مین قرضہ کا
ایک تہائی اور فرزند اول کے مقابلہ مین دو تہائی ہوگا پھر قاتلہ و اس کے فرزند کے درمیان تہائی کے گیارہ جزو ہونگے اور
نصف قاتلہ بسبب یک چشم ہونے کے زائل ہوئی تو بائیس کیے گئے پس فرزند اول کے حصص چوالیس ہوے اور
مجموعہ چھیاسٹھ ہوا جنمین سے ایک سہم گیا اور قرضہ کے چھیاسٹھ جزو مین سے ایک جزو کم کر کے باقی ادا کرے اور اگر

اول بچہ کے نرخ مین زیادتی نہ ہوئی بلکہ قاتلہ کافی ہونے کے بعد اسکے فرزند کی قیمت بڑھکر دو ہزار درم ہوگئی پھر اسنے فک رہن کیا تو تخریج مین فرق ہوگا اور حساب اسطرح ہوجائیگا کہ نصف قرضہ بمقابلہ اول کے اور نصف بمقابلہ قاتلہ دوم کے ہوگا پھر قاتلہ کے نصف کو اکیس سہام پر اسطرح پھیلایا جائیگا کہ ایک بمقابلہ قاتلہ کے اور بیس بمقابلہ اسکے فرزند کے ہونگے اور بسبب نصف قاتلہ زائل ہونے اور کسر واقع ہونے کے دوچند کرکے بیالیس ہوے اور اسیقدر سہام فرزند اول کے مقابلہ مین ہوے تو جملہ چوراسی سہام ہوے لہذا تمام قرضہ کے چوراسی سہام سے ایک سہم کم کرکے باقی ادا کرے اسی طریقہ سے قیمت کی تفاوت سے مسئلہ کی تخریج اسی نسبت مذکورہ بالا پر لگانا چاہیے فلیتامل فیہ اور واضح ہو کہ اگر قاتلہ کے کافی ہوجانے کے بعد فرزند اول کی قیمت مین کمی آگئی مثلاً ہزار درم سے پانچسو رہگئے تو ابتدا مین جو قرضہ مقتولہ و فرزند اول پر نصفا نصف تھا وہ تین تہائی ہوکر بمقابلہ فرزند کے صرف تہائی رہجائیگا پھر قاتلہ و اسکے فرزند پر دو تہائی ہوگا اور دونون مین گیارہ حصص پر ہوا اور یہ دو تہائی ہے تو تہائی مین کسر واقع ہوگی لہذا بائیس کرکے اسمین مقابلہ اول کے گیارہ سہام ملاکر مجموعہ تینتیس کیا جاوے پس جملہ قرضہ کے تینتیس سہام مین سے ایک سہم وضع کرکے باقی تینتیس سہام ادا کرکے فک رہن کرے اور اسی طور پر اس جنس کے مسائل کا استخراج کرنا چاہیے اور مترجم کیلیے اپنی کریم النفسی و دریاک باطنی کے ساتھ دعاے مغفرت فرماتی چاہیے وان ربی ہو الغفور الرحیم ولہ الحمد فے الاولے والآخرۃ وہو ارحم الراحمین۔

باب دوازدہم ابتدا مین قولہ الوجہ الثالث اذا کان الرہن فے ید المرتہن۔ اقول والصواب عندی ان یقال فے ید الراہن کیونکہ اگر مرتہن معترف ہو تو تخاصمت موضوعہ بالکل باطل ہوگی وہذا ظاہر جدا اور اگر کہا جاوے کہ مرہون تو مقبوض ہوتا ہے اور قبضہ راہن کا اعتبار نہین ہی کما قال محمدؒ من ان الرہن لایکون الامقبوضا پھر قبضہ راہن مین ہونے کو کیونکر صحیح کیا گیا تو جواب اسیقدر کافی ہے کہ آئندہ قولہ فقیہا اذا کان الرہن فے ایدیہما او فے ید الراہن خود موجود ہے بلکہ میری تصحیح و تصویب کے واسطے شاہد عادل یہی ہے اور حل یہ ہے کہ لزوم رہن غیری قبضہ مرتہن یا اسکے قائم مقام مانند وکیل یا عادل کے شرط ہے اور وہ بروقت عقد کے ہے اور یہان کلام بروز خصومت ہے اور جائز ہے کہ بروز خصومت راہن کے قبضہ مین ہو بعد انکہ رہن لازم ہوگیا ہے پھر واضح ہو کہ یہان ایک چوتھی صورت بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مرہون ایک مدعی اور راہن کے قبضہ مین ہو۔ اور جواب یہ ہے کہ سابق التاریخ کیلیے حکم ہوگا اور اگر تاریخ نہو یا مساوی ہو تو قابض کیلیے حکم ہوگا واللہ تعالےٰ اعلم

کتاب الجنایات۔ یہان سے آخر تک اس نسخہ مین جس سے ترجمہ ہوا ہی بہت کثرت سے فاحش اغلاط ہین خصوص جبکہ مترجم نے اسکو بارہ جزو ماہواری کے حساب سے ترجمہ کیا تو اہل بیان اسکو خود معذور فرماوینگے کہ ایسی غلطیون پر ہر جگہ متنبہ ہونا مشکل ہے اور اکثر یہ مقامات مطبوعہ کلکتہ مین بھی یون ہی غلط ہین واللہ اعلم اور مین معدودے چند اغلاط اس کثیر مجموعہ سے بلا تفریق نسخ لکھے دیتا ہون واللہ تعالےٰ الموفق۔ باب نہم ۲۰۵۔ قولہ والخلاف فے الصبی العاقل فے الصحیح حتے یضمن غیر العاقل۔ میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ حتے لایضمن یعنے بجاے (ضامن ہوگا) کے ضامن نہین ہوگا) چاہیے۔ باب یازدہم ۲۲۹ قولہ فیضرب فی ہاتین القیمتین ورثتہ الحر و ورثتہ المکاتب بنصف قیمۃ المکاتب۔ اقول یہ غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ

ورثة الحر بالدية وورثة المكاتب الخ یعنے یہ صحیح نہین ہے کہ آزاد اور مکاتب دونون کے ورثہ ان دونون قیمتون مین مکاتب کی آدھی قیمت کے حساب سے شریک کیے جاوینگے بلکہ صحیح یہ ہے کہ آزاد کے ورثہ تو مقدار دیت کے حساب سے اور مکاتب کے ورثہ اس کی نصف قیمت کے حساب سے شریک قرار دیے جاوینگے مثلاً دیت دس ہزار اور مکاتب کی نصف قیمت ایک ہزار ہے تو دونون کا استحقاق اسطرح ہوا کہ گیارہ مین سے دس تو ورثۃ الحر کے اور ایک ورثہ مکاتب کا پس دونون قیمت کو جمع کر کے اسی حساب سے بانٹ لین حتے کہ اگر مثلاً دونون قیمت کا مجموعہ بائیس ہزار ہو تو بیس ورثۃ الحر کے اور دو مکاتب کے وارثون کے ہوے اور جہان کہین کتاب مین یہ عبارت ہو تو یہی اسکا حساب اسی طرف سے ہوگا۔ باب سیزدہم صفحہ ۴۳۸ قولہ ولو کان ہذا العبد فقأ عین الامۃ فدفع بہا۔ شاید عبارت یون ہو۔ ففقأ عین الامۃ والامۃ ففقأت عینہ فدفع بہا یا یہی مراد ہے واللہ اعلم۔ تصحیف الفاظ کے اغلاط بہت ہین انکو مین نہین لکھتا مثال کے طور پر ایک لطیفہ لکھے دیتا ہون یہی باب صفحہ ۴۴۰ کذا فی محیط السرخسی لو کان الجانی جاریۃ فوطئہا لا یصیر مختارا للفداء الا اذا احبلہا۔ یون ہی نسخون مین ہے ظاہرا پڑھا نہین گیا اور بکر طبیعت مین قطرہ فیض الہامی ہو نچا مگر ہوتی نہین بنا اگر جیم کا پیٹ خالی کر کے تشدید لام دور کیجاتی اور بیچ مین یا موحدہ داخل کیجاتی تو جبل ہو جاتا

کتاب الوصایا۔ باب سوم صفحہ ۵۰۰ قولہ وہو سہام من ستۃ الصحیح من تسعۃ صفحہ ۵۱۳ قولہ وہو یخرج من الثلث لم یعتق القرابۃ من الوارث الخ لا بد فیہا ہہنا من التامل و الرجوع الی نسخۃ معتمدۃ حتے تطمئن النفوس باب ہفتم صفحہ ۵۳۲ کذا فی المبسوط ہشام سالت محمدا الی قولہ قال یوقف ثلث لہا ثم الی الورثۃ ولا یرجع حقہ۔ صواب یہ ہے کہ یوقف ثلث لہا ولا یرجع حصتہ الخ باب نہم صفحہ ۵۴۵ قولہ وقال ابو القاسم ویکون وصیا د قول محمد۔ اقول بجاے ابو القاسم کے ابو یوسف صحیح ہے اور شروع صفحہ ۵۶۶ مین قولہ قبل قبولہ صحیح قبل قولہ ہے

کتاب المحاضر والسجلات اسمین بھی کثرت سے مثلاً صفحہ ۱۵۸ محضر دعوے ثمن الدہن مین قولہ کذا من دہن سے من کا لفظ رہگیا اور قولہ احدہما ان دعوے الاقرار لیس بصحیح بدعوے للحق مین بصحیح کا لفظ زائد و غلط ہے اور آخر مین قولہ بصحۃ البیع وجوب مین دو جوب بواو عاطفہ چاہیے اور قولہ احدہما مین صحیح لوجہین احدہما ہے یہ ایک صفحہ کا حال ہے۔

کتاب الشروط واضح ہو کہ فقیہ کے امتحان و وسعت نظر و غزارۃ علم کیلیے یہی کتاب متعین ہے اور فقہ مین نہایت انفع وادق ہے چنانچہ ماہر الفقہ میرے بیان سے اتفاق کریگا اسکے اغلاط کی تصحیح مین ایسی دقت نظر درکار ہے اور الحمد للہ تعالے کہ اسمین بھی کوشش کیگئی اور اغلاط بہت ہین۔ مثلاً ایک جگہ کتاب خرید و فروخت مین لکھا من عداین ہوذہ۔ اور صحیح بخاری وغیرہ کی روایت مین عداء بن خالد بن ہوذہ۔ اور خود اس کتاب مین دوسرے مقام پر یون ہی لکھا ہے

کتاب الحیل فصل ہفتم شروع مسئلہ مین قولہ قبل ان یتزوجہا قبل ان تزوجتک لکم اصواب قال ان تزوجتک یعنے بصیغہ امر صحیح ہے فصل چہاردہم آخر قولہ فردہ بخیار الشرط ویعود المہر یون ہی ان نسخون مین ہے اور صواب یون ہے کہ فردہ بخیار الرویۃ کیونکہ خیار شرط تہی مدت تک اتفاقی نہین اور سیاق سے مباینت ہے بالجملہ اسکی غلطی دفع التفات سے ظاہر ہے اور صفحہ ۶۸۵ کے آخر مین قولہ صار المامور قابضا دین الآمر صحیح میرے نزدیک بجاے قابضا کے قاضیا ہے یعنے ادا کرنے والا اور صفحہ ۶۸۶ کے آخر مین قولہ فاذا دخل من الشہر الاول۔ میرے نزدیک غلط ہے اور صحیح بجاے اول کے آخر ہے یعنے دوسرا مہینہ

چنانچہ تامل سے پوشیدہ نہوگا **مسائل شتی** بعد کتاب الخنثی صفحہ ۴۷۴ وان اکرہہا علے الخلع وقع الطلاق ولا یسقط المال۔
یون ہی ان نسخون مین ہے اور یہ صحیح نہین ہے صواب میرے نزدیک بجاے لا یسقط کے لا یجب ہے یعنے عوض خلع کا مال
عورت پر واجب نہوگا اور خلع چونکہ ہمارے نزدیک طلاق بائن ہے اور وہ مرد کا فعل ہے اور اسپر اکراہ نہین ہے تو گویا اُسنے
طلاق دی حالانکہ طلاق مکرہ بھی ہمارے نزدیک واقع ہو جاتی ہے لہذا طلاق واقع ہو جائیگی اور عورت جسپر اکراہ کیا گیا ہے
اُسپر مال واجب نہوگا اور یا اسکی تصحیح مین بجاے مال کے مہر کہا جاوے یعنے عورت کا مہر اسکے ذمہ سے ساقط نہوگا اگر دین
ہو۔ اگر کہا جاوے کہ بدل الخلع کا مہر ہونا واجب نہین ہے تو توجیہ اسکی دو طرح ہے ایک یہ کہ اطلاق خلع مین بدل قدر مہر ہے
پس گویا یون کہا کہ عورت کو بعوض اپنے مہر کے خلع کرا لینے پر مجبور کیا اور دوم یہ کہ لا یسقط المہر کی دلالت سے یہی وجہ مذکور ہے اور
یہی مراد ہے اور اصح توجیہ میرے نزدیک یہی ہے کہ المال کی جگہ المہر چاہیے اور یہ مسئلہ سابق مین بعض کتب مین مذکور ہو چکا ہے فتذکر
کتاب الفرائض۔ ذوی الارحام کے صنف دوم کے خاتمہ پر قولہ وہو ابو اب لام کی جگہ صواب ابو اب اب لام ہے باب دہم
عول مین قولہ بان کان ہناک ثلثین ونصفا کالزوج مع الاختین لاب وام مع الام۔ یہان لفظ مع الام یا تو سہو کاتب سے
واقع ہوا یا یون ہووے کہ الزوج مع الاختین لاب ام او اثنین لام مع الام۔ یعنی نصف و دو تہائی جمع ہونے کی مثال
یہ ہے کہ شوہر ہو جسکا نصف ہے اسکے ساتھ ایک مان و باپ سے میت کی دو بہنین ہون جنکا دو تہائی ہے یا شوہر کے ساتھ
مادری دو بہنین جنکا تہائی ہوا مع مان کے ہون فلیتامل فیہ باب وازدہم مناسخہ صفحہ ۹۰۲ مین مسئلہ ما عندہ وجود الموافقۃ الخ
مین قولہ وللاخت لام السدس سہمان۔ مین صحیح میرے نزدیک سقوط ہے یعنے وللاخت لاب سہمان بھی چاہیے سے فلیتدبر۔ باب
چہاردہم متشابہ الفرائض مین قولہ اخوان لاب ام وام ورث احدہما عن المیت ثلثۃ ارباع المال فی الآخر بعہ الخ مین صواب
مسئلہ میرے نزدیک فقط اخوان لاب وام پر مقصور ہے اور عطف وام یا تو سہو کاتب ہے اسلیے کہ چچا زاد بھائیون مین سے
ایک نے میت کی دختر سے نکاح کیا تو نصف جورو کا اور باقی نصف کا چوتھائی اپنے عصوبت رحم سے اُسکے شوہر کا مجموعہ
تین چوتھائی پایا پھر اسمین مان کے ہوتے نہونے کو کچھ دخل نہین ہے اور اگر میت کی مان مراد ہے تو مان کے ہوتے ہوئے
انکو اسطرح مل ہی نہین سکتا کیونکہ مان ذوی الفروض مین سے ہے اور چچا زاد بھائی ذوی الارحام مین سے پس سوائے اسکے
مجھے کچھ نہین سوجھتا کہ مان انھین دونون بھائیون کی ہے اور مان کا ذکر کرنا فقط استعجاب کی صورت ظاہر کرنے کو ہے
یعنے دونون سگے بھائیون نے میت کا ورثہ پایا اور انکی مان محروم ہی پھر مسئلہ مین یہ تشویش ہنوز باقی رہیگی کہ دونون بھائیونکی
مان یہ کیا ضرور ہی کہ میراث سے محروم ہو جائز ہے کہ وہ میت کی جورو ہو فکر کرنا چاہیے اور علاوہ اسکے میت کے داماد کی جورو کا حق میراث
شرعًا اپنے شوہر کی ملکیت ہونیسے جواب عرفی ہو جاوے فافہم اسیطرح اسکے مابعد کا مسئلہ بھی ہے اور مجھے زیادہ گنجائش نہین ہے فلیحرر واللہ تعالیٰ اعلم وقت
باب مشکلات و مشتبہات یہ باب وسیع ہے جسکا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے لیکن بقول مشہور کہ جسکا سب ملنا ممکن نہو اُسکا تھوڑا
ملتا ہوا چھوڑنا چاہیے مناسب نہین ہے کہ اسکو بالکل ترک کیا جاوے لہذا اسمین بقدر مستحضر انواع مختلفہ سے لاتا ہون وبالتوفیق من اللہ
عز وجل اسمین مجمل قول یہ ہے کہ کسی زبان کو جب دوسری زبان مین ترجمہ کیا جاوے تو اکثر یہ فرق ہوتا ہے کہ لفظ ظاہر اس زبان
مین خود معنے مراد نہین دیتا مگر محاورہ البتہ شائع ہے مثلاً قولہم ترک الیٰ کذا لفظی معنے یہ کہ چھوڑا اسکے جانب حالانکہ مراد یہ ہوتی ہے

کہ یہ چھوڑکر دہ اختیار کیا تو جبتک اسی محاورہ پر ترجمہ نہو بالکل غلط ہوجائیگا۔ اور کبھی اسوقت کے عرف وعادت نہ جاننے سے
زمانہ موجودہ کے عرف وعادت پر محمول کرنے مین غلطی ہوتی ہے اور کبھی احکام کے تعلق مین تفاوت ہوتا ہی دونون کی
مثال اسطرح ہے کہ اگر سیاہ رنگ دیا تو رنگریز نے کپڑا عیب دار کر دیا مگر وجہ یہ تھی کہ اسوقت بادشاہ نے اس رنگ کو عموماً
معیوب کر دیا تھا کہ تمام ملک مین اسکا اثر پھیل گیا اور لوگ اسی پر جم گئے تو ظاہر ہے کہ کپڑے کے مالک نے کاریگر کی نسبت
خلاف کا زعم کر لیا اور شرعی احکام باہمی نفاق واختلاف دور کرنے کیلیے ہین اسیواسطے بیع ایسے تمام شرائط سے
فاسد ہوتی ہے جنسے منازعت ومخالفت پیدا ہو اور اب یہ رنگ ایسا نہین ہے جس سے یہ خیال ہو کہ کپڑا بگاڑ دیا اگرچہ
مالک کی غرض حاصل نہو۔ چنانچہ اس زمانہ کے تھوڑے دنون بعد ہی جو بادشاہ ہوئے اُنھون نے عمداً پہلون سے مخالفت کیلیے
اسی رنگ کو پسندیدہ کر دیا اور حکم کا تعلق عربی مین بسبب فعل مقدم ہونے کے پہلے ہی ہوجاتا ہے قبل جملہ تمام ہونے کے
اگرچہ بدون توقف کے باقی الفاظ بولنے سے انکا اعتبار مثل ارکان جملہ کے ہے حتے کہ طلقتک انشاء اللہ تعالے مین یعنے زید
اپنی جورو سے بولا کہ طلاق دیدی مین نے تجھکو انشاء اللہ تعالے تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ طلقتک۔ طلاق دیدی
مین نے تجھکو۔ پھر رُک کر کہا کہ انشاء اللہ تعالے۔ تو طلاق پڑجائیگی بخلاف اُردو کے کہ اسمین پہلے فضلات مذکور ہوکر آخر مین
فعل آتا ہے چنانچہ محاورہ یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالے مین نے تجھے طلاق دی یا مین نے تجھے انشاء اللہ تعالے طلاق
دی۔ دونون صورتون مین طلاق واقع نہوگی لہذا جب کہا کہ انشاء اللہ تعالے پھر خاموش ہوکر کہا کہ مین نے تجھے طلاق
دی تو طلاق پڑجائیگی پس جہان کتاب مین یون مذکور ہے کہ طلاق دینے کے بعد اگر خاموش ہوکر یا جدا کر کے انشاء اللہ تعالے
کہے تو طلاق پڑجاتی ہے اسکو اپنی زبان مین اسطرح سمجھو کہ اگر انشاء اللہ تعالے کہکر خاموش ہونے کے بعد طلاق دی تو
طلاق پڑجائیگی رہگئی یہان ایک صورت کہ اگر اُسنے یون کہا مین نے تجھے۔ خاموش ہوکر کہا۔ انشاء اللہ تعالے۔ خاموش
ہوکر کہا طلاق دی تو اس صورت مین کیا حکم ہے کیونکہ اصل مین یہ صورت خاص اس فقرہ مین نہین ہوسکتی ہے پس
طلاق واقع نہوگی اور غرض یہان بیان تفارق ہے نہ استخراج مسائل اسی قبیل سے مسئلہ اجارات ہے کہ آجرتک الیوم لکذا
بدرہم یعنے اجارہ کیا مین نے تجھکو آج کے روز اس کام کیلیے بعوض ایک درم کے اور کہا کہ دن بھر یہ کام کر دینے پر
پوری مزدوری ہوگی اور آجرتک لکذا الیوم بدرہم یہ کام پورا ہونے پر مزدوری ہوگی یعنے دونون صورتونمین تقدیم
عمل وتاخیر مدت اور تقدیم مدت وتاخیر عمل کی راہ سے فرق ہے حالانکہ اُردو مین وجہ فرق اسوجہ سے ظاہر نہوگی کہ
تعلق حکم دونون کے ساتھ بعد دونون کے ذکر کے ہوگا اسلیے کہ فعل ہمیشہ متاخر ہوتا ہے پس یہ زبان کا فرق ہے اور کبھی
تفاوت بوجہ وضع ومعاش کے ہوتا ہی اور اسیطرح اسباب متعدد ہین تو ضرور ہے کہ ترجمہ مین ان امور کا لحاظ رہے ورنہ
غلطی ہوگی اور مین نے بحث اصطلاحات مین ذکر کر دیا ہے کہ قولہم للہ علے صوم جمع وصوم الجمع دونون کا ترجمہ اُردو مین
فقط یہی ہوگا کہ اللہ تعالے کے واسطے مجھپر جمعون کے روزہ ہین حالانکہ دونون کا حکم عربی مین مختلف ہے اور ایسے
ہی قولہ للہ علے کذا اکذا اور للہ علے کذا وکذا دونمین فرق ہی باوجودیکہ نفس ترجمہ کیلیے لفظ مناسب نہین عطف کا کیا ذکر ہے

سلہ مثلاً قولہم ضرب فے الارض سے سیاہ زد لیکن زمین مین اُردو اور درزمین فارسی مستنکر ترجمہ ہے اگرچہ عموماً واقع ہوا ہے ۱۲

اب مین چند مقامات دیگر بتوفیق الٰہی عزوجل ذکر کرتا ہون ازانجملہ اگر عاریت لینے والے نے چوپایہ کو مالک کے اصطبل مین
واپس کردیا تو ضامن نہوگا زیادہ تطویل منظور نہین ہی اور نہ تحقیق مسئلہ بلکہ مثال منظور ہے تو احکام پر بھی نظر نہین ہے
یہان دو طرح سے لحاظ چاہیے اول یہ کہ یہان اصطبل گھوڑے کیلیے معروف ہے تو وہم ہوگا کہ شاید یہ حکم اس صورت مین ہے
کہ چوپایہ گھوڑا ہو حالانکہ انکا عرف عام تھا چنانچہ شراح نے لکھا کہ اصطبل وہ جگہ جو چارپایون کیلیے ہو تو گاؤخانہ بھی اصطبل ہی
اور دوم یہ کہ انکی عرف مین اصطبل مکان کے احاطہ کے اندر ہوتا تھا اور باہر خلاف دستور تھا اسی لیے حکم مطلقاً مذکور ہے
اور یہان اکثر باہر ہوتا ہے اور کمتر احاطہ کے اندر خصوص جبکہ مکان وسیع نہو تو ایسی صورت مین اصطبل کے اندر واپس
کرجانیسے ضمانت سے خارج نہوگا اگر ضائع ہوجاوے تو ضامن ہوگا چنانچہ شارحین نے صاف لکھدیا ہی وقالوا فیہ اشارۃ
بان الاصطبل لوکان خارج الدار ضمن یہ اور یہ بھی وہم نہو کہ اصطبل وہ ایک مکان خاص وضع کا جو معروف ہے کہ چہار
دیواری کے اندر کھلے در متعدد بنے ہوتے ہین کیونکہ چارپایہ کیلیے جو جگہ مقرر ہو وہ اصطبل ہے پس تھان کو بھی شامل ہی
فافہم۔ ازانجملہ باب اجارات مین ہی کہ لاتصح الاجارۃ للمعاصی کالغناء یعنے جو چیز معصیت ہے اسکے لیے اجارہ کرنا صحیح نہین جیسے
گانے کا عقد اجارہ۔ پس یہان عدم صحت راجع بجانب عقد ہی اور جامع الرموز مین ہے والاجر طیب وان کان السبب حراما
یعنے مزدوری حلال ہوتی ہی اگرچہ سبب حرام ہو۔ اور چلپی کے حواشی مین بھی اجرۃ المزینۃ کے نسبت ایسا ہی لکھا اور وہ
مشہور ہے پس کبھی جواز کا حکم حلت اجرت کی راہ سے دیا گیا ہے اور قاعدۂ مذکورۂ آخر مین اگرچہ اختلاف معروف ہے
اور اس فتاوے مین بھی منقول اور صحیح یہی ہے کہ جہان عقد صحیح نہین ہے وہان اُجرت بھی حلال نہین ہے کیونکہ خبیث
سبب سے اسکا حصول ہے جیسے اجر عسیب التیس و حلوان الکاہن صریح منصوص ہی لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر جگہ فساد عقد سے
حرمت اجرت کا حکم صحیح نہین ہی مثلاً کسی شرط سے اجارہ فاسد ہوا تو اجر المثل حلال ہے پس باب اجارات مین کہین بوجہ حلت
اجرت کے جواز کا حکم ہے اور کہین براہ صحت عقد کے تو ہر جگہ جہان جواز مذکور ہی یہ استدلال نہین ہوسکتا کہ فعل مذکور جائز ہے
حتے کہ اس زمانہ مین جو یہ طریقہ جاری ہے کہ کسی شخص کو ایک مدت تک کے لیے اس غرض سے اجارہ لیتے ہین کہ اسکے ثواب
سب مستاجر کیلیے اور مستاجر کے سب گناہ اسپر ہین محض ناجائز ہے اور علے ہذا بیع بھی جائز نہین ہی اور شاید کہ جو مال عوض
لیا ہے وہ اجیر کو حلال ہو واللہ تعالے اعلم ازانجملہ اغماء کا ترجمہ بیہوشی خالی از خلل نہین ہی کیونکہ بیہوشی کے اسباب مختلف و
احکام مختلف ہین اسیطرح اسکا مقابل مفیق جسکو افاقہ ہو ولیکن مجنون کا مقابل عاقل ہے مگر بجاے اسکے کبھی کہتے ہین کہ جنون
سے اسکو افاقہ ہوا اور یہ مرض کے افاقہ کے مثل ہے اور علے ہذا صاحی کا ترجمہ ہوشیار جو مقابل سکران ہے اسوقت سب طرح
مناسب ہو کہ سکران کا ترجمہ بیہوش ہوا اور پہلے گذرا کہ اردو مین اسکا ابہام ظاہر ہے ازانجملہ حجامت یعنے پچھنے دینا اور
احتجام یعنے پچھنے دلوانا اور روزہ مین یہ فعل مباح ہی کہ پچھنے دلواوے لیکن اس سے پچھنے لگانا جائز نہین ثابت ہوتا پس اگر ترجمہ مین
کہا کہ پچھنے لگاوے تو غلط کیا اور صحیح یون کہنا چاہیے کہ پچھنے لگواوے یا پچھنے دلواوے کیونکہ جائز احتجام ہے نہ حجامت
قال فی المحیط وغیرہ علے مانقل غیر واحد۔ فمن احتجم فاستفتی ممن یوخذ عنہ الفقہ فافتی لفساد صومہ فاکل لم یکفر لان علے
العامی العمل بفتوے المفتی فہو معذور فی ذلک وان اخطا المفتی انتہے وقال ایضا ولو بلغہ حدیث افطر من احتجم فاکل لم یکفر لانہ

اعتمد علی ما ہو الاصل۔ یعنے محیط مین لکھا کہ اگر ایک عامی یعنے فقہ کے مسائل نہ جاننے والے آدمی نے پچھنے دلوائے
اور وہ روزہ سے تھا اسکو شبہہ ہوا تو اُسنے ایک ایسے عالم سے حکم پوچھا جس سے فقہ کا حکم لیا جاتا تھا اُسنے فتوے
دیا کہ تیرا روزہ فاسد ہوگیا پس اسنے عمداً کچھ کھایا تو اب روزہ جاتا رہا لیکن اسپر کفارہ لازم نہ آویگا کیونکہ عامی آدمی
پر یہی واجب ہے کہ مفتی جو فتوے دے اُسپر عمل کرے تو یہ بیچارہ اسمین معذور ہوا اگرچہ اسکے مفتی نے یہان غلطی کی ہے
اور یہ بھی محیط مین لکھا کہ اگر پچھنے دلوانے والے کو یہ حدیث پہونچی جسکے معنے یہ ہین کہ جسنے پچھنے دلوائے اسکا روزہ
افطار ہوگیا پس اسنے اس حدیث سے آگاہ ہوکر عمداً کھا لیا تو بھی اسپر کفارہ لازم نہ آویگا کیونکہ اسنے ایسی چیز پر اعتماد کیا
جو اصلی حجت ہے یعنے حدیث پر اعتماد کرکے روزہ توڑا ہے قال المترجم اس بیان سے بہت فوائد نکلتے ہین اور اگر اہل
اسلام آخرت پر اپنا دل جما دین اور ذرا نفس سے مخالفت کرکے موت ہاذم اللذات کو یاد کرین تو باہم انمین نفاق و
حسد و بغض و ردو قدح وغیرہ کبائر فواحش نہ رہین اور آپسمین شیر و شکر ہوجادین اللہم وفقنا وانت الہادی واغفر لنا
فقد اعترفنا بذنوبنا از انجملہ قولہم لا یزاد علی المسمی۔ مثلاً ایک عقد اجارہ پانچ درم پر ٹھہرا مگر عقد فاسد ظاہر ہوا اور کام
ہوگیا اور حکم یہ ہوا کہ اجر المثل دیا جاوے مگر مسمی سے زیادہ نہ دیا جاوے پس یہ ایک حرف گویا اصطلاحی ہے اسکے معنی سے
واقف ہونا ضرور ہے پس فرض کرو کہ اجر المثل یہان پانچ یا سات درم ہے اور فرض کرو کہ چار درم ہے تو کرمانی یعنے
فتاوے ابو الفضل مین لکھا ہے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ جو مقدار مسمی ہوئی وٹھہر گئی تھی مثلاً مثال مین پانچ درم تو اگر یہ اجر
المثل کے برابر ہو پس اجر المثل بھی پانچ درم ہو یا اجر المثل سے زیادہ ہو مثلاً چار ہی درم تھا تو اس صورت مین اجر المثل یعنے
پانچ یا چار درم دیے جاوین اور اگر اجر المثل سے کم ہو مثلاً وہ سات درم ہے تو اس صورت مین مقدار مسمی یعنے پانچ
ہی درم دیے جاوینگے پس اس کلمہ کے یہ معنی ہین جو مذکور ہوے کہ اجر المثل دیا جاوے مگر مسمی سے زائد نہ کیا جائیگا اور
خلاصہ حکم مسئلہ کا یہ نکلا کہ جب ایسی صورت واقع ہو تو اجر المثل دیا جاوے اگر مقدار مسمی کے برابر ہو ورنہ مقدار مسمی دیجاوے
از انجملہ قولہم زیادۃ یتغابن الناس فیہا و زیادۃ لا یتغابن الناس فیہا۔ یہ کلام بھی بمنزلہ اصطلاح کے ہے اور توضیح یہ ہے
کہ تغابن دراصل خسارت ہے پس زیادہ یتغابن الناس فیہا کے یہ معنے ہوے کہ ایسی زیادتی جسمین لوگ خسارت اُٹھاتے
ہین ولا یتغابن فیہا وہ زیادتی جسمین خسارت نہین اُٹھاتے ہین اور مراد یہ ہے کہ اتنی کمی بیشی جسکو لوگ برداشت
کرلیتے ہین کما صرح بہ بعض الشارحین۔ جامع الرموز مین ہے کہ زیادۃ یتغابن الناس فیہا۔ سے یتحمل الناس بہا۔ اور مترجم کے
نزدیک شاید یتحامل الناس ہو یعنے لوگ اسقدر زیادتی برداشت کرلیتے ہین یا رسم مین انپر یہ بار ڈال دیا جاتا ہے
یا شے اسقدر سے چشم پوشی کرتے ہین بہرحال کچھ ہو اسکا مدار عرف پر نہین ہے بلکہ اسکا بیان یہ ہے کہ وہی قوم
یہ تقوم واحد دون الکل سے یہ غبن بشرائہ بذلک القدر واحد من المقومین یعنے جو زیادتی برداشت ہوسکتی ہو اسقدر ہے
کہ چند اندازہ کرنیوالون مین سے ایک اتنے دامون کو اندازہ کرے یعنے اگر اسکو رغبت ہو تو اتنے کو خریدنے پر
اندازہ کرے اور باقی لوگ بھی تو یہ زیادتی برداشت ہے اور کہا کہ غبن یسیر یہ ہوا کہ دو اندازہ کرنیوالون مین سے ایک مثلاً
نو درم کو دوسرا دس درم اندازہ کرے اور اگر کسی نے دس درم کو اندازہ نہ کیا تو دس مین غبن فاحش ہے اور یہی

ایکدرم وہ زیادتی ہوگی جو برداشت نہین کیجاتی ہے قال وبہ یفتے کذا فی الصغرے اور فتاوے صغرے مین لکھا کہ
غبن متحمل وغیر متحمل یا غبن یسیر وغبن فاحش کی یہ تفسیر ایسی ہے کہ اسی پر فتوے دیا جاوے اور محیط مین لکھا کہ یہی صحیح ہے
اور اندازہ کرنیوالون کا اندازہ فقط انھین چیزون مین معتبر ہوگا جنکے دام شہر مین کٹے ہون اور اگر ایسی چیز ہو جس کے
دام شہر مین کٹے ہین تو ایک پیسہ بڑھانا بھی غبن فاحش ہے انتہے ما فی المحیط مترجم کہتا ہے کہ صغرے کا قول کہ اسی پر
فتوے دیا جاوے اور محیط کا کہ یہی صحیح ہے اشارہ ہے کہ اسکی تفسیر مین اختلاف ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ دس مین نصف درم
غبن فاحش ہے اور بعض نے کہا کہ تین ایکدرم فی ڈھائی غبن فاحش ہے اور یہ اقوال کسی اصل کی جانب مستند نہین ہین بخلاف
تقویم کے پس وہی صحیح ہے فتامل فیہ ازانجملہ قولہم جاز تصرف لاب فے امر ابنہ الکبیر المجنون اذا کان جنونہ مطبقا۔ اطباق ڈھانپ
لینے کے معنی مین مستعمل ہے اور سب کا اتفاق بھی اسی معنے اطباق مین ہے کما فی قولہم اطبق الناس علے ذلک پس بعض مترجمین نے
جنون دائمی ترجمہ کیا اور یہ غلط ہے کیونکہ آئندہ افاقہ کی تفریع بے معنی ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ اسکی مقدار مین اختلاف ائمہ
ہے کہ وہ ایک مہینہ ہے یا ایک سال ہے اور بعض مشائخ نے عقود واحوال کے اختلاف پر مبنی کیا ہے کسی مین ایک مہینہ اور کہین
ایک سال مقرر کی پس اختلاف نہوگا اور نظیر اسکی شہادت ہے کہ کہین دو گواہ کافی ہین اور کہین چار اور اسی سے امام شافعیؒ
نے فرمایا کہ رضاعت مین ایک عورت گواہ کیون نہ معتبر ہو جیسا کہ حدیث سے استنباط ہوتا ہے اور جواب یہ کہ تنہا عورت کی
شہادت بدون مرد کے شرع مین معہود نہین ہے وتمام الکلام فی الاصول۔ پھر واضح ہو کہ جنون واغماء مین فرق ہے کہ
مجنون بالکل مسلوب العقل ہوتا ہے یعنے جبتک وہ مجنون ہے اور متکلمین وغیرہ کے نزدیک اسمین مناقشہ ہوگا کہ افاقہ کے وقت
اعادہ عقل معدوم لازم آتا ہے والدفع سہل اور اغماء مین عقل بالکل سلب نہین ہوتی بلکہ مغلوب ہوجاتی ہے اور اغماء مجہول
مستعمل ہے مغمی علیہ جسپر اغماء طاری ہوا اور اہل لغت اسکو بیہوش لکھتے ہین حالانکہ جنون کی بھی یہی تفسیر ہے اور زیادہ نشہ مین
بھی بیہوشی ہوتی ہے تو جسنے مغمی علیہ کا ترجمہ فقط بیہوش لکھا اُسنے رعایت سے انحراف کیا فافہم ازانجملہ برذون اگرچہ لغت مین
مختلف معانی مین مستعمل ہے لیکن فقہاء اسکو خالص عربی گھوڑے کے سوا دوغلے گھوڑے مین استعمال کرتے ہین
ازانجملہ لفظ خمر ہے جسکا ترجمہ شراب لکھا جاتا ہے اور مترجم کے نزدیک یہ سہو اکثر خواص سے سرزد ہوتا ہے عوام کا
کیا ذکر ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے قوی روایت ہے کہ منصوص حرمت فقط خمر کی ہے اور وہ شراب
انگوری ہے حتے کہ اُنسے روایت کیجاتی ہے کہ ماسوائے اسکے حرام نہین ہے اور مترجم نے اگرچہ بنظر وثاق وتحقیق کے
یہان یہ تاویل سمجھ لی کہ نزول تحریم خمر کا شراب انگوری پر ابتداءً تھا اور دیگر اشربہ اسمین ثانیاً داخل ہین اور عدم حرمت کے
معنے بنابر اصطلاح کے ہین کہ بدلیل قطعی بلا معارض ہو حالانکہ کراہت تحریمی یہان وہی حرام ہے جیسے نکاح مین فساد اور بطلان
یکسان ہے اور نظیر اسکی خطاب صلوۃ وزکوۃ مثلاً بکلام یا ایہا الذین آمنوا۔ مخاطبین موجودین کے ساتھ اولاً متعلق ہے اور
قیامت تک مومنون کے ساتھ ثانیاً اور یہ بحث اصول مین مشرح ہے ولیکن مترجم کے زعم سے یہان بحث نہین ہے یہان
تو اختلافی مشارب پر نظر ہے پس باذق ومکبی ومثلث وغیرہ بھی شراب ہین حالانکہ حکم مین اختلاف ہے لہذا ترجمہ کے ساتھ
تنبیہ شرط ہے کہ حکم مذکور شراب خمر کے ساتھ ہے یا کسی دوسری شراب سے ورنہ مطلقاً ترجمہ شراب مین بھی تشویش بنابر قول

امام اعظمؒ کے موجود ہے تنبیہ مترجم نے عام کتاب مین سوائے کتاب الاشربہ کے جہان شراب ترجمہ کیا وہ خمر کا ترجمہ ہے اور کہین لفظ بلا ترجمہ چھوڑدیا اور کتاب الاشربہ مین خمر کو ترجمہ نہین کیا اور دیگر اشربہ کو شراب باذق و شراب مثلث یا فقط بکنی وسکی کے لفظ سے لکھا ہے فاحفظہ از انجملہ لفظ بسر و رطب وغیرہ ہین اور کتاب الایمان مین انکی تحقیق کی زیادہ ضرورت ہے مثلاً قسم کھائی کہ بسر نہ کھاؤنگا تو جاننا چاہیئے کہ شروع مین جو نکلتا ہے وہ طلع ہے پھر جب بندھا تو سیاب ہے پھر جب سبز ہو گیا تو استیداد ہی پھر خلال ہوتا ہے پھر جب بڑا ہو جاتا ہی تب بسر کہلاتا ہے فارسی مین غورہ خرما بولتے ہین لہذا بسر کا ترجمہ کیری مشتبہ ہے کیونکہ ہمارے عرف مین مثلاً آم کی کیری ابتدا سے کیری ہے از انجملہ شحم چربی واضح ہو کہ ائمہ رحمہم اللہ تعالےٰ کے عرف کے موافق مذکور ہے کہ شحم البطن نہ کھاؤنگا تو شارح نے کہا کہ کلیہ کی چربی پر قسم ہو گی تو آنتون کی چربی اور ہڈی سے مختلط چربی کھانے سے حانث نہوگا اور جو چربی پشت پر ہے جسکو گوشت چربیلا اور فربہی کہتے ہین اس سے بھی حانث نہوگا اور اختیار شرح مختار مین فرمایا کہ ہمارے عرف مین چربی کا لفظ پشت کے ایسے گوشت پر کبھی واقع نہین ہوتا انتہٰے مترجمًا از انجملہ بیت۔ منزل۔ دار۔ ان الفاظ کا ترجمہ جن لوگون نے گھر و حویلی وغیرہ لکھا ہے انھون نے اپنے اوپر سخت ذمہ داری اس امر کی لازم کری کہ ان الفاظ سے مختلف احکام کا تعلق اُنکے ترجمہ مین ویسا ہی باقی رہیگا آیا تو نہین دیکھتا کہ بلفظ خانہ بزبان فارسی کا حکم بدل جاتا ہے چنانچہ بیوع وغیرہ مین خود مصرح ہے تو مجھے نہین معلوم کہ خانہ کا ترجمہ گھر نہین دوسرا ہوگا واضح ہو کہ بیت فقہاء کے استعمال مین چار دیواری و چھت ہو اور دروازہ علیحدہ خاص ہو تو ہمارے عرف مین یہ کوٹھری پر صادق ہی اور لائق بیتوتہ یعنے رات بسر کرنیکے لائق ہونا بنظر اصل معتبر ہے۔ منزل جو بیوت کو شامل ہو اور دار ان سب کو محیط ہے اور اسمین اختلاف عبارات ہے کہ دار فقط ساحت کہ بدون عمارت کے کہتے ہین یا نہین تو بعض نے کہا کہ ہان اور اسی قبیل سے قول شاعر ہے شعر الدار دار وان زالت حوائطها ۞ والبيت ليس ببيت بعد تهديم۔ یعنے دار تو دار رہتا ہے اگرچہ اسکی چہار دیواری زائل ہو جائے مگر بیت بعد منہدم کر دینے کے بیت نہین رہتا۔ و علےٰ ہٰذا دار کیلیے عمارت شرط نہین ہے۔ اور بعض نے کہا کہ نہین اور اس فتاوے مین بعض مقام پر اسکو مصرح بیان کیا ہے۔ و فے جامع الرموز الدار المنزل باعتبار دوران حوائطها ثم سمے به البلدة لاحاطتها باهلها۔ یعنے دار کہتے ہین منزل کو اس اعتبار سے کہ دیوارین اسکی دائر ہوتی ہین پھر بلد کو دار کہنے لگے کہ وہ اپنے رہنے والون کو محیط ہوتا ہے۔ اقول اسمین دار کی تفسیر خاص سے کیگئی وہ منزل ہے۔ ولیکن احاطہ کا اعتبار کیا۔ وذکر غیر واحد ان الدار اسم لمجموع العرصة والبناء كذا فے المغرب۔ الا انهم قالوا انها اسم للعرصة عند العرب والعجم یعنے لغت مغرب مین لکھا کہ دار نام ہے میدان مع عمارت دونون کا اور شارح مختصر نے کہا کہ فقہاء نے زعم کیا کہ عرب و عجم کے نزدیک دار خالی میدان کا نام ہے صاحب کافیؒ نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے بدلیل اس مسئلہ کے کہ قسم کھائی کہ دار مین نہ جاؤنگا پھر کھنڈل ہو جانے اور دیوارین گرنے کے بعد داخل ہوا تو حانث نہوگا۔ یہان سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جس نے یہ زعم کیا کہ اسمین اختلاف نہین کہ اول مین دیوار احاطہ شرط ہے اور اختلاف اسمین ہے کہ بعد اسکے منہدم ہونے کے دار رہا یا نہین تو یہ زعم ضعیف ہے کیونکہ مسئلہ کافی مین خرابہ کو دار نہین مانا گیا۔ پھر واضح ہو کہ باب قسم مین اکثر عرف و مقصود کا بھی لحاظ

ہوتا ہے بالاتفاق اگرچہ حقیقت مہجورہ ادلے ہے یا عرف مروجہ اسمین اختلاف اصول معروف ہوا شاید فوا ست
مقصود کیوجہ سے حنث نہوا ہو اگرچہ باعتبار زبان کے خرابہ مذکورہ دار ہوئے فلیتامل فیہ اور بعض شروح مختصر الوقایہ
مین ہے کہ ہمارے عرف مین سرائے کا لفظ مرادف دار ہے اور کفایہ مین ہے کہ وہ سلطان کے دار کا نام ہے اقول بیوع
فتاوے مین بھی اسیطرح مصرح ہے۔ جامع الرموز مین ہے کہ خانہ کا لفظ دار و منزل دونون کو شامل ہے اور یہی بیوع الفتاوے
مین مصرح ہے اور لکھا کہ حجرہ نظیر بیت ہے۔ پھر مین کہتا ہون کہ ہمارے عرف مین گھر و خانہ ایک معنے ہین و بیت کوٹھری و حجرہ
نظائر ہین اور احاطہ مین منزل و حویلیان ہوتی ہین اور دو منزلہ و چار منزلہ اطلاقات معروف ہین تو مفتی کو مسائل بیوع و اجارہ
و وکالت وغیرہا مین تامل سے فتوے دینا ضرور ہے۔ از انجملہ قریہ و بلد ہین اور سواد بھی اسی ذیل مین ہے اور توجاننا ہے
کہ مکہ مدینہ زادہما اللہ شرفا و تعظیما شہر ہین وقد قال تعالے رجل من القریتین عظیم۔ تو انپر قریہ کا اطلاق فرمایا اور علے ہذا بلد
اگر شہر ہے تو وارد ہوتا ہے قولہ تعالے والبلد الطیب یخرج نباتہ الآیۃ اور مترجم نے اپنی تفسیر مین بقدر توفیق اسکی تفصیل
ذکر کردی ہے وہان سے دیکھنا چاہیے اور قصبہ کیلیے لفظ ظاہر نہین ہے پس عمران و آبادی و بستی نظائر اور گاؤن و قصبہ
و قریہ نظائر اور شہر و بلد نظائر ظاہر ہوتے ہین واللہ تعالے اعلم جامع الرموز وغیرہ مین ہے کہ بلد نام ایسی آبادی کا ہے
کہ دارہا و عمارات ہا مع ربضہ کو محیط ہو۔ صحرا وہ کشادہ میدان کہ اسمین نباتات نہو اور واضح ہو کہ دار الحرب و دار الکفر نقل
بمناسبت ہے اور علما مین دار الحرب کی تفسیر مین اختلاف معروف ہے اور میرے نزدیک اسی کو ہجرت سے ملحق کرنا چاہیے خصوص
احکام ربوا و جمعہ و جماعات وغیرہ مین پس جہان اسلام مغلوب ہو حدود شرع و شعائر اسلام جاری نہون اور مسلمین کیلیے قاضی
وغیرہ نہو مگر ہر آدمی اپنے ذاتی فرائض ادا کر سکتا ہو تو وہان سے ہجرت کرنا واجب نہین ہے ولیکن مستحب و مندوب ہے اور
کبھی قریب بوجوب ظاہر ہوتا ہے لقولہ علیہ السلام انا بری من مسلم بین ظہرانی المشرکین مین ایسے مسلم سے بری ہون
جو مشرکون کے ساتھ انکے روبرو آباد ہو ولیکن میرے نزدیک تاویل اسطرح ہے کہ وے مشرک اسکو ادائے فرائض سے
مانع و مزاحم ہون اور تحقیق اسمین یہ تھا واللہ تعالے اعلم کہ دیات و استمداد و استنصار کیلیے اسوقت جو شروط تھے انمین سے
مظلوم پر یہ واجب کردیا گیا کہ وہ ایسی جگہ آباد نہو ورنہ مقتول ہونے پر دیت کا یا استنصار پر تصرف کا مستحق نہوگا فافہم واللہ
تعالے اعلم اور ہندوستان مین ابھی تک یہ فتوے دیا نہ جاوے کہ مثلاً سود کا معاملہ مثل دار الحرب کے جائز ہے کیونکہ یہ اصل
خود ضعیف ہے تو صریح نص کے خلاف نہین ہوسکتا تم نہین دیکھتے کہ شرع مین اگر کفار عہد شکنی و غدر کرین یا ہمارے
ساتھ خیانت کرین تو بھی ہمکو انکے ساتھ غدر کرنا یا خیانت کرنا جائز نہین ہے اور علے ہذا جمعہ قائم رکھا جاوے اور اسمین
فضل عظیم و فقیہ کے فقاہت کی دلیل ہے اور جو کوئی فساد کرے اور خلق اللہ تعالے کو ذخیرہ آخرت سے باز رکھے وہ
ظالم تبہ کار ہے نعوذ باللہ منہ۔ از انجملہ بستان و کرم ہے پس جسنے کرم کا ترجمہ باغ انگور لکھا یا بستان کا باغ تو یہ خلاف فقہ بدین
معنے ہے کہ ہمارے یہان باغات مین چہار دیواری نہین ہوتی اور چہار دیواری کے باغ کو اکثر پھلواری بولتے ہین اگرچہ
اسمین انگور ہون لہذا خیال رکھنا چاہیے کہ کرم باغ انگور جسمین چہار دیواری ہو اور درمیان مین زمین قابل زراعت نہو
بخلاف بستان کے کہ اسمین متفرق اشجار سے درمیانی زمین قابل زراعت ہوتی ہے یہی فرق ہے مترجم کہتا ہے کہ

جہان اسنے کرم لکھا یا بستان لکھا ہے تو یہ معنی سمجھنا چاہیے اور جہان کہین باغ انگور ترجمہ کر دیا اور حاشیہ وغیرہ پر تنبیہ نہین کی وہان احاطہ دار سمجھنا چاہیے ورنہ چہار دیواری کا باغ انگور لکھا ہے پھر تجھے یہ وہم نہو کہ اس سے کیا نقصان ہی انگور کہو یا احاطہ دار کہو کیونکہ اسمین بعض احکام مین تفاوت ہوگا مثلاً عقد اجارہ بلفظ باغ انگور لازم ہونیکے بعد متاجر نے دیکھا تو بغیر چہار دیواری پایا اور اسنے دیکھا کہ بغیر دیوار کے مجھ سے حفاظت نہین ہوسکتی تو وہ عقد کو فسخ نہین کر سکتا بخلاف اسکے اگر اجارہ بلفظ کرم واقع ہو تو رد کر سکتا ہے اور یہان سے یہ بھی سمجھا گیا کہ مسائل مین ہر جگہ چہار دیواری کا لفظ لانے کی ضرورت نہین ہی اگرچہ اصل سے ایک گونہ تحریف باغ ترجمہ کرنے مین ہو لیکن مقصود مین فرق نہوگا مگر جہان چہار دیواری کو حکم مین دخل ہے وہان ضرور ہے اور ایسی حالت انواع احکام مین ہر باب کے مسائل مین ہوتی ہے ولیکن یہ جرأت تغیر کی نہ چاہیے اور علے ہذا محصل مرام کو اپنی عبارت مین تقدیم و تاخیر منضبط کرنا بھی سخت خطر ہے کیونکہ قیود کے مسائل پر رسائی ایک تبحر کا کام ہے نسال اللہ تعالے العصمۃ والسداد وہو ولی الانعام از انجملہ بنت لبون اسکے لفظی معنے تو دودھ والی اونٹنی کا مادہ بچہ اور لغت مین وہ بچہ مادہ جسپر تین سال گذرے ہون پس اگر کوئی شخص اسطرح ترجمہ کرے تو غلط ہوگا اسلیے کہ فقہا کا استعمال موافق شرع کے ہی اور شرع مین بنت لبون وہی جسپر دو سال ہو کر تیسرے مین ہو اور اسیطرح حقہ مین لغت کے چوسالہ کی جگہ شرع مین سہ سالہ معتبر ہے اور یون ہی جذعہ مین لغوی پنجسالہ کی جگہ شرع مین چہار سالہ معتبر ہے لہذا ترجمہ مین ہوشیاری چاہیے از انجملہ بکری کا لفظ ہماری زبان مین بھیڑی سے متمیز ہے اور بضرورت مترجم نے جہان بکری لکھا ہے وہ شاۃ کا ترجمہ ہی اگرچہ نقص کے ساتھ ہے ولیکن جہان غنم کا ترجمہ بکری ہی وہ مطابق ہے مگر جہان مسئلہ کا حکم بکری و بھیڑی سے بدلتا ہے وہان بدون ترجمہ کے عین لفظ لکھا گیا ہی اور تفصیل و بیان اسکا یہ ہی کہ قاموس و محیط سے بشہادت جامع الرموز ظاہر ہوتا ہی کہ جسپر صوف یعنی اون ہو اسکو ضان کہتے ہین جیسے ہمارے یہان تبت کی بکریان و کشمیر مین بھی پائی جاتی ہین اور جسپر بال ہوتے ہین جیسے عموماً ہندوستان مین ہوتی ہین اسکو معز کہتے ہین اور غنم کا لفظ ان دونون کو شامل ہے اور یہی حال لفظ شاۃ کا ہے (ش ات) اور یہ واحد پر بولتے ہین یعنے شاۃ کے لفظ مین وحدت فردی معتبر ہے بخلاف غنم کے اور جمع شاۃ کی شیاہ بشین وی والف ہا - اور شیخ ابو المکارم نے شرح نقایہ کتاب الزکوۃ مین لکھا کہ قسم ضان مین مذکر کو کبش کہتے ہین اور مترجم نے کہین کہین مینڈھا اسکا ترجمہ کیا ہے اور مادہ کو نعجہ کہتے ہین - جسکے ترجمہ مین بھیڑی لکھا ہے اور معز کے نر کو تیس بولتے ہین اور مادہ کو معز کہتے ہین اور مترجم نے کہین بکرا و بکری لکھا ہے اور شاۃ عام ہے کہ ضان معز کے مذکر و مونث سب کو شامل ہے اس سے ظاہر ہوا کہ شاۃ مین تا و تانیث نہین ہی بلکہ تا وحدت ہے فافہم - از انجملہ بیاع جامع الرموز مین نقل کیا کہ بیاع جو لوگون کا مال کچھ اجرت لیکر فروخت کرے کذا فی وکالۃ الذخیرہ و سیاق ذکر سے زیادہ تفصیل و مترجم کہتا ہے کہ اگر مال نہ بکا تو اجرت کا مستحق نہوگا کذا فی الاجارات ولیکن اگر وقت کیلیے مزدور ہو تو چاہے جسقدر اموال اسوقت مین فروخت کرے مقرری مزدوری پاویگا اور چاہے کچھ فروخت نہو تب بھی مزدوری کا مستحق ہوگا ولیکن اس صورت مین بیاع نہوگا واللہ اعلم از انجملہ تخلیہ خالی کرنا - پس اگر کسی نے دار فروخت کیا تو اسکو ذاتی اسباب سے خالی کرکے قفل کی کنجی دیدینا بحضور مشتری کے جبکہ وہ آنکھون سے دیکھتا ہو اور اگر اجارہ پر ہو تو حق متاجر سے خلاص کر دینا

وغیرہ اور ایسے ہی اجارہ دینے مین تخلیہ اسکی ضرورت ہے ہوگا اور مترجم نے اکثر مقام پر روک ٹوک دور کر دینا لکھا ہے وقال فے الرہن التخلیۃ یعنے رہن کو مرتہن کے سپرد کر دینا اور یہ درحقیقت عام لفظ واد لے مقصود ہے اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ منقولات مین تخلیہ سے سپردگی نہین ہوتی ہے جبتک انگلیون سے گرفت نہو کما فے فتاوے ابی الفضل الکرمانی اور توضیح تجھکو کتاب البیوع کے ملاحظہ سے معلوم ہوگی حاصل یہ کہ تخلیہ ایک طریقہ سلم کا ہے اور بیشک غیر منقول مین تخلیہ سے سپرد کرنا قبضہ ہوتا ہے ازانجملہ تزوج بر وزن تصرف بیہقی نے کہا کہ زن کردن و شوے کردن یعنے مرد نے تزوج کیا تو معنے یہ کہ جورو کی اور عورت نے خاوند کیا و جامع الرموز مین کہا کہ اساس و دیوان وغیرہا مین ہے کہ متعدی بخود ہوتا ہے اور بحرف با بھی ہوتا ہے اور حرف من سے متعدی نہین ہوتا اگرچہ انکے کلامو نمین کثرت سے موجود ہے مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ کہ عربی زبان مین تزوجہا و تزوج بہا - بولتے ہین اور تزوج منہا - نہین بولتے ہین پھر واضح ہو کہ فقہا نے جہان لکھا کہ تزوج بہا یا منہا تو انکی یہ مراد ہے کہ اسنے اپنے نکاح مین اس عورت کو لے لیا اور یہ معنی نہین ہین کہ کسی ورسے اسکا نکاح کر دیا - بخلاف تزویج بر وزن تصریف کے کہ لغت مین بقول بیہقی (مرد کو جورو اور عورت کو خاوند دینا) اور فقہا نے جب کہا کہ زوجہا - یا زوج بہا یا زوج منہا - تو یہ مراد ہوتی ہے کہ کسی ورسکے نکاح مین اسکو دیدینا - چونکہ تزوج و تزویج دونون کا تعدیہ بخود و بحرف با ہوتا ہے لہذا فقہا نے من کے صلہ سے دونون مطلب مین فرق کر دیا پس اگر مرد نے وکیل نکاح سے کہا کہ زوجنیہا - میرے نکاح میں اسکو دیدے اور اسنے کہا کہ زوجتکہا - تو نکاح منعقد ہوگا اور جب کہا کہ تزوجیت منہا - مین نے عورت کو اپنے نکاح مین کر لیا حالانکہ تزوجت بہا کے معنے زوجتہا کے ہوسکتے ہین کیونکہ دونونمین سے ہر ایک بخود و بحرف با متعدی ہوتا ہے - بعض مترجمین نے ناسمجھی سے اس فرق کو ضائع کر دیا چنانچہ بیوع کے مسئلہ مین اشتری جاریۃ و زوج بہا لے آخرہ جو اس غرض سے موضوع ہے کہ خرید کردہ باندی پر مشتری کے غالی نکاح کر دینے سے قبضہ ہوجاتا ہے یا نہین - اس شخص نے یون ترجمہ کیا کہ باندی خریدی اور اُس سے نکاح کر لیا حالانکہ قطع نظر الفاظ کے یہ سخت غفلت ہے اسلیے کہ خریدنے کے بعد ملک یمین حاصل ہونیسے نکاح کی صورت کیونکر ہوگی - فافہم - یہان مجھے ایک لطیفہ یاد آیا کہ روافض مین سے ایک غالی فرقہ ہے جو حضرت صدیق اکبر خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کافر اور حضرت فاروق خلیفہ دوم کو کافر کہتا ہی حالانکہ یہ فرقہ خود کافر ہے کیونکہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جو کوئی دوسرے کو کافر کہے تو دونونمین سے ایک ایسا ہوجاتا ہے یعنے اگر کہنے والا سچا ہے تو دوسرا کافر ہے اور اگر جھوٹا ہے تو کہنے والا خود کافر ہے اور غالی رافضی کے قول مین ہم بالیقین جانتے ہین کہ حضرت صدیق اکبر و حضرت فاروق اکبر بنصوص آیات و شہادت الٰہی و کثرت احادیث و شہادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلے درجہ کے مومنین تھے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کسکی شہادت ہوگی پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہ فرقہ خود کافر ہے - اب سنیے کہ بعض واعظین نے کہا کہ حضرت شہربانو جو بادشاہ یزدگرد کی بیٹی تھین جب حضرت فاروق اعظم نے فارس پر جہاد کیا تو یہ بھی فتح کے بعد گرفتار ہوکر آئین اور حضرت فاروق نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیدین چنانچہ حضرت علی اکبر وغیرہ شہدائے کربلا انھین کے بطن پاک سے ہین پس اگر غالی رافضہ کا قول صحیح ہوتا تو جہاد صحیح نہوتا تو حلت کی کیا صورت تھی باوجودیکہ اہلبیت مین سے یہ حضرات بھی ہین جنکے واسطے تطہیر ثابت بنص قرآنی ہی پس فرقہ رافضی مذکور کذاب ہے - قال المترجم ہذا علے قول من قال بعدم التحقق

تم التزوج وہناک من قال بذلک وقیل لا والاول اثبت واللہ تعالےٰ اعلم - پھر واضح ہو کہ جامع الرموز مین لایا کہ لا یجوز المناکحۃ بین بنی آدم وانسان الماء والجن کما فی السراجیہ یعنے آدم زادسے اور آبی انسان یا جن سے باہم نکاح کا عقد نہین جائز ہے جیسا کہ فتاوےٰ سراجیہ مین ہے ولیکن قنیہ مین حسن بصری سے نقل کیا کہ دو مردون کی گواہی پر جنیہ عورت سے نکاح کر لینا جائز ہے اور جامع الرموز مین لایا کہ لایصح نکاح الشافعیۃ لانہا صارت کافرۃ بالاستثناء علے ما روی عن الفضلی ومنہم من قال تتزوج بناتہم کذا فی المحیط - یعنے لکھا کہ جو عورت کہ شافعیہ مسلک پر ہو اُسکے ساتھ نکاح صحیح نہین ہے کیونکہ استثناء سے وہ کافرہ ہو گئی یعنے موافق قول شافعیؒ کے جب اس سے پوچھا جاوے کہ تو مومنہ ہے وہ کہیگی کہ ہان انشاء اللہ تعالےٰ پس انشاء اللہ تعالےٰ کہنے سے وہ بوجہ شک کے کافرہ ہوئی اور یہ حکم امام فضلی سے روایت کیا گیا ہے اوران مشائخ مین سے بعض نے کہا کہ شافعیون کی دخترون سے نکاح کر لینا جائز ہے کذا فی المحیط - مترجم کہتا ہے کہ امام فضلی واس طبقہ کے مشائخ سب فقہاء تھے لہذا انکی طرف کسی مجہول راوی کا بلکہ بغیر رواۃ کے خالی خیالی قول کا منسوب کر دینا خود غیر معتمد ہے خصوصًا ایسا قول کہ فقیہ کی شان سے نہین بلکہ محض خلاف شان ہو آیا کسی شخص کو روا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ وانکے اتباع کو کافر کہے نعوذ باللہ من ذلک کیونکہ شافعیہ عورت کی کیا خصوصیت ہے پس تو دیکھتا ہے کہ یہ لوگ کیسے رطب ویابس روایات جمع کرتے ہین اور اسلام مین فتنہ پھیلاتے ہین - جاہل متعصب خود اپنی جہالت سے فتنہ مین پڑتا ہے اسنے تعصب کا نام اسلام سمجھا ہے حالانکہ ائمہ علماء متفق ہین کہ امام شافعی رحمہ اللہ اسلام کے اماموئمین سے ایک عالم امام ہین ایسے انکو کافر کہنا خود کفر ہو گا جیسا کہ ائمہ علماء کا زعم ہے فاتقوا اللہ واللہ شدید العقاب ازانجملہ تنجیز - ت ن ج ی ز - فی الحال واقع کرنا یہ مقابل تعلیق کا ہے جو کسی چیز کے ساتھ لٹکانا ہوتا ہے پس طلاق وعتاق معلق یہ ہے کہ اگر تو نے پیاز کھائی تو تجھکو طلاق ہے یا تو آزاد ہے اور منجز یہ ہے کہ تجھکو مین نے طلاق دی یا آزاد کیا اور تنجیز در اصل تعجیل ہے من قولہم ناجز بناجز نقدًا بنقد ازانجملہ تبر - ت ب ر - جامع الرموز مین ہے کہ سونا و چاندی سکّے سے پہلے تبر ہین اور کبھی تانبا و پیتل و لوہا بھی تبر کہلاتا ہے ولیکن سونے کے ساتھ مخصوص بولتے ہین مترجم کہتا ہے کہ مین نے پتر کے ساتھ ترجمہ کیا ہے - ب ت ر - اور رجحان جس قسم کا ہو وہ بھی مصرح کر دیا ہے اور نقرہ گداختہ چاندی ہے ازانجملہ ثمر - ہمارے عرف مین قریب ہے کہ سوائے پھل کے اور کسی چیز پر نہ بولا جائے البتہ مجازًا جب کہین کہ تم نے کیا پھل پایا تو مطلق فائدہ خواہ آدمی سے ہو یا درخت سے حتے کہ فعل سے بھی اور عرب کی زبان مین مطلقًا جو چیز کہ درخت سے بلا کسی کی صنعت کے حاصل ہو اور یہ محفوظ رکھنا چاہیے دو وجہ سے ایک وجہ یہ کہ جو حکم وہان مذکور ہے انہین عربی عرف پر محمول کرنے سے اشکال نہو مثلاً لا اٰکل من ثمر ہذہ النخلۃ - اس کھجور کے ثمر سے نہ کھاؤنگا اسطرح قسم کھائی تو ہر اُس چیز پر واقع ہوگی جو اس درخت سے پیدا ہو بلا کسی کی صنعت کے اور کھائی جاوے حتے کہ پتی و چھال و شاخ پر نہین بلکہ طلع و خلال و بلح و بسر و رطب و تمر و جمار پر واقع ہوگی اور جمار شحم النخل یعنے گوند ہے اور دبس پر بھی یعنے تاڑی مگر جب پکا ڈالی جاوے تو نہین اور وجہ دوم یہ ہے کہ جو حکم وہان مذکور ہے اگرچہ بعبارت اردو مذکور ہے اسکو بعبارت عربی سمجھکر حکم کو منطبق کرنا چاہیے اور ہماری زبان مین اگر قسم کھائی کہ اس درخت کے ثمر سے نہ کھاؤنگا تو میرے نزدیک شروع دل سے آخر پھل تک واقع ہوگی اور گوند وغیرہ حتے کہ تاڑی پر واقع نہ ہونا چاہیے واللہ تعالےٰ اعلم فان قیل التمر عربی

یراعی فیہ اصل معناہ قلت لا بل ما استعمل فیہ عندنا بعد النقل کما لا یراعی سے فی الالفاظ العجمیۃ عند العرب لانا استعملوا فیہ بعد النقل فافہم۔ از انجملہ جداول جمع جدول تپلی سی نالی جس سے جدس کا پانی کنوئین سے نکالکر بہتا ہوا کیاری مین جاتا ہے اور باغ مین اس سے چوڑا ہو تو ساقیہ ہے جمع اسکی سواقی گویا نالہ ہوا اگرچہ اتنا گہرا نہو اور اس سے چوڑا نہر ہے ذکرہ العینی سے فی شرح الکنز وغیرہ۔ از انجملہ الحرمۃ باب نکاح مین جا ہو کہو کہ نکاح فاسد ہوگا یا باطل ہوگا یا حرام ہوگا سب یکسان ہین کیونکہ فاسد بھی حرام ہوا جیساکہ قاضیخان وکرمانی ونہایہ ومستقصی وغیرہ مین ہے کذا فی جامع الرموز۔ از انجملہ حشیش کہ معروف ترجمہ گھاس ہے اور دراصل نباتات جو ساقدار نہون اور عامہ لغات مین سوکھی گھانس کو حشیش کہا ہے اور کماۃ گھاس نہین بلکہ زمین کے اندر رکھی ہوئی چیز کے مثل ہے از انجملہ قولہم خیاط استاجر عبدا لتخیط معہ فترک الخیاط عملہ یعنے درزی نے کسی کا غلام مزدوری پر اجارہ لیا پھر خیاط نے اپنا کام چھوڑ دیا۔ تو بعض شراح نے بیان کیا کہ خود کرتا رہا ہو یا یہ پیشہ چھوٹے تب اجارہ ٹوٹیگا اور ظاہر یہ ہے کہ فقط تنہا کرنا اختیار کیا۔ و قد فصلہ المترجم۔ از انجملہ الخص بالضم نہایہ مین وہ بیت کہ نرکل وپھوس ولکڑی وغیرہ سے بنائین مگر نہفتار اسکو چھت کی چار دیواری پردہ کو کہتے ہین جو نرکل وغیرہ سے بنالیا جاتا ہے۔ از انجملہ الخراج جو زمین و باغ پر لگان ہو ولیکن دو قسم کا ہوتا ہے اول خراج مقاسمہ یعنے بٹائی اور وہ پیداوار مین سے کوئی جزو معین ہے جسکو بادشاہ سب لوگون کیطرف سے انکے بیت المال کیلیے پیداوار پر مقرر کرتا ہے جیسے چہارم پیداوار وغیرہ اور زراعت کا خرچہ نکال دینے کے بعد باقی کا چہارم وغیرہ لیا جاتا ہے اور ہر زمین و باغ کی طاقت پر مقرر ہوتا ہے ولیکن نصف سے زیادہ نہین ہوسکتا ورنہ ظلم ہوگا اور ایسے ہی اسکا ادا ہونا پیداوار پر ہی ہے کہ اگر زمین مین کسی وجہ سے کچھ پیدا نہوا تو یہ خراج بھی واجب نہوگا اور اگر کسی نے سال و سال کا خراج پیشگی دیدیا تو جائز ہے کیونکہ سبب یعنی زمین لائق پیداوار موجود ہے کذا ذکرہ بعضہم اور مترجم کہتا ہے کہ یہ غلط ہے بلکہ خراج موظف مین البتہ ایسا جائز ہے اور خراج مقاسمہ مین گیہون وغیرہ اموال ربویہ کی صورت مین سود ہوجاویگا فافہم قسم دوم خراج موظف جو بنام لگان ہمارے بیان معروف ہے اور اسکو خراج وظیفہ و مقاطعہ بھی کہتے ہین اور جو کچھ نقد یا اناج غیر جنس پیداوار جو امام کسی زمین باغ پر مقرر کرے لیکن اندازہ اسکا بقدر وظیفہ عدل ہوگا چنانچہ جس زمین کو خراجی پانی پہونچے اسپر حضرت فاروق اعظم رضہ نے اہل السواد کے ہر جریب گیہون یا جو پر ایک صاع مقرر کیا تھا اور رطبہ کے ہر جریب پر پانچدرم یعنے سوا روپیہ سے کچھ زیادہ مقرر فرمایا تھا علے ہذا پس کہا گیا ہے کہ اس سے زیادہ کرنا ظلم ہے اور نوشیروان عادل نے بھی گزیہ جسکا معرب جزیہ ہے اسیقدر مقرر کیا تھا اور یہ جزیہ اسلام مین تذلیل کرنے کیلیے نہین تھا جیساکہ قولہ تعالے لیعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون سے سمجھا گیا بلکہ آیت کے معنی یہ ہین کہ اسلام چھوڑکر انھون نے ایسا اختیار کیا پس انکو راہ حق پر آمادہ کیا تھا کیونکہ اسلام سے انکو نعمت ایمان ملتی تھی اور سب کے برابر درجہ ملتا تھا اور جزیہ کی مقدار جسکو نوشیروان عادل نے مقرر کیا تھا اس سے بھی کم یعنے آدھا اسکا مومن سے لیا جائیگا تاکہ وہ تھوڑے کام سے فراغت پاکر اللہ تعالے کی توحید عبادت کرے اور اللہ تعالے کو اسی بندۂ عارف کی تسبیح و عبادت پسند ہے۔ اور جامع الرموز مین ہے کہ خراج خواہ موظف ہو یا مقاسمہ ہو اسکی ضمانت کرلینا صحیح ہے کیونکہ وہ جنگی فوج کا حق انکی حفاظت وغیرہ کے عوض مین واجب ہے اور بعض نے کہا کہ مراد

فقط موظف ہے جو ہر سال مقرری ہوتا ہے اور مقاسمہ مراد نہین جو پیداوار پر ہوتا ہے کیونکہ وہ ہنوز ذمہ پر واجب نہین ہوا ہے۔ آز انجملہ خارج۔ کہ بحسب اللغۃ خروج کا اسم فاعل ہے اور اصطلاح الدعوے مین جو شخص کہ غیر قابض مدعی ہو۔ و من ذلک قولہم ولو ادعی خارجان عینا فی ید ثالث اور معنے یہ کہ دو غیر قابض نے تیسرے کی مقبوضہ مال عین کا دعوے کیا یعنے تیسرے پر یہ دعوے کیا کہ یہ مال عین ہماری ملک ہے اور تیسرے کے قبضہ مین ناحق ہے۔ آز انجملہ الدابۃ۔ اصل لغت مین جو زمین پر چلے یا رینگے اور بدینمعنے حشرات الارض چیونٹی وغیرہ کو بھی شامل ہے اور وضع ثانی مین چارپایہ سے اور کہا گیا کہ وضع ثالث مین گھوڑے سے مخصوص ہوا اور مراد وضع سے نقل عرفی ہے اور فقہاء کے اطلاق مین اختلاف ہے چنانچہ ہدایہ وغیرہ مین از راہ عرف کے دابہ کا لفظ گھوڑے و گدھے و خچر کو شامل کیا اور اسیوجہ سے حسب موقع مترجم نے کہین سواری کا جانور چوپایہ ترجمہ کر دیا ہے اور غرنیہ مین اسکو ہر چارپایہ کے واسطے مطلقا لیا اسی سے مترجم نے حسب موقع چوپایہ ترجمہ کیا اور مفردات مین کہا کہ گھوڑے کے لیے مخصوص ہے لہذا جہان موقع یہی ہوا وہان گھوڑا ترجمہ کیا ہے آز انجملہ دیوان اور فقہ مین دیوان القاضی سے وہ خریطہ مراد ہے جسمین چکین و دستاویز و محضر و نقل پروانہ متولی اوقات و تقدیر نفقات وغیرہ کاغذات ہون۔ آز انجملہ قولہم ما ذاب لک علیہ مراد یہ ہے کہ سوے دیگر جو تیرا فلان پر ثابت ٹھہرے یا واجب نکلے لہذا کفالت مین جہان اسطرح مذکور ہے یہی مراد ہے از انجملہ روایت کا لفظ ہے جامع الرموز وغیرہ مین کہا کہ لغت مین نقل کو کہتے ہین اور عرف فقہا مین کسی فقیہ سے کوئی فرعی مسئلہ نقل ہونا خواہ فقیہ مذکور سلف مین سے ہو یا خلف مین سے اور جب کبھی خلف کے قول سے مقابلہ ہو تو روایت مخصوص بسلف ہوتی ہے واضح ہو کہ قولہ روایۃ عنہ اسکے یہ معنے کہ اس امام سے ایسا روایت کیا جاتا ہے جائز ہے کہ اسکا مذہب یہ ہو یا نہو بخلاف عندہ کے جب کہا جاوے کہ فلان کے نزدیک تو ظاہر یہ کہ اسکا مذہب ہے آز انجملہ رباط یعنے رسی و بندش و منہ قولہم من حل رباط سفینۃ فغرقت اور رباط قیام سرحد کفار پر بغرض جہاد یا حفظ حدود و ثغور و منہ قولہ علیہ السلام رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا و ما فیہا از انجملہ رقبی بمانند قول فقہاء لا یصح الرقبی اور امام ابو یوسف کے نزدیک رقبی یہ ہے کہ دوسرے سے کہے کہ میرا گھر تیرے لیے رقبی ہے اگر مین تجھ سے پہلے مرا تو وہ تیرے لیے ہے اور اسی کے قریب عمری ہے قاضیخان نے ذکر کیا کہ عمری یہ کہنا کہ اگر مین تجھ سے پہلے مرا تو یہ گھر تیرے لیے ہے اور اگر تو مجھ سے پہلے مرا تو میرے لیے ہے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ اپنا گھر دوسرے کیلیے اسکی مدۃ العمر تک کر دینا اس شرط سے کہ جب مرے تو واپس ہو یعنے عمری دینے والے کو یا اُسکے وارث کو واپس ہو قال و تصح العمری اور یہان صحت سے یہ مراد ہے کہ اسطرح دیدینا صحیح ہے اور شرط مذکور باطل ہے حتے کہ وہ گھر جسکو دیا ہے اسی کے وارثون کو ملیگا تنبیہ منجملہ تشابہات احکام کے ہماری بولی مین یہ کہنا کہ یہ گھر تیرا ہے اور یہ گھر تیرے لیے ہے اور یہ گھر تیری ملک ہے تو اول محتمل اقرار ہے اور جھگڑے کے وقت ہبہ کا دعوے کرنیوالا باطل قرار دیا جاویگا کیونکہ اقرار اسپر تو حجت قوی ہے اگرچہ دوسرے کے حق مین حجت نہو تو اسی نے گویا اقرار کیا اور پھر دعوے کیا کہ مین نے ہبہ کیا تھا تو اول قوے ہوگا اور بدون گواہون کے تصدیق نہوگی۔ اور قول دوم ہبہ ہے اور تیسرا صریح اقرار ملک ہے اسیواسطے مترجم نے رقبی و عمری کی تفسیر مین تیرے لیے کہا اور تیرا ہے نہین کہا فاحفظ فان ذلک مہم آز انجملہ لفظ ریحان نباتات مین سے

خوشبودار کذا فی الاختیار شرح المختار وکذا فی المغرب اور فقہار کے نزدیک جسکی ڈنڈی مثل اسکی پتیون کے خوشبودار ہو جیسے آس و ورد یا فقط پتیان خوشبو دار ہون جیسے یاسمین۔ اسطرح جامع الرموز مین مذکور ہے اور اسمین تامل ہے دیکھنا چاہیے اور لکھا کہ جامع ابن بیطار مین ہے کہ وہ ہر درخت کی کلیان ہین اور اطلاق مخصوص جس سے عرق کھینچا جاوے مشتہر ہو گیا ہے۔ ازانجملہ رق رقت پتلاپن اور رقیق جسمین کوئی جزو آزادی کا نہو اور واضح ہو کہ عبارات فقہا مختلف ہین صدر الشریعۃ کی بعض عبارات سے نکلتا ہے کہ رق بدون ملک کے نہین پایا جاتا ہے اور مستصفی وغیرہ مین ہے کہ کفار جو دار الحرب مین ہین سب کے سب رقیق ہین مگر کسی کے مملوک نہین ہین قال المترجم اس مقام کی تحقیق مین کلام طویل ہے یہان گنجائش نہین ہے میرا مقصود صرف یہ ہے کہ مترجم نے رقیق کا اگر ترجمہ کیا ہے تو محض مملوک لکھا ہے اور کثرت سے فقہار رقیق کو بمقابلہ آزاد و مدبر و مکاتب وام الولد ومعتق البعض واما النقد فیہ سبب الحریۃ۔ استعمال کرتے ہین کما لایخفی علے من مارس الفن آزانجملہ روث تشابہ ہے کہ لغت مین ذی حافر جانور کے گوبر کو کہتے ہین مگر فقہار اسکو فقط سرگین یعنے گوبر کے معنے مین بولتے ہین تو لید و مینگنیان داخل نہین ہونگی اور یہ جامع الرموز مین لکھا ہے اور عذرہ پلیدی ہے کہ آدمی و مرغی وکتا وغیرہ کے پیخانہ کو شامل ہے اور غائط آدمی مین زیادہ مستعمل ہے اور مقصود تحقیق لغت نہین بلکہ تنبیہ ہے اور خرء وخراءۃ کبوتر وغیرہ کی بیٹ ہے اور کبھی آدمی کے ساتھ کنا یہ ہوتا ہے ومنہ قولہ علمکم نبیکم کل شئ حتے الخراءۃ الحدیث۔ سرقین معرب سرگین ہے آزانجملہ رصاص کہ لغت مین رانگ قلعی کے معنے مین ہے پس درم کی صفت مین ملتبس ہوتا ہے کہ رانگے کے ہون حالانکہ رصاص درم وہ ہین جنپر ملمع ہو صرح بہ جامع الرموز تنبیہ اقسام درم مین بہت ان کتب فقہ مین مذکور ہین اور متفرق مین نے ذکر کیے ہین اور یہان مختصر طور پر رکھتا ہون کہ منجملہ اقسام کے زیوف درم بالضم مصدر زافت الدراہم زیفا یعنے میل کیوجہ سے مردود ہو گئے کما فی الغاموس یا جمع زیف ہے جسمین تانبا وغیرہ ملاکر کھرا پن کھو دیا گیا ہو کما فی طلبۃ الطلبہ۔ اور قاموس نے جو انکو مردود کہا تو معنی یہ ہین کہ وے رد کر دیے جاتے ہین لیکن پوشیدہ نہین کہ خالی بیت المال انکو پھیرتا ہے کہ وہ کھرے کے سوالے نہین لیتا اور باہمی معاملات مین مردود نہین ہین پس اظہر قول دوم ہے۔ دوم نہرج بتقدیم بار یا نون معرب نبہرہ یعنے ناسرہ جسمین کھوٹ ہو اور واضح ہو کہ زیوف و نبہرہ دونون قسم مین میل سے چاندی زیادہ ہوتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ زیوف کو تاجر نہین پھیرتے اور نبہرہ کو تاجر بھی نہین لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ نبہرہ جسکا سکہ مٹ گیا ہو ذکرہ صدر الشریعۃ فی القضار پس اس صورت مین زیوف نبہرہ واحد ہین صرف سکہ موجود و معدوم ہونیکا فرق ہے۔ سوم ستوقہ وہ درم جسمین تانبا و پیتل یا جستہ غالب ہو اور چاندی کم ہو وقد قیل انہا تعتبر بالعروض۔ چہارم رصاص یہ فقط درم کی صورت ہوتے ہین انپر چاندی کا ملمع ہوتا ہے اور یہ درحقیقت درم نہین ہین کما صرح بہ غیر واحد۔ واضح ہو کہ اقسام یہان بحسب العین کئی ہین اسطور سے بیان ہو سکتے ہین کہ درم یعنے صورت مخصوص یا چاندی مین ہے یا نہین قسم دوم بطریق ملمع نہو تو موجود نہین اور اگر ہو تو رصاص ہے اور قسم اول مین خالص ہو یعنے ادنے میل جو بمنزلہ مستہلک ہے تو دو قسم معروف ہین دو دھیا چاندی ہو تو دراہم بیض سفید درم ہین اور کبھی وضح بولتے ہین لیکن زیادہ مکسور و غلہ کے مقابلہ مین آتا ہے اور اگر سیاہ چاندی ہو تو دراہم سود یعنی سیاہ درم ہین

اور اگر غیر خالص ہو پس اگر میل زیادہ ہو تو ستوقہ ہین اور اگر چاندی غالب ہو زیوف و بہرہ ہین اور دو دھیا و سیاہ درحقیقت
صفت جودت و رداءت کے اعتبار سے ہین نہ باعتبار عین کے کیونکہ شرعًا اس صفت سے نفس چاندی کا تفاوت معتبر نہین ہے
جیسا کہ باب الربوا مین معلوم ہو چکا۔ اور صحاح پورے درم اور مکسورہ شکستہ اور نظیر اسکی پورا روپیہ اور دو اٹھنیان یا چار
چونیان مثلًا اور دراہم غلہ پھیل کہ خالص و زیوف و بہرہ و ستوقہ ملا کر ہون بخلاف صاص کے کہ وہ درحقیقت غیر جنس ہے
اور ثنائی و ثلاثی وغیرہ جیسا کہ ہدایہ مین مذکور ہے اس سے یہ غرض ہے کہ دو ملکر ایک درم ہوا جیسے مثلًا اٹھنیان کہ دو ملکر ایک
روپیہ ہوا اور ثلاثی مین ملکر اور رباعی علے ہذا القیاس و قولہ کالعدالی الیوم بفرغانہ جیسے فی زماننا فرغانہ مین عدالی رائج ہین
تو دراہم کے اقسام ذاتی سے اُنکا خروج نہوگا صرف فرق سکہ سے نامو نہین ہوگا تو عدالی جس بادشاہ نے سکہ رائج کیا نام رکھا
گیا ہے اور نظیر اسکی چہرہ شاہی جیپوری وکلدار وغیرہ اشرفیان ہین و بغیر سکہ کے خالی چاندی گداختہ مانند طغاچی وہ وہی د
دہنی اور زر خمدار وغیرہ اقسام ہین اور زر خمدار کے معنے قریب اسکے ہین جیسے ہمارے یہان کٹاؤ کی چاندی و اینٹ کا
سونا وغیرہ بولتے ہین فاحفظ المقام واللہ اعلم بالصواب آنداُنجملہ لفظ رہن بمعنے گرو مفردات مین ہے کہ جو اُدھار و قرض کی
مضبوطی کیلیے رکھا جاوے اور اکثر کتب مین ہے کہ لغت مین رہن کے معنے مال کو روک رکھنا خواہ کیسا ہی مال ہو۔ اور شرع مین
اُدھار و قرض کیوجہ سے ایسا مال جو قیمت دار ہے روک لینا جس سے قرضہ لینا ممکن ہو اور جامع الرموز مین کہا کہ مراد یہ ہے کہ قرضہ
اس مال کی قیمت و دام سے بھر پانا ممکن ہو۔ مین کہتا ہون کہ بھر پانے کی قید محض سہو ہے اور صحیح وہ ہے جو برجندی نے کہا کہ بھر پانا
قرضہ اس سے وصول ہو جانا شرط نہین ہے بلکہ تھوڑا یا سب اس سے وصول ہو جانا ممکن ہو۔ تنبیہ اُدھار یا قرض۔ اس سے مترجم کی
یہ غرض ہے کہ مثلًا زید نے عمرو کے ہاتھ دس روپیہ کو اُدھار ایک چیز بیچی تو دس روپیہ عمرو پر اُدھار کہلاوینگے اور عمومًا مترجم اسکی
جگہ قرضہ لکھتا ہے اور قرض نہین کہلاوینگے کیونکہ وہ عین شے پر مخصوص ہے حتے کہ اگر دس روپیہ اس سے نقد لیے تو قرض ہین اور
اسکا مترجم قرض بدون زیادت ہار لاتا ہے اور اگر ایک پیمانہ گیہون قرض لیے تو یہ بھی قرض ہین اور احکام مین بعض صور تو نہین
تفاوت ہے اور عوام یہ فرق نہین کرتے ہین قرضہ اُدھار کی جگہ قرض و برعکس بولتے ہین لہذا مفتی جب فتوے دیگا اور
ایسی صورت مین تو بعض جگہ غلط و خطا ہوگا اور مثال اسکی یہ ہے کہ زید نے عمرو سے ایک من گیہون قرض لیکر گھر مین بھر رکھے
ہنوز خرچ نہ کیے تھے کہ عمرو نے اپنا اُدھار مانگا اور زید نے بازار سے یا کسی سے ایک من گیہون دلوا دیے تو امام اعظم
رحمہ اللہ کے نزدیک دا نہوا کیونکہ عین مال کل واپس کرنا لازم تھا جبکہ بعینہ موجود ہے بالجملہ ایک من قرض کا دعوے کر دیا
اور معاوضہ دس روپیے لیے اور مفتی نے جواز کا فتوے دیا حالانکہ ایک من قرض نہ تھے بلکہ قرضہ اُدھار بیع سلم کے تھے
مثلًا اسنے سلم ایک من کی ٹھہرائی تھی تو اس صورت مین صحیح نہین ہے کیونکہ استبدال دین بدین ہے پس اگر وہ اُدھار کہتا تو
مفتی صحیح جواب دیتا ولیکن اسنے قرض کہا جس سے دھوکا ہوگا لہذا ایسے مقامات مین مفتی کو تنبیہ رہنا چاہیے تاکہ
عوام جہال کو غلط فتوے نہ دیوے۔ تنبیہ عوام لوگ رہن کو اپنے قرضہ کا عوض بطریق منفعت سمجھتے ہین اور یہ بالکل
جہل و ظلم ہے حتے کہ مال مرہون سے طرح طرح کے نفع اُٹھاتے ہین اور یہ بالکل حرام ہے اور رہن تو پرایا مال اپنی
نگہبانی مین رکھنا ہوتا ہے اور جو کچھ اسکا منافع ہو وہ سب راہن کا ہے صرف اسکا قبضہ البتہ سر دست تا ادائے قرضہ

نہین ہی اگر یہ وہم ہو کہ ایک تو اُدھار دے اور دوسرے یہ بیگار اُٹھاوے تو جواب یہ کہ اسمین دو فائدے ہین ایک یہ
کہ اگر راہن نے قرضہ نہ دیا تو حسب شرائط اسکے داہون سے وصول کرے اور دوم یہ کہ اگر راہن مرا اور اسپر بہتون کا
قرضہ ہے تو ترکہ جو کچھ ہاتھ آوے اسمین سب قرضخواہ حصہ رسد شریک ہونگے بخلاف مرتہن کے کہ وہ اس رہن کا حقدار ہی
اس سے سب قرضہ بھرپور لیگا جو بچے وہ وارثون کو پھیر دیگا۔ بعض فقہا نے جائز جانا کہ مرہونہ گائے کو مرتہن اپنے
پاس سے دانہ چارہ دے تو اسکا دودھ کھاوے مین کہتا ہون کہ یہ اس زعم پر کہ دودھ اسکی کھلائی کے سوا ہے نہین کھانا چاہیے
مگر میرے نزدیک یہ بھی حلال نہین ہے اور وجہ یہ کہ اسمین اختلاف ہو جیسے ودیعت کے روپیہ سے تجارت کا نفع
مستودع کو حلال ہے یا نہین تو ضعیف یہ کہ ہان اور صواب یہ کہ نہین کیونکہ مرتہن نے اپنا چارہ غیر کی ملک مین ڈالکر اس سے
دودھ حاصل کیا ولہذا بعضون نے راہن سے اجازت لینا شرط کر لیا ہی اور یہ صورت البتہ براہ حکم جواز کے ہو سکتی ہی جبکہ وہ
قرضہ سے نفع کھینچنا نہ چاہتا ہو۔ اور بعض نے یہان اس زمانہ والون کے کاروبار چلنے کیلیے عینہ کی تدبیر نکالی اور اسمین بھی
سخت اختلاف ہے والمسئلہ فی الفتاوے از انجملہ الرب۔ بالضم انگور وبہی وسیب وغیرہ کا شیرہ جو خفیف جوش دیکر گاڑھا کیا گیا
ہو اور صراح مین کہا کہ آب ہر چیز کہ خاثر باشد یعنے پھٹا یا گاڑھا ہو اور لکھا کہ طلا کو کہتے ہین اور مراد اس سے وہی شیرہ انگور
خفیف جوش دیا ہوا ہے اور یہ قسم شراب ہے جیسا کہ کتاب الاشربہ مین ہی وقال الشاعر شعر البق والبرغوث قد شربا دمی ÷
شرب الطلا من کف الی عبید۔ اور طحطاوی کے بعض عبارات حاشیہ در المختار سے فقط شیرہ کے معنی ظاہر ہوتے ہین پس
شاید آپ غاثر مراد ہو جیسا کہ بعض جگہ خود مصرح لکھا ہی اور شاید کہ استعمال فقہا مین عام ہو اور یہ اقرب ہے واللہ اعلم اور قول
فاضل سہارنپوری کہ رب یعنے مربی ہی سہو ہے فلیتدبر از انجملہ زیوف۔ در یہ قسم درم ہی اور بمفصل ذکر ہو چکا ہے از انجملہ زطی۔
قال فی الصراح زط گروہے از مردم زطی یکے از ایشان وقال صدر الشریعۃ الزط جیل من الناس بالعراق ینسب الیہم الثوب
الزطی قلت الجیل بالجیم علی وزن قبیل یعنے زط ایک قوم کے لوگ عراق مین رہتے ہین وے ایک قسم کا کپڑا بنتے ہین جو زطی کہلاتا ہی
از انجملہ قولہم زیادۃ یتغابن الناس فیہ ایسی زیادتی کہ لوگ اتنے مین مغبون ہو جاتے ہین۔ اور معنی یہ ہین کہ جس چیز کے دام شہر
مین کتنے ہون کہ ہر کوئی جانتا ہو بلکہ اندازہ کرنے سے جتنے کو ٹھہرے تو جب کوئی ایک اندازہ کرنیوالا بھی مثلاً دس سے
دو آنہ اوپر کو اندازے تو یہ دو آنہ ایسی زیادتی ہے کہ اتنا خسارہ لوگ اُٹھا لیتے ہین۔ وقد مر مفصلا۔ از انجملہ زقاق وزائغہ مربع
ومستطیل ومستدیر وعطف وغیرہ الفاظ جو کتاب الشفعہ مین مذکور ہین پس زقاق کوچہ پس اگر سیدھا چلا گیا ہو اور دونون طرف محلہ آباد ہی
اور انتہائی کوچہ بند نہو بلکہ نافذ ہو تو بمنزلہ ممر عام کے ہے اگرچہ بہت سے مسائل مین فرق ہے اور یہ کوچہ نافذہ ہے اور اگر وہان
بند ہو تو غیر نافذہ ہے اور ممکن ہے کہ محلہ چہار دیواری سے گھرا ہوا ور انتہائے کوچہ پر باب برانی ہو یعنے دروازہ ایسے
مقام پر ہو کہ باہر جنگل و بیابان غیر آباد ہے اور اگر کوچہ تھوڑی دور سیدھا جا کر مُڑا ہو تو زائغہ ہوا پس اگر موڑ
دو طرف سے بشکل مستطیل ہو کہ ▭ چارون خطوط مین سے ہر دو متوازی برابر مگر چارون برابر نہون اور سب
زاویہ قائمہ ہون ▭ اسطرح جادہ ومنفرجہ نہون تو زائغہ مستطیلہ ہے اور غالباً زائغہ جادہ و منفرجہ بھی بحسب اکثر
حکم مثل مستطیلہ کے ہی اور اگر مربع ہو کہ مثل مستطیلہ کے ہوتا ہے صرف اسکے چارون اضلاع مساوی ہوتے ہین

تو مربعہ ہے اور اگر کوچہ سے بعد زائغ ہونے کے کوچہ در کوچہ ہو تو عطف وغیرہ ہین اور انھین مین مقام اتصال پر دریبہ زمین کی ہیأت سے پیدا ہو جاتے ہین اور اکثر لوگ اس شان کے ان اصطلاحات سے واقف ہین ولیکن نمونہ کے طور پر بعض صورتین درج کی جاتی ہین - اول کوچہ غیر نافذہ طویلہ جس کے جانبین مین اس کے مثل کوچہ ہون پس ہدایہ و عنایہ سے اسکی صورت یہ ہے جو ذیل مین درج ہے پس کوچہ طویلہ والے چھوٹے کوچون مین شفعہ کے مستحق نہین کیونکہ غیر نافذہ ہونے سے خود اہل کوچہ مین استحقاق مقصود ہے اور اگر نافذہ ہوتے تو البتہ سب کا استحقاق اس شان سے ہوتا جواب شفعہ مین مذکور ہوئی - اور معنے اسکے کہ کوچہ خرد کی راہ نہین ہے یہ ہین کہ بڑے کوچہ کے سوا دوار یا رہنین ہے بلکہ انتہا پر مکان سے بند ہے اور زائغہ دہ کبھی ہے جو مثل پارہ دائرہ کے مستدیر ہو یا مستطیل خواہ اس سے کوئی کوچہ نکلا ہو یا نہین پس کبھی نصف دائرہ سے زائد کبھی برابر اور کبھی کم ہوتا ہے خواہ کوچہ نافذہ مین یا غیر نافذہ مین ہو اور کبھی زائغہ کے اندر زائغہ ہوتی ہے اور کبھی نافذہ اور کبھی غیر نافذہ ہوتی ہے اور محلہ کبھی مربع اور کبھی مستطیل ہوتا ہے صورتین درج ذیل ہین
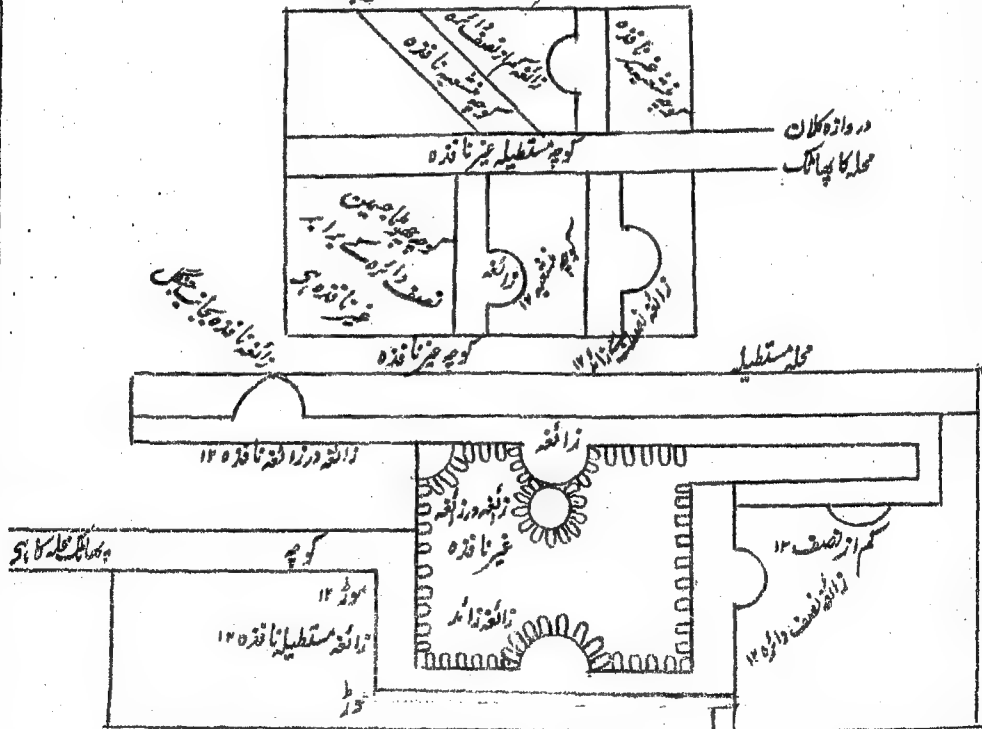
مستطیلہ غیر نافذہ ۱۲

اور رستہ ہے دریبہ وغیرہ تو انکی شکل دہلی و آگرہ مین معروف و ہر شہر مین مشہور ہے فافہم - از انجملہ لفظ سائر ہے سیاء ور باقی ولیکن استعمال فقہاء اخیر معنے مین بدون مقیم اس امر کے کہ لقبہ داخل ہین یا نہین جو جامہ کے لفظ مین معتبر ہے اور اوپر مذکور ہوا اسکی مخفف سہ بکے یعنے مثلث اور صراح مین کہا کہ میفختج یعنے مے پختہ - اور باذق بذال منقوطہ معرب باذہ لفظ فارسی کہ شیرہ

انگور اندک پختہ ہو۔ سفوقہ سابق مین مذکور ہوا۔ سکر قسم شراب۔ سکر النہر۔ نہر کو بند کر دیا۔ سکران مقابل صاحی یعنے جو
نشہ مین چور ہو اور بیہوش کے ترجمہ اور مغمی علیہ کے ترجمہ مین التباس سخت ہے۔ سائق ہانکنے والا مگر جو پیچھے سے ہانکے اور
جو آگے سے مہار پکڑ کرے چلے وہ قائد ہے اور قائد تو اندھے آدمی کا بھی ہوتا ہی ومنہ الحدیث وکان قائد کعب رضی
اللہ عنہ اور سائق بھی ومنہ الحدیث یسوق الناس بعصاہ۔ ولیکن سائق مشتق مین تامل چاہیے۔ سہو۔ جو آدمی سے اسطرح
غلطی ہو جاوے کہ اگر دیکھ لیتا تو ٹھیک کر سکتا تھا ولیکن نظر چوک گئی۔ اور یہ سہو انسان کے واسطے گویا عرض لازم سمجھا
گیا ہے اور یہی سہو صاحب ہدایہ سے دربارہ متعہ ہوا کہ امام مالکؒ کے نزدیک جائز لکھدیا حالانکہ بالاتفاق حرام ہے اور
اُنسے متاخرین نے بغیر تحقیق کیے انکی اتباع کی۔ اور صاحب شرح وقایہ سے کئی مقام پر ایسا سہو ہوا ہی وقیل نہ لاعیب فی
السہو بل فی الخطار۔ خطا۔ قصور نظر و کمی استعداد ہی سکنی رہنے کا ٹھکانا خواہ کرایہ پر ہو یا ذاتی مکان ہوا۔ سجل وہ نوشتہ جو قاضی
اپنی مہر و دستخط سے اور پوری تحقیقات مقدمہ کے ساتھ اس شخص کو دیوے جو نالش مین سچا ثابت ہوا ہو اور شاید کہ نقل
ڈگری اس زمانہ مین ایسے ہی ہوتی ہو۔ سریہ چھوٹا لشکر جسکے ساتھ خود سلطان یا خلیفہ اسلام نہ جاوے۔ سیبہ اونٹ بیل وغیرہ
جو کسی فاسد اعتقاد پر یا منت کے نام چھوڑ دیا گیا ہو والتحقیق فی تفسیر المترجم۔ سنجاب ایک جانور ہی ساتھ لگا دینا ترجمہ ملازمت کا ہی
شجہ زخم سر و چہرہ کذا فسرہ بعض شراح الحدیث وشائع بمعنے اول ہی شجہ موضحہ جسمین ہڈی کھلجاوے شبکہ جال جالیدار
شحم چربی جو رواج ہو کہ وہ سمن ہی اور شحم النحل یعنے جمار اور شحم البطن پیٹ کی چربی اس سے مراد کلیہ کی چربی ہے اور
اختیار شرح مختار مین کہا کہ ہمارے عرف مین پیٹھ کی چربی پر شحم کا اطلاق کبھی نہین آتا۔ یہ جو مذکور ہوا لغت کی تحقیق سے
ہے بلکہ قسم کھانے کی صورت مین اسکے موافق حکم ہوگا۔ شیراز دودھ کو آگ دیکر پانی نکال دیتے ہین۔ شرکت۔ دو قسم شرکت
ملک یعنی کسی چیز کا مالک ہونا شرکت مین واقع ہو جیسے باپ سے دو بیٹون نے ایک مکان میراث پایا اور حکم مین دونون مانند
اجنبی کے ہین اور اگر دونون شراکت مین خریدین تو بھی یون ہی ہی اور دوم شرکت بعقد ہو یعنے دونون عقد شراکت
قرار دین پس وہ شرکت مفاوضہ و عنان و صنائع و تقبل چار قسم ہے شرب پانی کا کوئی معلوم حصہ مقدار خواہ جائداد
کیلیے یا زمین وغیرہ کیلیے ہو۔ صہر۔ اسکے مشہور معنی تو خسر کے ہین ولیکن یہ عوام ہندوستان مین ہے اور اطلاق عرب
مین داماد کو بھی کہتے ہین اور سمدھیانے کے لوگ شامل ہوتے ہین پس مدار اسکا رشتہ خسر دامادی پر ہے اور تحقیق
اسکی فتاوے کے بعض مقام پر خود موجود ہے۔ صحن الدار احاطہ کے بیچ کا چک یا چوک صفہ کاشانہ جو مغربی شہرون
مین معروف ہے۔ صوبجان چوگان۔ صحرا۔ ترجمہ جنگل سہو ہے اور اطلاق فقہا ایسے میدان وسیع پر ہے جسمین نبات نہو
صاحب الشرط پس صاحب ہر ایک ایسے شخص و چیز کو بولتے ہین جو دوسرے سے کسی خاص ذریعے سے متعلق ہو جیسے
صاحب خانہ و صاحب قلم و صاحب بن و صاحب ایمان و صاحب دعوے و مدعی علیہ پس صاحب الشرط فارسی
مین داروغہ ہی اور بیان کے عرف مین کوتوال کہنا چاہیے اور اسلام مین یہ شخص نہایت متدین عالم منصف ہوتا
تھا۔ صاحب ہوی جو بلا دلیل شرعی اپنے نفس کے خوش معلوم ہوتے اور پسندیدگی سے ایک کام اختیار کرے
اگرچہ ظاہر مین وہ روزہ نماز و ذکر و تسبیح معلوم ہوتا تھا مگر مذموم ہے کیونکہ اس جاہل نے گویا دعوے کیا کہ ثواب نہ

رضائے الٰہی عز وجل کا طریقہ میری عقل خود سمجھ سکتی ہے اور یہ شیطان کا فریب اُسکے نفس کا دھوکا ہے عقل کو یہ قدرت نہین ورنہ پیغمبر نہ بھیجے جاتے اور بھیجے گئے تھے تو بدعت سے نہ ڈراتے علمار نے کہا کہ عرفہ کے روز میدانین کھڑے ہوتا جو بعض جاہلون نے عوام کو بتلایا تھا کہ حاجیون کے طریقہ پر ثواب ملتا ہے تو یہ بدعت و گناہ سخت ہے کیونکہ صحابہ وتابعین سے منقول نہین اور شرع مین کوئی دلیل نہین تو بدعت ہوا اور بدعت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب افعال سے بدتر قرار دیا ہے ۔ضان اون والی بکری ومعز بالون والی اور غنم دونون کو شامل ہے اور یون ہی شاۃ بھی کسی قسم کی ہو ولیکن شاۃ واحدہ وشیاہ جمع اور غنم جنس ہے قاموس ومحیط۔ واضح ہو کہ یہ نام اقسام کے ہین اور قسم ضان کے مادہ کو نعجہ اور نر کو کبش کہتے ہین اور قسم معز کے مادہ کو معز و نر کو تیس بولتے ہین کذا قال بحر الکارم ۔طین گیلی مٹی خواہ کہگل ظلہ بردوٹھا جس سے باہر جانیکا راستہ ہوا ور عینی نے کہا کہ ظلۃ الدار دروازہ سے اوپر مثل صفہ کے ہوتا ہے اور یہی صحیح ہے اور بردوٹھا دہلیز ہے ۔ اور ظلہ مین عمارت شرط نہین اسکا راستہ شاہرہ کو ہوتا ہے اور بیوع کے حاشیہ مین مترجم نے توضیح کر دی ہے ۔ عصیدہ۔ ایک قسم کا مالیدہ وحلوا ہے سکہ وخرما وغیرہ سے ملاکر بنتا ہے ۔عمری سابق مین گذرا عقار سوائے درم ودینار کے جملہ اموال لیکن فقہار کے نزدیک زمین و باغ ومکان غیر منقولات پر بولتے ہین عاریہ نفع کا بغیر عوض مالک کر دینا ۔عدل بمصدر انصاف ومرد عدل رہن مین وہ رہیانی عادل جسپر دونون اتفاق کرلین و شرط نہین کہ نفس الواقع عادل ہو اور شہادت وغیرہ مین عادل وہ کہ کبیرہ گناہ ہونکا مرتکب نہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرے اور صواب اسکا خطار پر غالب ہو ۔عود ۔لوٹ آنا اور پہلی حالت پر ہوجانا اور اعادہ معدوم اگرچہ محال ہے یا بسبب رفع موانع کے سابق حالت موجودہ کا ظہور ہوا ہے بہر حال پہلے وہ حالت ہوجاوے جسکا حکم یکسان ہے ۔عہدہ ذمہ قدیم نوشتہ وعقدو اُسکے ثمرات وغیرہ ۔بالجملہ اسمین اتفاق ہے کہ عہدہ کا لفظ ان معانی کے واسطے آتا ہے اور بوجہ عدم رجحان کے اشتراک تسلیم کیا گیا ہے اور جب اشتراک ہے تو مسئلہ کفالت مین کفالت بعہدہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک نہین صحیح ہے اور دلیل انکی خود ظاہر ہے کہ بوجہ اشتراک مذکور کے مراد متعین نہین ہو سکتی لہذا کفالت باطل ہوئی اور صاحبین رحمہما اللہ تعالے کے نزدیک کفالت بعہدہ صحیح ہے اور مراد اس سے ضمانت درک ہوگی ۔ اور تمام بحث کتب مین ہے اور ضمان درک سے یہ مراد ہے کہ مثلاً مشتری نے کسی بائع سے ایک غلام خریدا مگر اسکو احتمال ہوا کہ شاید کسی غیر کا غلام ہو جو استحقاق ثابت کرکے مجھ سے لے لے تو میرا ثمن ڈوب جاوے پس اس نے بائع سے ضمانت طلب کی کہ اگر ایسی صورت واقع ہو تو وہ کسی شخص کو ضامن دیوے کہ میرے ثمن تلف سے محفوظ رہے پس جو شخص ضامن ہو وہ درک کا ضامن ہوگا اور جو بیعنامہ لکھا جاوے اُسمین بیع کا عقد اور مبیع کا حلیہ اور ثمن کی نوع وصفت ووزن لکھنے اور پورے ہونیکے بعد لکھے کہ فلان شخص بن فلان جو فلان قوم کا ہے وہ مشتری کیلیے ضامن ہوا کہ ہر طرح کا درک جو مشتری کو بعد بیع کے اس مبیع مین پیش آوے تو مجھپر خلاص اسکا واجب ہے اور اسپر اعتراض ہوا کہ کفیل پر بعینہ اس غلام کا مستحق سے لیکر مشتری کو دینا واجب نہین ہے اور یہ ایسی شرط ہے جو کفیل کے امکان سے خارج ہے لہذا کفالت باطل ہوگی لہذا کہا گیا کہ یون لکھے تو کفیل پر یا تو مبیع کا خلاص کرکے سپرد کرنا واجب ہے یا اس کا ثمن واپس دینا واجب ہے اور چونکہ اسطرح کفالت سے ایک نوع جہالت ایسی ہے جو بعض علمار کے نزدیک کفالت کو باطل کرتی ہے لہذا بعض اہل شروط نے یون لکھا تو کفیل پر وہ بات واجب

ہوگی جو شرع واجب کرے و علے ہذا یہ وقت رفع ہو جائیگی حتے کہ اگر مستحق نے اجازت دی تو بیع یا نہین تو
ثمن سپرد کریگا اور تمام یہ بحث کتاب الشروط مین مفصل مذکور ہے وہان سے رجوع کرنا چاہیے اور واضح ہو کہ مین نے
شروط و نوشتہ جات کا تعلق ظاہر کرنے کیلیے اس مقام پر یہ توضیح کردی ہے فافہم واللہ تعالے اعلم۔ از انجملہ عجلہ۔
بفتحتین گردون جسپر بوجھ کھینچکے لاتے ہین اور دولاب یعنے چرخ جس سے پانی کھینچتے ہین اور کنوین کے منہ پر ایک
لکڑی رکھتے ہین اور بالکسر مشک اور ایک قسم گھاس کی ہے اور بعض شراح نے تصریح کردی کہ مسئلہ فتاوے مین
عجلہ اول معنے مین ہے۔ ولیکن ترجمہ مین جھگڑا ہو یا باعتبار حکم مسئلہ کے ٹھیل وغیرہ کو بھی شامل ہو۔ عقد در اصل
اطراف جسم مین جمع کرنا اور شرعًا عبارت از ایجاب و قبول لیکن مع اس ارتباط کے جسکو شرع معتبر رکھتی ہے اور
اشارہ سے اسکا تعین جائز نہین ہے کیونکہ وہ امر اعتباری ہے اور عقد نافذ تو اعم ہے اور لازم اخص ہے کیونکہ
نافذ ایسا عقد ہوتا ہے جسکا رفع کرنا ممکن ہے اور لازم وہ ہے جسکا رفع ممکن نہو اور نافذ سے منعقد اعم ہے چنانچہ
نکاح فضولی منعقد ہے صحیح ہے مگر نافذ نہوگا پس جہان جہان ان الفاظ کا استعمال ہو ترجمہ مین انھین الفاظ سے
لایا جانا ضرور ہے اور واضح ہو کہ ہدایہ بیوع مین فرمایا۔ البیع ینعقد بالایجاب والقبول اذا کانا بلفظی الماضی۔ اور
محشی نے ایجاب و قبول کے رکن ہونے کیوجہ سے اعتراض کیا کہ جب وہ نفس ایجاب و قبول ہے تو ینعقد سے اسکا خارج
ہونا لازم آتا ہے لہذا ینعقد بمعنے یلزم لیکر تفسیر کی کہ اے البیع یلزم بالایجاب الخ۔ اور یہ غلط ہے بدو وجہ اول آنکہ انعقاد
اعم از نافذ ہی جو اعم از لازم ہے پس اعم الاعم سے تفسیر لازم آئی جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا اور دوم آنکہ آئندہ قول
صاحب ہدایہ و اذا تم الایجاب و القبول لزم البیع مستدرک ہوگا کیونکہ محشی کے نزدیک انعقاد عین لزوم ہے
فافہم فانہ سانح نافع۔ عصفر بالضم فارسی مین بکم ہے یہان معروف کسم ہے اور ایسے الفاظ باعتبار زبان و محاورہ کے
مشتبہ ہین۔ رطبہ علینی نے کہا کہ مصر کی زبان مین بریسیم و قرطم ہے اور غایۃ البیان مین لکھا کہ رطبہ تمام قضیب کا ہی جبتک رطب
ہو یعنے نباتات کی ڈنڈی جبتک تازہ ہے اور مترجم کہتا ہے کہ رطبہ گندنا ہے چنانچہ خود فتاوے مین بعض مقام پر
تصریح کی کہ وہ کئی سال تک زمین مین رہتا ہے۔ اور بریسیم و قرطم شاید صحیح ہو جسکی کیفیت معلوم نہین ہی اور علے ہذا علک اور
علک البطم عینی نے کہا کہ بعض کا قول ہے کہ علک اسود چبانے مین روزہ ٹوٹ جائیگا اگرچہ ضرورت کیوجہ سے لاچار ہو اور
علاوہ روزے کے عورت کیلیے مکروہ نہین ہی اور مرد کیلیے مکروہ ہے اور کفایہ مین لکھا کہ سوائے حالت روزہ کے عورتون کیلیے
علک البطم مکروہ نہین ہی کیونکہ انکے حق مین یہ بجائے درک کے ہے اور مردون کیلیے اسوجہ سے مکروہ ہے کہ اسمین عورتون کی
مشابہت ہے۔ اور عینی نے اسبہدیہ و عدالی وغیرہ اقسام ورم مین کسیقدر توضیح لکھی جسکا ذکر کرنا چندان مفید نہین ہے
اور لکھا کہ آمہ وہ زخم سر ہے جو ام الراس تک پہونچگیا ہے اور تیسیر الوصول مین ذکر کیا کہ منقلہ وہ زخم ہے جس سے
چھوٹی ہڈیان ظاہر ہو جاوین اور حواسے بعض نے کہا کہ سپید گندم اور شرح سنن ترمذی مین نقی کو بنون و قاف
یعنے حواسے لکھا اور یہ سپیدہ ہے ولیکن اصل فتاوے مین رومی و حواری و خشکار تین قسم گیہون کے لکھے ہین پس
صواب یہی مذکور اول ہے یعنے گندم سپیدہ اور رومی گندم سرخ ہے اور جس نے ممارست فقہ سے بہرہ پایا ہے وہ

جانتا ہے کہ یہی صحیح ہے اور جانتا ہے کہ یہی فقہاء کی مراد ہے واللہ اعلم اور صراح مین لکھا کہ ملاءت چادر۔ وقال العینی عصفر
وہو زہر القرطم ۔ یعنے کسم کے پھول ہین جیسا ترجمہ ہے اور لکھا کہ جنایت فقہاء کی اصطلاح مین ایسے جرم پر بولتے ہین جو نفوس
واطراف مین واقع ہو۔ اقول یعنے اگر قتل نفس ہو تو جنایت ہے اور اگر کسی عضو مین اُسنے زخم وغیرہ پہونچایا تو یہ بھی جنایت ہے
مین کہتا ہون کہ اخص اصطلاح انکی قتل وجنایت ہے اور مجازاً اموال وحیوانات پر بھی تعدی کو جنایت مالک پر بولتے ہین
وقال العینی قول الفقہاء ظلة الدار یریدون بہا السدة التی فوق الباب۔ اور لکھا کہ تبر سب وہ ٹکڑا جو کان سے
نکالا گیا ہو۔ اقول اور نقرہ جب وہ گلایا گیا ہو اور مصوغ جب ڈھالا گیا ہو۔ از انجملہ عطب فی قولہم عطبت الدابة
قال العینی وغیرہ سے ہلکت اور ضمان امین جب ہی ہے کہ سواری کیوجہ سے یا لادنے کیوجہ سے ہلاک ہوا ہو۔
اور قہستانی نے نقل کیا کہ تبر سونا وچاندی جبتک سکہ نہون اور بعد سکہ کے عین ہین اور کبھی پیتل تانبے لوہے پر بھی
بولتے ہین ولیکن زیادہ خصوصیت اسکو سونے سے ہے۔ اقول صواب وہی ہے جو عینی رہ نے بموافقت اہل اللغة
ذکر کیا ہے مگر آنکہ کوئی تصریح اصطلاح فقہاء کی معلوم ہو۔ از انجملہ عرض کا لفظ لغت مین سوائے روپیہ واشرفی کے
باقی ہر طرح کے اسباب ومال کو کہتے ہین جیسا کہ صراح ومغرب وغیرہ مین ہے اور فقہاء کی اصطلاح مین روپیہ واشرفی واشیائے
ماکول وملبوس کے علاوہ صرف اسباب واموال منقولہ کے ساتھ خاص ہے اور اسیوجہ سے مترجم نے ہر جگہ عرض یا عروض
لکھدیا۔ تنبیہ۔ جہان مترجم نے اسباب لکھا ہے وہ ایک خاص اصطلاح پر عروض کا ترجمہ ہے اسکو یاد رکھنا چاہیے
از انجملہ عقار کہ اصل لغت مین زمین ودرخت ومتاع پر بولتے ہین کما فی الصحاح وغیرہ اور شرع مین زمین جس پر
عمارت ہو یا نہو اور عمادیہ مین ہے کہ عقار فقط اسی زمین کو کہتے ہین جسپر عمارت ہو اور بعض نے اسکو قبول نہین کیا
کیونکہ عمارت کی شرط عقار مین نہین ہے۔ اقول صحیح ہے اسلیے کہ عقار ودار کو معطوف لاتے ہین اور کبھی زمین کھیت
وغیرہ کو عقار بولتے ہین پس ضرور ہوا کہ دار کو عمارت کے ساتھ مخصوص لیا جاوے سواد عراق جیسا کہ صراح وغیرہ مین آیا ہے
وہ حدیثہ الموصل سے عبادان تک اور عذیب سے حلوان تک ہے اور سواد البلد اسکے قریہ کہلاتے ہین کما فی القاموس
عتق آزادی اور فروع عتق سے مراد مدبر کرنا مکاتب کرنا۔ اور ام ولد بنانا۔ عطن وہ کنوان جس سے ہاتھون کھینچکر
پانی لیتے ہین اور ناضح وہ ہے جس سے بیل واونٹ وغیرہ سے بھرتے ہین۔ اور بعض نے کہا کہ بیر وعطن وہ ہے جسکے
گرد جانورون کو سیراب کرکے آسایش دیتے ہین اور مراد ایک ہی ہے۔ غزل بغین منقوطہ کاتنا اور سوت۔ اور
اگر کہا کہ تیرا غزل نظر آوے تو غلام آزاد ہے یا تجھپر طلاق ہے مقام تردد ہوگا بخلاف اسکے تیرے غزل سے نفع لون تو غلام آزاد کہ یہان سوت متعین ہے
غیضہ صراح وغیرہ مین معانی مذکور ہین اور صواب وہی ہے جو ترجمہ مین لکھا گیا کہ گھنا نرکتون کا جنگل مراد ہے اور حاشیہ پر بعض لغات سے اسکی تصحیح کردی ہے
غصب فقہاء نے لکھا کہ حکم اسکا اثم ہے یعنے دوزخ کا استحقاق اگر جان بوجھکر غیر کا مال لے لیا ہو وعلی ہذا تاوان یعنے اسکا پھیر دینا کار انکا جبتک
توبہ نکرے۔ غیبت غائب ہونا اور یون ہے اگر دام یا چیز دونون کے قریب موجود ہو مگر دونون اسکو نہ دیکھتے ہون تو
غائب ہے اسیطرح جو متعین کرنے سے متعین ہو سکتی ہے جیسے اناج مثلاً تو اسکو جبتک متعین یا اشارہ نکرین وہ دین ہے عین نہین ہے
اگرچہ قریب موجود ہو اور غیبت منقطعہ کا ترجمہ اسی لفظ سے لازم ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ یہ اصطلاح جیسے لغت سے بحسب المعنی مختلف ہے

ویسے ہی بحسب مقام مختلف ہے چنانچہ باب نکاح مین اقرب ولی کی غیبت منقطعہ کیوقت اس سے نیچے والے درجہ کا ولی
مختار ہوجاتا ہے تو غیبت منقطعہ سے اس مقام پر اصح یہ ہے کہ اتنی مدت کی آمد ورفت کی دوری مراد ہے کہ عقد کی خواہش
کرنیوالا اتنے دنون انتظار نہ کرے اور بعض نے کہا کہ تین روز کی مدت سفر جس سے قصر جائز ہوتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ قصر کے
واسطے تو مسافت معتبر ہے حتے کہ ریل جو اس زمانہ مین بہت تیز رفتار ہے بلحاظ مسافت کے قصر کا جواز ہے اگرچہ تین روز نہ لگین اسوجہ سے
کہ مسافت مذکورہ جواز کیلیے اوسط رفتار سے معتبر تھی اگرچہ تیز رفتار سے یا شب وروز چلنے سے اتنے روز کی راہ نہو تو
تو جیسے تیز رو اور شب وروز رفتار کا اعتبار جانور مین نہ رہا ویسے ہی ریل مین نہوگا۔ بخلاف مسئلہ نکاح کے کہ یہان وقت کے
لحاظ سے ہے پس جبتک معلوم نہو حق کا منتقل ہونا نچاہیے واکثر فقہاء نے کہا کہ ایک مہینہ کی راہ غیبت منقطعہ ہے اقول
اس زمانہ مین ریل کے سفر سے تین روز مین طے ہوتا ہے پس باب نکاح مین تامل سے فتوے دینا واجب ہے اور شرح طحاوی
مین امام محمدؒ سے پچیس مرحلہ مذکور ہے اور دوسری روایت مین بیس مرحلہ اور ظاہر ہے کہ مرحلہ کے سہل و دشوار گذار ہونے سے
تفاوت ہوگا اور بعض نے کہا کہ غیبت منقطعہ یہ کہ سال مین آمد ورفت قافلہ کی وہان سے صرف یکبار ممکن ہو اور اسی کو
قدوریؒ نے اختیار کیا ہے۔ اقول اس قول کا آمد ورفت کا اعتبار کیا اور اس زمانہ مین ریل پر آمد ورفت باوجود بہت دوری کے
جلدی ممکن ہوگی۔ اور بعض نے کہا کہ غیبت منقطعہ سے غائب وہ شخص ہوگا جسکا پتہ ٹھیک نہو اسطرح کہ شہرون مین
مارا مارا پھرتا ہو کہین قیام نہ رکھتا ہو یا بالکل پتہ معلوم نہو اور اسی کو سغدیؒ نے اختیار کیا ہے از انجملہ غش یعنے میل بالکسر
ہے اور غش بالفتح لغت مصدر ہے اور مراد اس سے پیتل یا تانبے وغیرہ کا میل درم و دینار مین اور اناج کے ساتھ پانی وغیرہ کا
میل کیونکہ حدیث من غش فلیس منا کا سبب اناج کے اندر پانی وغیرہ کا میل تھا اور فقہاء جہان غلبہ غش وغیرہ بولتے
ہین وہان کوئی جرم عین کے آمیزش کا غلبہ مراد لیتے ہین فافہم۔ غلہ جب درمون کے ساتھ بولتے ہین تو مراد ہر قسم کے
کھوٹے کھرے و میل و بے میل کے درم ہین اور اکثر اُنکے ساتھ مخصوص ہے جنمین میل ہو بدون خالص کے اور جب
کہتے ہین کہ غلۃ الدار یا غلۃ الوقف تو منافع وقف و کرایہ مکان وغیرہ مراد ہوتی ہے پس معنے غلہ سے اسی طرح ہین
غبن فاحش و غبن یسیر و قولہم یتغابن الناس یعنے یتحمل الناس۔ لوگ اسکو اُٹھا لیتے ہین اور یہ اسقدر ہے کہ سب
اندازہ کرنیوالے نہین بلکہ بعض لتنے کو اندازہ کرین اور مراد اندازہ کرنے والون سے وہ لوگ جنکو اسمین بصیرت ہو
اور یہ نہین کہ مثل خریدار کے ہون اور یہ علیؒ وغیرہ نے کہا کہ غبن یسیر یہ ہے کہ ایک آدمی مثلاً نو درم کو اور ایک دس
کو اندازہ کرے اور اگر کوئی دس کو اندازہ نہ کرے تو غبن فاحش ہے اور اسی پر فتوے دیا جاوے کذا فی فتاوی الصغری
اور یہی صحیح ہے اور یہ ایسی چیزین ہے جسکے دام شہر مین معروف نہون ورنہ ایک پیسہ بھی غبن فاحش ہوگا کذا فی المحیط
اس سے معلوم ہوا کہ اس لفظ کے ترجمہ مین اشکال ہے۔ غلو۔ ایک چیز مین حد سے تجاوز کرنا پس مبتدع غالی وہ ہے
کہ توحید کی حد سے تجاوز کر کے شرک مین چلا جاوے۔ مجموع النوازل مین ہے کہ اگر کسی مومن نے ایسے شخص کو قتل
کر ڈالا جو حضرت خلیفہ اول و خلیفہ دوم رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتا تھا ایسے لفظ سے جو عرف مین توہین ہے یا اُن پر
لعنت کرتا تھا تو قاتل پر قصاص نہوگا کیونکہ قاتل نے ایسے شخص کو قتل کیا جو کافر تھا کیونکہ حضرات شیخین کو بُرا کہنا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف عائد ہوتا ہے اور لعنت کرنا اور برا کہنا ایسے کلام کو کہتے ہین جس سے کسی آدمی کی آبرو مین عیب لگے اور اسمین اختلاف ہے کما فی الخلاصۃ۔ فیئ الزوال سایہ چیز کا جو وقت آفتاب ڈھلنے کے شروع ہوا اور فیئ الغنیمۃ مما افاء اللہ علے رسولہ جو بغیر قتال حاصل ہوا اور تمام تفصیل فتاوے مین ہے۔ فنک وفنیکتین وہ دونون اُن بالون کے جو نیچے کے ہونٹھ کے بیچ سے ڈارھی تک ہوتے ہین جسکو عنفقہ کہتے ہین۔ فار موش چوہا اور بتشدید الرا بھاگنے والا اور اصطلاح فقہا مین جو شخص مرض الموت مین جورو کے ساتھ ایسا فعل کرے جس سے لازم آئے کہ وہ عورت کی میراث سے بھاگتا ہے۔ فرس گھوڑا لیکن عربی زبان مین یہ اسم جنس ہے کہ مادہ گھوڑی پر بھی بولا جاتا ہے خواہ عربی ہو یا نہو اور امام محمدؒ سے ایک روایت ہے کہ وہ عربی مخصوص ہی کما فی المغرب لیکن فتاوے ذخیرہ وشروط فتاوے ظہیریہ وغیرہ سے ظاہر ہے کہ وہ عربی سے مخصوص نہین ہے اور خیل کا لفظ بلا خلاف سب قسم کو شامل ہے۔ فقیر اصطلاح فقہا مین وہ شخص جسکے پاس مال ہو مگر اتنا نہو کہ نصاب زکوۃ پورا ہو جاوے یعنے فقیر وہ ہے جسکے پاس زکوۃ واجب ہونیکے لائق مال نہو اور مسکین وہ ہے جسکے پاس کچھ مال نہو یہ ہمارے فقہاء حنفیہ کے نزدیک ہے اور بعض فقہا نے کہا کہ مسکین کے پاس مال نہونا شرط نہین ہے کقولہ تعالے واما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر پس مساکین انکو فرمایا جنکے پاس کشتی موجود تھی اور تحقیق اسکی مترجم کی تفسیر مین ہے واللہ المنعم والموفق والمعین۔ فوت۔ مقدمہ باب فنا مین گذرا فورے علے الفور وفی الفور جیسے مسئلہ وجوب حج علے الفور مین ہے ابن الاثیرؒ نے نہایہ مین کہا کہ فور ہر چیز کا اُسکا اول ہے اور شریعت مین کسی فعل کو اسکے اول اوقات امکان مین جلد ادا کرنا اور مترجم کہتا ہے کہ علے ہذا جسکے پاس محرم مین حج واجب ہونیکا سامان جمع ہو گیا تو اسپر اسی مہینہ مین حج ادا کرنا فرض نہین کیونکہ یہ اوقات حج نہین ہین بلکہ فوراً اسکے حق مین اسی سال کے ختم کا ذی الحجہ ہے۔ فواکہ جمع فاکہہ ایسی چیزین بطور مزہ اُٹھانے وذائقہ لینے کے کھانا جیسے غذا یا دوا کرنا مقصود نہو اور سرخسیؒ نے کہا کہ بطیخ یعنے خربزہ فواکہ مین سے نہین ہے حتے کہ جس نے قسم کھائی کہ فواکہ نہ کھاؤنگا پھر اُسنے خربزہ کھایا تو قسم نہ ٹوٹیگی علے قول السرخسی رحمہ اللہ۔ فراش دراصل بچھونا اور کنایہ عورت سے جو اولاد کی خواہش سے مرد کا بچھونا ہوتی ہے اور اصطلاح فقہا مین جو کپڑا اچھا یا ہوا ہو یا بوریا وغیرہ ہو۔ قرام بقاف پردہ رقیق باریک اور اکثر لٹکایا جاتا ہے قرنا رسنگھہ و ہر چیز جو تُرہی کے طور پر پھونکتے ہین قریہ کبھی مقابل بدو کے آتا ہے کما فی قولہ تعالے وما ارسلنا من قبلک الا رجالا من اہل القرے الآیۃ۔ اور کبھی شہر کے مقابل آتا ہے جیسے یہ مدینہ ہے قریہ نہین یا یہ شہر ہے قریہ نہین ہے اور کبھی شہر کو کہتے ہین کما فی قولہ علے رجل من القریتین عظیم یعنے مکہ و مدینہ اگر کہا جاوے ہندوستان مین ایک چھوٹا قصبہ کہلاتی تو مترجم کہتا ہے کہ فقہی احکام مین اگر وہان کی ضرورت سے قاضی و نائب ہو و حدود شرع جاری ہون تو وہ شہر کے حکم مین ہے اور اگر ایسا نہو تو قریہ ہے اور اس زمانہ مین صواب یہ ہے کہ لوگ قصبات مین جمعہ و جماعات قائم کرین۔ قول کہنا و گفتگو اور بعضے شراح نے لکھا کہ لفظ جہر پر دلالت کرتا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ نہین بلکہ قول کبھی دل ہی دل کی بات کو کہتے ہین کما فی قولہ تعالے قال انتم شر مکانا واللہ اعلم بما تصفون۔ بدلیل قولہ تعالے لم یبدہا لہم اور چونکہ قراءۃ بھی قول ہے لہذا قراءۃ نفسی مترجم کے نزدیک دل ہی دل مین ہے اور اسی سے اسکے نزدیک

نماز جہر یہ مین قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے احادیث اسی قراۃ نفسی پر بلا تکلف محمول ہین اور اسیطرح التحیات کے
بارہ مین تعلیم فرمایا کہ قل التحیات للہ والصلوات الخ باوجودیکہ اسکی قراۃ جہر سے نہین ہوتی ہی فافہم فانہ سلخ عزیز
قیمت کسی چیز کی مالیت بدرم و دینار کسی اندازہ کرنیوالے کا اندازہ ہے جو اس چیز کے مساوی ہوتی ہی بخلاف ثمن کے کہ وہ
کبھی زائد کبھی کم ہوتا ہی ذکرہ غیر واحد من الشراح پس ثمن کا ترجمہ قیمت سے غلط ہے اور اس سے اصلی حکم مین بڑا فرق
پڑجائیگا فافہم۔ قصب نرکل اور قصب معمولی نرکل کی چٹائی ہوتی ہے نہ اور چیز۔ قرطالہ ٹوکرا و قد ذکرت فی الترجمہ
مافیہ کفایۃ اور عرجون کی نسبت بعض نے لکھا کہ شاخون کی ٹوکری ہوتی ہی والصواب ما فی الترجمۃ یعنی قسم۔ مترجم
نے اسکی علے البتات کا ترجمہ لکھا ہی اور اس سے مراد یہ ہی کہ علم پر قسم ہو کیونکہ جیسے مثلاً کوئی کام خود کیا وہ قطعی جانتا ہے
اور دوسرے نے اس سے جانا ہے تو وہ علم پر قسم کھاوے۔ قوم۔ واضح ہو کہ قوم کا لفظ فقط مردون کے ساتھ مخصوص ہے
اگرچہ وہ سب کو شامل ہوگا یہ یاد رکھنا چاہیے۔ قناع پردہ۔ خوشہ خرما و احمر قانی سخت سرخ۔ اور یہ مختلف مقامات مین
اپنے اپنے موقع پر آیا ہے شاۃ قنیہ جو بکری پالنے کیلیے ہو وقد جاءت فی البیوع۔ کتم۔ جسکو ہم لوگ کٹنب کہتے ہین
کفالت لغت مین ضم و ضمان ہی کما فی القاموس اور تعدیہ بباء ہی پس مکفول بہ قرضہ ہے اور عن سے تعدیہ مدیون
کیلیے یعنے مکفول عنہ قرضدار ہی اور علامہ نسفی رح نے کہا کہ کفالت بالنفس مین بھی یہی کہتے ہین ولیکن امام اسبیجابی رح نے
کہا کہ اسپر مکفول بہ فقط بولتے ہین اور قرضخواہ کیلیے لام سے پس مکفول لہ وہ قرضخواہ ہے جسکے واسطے کفالت
کیگئی اور اسی کو طالب بھی کہتے ہین اور جو ضامن ہوا وہ کفیل ہے اگرچہ عورت ہو یعنے کفیلہ نہ بولینگے جیسا کہ مغرب
وغیرہ مین مصرح ہی یہ تو لغت ہے اور شرع کی اصطلاح مین اپنا ذمہ دوسرے کے ساتھ ملانا براہ مطالبہ یعنے کفالت سے
غرض اصلی یہ کہ مطالبہ جیسا اصیل سے ہوگا ویسا کفیل سے ہوگا اور براہ قرضہ نہین ہوتا یعنے یہ غرض نہین ہوتی کہ جیسے
اصیل پر قرضہ ہے ویسے ہی کفیل پر ہوگیا کیونکہ قرضہ متعدد نہوگا اور ذمہ لغت مین عہدہ ہے پھر مجازاً اس کو نفس
و ذات کیلیے استعارہ کیا پس یہ جو کہتے ہین کہ اسکے ذمہ واجب ہوا تو مراد یہ کہ اسکی ذات پر واجب ہوا اور یہ پوری
بحث اصول مین ہے اور مسئلہ فلان میرا آشنا ہے یا فلان آشنا ہے براہ لغت فلان کفیل نہوگا مگر عرف سے کفیل ہوجائیگا
اور اسی پر فتوے دیا جاوے کذا فی المضمرات اور مترجم کہتا ہی کہ ہمارے عرف مین بالکل کفیل نہوگا اور اسی پر فتوے
دیا جاوے کیونکہ اس سے اطمینان ہی نہ ذمہ داری مسئلہ ما ذاب لک علیہ یعنے جو تیرا اسپر ثابت ہوا اور مترجم کہتا ہے
کہ جو تیرا اسپر نکلے۔ یہ بھی اسی کے مثل صحیح ہی۔ مسئلہ پیچھا پکڑ لگیا کفیل و قرضخواہ نے اسکی ملازمت اختیار کی۔ ملازمت
اصل مین شدت سے مطالبہ ہی کہ اس سے جدا نہین ہوتا ہی اسکے ساتھ لازم ہوگیا اور صورت اسکی یہ ہوتی ہے کہ طالب
اسکے ساتھ ہوگیا جہان جاوے ساتھ جاتا ہی۔ مفلس وہ ہے جو فلس والا ہوگیا یعنے پہلے روپیہ اشرفی والا تھا اب
کوڑیون و پیسے والا ہوگیا پھر مطلق محتاج فقیر کو کہنے لگے اور مفلس بتشدید لام وہ شخص ہے جسکے واسطے قاضی نے
یہ حکم دیا ہو کہ یہ مفلس ہے تا کہ کوئی اسکے ساتھ معاملہ نہ کرے اور کوئی اسکو قید کے لیے نہ لاوے۔ کفو برابری مساوات
اور شرع مین مخصوص امور مین مساوات ہے اور قریش کے ساتھ دیگر عرب عجم والے کفو نہین ہین تو سلطان بھی ایسی عورت کا

کفو نہین جو سید ہے ولیکن فتاوے محیط وغیرہ مین ہی کہ عالم مرد عورت علویہ کا کفو ہے کیونکہ شرف علم نسب سے زیادہ ہے
کاریز۔ فقہاء کے نزدیک پانی کا راستہ جو زمین کے نیچے نیچے ہو اور جب کھلا ظاہر ہو تو عین وچشمہ و نہر ہے اور جدول
پتلی نالی پھر اس سے بڑی ساقیہ پھر نہر ہے فافہم فانہ نافع جدا از انجملہ کرباس کہ بعضون نے ٹاٹ ترجمہ کیا اور یہ سہو ہے
بلکہ وہ سوتی کپڑا ہی اور اس سے بڑھکر ریشمی قز ہوتا ہی مگر میلا اور اس سے اعلےٰ ریشمی ہی صاف کیا ہوا اور دیباج بہت گران
ہوتا ہے صرح بہ بعض الشراح۔ کراع۔ اسم جماعت خیل کا اور کراع پایہ گوسپند ومعانی دیگر۔ وقولہم الکراع والسلاح
گھوڑے وہتھیار۔ کماۃ شرح وقایہ مین ہی کہ حشیش ایسی گھاس جسکی ساق وڈنڈی نہو اور عامہ لغات مین خشک ہونا لکھا ہی
اور تر کو کلاء کہتے ہین اور کماۃ کو لکھا کہ وہ نبات نہین ہی بلکہ زمین مین ایک چیز رکھی ہوئی ہے اقول غالبًا وہ ہے جسکو چھتری
بولتے ہین اور اس سے علاج بعض روایات مین مذکور ہی کیش سابق مین تفصیل گذری۔ کتابت مصدر کاتب عبدہ یعنے
مکاتبت کے معنے مین ہی جیسا کہ اساس مقدمہ مین ہی اور امام راغب نے کہا کہ کتابت خریدنا غلام کا اپنی جان کو اپنے مولے سے
بعوض اس مال کے جو اپنی کمائی سے ادا کریگا اور شرع مین آزاد کرنا مملوک کو باعتبار ہاتھ کی کمائی کے فے الحال اور
باعتبار رقبہ کے وقت ادائے مال کے۔ کراہت جو مکروہ ہے امام محمدؒ کے نزدیک حرام ہے اور بدعت اسکا مرادف ہے
اور شیخین کے نزدیک اقرب بحرام ہی اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ جسکے جواز کی دلیل ارجح ہو تو اسکو لا باس بہ بولتے ہین
یعنے اسمین مضائقہ نہین ہی اور اسی سے کہا گیا کہ لا باس مین باس ہے اور ذبائح الھدایہ مین ہی کہ جو حلال ہو اسکو لا باس بہ بولتے
ہین اور جو حرام ہو اسپر مکروہ بولتے ہین اور یہ اُس مکروہ کا حکم ہے جسکو تحریمی کہتے ہین اور تنزیہی اقرب بحلال ہے اور
واضح ہو کہ شاید مراد امام محمدرح کی فعلی تفسیر ہے کیونکہ فعل مین حرام ومکروہ تحریمی یکسان ہے اور فرق معنوی ہے
اور بھی جاننا چاہیے کہ بعض ابواب مین حرام ومکروہ تحریمی مین کچھ فرق نہین ہی جیسے نکاح ہذا الملتقط من الشروح۔
مسئلہ سیری تک کھانا مباح ہے اور اس سے زیادہ حرام اور طفل مذکر کو حریر ودیباج پہنانا مکروہ ہے اور مفضض و
مذہب کا استعمال جائز ہے وفیہ نظر حرف کلما۔ اقوال مین قیل ہرگاہ قیل ہر وقت وقیل ہر زمان۔ اور مترجم نے
کہا کہ ہر بار۔ اور قہستانی نے لکھا کہ یہی مختار ہے اقول شرح رضی وغیرہ سے تائید پائی جاتی ہے۔ پھر مترجم
کہتا ہے کہ اصل مین ایک وضع کا واقع ہونا مقصود ہے تو معنے قولہم کلما کان کذا کان کذا۔ ہر بار جب ایسا
واقع ہو تو ایسا ہوگا جیسے ہر بار کہ سورج نکلے تو دن ہوگا اور ہرگاہ وہر زمان اسکو لازم ہین لیکن اصلی مقصود
جگہ وزمانہ نہین ہے بلکہ یہ وضع ہے۔ کرم باغ انگور اور فقہاء کے استعمال مین کبھی عام باغ انگور کو کہتے ہین اور کبھی
ایسی زمین کو جسکے گرد چار دیواری ہو اور اسمین فقط انگور کے درخت ہون اور یہی معروف ہے اور کرم اور بستان
مین فرق یہ ہی کہ بستان کے گرد چار دیواری تو ہوتی ہے مگر اسمین متفرق اقسام کے درخت ہوتے ہین اور زمین
قابل زراعت ہوتی ہے اور حائط عرب مین نخلستان خرما ہے کہ رواج کے موافق اسکے گرد چار دیواری کر دیتے
تھے کنیسہ۔ کلیسا معبد یہود یا عموماً کفار یعنے مٹھ وغیرہ کما فے القاموس یا کنشت معبد یہود۔ کوہ۔ واضح ہو کہ
سینچنے کیلیے نہرین دریاؤن سے جاری کیجاتی ہین اور اس نہرین جا بجا پیداوار دہانہ ہوتے تھے پس جس شخص کو

پانی کی ضرورت ہوئی اُسنے اپنی زمین و باغ کا دہانہ کھول لیا کہ پانی جاری ہوگیا اور اگر نہر صغیر ہے تو ہر ایک باری
باری کے مقرری ایام میں پانی لیتا تھا پس اس دہانہ کو کوہ کہتے ہیں اور انہار کئی قسم کے ہیں ایک قدرتی جیسے گنگا و
جمنا وغیرہ اور دوم سلطانی جو بادشاہ و امام وقت کے مصلحت سے کھودی گئی اور اسمیں تمام مسلمانوں کا حق ہے اور
انھیں کی رسلے سے اسکا پانی بطور خراج ہوگا یا مقاسمہ اور بادشاہان کفر کے انہار اسی خراج میں شامل ہیں اور سوم
جو کسی عام نے کھودی اور یہ قریب نہر اعظم و سلطانی ہے اور چہارم نہر خاص ایک قوم کی مگر اسقدر کثیر ہیں کہ داخل شمار نہیں
اور بعض مقامات پر مذکور ہوچکا کہ غیر داخل شمار (یہ لوگ ١٢) جب سئو سے زیادہ ہوں اور بعض نے اسکے سوا لے تفسیر کی - پنجم نہر خاص
جو قوم داخل شمار ہے مثلاً بقول مذکور تعداد یا کم ہوں ششم نہر اخص جو ایک شخص کی ہو اور یہاں ہر ایک کی احکام و
تفصیل ہے - گو بر ترجمہ سرگین واو پر تفصیل گذری - لوز بادام و لوزینہ قسم حلوا جسمیں لوز مع میوہ جات ہوں - لینہ القمیص
خشک پیراہن کو کھمر و گھنڈی - لیطہ چادر - حرف لو کلام فقہا میں اکثر ایسے پیرایہ سے آتا ہے کہ تصریحات نحو کے موافق
حکم میں تغیر ہوتا ہے حالانکہ حکم شرط و جزا کا ہے پس معنے وغیرہ کے اشارات سے لو کبھی بمعنے ان ہوتا ہے جیسے جواب جملہ اسمیہ
مصدر بفا ہوتا ہے اگرچہ معنے الاصل ماضی بلام ہونا چاہیے یعنی لہذا ایسے مقامات پر اسکا ترجمہ حرف شرط سے کرنا
چاہیے فافہم فانہ نافع ایسے ہی حرف علے - کبھی شرط کیلیے آتا ہے اور کلام فقہا میں بکثرت شائع ہے مثلاً تزوجہا علے
ان لا یخرجہا اور کبھی اردو میں بھی بولتے ہیں کہ اسپر اس سے نکاح کیا کہ اسکو اسکے وطن سے باہر نہ لیجائیگا اور مراد شرط
ہے یعنے اس شرط پر کہ الے آخرہ پس عینی و چلپی وغیرہ نے تصریح کردی کہ فقہا اسکو ایسے معنے میں استعمال کرتے ہیں
کہ جس سے سمجھا جاوے کہ مابعد شرط ماقبل ہے پس حاصل معنے کی راہ سے اسمیں اور ان حرف شرط میں کچھ فرق نہیں ہے کہ
وہ شرط پر داخل ہوتا ہی اب میں کہتا ہوں کہ یہ زبان عربی کیلیے ہے اور اردو میں جو مثال مذکور ہوئی اُس سے اردو زبان کے
حرف پر یا اسپر کا قاعدہ مستخرج ہو سکتا ہے - ولیکن میری غرض یہ تنبیہ ہے کہ اکثر ایسے مقام پر میں نے تصریح کردی ہے
کہ اس شرط پر کہ الے آخرہ - مجوس معرب میر گوش مثنی نبوت اور روایات و آثار میں مجوس اُن مشرکوں میں ہیں جو بد تر
مشرک ہیں اور آثار میں ہے کہ معتزلہ وغیرہ جو لوگ اسلام کا نام لیکر اس امر کے قائل ہیں کہ ہم لوگ اپنے افعال کے خود خالق ہیں
وے اس امت کے مجوسی ہیں اور صحیح ثابت و متفق علیہ ہے کہ مجوس کے ساتھ وہ معاملہ کیا جاوے جو بت پرستوں سے
ہوتا ہے حتے کہ انکا ذبیحہ جائز نہیں ہے اور شہرستانی نے ملل و نحل میں لکھا کہ یہ ایک قوم تھی جنکو آسمانی کتاب
دیگئی تھی مگر اُنھوں نے بعد زمانہ کے اسمیں تبدیل و تحریف کی پس اللہ تعالے نے اسکو سب قوم سے اُٹھا لیا
اور صحیح کو یہ لوگ ویسے ہی رہگئے اور شیطان نے انکی محرف کتابوں میں ناپاک مسائل لکھدیے جیسے ماں سے
نکاح کر لینا اور بیٹی سے نکاح کرنا اور صواب یہ ہے کہ مجوس بھی قوم زردشت آتش پرست ہے جنکے یہاں یہ
سب باتیں جائز ہیں اور یہ دو خدا کے صاف صاف قائل ہیں نیک کاموں کا پیدا کرنے والا یزد کہتے ہیں
اور بد کاموں کا پیدا کرنے والا شیطان یا دیو کہتے ہیں اور مطلب انکا یہ ہے کہ آدمی کے اندر اسی کے ہاتھوں سے
گویا بواسطہ اسباب ظاہری کے نیک افعال یزد پیدا کرتا ہے جیسے زمین کے اندر سے بواسطہ منیہ و تخم کے کھیتی وغیرہ

اور اسیطرح شیطان کے پیدا کرنے کے قائل ہین پس اکابر سلف صالحین نے اسپر تشنیع کی ہے اور عجیب کہ ہمارے زمانہ مین
معتزلہ و روافض و خارجی فرقے تو خود اپنے آپ پیدا کرنے کے قائل ہین بلکہ عموماً مسلمان بھی نظر رکھتے ہین اللہم غفرانک
اعوذ بک من الشرک ۔ مبارأة ۔ یہ کہ دونون مین سے ہر ایک دوسرے کو بری کرے یعنے دو آدمیون مین معاملہ تھا
ہر ایک نے دوسرے سے اپنے حقوق کا سمجھوتا کر لیا پھر ایک نے دوسرے کو کہدیا کہ تو میرے تمام حقوق سے جو کچھ
اسوقت تک بھول چوک کے ہون بری ہے یا جان پہچان کر بری کر دیا اور اسیطرح عورت سے مبارأة کرنا اسی معنے مین
ہے ۔ کہا گیا کہ مبارأة بالف بعد را ہے اور مطرزی نے کہا کہ برارت سے مشتق ہے تو ہمزہ چھوڑنا خطا ہے ۔ ماجن
جیسے مفتی ماجن وہ شخص کہ جسکو یہ پروا نہ ہو کہ اسنے حیلہ گری سے کیا شرارت سکھائی کذا فی المغرب ۔ مشمش زرد آلو
مجنون مقابل عاقل ۔ سکران مقابل صاحی ۔ مغمی علیہ مقابل مفیق ۔ مثمر مقابل ضمان ۔ قباے محشو جسکے تہ مین بھراؤ
ہو ۔ مقنعہ زیور معروف ۔ ملحفہ چادر از لحف پیچیدن ۔ ملازمت و مفلس کا بیان ہو چکا ۔ ملاعبت جورو سے خوش باشی
کرنا ۔ مجوزہ و منقسم و منتشر ہو ۔ مشجوج جسکو زخم شجہ پہونچا ہو ۔ فاعل شاج کہلا دیگا ۔ مثلث سہ گوشہ و قسم شراب
معروف ۔ مصلیہ بھونی ہوئی گوشت کی بوٹی ہو یا اور چیز ۔ مقلیہ بھونے ہوئے گیہون کے دانہ ہون و اناج
وغیرہ ۔ مذنب م ذ ن ب ۔ کیری جو دم کی طرف سے گدرانا شروع ہوئی ہو ۔ مفہوم مخالف بیان حکم جن شرائط
پر ہے اگر شرائط بغرض تقیید ہون تو اونکے خلاف شرائط پر خلاف حکم ہوگا پس ہمارے نزدیک اصول مین اسکا
اعتبار نہین ہے اور فروع مین شارح وقایہ وغیرہ نے لکھا کہ معتبر ہے بلا خلاف و لیکن صاحب قنیہ نے اجارات
مین لکھا کہ معتبر نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ معتبر ہے مگر اکثری نہ کلی جیسا کہ صاحب نہایہ نے حدود مین تصریح کر دی ہے
مکعب ایک قسم کا جوتے کا ہوتا ہے پاؤن و ساق کے بیچ کی ہڈی تک یعنے ٹخنہ تک اور کعب کھیل بھی ہوتا ہے مراد اول ہے
مفضض اور مذہب جسمین عین چاندی و سونے سے پتر وغیرہ جڑکر خوبصورت کیا جاوے اور سیف مفضض جسکے
قبضہ پر چاندی پتر سے چڑھی ہو اور پانی سے ملمع نہووے اور قدح مفضض جسکے کنارے پر حلقہ یا جوڑ چاندی سے ہو اور
اصح یہ ہے کہ مقام چاندی کو منہ سے نہ لگاوے اور سابق مین قنیہ وغیرہ سے مذکور ہوا کہ جائز ہے مگر روایت معتبر
نہین ہے ۔ مضامین وہ نطفے ہین جو نرون کی پشت مین ہین پس اگر کسی نے فلان شخص کے چوپاؤن کے مضامین خریدے
تو باطل ہے اور اگر جفتی کھائی نر و مادہ نے تو اسکا فروخت و خرید کرنا بھی باطل ہے اور یہ ملاقیح ہین کہ باردار جفتی سے
اسکو موجود ہوا تو قرار دیا ۔ منصف قسم شراب ۔ معازف بعین مہملہ و زاے منقوطہ جمع معزف و قسم طنبور جسکو اہل یمن
بناتے ہین ذکرہ فی المغرب اور قہستانی نے کہا کہ جسنے یہ گمان کیا کہ وہ آلہ لہو ہے جیسے مزمار وغیرہ تو غلط کیا اور صواب
یہ ہے کہ فقہا کے کلام مین جہان لفظ معازف بلفظ جمع مذکور ہے وہان معزف کو غلبہ دیکر آلات لہو و لعب کو اسمین
شامل کرکے معازف جمع کر دیا پس مراد معزف بربط و طنبور و مزمار صنج یعنے چنگ و عود و طبل و دف وغیرہ سب ہین
پس سب کی بیع حرام ہے اور جسنے انمین سے کسی کو توڑ ڈالا اسپر ضمان نہ ہوگی اگر بحکم امام ہو ورنہ حکم اختلافی ہے ۔ ملازق
و ملاصق چسپان و ملا ہوا اور رگڑ ایک دوسرے سے ملا ہوا ۔ منعت ایسے لوگون کا جتھا جو روک سکین و مانع ہون ۔

مبتوتہ عورت جسکو بالکل تین طلاق سے علیحدہ کر دیا گیا ہو یا بائن دیگئی ہو۔ متصم ہونچے کا جوڑ مسح بھیگا ہاتھ پھیرنا
سینہ مین لکھا کہ عورت کو اُسکے شوہر نے چاہا اور عورت کو سر دھونا مضر ہے تو کہا گیا کہ سر دھونا چھوڑ دے اور
انکار نہ کرے اور بعض نے کہا کہ مسح کرے۔ مہنہ ثوب خوار کم قیمت ہر وقت کے استعمال کیلیے۔ مقلمہ نہنی یمقراض
قینچی مستنقع جہان پانی جمع ہو جاوے مشائخ۔ واضح ہو کہ امام ابو حنیفہ رح و انکے تلامذہ متقدمین ہین اور انکے بعد
متاخرین کہلاتے ہین پھر قریب مانہ امام کے مشائخ ہین جنکا علم وسیع وارتیاض زیادہ ہے۔ مصادرہ کسیکو شکنجہ
کرنا ذکرہ البیہقی فے المصادر۔ ملک مطلق۔ مثلاً مطلق ملک کا دعوے کیا یعنے کسی سبب سے مقید نہین کیا۔ ابو المکارم نے
کہا کہ مراد ملک مطلق سے وہ کہ ایسے اسباب سے ہو جو مفید تملیک ہین جیسے خرید و ہبہ وغیرہ۔ نتائج بھی اسی قسم سے ہوگا
اور شہادت نتاج کے یہ معنے ہین کہ گواہ نے بچے کو اسکی مان کے پیچھے دیکھا تھا اور یہ شرط نہین کہ مان کے پیٹ سے
جدا ہوتے معائنہ کیا تھا مری فعیل نل کھانے پانی پیٹ مین جانے کا۔ متطیب جس تیل مین بنفشہ و گلاب وغیرہ کے
تازہ پھول ڈالکر خوشبودار کیا ہو۔ مشعوذ بازیگر۔ اور یہ کتاب الشہادات مین آیا ہے کہ مشعوذ کی گواہی قبول نہوگی
مسئلہ سوچا۔ مبتدع جو کوئی دین مین بلا دلیل شرعی کوئی بات نکالے وہ دو قسم ہین اول اعتقادین جیسے معتزلہ و روافض
و خوارج وغیرہ ہین لیکن روافض مین سے جو فرقہ کہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیتا ہے وہ مبتدع ہے
اور جو خلفاے راشدین سے منکر ہو وہ کافر ہے کذا فے الخلاصہ مجلس ایک نشست مین کسی کام مین مشغول ہونا جبتک
وہی کام رہے مجلس واحد ہے اور اگر دوسرا کام شروع کر دیا تو مجلس بدلگئی۔ عورتون کا مجلس وعظ مین حاضر ہونا مکروہ ہے
ذکرہ فخر الاسلام کذا فے الکافی متکلم ایک فریق اسلام مین ہے جو عقائد اسلامیہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کرتے ہین اور مبتدعین سے
بحث کرتے ہین پس اگر انکی مراد یہ ہو کہ ہمارے واسطے اعتقاد قرآن و حدیث سے ولیکن انکے طور پر ثابت کر دینا چاہیے کہ
اسلامی عقائد کسی عقل سے خلاف نہین بلکہ عقل اُنسے منور ہوتی ہے اور عقل کو خود یہ سمجھ آتی ہے کہ مخلوق عقل کو یہ تاب نہین
کہ خالق عز و جل کو احاطہ کرے تو ایسے لوگ خالص قرآن و حدیث کے پابند ہین اور غزالی وغیرہ کے نزدیک اسمین
ثواب ہے اور یہ بات فقط عالم حکیم ربانی مین ہوگی ولیکن ہمارے علما سے روایت ہے کہ متکلم مبتدع ہے امام ابو یوسف رح سے
روایت ہے کہ متکلم کے پیچھے نماز جائز نہین اگرچہ وہ حق ہی تکلم کرے کذا فے الظہیریہ۔ مبنیہ عمارت بنا ہوا الدراہم للعرصہ
المبنیۃ فی العرف کذا فی الشروط مسلم سپرد کیا ہوا دقولہم لقد باعہ و سلمہ و ما ابق قط یعنے مین نے غلام مشتری کو اس بیع مین سپرد
کیا حالانکہ میرے پاس تا وقت تسلیم و سپرد کرنیکے نہین بھاگا تھا کذا اشیر الیہ فے المحیط و الذخیرۃ و التحفۃ و الکافی و النہایۃ
وغیرہا اور بعض نے گمان کیا کہ وہ زمانہ ماضی مین کبھی نہین بھاگا تھا نہ بائع کے پاس سے اور نہ اور کسی کے پاس سے
اور یہ گمان غلط ہے۔ مجازفہ فے القاموس وغیرہ جزاف معرب گزاف الکل سے بلا وزن و پیمانہ کے فروخت کرنا
ولینا ذکرہ المطرزی۔ مذروع گز دن سے ناپا ہوا دفے المذروع الذی لم یبین حصتہ کل و وجد المشتری اکثر فالزیادۃ لہ
کذا فے القاضیخان اور قاضیخان نے کہا کہ یہ حکم قضاءً ہی نہ دیانۃً۔ فاحفظہ۔ مسلومتہ۔ خریدنے کو چکانا اور شرع مین
متاع کو بیع کیلیے پیش کرنا مع دام ذکر کرنیکے فافہم۔ و من باع صبرۃ طعام۔ ڈھیری اناج بلا وزن و پیمانہ کے۔

مونۃ نے قولہم لہ حمل ومونۃ۔ یعنے بوجھ ہے جسکے اُٹھانے مین لادنے یا حمال کی ضرورت ہے اور بعض نے کہا کہ جو
مجلس قضاء تک بلا کرایہ مفت نہ اُٹھایا جاوے اور بعض نے کہا کہ جو ایک ہاتھ سے نہ اُٹھ سکے کذا فی الکرمانی منفسخ
لغت مین نقض اور شرع مین عقد کا دور کرنا بلا زیادت و نقصان کے سابق حال پر ہو جاوے۔ ظلۃ الدار ریاط جسکی
ایک طرف اس دار کی دیوار پر ہو اور دوسری طرف دوسری دار پر یا ستونون پر خارج دار ہو۔ مرافق بعض نے کہا کہ
حقوق ہین اور یہ ظاہر الروایۃ ہے۔ اور امام ابو یوسف سے ایک روایت مین وہ مطبخ وغیرہ کو بھی شامل ہے
منزل۔ لغت مین موضع نزول اور اصطلاح مین دار سے کم اور بیت سے زیادہ اور کم سے کم دو بیت ہون۔
ذکرہ المطرزی۔ ولیکن نہایہ مین کہا کہ منزل جسمین بیوت وصحن چھت دار و باورچیخانہ ہو جسمین آدمی مع عیال
رہے اور دار جسمین بیوت ومنازل وصحن وغیرہ مسقف ہو۔ وما قیل یومر بالقلع سے یومر برفع البناء والغرس
نحلہ عطیہ۔ ومر تفسیرہ۔ نبہرہ ناسرہ ورصاص سے مجموعہ جسپر چاندی کا پانی ہو۔ نفقہ فقط طعام یا مع کپڑا یا مع سکنی
اختلاف اقوال اور یہ اسوقت ہے کہ نفقہ وسکنی یا نفقہ وکسوۃ نہ کہا ہو۔ نادق۔ معرب نادہ نادہ چوبک میان خالی
مثل نل کے مؤید الفضلاء معتوہ۔ در شرع جسکی بعض باتین مثل دیوانہ وبعض مثل ہوشیار ہون۔ مؤید۔ نفر از سہ تا دہ
یا از یک۔ نوائب جمع نائبہ حادثہ وشرعاً جو سلطان اپنی رعیت پر انکی مصلحت وبہتری کیلیے باندھے جیسے حفاظت
راہ وکوچون کے پھاٹک وغیرہ اور بعض نے کہا کہ جو سلطان کی طرف سے بلا رنا زل ہو اگرچہ ناحق ہو وقالوا صح
ضمان النوائب والصواب نہ لا یفتے بہ لان اکثرہا ظلم۔ اقول ٹکس آمدنی کا بھی جواب اسی مسئلہ سے ہے۔
نجاست غلیظہ جو بدلیل قطعی ثابت ہو اور خفیفہ جسکی دلیل ظنی ہو۔ جامع الرموز۔ بعضے فقہا ر نزاہت کی راہ
سے مکروہ کو ناجائز کہتے ہین۔ نقد ہو گیا یہ مترجم لاتا ہے کہ تجارت کے متاع فروخت ہو کر نقد حاصل ہوا۔ ناضح
کنوان جس سے اونٹ بیل وغیرہ سے سینچا جاوے۔ وصیف خادم خواہ غلام ہو یا باندی ہو اور کہا گیا کہ طفل
ہووے ولیکن ظاہر یہ ہے کہ طفولیت کی قید ملحوظ نہین رہی ہے۔ ودیعت جو چیز امانت رکھی گئی تاکہ مستودع
اسکی حفاظت کرے۔ اور تجہیل ودیعت یہ کہ وارثون سے اسکو بیان نہ کیا اور بغیر پہچنوائے مر گیا وداجین۔
ہر دو رگہاے گردن جنکے کٹنے سے ذبح ہو جاتا ہے وجاہت لوگون مین آبرو ہونا اور باب شہادت
مین ایسی حالت معتبر ہے کہ اسکے جھوٹ بولنے سے اسکو شرم وعار ایسی دامنگیر نظر آوے کہ عام کے خیالات سے
جو اسکے جانب مناقض ہو۔ واقف وقف کرنیوالا اور موقوف علیہم جنپر وقف کیا اور سبیل وقف عام ہے کہ
لوگون پر ہو یا عمارات مساجد وغیرہ پر ہو۔ ورس نباتات مین سے خوشبو معروف ہے۔ ولی۔ ماخوذ از ولایت
بالکسر جیسے مولیہ علے المرمیہ وفی المقدمۃ ولی الامر خداوندکارے کردکار رایعنے کام کا سرپرست
ہوا اور جائز ہے کہ تولیہ سے ہو یعنے کسی شخص کو والی ومالک کرنا۔ اور باب نکاح مین ولی کے حقوق
اپنے ذاتی بھی ہوتے ہین مثلاً بعض وجوہ سے عورت کے حق مین بہتر ہو مگر ولی کو نسب کی راہ سے ناگوار ہو تو
اسکا حق ملحوظ ہوگا۔ وکیل جسکی طرف کام سپرد کرنے کے بجاے اپنے ہر طرح یا تخصیص سے قرار دیا گیا اور

اسکا اطلاق مذکر و مونث و مفرد و جمع سب پر یکسان ہو کما فی القاموس تم بحمد اللہ الذی لا الہ الا ہو سبحانہ العزیز العلیم وارجو منہ ان یجعلہ خالصًا لوجہہ الکریم ویغفرلی وللمومنین بفضلہ العمیم وہو حسبی نعم المولےٰ ونعم الوکیل

خاتمۂ کتاب از مترجم

ذکر فتاوے عالمگیریہ و اسکے متعلقات۔ واضح ہو کہ بحث افتاء و استفتاء سے بادنے توجہ یہ امر ظاہر ہی کہ وقائع و سوانح کسی حد تک محدود نہین تو اصول مذہب کے جوابات قیامت تک کے واقعات و نوازل کو مکتفی نہین اور خود مشاہدہ ہی کہ مثلاً ریل پر نماز پڑھنا اور ٹیلیگرام کی خبر پر عید نا سابق مین انکے وجود نہونے سے متاخرین کے فتاوے تک مین انکا حکم مذکور نہین ہی غرضکہ یہ بات قطعی ہی کہ اصول کتب مذہب کے ساتھ فتاوے مشائخ کی ضرورت ہے اور ایک جماعت متاخرین مشائخ نے جنمین صاحب ہدایہ بھی ہین واقعات و نوازل کو علحدہ تالیف فرمایا اور شیخ سرخسی مولف محیط نے جو امام سرخسی کبیر سے متاخر ہین بہت کچھ مجموعہ کیا تاہم احتیاج کا ہاتھ ہنوز پھیلا ہوا تھا اور فتاوے در المختار وغیرہ اگرچہ تلخیص و تدقیق مین مختصر نفیس ہے ولیکن علامہ حلبی کی وایک جماعت علماء نے تصریح کردی کہ اس سے فتوے دینا معتبر نہین اور وجہ اسکی فقط تنگی و تدقیق ہے علاوہ اسکے بہت سے جزئیات اسمین مذکور نہین الا باشارات خفیہ جو قیود کے ماہر کی سمجھ مین آسکتے ہین اور پھر بھی قیود کے استنباط سے مفتی کو فتوے دینا جائز نہین ہی پس ظاہر ہوا کہ مانند در المختار کا وجود و عدم اس مقصد کے حق مین برابر ہی اور حاجت کا ہاتھ ویسا ہی خالی ہی عین اس حالت مین اللہ تعالےٰ نے اپنے بندون پر اپنے سایہ عاطفت سے رحم فرمایا یعنے ہندوستان مین حامی اسلام متشرع متقی متمسک سنت متبع شریعت مہتدی ہادی حامل لواء المومنین خلیفۃ اللہ فی العالمین ناصر الدین المتین السلطان ظل اللہ فی الارض علی المہتدین الامام العادل الکبیر اورنگزیب محمد عالمگیر انار اللہ تعالےٰ برہانہ وافاض علیہ شآبیب غفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جنانہ کو پیدا فرمایا جسنے حفظ شریعت پر قدم جمایا اور علماء و مشائخ وقت کو اکرام کے ساتھ اپنے سایہ دولت مین جمع فرمایا اور شیخ الوقت عمدۃ العلماء العلامۃ الامام الشیخ النظام رحمہ اللہ تعالےٰ کی امامت مین اس انصرام کی درخواست کی کہ اصول مذہب یعنے معروف کتب ستہ امام محمد بن الحسن الشیبانی و فتاوے مشائخ مجتہدین متقدمین و ترتیب ار جوابات مشائخ متاخرین مع نوادر و واقعات جمع ہو جاوین کہ بندگان الٰہی جل شانہ کے افعال و اعمال بہ حسن نظام باقی رہین اور اس بار جہالت مین اتباع شریعت و تمسک بسنت کا قیام ہو اور چونکہ خود بادشاہ کا رزق خفیہ اپنے ہاتھ کی مشقت سے تھا اور بیت المال خزانہ عباد معمور ہو رہا تھا حالانکہ ہر قوم و ملت رعایا و برایا آسودہ حال و فارغ البال تھے پس سلطنت کی سرپرستی مین خزانہ وافی جسکی تعداد کثیر کا احاطہ علم الٰہی مین ہے اس کار خیر مین صرف کر کے متعدد نسخ و صحاح اصول و بیشمار معتمد کتب و شروح ائمہ و فتاوے مشائخ و نالیفات علما کو کمال احتیاط و وثوق کے ساتھ جمع فرما کر ان علما کی جماعت عظیم کو جنکی تعداد کثیر ایک سو کی پانچ گونہ یعنے پانچسو مشہور ہے یہ نوادر جواہر یعنے کتب فقہ و شریعت تفویض فرمائین۔ ان مشائخ متبحر و علمائے کبار و فضلائے نامدار

کمال حزم و احتیاط سے اصول و فتاوے واقعات و نوازل و شروح و تخریجات و نوادر کو بعینہ انتخاب و بلفظ التقاط سے بدون اختصار و تنگی کے کمال باریک بینی و عمدہ تبحر علمی سے ابواب و فصول فقہ پر معروف ترتیب کے مطابق اور قواعد استفادہ کے موافق جمع فرمایا و للہ درہم ثم للہ درہم کہ جس خوبی و خوش اسلوبی سے رعایات و شرائط مرعی فرمائے ہین ایک عارف اصول و ماہر شریعت اس کی قدر کر سکتا ہی و بحمد اللہ سبحانہ تعالے ایک ایسا نفیس مجموعہ ظاہر ہوا کہ جسقدر فروع و احکام و فتاوے بحسن نظام اسمین مندرج و مندمج ہین انپر اپنے اپنے ماخذ و مخرج سے واقف ہونے کیلیے ایک محقق علامہ کو اپنی عمر تباہ کرنی پڑتی شاید تو فوقت بھی وقوف نہوتا کیونکہ ان نفایس جواہر کو وہ کہان پاتا اور ایسا عجیب شگرف مجموعہ ہاتھ آتا کہ کتب اصول جنکے دیکھنے کو مدت سے بہت سی آنکھین مشتاق تھین اور جنکے تیقن علمی کے مطالعہ پر ہزارون دل اپنی جانین فدیہ دیتے تھے آخر محروم و مایوس اس جہان سے گذر گئے اب اس مجموعہ کی بدولت ہمکو یہ دولت عظمے بلا مشقت مفت ملتی ہی جزاہم اللہ تعالے خیر الجزاء اور نہایت لطف یہ ہی کہ اصول کی روایات کے ساتھ نوادر و املاءات کا التقاط و شروح کے قواعد استنباطات و فتاوے کے متفق و مختلف جوابات و متقدمین و متاخرین کے ترتیب بدیع کے ساتھ افادات اور نوادر اجتہادات و نفایس اصول الفقہ کے موافق اصول فقہیات اور کثرت سے اوضاع و فروعات بالجملہ بیان کی طاقت سے بالاتر خوبیان اس مجموعہ نادر مین یکجا ہین حق بجانب ہے کہ آنکھین اس سے منور اور دل اسپر والہ و شیدا ہین پھر یہی نہین کہ خالی زہد خشک کیطرح معاملات کے مسائل و تصویرات ہون بلکہ آداب و لباس و طریق سنت کے اتباع کی حرکات و سکنات اور فرائض و واجبات و مستحبات و مکروہات اور عبادات و معاملات و اخلاق و عادات سب کو جمع فرمایا ہے فالحمد للہ حمدا کثیرا و جزاہم اللہ کبیرا۔ تمام مومنین و مسلمین پر تا قیامت اس نعمت عظمے کا شکریہ واجب ہے اور سلطان عادل انار اللہ برہانہ اور علماے اعلام قدس اللہ اسرارہم کیلیے حضرت ملک منعام کبیر متعال سے وفور رحمت اور قرب منزلت کی استدعا بصدق دلی متحتم۔ اللہم رب اجعلہم من عبادک الصالحین واجعلہم من الفائزین واجعل سعیہم مشکورا واعطہم جزیل جزاہم موفورا بفضلک و انت الغفور الشکور وادخلنا برحمتک فی عبادک الفائزین وانت ارحم الراحمین یہ انھین کی سعی مشکور ہے جس سے بکمال اطمینان قاضی کا حکم قضاء اور مفتی کا فتوے مستند ہوتا ہے اور انھین کا فیض موفور ہے جس سے تحقیقات علامہ فقیہ متون کے شروح مین اسکے حوالہ سے معتمد ہے۔ یہی وہ مجموعہ ہے جو نام کو تو فتاوے اور حقیقت مین اصول و متون و تخریجات و فتاوے و شروح نوادر کا ذخیرہ جامع کبیر مبسوط زیادات شافی کافی ہدایہ فقیہ ہے وہ یہی محیط بسیط ہے جو شروط استفتاء کے جامع اور علماء کا گھگنے ٹیک کر اسپر جھکنا اسکے اعتماد کی برہان لامع اور اوہام و وہم کی قامع ہی آج اسی پر مدار ہے اور مفتی مستند عالم معتمد کا اسی پر اعتبار ہے کیونکہ کنز اور در المختار سی مختصرات سے مفتی کا فتوے دینا غیر مختار خلاف تصریح علماے کبار ہی جس سے مفتی ساقط الاعتبار ہی یہ نعمت عظمے اور دولت کبری اگرچہ ایسی ہی بیشمار اوصاف رکھتی ہے جسکا شکریہ اہل اسلام سے ادا نہین ہو سکتا اور جس حد تک اسکی قدر کرین اسکا شمار تھوڑا ہے لیکن صد افسوس کہ دور زمانہ و قضاے مقدر سے اسوقت اہل علم کمتر بلکہ شاذ و نادر کے حکم مین ہو گئے اور جو باقی ہین تنگی معیشت

پریشان اور اتفاقی اسباب کی کشمکش مین حیران ہین اور جو لوگ دولتمند و فارغ البال ہین وہ علم سے بے بہرہ بلکہ متوحش
و متنفر اور ناول و افسانہ ہاے خیالی و لہو و لعب مین خوش گزران اور موت سے غافل و معرفت خالق عز و جل سے
جاہل اور باوجود کمال بے عقلی کے دعوے عقل مین زبان دراز ہین ہان یہ معجزہ مخبر صادق علیہ السلام قابل شنید ہے
کہ اہل اسلام کے بگڑنے کے وقت غریب لوگ دین اسلام پر ثابت قدم ہونگے وہ چشمدید ہے ایسے وقت مین جہانتک
یہ علوم بجاے زبان عربی کے اردو مین جلوہ گر ہون عین صواب ہے اسی دن کیلیے عارفان صاحب بصیرت نے قرآن پاک کا
ترجمہ بھی اردو مین کر رکھا تھا جو کام آیا مگر ہنوز تفسیر و حدیث و فقہ کی بہت بڑی حاجت باقی ہے۔ کہان ہین امراء ذی دولت
و ذو یسار و الا منزلت کہان ہین صاحبان ملک و عزت کچھ اسطرف توجہ فرمائین۔ کیا اُنھون نے صرف دنیاے
ناپائدار ہی کی شان و شوکت پر بھروسا کر لیا ہے کیا آخرت مین خالی ہاتھ جانا پسند کیا ہے کیا مال کثیر لہو و لعب مین
برباد کرنیسے ایسے کامون مین صرف کرنا بہتر اور پوری ناموری و عزت نہین ہے۔ دیکھیے کب اسکا جواب ملتا ہے بقول شخصے
نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سُنتا ہے مگر سفے الحال تو پردۂ غیب سے ایک عجیب سامان نظر آیا اور حق عز و جل کی
کارسازی نے کہان سے ابر رحمت برسایا جس سے غریب اہل اسلام کی خشک کھیتی ہری ہو گئی اور ہر طرف سے
صداے تحسین و آفرین بلند ہے واہ ری نام آوری جسکو خداے عز و جل عطا کرے یہ کسی کا حصہ مخصوص نہین ہے یعنے
اس فتاوے بیمثال کے ترجمہ و عام فیض کی جانب ایک رئیس دریادل با مروت سنجیدہ خصلت عالی ہمت امیر کبیر
ذی ہوش صاحب شعور والا خطاب مشہور نزدیک و دور جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای دام اقبالہ
نے توجہ فرمائی اور کیسی عالی ہمتی و دلجوئی سے راقم مترجم کو اپنا مشکور بنایا اور بکمال شوق سے پوری عالی ہمتی سے جو
دوسرون کیلیے نظیر ہونی چاہیے اسکا ترجمہ کرایا۔ الٰہی تیری ذات پاک ہے تو ہر چیز پر قادر مختار ہے جیسے تیری مخلوق مین سے
سلطان عادل عالمگیر کا نام نامی اس فتاوے عربی سے صفحۂ ہستی پر برقرار ہے۔ اسیطرح تیرے فضل و کرم سے امید ہے
کہ اس ترجمہ عظیم الشان سے اس رئیس والا شان کا نام گرامی تا قیامت ناموری کے ساتھ پائدار رہے جسکے سایہ دولت
مین ایسا یادگار کام انجام ہوا جسکی نظیر خود وہی سلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ کا اہتمام ہے اللہ تعالے اپنے
فضل و کرم سے اصل سے دس گونہ زائد اس ترجمہ سے عموماً اہل سلام کو مستفید فرماے اس رئیس والا ہمت عالی
نہمت کا شکریہ صدق و راستی و خوش خلاقی کے ساتھ تمام اہل سلام پر واجب ہے کیونکہ وہ بیمثال فتاوے جسکا حال
ابھی بیان ہوا اب ایسے ہر دلعزیز و عام پسند خوبصورت لباس مین جلوہ گر ہے کہ ہر شخص جسکو علم اگرچہ تھوڑا ہے حتے کہ
اُردو پڑھ سکتا ہو ادنی توجہ کے ساتھ بخوبی اس سے مستفید ہو سکتا ہے ترجمہ بہت سلیس اُردو زبان مین عام فہم ہے۔
اصل کتاب مین خود یہ التزام بیشتر مرعی ہے کہ مسئلہ علحدہ شروع کیا پھر جسقدر صورتین اس صنف مین ممکن ہین جہانتک جہان سے
ہم پہونچین بحوالہ کتاب نقل فرمائین۔ مترجم ضعیف نے اصل کی خوبیون کو بحال خود باقی رکھا کچھ کمی بیشی نہین کی اور علماے
ماہرین و فقہاے کاملین فقہ کے مسائل و انکے قیود و اشارات سے خوب واقف ہین وہ میرے التماس کی قدر فرما دینگے
کہ فقہی مسئلہ کو عربی زبان سے کسی دوسری زبان مین ترجمہ کرنا اسوجہ سے بہت سخت مشکل ہو گیا کہ الفاظ مین قیود سے مفہوم

معتبر ہے پس ضرور ہوا کہ ہر لفظ کی جگہ دوسری زبان کا ایسا لفظ لانا چاہیے جس سے اصل کے موافق مفہوم و اشارہ وکنایہ بحال خود باقی رہے اور بسا اوقات وضع و تقدیم و تاخیر کو اصل حکم مین دخل ہوتا ہی پس اسکا لحاظ فرض ہی اور اصل مسئلہ و صورت و اسکے قیود اور اشارات کو بخوبی سمجھ لینے کے بعد ترجمہ کی عبارت کو مستقل نظر سے اسی انداز پر دیکھا جاوے اگر متوافق ہین تو بہتر ورنہ تا امکان متوافق کرنا چاہیے اب مترجم مختصر حال ترجمہ و مترجم عرض کرتا ہی کہ جب رئیس و الاخطاب موصوف الذکر نے اس ضعیف امیر علی بن السید الاعظم معظم علی عفر اللہ لہما کو باصرار اس خدمت پر مامور فرمایا تو مین نے ایک نظر حقارت اپنی بے بضاعتی پر ڈالی اور ایک نگاہ تجلیل اس فتاوے عظیم پر دوڑائی ایک حالت عجیب نظر آئی ولیکن آخر فضل حق سبحانہ تعالے پر بھروسا کیا جسنے اس رئیس اعظم کو اس کار اہم کی جانب مائل فرمایا اور مجھ سے ہیچکارہ کو اس کام پر لگایا کیونکہ افعال عباد کا مثل انکی ذات کے وہی خلاق علیم ہی اور ابتدائی اضطراب سے آخری اطمینان بھی ظہور قدرت الٰہیہ مین موجب سرور تھا کہ مترجم کو بدو شعور مین جن علوم ریاضیہ مانند حساب و جبر و مقابلہ و اقلیدس و علم مثلث و جر ثقیل وغیرہ مین توغل استفادہ کامل ہوا تھا بحمد اللہ تعالے کہ سن تمیز کے علوم معقولات و اصولین و فقہ و حدیث و تفسیر کسیطرح نیک کام مین ممد ہوئے اگرچہ اسمین علوم الدین اصل ہین اور یہ التماس اسوقت باطمینان پیرایہ قبول سے مشرف ہوگا کہ ترجمہ کے وہ مقامات نظر سے گذرین جہان بسبب دانی حساب کے ناسخین سے صحیح و غلط نسخہ کا امتیاز مرتفع ہوا ہے اور نمونہ اسکا مقدمہ کے باب اغلاط نسخ الاصل سے ظاہر ہے جنکو مین نے بنظر مزید احتیاط مقدمہ مین درج کردیا اسکے سوائے ترجمہ مین بعینہ اصل کتاب کو بدون کسی تغیر و تبدیل وضع کے باقی رکھنے مین کوشش بلیغ کی اور آداب ترجمہ کو حتے الوسع ملحوظ رکھا اور تمام حمد و ثنا اللہ تعالے ہی کو سزاوار ہی کہ جسنے یہ اہم کام اس حسن توفیق کے ساتھ مجھ سے ضعیف بندے سے انجام کو پہونچایا کہ ترجمہ مین اصل کے قیود و اشارات کو مع ترکیب کی مداخلت کے اور سلیس عبارت کی رعایت و غلط نسخہ کی تصحیح اور توافق باصول کا لحاظ رکھا گیا حالانکہ مین نے تنگی قریب بغصہ و پریشانی مین اسکو اصل کتاب کے بارہ جزو ماہواری کے حساب سے ترجمہ کیا کیونکہ مہینے مین بارہ جزو اصل عربی کا لکھنا ہی اکثر احباب کی نظر مین سخت دشوار ہی ترجمہ کرنا اور ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھنا درکنار۔ اور یہ صریح توفیق و قدرت الٰہی جل شانہ ہی فللہ الحمد فی الاولی والآخرۃ اور واضح ہو کہ اس کتاب کی جلدین اولین آخر کتاب السیر تک اصل مین ایک صاحب نے سہل انگاری سے الغیر یعنے ترجمہ سمجھے ہوئے ترجمہ فرمائین کہ بکثرت مقامات اصل عبارت ہوگئی شاید انکے نزدیک ترجمہ بہ نسبت تصنیف کے مشکل نہ تھا اور مزید بران یہ کہ اصل کا بخوبی سمجھ لینا ترجمہ کے لیے شرط نہین جیسا کہ اکثر عوام کا خیال ہی لہذا والا خطاب رئیس عالی ہمت دام اقبالہم نے دونون جلدون کو مکرر ترجمہ کرایا جسمین سے جلد اول آخر کتاب الحج تک جناب مولوی احتشام الدین صاحب نے ترجمہ فرمائی اور دوسری جلد کتاب النکاح سے آخر تک مع جلد سوم و چہارم یعنے ختم کتاب تک اسی اثم کا ترجمہ ہے اور مجھے افسوس ہوا کہ خفیف حصہ جو زیادہ توضیح سے ترجمہ کے لائق تھا مجھ سے علیحدہ رہا ولیکن اللہ تعالے کے فضل و کرم سے بعید نہین ہی کہ وہ بھی میرے ترجمہ سے چھپ جاوے وہو ربی علی کل شئی قدیر۔ اور جاننا چاہیے کہ بعضے ریاست مین اسی کتاب کا ترجمہ ہوا جسمین اول تو یہ تصرف و تغیر کیا گیا کہ اسکے مسائل کے ہر جزئیہ ہر صورت کو مترجم نے اپنی رسالے سے علیحدہ

کر کے مثل بالا بدمنہ کے مسئلہ مسئلہ علیحدہ کیا اور یہ تغیر نامرغوب ہے اور دوم سب سے زیادہ خرابی یہ ہی کہ مترجم نے عبارات حتے کہ آیات کے ترجمہ مین ایسی تقدیم وتاخیر کی کہ جس سے احکام مین سخت غلطی واقع ہو گئی چنانچہ اول کتاب الطہارت کی آیت قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الے الصلوٰۃ الآیۃ کا ترجمہ یون لکھا کہ اے ایمان والو جب تم ارادہ کرو نماز کا تو دھوؤ اپنے منھ اور ہاتھون و پیرون کو کہنیوں و گٹون سمیت اور مسح کرو اپنے سر کا۔ راقم کو اس ترجمہ پر بلحاظ صیانت شریعت کے افسوس ہوا۔ کیونکہ اس سے امام زفر کا مذہب باطل و ترتیب امام مالک و شافعی کے نزدیک فرض و امام ابو حنیفہ کے نزدیک سنت ہے وہ باطل بلکہ اس ترجمہ پر یہ ترتیب غلط فرض ہوئی جاتی ہے اور مانند اسکے ترجمہ مین سخت نقص تھے جس سے راقم نے براہ محبت و صیانت شریعت آگاہ کیا اور جواب مین راقم کا ترجمہ طلب کیا گیا کہ اس سے اصلاح کر لیجاوے چونکہ اسوقت تک زیر طبع تھا اب طبع سے فارغ ہو کر پیش ہی۔ والحمد للہ علے ذلک مترجم ضعیف ارباب علم و فضل و اصحاب اسلام توحید کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ وہ اپنے نفس کو خطا سے معصوم نہین بناتا ہی بلکہ وہ بشر سراسر خطا و سہو ہے اور اسنے ایسے کام مین حتے الوسع سعی و کوشش کی جس سے شریعت الٰہیہ و سنت حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عام اہل اسلام دایمان کو آگاہی ہو لہذا جہان اسکی خطا پر آگاہ ہون اسکو مطلع فرمائین یا خود اصلاح فرمائین اور اگر ایک حرف قبول ہو تو حضرت باری تعالی مین اسکے لیے مغفرت کی دعا فرماوین کیونکہ جب مخلوق کے افعال بھی مثل اسکی ذات کے خالق عزوجل کی مخلوق ہین تو سب حمد و ثنا اللہ تعالے ہی کو سزاوار ہے اور مترجم کو کچھ افتخار نہین مگر حسن توفیق الٰہی جلشانہ پر اعتبار و اعتماد ہے بلکہ اس تہیدستی کے ساتھ اسکو یکہ و تنہا سفر آخرت کے انتشار سے تمنا بہ قول سعدی علیہ الرحمۃ یہ ہے۔ ؎

غرض نقشی ست کز ما یاد ماند ٭ کہ ہستی را نمی بینیم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت ٭ کند بر حال این مسکین دعائے

اللھم تقبلہ منا وکف عنہ لسان المجادلین واغفرلی بفضلک بطفیل سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ مقدمہ فتاوے ہندیہ ترجمہ فتاوے عالمگیریہ بساعت سعید و آوان حمید بماہ شوال المکرم ۱۳۴۹ھ ہجری مطابق ماہ مارچ ۱۹۳۱ء مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایما و سرپرستی جناب مالکان مطبع مذکور باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بار چہارم حلیہ طبع سے

پیراستہ ہوا اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے

اہل عالم کو اس سے مستفید و

مستفیض فرماے

بمنہ و کرمہ

اذا اراد اللہ بعبد خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ سبحانہ و تعالی کہ فتاوائے جلیل عدیم المثیل منبع مسائل احکام مشرع افتا و قائع انام مدار معتمد دین اسلام حاوی احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ و سنن سنیہ احسن الفتاوی در فقہ حنفیہ

یعنی

فتاوی ہندیہ

ترجمہ

فتاوی عالمگیریہ

جلد اول

مترجمہ عالم متبحر تحریر متین مولانا احتشام الدین مرادآبادی بعد نظر ثانی عالم علوم عقلی و نقلی مولوی امیر علی صاحب مترجم ہدایہ مع مقدمہ و فرہنگ جو بصرف زر کثیر مطبع اودھ اخبار شفقت بنیاد صنعت مترجمان عالی تبار ترجمہ ہوا ہے

بمطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد یہ ترجمہ جلد اول فتاوے عالمگیری سلیس اردو زبان میں ہے

کتاب الطہارۃ

اس مین سات باب ہین

باب اوّل وضو کے بیان مین - اسمین پانچ فصلین ہین

فصل اوّل فرائض وضو کے بیان مین

اصل اسمین یہ آیہ کریمہ ہے - یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْہَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ - یعنے اے ایمان والو جب ارادہ کرو تم نماز کا تو دھوؤ منھ اپنے اور ہاتھ اپنے کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سرون پر اور دھوؤ پانؤن اپنے ٹخنون تک پس وضو مین چار فرض ہین - پہلا فرض - چہرہ کا دھونا ہے دھونے سے مراد ہے پانی بہا دینا اور مسح سے مراد ہے تری پہونچانا یہ ہدایہ مین لکھا ہے شرح طحاوی مین ہے کہ ظاہر روایت[۱] کے بموجب وضو مین پانی کا بہانا شرط[۱] ہے پس جبتک پانی کے قطرے[۲] نہ ٹپکینگے وضو جائز نہوگا - اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وضو مین پانی کے قطرون کا بہنا شرط نہین پس برف کا حکم یہ ہے کہ اگر اس سے وضو کرے پس اگر دو یا زیادہ قطرے بہ گئے تو بالاجماع وضو جائز ہے اور اگر نہ بہے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے صحیح امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا قول ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے - ظاہر روایت مین چہرہ کی حد مذکور نہین یہ بدائع مین لکھا ہے - منتقی مین ہے کہ چہرہ سر کے بال جمنے کے مقام سے دونون جبڑون کے اُتار اور ٹھوری کے نیچے تک سے کانون کی لو تک[عہ] ہے یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے - اگر سر کے اگلے حصے کے بال صلع[۳] کیوجہ سے گر پڑے تو اصح یہ ہے کہ وہان پانی پہونچانا واجب نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے یہی صحیح ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے - اور جسکے سر کے بال اتنے نیچے تک جمین کہ چہرہ کی حد مین آجاوین

[۱] شرط ہے یعنے ملنا لازم نہین لیکن احوط ہے کما فی الفتح ۱۲ منہ [۲] قطرے بلفظ جمع دلیل ہے کہ کم سے کم دو قطرے ہون اور بعض مین اسی کو صحیح کہا کما فی الدر ۱۲ [۳] قولہ صلع جب کہ اگلے سر کے بال پیدائشی نہین ہوتے یا گر جاتے ہین ۱۲ [عہ] یعنے ابتدائے سطح پیشانی ۱۲ [عہ] ایک لو سے دوسری تک ۱۲ [ع] یا نہ جمے ۱۲

تو اُسپر اُن بالون کا دھونا واجب ہے جو اس مقام سے نیچے ہین جہانتک غالبًا بالون کے جمنے کی حد ہوتی ہے یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے۔ آنکھون کے اندر پانی پہونچانا نہ واجب ہے نہ سنت اور پلکون کی جڑون اور آنکھون کے کنارون مین پانی پہونچانے کے لیے آنکھون کے کھولنے اور بند کرنے کا تکلف نہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ فقیہ احمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ چہرہ دھوتے وقت آنکھون کو بہت زور سے بند کرنا جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہے آنکھ کے کویہ پر یعنے اُس گوشہ چشم پر جو ناک سے ملا ہوا ہے پانی پہونچانا واجب ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر آنکھین دُکھتی ہون اور چیپڑ ظاہر ہون تو اگر آنکھین بند کرنے مین وہ چیپڑ باہر رہتے ہون تو اُنکے نیچے پانی پہونچانا واجب ہے ورنہ واجب نہین یہ زاہدی مین لکھا ہے۔ ہونٹھ بند کرتے وقت جسقدر کھلے رہین وہ چہرہ مین شامل ہین اور جو چھپ جائین وہ مُنھ کے ساتھ ہین یہی صحیح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ داڑھی یا جبڑے اور کانون کے بیچ مین جو سپیدی ہے وضو مین اُسکا دھونا واجب ہے طحاوی نے اپنی کتاب مین ایسا ہی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی صحیح ہے اور اکثر مشائخ کا یہی مذہب ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ مونچھون اور بھوون کے بال اور داڑھی کے بال جو ٹھوڑی کی جڑ پر ہین اُنکو دھوئے اور جس جگہ سے بال جمے ہین وہان پانی پہونچانا واجب نہین لیکن اگر بال تھوڑے ہون اور جہان سے وہ جمے ہون وہ جگہ کُھلی ہوئی ہو تو وہان پانی پہونچانا واجب ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ نصاب مین ہے کہ اگر وضو کرنے والے کی مونچھین بڑی ہون اور وضو کے وقت اُنکے نیچے پانی نہ پہونچے تو وضو جائز ہے اسی پر فتوے ہے۔ غسل کا حکم اسکے برخلاف ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے داڑھی کا حکم یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چوتھائی داڑھی کا مسح فرض ہے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ سے یہ مروی ہے کہ داڑھی کے اوپر پانی بہانا فرض ہے اور یہی اصح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے۔ اور جو بال ٹھوڑی کے نیچے لٹکتے ہین اُنکا دھونا واجب نہین یہ دونون محیطون مین لکھا ہے۔ اگر ٹھوڑی کے بالون پر پانی بہایا پھر وہ بال منڈوا لئے تو ٹھوڑی کا دھونا واجب نہین۔ اور اسیطرح اگر بھوین یا مونچھین منڈائین یا سر کا مسح کیا پھر سر منڈایا یا ناخن تراشے تو اعادہ لازم نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ **دوسرا فرض وضو کا** دونون ہاتھون کا دھونا ہے۔ ہمارے تینون عالمون کے نزدیک کہنیان بھی دھونے مین داخل ہین یہ محیط مین لکھا ہے اعضائے وضو پر اگر کچھ زیادہ مرکب ہو جیسے زائد اُنگلی یا ہتھیلی تو اُسکا دھونا واجب ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر کسی کے شانے پر دو ہاتھ پیدا ہون تو جو ہاتھ پورا ہو وہی اصلی ہاتھ ہے اُسکا دھونا واجب ہے اور دوسرا زائد ہے اس زائد مین سے اسقدر کا دھونا واجب ہوگا جتنا اصلی ہاتھ کے ایسے مقام کے سامنے ہے جسکا دھونا فرض ہے اور جتنا ایسے مقام سے مقابل نہین اُسکا دھونا واجب نہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ بلکہ اُسکا دھونا

سلہ ناک اور مُنھ کے اندر کا دھونا اور بھوون اور داڑھی اور مونچھ کے بالون کی جڑون کا جبکہ گھنے ہون اور کھی کے گوہ کا دھونا فرض نہین کیونکہ حرج اور مشقت ہے ۱۲ سلہ داڑھی یعنے پوری داڑھی دھونا مذہب صحیح مفتی بہ پر عملی فرض ہے اور دیگر روایات متروک ہوکر اسی قول پر مرجح ہے ۱۲ بدائع (د) لٹکتے بالون کا دھونا بلا خلاف واجب نہین بلکہ مسنون ہے۔ (ط) اگر نیچے کی کھال نظر آتی ہو تو بشرہ دھونا لازم ہے جیسے بھوین اور مونچھین وغیرہ یہی مختار ہے۔ البرہان د۔

مستحب ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی فتاوے ماوراء النہر مین ہے کہ اگر وضو مین دھونے کے مقامون مین سے سوئی کے سر کے برابر خشک باقی رہگیا یا ناخنون کی جڑ و نمین خشک یا تر مٹی بھری ہو تو وضو جائز نہوگا اور اگر ہاتھ مین خمیر لگا ہو یا مہندی تو وضو جائز ہوگا۔ دبوسی سے پوچھا گیا تھا کہ اگر آٹا گوندھنے مین گوندھا ہوا آٹا کسی کے ہاتھ مین لگ کر خشک ہوگیا پھر اُسنے وضو کیا تو اُسکا کیا حکم ہے اُنھون نے کہا کہ اگر آٹا تھوڑا لگا ہے تو وضو جائز ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے۔ جو مقام ناخنون کے نیچے ہے وہ بھی اعضاے وضو مین شامل ہی اگر اسمین گندھا ہوا آٹا بھرا ہوا ہو تو اُسکے نیچے پانی پہونچانا واجب ہے یہ خلاصہ مین اور اکثر معتبر کتابو نمین لکھا ہی۔ شیخ امام زاہد ابو نصر صفار رحمہ اللہ نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہے کہ اگر ناخن اتنے بڑے ہون کہ اُنکے نیچے اُنگلیون کے سرے چھپ جائین تو اُنکے نیچے پانی پہونچانا واجب ہے اور اگر چھوٹے ہون تو واجب نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر اتنے بڑے ہون کہ اُنگلیون کے سرون سے بھی نکل جاوین تو سب کا یہی قول ہے کہ اُنکے نیچے کے مقام کا دھونا واجب ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے جامع صغیر مین ہے کہ ابو القاسم سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر کسی کے ناخن ایسے وافر ہون کہ انمین میل جاتا ہے یا کوئی شخص مٹی کا کام کرتا ہو یا کوئی عورت مہندی مین اُنگلیان رنگے یا وہ شخص جو چمڑے کو پکا کر صاف کرتا اور چھیلتا ہے کہ اُس کے ناخنون مین میل جاتا ہے یا رنگریز ان سب کا وضو جائز ہے یا نہین تو اُنھون نے جواب دیا کہ ان سب کا ایک حال ہے اور وضو سب کا جائز ہے اسلیے کہ اُنکو ان چیزون سے بچنے مین حرج ہے اور فتوے جواز پر ہے شہر والے یا گانون والے مین کچھ فرق نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اسی طرح اگر روٹی پکانے والے کے ناخن بڑھے ہوے ہون تو اُسکا بھی یہی حکم ہے یہ زاہدی مین جامع صغیر سے نقل کیا ہے۔ اور خضاب جب جم جاوے اور خشک ہو جاوے تو وضو اور غسل پورا ادا نہین ہوگا یہ سراج الوہاج مین ذخیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور مجموع النوازل مین ہے کہ اگر انگوٹھی ڈھیلی ہو تو اُس کو حرکت دینا سنت ہے۔ اور اگر ایسی تنگ ہو کہ اُسکے نیچے پانی نہ پہونچتا ہو تو اُسکو حرکت دینا فرض ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی ظاہر روایت ہی یہ محیط مین لکھا ہے۔ **تیسرا فرض وضو کا** دونون پانون دھونا ہے ہمارے تینون عالمون کے نزدیک ٹخنے بھی پانون دھونے مین داخل ہین۔ اور ٹخنا وہ اُبھری ہوئی ہڈی پنڈلی کی ہے جو قدم کے اوپر ہوتی ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی کا ہاتھ یا پانون کٹ جاوے اور کُہنی اور ٹخنے مین سے کچھ باقی نہ رہے تو اُنکا دھونا ساقط ہو جائیگا اور اگر باقی رہے تو واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور جس مقام سے کٹا ہے اُسکے دھونیکا بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ یتیمہ مین ہے کہ خجندی سے پوچھا گیا کہ اگر کسی کا پانون رہجاوے اور ایسا ہوجاوے

سلہ مہندی سے نئی تبدی کیونکہ رنگ مضر نہین ہی ۱۲ سلہ پانون یعنے جو ظاہر مین صحیح سالم ہون اسواسطے کہ زخمی پانون اور جو موزے کے اندر چھپے ہین انکے واسطے مسح کرنا معین اور مقرر ہی ۱۲ سلہ دھونا۔ اسواسطے کہ زمانہ رسول اللہ صلعم سے یہی برابر متواتر ہی اور ایسا متواتر قطعی فرض ہی جیسے رات دن کی پانچون نماز کے اوقات اور اُنکی رکعتون کی مختلف تعداد کہین قرآن مین صریح نہین مذکور مگر عملی متواتر چلا آیا جسکو زبانی روایت کرنیکی کچھ ضرورت نہین ہے اسیطرح یہ بھی عملی متواتر ہے ہان موزہ پر مسح کرنا البتہ متواتر نہ تھا تو اُسکے لیے نقل مشہور کی ضرورت ہوئی اور وہ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم سے پائی گئی اور قرآن مجید مین مسح سر کے بعد اسواسطے بیان فرمایا کہ ترتیب معلوم ہو ورنہ ترتیب کے واسطے دوسری آیت آتی اگر کہو کہ پھر تو التباس ہوگیا کہ شاید سر کی طرح پانون پر مسح کیا جاوے۔ جواب یہ کہ نہین بلکہ کعبین کہنے سے یہ شبہ بالکل نہ رہا اسواسطے کہ مسح تو اوپر کیطرف ہوتا ہے اور کعبین تک بغلی غیر ممکن ہے ذوقا بہنسم

کہ اگر اُسکو کاٹو تو خبر نہو تو کیا اُسپر وضو مین پاؤن دھونا واجب ہوگا اُنھون نے جواب دیا کہ واجب ہوگا یہ تاتارخانیہ
مین لکھا ہے - اگر پاؤن پر تیل ملا پھر وضو کرنے مین پاؤن دھوئے لیکن چکنائی کیوجہ سے پاؤن پر پانی کا
اثر نہوا تو وضو جائز ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - مجموع النوازل مین ہے کہ اگر کسی کے پاؤن پھٹ گئے ہون اور
اُنمین وہ چربی بھرے پھر پاؤن دھوئے اور اُس چربی کے نیچے پانی نہ پہونچے تو اس بات پر غور کرے کہ اگر اُسکے
نیچے پانی پہونچانا نقصان کرتا ہے تو وضو جائز ہے اور اگر نقصان نہین کرتا تو وضو جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہے
اور اگر اُسکو سی لے تو ہر صورت مین جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے - شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی کے اعضا
مین شگاف ہوا اور اُسکے دھونے سے عاجز ہو تو اس شگاف کے دھونے کا فرض اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا
اور اُسکے اوپر پانی بہا لینا لازم ہوگا اب اگر اُسکے اوپر پانی بہانے سے بھی عاجز ہو تو مسح کافی ہے اور اگر مسح سے
بھی عاجز ہو تو مسح بھی اُس سے ساقط ہو جاویگا آس پاس دھولے اور اُس جگہ کو چھوڑ دے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - اگر
کسی کے زخم ہوا اور اُس زخم کا چھلکا اوپر کو اُٹھ گیا ہو اور اُس زخم کے سب کنارے اُس چھلکے سے ملے ہوئے ہین
مگر جس طرف سے پیپ نکلتی ہے وہ کنارہ چھلکے سے جدا ہو گیا تو اگر وضو مین وہ چھلکا اوپر سے دُھل گیا اور اُس
چھلکے کے نیچے پانی نہ پہونچا تو وضو جائز ہے اسلیے کہ جو کچھ چھلکے کے نیچے ہے وہ کھُلا ہوا نہین پس اُسکا غسل بھی فرض
نہین - یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر وضو کے کسی عضو مین قرحہ ہے جیسے دمل وغیرہ اور اُسپر پتلا چھلکا ہے
وضو کرتے مین اُس چھلکے پر پانی بہا لیا پھر اُس چھلکے کو اُتار ڈالا تو اب سیراُس چھلکے کے نیچے کا غسل واجب ہے یا نہین
جواب یہ ہے کہ جب وہ چھلکا اُتارا اگر اُسوقت وہ زخم بالکل اچھا ہو گیا تھا اسطرح کہ چھلکے کے اُترنے سے کچھ ایذا نہ معلوم
ہوئی تو اس موضع کا دھونا اُسپر واجب ہے اگر وہ چھلکا زخم اچھا ہونے سے پہلے اُترا اسطرح کہ اُسکے اُترنے مین ایذا ہوئی
تو اگر اُسمین سے کچھ نکلا اور بہا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر کچھ نہ نکلا تو اُس موضع کا دھونا واجب نہین اور ٹھیک جواب یہ ہے
کہ دونون صورتون مین دھونا واجب نہین فوائد قاضی امام رکن الاسلام علے السغدی مین مذکور ہے کہ اگر بعض اعضاء وضو
پر مکھیون یا پسوؤن کا گوہ لگا ہوا اور وضو مین پانی اُسکے نیچے نہ پہونچے تو وضو جائز ہوگا اسلیے کہ بچاؤ اُس سے ممکن نہین
ہے - اور اگر مچھلی کی کھال یا چبائی ہوئی روٹی لگ گئی ہو اور خشک ہو گئی ہو اور وضو کرتے مین پانی اُسکے نیچے نہ
پہونچے تو جائز نہین اسلیے کہ بچاؤ اُس سے ممکن ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اگر کسی عضو کا ایک ٹکڑا خشک رہجاوے
اور اسی عضو کی تری اُس ٹکڑے پر پہونچائی جاوے تو جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر ایک عضو کی تری دوسرے عضو پر پہونچائی جاوے تو وضو مین
جائز نہین غسل مین جائز ہی بشرطیکہ وہ تری ٹپکتی ہوئی ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر کسی شخص پر بارش کا پانی پڑ گیا یا وہ بہتی ہوئی نہر مین داخل ہو گیا تو وضو
اُسکا ہو گیا اور اگر تمام بدن پر پانی پہونچ گیا تو غسل بھی ہو گیا مگر کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا اُسپر اور واجب ہوگا یہ سراجیہ مین
لکھا ہے - **چوتھا فرض وضو کا** سر کا مسح[1] کرنا ہے اور وہ بقدر ناصیہ یعنے موئے پیشانی کے فرض ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے

[1] مسح یعنے کانوسیج اور پراگرچہ بارش سے بھیگ جاوے یا دھونے کے بعد بچی ہوئی تری سے ہو مگر مسح کے بعد باقی تری سے نہین جائز ہی جبتک تقاطر نہو
(د) اسیطرح غسل کرنیمین مسح ہو جاتا ہے - بعض نے کہا کہ مسح یہ کہ پانی سے کسیطرح تر ہو جاوے - مین کہتا ہون کہ قصد مسح ضرور ہی اگرچہ غسل کے ذیل مین
ہو فتامل اور یہی احوط ہی پھر مقدار مسح اکثر متون معتبرہ مین چہارم سر ہے یہی مشہور روایت ہے اور بدائع مین کہا کہ تین انگلیونکی قدر روایت اصول ہے اور ظہیریہ مین کہا کہ اسی پر

مختار یہ ہے کہ مقدار ناصیہ کی بقدر چوتھائی سر کے ہے یہ اختیار شرح مختار میں لکھا ہے۔ اصح قول کے بموجب مسح میں ہاتھ کی انگلیاں لگانا واجب ہے یہ کفایہ میں لکھا ہے۔ پس اگر ایک انگلی یا دو انگلیوں سے مسح کیا تو ظاہر روایت کے بموجب جائز نہیں یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اگر انگشت شہادت اور انگوٹھے سے اسطرح مسح کرے کہ وہ کھلے ہوئے ہوں اور اُنکے بیچ میں جسقدر ہتھیلی ہے وہ بھی سر کو لگاوے تو بھی مسح جائز ہو جاویگا اسلیے کہ انگشت شہادت اور انگوٹھا دو انگلیاں ہیں اور اُنکے بیچ میں جسقدر ہتھیلی ہے ایک انگلی کی مقدار وہ ہے پس سب تین انگلیاں ہو گئیں یہ محیط میں اور فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر انگلیوں کے سروں سے سر کا مسح کرے اگر پانی اُن سے ٹپکتا ہوا ہے تو جائز ہوگا اور اگر ٹپکتا ہوا نہو تو جائز نہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی کے سر پر لمبے بال ہیں اور تین انگلیوں سے ان بالوں پر مسح کیا تو اگر وہ مسح اُن بالوں پر ہوا جنکے نیچے سر ہے تو وہ مسح سر کے مسح کے قائم مقام ہو جاویگا اور اگر ایسے بالوں پر مسح کیا جنکے نیچے ماتھا یا گردن ہے تو جائز نہوگا۔ اگر سر کے گرد دونوں گیسو بندھے ہوں جیسے عورتیں باندھ لیا کرتی ہیں تو اگر مسح گیسوؤں کے سرے پر کیا تو ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک اس شرط پر جائز ہے کہ اُن گیسوؤں کو نیچے لٹکاوے اسلیے کہ اُسنے ایسے بالوں پر مسح کیا جنکے نیچے سر ہے اور عامہ مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ وہ مسح جائز نہیں خواہ اُن گیسوؤں کو لٹکاوے یا نہ لٹکاوے یہ محیط میں لکھا ہے کانوں کا مسح سر کے مسح کے قائم مقام نہیں ہو سکتا یہ سراجیہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی کے ہاتھ میں تری ہو اور اُس سے مسح کر لے تو جائز ہے خواہ وہ تری اُس پانی کی ہو جو اُسنے برتن میں سے لیا ہو یا باہیں دھوئی ہوں اُسکی تری ہاتھ میں باقی ہو یہی صحیح ہے۔ لیکن اگر سر کا یا موزہ کا مسح کیا اور تری ہاتھ میں باقی رہی تو اس سے پھر سر کا یا موزہ کا مسح جائز نہیں یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر کسی عضو سے تری لے لی تو اس سے مسح جائز نہیں خواہ اُس عضو کو دھویا تھا یا اسپر مسح کیا تھا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر برف سے مسح کرے تو ہر صورت میں جائز ہے اور فقہانے اسمیں کچھ فرق نہیں کیا ہے کہ اُسمیں سے تری ٹپکتی ہوئی ہو یا نہ ہو یہ فتاوے برہانیہ میں لکھا ہے۔ اور اگر سر کو مُنھ کے ساتھ دھو لیا تو مسح کے قائم مقام ہو جائیگا لیکن مکروہ ہے اسلیے کہ جسطرح حکم ہے یہ صورت اُسکے خلاف ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر سر کچھ مُنڈا ہے اور کچھ نہیں مُنڈا اور جہاں سے نہیں مُنڈا ہے وہاں سے مسح کیا تو جائز ہے یہ جوہرہ نیرہ میں لکھا ہے۔ اور حجت میں ہے کہ اگر سر پر سامنے کیطرف مسح نہ کیا اور پیچھے کیطرف یا داہنی بائیں طرف یا بیچ میں مسح کیا تو جائز ہے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے ٹوپی پر اور عمامہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے اسیطرح عورت کو اپنی اوڑھنی پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر پانی ایسا ٹپکتا ہوا ہو کہ بالوں تک پہونچ جاوے تو بجاے مسح کے جائز ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور یہ اُس صورت میں ہے جب پانی میں رنگ نہ آجاوے یہ ظہیریہ میں لکھا ہے اور افضل یہ ہے کہ عورت مسح اوڑھنی کے نیچے کرے یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر عورت کے سر پر خضاب لگا ہو اور وہ

سلہ اور اگر سر کو پانی بھرے برتن میں داخل کیا یا اپنے دونوں موزوں کو یا مسح کی پٹی کو حالانکہ اسکو وضو نہیں ہے تو اس طرح کا مسح کفایت کرتا ہے ۱۲ البحر عسہ دھویا یعنے وہ شرعًا دھویا جاتا ہے الخ ۱۲

خضاب پر مسح کرے اگر اُسکے ہاتھ کی تری خضاب کے ساتھ بلکہ خالص پانی کے حکم سے نکل گئی تو مسح جائز ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے

دوسری فصل وضو کی سنتوں کے بیان میں

وضو میں تیرہ سنتیں ہیں یہ متون میں مذکور ہے منجملہ اُنکے بسم اللہ پڑھنا ہے۔ بسم اللہ پڑھنا ہمیشہ وضو میں سنت ہے یہ قید نہیں کہ جب سوتے سے اُٹھ کر وضو کرے تب ہی بسم اللہ پڑھے۔ وضو میں ابتدا میں بسم اللہ پڑھنے کا اعتبار ہے اور اگر ابتدا میں بھول گیا اور جب بعض اعضا کو دھو چکا اُسوقت یاد ہوا اور پھر بسم اللہ پڑھی تو سنت ادا نہ ہوگی مگر کھانا کھانے میں اور اسیطرح کے اور کاموں میں بسم اللہ کا یہ حکم[۱] نہیں ہے یہ تبیین میں لکھا ہے اگر ابتداء وضو میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو وضو تمام کرنے سے پہلے جب یاد آوے تب پڑھ لے تاکہ وضو اُس سے خالی نہو یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور استنجا کرنے سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھے اور بعد کو بھی پڑھے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے جب ستر کھلا ہوا ہو یا موضع نجاست میں ہو تو بسم اللہ نہ پڑھے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ طحاوی اور مولانا فخر الدین مایمرغی نے کہا ہے کہ سلف سے یہ منقول ہے کہ وضو میں بسم اللہ یوں پڑھے۔ بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام خبازیہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اسیطرح مروی ہے یہ معراج الدرایہ میں لکھا ہے اگر ابتدائے وضو میں لا الہ الا اللہ یا الحمد للہ یا اشہد ان لا الہ الا اللہ پڑھے تو سنت بسم اللہ پڑھنے کی ادا[۲] ہو جائیگی یہ قنیہ میں لکھا ہے اور منجملہ وضو کی سنتوں کے ابتداء وضو میں گٹوں تک تین بار دونوں ہاتھوں کا دھونا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ فرض ہے اور مقدم کرنا سنت ہے فتح القدیر اور معراج اور خبازیہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور اصل[۳] میں امام محمد کے قول میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور ہاتھ دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر برتن چھوٹا ہو تو بائیں ہاتھ سے برتن کو پکڑکر داہنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے پھر داہنے ہاتھ سے برتن پکڑلے اور اسیطرح بائیں ہاتھ پر پانی ڈالے اور اگر برتن بڑا ہو جیسے مٹکا تو اگر اُسکے ساتھ برتن چھوٹا بھی ہو تو اسیطرح عمل کرے جو اول مذکور ہوا اور اگر چھوٹا برتن نہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرکے برتن میں داخل کرے اور اس سے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالے اور انگلیوں کو ایک دوسرے پر مل کر ہاتھ کو پاک کرکے پھر داہنا ہاتھ برتن میں ڈالے اور اُس سے بایاں ہاتھ پاک کرلے یہ مضمرات میں لکھا ہے اور یہ ایسی صورت میں ہے جب ہاتھ پر کوئی نجاست نہ لگی ہو اور اگر ہاتھ پر نجاست بھی لگی ہو تو اُسکے پاک کرنیکی کوئی اور تدبیر کرے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اسمیں اختلاف ہے کہ ہاتھ استنجا کرنے سے پہلے دھوئے یا بعد کو دھوئے اور اصح یہ ہے کہ دونوں بار دھووے ایکبار قبل استنجا کرنے کے اور ایک بار بعد استنجا کرنے کے یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے اور منجملہ وضو کی سنتوں کے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ہے اور سنت یہ ہے کہ اول تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کیلیے ہر بار نیا پانی لے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور کلی کرنے کی حد یہ ہے کہ تمام مُنھ کے اندر پانی بھر جاوے اور ناک میں ڈالنے کی حد یہ ہے کہ جہانتک ناک کا چمڑا نرم ہے یعنے نرمہ بینی[۴] تک پانی پہونچ جاوے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر کلی کرنا اور

---

[۱] ادا ہو جائیگی اسیطرح ہر ذکر الہی سے۔ د۔ ۱۲ [۲] حکم نہیں بلکہ جسوقت یاد آوے پڑھ لے ۱۲ [۳] یعنے پہونچ جاوے ۱۲

ناک مین پانی ڈالنا ترک کریگا تو صحیح یہ ہے کہ گنہگار ہوگا اسلیے کہ وہ دونون منجملہ سنت موکدہ کے ہین اور سنت موکدہ کا چھوڑنا بُرائی ہے بخلاف سنن زوائد کے اسلیے کہ اُنکے چھوڑنے مین بُرائی نہین آتی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر پانی ایک بار ہاتھ مین لیکر اسی سے تین کلیان کرے تو جائز ہے اور اگر پانی ایک بار چلو مین لیکر اسی کو تین بار ناک مین ڈالے تو جائز نہین اسلیے کہ ناک مین پانی ڈالنے مین مستعمل پانی اس چلو مین لوٹ کر آجاویگا اور یہ صورت کلی کرنے مین نہین یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر پانی چلو مین لیکر تھوڑے پانی سے کلی کرے پھر باقی پانی ناک مین ڈالے تو جائز ہے اور اگر اسکا اُلٹا کرے تو جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور منجملہ وضو کی سنتون کے مسواک[1] کرنا ہے مسواک ایسے درختون کی لکڑی سے بنانا چاہیے جو تلخ ہوتے ہین اس سے بدبو مُنھ کی پاک ہوتی ہے اور دانت مضبوط ہوتے ہین اور معدہ قوی ہوتا ہے اور چاہیے کہ مسواک کی لکڑی تر ہو اور بقدر چھوٹی انگلی کے موٹی ہو اور ایک بالشت لمبی ہو مسواک کرنے کیلیے انگلی لکڑی کے قائم مقام نہین ہوسکتی البتہ اگر لکڑی نہ ملے تو اس صورت مین داہنے ہاتھ کی اُنگلی لکڑی کے قائم مقام ہوسکتی ہے یہ محیط اور ظہیریہ مین لکھا ہے اور عورتون کے واسطے درخت بطم کا گوند چابنا مسواک کے قائم مقام ہوجاتا ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ مستحب ہے مسواک داہنے ہاتھ مین اسطرح پکڑنا کہ چھوٹی انگلی مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے رکھے اور باقی انگلیان مسواک کے اوپر یہی مذکور ہے نہر الفائق مین۔ وقت مسواک کرنے کا وہی ہے جو کلی کرنے کا وقت ہے یہ مذکور ہے نہایہ مین دانتون کے اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب مین مسواک کرے اور دانتون کی چوڑائی مین مسواک کرے اور ابتدا مسواک کی داہنی جانب سے کرے یہی ہے جوہرۃ النیرہ مین جس شخص کو مسواک کرنے سے قے آنیکا خوف ہو وہ مسواک کرنا چھوڑدے لیٹ کر مسواک کرنا مکروہ ہے یہ مذکور ہے سراج الوہاج مین۔ اور منجملہ وضو کی سنتون کے داڑھی کا خلال[2] کرنا ہے قاضیخان نے جامع صغیر کی شرح مین لکھا ہے کہ تین بار مُنھ دھو لینے کے بعد داڑھی کا خلال کرنا ابو یوسفؒ کے نزدیک سنت ہے اور یہی قول لیا گیا ہے یہی لکھا ہے زاہدی مین اور مبسوط مین ہے کہ یہی اصح ہے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اور طریقہ داڑھی مین خلال کرنیکا یہ ہے کہ داڑھی مین انگلیان ڈالکر نیچے کی جانب سے اوپر کی جانب کو خلال کرے شمس الائمہ کردری سے یہی منقول ہے یہ لکھا ہے مضمرات مین۔ اور منجملہ وضو کی سنتون کے اُنگلیون مین خلال کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ انگلیان اُنگلیون مین اسطرح ڈالے کہ اُنسے پانی ٹپکتا ہوا ہو یہ بالاتفاق سنت موکدہ ہے یہ نہر الفائق مین مذکور ہے انگلیونمین خلال کرنا سنت اس حالت مین ہے کہ پانی اُنکے بیچ مین پہونچ چکا ہو اور اگر پانی نہ پہونچا ہو اس سبب سے کہ بند ہون تو خلال کرنا واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور انگلیون کا پانی مین داخل کردینا قائم مقام خلال کرنے کے ہوجاتا ہے اگرچہ پانی جاری نہو۔ اور ہاتھون کے خلال مین اولے یہ ہے کہ اُنگلیونمین انگلیان ڈالے اور پاؤن کے خلال مین بائین ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی سے خلال کرے اور داہنے پاؤن کی چھوٹی اُنگلی سے

[1] مسواک کی نماز ستر درجہ افضل ہے بحدیث امام احمد اور طریقۂ انبیاء ہے بحدیث سنن ۱۲ مع [2] داڑھی کا خلال حدیث ابو داؤد سے ثابت ہے ۱۲

شروع کرکے بائین پانؤن کی چھوٹی اُنگلی پر ختم کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے اور اُنگلی نیچے کی طرف سے ڈالے یہ
مضمرات مین لکھا ہے اور وضو کی سنتون مین سے تین بار دھونا ہے اُن اعضا کو جنکا دھونا فرض ہو جیسے دونون
ہاتھ اور مُنھ اور پانؤن یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک بار اچھی طرح دھونا فرض ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور دو بار دھونا
سنت موکدہ ہے موافق مذہب صحیح کے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اچھی طرح دھونے کے معنی یہ ہین کہ پانی کل عضو
پر پہونچے اور اُسپر بہے اور اُس سے پانی کے قطرے ٹپکین یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ فتاوے حجہ مین لکھا ہے کہ اعضا کو ہر مرتبہ ایسا
دھونا چاہیے کہ اس تمام عضو پر پانی پہونچ جاوے جسکا دھونا وضو مین واجب ہے اور اگر اول مرتبہ ایسا دھویا کہ تھوڑا سا
عضو خشک رہگیا پھر دوسرے مرتبہ کے دھونے مین تھوڑے سے خشک ٹکڑے پر پانی پہونچا پھر تیسرے مرتبہ مین
سارا عضو دھل گیا تو یہ تین مرتبہ کا دھونا نہوا یہ مضمرات مین لکھا ہے اور اگر صرف ایک ایک بار عضو دھویا اسوجہ سے کہ پانی گران
تھا یا سردی تھی یا کوئی اور حاجت تھی تو مکروہ نہین ہے اور گنہگار نہوگا اور اگر کوئی ایسا سبب نہین تو گنہگار ہوگا یہ معراج الدرایہ
مین لکھا ہے۔ اور اگر تین مرتبہ سے زیادہ دھویا واسطے طمانینت قلب کے ایسی حالت مین کہ اُسکو شک واقع ہوا تھا یا دوسرے
وضو کی نیت کرلی تو اسمین مضائقہ نہین یہ نہایہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور منجملہ وضو کی سنتون کے پورے
سر کا مسح ہے ایک بار یہی متون مین لکھا ہے اور زیادہ طہارت اسمین ہے کہ دونون ہتھیلیان اور اُنگلیان اپنی سر کے
اگلے حصہ پر رکھکر پچھلے حصہ کی طرف کو اسطرح لیجاوے کہ سارے سر پر ہاتھ پھر جاوے پھر دو اُنگلیون سے کانون کا
مسح کرے اسطرح کہ پانی انکا مستعمل نہوا ہو یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص ہمیشہ پورے سر کا مسح بغیر عذر چھوڑ دیا کرے تو
گنہگار ہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہے۔ اور منجملہ وضو کی سنتون کے کانون کا مسح ہے۔ کانون کو آگے سے بھی مسح کرے اور پیچھے
سے بھی مسح کرے اُسی پانی سے جس سے سر کا مسح کیا ہے۔ یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اگر کانون کے مسح کے
واسطے نیا پانی لے ایسی حالت مین کہ پہلی تری بھی باقی تھی تو بہتر ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر کانون کو
اگلی طرف سے مُنھ دھونے کے ساتھ مین مسح کرے اور پچھلی طرف سے سر کے مسح کے ساتھ مسح کرے تو بھی جائز ہوگا
مگر افضل وہی صورت ہے جو اول مذکور ہوئی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ کانون کے اوپر کی طرف انگوٹھون کے
اندر کی طرف سے مسح کرے اور کانون کے اندر کی طرف سے انگشت[1] شہادت کی اندر کی طرف سے مسح کرے یہ
سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور منجملہ وضو کی سنتون کے نیت[2] ہے۔ مذہب یہ ہے کہ وضو کرنے کیلیے ایسی عبادت[3] کی
نیت کرے جو بغیر طہارت کے صحیح نہین ہوتی یا اُس ناپاکی کے رفع ہونے کی نیت کرے جو بے وضو ہونے کے سبب
سے ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ نیت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یون کہے کہ میری نیت یہ ہے کہ مین یہ وضو نماز کیلیے
کرتا ہون اللہ کے رضامند کرنے کے واسطے۔ یا میری نیت یہ ہے کہ بے وضو رہنے کی ناپاکی دور ہو جاوے یا
میری نیت پاک ہوجانے کی ہے یا میری نیت یہ ہے کہ نماز پڑھنا جائز ہوجاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور نیت

[1] انگشت شہادت یعنے کلمہ کی اُنگلی اور یہی ابن ماجہ کی حدیث صحیح مین ثابت ہے اور اسی کو فتح القدیر مین ترجیح دی ۱۲ [2] نیت اقوال شیخ الاسلام
نے کہا کہ شرع مین جہان وضو کا حکم ہے وہ بغیر نیت کے ادا نہوگا (ط) فقہا نے کہا کہ بغیر نیت کے وہ عبادت نہوگا (د) ولیکن اس سے نماز ادا ہوجاوے گی
اگرچہ وضو کا ثواب کچھ نہ ملے (ط) ۱۲ع [3] عبادت کی نیت بہ نسبت رفع حدث کے بہتر ہے ۱۲ فتح ع[4] پورا عضو دھل جانے ۱۲ ع[5] باکرہ اکیلا ہوا ۱۲

اُسوقت کرے جسوقت مُنھ دھوتا ہے اور محل نیت کا دل ہی اور زبان سے کہنا اسکا مستحب ہے یہ جوہر نیرہ مین لکھا ہے۔ منجملہ وضو کی سنتون کے ترتیب ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے جسکا ذکر اول کیا ہے اُسکو اول کرے یہ تبیین مین لکھا ہی قدوری نے نیت اور ترتیب اور پورے سر کے مسح کو مستحبات سے شمار کیا ہے اور صاحب ہدایہ اور محیط اور تحفہ اور ایضاح اور روانی نے اُنکو سنتون مین داخل کیا ہی اور یہی اصح ہے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور منجملہ وضو کی سنتون کے موالات ہے اور موالات سے مراد یہ ہے کہ ایک عضو کو دھوکر اُسکے بعد ہی دوسرا عضو بھی دھوئے اور حد اُسکی یہ ہے کہ اعتدال کے موسم مین پچھلے عضو کے دھونے سے قبل پہلا عضو خشک نہ ہو جاوے گرمی کی شدت اور ہوا کی شدت اور سردی کی شدت کا اعتبار نہین البتہ وضو کرنیوالے کی حالت یکساں رہنے کا اعتبار کیا جاتا ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ وضو مین تفریق کر دینا یعنے بعض اعضا کو دھوکر کچھ توقف کے بعد باقی اعضا کو دھونا اگر بغیر عذر ہو تو مکروہ ہے اور اگر کوئی عذر ہو مثلاً پانی تمام ہو جاوے اور اُسکی طلب مین جاوے یا اسیطرح کی اور کوئی وجہ ہو تو صحیح یہ ہے کہ مضائقہ نہین غسل اور تیمم کے درمیان مین تفریق کر دینے کا بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی **تیسری فصل مستحبات وضو کے بیان مین** وضو کے مستحبات متون مین دو مذکور ہین اول سیدھی طرف سے ابتدا کرنا یعنے پہلے داہنا ہاتھ دھوئے پھر بایان ہاتھ دھوئے اور پہلے داہنا پانوٗن دھوئے پھر بایان پانوٗن دھوئے اور موافق مذہب صحیح کے اسی کا نام فضیلت ہے اور اعضاء وضو مین جسقدر دُھرے عضو ہین اُنمین داہنے عضو کا بائین عضو پر مقدم کرنا مستحب ہے مگر کانون کا حکم اسکے برخلاف ہے لیکن اگر کسی کے ایکہی ہاتھ ہو یا دوسرے ہاتھ مین کوئی بیماری ہو جسکے سبب سے دونون کا مسح ساتھ نہ کرسکے تو وہ اول داہنے کان کا مسح کرے پھر بائین کا کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ دوسرا مستحب وضو مین گردن کا مسح ہی اور وہ دونون ہاتھونکی پشت سے کرنا چاہیے لیکن حلقوم کا مسح بدعت ہے یہ بحرالرائق مین لکھا ہی۔ اس موقع پر اور بھی کچھ سنتین اور آداب فقہانے لکھے ہین۔ سنت ہی کہ پانوٗن دھوتے وقت داہنے ہاتھ مین برتن کو پکڑے اور پانی داہنے پانوٗن پر اوپر کی طرف سے ڈالے اور بائین ہاتھ سے اُسکو ملے اسیطرح تین بار اُسکو دھوئے پھر بائین پانوٗن پر اوپر کی طرف سے پانی ڈالے اور اُسکو بھی ملے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور منجملہ سنتون کے یہ ہے کہ ہاتھون اور پانوٗن کے دھونے مین اُنگلیون کے سرون کی طرف سے شروع کرنا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور یہی محیط مین لکھا ہے۔ اور مسح مین سر کے اگلے حصے سے شروع کرنا سنت ہے یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین بھی ترتیب کا لحاظ کرنا یعنے پہلے کلی کرنا پھر ناک مین پانی ڈالنا ہمارے نزدیک سنت ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اُنمین اچھی طرح مبالغہ کرنا سنت ہے یہ کافی اور شرح طحاوی مین لکھا ہے روزہ دار کو خوب اچھی طرح کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا سنت نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اچھی طرح کلی کرنا یہ ہی کہ غرغرہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی اور اچھی طرح ناک مین پانی ڈالنا یون ہوتا ہی کہ دونون نتھنون مین پانی ڈالکر اوپر کو چڑھاوے یہانتک کہ پانی ناک کے اُس مقام تک پہونچ جاوے جو سخت ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور اصل مین مذکور ہے کہ ادب

---

۵۱ مستحب وہ عمل ہی جسکو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کیا کبھی نہ کیا اور وہ عمل جسکو سلف صالحین نے پسند کیا ۱۲ ۵۲ کیونکہ کانون کو ساتھ ہی مسح کرنا مستحب ہے ۱۲ ۵۳ مثلاً اول بار دھونے مین اعضا کو ملنا اور پانی مین اسراف نہ کرنا وغیرہ ۱۲

یہ بھی ہے کہ پانی مین اسراف نہ کرے اور کمی بھی نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہ اس صورت مین ہے جب پانی نہر کا
ہو یا اپنی ملک ہو اور اگر ایسے پانی سے وضو کرے جو طہارت کرنے والون پر وقف ہو تو پانی صرف کرنے مین زیادتی
اور اسراف کرنا حرام ہے کسی کا اسمین خلاف نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور ہر عضو کو دھوتے وقت یہ پڑھے اشھد
ان لا آلہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ یعنے گواہی دیتا ہون مین کہ نہین ہے کوئی معبود مگر
اللہ اکیلا ہے وہ نہین ہے کوئی شریک واسطے اُسکے اور گواہی دیتا ہون مین کہ بیشیک محمد اسکے بندے ہین اور
رسول ہین۔ اور وضو کرتے مین ایسی باتین نہ کرے جو آدمیون سے کیا کرتے ہین یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی بات
کہنے کی ضرورت ہو اور یہ خوف ہو کہ اسوقت بات نہ کہنے مین ضرورت فوت ہو جائیگی تو ایسی حالت مین بات کرنا
ترک ادب نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور وضو کے سارے کام اپنی ذات سے کرے اور جب وضو کر چکے تو یہ
پڑھے۔ سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک واشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان
محمدا عبدہ ورسولہ۔ یعنے پاکی بیان کرتا ہون مین تیری اے اللہ اور حمد کرتا ہون مین تیری اور گواہی دیتا ہون مین
کہ نہین ہے کوئی معبود مگر تو مغفرت طلب کرتا ہون مین تجھ سے اور توبہ کرتا ہون تیری طرف اور گواہی دیتا ہون
مین کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد بندے اُسکے ہین اور رسول اُسکے۔ اور جس کپڑے
سے مقام استنجا کو پونچھے اُسی کپڑے سے اور سارے اعضاے وضو کو نہ پونچھے اور استنجے سے فارغ ہونیکے
بعد وضو مین قبلہ کیطرف مُنھ کرے اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد یا وضو کرنے مین یہ پڑھے اللھم اجعلنی من
التوابین واجعلنی من المتطھرین یعنے اے اللہ بنا مجھکو توبہ کرنے والون مین سے اور بنا مجھ کو پاک ہونیوالون
مین سے۔ اور جب وضو کر چکے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جب وضو کر چکے تو اپنے برتن مین دوسری نماز کے
وضو کے لیے پانی بھر رکھے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور جو پانی وضو سے بچے اسمین سے ایک قطرہ کھڑا ہو کر قبلہ کیطرف
مُنھ کر کے پی لے اور مٹی کے برتنون سے وضو کرے اور کپڑون پر وضو کا پانی نہ گرنے دے یہ زاہدی مین لکھا ہے
اور اپنے ہاتھونکو جھاڑے نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ کُلی کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لے۔ ناک مین بھی اپنے
ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائین ہاتھ سے ناک سنکے یہ خزانۃ الفقہ مین لکھا ہی جو ابو اللیث کی تصنیف ہے۔ اور خلف
بن ایوب سے یہ منقول ہی کہ وضو کرنے والے کو مناسب یہ ہے کہ جاڑون کے موسم مین اول اپنے اعضا کو پانی سے
اسطرح تر کرے جیسے تیل ملتے ہین پھر انپر پانی بہاوے اسلیے کہ جاڑون کے موسم مین پانی اعضا کے اندر اچھی طرح
اثر نہین کرتا یہ بدائع مین لکھا ہے اور آداب وضو مین سے ہے کہ اعضا کو ملے اور کانون کے سوراخ مین چھوٹی اُنگلی
ڈالے اور وقت سے پہلے وضو کر لے۔ اور پانی ڈالتے مین مُنھ پر ہاتھ ایسے نہ مارے جیسے طمانچے مارتے ہین اور اونچی

سلہ حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی خالی نہین کہ تم مین سے وضو کرے پس اُسکو بھرپور کرے
پھر کہے کہ اشھد ان لا آلہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ مگر آنکہ اُسکے لیے آٹھون دروازے جنت کے کھولدیے گئے جس دروازہ
سے چاہے داخل ہو۔ رواہ مسلم ١٢ سلہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نہین خالی ہی کوئی مسلمان کہ وضو کرے سو اُسکو اچھی
طرح کرے پھر دو رکعتین پڑھے انہین اپنے دل و چہرہ سے متوجہ ہو مگر آنکہ اُسکے لیے جنت واجب ہو گئی۔ رواہ مسلم ١٢ ع سلہ جبکہ وقت مکروہ نہو ١٢ ع

جگہ مین بیٹھے یہ تبیین مین لکھا ہے برتن کی دستگی کو یعنے جہان سے برتن کو پکڑتے ہین اس مقام کو تین بار دھو لے اور
نرمی کے ساتھ اعضا کو دھووے اور وضو مین جلدی نہ کرے اور دھونے اور خلال کرنے اور ملنے کو پورا پورا ادا کرے
اور منھ اور ہاتھ اور پانؤن کے دھونے کی جو حدین ہین اُن سے کچھ اور زیادتی کر دے تاکہ اُن حدون تک ڈھل جانیکا
یقین ہو جائے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے۔ اور منھ دھونے مین اوپر کی طرف سے شروع کرے یہ نہر الفائق مین
لکھا ہے۔ اور وضو پاک جگہ مین کرے اسلیے کہ وضو کے پانی کی بھی تعظیم ہے یہ نہر الفائق مین مضمرات سے نقل کیا ہے
اور چھوٹا برتن ہو تو اُسکو بائین طرف رکھے اور اگر بڑا برتن ہو جسمین ہاتھ ڈالکر چلو سے پانی لیتا ہو تو داہنے طرف رکھے اور
نیت مین زبان و دل دونون کو شریک کرے اور ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ پڑھے اور کلی کرتے وقت یہ پڑھے
اللھم اعنی علے تلاوۃ القرآن و ذکرک و شکرک و حسن عبادتک یعنی اے اللہ مدد کر میری تلاوت قرآن پر اور اپنے ذکر پر
اور اپنے شکر پر اور اپنی عبادت کی خوبی پر۔ اور ناک مین پانی ڈالتے وقت یہ پڑھے اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ ولا ترحنی رائحۃ
النار۔ اے اللہ سنگھا مجھکو خوشبو جنت کی اور نہ سنگھا مجھکو بو نار کی اور منھ دھوتے وقت یہ پڑھے اللھم بیض وجھی یوم
تبیض وجوہ وتسود وجوہ یعنے اے اللہ اُجلا کر منھ میرا جس روز اُجلے ہونگے بہت سے منھ اور سیاہ ہونگے بہت سے منھ
اور جب داہنا ہاتھ دھووے تو یہ پڑھے اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا یعنے اے اللہ نامہ اعمال میرا میرے
داہنے ہاتھ مین دیجیو اور حساب میرا آسانی سے کیجیو۔ اور جب بایان ہاتھ دھووے تو یہ پڑھے اللھم لاتعطنی کتابی بشمالی و
لا من وراء ظھری یعنے اے اللہ نہ دیجیو نامہ اعمال میرا میرے بائین ہاتھ مین اور نہ میرے پیٹھ کے پیچھے سے۔ اور جب
سر کا مسح کرے تو یہ پڑھے اللھم اظلنی تحت ظل عرشک یوم لاظل الاظل عرشک یعنے اے اللہ سایہ دے مجھکو اپنے
عرش کے نیچے جس روز نہوگا کوئی سایہ مگر تیرے عرش کا سایہ اور کانون کے مسح کے وقت یہ پڑھے اللھم اجعلنی من
الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ یعنے اے اللہ کر تو مجھ کو اُن لوگون مین سے جو سنتے ہین قول کو اور مانتے ہین
اُسکو جو اچھا ہوتا ہے۔ اور جب گردن کا مسح کرے تو یہ پڑھے اللھم اعتق رقبتی عن النار یعنے اے اللہ بچا
گردن میری آگ سے اور جب داہنا پانؤن دھوئے تو یہ پڑھے اللھم ثبت قدمی علے الصراط یوم تزل الاقدام
یعنے اے اللہ ثابت رکھ دونون پانؤن میرے صراط پر جس دن پھسلینگے پانؤن۔ اور جب بایان پانؤن دھوئے
تو یہ پڑھے اللھم اجعل ذنبی مغفورا وسعیی مشکورا وتجارتی لن تبور یعنے اے اللہ کر میرے گناہون کو بخشا ہوا اور
میری کوشش کو مقبول اور میری تجارت نہ برباد ہونیوالی اور ہر عضو کے دھونے کے بعد درود پڑھے اور ایک
مد[1] سے پانی کی مقدار کم نہ کرے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ وضو تین طرح کے ہوتے ہین اول فرض اور وہ وضو اس
شخص کا ہے جسکا وضو نہین نماز کے کھڑے ہوتے وقت۔ دوسرے واجب اور وہ وضو ہے طواف کعبہ کے لیے
اگر بے وضو طواف کریگا تو جائز ہوگا مگر واجب ترک ہوگا۔ تیسرے وضو مستحب اور اُسکی کوئی گنتی نہین اُسی کی قسمون
مین سے ہے سوتے وقت وضو کرنا و وضو کی محافظت کرنا یعنے جب وضو ٹوٹے اُسی وقت وضو کرلے تاکہ ہر وقت

[1] ایک مد آنحضرت صلعم ایک مد سے وضو فرماتے ایک صاع سے غسل کرتے صحیحین وغیرہ ایک مد فی الحال کے رواج سے قریب سیر کے ہوا اور چار کا ایک صاع ہوتا ہے ۱۲

باوضو ہے اور اسی قسم سے ہے وضو کرنا بعد غیبت کرنیکے اور بعد شعر پڑھنے کے اور اسی قسم سے ہے وضو پر وضو کرنا اور اسی قسم سے ہے قہقہہ سے ہنسنے کے بعد وضو کرنا اور اسی قسم سے ہے غسل میت کے واسطے وضو کرنا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے **چوتھی فصل مکروہات وضو کے بیان مین** مکروہات مین سے ہے سختی کے ساتھ پانی منھ پر مارنا اور بائین ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا اور داہنے ہاتھ سے ناک سنکنا بغیر عذر کے یہ خزانۃ الفقہ مین لکھا ہے جو ابو اللیث کی تصنیف ہے اور مکروہات مین سے ہے تین بار مسح کرنا نیا پانی لیکر اور وضو کر لینے کے بعد رومال سے پونچھ لینے مین کچھ مضائقہ نہین ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور مکروہ[1] ہے کہ کسی برتن کو اپنے وضو کے واسطے خاص کرے کہ اس برتن سے سوا اسکے اور کوئی وضو نہ کرے جیسے یہ مکروہ ہے کہ مسجد مین کوئی جگہ اپنی نماز کے واسطے خاص کر لے یہ وجیز مین لکھا ہے جو کردری کی تصنیف ہے **پانچوین فصل وضو کی توڑنے والی چیزون کے بیان مین** وضو توڑنے والی چیزون مین سے ہے جو چیز دونون راستون سے نکلے پائخانہ اور پیشاب اور ہوا جو پائخانہ مقام سے نکلے اور ودی اور مذی اور منی اور کیڑا اور پتھری۔ پائخانہ کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تھوڑا ہو یا بہت اور یہی حکم ہے پیشاب کا اور ہوا کا جو پائخانہ کے مقام سے نکلے یہ محیط مین لکھا ہے اور وہ ہوا جو مرد اور عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے موافق مذہب صحیح کے وضو کو نہین توڑتی لیکن اگر کسی عورت کا پیشاب اور پائخانہ کا راستہ ملگیا ہے اُسکے لیے وضو کر لینا مستحب ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ کسی پیٹ مین آر پار زخم ہوا اور اسمین سے ہوا نکلے تو وضو نہین ٹوٹتا جسطرح اسی ڈکار سے نہین ٹوٹتا جسمین بدبو آتی ہو یہ قنیہ مین لکھا ہے اگر پیشاب عضو تناسل کی ڈنڈی مین اُتر آوے تو اس سے وضو نہین ٹوٹتا اور اگر قلفہ مین یعنے اُس کھال مین جسکی ختنہ کرتے ہین اُتر آوے تو وضو ٹوٹ جاویگا یہ لکھا ہے ذخیرہ مین۔ اور صحیح یہی ہے یہ لکھا ہے بحر الرائق مین۔ اور اگر عورت کی اندر کی فرج سے پیشاب نکلا باہر کی فرج سے نہین نکلا تو وضو ٹوٹ جاویگا۔ اور جس مرد کا عضو تناسل کٹ گیا ہو اگر اُسکے پیشاب کے مقام سے کوئی ایسی چیز نکلے جو مشابہ پیشاب کے ہو پس اگر اُسکے بند کرنے پر قادر ہے اسطرح کہ اگر چاہے روک لے اور جو چاہے نکالدے تب تو وہ پیشاب ہے وضو اس سے ٹوٹ جاتا ہے اور جو وہ اسپر قادر نہین تو نہین ٹوٹتا جبتک خود نہ بہے یہ قاضیخان مین ہے۔ فتاوے مین ہے کہ جب ظاہر ہو جاوے کہ خنثی مردون مین شامل ہے تو اُسکی دوسری فرج بمنزلہ زخم کے ہے اسمین سے جو نکلیگا اس سے وضو نہ ٹوٹیگا جبتک نہ بہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور یہی فتاوے قاضیخان اور ذخیرہ اور محیط سرخسی اور اکثر معتبرات مین لکھا ہے۔ اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ اُسپر وضو واجب ہو جاتا ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اعتماد کے قابل وہی پہلا قول ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے۔ اگر کسی مرد کے عضو تناسل مین زخم ہو اور اسمین دو سوراخ ہون ایک ایسا ہو کہ اُسمین سے وہی چیز نکلتی ہو جو پیشاب کے راستے سے بہتی ہو اور دوسرا ایسا ہو کہ اُس سے وہ نکلتا ہو جو پیشاب کے راستے مین نہ بہتا ہو تو پہلا سوراخ بمنزلہ سوراخ ذکر کے ہے جب پیشاب اُسکے سر پر ظاہر ہوگا تو وضو ٹوٹ جائیگا اگرچہ نہ بہے اور دوسرے

[1] اور وضو کی ممنوعات سے عورت کے وضو یا غسل کے باقی بچے پانی سے وضو کرنا اور ناپاک جگہ وضو کرنا اسلیے کہ وضو کے پانی کی کچھ حرمت ہے اور مکروہ ہے تھوکنا سنکنا پانی مین یعنے اگرچہ آب جاری ہو طحاوی نے کہا کہ یہ کراہت تنزیہی ہے ۱۲ منہ

سوراخ سے اگر کچھ ظاہر ہو تو جبتک وہ بہے نہین وضو نہین ٹوٹیگا - اگر کسی شخص کو پیشاب نکل آنے کا خوف ہو اس سبب سے وہ پیشاب کے سوراخ مین روئی رکھ لے اور اگر روئی نہ رکھے تو پیشاب نکل آوے تو اسمین کچھ مضائقہ نہین اور جبتک پیشاب روئی مین ظاہر نہو جاوے تب تک اُسکا وضو نہین ٹوٹتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے - اگر کسی شخص کی کانچ باہر نکل آوے اور اُسکو ہاتھ سے یا کپڑے سے پکڑ کر اندر ڈالے تو اُسکا وضو ٹوٹ جائیگا اسلیے کہ کچھ نجاست اسکے ہاتھ کو لگیگی - اور شیخ امام شمس الائمہ حلوائی نے لکھا ہے کہ کانچ کے نکلنے ہی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ودی سے بھی ٹوٹ جاتا ہے اور جو منی بغیر شہوت کے نکلے اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے مثلاً کوئی بوجھ اُٹھایا یا بلند جگہ سے گرا اور منی نکل آئی تو وضو واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے - مرد کی منی بستہ اور سپید رنگ ہوتی ہے اور بو اُسکی ایسی ہوتی ہے جیسے درخت خرما کی کلی مین اور اسمین چکناہٹ ہوتی ہے اور اُسکے نکلنے سے عضو سست ہو جاتا ہے اور عورت کی منی تپلی زرد رنگ ہوتی ہے اور مذی تپلی مائل بسپیدی ہوتی ہے اور جب کوئی حالت شہوت مین اپنی عورت کے ساتھ اختلاط کرتا ہے اُسوقت ظاہر ہوتی ہے اور اُسکے مقابل مین عورت سے جو نکلتی ہے اُسکو قذی کہتے ہین اور ودی پیشاب ہوتا ہے گاڑھا اور بعض نے کہا ہے ودی وہ ہے جو مجامعت کرکے غسل کرنیکے بعد نکلتی ہے اور پیشاب کے بعد نکلتی ہے یہ تبیین مین لکھا ہے - کیڑا اگر پائخانہ کے مقام سے نکلے تو اُس سے وضو ٹوٹتا ہے اور اگر عورت یا مرد کے پیشاب کے مقام سے نکلے تو بھی یہی حکم ہے اور یہی حکم ہے تپھری کا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر کوئی اپنے عضو کے سوراخ مین قطرہ ڈالے پھر وہ نکل آوے تو وضو نہین ٹوٹتا جیسے کہ روزہ نہین ٹوٹتا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے - اگر تیل سے حقنہ کیا پھر وہ بہ کر نکلا تو دوبارہ وضو کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور جو چیز نیچے کی طرف سے اندر کو جاوے اور پھر نکلے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسلیے کہ ضرور ہے کہ اندر سے کچھ تری اسمین لگ آتی ہے اگرچہ دخول اسکا پورا نہو مثلاً ایک کنارہ اُسکا ہاتھ مین ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اور وضو توڑنے والی چیزون سے ہے وہ بھی جو ان دو رستون کے سوا اور طرف سے نکلے اور بہے ایسی طرف جو پاک کیجاتی ہے خون ہو یا کچلہو یا پیپ ہو یا پانی جو کسی بیماری کے سبب سے نکلے بہنے کے معنی یہ ہین کہ زخم کے سرے سے اوپر کو اُٹھکر نیچے کو اُترے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور یہی اصح ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے خون جب زخم کے سرے سے اوپر کو اُٹھے تو وضو نہین توڑتا اگرچہ سر زخم سے زیادہ جگہ مین ہو جاوے یہی ظہیریہ مین لکھا ہے اور فتوے اسی پر ہے کہ نہین ٹوٹتا ہے وضو اس قسم کی صورت مین یہ محیط مین لکھا ہے خون اور کچلہو اور پیپ اور پانی زخم کا اور آبلہ کا اور وہ پانی جو بیماری کیوجہ سے ناف مین سے نکلے یا چھاتی مین سے نکلے یا آنکھ مین سے نکلے یا کان مین سے نکلے سب کا ایک حکم ہے موافق مذہب اصح کے یہ زاہدی مین لکھا ہے اگر کان مین تیل ڈالا اور وہ دماغ مین کچھ دیر ٹھہرا پھر کان یا ناک کیطرف سے بہگیا تو اُس سے وضو نہین ٹوٹتا - امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ اگر منھ کے راستے سے نکلیگا تو اسپر وضو واجب ہوگا اسلیے کہ منھ سے نکلیگا تو معدے مین ہو کر آویگا اور معدہ محل نجاست سے ہیں وہ قے کے حکم مین ہو گیا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر کسی چیز کو ناک کے راستہ سے اوپر کو چڑھایا پھر وہ منھ کی طرف سے منھ پھیر نکلی تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر کانون کی

طرف سے نکلی تو نہین ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر نہانے مین کچھ پانی کان کے اندر داخل ہوگیا اور وہان اُسکا
رہا پھر ناک کیطرف سے نکلا تو اُسپر اور وضو لازم نہین آتا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور نصاب مین ہے کہ یہی اصح ہے یہ
تاتارخانیہ مین لکھا ہے لیکن اگر وہ کچلہو ہو نجاتیگا تو اس سے وضو ٹوٹ جائیگا یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر کان سے
پیپ یا کچلہو ہو نکلے اگر بغیر درد کے نکلا تو وضو نہین ٹوٹیگا اگر درد کے ساتھ نکلا تو وضو ٹوٹ جاویگا اسلیے کہ جب وہ
درد کے ساتھ نکلا تو ظاہر اکسی زخم سے نکلا ہی یہ منقول ہی فتوے شمس الائمہ حلوائی کا یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی ہی ذخیرہ
مین اور تبیین میں اور سراج الوہاج مین۔ امام محمدؒ نے اصل مین ذکر کیا ہی کہ اگر زخم سے تھوڑا سا خون نکلے اور اُسکو پونچھ
ڈالے پھر نکلے پھر پونچھ ڈالے تو اگر خون ایسا تھا کہ اُسمین سے جسقدر پونچھ لیا ہی اگر نہ پونچھتا تو بہ جاتا تو اس صورت مین
وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر نہ بہتا تو نہ ٹوٹیگا اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ زخم سے تھوڑا سا خون نکلے اور اسپر راکھ یا مٹی
ڈالدے پھر وہ ظاہر ہو پھر وہ ایسا ہی کرے تو ایسی حالت مین بھی یہی لحاظ کیا جائیگا کہ اگر کل جمع ہوتا تو بہتا یا نہ بہتا یہ
ذخیرہ مین لکھا ہے۔ خون سر کیطرف سے ایسی جگہ کو اُترے جہان حکم پاک کرنیکا ہی مثلاً ناک یا کان تو وضو ٹوٹ جائیگا
یہ محیط مین لکھا ہی ناک مین جہانتک پاک کرنیکا حکم ہی وہ مقام ہی جہانتک ناک نرم ہی یہ ملتقط مین لکھا ہی اگر مُنھ سے
خون نکلے تو یہ اعتبار کیا جائیگا کہ خون غالب ہے یا تھوک اگر دونون برابر ہین تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اس امر کا اعتبار
رنگ سے ہوتا ہے اگر سرخ رنگ ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا اگر زرد ہی تو نہین ٹوٹیگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر وضو والے کو
کسی چیز کے مُنھ مین دابنے یا مسواک کرنیسے خون کا اثر معلوم ہو تو اُسکا وضو نہین ٹوٹیگا جبتک خون کا بہنا نہ
معلوم ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر آنکھ مین کوئی زخم ہو اور اُسمین سے خون نکلکر آنکھ کے اندر ہی دوسری جانب کو پہونچا
تو وضو نہین ٹوٹیگا اسلیے کہ وہ خون ایسی جگہ نہین پہونچا جسکا دھونا واجب ہو یہ کفایہ مین لکھا ہی زخم کو دبانیسے خون نکلا
اور اگر نہ دباتے تو نہ نکلتا تو مختار یہی ہی کہ وضو ٹوٹ جائیگا یہ دجیز کردری مین لکھا ہی اور یہی ٹھیک ہے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور یہی
اوجہ ہی یہ شرح منیہ مین لکھا ہی جو حلبی کی تصنیف ہے اگر کسی آبلہ کو چھیل ڈالا اور اُسمین سے پانی یا پیپ وغیرہ بہی اگر وہ زخم کے
سرے سے بہی تو وضو ٹوٹیگا ورنہ نہ ٹوٹیگا یہ حکم اُس صورت مین ہی جب وہ اپنے آپ نکلے اور اگر دبانے سے نکلے تو وضو
نہ ٹوٹیگا اسلیے کہ جو کچھ نکلا وہ نکالا گیا خود نہین نکلا یہ ہدایہ مین لکھا ہے ناک سنکنے مین جما ہوا خون مسور کے دانہ کے برابر
نکلا اس سے وضو نہین ٹوٹتا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر چیچڑی کسی کے عضو کو لگ کر چوسے اور خون سے پُر ہو جاوے تو اگر
چھوٹی ہے تو وضو نہ ٹوٹیگا جیسے مکھی اور مچھر کے چوسنے سے نہین ٹوٹتا اور اگر بڑی ہے تو وضو ٹوٹ جاویگا اسیطرح
جونک اگر کسی کے عضو کو چوسے اور خون سے پُر ہو جاوے تو بھی وضو ٹوٹ جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر کسی کی
آنکھ کی رگ مین سے ناسور کیطرح پانی بہا کرتا ہو تو وہ بمنزلہ زخم کے ہے جو اُسکے اندر سے بہیگا وضو توڑیگا یہ
فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر کسی کی آنکھ مین سے ورم کیوجہ سے یا کسی اور بیماری کیوجہ سے ہمیشہ پانی بہا کرتا ہو تو ہر
وقت نماز کے واسطے تازہ وضو کا حکم ہوگا اسلیے کہ احتمال ہے کہ وہ پیپ یا کچلہو ہو یہ تبیین مین لکھا ہی۔ کیڑا جو زخم کے

سلہ فتح مین کافی سے نقل کیا کہ یہی اصح ہی اور جامع الفتاوے مین کہا کہ یہی اشبہ ہی ۱۲ ع سلہ بلکہ ٹوٹیگا ۱۲

سر سے نکلے اُس سے وضو نہین ٹوٹتا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسیکو رشتہ کی بیماری ہو تو اُسکا حکم بھی مثل کیڑے کے ہی اگر اُس سے پانی بہے تو وضو ٹوٹیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور وضو توڑنے والیون مین سے قے بھی ہے اگر پت یا کھانا یا پانی مُنھ بھر کر قے کے طور پر نکلے تو وضو ٹوٹیگا یہ محیط مین لکھا ہی اور مُنھ بھرنے کی حد صحیح یہ ہی کہ بغیر دقت اور مشقت کے اُسکو روک نہ سکے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر پانی پیا پھر قے مین صاف پانی نکلا تو وضو ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج مین قنیہ سے نقل کیا ہی۔ اگر قے مین بھر مُنھ بلغم آئے تو اگر سر کیطرف سے اُترا ہی تو وضو نہ ٹوٹیگا اور جو معدہ سے آیا ہے تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک ٹوٹ جائیگا یہ حکم اُسوقت ہے جب قے مین خالص بلغم ہو اور اگر کسی اور چیز کے ساتھ ملا ہو جیسے کھانا وغیرہ تو اگر کھانا مُنھ بھر ہوگا وضو ٹوٹیگا ورنہ نہ ٹوٹیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر قے مین خون آئے اگر بہتا ہوا خون سر سے اُترا ہی تو بالاتفاق وضو ٹوٹیگا اور اگر خون بستہ ہی تو بالاتفاق نہ ٹوٹیگا اور اگر معدہ سے آیا ہی اگر خون بستہ ہی تو بالاتفاق وضو نہ ٹوٹیگا لیکن اگر مُنھ بھر کر ہوگا تو وضو ٹوٹیگا اور اگر بہتا ہوا ہی تو امام ابو حنیفہ کے قول کے بموجب وضو ٹوٹیگا اگرچہ مُنھ بھر کر نہو یہ شرح منیہ مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی کو عامہ مشائخ نے صحیح کہا ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اگر تھوڑی تھوڑی قے اسطرح آئے کہ سب جمع ہو تو مُنھ بھر کر ہو جائے تو امام محمد کا یہ قول ہی کہ اگر سبب اُن سب کا ایک ہی تھا تو وضو ٹوٹیگا ورنہ نہ ٹوٹیگا مضمرات مین لکھا ہی کہ یہی اصح ہی اگر ایک مرتبہ جی متلا کر قے آئی اور وہ متلی موقوف نہوئی اور اسی مین دوبارہ قے آئی تو سبب اُن دونوں کا ایک ہے اور اگر ایک مرتبہ کی متلی موقوف ہونیکے بعد دوبارہ قے آئی تو سبب مختلف ہے یہ کافی مین لکھا ہی۔ جو چیز آدمی کے بدن سے ایسی نکلی جس سے وضو نہین ٹوٹتا وہ نجس بھی نہین ہوتی جیسے تھوڑی سی قے اور خون جو بہے نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہے یہ کافی مین لکھا ہی اور منجملہ وضو توڑنے والیون کے نیند ہی جو کروٹ سے لیٹنے مین ہو نماز مین ہو یا غیر نماز مین اس حکم مین فقہا مین سے کسی کا خلاف نہین اور یہی حکم ہی اُسکا جو ایک کولے پر ٹیکا دیکر سوئے یہ بدائع مین لکھا ہی اور یہی حکم ہے اُسکا جو چت لیٹ کر سوئے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر بیٹھ کر اسطرح سوئے کہ دونون سُرین اپنی دونون ایڑیون پر رکھدے جیسے کوئی اوندھا ہو جاتا ہی تو اُسپر وضو واجب نہین اور یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کسی ایسی چیز پر سہارا دیکر سوئے کہ اگر وہ ہٹا لیجائے تو گر پڑے تو اگر مقعد زمین سے جدا ہی تو بالاجماع وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر جدا نہین تو صحیح یہ ہے کہ نہ ٹوٹیگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر کھڑا[۵۱] ہوا سوئے یا بیٹھا ہوا سوئے اگرچہ زمین پر ہو یا عماری مین ہو یا رکوع کرتا ہوا سوئے یا سجدہ کرتا ہوا سوئے تو اگر حالت نماز مین ہی تو کسی صورت مین وضو نہین ٹوٹتا اور اگر خارج نماز ہو تب بھی یہی حکم ہے مگر سجدہ کی صورت مین یہ شرط ہی کہ ہیئت مسنون کے مطابق ہو اسطرح کہ پیٹ اسکا رانون سے اوپر اُٹھا ہوا ہو اور بازو اُسکے پسلیون سے

---

۵۰ قے نجس مغلظ ہی اگرچہ شیرخوار لڑکے نے دودھ پی کر فوراً قے کر دی یہی قول صحیح ہی اسیطرح کھانا و پانی معدہ تک پہونچکر بغیر ٹھہرے رد ہوا تو یہی حکم ہے اور حسن کی روایت مین ناقض نہین یہی مختار ہی المجتبیٰ اور یہی صحیح ہے المعراج اور تحقیق مین الہدایہ مین ہے ۱۲ ع ۵۲ اگر پانی وغیرہ سیال چیز مین قلیل خون ملگیا تو ناپاکی کا اور اگر کپڑے وغیرہ خشک مین ہو تو البتہ پاکی کا فتوے بقول امام محمد رم دینا چاہیے الجوہرۃ ۱۲ ۵۳ سونے والے کی تیرہ[۱۳] حالتین ہین نوم مضطجع یعنے کروٹ پر اور چتو دکے اور تکیہ ویکا بھی ناقض وضو ہین اور بیٹھنے اور چار زانو اور پانون پھیلائے اور منحنی اور سگتے کیطرح اقعاء سے اور سوار و پیدل و کھڑے و رکوع و سجود مین اور یہ ناقض وضو نہین ۱۲

جُدا ہوں اور اگر یہ ہیئت نہو گی تو وضو ٹوٹ جائیگا یہ بحر الرائق میں لکھا ہے ظاہر روایت میں نیند کے غلبہ سے سو جانے اور عمداً سونے میں کچھ فرق نہیں اور امام ابو یوسفؒ سے یہ منقول ہی کہ عمداً سونے میں وضو ٹوٹ جاتا ہی اور صحیح وہی ہے جو ظاہر روایت میں ہی یہ محیط میں لکھا ہی مریض اگر کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھتا ہوا اور سو جاوے تو اسکے حکم میں اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ وضو اسکا ٹوٹ جاتا ہی یہ محیط اور تبیین اور بحر الرائق میں لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ نہر الفائق میں لکھا ہے اگر بیٹھا ہوا سویا اور جھک جھک جاتا ہی اور بار بار مقعد زمین سے جدا ہو جاتی ہی تو شمس الائمہ حلوائی کا یہ قول ہے کہ ظاہر مذہب یہ ہی کہ وضو نہیں ٹوٹتا یہ فتاوے قاضیخان میں لکھا ہی اگر بیٹھا ہوا سوتا تھا اور مُنہ کے بل گر پڑا یا پہلو کے بل گر پڑا تو اگر وہ گرنے سے پہلے ہوشیار ہو گیا یا گرتے گرتے ہوشیار ہو گیا یا سوتا ہوا گرا مگر گرنے کے بعد فوراً ہوشیار ہو گیا تو وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر تھوڑی دیر سوتا رہا پھر جاگا تو وضو ٹوٹتا ہی یہ تبیین میں لکھا ہی اگر چار زانو بیٹھکر سویا تو وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی حکم ہے اس صورت کے سونے میں کہ دونوں پاؤں ایک طرف کو پھیل جاویں اور دونوں سُرین زمین سے ملے ہوں یہ خلاصہ میں لکھا ہی اور اگر جانور کی سواری میں جسکی پیٹھ ننگی ہی سو گیا پس اگر چڑھاؤ پر چلنے یا برابر جگہ چلنے کی حالت میں ہو تو وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر اُتار کی طرف چلنے کی حالت ہو تو یہ نیند وضو ٹوٹنا شمار ہو گی یہ محیط میں ہی اور اگر ایسے جانور کی پیٹھ پر سویا جسپر اکافؔ کسی ہی تو اُسکا وضو نہ ٹوٹیگا اگر کوئی تنور کے سر پر بیٹھا ہوا سو گیا اور پاؤں لٹکا دیے تو وضو ٹوٹیگا یہ فتاوے قاضیخان میں لکھا ہی اگر پہلو پر لیٹا ہوا اونگھ جاوے تو اگر زور کی اونگھ ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر خفیف ہو تو نہیں ٹوٹیگا اور زور کی اونگھ اور خفیف اونگھ میں فرق یہ ہی جو اپنے قریب کی باتیں سُنتا ہی تو خفیف اونگھ ہی اور جو قریب کی اکثر باتوں کی اُسکو خبر نہیں تو زور کی اونگھ ہی یہ محیط میں لکھا ہی اور یہی فتوی منقول ہی شمس الائمہ سے یہ ذخیرہ میں لکھا ہی اور وضو توڑنے والیوں میں سے بیہوشی اور جنون اور غشی اور نشہ ہی بیہوشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہی تھوڑی ہو یا بہت اور جنون اور غشی اور نشے سے بھی ٹوٹ جاتا ہی اور اس باب میں بعض مشائخ کے نزدیک نشے کی حد یہ ہی کہ عورت اور مرد میں تمیز نہ کرے اسی قول کو صدر الشہید نے اختیار کیا ہی اور صحیح وہی ہی جو شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہی اور وہ یہ ہی کہ اسکی چال میں کچھ لغزش ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور وضو توڑنے والیوں میں سے قہقہہ ہی اور حد قہقہہ کی یہ ہی کہ وہ بھی سُنے اور اسکے برابر والے بھی سُنیں اور ہنسی اُسکو کہتے ہیں کہ وہ خود سُنے برابر والے نہ سُنیں اور تبسّم وہ ہی کہ نہ وہ سُنے اور نہ اُسکے برابر والے سُنیں یہ ذخیرہ میں لکھا ہی۔ قہقہہ مارنا اُن سب نمازوں کے اندر جنمیں رکوع اور سجدہ کیا جاتا ہی ہمارے نزدیک نماز اور وضو دونوں کو توڑ دیتا ہے یہ محیط میں لکھا ہی اور قہقہہ عمداً ہو یا بھولکر ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہی اور جو قہقہہ نماز سے خارج ہو اُس سے طہارت نہیں جاتی اور ہنسی سے نماز جاتی رہتی ہی وضو نہیں جاتا اور تبسّم سے نہ نماز جاتی ہی نہ وضو۔ اگر سجدۂ تلاوت میں یا نماز جنازہ میں قہقہہ مارا تو وہ سجدہ اور نماز باطل ہو گی وضو نہیں ٹوٹیگا یہ فتاوے قاضیخان میں لکھا ہی۔ لڑکا اگر نماز میں قہقہہ مارے تو وضو نہیں ٹوٹتا یہ محیط میں لکھا ہی۔ اگر نماز کے اندر سوتے میں قہقہہ مارا تو صحیح یہ ہی کہ اُس سے وضو اور نماز دونوں نہیں ٹوٹینگے یہ تبیین میں لکھا ہے۔ حاکم ابو محمد رحؒ کوفی کا یہ قول ہے کہ وضو اور نماز دونوں ٹوٹ جاوینگے اور عامہ متاخرین نے احتیاطاً اسی کو اختیار کیا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔

سلہ اکاف کدھے وغیرہ کی اکاف جیسے گھوڑے کی زین ۱۲

اگر نماز مظنونہ[1] مین قہقہہ مارا تو اصح یہ ہے کہ وضو ٹوٹ جائیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اگر ایسی نماز مین قہقہہ مارا کہ عذر کی حالت سے اشارون سے نماز پڑھتا تھا یا سوار تھا اور نفل اشارون سے پڑھتا تھا یا فرض بسبب عذر کے اشارون سے پڑھتا تھا تو وضو ٹوٹیگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ قہقہہ جسطرح وضو توڑتا ہے اسیطرح تیمم کو بھی توڑتا ہے غسل کی طہارت کو نہین توڑتا اور بعض کا قول ہے کہ غسل کی طہارت کو بھی وضو کے چارون اعضا مین سے باطل کر دیتا ہے پس غسل کرنے والے نے جب نماز مین قہقہہ لگایا تو نماز اُسکی باطل ہوگی اور جبتک تازہ وضو نہ کرلے نماز پڑھنا جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور وضو توڑنے والیون مین سے ہے کھلی ہوئی مباشرت[2] جب کھلی ہوئی مباشرت کرے عورت کے ساتھ اسطرح کہ ننگا ہو اور شہوت سے استادگی ہو اور دونون کی شرمگاہین ملجاوین تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک استحساناً وضو ٹوٹ جائیگا اور امام محمدؒ کے نزدیک وضو نہین ٹوٹیگا اور یہی قیاس ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور نصاب مین لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے اور ینابیع مین ہے کہ اسی پر فتوےٰ ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اگر دونون کی شرمگاہین مل جاوین تو عورت کا وضو ٹوٹنے کیلیے مرد کو شہوت ہونا ضرور نہین یہ قنیہ مین لکھا ہے۔ مرد کے عورت کو مساس کرنیسے یا عورت کے مرد کو مساس کرنیسے وضو[3] نہین ٹوٹتا یہ محیط مین لکھا ہے اپنے ذکر کو چھُوے یا دوسرے کے ذکر کو چھُوے تو ہمارے نزدیک وضو نہین ٹوٹتا یہ محیط مین لکھا ہے کھلی ہوئی مباشرت دو عورتون مین ہو یا مرد اور امرد لڑکے مین ہو تو بھی امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے اور یہی حکم ہے اگر ایسی مباشرت دو مردون مین ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے شک کے مسائل بھی انھین مسائل سے میل رکھتے ہین اصل مین ہے کہ اگر کسی کو یہ شک ہوا کہ فلانے عضو کا وضو کیا ہے یا نہین اور یہ شک اُسکو اول بار ہوا تھا تو اُس موضع کو دھولے جسمین شک ہے اور اگر اکثر یہی ہوتا ہے تو اس شک کا کچھ اعتبار نہین یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب شک وضو کرنے کی حالت مین ہو اور اگر وضو سے فارغ ہونے کے بعد شک ہو تو اُسکی طرف التفات نہ کرے اور جس شخص کو وضو تھا اور اب وضو ٹوٹنے مین شک ہوا تو وضو اُسکا باقی ہے۔ اور اگر بے وضو تھا اور طہارت مین شک ہوا تو بے وضو ہے۔ اس مسئلہ مین غالب[4] گمان پر عمل نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے

دوسرا باب غسل کے بیان مین اور اسمین تین فصلین ہین پہلی فصل غسل کے فرضون مین اور وہ تین ہین

کلی کرنا ناک مین پانی ڈالنا سارے بدن[5] کو دھونا یہی متون مین لکھا ہے کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کی حد باب وضو مین خلاصہ سے بیان ہوچکی جنب نے اگر پانی پی لیا اور منھہ مین سے پھینکا نہین تو وہی کلی کے بدلے کافی ہے اگر سارے منھہ مین پہونچ جاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر اُسکا کوئی دانت کچھ خالی ہے اُسمین کچھ باقی رہگیا یا اُسکے دانتون کے

[1] قولہ مظنونہ وہ نماز جو گمان مین سمجھکر شروع کی مثلاً گمان کیا کہ مینے ظہر کی نماز یا سنت نہین پڑھی ہے پس شروع کی پھر معلوم ہوا کہ پڑھ چکا ہے تو شروع کرنے سے اُسپر لازم نہوگی لیکن اگر اسمین قہقہہ مارا تو علی الاصح وضو ٹوٹ جائیگا کیونکہ نماز مین نقص وارد ہوئی ہے ۱۲ ع [2] مباشرت لغت مین بشرہ کو بشرہ سے ملانا اور بشرہ ظاہری بدن کی کھال ہے اور یہان عوام کا محاورہ بمعنے جماع مراد نہین ہے ۱۲ [3] امام شافعی کے نزدیک عورت کا چھونا ناقض وضو ہے اور تحقیق عینی لہدایہ مین ہے ۱۲ [4] گمان یعنی یقین ہے کہ ایک عضو نہین دھویا تھا اور شک کیا کہ کسکو چھوڑا تو بایان پانون دھولے اور پانی وکپڑے کی نجاست مین شک کیا تو کچھ نہین ہے اسیطرح جورو کی طلاق مین کہ شاید اسکو طلاق دیدی ہو یا مملوک آزاد کیا تو بھی باطل ہے اشباہ شاید ریح نکلی ہے تو باطل ہے ۱۲ ع [5] سارے بدن سے مراد بشرہ ظاہری ہے اور باطنی بدن مراد نہین ہے ۱۲ [6] بلا حرج ایکبار

بیچ مین طعام باقی ہی یا اُسکی ناک مین تر رینٹھ ہی تو اصح یہ ہی کہ غسل پورا ہوگیا یہ زاہدی مین لکھا ہی احتیاط یہ ہے کہ کھانے کو دانت کے خلو مین سے نکالکر اُسپر پانی بہالے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی خشک رینٹھ اگر ناک مین ہی تو غسل پورا نہ ہوگا یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اگر گندھا ہوا آٹا ناخون مین لگا ہے تو غسل پورا نہوگا اور میل ہے تو مانع غسل نہین اور گانؤن والے اور شہر والے اسمین برابر ہین اور خشک و تر مٹی اگر ناخون نین ہے تو مانع غسل نہین اور چمرساز اور رنگریز کے ناخونون مین جو بھرا ہوتا ہی وہ مانع غسل ہے اور بعض کا قول ہے کہ بسبب حرج اور ضرورت کے مانع غسل نہین اسلیئے کہ ضرورت کے مقامات قواعد شرع سے مستثنٰی ہوتے ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر بدن کے اوپر مچھلی کا پوست یا چابی ہوئی روٹی لگی ہی اور خشک ہوگئی ہی اور نہانے مین پانی اُسکے نیچے نہ پہونچا تو غسل جائز نہوگا اور اگر مکھی یا مچھڑ کا گوہ ہی تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر اسکے چیچک نکلی ہوا اور چھلکے اُسکے اُٹھ گئے ہون مگر کنارے ملے ہوے ہون اور چھلکون کے نیچے پانی نہ پہونچے تو مضائقہ نہین پھر اگر چھلکے اُترجاوین تو دوبارہ غسل نہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ آنکھون کے اندر پانی ڈالنا واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ بالون کی جڑون مین اگر پانی پہونچ جاوے تو عورت کو غسل مین اپنی چوٹی کھولنا ضرور[1] نہین اور اپنے گیسوؤن کو کھولنا ضرور ہے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اگر عورت کے بال کھُلے ہوے ہون تو اُنکے درمیان مین پانی پہونچانا واجب ہے اور مرد کو اپنی داڑھی کے بیچ مین پانی پہونچانا فرض ہی جسطرح کہ اُسکی جڑون مین پانی پہونچانا واجب ہے اور بالون کے بیچ مین پانی پہونچانا واجب ہی اگرچہ گُندھے ہوے ہون یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ بالاتفاق ۱۲
اگر عورت اپنے سر پر گاڑھی خوشبو اسطرح لگالے کہ پانی بالون کی جڑون مین نہ پہونچ سکے تو اُسپر اُس خوشبو کا دور کرنا واجب ہے تاکہ پانی بالون کی جڑون مین پہونچے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ بالی اور انگوٹھی اگر تنگ ہو تو اُنکو ہلانا واجب ہی اگر کان مین بالی نہو اور پانی جب اوپر سے گذرے تو سوراخ کے اندر بھی داخل ہوجاتا ہے تو کافی ہوا اور نہ جاتا ہو تو پانی کو داخل کرنا چاہیے لیکن پانی کے سوا لکڑی وغیرہ کے ڈالنے کا تکلف نہ کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ ناف کی توندی مین پانی پہونچانا واجب ہی اور خوب اچھی طرح پانی پہونچنے کے لیے اُس مین اُنگلی بھی ڈالنا چاہیے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ جس شخص کا ختنہ نہین ہوا اگر اُس نے جنابت سے غسل کیا اور ذکر کی لٹکی ہوئی کھال کے اندر پانی نہ پہونچا تو جائز[2] ہے یہ محیط اور واقعات ناطفی مین لکھا ہے اور یہی مختار ہی اور یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے مستحب یہ ہی کہ اس کھال کے اندر پانی داخل کرلے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے عورت پر باہر کی فرج کا دھولینا غسل جنابت اور حیض اور نفاس مین واجب ہی اور وضو مین سنت ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور فتاوے غیاثیہ مین لکھا ہے کہ عورت غسل کے وقت اُنگلی اپنی فرج مین داخل نہ کرے اور یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اگر تیل[3] ملا اور پانی بہایا اور بدن نے پانی کو قبول نہ کیا تو جائز ہے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی
یعنی بعد تونے کے پانی جلد پر نہ ٹھہرا ۱۲

دوسری فصل غسل کی سنتون مین

سنت یہ ہے کہ دونون ہاتھون کو پہونچون کے کنارے تک تین بار دھووے

---

[1] اگر جڑین نہ بھیگین تو چوٹی کھولنا علی الصحیح واجب ہے اور اگر عورت کو سر دھونا مضر ہو تو شوہر سے انکار نہ کرے اور سر پر مسح کرکے باقی بدن دھوئے برجندی ۱۲ عینی لہدایہ
[2] جائز اقول لیکن بدون مشقت کھلنے کی صورت مین پانی پہونچانا واجب ہے ۱۲ صلوۃ مسعودی ابن الہمام و شرنبلالی ۱۲
[3] جہان دھونا حرج ہے وہ ساقط ہی جیسے آنکھ کے اندر اگر نجس سرمہ لگا ہو ۱۲ ع

پھر اپنی شرمگاہ کو دھوئے اور اگر نجاست بدن پر لگی تو اُسے دور کرے پھر اسی طرح وضو کرے جیسے نماز کیلیے
کرتا ہے مگر دونوں پاؤں نہ دھوئے یہ ملتقط میں لکھا ہے غسل میں شرمگاہ کو پہلے دھو لینا سنت ہے خواہ نجاست
اسمیں ہو یا نہو جسطرح باقی بدن کے دھونے سے پہلے وضو کر لینا سنت ہے وضو ہو یا نہو مثنی میں لکھا ہے حسن کی
روایت یہ ہے کہ سر کا مسح بھی نہ کرے اور صحیح یہ ہے کہ مسح کر لے یہ زاہدی میں لکھا ہے اور یہی ہے فتاوے قاضیخان
میں پھر تین بار اپنے سر پر اور تمام بدن پر پانی ڈالے یہ زاہدی میں لکھا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ پہلی مرتبہ پانی ڈالنا فرض
ہے اور دو بار سنت ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے پانی ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین بار پانی داہنے مونڈھے پر ڈالے
پھر تین بار پانی بائیں مونڈھے پر ڈالے پھر تین بار اپنے سر اور تمام بدن پر ڈالے یہ معراج الدرایہ میں لکھا ہے اور یہی
اصح ہے یہ زاہدی میں لکھا ہے۔ پھر اپنے نہانے کی جگہ سے ہٹ جاوے تب پاؤں دھوئے یہ محیط میں لکھا ہے یہ حکم
اُسوقت ہے جب ایسی جگہ نہاتا ہو جہاں پانی جمع ہوئے اور اگر تختے یا پتھر پر نہاتا ہو تو پاؤں کے دھونے میں تاخیر
نہ کرے یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے۔ یہاں کچھ اور بھی سنتیں اور آداب مشائخ نے بیان کیے ہیں سنت ہے کہ
پہلے اپنے دل میں نیت کرے اور زبان سے یہ کہے کہ میری یہ نیت ہے کہ یہ غسل جنابت کے دور ہونے کے لیے
کرتا ہوں یا یہ غسل جنابت کیلیے کرتا ہوں۔ پھر دونوں ہاتھ دھوتے وقت بسم اللہ پڑھے پھر استنجا کرے یہ جوہرۃ النیرہ
میں لکھا ہے۔ اور سنت ہے کہ پانی میں نہ اسراف کرے نہ کمی کرے اور غسل کے وقت قبلہ کیطرف منھ نہ کرے
اور تمام بدن کو اول مرتبہ مل لے اور ایسے موقع پر نہائے جہاں اُسکو کوئی نہ دیکھے اور ہرگز کسی سے بات نہ
کرے اور بعد غسل کے موٹے کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے یہ منیہ میں لکھا ہے **تیسری فصل** اُن چیزوں کے بیان میں
جن سے غسل واجب ہوتا ہے اور وہ تین ہیں منجملہ اُنکے جنابت ہے اور وہ دو سبب سے ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ منی دفق و شہوت کے
ساتھ خارج ہو بغیر دخول کے چھونے سے یا دیکھنے سے یا احتلام ہو یا ہاتھ کے عمل سے منی نکلے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے
مرد سے نکلے یا عورت سے سوتے میں یا جاگتے میں یہ ہدایہ میں لکھا ہے شہوت کا اعتبار منی کے اپنے مکان سے جدا ہونے کے
وقت کیا جاتا ہے اور سپیاری سے نکلنے کے وقت نہیں کیا جاتا یہ تبیین میں لکھا ہے۔ اگر احتلام ہوا یا کسی عورت کیطرف دیکھا
اور منی اپنی جگہ سے شہوت سے جدا ہوئی پھر اُسنے اپنے ذکر کو دبا لیا یہانتک کہ شہوت اُسکی ساکن ہو گئی پھر منی بہی تو اُسپر
امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واجب نہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔
اگر جنابت کے بعد بغیر پیشاب اور بغیر سوئے نہایا اور نماز پڑھی پھر باقی منی نکلی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے
نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واجب نہوگا لیکن سب کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس نماز کو نہ لوٹا دیگا
یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر پیشاب کرنے یا سونے یا چلنے کے بعد منی نکلی تو بالاتفاق غسل واجب ہوگا یہ تبیین میں لکھا ہے
اگر کسی شخص کو احتلام ہوا اور منی اپنی جگہ سے جدا ہوئی لیکن سپیاری کے سرے پر نہ ظاہر ہوئی تو غسل واجب نہوگا یہ

ف۱ کہا گیا کہ اول سر سے شروع کرے اور یہی ظاہر کتاب ہے ہدایہ اور حدیث میمونہ ہے۔ الفتح یہی اصح ہے۔ البحر ۱۲ عین الہدایہ ف۲ یہی ظاہر حدیث ام المومنین عائشہؓ ہے
رواہ البخاری و مسلم ۱۲ ع ف۳ مرد پر غسل واجب ہوا اور وہاں پردہ ممکن نہیں تو نہانے کو نہ چھوڑے اگرچہ لوگ اسکو دیکھیں اور عورت تیمم کرے اور
تمام تفصیل عین الہدایہ میں ہے ۱۲ ع ف۴ اگرچہ اسپر نجاست نہو ورنہ واجب ہے ۱۲

فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے پیشاب کیا اور اُسکے ذکر سے منی نکلی اگر اُسکے عضو مین تندی تھی تو غسل
واجب ہوگا اور اگر سُست تھا تو وضو اُسپر لازم ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی- اگر کسی عورت سے اُسکے شوہر نے مجامعت کی
اور پھر وہ عورت نہائی پھر اُسکے بدن سے اُسکے شوہر کی منی نکلی تو اُسپر وضو واجب ہوگا غسل واجب نہوگا- اگر
کوئی شخص سوتے سے جاگا اور اُسنے اپنے بچھونے پر یا اپنی ران پر تری پائی اور اُسکو احتلام بھی یاد ہی اگر یقین ہے
کہ وہ منی ہے یا یقین ہو کہ وہ مذی ہی یا شک ہو کہ وہ منی ہی یا مذی تو اُسپر غسل واجب ہے اور اگر یقین ہی کہ وہ ودی ہی
تو غسل واجب نہوگا- اگر تری پائے مگر احتلام یاد نہین ہے اگر یقین ہو کہ وہ ودی ہی تو غسل واجب نہوگا- اور اگر یقین ہی
کہ وہ منی ہی تو غسل واجب ہوگا- اور اگر یقین ہو کہ وہ مذی ہی تو غسل واجب نہوگا اور اگر شک ہو کہ وہ منی ہی یا مذی تو امام
ابو یوسفؒ کا یہ قول ہی کہ جبتک احتلام کا یقین نہو غسل واجب نہوگا اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک واجب
ہوگا- قاضی امام ابو علی نسفی نے کہا ہی کہ حسام نے اپنے نوادر مین امام محمد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص جاگے اور
اپنی سپاری پر تری پائے اور خواب اُسکو یاد نہو اگر سونے سے پہلے اُسکے عضو مین تناری تھی تو اُسپر غسل واجب نہین
لیکن اگر یہ یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے تو غسل واجب ہوگا اور اگر سونے سے پہلے اُسکا عضو سُست تھا تو اُسپر غسل
واجب ہوگا- شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ یہ صورت اکثر واقع ہوا کرتی ہی اور لوگ اُس سے غافل ہین پس اُسکو یاد
کر لینا واجب ہے یہ محیط مین لکھا ہی- اور اگر احتلام اور انزال کی لذت اُسکو یاد ہو اور تری نہ پائے تو غسل واجب
نہین اور ظاہر روایت مین عورت کا بھی یہی حکم ہے اسلیے کہ عورت پر غسل واجب ہونے مین یہ شرط ہے کہ منی
اُسکی باہر فرج کی طرف نکلے اسی پر فتوے ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی- اگر کوئی شخص بیٹھا ہوا سوئے یا کھڑا
ہوا سوئے یا چلتا ہوا سوئے پھر جاگے اور تری پائے تو اُسکا حکم اور لیٹ کر سونے والے کا برابر ہی یہ محیط مین لکھا ہی
اور اگر بچھونے پر منی پائی جائے اور مرد یہ کہے کہ عورت کی منی ہی اور عورت کہے کہ مرد کی منی ہی تو اصح یہ ہے کہ احتیاطًا
دونون پر غسل واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی- اگر کسی شخص کو غش آجائے اور بعد افاقہ کے وہ اپنے زانو پر یا کپڑے پر
مذی پائے تو اُسپر غسل واجب نہین- اور یہی حکم ہے نشے کا اور اُسکا حکم نبیذ کے مثل نہین یہ محیط مین لکھا ہی- کوئی شخص
سوتے سے جاگا اور احتلام اُسکو یاد ہی لیکن کوئی تری ظاہر نہین ہوئی اور تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد مذی نکلی تو اُسپر
غسل واجب نہین- رات مین احتلام ہوا پھر جاگا اور تری نہ دیکھی پھر وضو کیا اور فجر کی نماز پڑھ لی پھر منی نکلی تو اُسپر
غسل واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور وہ اپنی نماز کا اعادہ نہ کریگا اور اسیطرح اگر نماز مین احتلام ہوا اور انزال
نہوا یہانتک کہ نماز پوری کر لی پھر انزال ہوا تو نہاویگا مگر نماز کا اعادہ نہ کریگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی- دوسرا سبب
جنابت کا دخول ہوتا ہی- دخول دونون راستون مین سے کسی راستہ مین ہو جب سپارہ چھپ جائے تو فاعل اور
مفعول ہر دونون پر غسل واجب کر دیتا ہی انزال ہو یا نہو یہی درست مذہب ہے ہمارے علمار کا یہی محیط مین لکھا ہے
اور یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی- اگر کسی کا سپارہ کٹا ہوا ہو تو بقدر سپارے کے ذکر داخل

(۱) کیونکہ حدیث ام سلیمؓ مین عورت کا دیکھ لینا خود شرط ہے رواہ البخاری ومسلم ۱۲ عینی الہدایہ

کرنیسے اُسپر غسل واجب ہوجاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر چوپاے جانور کے دخول کرے یا مردے کے یا ایسی چھوٹی لڑکی سے جسکے مثل کی لڑکیون کے ساتھ مجامعت نہین کیا کرتے تو بغیر انزال کے غسل واجب نہین ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور صحیح یہ ہے کہ جس لڑکی کے محل جماع مین دخول اسطرح ممکن ہو کہ اُسکے اندر کا پردہ پھٹ کر دونون راہین ایک ہوجاوین تو وہ مجامعت کے قابل ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر کسی عورت کی فرج سے باہر باہر مجامعت کیجاوے اور منی اُسکے رحم مین پہونچ جاوے خواہ وہ بکر ہو یا ثیبہ ہو تو غسل اُسپر واجب نہوگا اسلیے کہ غسل کے دو سبب ہوتے ہین یا انزال یا سپیارے کا داخل ہونا انمین سے ایک بھی نہ پایا گیا لیکن اگر اسکو حمل رہجاوے تو غسل واجب ہوگا اسلیے کہ انزال پایا گیا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر حمل رہجاوے تو وقت مجامعت کے اُسپر غسل واجب ہوگا اور اسیوقت سے ساری نمازین لوٹاویگی یہ ملتقط مین لکھا ہے۔ اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میرے پاس جن آیا کرتا ہی اور اُسکے ساتھ مین وہی کیفیت پاتی ہون جو اپنے شوہر کی مجامعت مین پاتی ہون تو اُسپر غسل واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر دس برس کا لڑکا عورت سے مجامعت کرے تو عورت پر غسل واجب ہوگا اور لڑکے پر واجب نہوگا لیکن اس لڑکے کو بھی حکم غسل کا دیا جاویگا تاکہ اُسکو عادت پڑے جیسے کہ اُسکو نماز کا حکم عادت ہونے کیلیے کیا جاتا ہی اور اگر مرد بالغ ہوا اور لڑکی نابالغ ہو مگر مجامعت کے قابل ہو تو مرد پر غسل واجب ہوگا اور اُس لڑکی پر واجب نہوگا اور اگر کوئی خصی مجامعت کرے تو فاعل و مفعول دونون پر غسل واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر اپنے عضو پر کپڑا لپیٹ کر دخول کرے اور انزال نہو تو بعضون نے کہا کہ غسل واجب ہوگا۔ اور بعضون کا قول ورہی اصح بھی ہی کہ اگر کپڑا ایسا پتلا ہو کہ فرج کی حرارت اور لذت محسوس ہو تو غسل واجب ہوگا اور ایسا نہو تو واجب نہوگا۔ اور زیادہ احتیاط کا حکم یہی ہے کہ دونون صورتون مین غسل واجب ہوگا۔ اگر خنثے مشکل اپنے ذکر کو کسی عورت کی فرج یا دبر مین داخل کرے تو دونون پر غسل واجب نہوگا اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ اپنے مثل دوسرے خنثی کی فرج مین داخل کرے اور اگر کوئی مرد خنثی مشکل کی فرج مین داخل کرے تو بھی غسل واجب نہوگا۔ اور یہ سب حکم اس صورت مین ہی جو انزال نہو لیکن اگر انزال بھی ہو تو انزال کے سبب سے غسل واجب ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منجملہ غسل واجب کرنے والیون کے حیض و نفاس ہے۔ جب حیض و نفاس کا خون نکلکر عورت کی باہر کی فرج تک پہونچ جاوے تو غسل واجب ہوگا اور جبتک نہ پہونچے تو وہ خون نکلا نہین اسلیے حیض نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ عورت کے اگر بچہ پیدا ہوا اور خون ظاہر نہو کیا اُسپر بھی غسل واجب ہوتا ہی اصح یہ ہی کہ واجب ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ غسل نو طرح کا ہوتا ہے انمین سے تین طرح کا غسل فرض ہی جنابت کا اور حیض کا اور نفاس کا اور ایک واجب ہے اور وہ مردہ کا غسل ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کافر اگر جنب ہوا پھر مسلمان ہوا تو اُسپر غسل واجب ہوگا ظاہر روایت مین۔ اگر کافرہ عورت کا خون بند ہوا پھر مسلمان ہوئی تو اُسپر غسل واجب نہوگا۔ لڑکی جب حیض کے ساتھ بالغ ہو تو حیض بند ہونیکے بعد اُسپر غسل واجب

سلہ یعنے بدون انزال کے اور اگر انزال ہوا تو غسل واجب ہے گویا وہ احتلام ہی اگرچہ جن آدمی کی صورت پر ظاہر ہوا تو فقط ادخال حشفہ سے غسل واجب ہے گا انزال ہو یا نہو کیونکہ مدار احکام کا ظاہر پر ہے ۱۲

ہوگا اور لڑکا جب احتلام کے ساتھ بالغ ہو تو اصح یہ ہے کہ اُسوقت اُسپر غسل واجب ہوگا یہ زاہدی مین لکھا ہے اور زیادہ احتیاط اسمین ہے کہ سب صورتون مین غسل واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور چار غسل سنت ہین جمعہ کے دن اور عیدین کے دن اور عرفہ کے دن اور احرام کے وقت اور ایک مستحب ہے اور وہ غسل کافر کا ہے جب وہ مسلمان ہوا اور جنب نہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ جمعہ کے دن کا غسل نماز کے واسطے ہوتا ہے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اگر فجر کے بعد غسل کیا پھر وضو ٹوٹ گیا پھر وضو کرکے جمعہ کی نماز پڑھی یا نماز جمعہ کے بعد غسل کیا تو سنت ادا نہوگی۔ اگر جمعہ اور عید ایک دن مین جمع ہوگئے اور مجامعت بھی کی پھر غسل کیا تو تینون غسل ادا ہوجاینگے یہ زاہدی مین لکھا ہے۔ کافی مین ہے کہ اگر صبح سے پہلے غسل کیا اور اُسی سے جمعہ کی نماز پڑھی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جمعہ کے غسل کی فضیلت ملگئی اور ابو الحسن کے نزدیک نہ ملی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ بعض مشائخ نے ان غسلون کو بھی مندوب لکھا ہے۔ غسل وصول مکہ کے واسطے اور مزدلفہ مین ٹھہرنے کے واسطے اور مدینہ مین داخل ہونیکے واسطے اور مجنون کا غسل جب اچھا ہوا اور لڑکے کا غسل جب اپنی عمر کے حساب سے بالغ ہو یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اسی کے مثل ہین جنب کے مسائل اگر وقت نماز تک غسل مین تاخیر کرے تو گنہگار نہین ہوتا یہ محیط مین لکھا ہے شیخ سراج الدین ہندی نے اجماع نقل کیا ہے اس بات پر کہ جسکا وضو نہو اُسپر وضو اور جنب اور حیض والی اور نفاس والی عورت پر غسل اُسی وقت واجب ہوتا ہے جب نماز اُنپر واجب ہو یا کسی ایسے کام کا ارادہ کرین جو بغیر وضو اور غسل کے نہین ہوسکتا اور بغیر اسکے واجب نہین ہوتا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے مثلاً نماز و سجدہ تلاوت اور قرآن کا چھونا اور مثل اسی کے اور کام یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ ظاہر الروایت مین کم سے کم پانی جو غسل کے واسطے کافی ہو ایک صاع ہوتا ہے اور وضو کے واسطے ایک مد ہے بعض مشائخ کا یہ قول ہے کہ ایک صاع غسل کے واسطے اُسوقت کو کافی ہوتا ہے جب غسل مین وضو کو ترک کرے اور اگر غسل کے ساتھ وضو بھی کرے تو ایک مد سے وضو کرے اور اسکے علاوہ ایک صاع سے غسل کرے اور اکثر مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ ایک صاع غسل اور وضو دونون کے واسطے کافی ہے اور یہی اصح ہے بعض مشائخ نے یہ کہا ہے کہ یہ کم سے کم مقدار پانی کے کافی ہونے کی بیان کیگئی ہے۔ لیکن یہی مقدار لازم نہین ہے بلکہ اگر کسی کو اس سے بھی کم کافی ہوجاوے تو کم کرلے اور جو کافی نہو تو اس مقدار پر اسقدر بڑھالے جسمین اسراف نہو اور کمی بھی نہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر مد سے کم پانی مین اچھی طرح وضو کرے تو جائز ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور ایک مد کی مقدار وضو کے واسطے اُسوقت ہے

سلے اور اسیطرح غسل مستحب ہے پچھنے لگانے کے وقت اور شب برات مین یعنی شعبان کی پندرھوین رات مین اور شب قدر مین جبکہ اُسکو جانتا ہو یا ظن غالب اکثر احادیث صحاح مین عشرۂ اخیرہ رمضان المبارک کی طاق راتون مین طلب کرنا شب قدر کا وارد اور سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کیواسطے اور واسطے طلب بارش اور رفع خوف اور تاریکی روز اور سخت آندھی مین اور آدمیون کے مجمع مین جانیکے واسطے تاکہ اُسکو نکلے میل اور پسینہ کی بدبو سے کلیفت ہوا اور جب نیا کپڑا پہنے یا مردہ نہلاوے اور اُس شخص کو جسکے قتل کا ارادہ کیا جاوے خواہ بجبر یا قصاص یا بظلم اور گناہ سے توبہ کرنیوالے کو تاکہ توافق حاصل ہو طہارت ظاہری کو طہارت باطنی کے ساتھ اور غسل مستحب ہے سفر سے آنیوالے کو اور عورت مستحاضہ کو شاید مستحاضہ کے اندر حیض واقع ہوا ہو ۱۲ سلے صاع امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک چار مدون کا ہوتا ہے اور مد کی مقدار تخمیناً بقدر بہتر روپیہ کے ہوتی ہے ۱۲ مترجم عفی عنہ

جب استنجا کرنا نہ ہو اور استنجا بھی کرنا ہو تو ایک رطل سے استنجا کرے اور ایک مد سے وضو کرے اگر موزے
پہنے ہوئے ہے اور استنجا کرنا بھی نہیں ہے تو وضو کے واسطے ایک رطل کافی ہے اور یہ ساری مقداریں لازم
نہیں ہیں اسلیے کہ انسانون کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں یہ شرح مبسوط میں لکھا ہے عورت اور مرد اگر ایک برتن
سے غسل کرین تو کچھ مضائقہ نہیں یہ محیط میں لکھا ہے اگر جنب ہو وے اور بغیر وضو کیے اپنی عورت سے قربت
کرے تو مضائقہ نہیں اور اگر وضو کرلے تو بہتر ہے اگر کھانے پینے کا ارادہ کرے تو چاہیے کلی کرے اور ہاتھ
دھولے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے

تیسرا باب پانیون کے بیان میں اسمین دو فصلین ہین پہلی فصل اُن چیزون کے بیان مین

جنسے وضو جائز ہے تین طرح کے پانیون سے وضو جائز ہے پہلے جاری پانی اور جاری پانی وہ ہے جسمین تنکا
بہ جاوے یہ کنز اور خلاصہ میں لکھا ہے یہ ایسی حد ہے جس سے جاری پانی کے پہچاننے میں کوئی دقت نہیں ہوتی یہ شرح وقایہ مین
لکھا ہے بعض کا قول یہ ہے کہ جاری وہ پانی ہے جسکو لوگ جاری سمجھتے ہوں اور یہی اصح ہے یہ تبیین میں لکھا ہے نصاب میں لکھا کہ فتوے
اسپر ہے کہ جبتک جاری پانی کا مزہ یا رنگ یا بو نجاست کے ملنے سے نہ بدلے تب تک وہ نجس نہین ہوتا یہ مضمرات مین
لکھا ہے اگر جاری پانی مین کوئی نجس چیز ڈالدین جیسے مردار اور شراب تو جبتک اُسکا رنگ یا مزہ یا بدبو نہ بدلیگی
تب تک وہ نجس نہوگا یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے اگر کتا کسی نہر کی چوڑائی روک لے اور اُسکے اوپر سے پانی جاری ہو
تو اگر جسقدر پانی اُسکو لگتا ہے وہ کم ہے اُس سے جو کتے سے بچا ہوا ہے تب تو اس کتے کے مقام سے نیچے کیطرف وضو
جائز ہوگا اور اگر کم نہین تو نہین جائز ہوگا فقیہ ابو جعفر نے کہا ہے کہ مین نے اپنے مشائخ کو اسی قول پر پایا ہے یہ شرح وقایہ
مین لکھا ہے اور محیط مین بھی یہی ہے اور تجنیس مین جو صاحب ہدایہ کی تصنیف ہے اسی کی تصحیح ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور
امام ابو یوسف کے نزدیک ایسے پانی سے وضو کرنے مین کچھ مضائقہ نہین جبتک اسکی تینون صفتون مین سے کوئی صفت
نہ بدلے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے اور نصاب مین لکھا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے اگر نہر کے اس کنارے سے
اُس کنارے تک مردار پڑا ہو اور وہ پانی کے کم ہونے کیوجہ سے نظر آتا ہو یا صاف ہونے کیوجہ سے تو اس نہر کا اکثر پانی
اُس مردار سے ملتا ہے اگر اُسنے نہر کا عرض روک لیا ہو اور اگر وہ مردار نظر نہین آتا یا نصف سے کم عرض مین ہے تو اکثر پانی اُس
نہر کا اُس مردار سے نہین ملتا یہ محیط مین لکھا ہے اگر چھت پر نجاست پڑی تھی اور اُسپر مینہ برسا اور پرنالے مین سے پانی
بہا اگر نجاست پرنالے پاس تھی اور کل پانی یا اکثر پانی یا نصف پانی اُس نجاست سے ملکر آتا ہے تو اس پرنالے کا پانی نجس
ہے ورنہ پاک ہے اور اگر نجاست چھت پر متفرق پڑی تھی اور پرنالے کے سرے پر نہ تھی تو اس پرنالے کا پانی نجس
نہوگا اور جاری پانی کے حکم مین ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور بعض فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے ہمارے

١ ایک رطل تخمیناً چھتیس روپیہ کے وزن کے برابر ہوتا ہے ۱۲ ٢ لفظ جائز تو صحیح و حلال وغیرہ سب کو شامل ہے اور جس پانی سے وضو جائز ہے
اُس سے غسل بھی جائز ہے ۱۲ ٣ بدلیل قولہ علیہ السلام الماء طہور لا ینجسہ شئی الا ما غیر لونہ وطعمہ اور ریحہ یعنی پانی کو جو طہور ہے اُسکو کوئی
چیز نجس نہین کرتی مگر وہی جو بگاڑ دے اُسکے رنگ وغیرہ یا بو کو یعنی پانی میں خود بو نہیں تو جب خراب بو آنے تو بگڑ گیا ۱۲ ع ٤ اس
کنایہ سے ظاہر کیا گیا کہ مردار سے اکثر پانی ملنا یا نہ ملنا کیونکر ہوتا ہے ۱۲

مشائخ کا یہ قول ہی کہ مینھ جبتک برس رہا ہی تب تک اُسکا پانی جاری پانی کے حکم مین ہی یہانتک کہ اگر چھت پر نجاستون سے ملے پھر کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا نجس نہین ہوگا جبتک اس پانی مین تغیر نہ ہو چھت پر نجاست پڑی تھی مینھ برسا اور چھت ٹپکی اور کپڑے پہ پانی پڑا تو صحیح یہ ہی کہ اگر مینھ ابھی تک بند نہین ہوا تو چھت کے سوراخ مین سے جو پانی گرا ہے وہ پاک ہے یہ محیط مین لکھا ہی عتابیہ مین ہی کہ یہ حکم جب ہے جب وہ پانی نجاست سے متغیر نہ ہو گیا ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور اگر مینھ کے تھم جانے کے بعد چھت کے سوراخ مین سے پانی ٹپکا تو وہ پانی نجس ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور نوازل مین ہی کہ ہمارے متاخرین مشائخ نے کہا ہی کہ یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی نہر یا کاریز کے پانی مین اگر نجاست پڑی ہو اور نجاست کے قریب سے کوئی پانی لے تو جائز ہی اور وہ پانی پاک ہے بشرطیکہ اُسکا مزہ یا رنگ یا بو نہ بدلی ہو نہر کا پانی اگر اوپر سے بند ہو جائے تو اُسکے جاری ہونیکا حکم نہین بدلتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر مسافر کے ساتھ ایک بڑا پرنالہ اور برتن پانی کا ہو اور پانی کی اُسکو حاجت بھی ہو اور پانی ملنے کی امید بھی ہو مگر یقین نہو تو شیخ ابو الحسن کا قول منقول ہی کہ وہ اپنے کسی رفیق کو یہ حکم کرے کہ پرنالے کے ایک طرف سے پانی ڈالے اور خود اُس پرنالے مین سے وضو کرلے اور پرنالے کی دوسری طرف ایک پاک برتن رکھدے تاکہ وہ پانی اُسمین جمع ہو جاوے تو وہ پانی جو اُس برتن مین جمع ہوا ہی پاک اور پاک کرنیوالا ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی کہ ایک چھوٹے حوض مین سے کسی نے نہر نکالکر پانی جاری کیا اور اُس سے وضو کیا پھر یہ پانی کسی جگہ مین جمع ہوگیا وہان سے ایک اور شخص نے نہر بناکر پانی جاری کیا اور اُس سے وضو کیا تو سب کا وضو جائز ہوگا اگر دونون مکانون مین کچھ مسافت ہو اگرچہ کم ہو اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ جب ایک گڑھے مین سے دوسرے گڑھے مین پانی جاتا ہو اور اُن دونون کے بیچ مین بیٹھکر کوئی وضو کرے یہ محیط مین لکھا ہے اگر بہت سے آدمی نہر کے کنارے پر صفین باندھکر بیٹھین اور وضو کرین تو جائز ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے اگر حوض چھوٹا ہو اور ایک طرف سے اُسمین پانی آتا ہو اور دوسری طرف سے نکلتا ہو تو اُسکے سب طرف وضو جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے کچھ اسکی تفصیل نہین کہ اگر وہ چار گز کا لمبا چار گز کا چوڑا ہو یا اس سے کم ہو تو جائز ہو اور جو زیادہ لمبا چوڑا ہو تو جائز نہو یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی اور یہی زاہدی اور معراج الدرایہ مین لکھا ہی چھوٹے حوض کا پانی نجس تھا اُسمین ایک طرف سے پاک پانی داخل ہوا اور دوسری طرف سے حوض کا پانی بہنے لگا تو فقیہ ابو جعفر کا یہ قول ہی کہ جب دوسری طرف سے حوض کا پانی بہا اُسیوقت سے اُس حوض کی طہارت کا حکم ہوگا اور اسی کو اختیار کیا ہے صدر الشہید علیہ الرحمۃ نے یہ محیط[1] مین لکھا ہی اور نوازل مین لکھا ہی کہ اسی حکم کو ہم لیتے ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور اگر دوسری طرف سے وہ حوض جاری نہین ہوا مگر بلا توقف لوگ اُسمین سے پانی نکال لیتے ہین تو بھی پاک ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور بلا توقف پانی نکالنے سے یہ مراد ہے کہ ایک مرتبہ پانی لینے سے دوسری مرتبہ پانی

ﺳﻠﻪ کاریز اُس نہر کو کہتے ہین جو زمین کے نیچے ہو ۱۲ م سﻪ بحر الرائق مین کہا کہ طہارت کا حکم اُسوقت ہوگا جبکہ نکلنا پانی کا پاک پانی کے داخل ہونے کے وقت ہو کذا فی الطحطاوی ۱۲

لینے تک پانی کا بہنا موقوف نہو یہ زاہدی مین لکھا ہے حمام کے حوض کا پانی فقہا کے نزدیک پاک ہے اگر اسمین کسی نجاست کا گرنا معلوم نہو پس اگر کوئی شخص حوض مین ہاتھ ڈالے اور اُسکے ہاتھ پر نجاست لگی ہو اگر پانی ٹھہرا ہوا ہو نل کے راستہ سے بھی اسمین کچھ نہ داخل ہوتا ہو اور نہ اُسمین سے کوئی برتن سے پانی نکالتا ہو تو نجس ہوجاویگا اور اگر اسمین سے برتنوں سے پانی نکالا جاتا ہو اور نل کے راستہ سے اس حوض مین کچھ نہ آتا ہو یا اسکا اُلٹا ہو تو اکثر کا یہ قول ہے کہ وہ نجس ہوجاویگا اور اگر لوگ اسمین سے پانی اپنے برتنون سے نکالتے ہون اور نل کے راستہ سے بھی اس حوض مین پانی آتا ہو تو اکثر کے نزدیک نجس نہین ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور اسی پر فتوےٰ ہے یہ محیط مین لکھا ہے جاری پانی کا کوئی وصف جب نجاست سے بدلجاوے اور اُسکی نجاست کا حکم کیا جاوے تو اب اُسکی طہارت کا حکم نہ کیا جائیگا جبتک اور پاک پانی اسمین ملکر اُسکے اوصاف کے تغیر کو دور نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہے دوسرا پانی جس سے وضو جائز ہے وہ بند پانی ہے جب کثیر ہو تو وہ جاری پانی کے حکم مین ہے ایک طرف نجاست پڑنے سے وہ سب نجس نہین ہوتا لیکن جب رنگ یا مزہ یا بو بدل جاوے تو نجس ہوجاویگا اسی پر سب علماء کا اتفاق ہے اور اسی کو تمام مشائخ نے لیا ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور اسمین جس مقام پر نجاست گرے اُسکا یہ حکم ہے کہ اگر وہ نجاست نظر آتی ہے تو موضع نجاست کے نجس ہوجانے پر اجماع ہے اور مقام نجاست سے بقدر ایک چھوٹے حوض کے ہٹ کر وضو کرنا چاہیے اور اگر نجاست نظر نہ آتی ہو تو بھی مشائخ عراق کے نزدیک یہی حکم ہے اور مشائخ بخارا کے نزدیک نجاست گرنے کے مقام سے وضو کرنا جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی اصح ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور چھوٹے حوض کی مقدار چار گز لمبائی چار گز چوڑائی ہے یہ کفایہ مین لکھا ہے اور امام ابو یوسف رح سے یہ منقول ہے کہ اگر بڑے گڑھے مین پانی جمع ہو تو جاری پانی کے حکم مین ہے جبتک اُسکے اوصاف نہ بدلینگے تب تک نجس نہین ہوگا اسمین کچھ تفصیل نہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور فرق قلیل پانی اور کثیر پانی مین یہ ہے کہ اگر بعضے پانی کا اثر بعضے مین پہونچے اس طور پر کہ ایک طرف کی نجاست کا اثر دوسری طرف پہونچے تو قلیل ہے اور نہ پہونچے تو کثیر ہے اور ابو سلیمان جوزجانی سے یہ کہا ہے کہ اگر دس گز لمبا دس گز چوڑا ہو تو ایک طرف کا اثر دوسری طرف نہین پہونچتا اور اسی کو لیا ہے عامۂ مشائخ نے یہ محیط مین لکھا ہے اور گہرائی یہ معتبر ہے کہ چلو سے پانی لینے مین کھل نہ جاوے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ اس مسئلے مین اعتبار کپڑے کے گز کا ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اسی پر فتوےٰ ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور وہ گز عام رواج کا چھ مٹھیون کا ہوتا ہے بمقدار چوبیس انگشت کے یہ تبیین مین لکھا ہے اگر حوض مدور ہوگا تو اڑتالیس گز کا اعتبار ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اسی مین زیادہ احتیاط ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر بڑے حوض مین بدبو ہو اگر نجاست نہ معلوم ہو تو اُس سے وضو جائز ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور فتاوےٰ مین ہے کہ ایک بڑا گڑھا ہے گرمیون مین اُسمین پانی نہین ہوتا اور جانور اور آدمی اُسمین پائخانہ پھرتے ہین سردی کے موسم مین اُس مین

ﻪ اور اگر حوض یا خندق کا طول زیادہ ہے عرض کم ہے لیکن مکسر سو گز ہوجاتا ہے تو اُس سے وضو جائز ہے کذا فی الطحطاوی ۱۲

پانی بھر جاتا ہے اور اُسپر برف بھی جمتا ہی پس جو پانی اُس گڑھے مین داخل ہوتا ہی اگر نجس جگہ مین داخل ہوتا ہے
تو پانی اور برف جو اُسپر بندھ جاتا ہی نجس ہی اگرچہ بعد اسکے کثیر ہوجاتا ہو اور اگر پاک جگہ مین داخل ہوتا ہے اور
وہان ٹھہر کر بقدر دہ در دہ کے ہوکر تب نجس جگہ مین پہونچتا ہے تب پانی اور برف دونون پاک ہین یہ فتح القدیر مین
لکھا ہی اگر بانس کے درختون کی جڑین یا ایسے کھیت مین جسکے درخت گھنے آپس مین ملے ہوے ہون پانی جمع ہو
تو اگر وہ دہ در دہ ہی تو اُس سے وضو جائز ہی اور بانسون کا باہم ملا ہونا پانی کے باہم ملے ہوے ہونیکا مانع نہین
اگر ایسے حوض مین وضو کیا جسمین بالکل کائی جمی ہوئی ہی اگر وہ ہلانے سے ہلجاوے تو اُسمین وضو جائز ہے یہ خلاصہ
مین لکھا ہی اگر کسی حوض پر برف جم گیا ہے اگر وہ ایسا پتلا ہے کہ پانی کے ہلنے سے ٹوٹ جاتا ہے تو اُسمین وضو
جائز ہے اور اگر حوض پر برف جدا جدا ٹکڑے ٹکڑے ہو اگر اتنا بہت ہو کہ پانی ہلانے سے نہ ہلے تو اُسمین وضو جائز
نہین اور اگر تھوڑا ہو اور پانی کے ہلانے سے ہلجاوے تو اسمین وضو جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے اگر کسی بڑے
حوض پر برف جم گیا اور کسی نے اُسمین سوراخ کر لیا اگر سوراخ کے اندر کیطرف بھی وہ جما ہوا برف متصل ہے
تو اسمین وضو جائز نہین ورنہ جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر پانی اس سوراخ مین سے نکلکر اس برف کے اوپر اسقدر
پھیل گیا کہ اگر چلو سے پانی لو تو اُسکے نیچے کا برف کھل نہین جاتا تو اسمین وضو جائز ہی ورنہ جائز نہین اگر پانی
سوراخ مین اسطرح ہی جیسے طشت مین پانی ہوتا ہے تو بھی وضو اسمین جائز نہین لیکن اگر وہ سوراخ دہ در دہ ہوگا
تو اُسمین وضو جائز ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر پانی جانے کی نالی بنی ہوئی ہو اور اُسکا پانی جم جاوے تو اگر
پانی نالی کے تختون سے جُدا ہو اگرچہ کم ہو تو وہ حوض کے حکم مین ہی وضو اُس سے جائز ہی اور اگر پانی نالی کے تختون سے
ملا ہوا ہے تو جائز نہین ہی یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اوپر سے حوض دہ در دہ سے کم ہو اور نیچے سے دہ در دہ
سے کم ہو یا زیادہ ہو اور اوپر اُسکے نجاست پڑی ہو اور اس حوض کے نجس ہونے کا حکم کیا جاوے پھر اوپر سے
پانی کم ہوکر وہان تک پہونچ جاوے کہ اب وہ حوض دہ در دہ ہو جاوے تو اصح یہ ہے کہ اُسمین وضو اور غسل
جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر حوض دہ در دہ سے کم ہی اگر وہ حوض گہرا ہے پھر اُسمین نجاست پڑ گئی اُسکے بعد وہ
حوض پھیلکر دہ در دہ ہوگیا تو وہ نجس ہوگا اور اگر حوض مین نجاست پڑی اور اُسوقت وہ دہ در دہ تھا پھر اُسکا
پانی کم ہوا اور اب وہ حوض دہ در دہ سے کم ہوگیا تو وہ پاک ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی ایک گڑھے مین پانی
بھرا ہوا تھا اور اُسکی نجاست کا حکم کیا گیا تھا پھر اُسکا پانی جذب ہوگیا اور وہ اندر سے خشک ہوگیا تو اُسکی
طہارت کا حکم کیا جائیگا اب اگر اسمین پانی دوبارہ آجاوے تو اسمین دو روایتین ہین اصح یہ ہے کہ اب اُسکی نجاست
نہ لوٹیگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی تیسرا پانی جس سے وضو جائز ہی وہ کنوون کا پانی ہی کنوین کا سب پانی جن
چیزون کے گرنے سے نکالا جاتا ہی وہ دو قسم ہین اول وہ کہ جسکے گرنے سے پانی نکالنا واجب ہو اگر کنوین مین
نجاست گرے تو اُسکا پانی نکالنا چاہیے اور باجماع سلف وہ پانی نکالنا ہی اُس کنوین کی طہارت ہے یہ ہدایہ مین
لکھا ہی اونٹ یا بکری کی مینگنیان اگر کنوین مین گر جاوین تو جبتک کہ وہ بہت نہون تبتک کنوان نجس نہین ہوتا یہ فتاوی

قاضیخان مین لکھا ہے اور امام ابو حنیفہ رح کا قول یہ ہے کہ بہت وہ ہے جسکو دیکھنے والا بہت سمجھے اور کم وہ ہے جسکو دیکھنے والا کم سمجھے اسی پر اعتماد ہے یہ تبیین مین لکھا ہو بہشتی ہین کہ کوئی ڈول اُنسے خالی نہو اور جو ایسا نہ ہو تو کم ہین یہی صحیح ہے یہ امام سرخسی کی شرح مبسوط اور نہایہ مین لکھا ہو اور جامع صغیر مین ہو کہ صحیح یہ ہے کہ ثابت اور ٹوٹی اور تر اور خشک مین کچھ فرق نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور اس حکم مین لید اور گوبر اور مینگنی مین کچھ فرق نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور جنگل اور شہر کے کنوؤن مین کچھ فرق نہین یہ تبیین مین لکھا ہو اور یہی صحیح ہو اسلیے کہ ضرورت کبھی شہر مین پڑتی ہو جیسے حمامون مین اور مسافر خانون مین یہ محیط مین لکھا ہو اگر کنوین مین کوئی مکڑی یا کُتا یا آدمی مرے یا کوئی جانور پھول جاوے یا پھٹے بڑا جانور ہو یا چھوٹا جانور تو سارا پانی نکالا جاویگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے اگر اُسکے بال گر جاوین تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر بکری کے برابر کوئی جانور گر جاوے اور زندہ نکال لیا جاوے تو صحیح یہ ہے کہ اگر وہ نجس العین نہین ہو اور اُسکے بدن پر کوئی نجاست بھی نہین اور اُسکا مُنھ بھی پانی مین داخل نہین ہوا تو نجس نہین ہوگا اور اگر اُسکا مُنھ پانی مین داخل ہوا تو اُسکے جھوٹے کا حکم جاری ہوگا پس اگر جھوٹا اُسکا پاک ہے تو پانی پاک ہے اور نجس ہے تو پانی نجس ہوگا اور کُل نکالا جائیگا اور اگر جھوٹا اُسکا مشکوک ہو تو پانی بھی مشکوک ہوگا اور کل نکالا جائیگا اور اگر جھوٹا اُسکا مکروہ ہو تو پانی مکروہ ہے اُسکا نکالنا مستحب ہے۔ اور اگر وہ جانور نجس العین ہو جیسے سور تو پانی نجس ہو جائیگا اگرچہ مُنھ اُسکا پانی مین داخل نہوا ہو اور صحیح یہ ہو کہ کتا نجس العین نہین ہو جبتک اُسکا مُنھ نہ داخل ہوا ہو پانی نجس نہین ہوتا یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہی حکم ہو اُن سب جانورون کا جن کا گوشت نہین کھایا جاتا جیسے درندے وحشی اور پرند اگر وہ زندہ نکل آوین اور مُنھ اُسکا پانی مین نہ پہونچے تو صحیح یہ ہے کہ پانی نجس نہین ہوتا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو مردہ کافر غسل سے پہلے اور بعد نجس ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ مسلمان مردہ اگر کنوین مین گر جاوے اگر قبل غسل کے گریگا تو پانی خراب ہو جائیگا اور اگر بعد غسل کے گریگا تو پانی خراب نہوگا یہی مختار ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ بچہ اگر پیدا ہوتے وقت رووے اور پھر مر جاوے تو حکم اُسکا بڑے آدمی کا سا ہو اگر غسل کے بعد کنوین مین گریگا تو پانی خراب نہوگا اور اگر نہ رووے تو اگرچہ کئی بار غسل دینے کے بعد کنوین مین گرے تب بھی پانی خراب ہو جائیگا اگر شہید تھوڑے پانی مین گرے تو پانی خراب نہوگا اور اگر اُس سے خون بہیگا تو پانی خراب ہو جائیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہو۔ جب کنوین کا کل پانی نکالنا واجب ہو لیکن اُسمین سوت جاری ہونیکے سبب سے کل پانی نہ نکل سکے تو دو سو ڈول نکالے جائین یہ تبیین مین لکھا ہو اور یہی آسان ہو یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہو اور اصح یہ ہے کہ ایسے دو آدمیون سے پوچھا جاویگا جنکو پانی کی مقدار مین نظر ہو اور جسقدر پانی وہ کنوین مین بتائین اسقدر نکالا جاوے اور یہی حکم

(درجہ نا ۱۲)

سلہ اسیطرح اگر بکری نے دوہنے کے برتن مین مینگنی کر دی دوہنے کے وقت ایک یا دو مینگنیان تو مشائخ نے کہا کہ مینگنی پھینک دیجاوے اور دودھ پیا جاوے بوجہ ضرورت کے ۱۲ ع سلہ یہ اُس صورت مین ہو جبکہ مثلاً چوہا بھاگا نہو بلی سے اور نہ بلی کتے سے اور نہ بکری درندہ سے اور اگر ہر ایک بھاگ کر کنوین مین گرا ہے تو سارا پانی نکالا جاویگا خواہ اُسکا مُنھ داخل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو الجوہرۃ ۱۲

فقہ کے موافق ہی یہ کافی مین ہی اور مبسوط مین جو امام سرخسی کی تصنیف ہے اور تبیین مین لکھا ہی کہ اگر کوئی مرغی یا بلی یا کبوتر یا مثل اُنکے اور جانور مرجاوے لیکن نہ پھولے نہ پھٹے تو چالیس یا پچاس ڈول نکالے جائینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور یہی ظاہر ترہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر کنوین مین چوہا یا چڑیا مرجاوے اور مردہ نکلے لیکن پھولے پھٹے نہین تو اُسکے نکالنے کے بعد بیس سے تیس ڈول تک نکالے جائینگے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور چوہے کے نکالنے سے پہلے جو پانی نکالا جاوے اُسکا اعتبار نہین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اسمین کچھ فرق نہین کہ چوہا کنوین کے اندر مرے یا کنوین کے باہر مرے پھر اسمین ڈالدیا جاوے اور تمام حیوانات کا یہی حکم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر چوہے کی دُم کاٹ کر پانی مین ڈالدیجاوے تو تمام پانی نکالا جاویگا اور اگر کاٹی ہوئی جگہ موم لگایا جاوے تو اُسیقدر پانی نکالنا واجب ہوگا جسقدر چوہے مین واجب ہوتا ہے یہ جوہرۃ النیرۃ مین لکھا ہی۔ اور اگر اسمین سوسمار گر کر مرگیا تو ایک روایت مین بیس یا تیس ڈول نکالے جاوینگے۔ اگر سام ابرص کنوین مین گر کر مرجاوے تو ظاہر روایت مین بیس ڈول نکالے جاوینگے اور ممولہ چوہے کے حکم مین ہے اور ورشان جو ایک جانور ہوتا ہی وہ بلی کے حکم مین ہی اور اُسکے گرنے سے چالیس یا پچاس ڈول نکالے جاوینگے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور جو چوہے اور مرغی کے درمیان مین ہو وہ چوہے کے حکم مین ہے اور جو مرغی اور بکری کے بیچ مین ہو وہ مرغی کے حکم مین ہے یہی ظاہر الروایۃ ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور اسیطرح ہمیشہ اُسکا حکم چھوٹے جانور کا ہوتا ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے کنوین کے پاک ہونے سے ڈول اور رسی اور چرخ اور کنوین کا گرداگرد اور ہاتھ بھی پاک ہوجاتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کنوین مین کوئی نجس لکڑی یا نجس کپڑے کا ٹکڑا اگر پڑے اور اُسکا نکالنا ممکن نہو یا غائب ہوجاوے تو اُس کنوین کے پاک ہونے کے ساتھ وہ کپڑا اور لکڑی بھی پاک ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے کسی کنوین مین سے بیس ڈول نکالنا واجب تھے اسمین سے پہلا ڈول نکالکر ایک کنوین مین ڈالدیا تو اُس کنوین مین سے بھی بیس ڈول نکالے جائینگے۔ اور اس مسئلہ مین اصل یہ ہے کہ دوسرا کنوان بھی اسقدر ڈولون سے پاک ہوتا ہے جسقدر ڈولون سے پہلا کنوان پاک ہوگا جسوقت اسمین سے وہ ڈول نکالا گیا تھا جو دوسرے کنوین مین ڈالا گیا اگر دوسرا ڈول ڈالا جائیگا تو انیس ڈول نکالے جائینگے اگر دسوان ڈول ڈالا جائیگا تو ابوحفص کی روایت کے موجب گیارہ ڈول نکالے جائینگے اور یہی اصح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اگر ایک کنوین مین سے چوہا نکالکر دوسرے کنوین مین ڈالا گیا اور پہلے کنوین مین سے بیس ڈول بھی نکالکر دوسرے کنوین مین ڈالدیے گئے تو اب دوسرے کنوین مین سے

ـــ

سلہ برخلاف حوض وظہور کے اسواسطے کہ اُسکا تمام پانی بہا دیا جاویگا اور کنوین کا حکم خاص ہی ۱۲ بحر نہر سلہ بیس ڈول نکالے جاوین متوسط ڈول سے اور متوسط یعنے میانہ ڈول سے وہ ڈول مراد ہی جو اُس کنوین کا ڈول ہے یعنے جس ڈول سے اُسکا پانی بھرا جاتا ہی پھر اگر اس کنوین کا کوئی ڈول مقرر نہو تو اُس ڈول کا اعتبار ہی جسمین ایک صاع پانی سماوے صاع آٹھ رطل ہی اور لکھنؤ کے سیر سے تخمیناً تین سیر صاع ہوتا ہی اور اسکے سوا یعنے جو ڈول کہ صاع سے کم زیادہ ہو اُسکا حساب کیا جاوے صاع والے ڈول سے یعنے اگر بہت بڑا ڈول ہے یعنی ڈول کے برابر ہو تو ایک ہی ڈول کا نکالنا کفایت کرتا ہی ظاہر مذہب مین اور اگر نہایت چھوٹا ڈول ہو تو قدر وجہ سے زیادہ حساب کے موافق نکالنا چاہیے اور کفایت کرتا ہی نکالنا اُسقدر پانی کا جو کنوین مین موجود ہی اگرچہ ڈولونکے شمار سے کم ہو یعنے مثلاً چالیس ڈول نکالنا واجب ہوا اور کنوین مین فقط بیس ڈول پانی تھا تو اُسیقدر کے نکالنے سے پاک ہوگیا یا نہر الفائق

اس چوہے کو نکالکر بیس ڈول نکالنا واجب ہونگے جیسے پہلے کنوین کا حکم تھا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ دو کنوین ایسے تھے کہ جنمین دونون سے بیس ڈول نکالنا واجب تھے اور ایک مین سے بیس ڈول نکالے گئے اور دوسرے مین ڈالے گئے تب بھی اُسمین سے وہی بیس نکالنا واجب ہونگے اور اگر ایک کنوین مین سے بیس ڈول نکالنا واجب تھے اور دوسرے مین چالیس ڈول نکالنا واجب تھے پس جسقدر ایک کنوین مین سے نکالنا واجب تھا وہ اُسمین سے نکالکر دوسرے کنوین مین ڈالا گیا تو دوسرے مین سے چالیس ڈول نکالے جاوینگے اور اصل اسمین یہ ہے کہ پھر دیکھینگے کہ جس کنوین مین سے پانی نکالا گیا اُسمین سے کسقدر ڈول نکالنا واجب تھے اور جسمین وہ ڈالا گیا اُسمین سے کسقدر ڈول نکالنا واجب تھے اگر دونون مین سے برابر ڈول نکالنا واجب تھے تو اسیقدر رہینگے اور ایک کے زیادہ تھے تو کم اس زیادہ مین داخل ہوجاینگے اور اسیطرح ہے یہ کہ اگر تین کنوین ہون اور ہر ایک مین سے بیس ڈول نکالنا واجب ہون اور دو کنوون مین سے جسقدر پانی نکالنا واجب تھا وہ نکالکر تیسرے کنوین مین ڈالدیا تو تیسرے کنوین مین سے چالیس ڈول نکالے جاوینگے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور اگر اسمین ایک کنوین مین سے نکالکر بیس ڈول ڈالین اور دوسرے مین نکالکر دس ڈول ڈالین تو تیس ڈول نکالے جاوینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر ایک مین سے بیس ڈول نکالنا واجب ہون اور دوسرے مین سے چالیس اور دونون مین سے جسقدر پانی نکالنا واجب تھا وہ نکالکر تیسرے پاک کنوین مین ڈالدیا تو تیسرے مین سے چالیس ڈول نکالے جاوینگے اسی اصل کے موجب جو ہم اول بیان کرچکے ہین اور اگر ایک کنوین مین سے چالیس ڈول نکالنا واجب تھے اُسمین ایک ڈول نکالکر اس کنوین مین ڈالدیا جسمین سے بیس ڈول نکالنا واجب تھے تو چالیس ڈول نکالے جاوینگے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور نوادر مین ہے کہ ایک چوہا ایک مٹکے[۱] مین مرگیا اور اس مٹکے کا پانی ایک کنوین مین ڈالدیا گیا تو امام محمدؒ کا یہ قول ہے کہ اس کنوین کا اسقدر پانی نکالا جاویگا کہ اس مٹکے کے پانی سے جو اسمین ڈالا گیا ہے اور بیس ڈول سے زیادہ ہو یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور فتاوے مین ہے کہ اگر ایک قطرہ اس مٹکے کے پانی سے کنوین مین ڈالدیا جاوے تو اُسمین سے بیس ڈول نکالے جاوینگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور اگر چوہا مٹکے مین پھٹ جاوے اور ایک قطرہ اُس کے پانی مین سے کنوین مین ڈالدیا جاوے تو اُس کنوین کا سارا پانی نکالا جاویگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے۔ اگر پانی کا کنوان نجاست کے چہبچہ کے قریب ہو تو وہ پاک ہے جبتک اُسکا مزہ یا رنگ یا بدبو نہ بدلے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اس صورت مین کچھ گزون کے فاصلہ کا اعتبار نہین اگر نجاست کا کنوان دس گز کے فاصلہ پر ہو اور وہان سے اثر اسکا پانی کے کنوین مین پہنچے تو پانی کا کنوان نجس ہوجاویگا اور اگر ایک گز کے فاصلہ پر ہو اور اثر نہ آوے تو پانی کا کنوان پاک ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر کنوین مین چوہا یا اور کوئی جانور ملا اور یہ نہ معلوم کہ کب گرا تھا اور پھولا بھی نہین تو اگر اسکے پانی سے وضو کیا تھا تو ایک دن رات کی نماز لوٹاوینگے اور جس جس چیز کو وہ پانی لگا تھا اُسکو دھووینگے اور اگر پھول گیا تھا یا پھٹ گیا تھا تو تین رات دن کی نمازین

[۱] مٹکا جسکا آدھا زمین مین گڑا ہو وہ کنوین کے حکم مین ہے و علے ہذا پانی جمع ہونیکے گڑھے اور ٹنکی حوض سے کنوین کے مانند ڈول نکالے جاوینگے ۱۲ ع

پھیرینگے یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کا یہ قول ہے کہ کسی نماز کو نہ پھیرینگے جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کب گرا تھا یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر اُسکے گرنے کا وقت معلوم ہو جاوے تو اسپر اجماع ہے کہ اُسیوقت سے وضو اور نمازین پھیرینگے اور اگر اسی پانی سے آٹا گوندھا گیا تھا تو استحسان یہ ہے کہ اگر وہ جانور جو کنوین سے نکلا پھٹا ہوا تھا تو تین دن سے جو آٹا اُس کنوین کے پانی سے گوندھا ہے وہ نہ کھائینگے اور اگر نہ پھٹا تھا تو ایک دن سے جو آٹا اُس کنوین کے پانی سے گوندھا ہے وہ نہ کھاوینگے یہی قول اختیار کیا ہے امام ابوحنیفہؒ نے یہ محیط مین لکھا ہے۔ دوسرے وہ کہ جسمین پانی نکالنا مستحب ہے اگر کنوین مین چوہا گر جاوے تو بیس ڈول نکالنا مستحب ہے اور بلی اور مرغی مین جو چھوٹی پھرتی ہو چالیس ڈول نکالنا مستحب ہین اسلیے کہ ان جانورونکا جھوٹا مکروہ ہے اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ پانی گرنیوالے جانور کے مُنھ تک پہونچتا ہے یہانتک کہ اگر یقین ہو جاوے کہ پانی اُن حیوانات کے مُنھ تک نہین پہونچا تو کچھ پانی نہ نکالا جاویگا۔ اور اگر مرغی چھوٹی نہ پھرتی تھی تو کچھ پانی نہ نکالا جاوے یہ سارے مسائل ظاہر الروایۃ کے ہین جہان پانی نکالنا مستحب ہے وہ بیس ڈول سے کم نہین اور اسیطرف کو اشارہ کیا ہے امام محمدؒ نے نوادر مین جو ابراہیم نے اُنسے روایت کی ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور مکروہ پانی سے دس ڈول نکالنا چاہیین یہ خلاصہ اور نہایہ اور فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور بدائع مین فتاوے سے نقل کیا ہے کہ اگر بکری گرے اور زندہ نکلے تو اطمینان قلب کے واسطے بیس ڈول نکالنا چاہیین نہ پاک کرنے کے واسطے یہانتک کہ اگر نہ نکالے اور وضو کرے تو جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے

دوسری فصل اُن چیزونکے بیان مین جنسے وضو جائز نہین خربوزہ اور ککڑی اور کھیرے اور گلاب کے پانی سے وضو جائز نہین اور نہ کسی شربت سے اور سوا اسکے اور پتلی چیزون سے جیسے سرکہ یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور نہ نمک کے پانی سے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور صابون کے پانی اور اشنان کے پانی سے وضو جائز نہین اگر اُسکا پتلا پن جاتا رہے اور بندھ جاوے۔ اور اگر پتلا پن اور لطافت اُسکی باقی رہے تو جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اس پانی سے بھی وضو جائز نہین جو انگور کے درختون سے نکلے یہ کافی اور محیط اور فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی اوجہ ہے یہ بحر الرائق اور نہر الفائق مین لکھا ہے اور اسی مین زیادہ احتیاط ہے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہے۔ اگر پانی مین خزان کے موسم مین پتے گرنے سے اُسکا مزہ یا رنگ یا بو بدل جاوے تو ہمارے عامہ اصحاب کے نزدیک اُس سے وضو جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور زعفران اور زردج اور کسم کے پانی سے وضو جائز ہے اگر پتلا ہو اور پانی غالب ہو۔ اور اگر سُرخی غالب ہو اور گاڑھا ہو جاوے تو اُس سے وضو جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر پھٹکری یا عفص پانی مین ڈالا جاوے تو اُس سے وضو جائز ہے بشرطیکہ لکھنے مین اُسکے نقش ظاہر نہون

فائدہ چند فروع۔ (۱) خمر یعنی شراب کسی برتن مین پڑی تھی وہ ایک برتن مین کرکے سرکہ کر ڈالی گئی تو پاک ہو گئی (۲) ایک نل سے پانی حوض مین گرتا ہے اور لوگ لگاتار اُس مین ہاتھ پھیر لیتے ہین تو مانند آب جاری کے نجس نہوگا۔ (۳) تھوک یا ناک کا رینٹھ پانی کے برتن مین پڑ گیا تو اُس سے وضو جائز ہے۔ (۴) تھوڑا پانی اور دونون ہاتھ نہین پہنچا سکتا ہے اور وضو نہین ہو تو مُنھ سے پانی لیکر ہاتھ دھوے لیکن اسکے کہ تیمم کے لئے بالکل نیت ہو ۱۲ ع ۵ اشنان ایک مشہور دوا ہے جو خارش وغیرہ کو فائدہ کرتی ہے ۱۲ منہ ۵ خربوزہ و تربوز مین سوراخ کرکے جو پانی نکلے وہ چیز جو نچوڑنے سے و پتکاری کے ساتھ ہو تو اُس سے جواز نہوگا ۱۲ ع

اور اگر ظاہر ہونگے تو نہین جائز ہوگا یہ بحر الرائق مین تجنیس سے نقل کیا ہے اور اگر نرا پانی یا مٹی یا بالو یا گچ یا چونے کے ملنے سے یا بہت دنون تک رہنے سے متغیر ہو جاوے تو اُس سے وضو جائز ہے یہ بدائع مین لکھا ہے اور اگر سیل کے پانی سے وضو کرے تو جائز ہے اگرچہ اسمین بالو ملا ہو جبکہ پانی غالب ہو اور تپلا ہو میٹھا پانی ہو یا کھاری پانی اور اگر پانی بندھ جاوے جیسے گیلی مٹی تو اس سے وضو جائز نہین اور اسیطرح وضو اُس پانی سے جائز ہے جسمین چنے یا باقلا بھگوئے جاوین اور اسکا رنگ اور مزہ بدلجاوے لیکن اُسکا تپلاپن نہ جاتا رہے اگر اسمین چنے یا باقلا بھگوئے جائین اور باقلا کی بو آجاوے تو اس سے وضو جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر پانی مین ایسی چیز پکائی جاوے جس سے اُسکا ستھرا کرنا مقصود ہو جیسے اشنان اور صابون تو بالاجماع اُس سے وضو جائز ہے لیکن جب وہ بستہ ہو جاویگا تو نہین جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر روٹی پانی مین بھگوئی جاوے اور پانی کا تپلاپن باقی رہے تو اس سے وضو جائز ہے اور اگر بستہ ہو جاوے تو جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے تر پانی مین جب اور پاک بہتی ہوئی چیزین ملین جیسے سرکہ اور دودھ اور منقے کا زلال اور مثل اُسکے اور کچھ اسطرح ملجاوین کہ اسکا نام پانی نہ رہے تو اس سے وضو جائز نہین پھر اس بات کو دیکھینگے کہ اگر جو چیز پانی مین ملی ہو اُسکا رنگ پانی کے رنگ کے مخالف ہے جیسے دودھ اور کسم کا پانی اور زعفران وغیرہ تو غلبہ کا اعتبار رنگ سے کیا جاویگا اور اگر وہ رنگ مین مخالف نہین اور مزہ مین مخالف ہے جیسے سپید انگور کا افشردہ اور اُسکا سرکہ تو مزے کا اعتبار کیا جاویگا اور اگر رنگ اور مزے دونون مین مخالفت نہین تو دیکھا جائیگا کہ مقدار مین کون زیادہ ہے اور اگر مقدار مین بھی دونون برابر ہون تو اسکا حکم ظاہر روایت مین مذکور نہین فقہا نے کہا ہے کہ احتیاطًا اس پانی کو بمقابلہ دوسری چیز کے مغلوب سمجھینگے یہ بدائع مین لکھا ہے امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ نبیذ تمر سے یعنے اس پانی سے جسمین چھوارے بھگوئے گئے ہون وضو کرے اور اسکے ہوتے ہوئے تیمم نہ کرے یہ جامع صغیر مین ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اسیطرح اکثر متون مین اور کتاب الصلوٰۃ مین لکھا ہے کہ نبیذ تمر سے وضو کرے اور اسکے ساتھ تیمم بھی کرے تو میرے نزدیک بہتر ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تیمم کرے اور نبیذ تمر سے کسی حالت مین وضو نہ کرے اور امام محمد کا یہ قول ہے کہ احتیاطًا وضو اور تیمم دونون کو جمع کرے ان دونون مین سے اگر ایک کو بھی چھوڑیگا تو جائز نہین اور دونون مین کسیکو مقدم کرے اور کسیکو موخر کرے تو جائز ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اسد بن عمرو اور نوح بن ابی مریم اور حسن نے امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت کی ہے کہ اُنھون نے امام ابو یوسفؒ کے قول کیطرف رجوع کیا اور صحیح یہی آخر قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے موافق قول ابو یوسفؒ کے یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہے جو امام قاضیخان کی تصنیف ہے اور فتوے ابو یوسفؒ کے قول پر ہے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہے یہ حکم اُسوقت ہے جب وہ میٹھا ہو اور مائل بہ ترشی ہو لیکن جب اُسمین جوش آجاوے یا وہ سخت ہو جاوے یا اُسپر جھاگ آجاوے تو اُس سے بالاتفاق وضو جائز نہین اسلیے کہ اُسمین نشہ ہوگا یہ بیان اُسکا ہے اگر وہ کچا ہو

سلہ دوسری صورت پکانے کی یہ کہ ستھرا کرنا مقصود نہ ہو جیسا تجہ شوربا یہ اختلاط مانع طہارت ہے اگرچہ وہ سیال اور رقیق ہو ۱۲ سلہ شربت ترمانے سے وضو جائز نہ ہونا امام ابو حنیفہؒ کا پچھلا قول ہے انتخانیہ ۱۲

یہ شرح نودی مین لکھا ہی اور اگر تھوڑا سا پکا یا جاوے تو اس سے وضو جائز ہے خواہ میٹھا ہو خواہ تلخ ہو خواہ نشہ لانیوالا
ہو اور یہی اصح ہے یہ عینی شرح ہدایہ مین مفید اور مزید سے نقل کیا ہے ابو طاہر دباس نے کہا ہے اُس سے وضو
جائز نہین اور یہی اصح ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور مفید اور مزید
مین مذکور ہے کہ اگر پانی مین چند چھوارے ڈال دیے جاوین اور وہ میٹھا ہو جاوے لیکن پانی کا نام اُسپر سے جاتا
نہ رہے اور وہ پتلا بھی ہو تو اس سے وضو جائز ہے اسمین ہمارے اصحاب کا خلاف نہین یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا
ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہے اسکے سوا اور چیزون کے زلال سے وضو جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے اسیطرح
جب زلال بھی چھاچ کیطرح گاڑھا ہو جاوے تو اُس سے وضو جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہے۔ نبیذ سے غسل کرنے مین
ہمارے مشائخ کا اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ اس سے وضو جائز ہے یہ شرح مبسوط مین لکھا ہے اور یہی کافی اور فتاوے
عتابیہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور مفید مین ہی کہ اصح یہ ہی کہ اس سے نہانا جائز نہین اسلیے
کہ دونون ناپاکیون مین سے غسل ہونیکی ناپاکی بڑھ کے ہے اور ضرورت غسل کی بہ نسبت وضو کے کم ہوتی ہے
پس غسل کا وضو پر قیاس نہین ہو سکتا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور جامع صغیر حسامی مین ہی کہ یہی اصح ہے یہ تاتارخانیہ مین
لکھا ہے۔ اور نبیذ تمر سے اگر وضو یا غسل کرے تو اسمین نیت شرط ہی جیسے تیمم مین نیت شرط ہوتی ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی
اور اگر نرا پانی موجود ہو تو اس سے وضو جائز نہین اور اگر اُس[ع] سے وضو کیا پھر نرا پانی ملگیا تو وضو ٹوٹ گیا یہ شرح
منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی۔ اگر مکروہ پانی پر قادر ہوا تو نبیذ تمر سے وضو کرے اور اگر مشکوک
پانی پر اور نبیذ تمر پر اور مٹی پر قادر ہوا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نبیذ تمر سے وضو کرے اور سے نہ کرے اور
امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مشکوک پانی سے وضو کرے اور تیمم کرے اور نبیذ تمر سے وضو نہ کرے اور امام محمدؒ کے
نزدیک تینون کو جمع کرے ایک کو بھی چھوڑیگا تو جائز نہین اور آگے پیچھے ہونا اُنکا برابر ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے
ہمارے اصحاب اس بات پر متفق ہین کہ مستعمل[۱] پانی پاک کرنیوالا نہین اور اس سے وضو جائز نہین اور اسکے پاک ہونے
مین اختلاف ہی امام محمدؒ کا قول ہے کہ وہ پاک ہے اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے اور اسی پر فتوے ہی یہ محیط
مین لکھا ہی۔ جس پانی سے حدث[۲] دور کیا جاوے یا وہ عبادت کیلیے صرف کیا جاوے تو صحیح یہ ہے کہ جسوقت وہ
عضو سے جدا ہوا مستعمل[۳] ہو گیا یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ برابر ہے کہ چھوٹا حدث ہو یا بڑا ہو یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی یہانتک
کہ اگر دونون بازو دھوئے اور کسی آدمی نے اُنکے نیچے ہاتھ لیجا کر اس پانی سے دھویا تو یہ جائز نہین یہ فتاوے
قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر بے وضو نے یا جنب نے یا حیض والی عورت نے جو پاک ہو چکی ہے پانی لینے کیلیے اپنا ہاتھ پانی
مین داخل کیا تو ضرورت کیوجہ سے وہ پانی مستعمل نہین ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اسیطرح اگر مٹکے مین کوزہ گر گیا
اور اُسکے نکالنے کیلیے کہنی تک ہاتھ اُسمین ڈالا تو بھی مستعمل نہین ہوگا لیکن اگر ٹھنڈا کرنے کیلیے ہاتھ یا پاؤن برتن مین

سلہ[۱] آب مستعمل کا پینا اور اُس سے کھانا پکانا بوجہ تنفر کے مکروہ تنزیہی ہی مگر اُس سے دوبارہ وضو بالاتفاق نہین جائز ہی ۱۲ ع سلہ[۲] جنابت سے بے وضو
ہونے یا بے غسل ہونے کو کہتے ہین ۱۲ سلہ[۳] مشائخ عراق نے کہا کہ مستعمل پانی بالاتفاق طاہر ہے یہی صحیح ہے اور یہی مختار ہے ۱۲ - ع - ق -
عہ یعنے نبیذ تمر سے ۱۲

ڈالا تو وہ پانی مستعمل ہوجاویگا ضرورت ہونے کے سبب سے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور امام ابو یوسف سے یہ روایت مشہور ہے کہ پانی کے مستعمل ہونے کیلیے پورے عضو کا داخل ہونا ضرور ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک انگلی یا دو انگلیون کے داخل ہونے سے پانی مستعمل نہین ہوتا اور ہتھیلی کے داخل ہونے سے مستعمل ہوجاتا ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اگر جنب ڈول کے ڈھونڈھنے کے لیے کنوین مین غوطہ لگاوے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُسکی جنابت اسیطرح باقی رہتی ہے اور پانی بھی اپنی حالت پر رہتا ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک دونون پاک ہین۔ اور امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ دونون نجس ہین اور ایک یہ ہے کہ آدمی پاک ہوجاتا ہے اسلیے کہ پانی بدن سے جدا ہونیسے پہلے مستعمل نہین ہوتا اور یہ روایت زیادہ موافق ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہی ہے تبیین مین اور اگر نماز کیلیے نہانے کو غوطہ لگایا تو بالاتفاق پانی خراب ہوجاویگا یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ اگر حیض والی عورت کنوین مین گر جائے اگر خون بند ہونیکے بعد گری ہے اور اب اسکے اعضا پر نجاست بھی نہین تو اُسکا حکم مثل جنب کے ہے اور اگر خون بند ہونے سے پہلے گری ہے تو وہ مثل پاک شخص کے ہے اسلیے کہ اُس گرنے کے سبب سے وہ حیض سے نکل نہ جائیگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور یہی لکھا ہے فتاوے قاضیخان مین۔ اگر اعضاے وضو کے سوا اور کسی کو دھووے جیسے ران کو یا پہلو کو تو اصح یہ ہے کہ پانی مستعمل نہوگا اور اگر اعضاے وضو کو دھو ویگا تو مستعمل ہوجاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور اگر منڈانے کیلیے سر کو بھگویا اور وہ باوضو تھا تو وہ پانی مستعمل نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر کسی پاک شخص نے مٹی یا آٹا یا میل چھوڑانے کیلیے وضو کیا یا پاک شخص ٹھنڈا ہونے کے واسطے نہایا تو پانی مستعمل نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ بے وضو اگر ٹھنڈا ہونے کے واسطے یا دوسرے کو سکھانے کے واسطے وضو کرے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پانی مستعمل ہوگیا اور امام محمدؒ کے نزدیک مستعمل نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ جامع صغیر حسامی مین ہے کہ لڑکے کے وضو کرنے سے بھی آیا پانی مستعمل ہوجاتا ہے مختار یہ ہے کہ اگر لڑکا سمجھ والا ہے تو پانی مستعمل ہوجاتا ہے ورنہ مستعمل نہین ہوتا یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ اگر کھانا کھانے کے واسطے یا کھانا کھا کر ہاتھ دھوئے تو پانی مستعمل ہوجاتا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر عورت نے اور کے بال اپنے بالون مین ملائے تھے پھر ملائے ہوئے بال دھوئے تو پانی مستعمل نہوگا یہ سراج الوہاج اور ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اور اگر مقتول کا سر دھویا جو اُسکے بدن سے جدا ہوگیا تھا تو پانی مستعمل ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر جنب نے غسل کیا اور کچھ پانی اُسکے غسل کا اُسکے برتن مین ٹپک گیا تو برتن کا پانی خراب نہوگا لیکن اگر پانی اُسکے برتن پر خوب بہ کر برتن مین پہونچا تو خراب ہوجائیگا اور اسیطرح حمام کا حوض بھی امام محمدؒ کے قول کے بموجب خراب نہین ہوتا جبتک کہ مستعمل پانی اُسپر غالب نہوجاوے یعنے پاک کرنے کی صفت اسمین سے نہین کھوتا ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے میت کے دھونے سے جو پانی ہے وہ نجس ہے امام محمدؒ نے اصل مین اسکو مطلق[1] بیان کیا اور اصح یہ ہے کہ اگر اُسکے بدن پر نجاست نہین ہے تو پانی مستعمل نہوگا مگر امام محمدؒ نے اسکو مطلقاً اسواسطے کہا ہے

[1] مطلق یعنے یہ قید نہین لگائی کہ میت پر نجاست ہو ۱۲

کہ بہت اکثر نجاست سے خالی نہین ہوتی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اگر سرکہ سے یا گلاب کے پانی سے وضو کیا تو سب کا یہ قول ہے کہ وہ مستعمل نہین ہوتا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ مستعمل پانی اگر کنوین مین گر جاوے تو اُسکو خراب نہین کرتا مگر جب اُس پر غالب ہو جاوے تو خراب کرتا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور انھین مسائل سے ملتے ہوئے یہ مسئلے ہین۔ ہر شے کے پسینے مین اسکے جھوٹے کا اعتبار کیا جاتا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ گدھے اور خچر کا پسینہ یا لعاب اگر تھوڑے پانی مین گر یگا تو اُسکو خراب کر دیگا اگرچہ تھوڑا اگرے یہ محیط مین لکھا ہے کپڑے کو اگرچہ بہت سا لگ جاوے تو بھی ظاہر روایت مین جواز صلوٰۃ سے مانع نہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ جھوٹا آدمی کا پاک ہی اور اسی حکم مین شامل ہے جنب اور حیض والی عورت اور نفاس والی عورت اور کافر مگر شراب پینے والا اور جسکے منھ مین سے خون نکلتا ہو اگر وہ اُسیوقت پانی پیین تو اُنکا جھوٹا نجس ہوگا اور اگر کئی بار تھوک نگلین تو صحیح قول کے بموجب منھ پاک ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر شراب پینے والے کی مونچھین لمبی لمبی ہون تو پانی نجس ہو جائیگا اگرچہ ایک ساعت کے بعد پانی پیے یہ تاتارخانیہ مین تتمہ سے نقل کیا ہے عورت کا جھوٹا اجنبی مرد کو جیسے اجنبی مرد کا جھوٹا عورت کو مکروہ ہے لیکن وہ ناپاک ہونے کیوجہ سے نہین بلکہ لذت پانے کیوجہ سے ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ گھوڑے کا جھوٹا بالاجماع پاک ہے یہ زاہدی مین لکھا ہی اسیطرح جھوٹا اُن چرندا اور پرند جانورون کا جنکا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہی مگر چھوٹی ہوئی مرغی اور اونٹ اور بیل جو نجاست کھاتے ہون اُنکا جھوٹا مکروہ ہی یہانتک کہ اگر مرغی اسطرح قید ہو کہ اُسکی چونچ اُسکے پاؤن کے نیچے نہ پہونچتی ہو تو مکروہ نہین اور اگر پہونچتی ہو تو چھوٹی ہوئی مرغی کے حکم مین ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور جھوٹا اُن جانورون کا جنکا خون بہتا نہین ہی پانی مین رہتے ہون یا سوا اُن کے ہون پاک ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور جو کیڑے گھر وغیرہ مین رہتے ہون جیسے سانپ اور چوہا اور بلی اُنکا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہی یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور مکروہ ہے کہ کسی کے ہاتھ مین بلی چاٹے اور وہ اُسکے دھونے سے قبل نماز پڑھے اور مکروہ ہے کہ بلی کا جھوٹا کھانا کھاوے یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہ مالدار کے لیے مکروہ ہے اسلیے کہ وہ اور کھانا بدل سکتا ہے لیکن فقیر کیلیے ضرورت کیوجہ سے مکروہ نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر بلی نے چوہا کھایا اور اُسیوقت پانی پیا تو وہ پانی نجس ہو جائیگا اور اگر ایک دو ساعت ٹھہر کر پیا تو نجس نہین ہوگا یہ صحیح ہی یہی ظہیریہ مین لکھا ہی۔ درندون پرندون کا جھوٹا مکروہ ہی اور امام ابو یوسفؒ سے یہ روایت ہی کہ اگر وہ اسطرح قید ہون کہ اُنکا مالک جانتا ہو کہ اُنکی چونچ پر کوئی نجاست نہین تو مکروہ نہین اور اسی روایت کو مشائخ نے مستحسن سمجھا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اسیطرح اُن پرند جانورون کا جنکا گوشت نہین کھایا جاتا پاک اور مکروہ ہی بطور استحسان کے یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ اگر اچھے پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو کرے تو مکروہ ہے اور اچھا پانی نہو تو مکروہ نہین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی۔ کتے اور سور اور درندے اور چوپایون کا جھوٹا نجس ہی یہ کنز مین لکھا ہی۔ پانی کے مٹکے سے پانی ٹپکتا ہو پھر اگر کتا اس مٹکے کو چاٹے تو وہ پانی جو اُس

سلہ اور قاضیخان مین ہے کہ اگر وضو کا پانی کنوین مین ڈالا تو امام محمدؒ کے قول پر اُسمین سے بیس ڈول نکالے ۱۲ ع

مٹکے مین ہی پاک ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے کتے کے چاٹنے سے برتن تین[ل] بار دھووے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ خچر اور گدھے
کا جھوٹا مشکوک ہی اور صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے اور شک اسمین ہی کہ وہ اور کو بھی پاک کرتا ہی یا نہین یہ فتاویٰ
قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی قول ہی جمہور کا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر ان دونون کے سوا اور پانی نہین تو دونون سے
وضو کرے اور تیمم کرے اور ان دونون مین سے جسکو مقدم کریگا جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور دونون
مین سے ایک پر اکتفا جائز نہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور ہمارے نزدیک افضل یہ ہی کہ وضو کو مقدم کرے
اور دھووے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کرتا ہے تو وضو کی نیت مین اختلاف ہے
اور زیادہ احتیاط اسمین ہی کہ نیت کرلے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر گدھے کا جھوٹا پانی مین گر جائے تو اس سے
وضو جائز ہی جبتک کہ اُس پر غالب نہو جائے جیسے مستعمل پانی کا حکم ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ چمگادڑ کے
پیشاب اور بیٹ سے پانی اور کپڑا خراب نہین ہوتا یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور جسمین خون جاری نہین
وہ پانی مین مرجاوے تو پانی نجس نہین ہوتا جیسے مچھڑ اور مکھی اور بھڑ اور بچھو وغیرہ اور پانی کے جانورون کے
پانی مین مرنے سے بھی پانی خراب نہین ہوتا جیسے مچھلی اور مینڈھک اور کیکڑا۔ اور پانی کے سوا اور چیز مین مرے تو بعض
کا قول یہ ہے کہ مچھلی کے سوا اور چیز کے مرنے سے وہ خراب ہو جاتی ہی اور بعض کا قول یہ ہی کہ خراب نہین ہوتی اور یہی
اصح ہی۔ اور دریائی مینڈھک اور زمین کے مینڈھک برابر ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے ابو القاسم الصفار نے کہا ہی کہ یہی
قول ہم اختیار کرتے ہین یہ مضمرات مین لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اسمین فرق نہین کہ پانی مین مرے یا باہر مرے پھر
پانی مین ڈالدین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر پھول جاوے تب بھی یہی حکم ہے مگر وہ پانی پینا مکروہ ہوتا ہے اسلیے کہ اُسکے
اجزا پانی مین ملجاتے ہین اور اُسکا کھانا جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور پانی کے وہ جانور ہین جنکی پیدائش
اور رہنے کی جگہ پانی ہو اور اُنسے جدا ہین وہ جانور جو پانی مین رہین مگر پانی مین پیدا نہون اُنسے پانی خراب
ہو جاتا ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر غبار نجس پانی مین گر جائے تو اُسکا اعتبار نہین مٹی کا اعتبار ہی یہ قنیہ مین لکھا
ہے اگر لکڑی مین نجاست یا گوبر لگ جاوے اور جلکر راکھ ہو جاوے اور تھوڑے پانی مین گر جاوے تو امام محمدؒ کے
نزدیک پانی خراب نہوگا اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ مردار کے بال اور ہڈی پاک ہے اور اسی حکم مین ہی
پٹھا اور کھر اور سُم اور چرا ہوا سُم اور سینگ اور پشم اور اون اور پر اور دانت اور چونچ اور ناخن اور اسی حکم مین ہی
آدمی کے بال اور ہڈی اور یہی صحیح ہے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے یہ جب ہے کہ بال مونڈے ہوے ہون یا کٹے
ہوے ہون لیکن اگر اُکھڑے ہوے ہون تو نجس ہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور جسقدر مردہ جانور کا اور
دودھ جو اُسکے تھن مین ہو اور باہر نکلے ہوے انڈے کا چھلکا اور بچہ جو مان کے پیٹ سے گر گیا ہو اور ابھی تر ہو
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک پاک ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور مشک کا نافہ اگر ایسا ہو کہ پانی پہونچنے
سے خراب نہو تو پاک ہے اور اصح یہ ہی کہ وہ ہر حالت مین پاک ہے اور ذبح کیے ہوے جانور کا بھی بالاتفاق

[ل] بدلیل حدیث یغسل الاناء من ولوغ الکلب ثلثا یعنے کتے کے منھ ڈالنے سے برتن تین مرتبہ دھویا جاوے اور ابوہریرہؓ نے سات مرتبہ دھونیکی بھی حدیث روایت کی ہے ۱۲

پاک ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ خنزیر کے تمام اجزا نجس ہین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے اگر مردار کی ہڈی کنوئین مین گر جائے اور اُسپر گوشت یا چکنائی لگی ہو تو نجس ہو جائیگا ورنہ نجس نہوگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے۔ اگر آدمی کا چمڑا یا اُسکا چھلکا پانی مین گرے اگر وہ تھوڑا ہو جیسے پانوُن کے شگافون مین سے اُترتا ہی یا شل اسکے ہو تو اس سے پانی خراب نہین ہوتا اور اگر بہت ہو یعنے ناخن کے برابر ہو تو پانی خراب ہو جاتا ہے اور ناخن کے گرنے سے پانی خراب نہین ہوتا یہ خلاصہ مین لکھا ہی جس[۵۱] چمڑے کی حقیقی دباغت کیجائے دواؤن سے یا حکمی دباغت کیجاوے یعنی مٹی لگاکر یا دھوپ مین سکھاکر یا ہوا مین ڈالکر تو پاک ہو جاویگا تو اُسپر نماز اور وضو اسکے ڈول سے جائز ہوگا مگر آدمی اور سُور کے چمڑے کا یہ حکم نہین[۵۲] یہ زاہدی مین لکھا ہی دباغت حقیقی کے بعد اگر چمڑے کو پانی لگے تو پھر نجس نہین ہو جاتا اور دباغت حکمیہ کے بعد بھی اظہر یہی ہی کہ پھر نجس نہین ہوتا یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اور جسکا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اُسکا چمڑا ذبح[۵۳] سے بھی پاک ہو جاتا ہی اور اسیطرح خون کے سوا تمام اجزا ذبح سے پاک ہو جاتے ہین یہی مذہب صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی وہ کوزے جو گھر مین ادھر اُدھر اسلیے رکھدیتے ہین کہ مٹکون کا پانی اُنسے نکالین تو اُس سے پانی پینا اور وضو کرنا بھی جائز ہی جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ اُسپر نجاست لگی ہی۔ چوہا بلی سے بھاگ کر پانی کے پیالے پر ہو کر گذرا تو شمس الائمہ حلوائی نے یہ ذکر کیا کہ اگر بلی نے اُسکو زخمی کر دیا تھا تو پیالہ نجس ہو جائیگا ورنہ نجس نہین ہوگا اور شرح طحاوی مین لکھا ہی کہ ہر صورت مین نجس ہوگا اسلیے کہ وہ بلی کے خوف سے اکثر پیشاب کر دیتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی مختار[۵۴] ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور آدمی کو ایسے حوض سے وضو جائز ہی جسمین یہ خوف ہو کہ شاید اسمین نجاست پڑی ہو مگر یقین نہو اور اسپر یہ واجب نہین کہ اُسکا حال پوچھے اور جبتک اسمین نجاست کا یقین نہو اس سے وضو نہ چھوڑے اسلیے کہ اثر سے بھی ثابت ہوا ہے۔ یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر اسکو نجس سمجھتا تھا اور اُس سے وضو کر لیا پھر معلوم ہوا کہ وہ پاک تھا تو اُس سے وضو جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ درندہ جانور تھوڑے سے پانی پر ہو کے گذرا اگر گمان غالب یہ ہو کہ اُسنے پانی پیا ہے تو نجس ہو جائیگا ورنہ نجس نہوگا یہ بحر الرائق مین مبتغی سے نقل کیا ہی فتاوے عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر جنگل مین تھوڑا پانی پایا تو اُس سے لیکر وضو کرنا جائز ہی اور اگر اُسکا ہاتھ نجس ہو اور اُسکے ساتھ کوئی چیز بھی نہین جس سے پانی اسمین سے نکالے تو اپنا رومال پانی مین ڈالدے اور رومال سے پانی ہاتھ پر گریگا تو ہاتھ پاک ہو جائیگا اور اگر اُس پانی کے کنارے پر علامت کُتے کے داخل ہونے کی پائی اگر وہ پانی سے اسقدر قریب ہو جس سے یہ معلوم ہو کہ کتا یہان سے پانی پی سکتا ہے

۵۱ اور چمڑے کے مانند دباغت قبول کرنے مین مثانہ اور اوجھڑی ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہی کہ امام محمدؒ سے مروی ہی کہ اگر مردار بکری کے مثانہ کو دباغت دیدیا تو پاک ہی ۱۲ ۵۲ جلد خنزیر تو دباغت سے پاک نہین ہوتی ہی اور آدمی کی کھال کو دباغت و عدم دباغت مین دخل نہین بلکہ وہ بوجہ تکریم و احترام کے دباغت نہین کیجاتی حتے کہ غایۃ البیان مین ہی کہ اگر آدمی کی کھال دباغت کیگئی تو پاک ہو گئی ولیکن اس سے انتفاع بوجہ احترام کے نہین جائز ہے جیسے آدمی کے اجزا سے انتفاع نہین جائز ہی کما فی المحیط والبدائع درمختار مین کہا کہ بعضون کے نزدیک سور اور آدمی کی کھال پاک نہین ہوتی اسواسطے کہ پرت پرت ہونے سے دباغت پذیر نہین ۱۲ ۵۳ بشرطیکہ یہ ذکوۃ ایسے شخص سے ہو جو لائق ذبح ہی پس مجوسی کا ذبح کرنا اُسکو پاک نہ کریگا اور ذبح کرنا اپنے محل مین ہو جہان ذبح کرنا چاہیے اسی جگہ سے ذبح کیا ہو فافہم ۱۲ ع ۵۴ لیکن نہر الفائق مین مجتبے سے منقول ہے کہ فتویٰ اسکے خلاف ہے یعنے نجس نہوگا کیونکہ اسکے پیشاب کر دینے مین شک ہے ۱۲ د

تو وضو نہ کرے اور اگر ایسا نہو تو اُس سے وضو کر لے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر لڑکے اور گاؤن والے ڈول اور رسی پر ہاتھ لگاتے ہون تو ڈول و رسی پاک ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی جبتک نجاست کا یقین نہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر لڑکے نے اپنا ہاتھ یا پاؤن پانی کے کوزے مین ڈالدیا اگر جانتا ہے کہ ہاتھ اُسکا یقیناً پاک ہے تو اُس سے وضو جائز ہی اور اگر اُسکا پاک یا ناپاک ہونا نہین جانتا تو مستحب یہ ہی کہ اور پانی سے وضو کرے اور باوجود اسکے اگر اُس سے وضو کر لیگا تو جائز ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص اپنے پاؤن دھو کر اُس پانی مین داخل ہوا جو حمام کے صحن مین گرا ہوا ہی اور پھر باہر نکلا پس اگر اُس حمام مین کسی جنب کا نہانا نہین معلوم ہوا تو جائز ہی اگرچہ پھر پاؤن نہ دھوئے اور اگر اُسمین کسی جنب کا نہانا معلوم ہوا تو امام محمدؒ کی روایت کے بموجب پاؤن دھونا لازم نہین اور یہی ظاہر ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر اپنے اعضا رومال سے پونچھے اور رومال خوب بھیگ گیا یا اُسکے اعضا سے کسی کپڑے پر بہت زیادہ پانی ٹپکا تو اُس کپڑے کے ساتھ نماز جائز ہی اسلیے کہ مستعمل پانی امام محمد کے نزدیک پاک ہی اور وہی مختار ہی۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگرچہ نجس ہی لیکن اس موقع پر ضرورت کیوجہ سے اُسکی نجاست کا اعتبار ساقط ہو جائیگا یہ بدائع مین لکھا ہی مستعمل پانی کا پینا مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور جامع الجوامع مین ہی کہ جب تھوڑا پانی نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جائے اگر اُسکے اوصاف یعنے رنگ و بو اور مزہ بدل جائے تو اُسکو کسی طرح کام مین نہ لائے اور مثل پیشاب کے ہوگا اور اگر ایسا نہو تو اس سے جانورون کو پانی پلانا اور مٹی بھگونا جائز ہی مگر وہ مٹی مسجد مین نہ لگائی جائے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ جاری پانی مین پیشاب کرنا مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ بند پانی مین پیشاب کرنا مکروہ ہی اور یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ حوض مین کسی قسم کا شیرہ جمع ہی اُسمین پیشاب پڑ گیا اگر وہ حوض دہ در دہ ہی تو خراب نہین ہوئیگا اور اگر کم ہو دیگا تو خراب ہو جاویگا جیسے بند پانی خراب ہو جاتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی

چوتھا باب تیمم کے بیان مین اور اسمین تین فصلین ہین **پہلی فصل** اُن چیزون کے بیان مین جو تیمم مین ضروری ہین اُنمین سے نیت ہے کیفیت اسکی یہ ہی کہ ایسی عبادت مقصودہ کی نیت کرے جو بغیر طہارت کے صحیح نہین ہوتی طہارت کی نیت کرنا یا نماز کے مباح ہونے کی نیت کرنا قائم مقام نماز کے ارادے کے ہے۔ حدث کے تیمم اور جنابت کے تیمم مین تمیز فرض نہین یہانتک کہ اگر جنب نے بارادہ وضو تیمم کیا تو جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور نصاب مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر جنازہ کی نماز کیلیے یا سجدۂ تلاوت کیلیے تیمم کیا تو جائز ہے

فائدہ چند فروع جو کھالیں مانند سنجاب کے دار الحرب یعنے کافرون کے دیس سے لائی جاتی ہین اگر معلوم ہو کہ پاک چیز سے دباغت کیگئین تو پاک ہین اور نجس چیز سے دباغت کیگئین تو نجس ہین اور اگر شک ہو تو دھونا افضل ہے مردار کا پٹھا اور مردار کے تھنون کا دودھ امام اعظم کے نزدیک پاک ہین محیط السرخسی مذبوح جانور کا پتہ بالاتفاق پاک ہے سوتے آدمی کے منہ کا پانی امام اعظم و محمدؒ کے نزدیک پاک ہی آدمی کا دانت خواہ اپنا ہو یا پرایا یا ہو مذہب یہی پاک ہے اور اسکے کان مین اختلاف ہے بدائع مین ہے کہ نجس ہے اور خانیہ مین ہے کہ [illegible] زباد اور عنبر پاک ہے حرام چیز سے دوا کرنا ظاہر المذہب مین منع ہی کما فی رضاع البحر اور ایک قول مین اجازت ہے بشرطیکہ اسمین شفا معلوم ہو اور دوسری دوا نہ معلوم ہو جیسے پیاس کو خوف ہلاکت مین شراب پینا روا ہے اور اسی پر فتوے ہے ۱۲ ست - د - عـه مانند عنبر کے دریائی جانور سے پیدا ہوتا ہے ۱۲

کہ اُس سے فرض نماز بھی پڑھ سے اسمین کسی کا اختلاف نہین یہ محیط مین لکھا ہی - اگر زبانی قرآن پڑھنے کیلیے یا قرآن مین دیکھکر پڑھنے کیلیے یا زیارت قبور کے لیے یا دفن میت کے لیے یا اذان کے لیے یا اقامت کے لیے یا مسجد مین داخل ہونے کے لیے یا مسجد سے خارج ہونے کے لیے تیمم کیا باین طور کہ مسجد مین باوضو داخل ہوا تھا پھر وضو ٹوٹ گیا یا قرآن چھونے کے لیے تیمم کیا اور اُسی تیمم سے نماز پڑھی تو تمام علمار کے نزدیک جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر سجدہ شکر کے واسطے تیمم کرے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُس تیمم سے فرض نماز نہین پڑھ سکتا اور امام محمد رح کے نزدیک پڑھ سکتا ہی اسلیے کہ سجدہ شکر امام محمد رح کے نزدیک عبادت ہی اُن دونون کے نزدیک نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر سلام کے واسطے یا سلام کا جواب دینے کے واسطے تیمم کرے تو اُس سے نماز کا ادا کرنا جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر تیمم اسواسطے کرے کہ دوسرے کو سکھانا منظور ہی اور نماز کا ارادہ نہین ہی تو تینون امامون کے نزدیک اُس سے نماز جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی ہی ظاہر الروایۃ یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی - کافر نے اگر مسلمان ہونے کیلیے تیمم کیا اور مسلمان ہوا تو اُسکو اُس تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہین نزدیک امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - بیمار کو دوسرا شخص تیمم کراتا ہے تو نیت مریض پر ہے نہ تیمم کرانے والے پر یہ قنیہ مین لکھا ہی اور منجملہ ضروریات تیمم کے دو مرتبہ ہاتھ مارنا ہے ایک سے مُنھ کا مسح ہے اور دوسرے سے دونون ہاتھون کا مسح کہنیون تک یہ ہدایہ مین لکھا ہی - کہنیون کا بھی مسح کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی حلیہ مین ہی کہ اپنے مُنھ کی کھُلی ہوئی کھال پر اور بالون کے اوپر اوپر مسح کرے موافق قول صحیح کے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور یہی ہی فتح القدیر مین - عذار کا مسح بھی شرط ہی یہی منقول ہی ہمارے اصحاب سے اور آدمی اس سے غافل ہین یہ زاہدی مین لکھا ہی ہتھیلی پر بھی مسح کرے یا نہین صحیح یہ ہی کہ نہ مسح کرے اور ہاتھ مارنا کافی ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر ایک ہی ضرب سے مُنھ اور ہاتھون پر مسح کرے تو جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی - اگر ایک ہاتھ سے مُنھ کا مسح کیا اور دوسرے ہاتھ سے ایک ہاتھ کا مسح تو مُنھ اور ہاتھ کا مسح جائز ہوگیا اور دوسرے ہاتھ کے لیے دوسری ضرب لگا دے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر تیمم کا ارادہ کرے اور زمین مین لوٹے اور تمام بدن کو ملے اگر مٹی اُسکے مُنھ اور باہون اور ہتھیلیون پر پہونچ گئی تو جائز ہی اور نہ پہونچی تو جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی جس شخص کے دونون ہاتھ پہونچون سے کٹ گئے ہون وہ اپنی باہون پر مسح کرے اور جسکی باہین بھی کٹ گئی ہون وہ موضع قطع پر مسح کرے اور کہنیون کے اوپر سے ہاتھ کٹا ہو تو مسح واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر دونون ہاتھ شل ہوجاوین تو اپنے ہاتھ زمین پر پھیرے اور مُنھ اپنا دیوار پر لگالے یہی کافی ہی اُسکو اور نماز نہ چھوڑے یہ ذخیرہ کی پانچوین فصل مین تھوڑے قبل فصل تیمم کے لکھا ہے - اور اگر تیمم کے لیے ہاتھ مٹی پر مارے اور مسح کرنے سے

سلہ بعضون نے ضربتین کو شرط کہا ہی اور صحیح یہ ہے کہ رکن ہی اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہی التیمم ضربتان تو ضربتین تیمم کی ماہیت مین داخل ہین ۱۲

سلہ ولیکن ترتیب کہ اول داہنی پر بائین سے مسح کرے پھر بائین پر داہنی سے مسح کرے مسنون یا مستحب ہے ۱۲ ع -

پہلے حدث ہوا تو مسح اس ضرب سے جائز نہیں جسطرح وضو مین بعد غسل بعض اعضا کے حدث ہو جائے یہی کہا ہے سید ابو شجاع نے۔ اور قاضی اسبیجابی نے کہا ہے کہ جائز ہی جیسے کسی نے دونون ہاتھون مین پانی لیا تھا اُسوقت حدث ہوا پھر پانی کا استعمال کیا۔ خلاصہ مین ہے کہ اصح یہ ہی کہ وہ اُس مٹی کا استعمال نہ کرے اسی کو اختیار کیا ہی شمس الائمہ نے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین۔ پورا لینا ہے اعضا کو۔ ظاہر روایت مین دونون عضوون پر پورا پورا مسح کرنا تیمم مین واجب ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور یہی مختار ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے یہان تک کہ اگر کوئی شخص بھوون کے نیچے اور آنکھون کے اوپر مسح نہ کرے تو جائز نہیں یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ تیمم مین انگوٹھی اور کنگن کا نکال لینا ضرور ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے دونون نتھنون کے بیچ مین جو پردہ ہے اُسپر بھی مسح کرے اور اگر انگلیون کے بیچ مین غبار داخل نہین ہوا تو اُنکا خلال کرنا واجب ہے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین پاک مٹی ہے۔ تیمم کرے پاک چیز پر جنس زمین سے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ جو چیزین جلکر راکھ ہو جاوین جیسے لکڑی اور گھانس اور مثل انکے اور جو چیز پگھل کر نرم ہو جاوے جیسے لوہا اور کانسہ اور تانبا اور شیشہ اور سونا اور چاندی اور مثل اُنکے وہ جنس زمین سے نہین ہین اور جو ایسے نہون وہ جنس زمین سے ہین یہ بدائع مین لکھا ہی۔ پس جائز ہی تیمم مٹی پر اور ریتی پر اور ڈھیلے پر جو زمین سے بنا ہو نہ پانی سے اور گچ پر اور چونے پر اور سرمے پر اور ہرتال پر اور گیرو پر اور گندھک[1] پر اور فیروزہ پر اور عقیق اور بلخش پر اور زمرد پر اور زبرجد[2] پر یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور یاقوت اور مرجان پر یہ تبیین مین لکھا ہے اور پختہ اینٹ پر بھی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور یہی ظاہر الروایۃ ہے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور مٹی کے پکے ہوے برتن یعنے سفال پر بھی تیمم جائز ہے لیکن اگر اسپر ایسی چیز کا رنگ ہو جو جنس زمین سے نہین ہی تو جائز نہین یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہی۔ اور پتھر پر تیمم جائز ہے خواہ اُسپر غبار ہو یا نہو مثلاً دُھلا ہوا ہو یا چکنا ہو خواہ پسا ہوا ہو یا بے پسا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور سُرخ مٹی پر اور سیاہ مٹی پر اور سپید مٹی پر تیمم جائز ہے یہ بدائع مین لکھا ہے اور زرد مٹی پر تیمم جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور سبز مٹی پر تیمم جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اور تر زمین پر اور گیلی مٹی پر تیمم جائز ہے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور اس مردار سنگ پر تیمم جائز ہے جو کان سے نکلے نہ اُسپر جو اور کسی چیز سے بنایا جائے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے نمک اگر پانی سے بنا ہو تو بالاتفاق اُسپر تیمم جائز ہی اور اگر نمک پہاڑی ہو تو اسمین دو روایتین ہین اور دونون مین سے ہر ایک کی فقہا نے تصحیح کی ہے لیکن جواز پر فتوے ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ زمین جل جاوے اور اُسکی مٹی پر تیمم کرے تو اصح یہ ہے کہ جائز ہی یہ ظہیریہ مین

---

[1] تاکہ مسح بھرپور ہو جاوے امام محمدؒ سے روایت ہے کہ انگلیون مین خلال کیلیے تیسری ضرب کی ضرورت ہے لیکن یہ خلاف نص ہی اور تخلیل کا مقصود کچھ اسپر موقوف نہین ہی الفتح ۱۲ [2] اصل یہ کہ جنس زمین سے پاک چیز ہو التبیین ۱۲ [3] ولیکن فتح القدیر کے نسخہ موجودہ مین ہی کہ مرجان و یاقوت و زمرد و زبرجد و موتی سے تیمم نہین رداہ الفتح۔ یہی مرجان کے حق مین صاحب تنویر نے اختیار کیا کہ وہ پانی سے بنتا ہی اور یہی شارح نے درمختار مین لیا ولیکن محیط و غایۃ البیان و توضیح و غایۃ و معراج الدرایہ و تبیین و بحر مین جواز لکھا ہی اور یہی اظہر ہے لیکن عدم جواز احتیاط ہے واللہ اعلم ۱۲ عین الہدایہ [4] اور کرخی نے شرط کی کہ وہ کوفتہ ہو ۱۲ ع۔

لکھا ہی - اگر پسے ہوئے موتیون پر یا بے پسے پر تیمم کرے تو جائز نہین اگر سونے یا چاندی پر تیمم کرے اگر پگھلے ہوئے ہین تو جائز نہین اگر پگھلے ہوئے نہین ہین اور مٹی مین ملے ہوئے ہین اور غلبہ مٹی کا ہو تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور راکھ اور عنبر اور کافور اور مشک پر تیمم جائز نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہے - جمے ہوئے پانی سے تیمم جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اگر مٹی پر قدرت ہو تب بھی غبار پر تیمم جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے اور غبار سے تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کپڑے پر یا نمدے پر یا تکیہ پر یا مثل اُسکے اور طاہر چیزون پر جنپر غبار ہے دونون ہاتھ مارے پس جب غبار اُسکے دونون ہاتھون پر پڑے تو تیمم کرے یا اپنا کپڑا جھاڑے اور جب اُس سے غبار اُٹھے تو اپنے ہاتھ غبار کی طرف ہوا مین اُٹھائے اور جب غبار اُسکے ہاتھون پر پڑے تو تیمم کرے یہ محیط مین لکھا ہے - اگر غبار منھ پر اور ہاتھون پر پڑ گیا اور اُس نے تیمم کی نیت کرکے اُنپر مسح کر لیا تو جائز ہے اور اگر مسح نہین کیا تو جائز نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہے - اگر دونون ہاتھ اپنے گیہوؤن پر یا جو پر یا اسی طرح کے اور دانون پر رکھے اور اُسکے ہاتھون کو غبار لگ گیا اور اُسکا اثر ظاہر ہوا تو اُس سے تیمم جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر نہین ظاہر ہوا تو نہین جائز ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر مٹی مین کوئی ایسی چیز ملجاوے جو زمین کی جنس سے نہین ہے تو غالب چیز کا اعتبار ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اگر مسافر کیچڑ یا دلدل مین ہو اور وہان خشک مٹی نہ ملے اور اُسکے کپڑے پر یا زمین پر غبار بھی نہین تو اپنے کپڑے پر یا بعضے جسم پر کیچڑ لگاوے اور جب وہ خشک ہو جاوے تو اُس سے تیمم کر لے لیکن جب تک وقت کے جاتے رہنے کا خوف نہو تب تک تیمم نہ کرے اسلیے کہ اُسمین بلا ضرورت مُنھ پر مٹی بھر گئی اور وہ صورت مثلہ[1] کی ہے اور اگر اُسی کیچڑ سے تیمم کرے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے اسلیے کہ مٹی منجملہ اجزا ے زمین کے ہے اور جو اُسمین پانی ہے وہ ہلاک ہونیوالا ہے یہ بدائع مین لکھا ہے - اور اگر مٹی پر پانی غالب ہو تو اُس سے تیمم جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - نجس کپڑے کے غبار سے تیمم جائز نہین لیکن اگر غبار کپڑے کے خشک ہو جانے کے بعد پڑا ہو تو جائز ہے یہ نہایہ مین لکھا ہے - زمین پر جب نجاست لگ جائے پھر وہ خشک ہو جائے اور اُسکا اثر جاتا رہے تو اُسپر تیمم جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے - اور منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین تین اُنگلیون سے مسح کرنا ہے - تین اُنگلیون سے کم سے مسح کرنا جائز نہین جیسے سر اور موزون کا مسح یہ تبیین مین لکھا ہی - اور منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین یہ ہی کہ پانی پر قادر نہو - جو شخص پانی سے ایک میل دور ہو اُسکو تیمم جائز ہی مقدار مین یہی مختار ہے خواہ شہر کے باہر ہو خواہ شہر کے اندر اور یہی صحیح ہے اور برابر ہے کہ مسافر ہو یا مقیم یہ تبیین مین لکھا ہی - شہر کے اندر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم جائز نہین اور اسیطرح اُن قریون مین جسکے رہنے والے اُنسے جدا نہین ہوتے یا اکثر لوگ دن مین جدا نہین ہوتے اور سلیے سے اُسکا جواز منقول ہے اور صحیح یہ ہے کہ

---

[1] مثلہ ہیئت بدلنے کو کہتے ہین خواہ عضو کاٹنے سے ہو یا مُنھ کالا کرنے یا اور کسیطرح کے تغیر سے مثلہ کا اشارہ ہدایہ وغیرہ مین دلالت کرتا ہے کہ خاک جھاڑنا واجب ہے کیونکہ مثلہ حرام ہے الہدایہ ولیکن یہ وہم ہے بلکہ سنت ہے ۱۲

جائز نہین اور یہ خلاف اس حالت مین ہی کہ اول پانی کی جستجو کرے اور ڈھونڈھنے سے پہلے بالاجماع تیمم جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور ٹھیک قول یہ ہے کہ میل تہائی فرسخ کی ہو چار ہزار گز طول مین ہر گز چوبیس انگشت کا اور ہر انگشت کی چوڑائی چھ جو ہوتی ہے اسطرح کہ ہر جو کا پیٹ دوسرے جو کی پیٹھ سے ملا ہو یہ تبیین مین لکھا ہے اور مسافت کا اعتبار ہے نہ وقت کے خوف کا یہ ہدایہ مین لکھا ہے - درندے کے خوف یا دشمن کے خوف مین بھی تیمم جائز ہی خواہ خوف اپنی جان کا ہو یا مال کا یہ عتابیہ مین لکھا ہے - یا سانپ یا آگ کا خوف ہو یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر پانی کے پاس چور ہو یا کوئی موذی ہو تو تیمم کرلے یہ قنیہ مین لکھا ہے - اور ملتقط مین ہے کہ اگر ودیعت کے ضائع ہونے کا خوف ہو یا قرضدار کے تقاضے کا خوف ہو جسکا قرض نہین دے سکتا تو تیمم جائز ہے یہ زاہدی اور کفایہ مین لکھا ہے - اگر عورت کو اپنا خوف ہو اس سبب سے کہ پانی فاسق کے پاس ہے تو بھی تیمم جائز ہے یہ بحرالرائق مین لکھا ہے - اسیطرح اگر اپنی پیاس کا یا اپنے ساتھی رفیق کی یا اہل قافلہ مین سے کسی اور شخص کی یا اپنے سواری کے جانور کی یا اپنے ایسے کتون کی جو چوپایون کی حفاظت کے لیے یا شکار کیلیے ہین پیاس کا خوف ہو فی الحال یا آیندہ اور اسی طرح اگر آٹا گوندھنے کی ضرورت ہو تو جائز ہی شوربا پکانیکی ضرورت کے لیے جائز نہین - جنب کو اگر یہ خوف ہو کہ نہانے مین سردی سے مرجائیگا یا بیمار ہوجائیگا تو تیمم جائز ہی یہ حکم بالاجماع اس صورت مین ہے جب شہر سے باہر ہو اور اگر شہر کے اندر ہو تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہی حکم ہے امام ابویوسف اور امام محمد کا خلاف ہے اور یہ خلاف اُس صورت مین ہی جب اُسکے پاس اتنے دام نہون کہ حمام مین نہا سکے اور جو یہ ہو سکے تو تیمم بالاجماع جائز نہین اور نیز خلاف اُس صورت مین ہی جب پانی گرم نہین کرسکتا اور جو گرم کرسکتا ہے تب بھی تیمم جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - جب محدث کو یہ خوف ہو کہ اگر وضو کریگا تو سردی سے مرجاویگا یا بیمار ہوجاویگا تو تیمم کرے یہ کافی مین لکھا ہی - اور اسی کو اسرار مین اختیار کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ بالاجماع اسکو تیمم جائز نہین یہ نہرالفائق مین لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اسکو تیمم جائز نہین یہ خلاصہ اور فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اگر مریض کو پانی ملے لیکن یہ خوف ہے کہ پانی کے استعمال سے مرض بڑھ جائیگا یا صحت مین دیر ہوجائیگی تو تیمم کرے اور اسمین فرق نہین کہ حرکت سے مرض بڑھ جاوے جیسے بیماری رشتہ کی یا دست آتے ہون یا پانی کے استعمال سے مرض زیادہ ہوجاوے مثلاً چیچک نکلی ہو یا اسیطرح کی اور بیماری ہو یا کوئی وضو کرانے والا نہ ملے اور خود وضو نہ کرسکے لیکن اگر کوئی خادم ملے یا مزدور مقرر کرنے کی اجرت ہو یا اُس کے پاس کوئی ایسا شخص ہو کہ اگر اُس سے مدد لیگا تو وہ مدد کریگا تو ظاہر مذہب کے بموجب تیمم نہ کرے اسلیے کہ وہ پانی پر قادر ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور یہ خوف اسطرح معلوم ہوتا ہی کہ یا تو اُسکو علامت سے یا تجربہ سے گمان غالب ہو

سلہ خلاصہ اور خانیہ مین ہے کہ اگر اسیر مسلم کو کافر نے وضو اور نماز سے منع کیا تو تیمم کرے اور اشارے سے نماز پڑھے پھر نماز کا اعادہ کرے جب چھوٹے اور اسیطرح جبکہ کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ جب تو وضو کریگا تو تجھکو قید کرونگا یا قتل کرونگا تو تیمم سے نماز پڑھے پھر اعادہ کرے محبوس کے مانند ہوا اسلیے کہ تیمم کی طہارت منع دیوے عادۃً مین ظاہر نہین کذا فی الطحطاوی ۱۲ - سلہ جس پانی کی دفع تعطش کے واسطے حاجت ہے وہ بمنزلہ معدوم کے ہے خواہ اپنی پیاس ہو یا اپنے جانور کی یا اہل قافلہ کی آشنا ہو یا اجنبی تو ان صورتون مین باوجود پانی کے تیمم جائز ہے ۱۲ ع

یا کوئی طبیب کامل مسلمان جسکا فسق ظاہر نہو خبر دیوے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہے اگر چیچک نکلی ہو یا زخم ہون تو اکثر کا اعتبار کیا جائیگا محدث ہو یا جنب ہو جنابت مین اکثر بدن کا اعتبار کرینگے اور حدث مین اکثر اعضاء وضو کا اعتبار کرینگے اگر بدن اکثر صحیح ہوا ور تھوڑے مین زخم ہو تو صحیح کو دھووے اور زخمی پر اگر ہو سکے مسح کرے اور اگر اسپر مسح نہو سکے تو اُن لکڑیون پر مسح کرے جو ٹوٹی ہڈی پر باندھتے ہین یا پٹی کے اوپر اور غسل اور تیمم کو جمع نہ کرے اگر آدھا بدن صحیح ہو اور آدھا زخمی ہو تو مشائخ کا اسمین اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ تیمم کرے اور پانی کا استعمال نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی محیط مین لکھا ہے اور جمیع العلوم مین ہے کلۃ البق[۵۱] اور بارش اور سخت گرمی مین تیمم جائز ہے یہ زاہدی اور کفایہ مین لکھا ہے مسافر جب کنوین پر پہونچے اور اُسکے پاس ڈول نہو تو تیمم کرے اور اگر ڈول ہو اور رسی نہو تو بھی تیمم کرے فقہانے کہا ہے کہ یہ حکم جب ہے کہ اُسکے پاس کوئی کپڑا کنوین مین ڈالنے کے لائق نہو اور اگر ہو تو تیمم نہ کرے[۵۲] اور اگر اُسکے رفیق کے پاس ڈول اُسکی ملک ہو اور اُسکے رفیق نے کہا کہ تو ٹھہر یہانتک کہ مین پانی بھر لون پھر تجھکو دونگا تو مستحب یہ ہے کہ انتظار کرے اور اگر تیمم کر لیا اور انتظار نہ کیا تو جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر نہر کے اوپر پانی بستہ ہو گیا ہو اور اُسکے نیچے پانی ہے اور اُسکے کاٹنے کا آلہ بھی موجود ہے تو تیمم نہ کرے اور بعض کا قول ہے کہ اس صورت مین تیمم کرے اور فقط بستہ پانی یا برف ہو اور اُسکے پاس آلہ اُسکے پگھلانے کا ہو تو تیمم نہ کرے اور ظاہر وہی پہلا حکم ہے دونون صورتون مین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے کوئی شخص دار الحرب مین قید ہو اگر کفار اُسکو وضو اور نماز سے منع کرین تو تیمم کرے اور اشارون سے نماز پڑھ لے پھر جب نکلے تو اُسکا اعادہ کرے اور یہی حکم ہے اُس شخص کا جس سے کوئی یون کہدے کہ اگر تو وضو کریگا تو مین تجھکو قید کرونگا یا قتل کرونگا تو وہ بھی تیمم کر کے نماز پڑھے پھر اعادہ کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے جو شخص قیدخانہ مین قید ہو وہ تیمم سے نماز پڑھے اور پھر اُس نماز کا وضو کر کے اعادہ کرے اسلیے کہ عجز آدمیون کے فعل سے واقع ہوا اور آدمیون کے فعل سے اللہ کا حق ساقط نہین ہوتا اور اگر سفر مین قید ہوا تو تیمم کر کے نماز پڑھے اور پھر اسکا اعادہ نہ کرے اسلیے کہ عجز حقیقی کے ساتھ عذر سفر کا بھی ملگیا اور اکثر سفر مین پانی کا نہ ملنا ہوتا ہے پس ہر طرح سے عدم متحقق ہوا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اصل یہ ہے کہ جب پانی کو اسطرح استعمال کر سکے کہ اُسکی جان یا مال[۵۳] کو کچھ نقصان نہ پہونچے تو پانی کا استعمال واجب ہے اور اگر معمولی قیمت سے

---

۵۱ کلۃ البق مچھڑون سے بچاؤ کے لیے ہر طرف ایک باریک کپڑا روک کر ایک گھر سا بنا لیتے ہین ۱۲ م ۵۲ یعنے جب کنوین مین پانی ہو اور رسی اور ڈول نہو تو عاجزہی ثابت ہوئی کنوین کا وجود اور عدم برابر ہے اور اگر ڈول ناپاک ہو تو بھی اسکا وجود اور عدم برابر ہے تیمم جائز ہے ۱۲

۵۳ اور اگر مثلاً کچے رنگ کی پگڑی ہے کہ پانی مین ڈالنے سے بدرنگ ہو کر کم قیمت ہو جاتی ہے یا دوپٹہ وغیرہ ہے کہ لفف لفت پھاڑنے سے پانی تک پہونچتا ہے تو اگر پگڑی یا دوپٹہ کا نقصان اسقدر ہے جسقدر سے پانی خرید ہو سکتا تو تیمم جائز نہین پانی نکالکر طہارت کرے اور اگر پانی کی قیمت سے زیادہ تر نقصان لازم آتا ہے تو تیمم جائز ہے طحطاوی نے کہا کہ یہ مسئلہ ہمارے مذہب مین منصوص نہین بلکہ شافعی مذہب مین مذکور ہے توضیح مین کہا ہے کہ یہ سب ہمارے مذہب کے قواعد کے موافق ہے ۱۲ عین الہدایہ۔

زیادتی ہو تو وہ بھی نقصان ہی تو اُسپر وضو لازم نہین اور معمولی قیمت کی صورت مین وضو لازم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی
اور منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین پانی کا طلب کرنا ہی جب مسافر کو یہ گمان ہو کہ پانی قریب ملیگا اُسکو ایک غلوہ
تک پانی طلب کرنا واجب ہی اور اگر گمان غالب نہوا اور کوئی خبر نہ دے تو طلب کرنا واجب نہین یہ کافی مین لکھا ہے
اگر پانی ملنے کا شک ہو تو طلب کرنا مستحب اور شک نہو تو بے طلب تیمم کر لینے مین تارک افضل نہوگا یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہے اور غلوہ چار سو گز کا ہوتا ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر کسی اور کو طلب کرنے کیلیے بھیجدے تو خود طلب
کرنیکی کوئی حاجت نہین اور اگر بغیر طلب کیے ہوے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر اُسکے بعد طلب کیا اور پانی نہ ملا تو
امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اعادہ واجب ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واجب نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
اگر پانی قریب ہو اور اُسے خبر نہوا اور اُسکے قریب کوئی ایسا شخص بھی نہو جس سے پوچھے تو تیمم جائز ہی اور اگر اُسکے
سامنے کوئی ایسا شخص تھا جس سے پوچھ سکتا ہی اور نہ پوچھا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر اُس سے پوچھا تو اُسنے قریب پانی
بتایا تو وہ نماز جائز نہوئی جیسے کوئی شخص آبادی مین اُترے اور پانی طلب نہ کرے تو اُسکا تیمم جائز نہوگا اور اگر اول اُس سے
پوچھا اور اُسنے نہ بتایا پھر اُسنے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی پھر اُسکے بعد قریب پانی بتایا تو نماز جائز ہوگئی اسلیے کہ جو کچھ اُسپر واجب
تھا وہ اُسنے کر لیا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر اُسکے رفیق کے پاس پانی ہی اور اُسکو یہ گمان ہی کہ اگر مانگیگا تو وہ دیدیگا تو تیمم جائز
نہوگا اور اگر وہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ نہ دیگا تو تیمم جائز ہی اگر اُس دینے مین شک ہوا اور تیمم کر کے نماز پڑھے پھر مانگے اور وہ دیدے
تو نماز کو لوٹاوے یہ کافی مین لکھا ہے اور یہی لکھا ہی شرح زیادات مین جو عتابی کی تصنیف ہے اور اگر نماز شروع
کرنے سے پہلے انکار کر دے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیدے تو اعادہ نہ کرے اور اگر یہ کہے کہ بغیر معمولی
قیمت کے نہ دونگا اور اُسکے پاس اُسکی قیمت نہو تو تیمم کرے اور اگر ہو تو تیمم نہ کرے اور اگر اُسکے لینے مین بہت
نقصان ہوا اور وہ یہ ہی کہ دوچند قیمت معمولی سے بیچتا ہو اور اُس سے کم نہ بیچتا ہو تو تیمم کر لے یہ کافی مین لکھا ہی
اور جس جگہ پانی کمیاب ہو گیا ہے وہان سے جو قریب تر موضع ہو وہان کی قیمت سے پانی کی قیمت کا حساب کیا
جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی جو شخص تیمم کر کے نماز پڑھتا ہے اُسنے اپنے رفیق کے پاس پانی دیکھا اب
اگر غالب رائے اُسکی یہ ہو کہ وہ اُسکو پانی دیدیگا تو اپنی نماز کو قطع کر دے اور اگر اسمین شک ہو تو اسیطرح نماز پڑھتا رہے
جب نماز تمام کر چکے تو اُس سے مانگے اگر وہ دیدے تو وضو کر کے نماز لوٹاوے اور اگر انکار کرے تو نماز پوری ہو گئی
پھر اگر انکار کرنے کے بعد دیدے تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ نہ لوٹیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی

دوسری فصل
اُن چیزون کے بیان مین جو تیمم کو توڑتی ہین

جو شے وضو کو توڑتی ہی وہ تیمم کو بھی توڑتی ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی

---

۵۱ اور طلبی جو سے تین سو گز ذکر کیے اور بدائع مین کہا کہ اصح یہ کہ اتنی دور تک طلب کرے کہ اُسکو خود ضرر نہو اور ساتھیون کو انتظار کی مشقت نہو اور پھر طلب کا کام خود
کرنا لازم نہین بلکہ اگر کسی کو بھیجا جو اُسکے واسطے تلاش کرے تو اُسکو کافی ہی سراج وہاج ۵۲ محصل کلام اس مقام پر چند فوائد ہین اول یہ کہ فتوے امر ظاہر پر
ہے کہ رفیق سے پانی مانگنا جبکہ اُسکے پاس زائد ہو ظاہر الروایۃ یا ظاہر مذہب پر واجب ہے جبکہ دینے کا گمان ہو دوم اگر گمان ہو کہ نہ دیگا تو مانگنا واجب نہین
سوم اگر ذلت ظاہر ہو تو بھی واجب نہونا اصح ہی چہارم سوائے پانی کے اور چیزون مین وجوب نہین ہے یہ قول لامام اور اسی پر فتوے
دیا جاسے واللہ تعالے اعلم ۱۲

اور اگر پورے پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو جاوے جو اُسکی حاجت سے زیادہ ہو تب بھی تیمم ٹوٹتا ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر کسی جنب نے غسل کیا اور کچھ ٹکڑا خشک رہگیا اور پانی ختم ہو چکا تو جنابت اُسکی باقی رہگئی ہی اُسکے واسطے تیمم کر لے پھر اگر حدث ہو تو حدث کے واسطے تیمم کرے پھر اگر اسقدر پانی ملے کہ دونون کو کافی ہی تو دونون مین صرف کرے اور اگر اُن دونون مین خاص ایک کے واسطے کافی ہی تو اُسی مین صرف کرے اور دوسرے کا تیمم باقی رہیگا اور اگر ایسا ہے کہ دونون پورے نہین ہو سکتے مگر اُن دونون مین سے ایک جونسا چاہے وہ ہو سکتا ہے یعنے چاہے وضو کر لے چاہے وہ ٹکڑا جو خشک رہگیا ہی اُسکو دھولے اور امام محمدؒ کے نزدیک حدث کا تیمم دوبارہ کرے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تیمم کا اعادہ نہ کرے اور اگر اُس سے وضو کر لیا تو جائز ہی اور بالاتفاق یہ حکم ہی کہ جنابت کے واسطے دوبارہ تیمم کرے اور اگر اُس پانی کے ملنے سے پہلے حدث کے واسطے تیمم نہین کیا تھا اور اُس ٹکڑے کے دھونے سے پہلے حدث کا تیمم کیا تو امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے اور اول اصح ہے اور جو وہ پانی اُن دونون مین سے کسی کے لیے پورا نہین تو دونون کا تیمم باقی رہیگا جنب کے بدن پر خشک ٹکڑا باقی رہگیا تھا اور اُسکو تیمم سے پہلے حدث ہوا تو دونون کی نیت کر کے ایک تیمم کرے پھر اگر دونون کے واسطے تیمم کرنے کے بعد اسقدر پانی ملا جو ایک کے لیے کافی ہی خواہ کوئی سا ہو تو بدن کے ٹکڑے کو دھولے اور امام محمدؒ کے نزدیک حدث کے لیے دوبارہ تیمم کرے یہ کافی مین لکھا ہے اور اگر وہ پانی اُن دونون مین سے خاص ایک کیلیے کافی ہے اور دوسرے کے واسطے کافی نہین ہو سکتا تو اُسی کو دھولے اور دوسرے کے حق مین تیمم باقی رہیگا یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی اگر غسل مین اُسکی پیٹھ پر کوئی ٹکڑا خشک رہگیا اور وضو کرنے مین بعض اعضا کا دھونا رہگیا اور پانی اُن دونو مین سے ایک کے لائق ہی تو اُن دونون مین سے جسمین چاہے اُس پانی کو صرف کرے لیکن اعضاے وضو مین صرف کرنا بہتر ہے یہ شرح زیادات مین لکھا ہی جو عتابی کی تصنیف ہے مسافر بے وضو ہی اور کپڑے بھی اُسکے نجس ہین اور اُسکے پاس پانی اسقدر ہی کہ ان دونون مین سے ایک کیلیے کافی ہی تو اُس سے نجاست دھوڈالے اور حدث کے لیے تیمم کرے اور اگر پہلے تیمم کرے پھر نجاست دھوئے تو تیمم دوبارہ کرے اسلیے اُسنے جب تیمم کیا تھا تب وہ ایسے پانی پر قادر تھا جس سے وضو کر سکتا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر پانی سے وضو کیا اور نجس کپڑون سے نماز پڑھی تو نماز ہو جاویگی مگر وہ اس کام مین گنہگار ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے جس مرض کی وجہ سے تیمم جائز ہوا تھا جب وہ مرض دور ہو جاتا ہی تو تیمم ٹوٹ جاتا ہی مسافر نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا ہی اسی حالت مین اُسکو ایسا مرض ہو گیا جس سے تیمم مباح ہوتا ہی پس اگر مقیم ہو گیا تو اس تیمم سے نماز جائز نہو گی اسلیے کہ رخصت تیمم کے سبب جدا جدا ہونیکے سبب سے ایک رخصت شمول دوسری رخصت مین نہین ہو سکتا اور پہلی رخصت اب بالکل نیست ہو گئی یہ فصول عمادیہ کی کتاب الطہارت کی مریضون کے احکام مین لکھا ہی اگر پانی پر سوتا ہوا گذرا تو اصح یہ ہی کہ کل کے نزدیک تیمم نہین ٹوٹیگا یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر پانی پر گذرا مگر وہان کسی درندے کے خوف سے یا دشمن کے خوف سے اُتر نہین سکتا تو تیمم نہین ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اسیطرح اگر کنوئین پر

پہونچا اور اُسکے ساتھ ڈول رسی نہین یا پانی ملا مگر اُسکو پیاس کا خوف ہی تو تیمم نہ ٹوٹیگا اور اصل اسمین یہ ہے کہ جس چیز کے
موجود ہونے سے تیمم منع ہوجاتا ہی اُس چیز کے موجود ہوجانے سے تیمم ٹوٹ جاتاہے اور جو چیز ایسی نہین اُس سے
تیمم نہین ٹوٹتا یہ بدائع مین لکھاہے اگر پانی پر گذرا اور وہ تیمم کیے ہوے تھا لیکن وہ اپنے تیمم کو بھول گیا تو اُسکا تیمم
ٹوٹ جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھاہے بہت سے آدمی تیمم والے تھے کسی شخص نے یہ کہا کہ اس پانی سے تم مین سے
جو چاہے وہ وضو کرلے اور وہ صرف ایک کے واسطے کافی ہی تو اُن سب کا تیمم باطل ہوجائیگا اور اگر یہ کہا کہ یہ پانی
تم سب کے لیے ہے اور اُسپر اُنھون نے قبضہ کرلیا تو تیمم نہین ٹوٹیگا یہ کافی مین لکھاہے اور اگر وہ سب ایک کو اجازت
اُس پانی کی دیدین تو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اُسکا تیمم ٹوٹ جائیگا لیکن یہ قیاس قول ابو حنیفہؒ کے
نہین ٹوٹیگا اور صحیح یہ ہے کہ سب کے نزدیک تیمم ٹوٹ جائیگا یہ سراج الوہاج مین لکھاہے اگر مسافر کو جنگل مین مٹکے
وغیرہ مین پانی رکھاملے تو اُسکا تیمم نہین ٹوٹیگا اور اُس کو اُس پانی سے وضو کرنا بھی جائز نہین لیکن اگر پانی بہت ہو
جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ پینے کے لیے بھی ہے اور وضو کے لیے بھی تو جائز ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھاہی
کسی شخص نے سفر مین تیمم کیا اور پانی اسقدر ملا کہ اگر ایکبار اُن اعضا کو دھوے جنکا دھونا فرض ہی تو کافی ہے اور اگر
بطور سنت کے دھوویگا تو کافی نہین اُسکا تیمم ٹوٹ جائیگا یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھاہی اگر کوئی شخص تیمم کے بعد مرتد ہوگیا
تو تیمم نہین ٹوٹتا ہے کہ اگر پھر مسلمان ہوگیا اور اسی تیمم سے نماز پڑھی تو ہمارے نزدیک جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان
مین لکھاہی **تیسری فصل تیمم کے متفرق مسائل کے بیان مین** تیمم مین سات سنتین ہین ہاتھون کو مٹی پر
رکھکر آگے کو لانا اور پیچھے کو لے جانا اور اُنکو جھاڑنا اور انگلیون کو کھولنا اور اُسکے اول مین بسم اللہ پڑھنا
اور ترتیب کا لحاظ کرنا اور درمیان مین توقف نہ کرنا یہ بحر الرائق اور نہر الفائق مین لکھاہی اور طریقہ تیمم کا یہ ہے کہ
دونون ہاتھ اپنے زمین پر مارکر آگے کو لاوے پھر پیچھے لیجاوے پھر اُنکو اُٹھاکر جھاڑے یہ تبیین مین لکھاہے اسقدر جھاڑے
کہ مٹی بھر جاوے یہ ہدایہ مین لکھاہے اور پھر اس سے اپنے مُنھ کا مسح کرے اسطرح کہ کچھ باقی نہ رہے پھر اسیطرح اپنے
ہاتھ زمین پر ملے اور دونون ہاتھون پر کہنیون تک مسح کرے یہ تبیین مین لکھاہی ہمارے مشائخ نے کہاہی کہ بائین ہاتھ کی
چار انگلیون کے سرون سے داہنے ہاتھ کے اوپر کی جانب کہنیون تک مسح کرے پھر بائین ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے
ہاتھ کے نیچے کیطرف پہونچے تک مسح کرے اور بائین انگوٹھے کے اندر کی جانب کو داہنے انگوٹھے کے اوپر کی
جانب پر پھیرے پھر بائین ہاتھ کا مسح اسیطرح کرے اسمین احتیاط زیادہ ہی یہ محیط سرخسی اور بدائع مین لکھاہے

سلہ حاجی آب زمزم واسطے ہدیہ کے لاتاہے اور قمقمہ کا منھ رانگ وغیرہ سے بند کرتاہی جبتک پیاس وغیرہ سے خوف نہو اسکو تیمم روا نہین ہی اسخلاصۃ
تجنیس مین کہاکہ اسمین یہ ہی کہ غیر کو ہبہ کر اس سے اپنے پاس ودیعت رکھوے قاضیخان نے کہاکہ یہ حیلہ صحیح نہین کیونکہ ہبہ سے رجوع ممکن ہے پھر
پھر کیونکر روا ہوگا مین کہتا ہون کہ جواب یہ ہوسکتاہے کہ ہبہ سے رجوع کرنا مکروہ ہے تو اس لحاظ سے پانی اُسکے حق مین معدوم ہی اگرچہ
حقیقتاً پانی ملجاوے ۱۲ ع سلہ کیونکہ نیت کے وقت اسلام تھا تو تیمم صحیح ہونے سے اُسکو طہارت کی صفت حاصل ہوگئی پھر مرتد ہونے سے
اس صفت مین نقصان نہین کیونکہ اب نیت کی ضرورت نہین ہی اور امام زفرؒ نے کہاکہ اس مرتد کا تیمم باطل ہوجائیگا کیونکہ کفر منافی تیمم ہے تو اسمین ابتدا
منافی ہی ویسے انتہا بھی منافی ہی جیسے نکاح مین محرمیت ہے ۱۲ ف

اگر وقت کے داخل ہونے سے پہلے تیمم کرے تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور ایک تیمم سے جسقدر چاہے فرض اور نفل پڑھے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی جس شخص کو گمان غالب ہو کہ آخر وقت مین پانی ملجاویگا اور پانی کی جگہ تک اس شخص سے ایک میل کا فاصلہ ہو تو آخر وقت تک تاخیر کرنا مستحب ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے بعضون نے کہا ہے کہ آخر وقت جواز تک تاخیر کرے اور دوسرے نے کہا ہے کہ آخر وقت استحباب تک اور وہی صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر پانی کے ملنے کی امید نہو تو تاخیر نہ کرے اور وقت مستحب مین تیمم کرکے نماز پڑھ لے یہ بدائع مین لکھا ہی اور یہی شرح طحاوی اور کافی مین ہی کہ سفر مین ایک جنب ہی اور ایک حیض والی عورت ہے جو حیض سے پاک ہو چکی اور وہان ایک میت بھی ہے اور پانی صرف اسقدر ہی کہ ایک کے لیے کافی ہو پس اگر وہ پانی انمین سے کسیکی ملک ہے تو اسی پر اس پانی کا صرف اولی ہی اور اگر وہ پانی اُن سب کی ملک ہے تو کسی پر صرف نہ کیا جاوے اور سب کے لیے تیمم مباح ہی اور اگر وہ پانی مباح ہی تو جنب اُسکے صرف مین اولے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر حیض والی عورت کے بدلے کوئی بے وضو ہو تو وہ پانی جنب پر صرف کیا جائیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر باپ بیٹے کے درمیان پانی ہو تو باپ اُسکے صرف کے واسطے اولی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر جنب کے ساتھ صرف اسقدر پانی ہے کہ وضو کے لیے کافی ہے تو تیمم کرے اور وضو واجب نہین مگر آنکہ جنابت کے ساتھ ایسا حدث ہو جو موجب وضو ہے اگر محدث کے ساتھ صرف اسقدر پانی ہی کہ پورا وضو نہین ہو سکتا صرف بعض اعضا کے غسل کو کافی ہے تو وہ تیمم کرے بعض اعضا کو نہ دھووے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی تیمم کر لیا اور اُسکے سامان مین پانی تھا جو اُسکو معلوم نہ تھا یا اُسکو بھول گیا تھا اور نماز پڑھ لی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہی امام ابو یوسفؒ کا اسمین خلاف ہی یہ محیط مین لکھا ہی خلاف اس صورت مین ہی کہ وہ پانی اُسنے خود رکھا ہو یا کسی غیر نے اُسکے حکم سے رکھا ہو یا بغیر حکم رکھا ہو مگر اُسکو معلوم ہوا اور اگر اسکو معلوم نہین تو بالاتفاق نماز کا اعادہ نہ کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور وقت مین یاد آنا اور وقت کے بعد یاد آنا برابر ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر اپنا خیمہ ایسے کنوین پر قائم کیا کہ جسکا منھ ڈھنکا گیا ہی حالانکہ اسمین پانی ہی مگر اسکو نہین معلوم ہوا اگر نہر کے کنارے پر تھا اور وہ واقف نہ تھا اور تیمم کرکے نماز پڑھ لی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہی اور امام ابو یوسفؒ کا اسمین خلاف ہی یہ محیط مین لکھا ہی جب شک ہو یا گمان غالب ہو کہ پانی ہو چکا اور نماز پڑھ لی اور پھر پانی پایا تو بالاجماع اس نماز کو لوٹاویگا۔ اگر اسکی پیٹھ پر پانی ہے یا اُسکی گردن مین لٹکا ہی یا اُسکے سامنے ہی اور اُسکو بھولکر تیمم کر لیا تو بالاجماع جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر پالان مین پانی لٹکا تھا اگر اسپر سوار تھا اور پانی سامان کے پیچھے تھا اور اُسکو بھولکر تیمم کر لیا تو جائز ہوگا اور اگر پانی پالان کے سامنے تھا تو جائز نہین اور اگر ہانکنے والا ہو پس اگر پانی سامان کے پیچھے تھا تو جائز نہین اور اگر سامنے تھا تو جائز ہی اور اگر آگے سے کھینچتا تھا تو ہر صورت مین جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر مریض وضو اور تیمم پر قادر نہو اور اُسکے پاس کوئی وضو کرانے والا اور تیمم کرانے والا نہو تو امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نماز نہ پڑھے شیخ امام محمد بن الفضل نے کہا ہی کہ مین نے کرخی کی جامع صغیر مین دیکھا ہی کہ جس شخص کے دونون ہاتھ اور

دونون پانؤن کٹے ہون جب اُسکے مُنھ پر زخم ہو تو بغیر طہارت کے نماز پڑھ لے اور تیمم نہ کرے اور پھر اُس نماز کا اعادہ نہ کرے یہی اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی قیدی کو نہ پانی ملا اور نہ ستھری مٹی ملی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک نماز نہ پڑھے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی یہ جب ہے کہ زمین کو یا دیوار کو کسی شے سے کھود نہین سکتا اور اگر کھود سکتا ہی تو مٹی نکالے اور تیمم کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی ایضاح مین ہی کہ کسی شخص کا یہ حال ہی کہ اگر وضو کرتا ہے تو پیشاب جاری ہوگا یعنے سلس البول ہوگا اور جو وضو نہ کرے تو ایسا نہو گا تو اُسکے واسطے تیمم جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی کوئی شخص جنگل مین ہی اور اُسکے ساتھ زمزم کا پانی قمقمہ مین بند ہے اور اُسکا منھ رانگ سے ٹانکا گیا ہے تو تیمم جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر جنازہ حاضر ہو اور ولی اسکے سوا کوئی دوسرا ہو اور خوف ہے کہ اگر وضو کریگا تو نماز فوت ہو جاویگی تو تیمم جائز ہے اور ولی کے واسطے جائز نہین یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور ولی جسکو وضو کی اجازت دے اُسکو بھی تیمم جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی جو شخص ولی پر مقدم ہے اگر وہ حاضر ہو تو ولی کو بھی بالاتفاق تیمم جائز ہے اسلیے کہ اُس کو بھی نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہی اور اسیطرح ولی کو اُسوقت بھی تیمم جائز ہی جب وہ کسی اور کو نماز کی اجازت دیدے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے ایک جنازہ کی نماز تیمم سے پڑھ چکا پھر دوسرا جنازہ آیا اگر پہلے اور دوسرے کے درمیان مین اتنی مہلت ہی کہ جاوے اور وضو کرے پھر آوے اور نماز پڑھے تو تیمم کا اعادہ کریگا اور اگر اتنی دیر نہین ہوئی کہ جتنی دیر مین یہ سب کام کر سکے تو اُسی تیمم سے نماز پڑھ لے اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی عید کی نماز مین نماز شروع کرنے سے پہلے اگر وقت جاتے رہنے کا خوف نہو تو امام کے واسطے تیمم جائز نہین اور اگر ہو تو جائز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی مقتدی کو اگر یہ خوف نہو کہ وضو کرنے مین عید کی نماز فوت ہو جاویگی تو تیمم جائز نہین ورنہ جائز ہے اگر امام یا مقتدی نے تیمم سے عید کی نماز شروع کی پھر حدث ہوا اور تیمم کرکے اسی پر باقی نماز کو بنا کیا تو بلا خلاف جائز ہے اور یہی حکم ہی بالاجماع اُس صورت مین کہ وضو سے نماز شروع کی تھی اور وقت کے جاتے رہنے کا خوف ہی اور اگر وقت کے جانے کا خوف نہین پس اگر اُسکو یہ امید ہے کہ امام کے تمام کرنے سے پہلے شامل ہو جاویگا تو بالاجماع تیمم جائز نہین اور جو یہ امید نہین تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تیمم کرکے بنا کرے اور امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کا اسمین خلاف ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اصل یہ ہی کہ جس جگہ ادا فوت ہوتی ہو اور اُسکا قائم مقام کوئی نہو تو تیمم جائز ہی اور جو اسطرح فوت ہو کہ اُسکا کوئی قائم مقام بھی ہو جیسے جمعہ کی نماز تو وہان تیمم جائز نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر دو شخصون نے ایک جگہ سے تیمم کیا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کئی بار ایک جگہ سے تیمم کرے تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی جنب کو جنازہ کی نماز کے لیے اور عید کی نماز کیلیے تیمم جائز ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی جس شخص کو تیمم کا یقین ہو وہ اپنے تیمم کی حالت پر جبتک حدث کا یقین نہو اور جس شخص کو حدث کا

لے ابن عباسؓ نے کہا کہ جب جنازہ آوے اور تو بے وضو ہو اور تجھے خوف ہو کہ نماز جاتی رہیگی تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے اور ابن عمرؓ سے اسی کے مثل عید مین مروی ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب سلام کیواسطے تیمم کیا جبکہ آپکو یہ خوف ہوا کہ ایک مسلمان آپ کی نظر سے اوجھل ہو جائیگا پس اصل یہ قرار پائی کہ جو چیز بغیر بدل فوت ہوتی ہو اُسکے ادا کرنے کیلیے روا ہی باوجودیکہ پانی ہو کما فی المبسوط ۱۲ ع

یقین ہو اُسکا حدث باقی ہو جبتک تیمم کا یقین نہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی تیمم پر تیمم کرنا عبادت نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی اور مسافر کو جائز ہی کہ اپنی باندی کے ساتھ وطی کرے اگرچہ جانتا ہو کہ پانی نہ ملیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہی اور اس سے کسی نصرانی نے کہا کہ پانی لے تو وہ اسی طرح نماز پڑھتا ہے اور اُسکو نہ توڑے اسلیے کہ نصرانی کا کلام کبھی بطور تمسخر کے بھی ہوتا ہے پس شک کی صورت مین نماز قطع کرنا نچاہیے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اس سے مانگے اگر وہ دے تو نماز کا اعادہ کرے اور جو نہ دے تو نماز کا اعادہ نہ کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی

پانچوان باب موزون پر مسح کرنے کے بیان مین

موزون پر مسح کرنا رخصت[1] ہے اور اگر اسکو جائز جانکر عزیمت[2] اختیار کرے تو اوسکو ثواب ملیگا یہ تبیین مین لکھا ہی اس باب مین دو فصلین ہین

پہلی فصل اُن اُمور کے بیان مین جو موزون پر مسح جائز ہونے مین ضرور ہین

منجملہ اُنکے ہے یہ بات کہ موزہ ایسا ہو کہ اُسکو پہنکر سفر کر سکے اور پے در پے چل سکے اور ٹخنے ڈھک جاوین ٹخنون سے اوپر ڈھکنا شرط نہین ہیانتک کہ اگر ایسا موزہ پہنا کہ جسمین ساق نہین اگر ٹخنے چھپ جاتے ہین تو اُسپر مسح جائز ہے اور مجلد جراب پر مسح جائز ہی اور مجلد جراب وہ ہی کہ جسکے اوپر اور نیچے چمڑا لگا ہو یہ کافی مین لکھا ہی اور منعل وہ ہی جسکے تلے مین فقط چمڑا ہو جیسے عرب کی جوتی پانؤن کیلیے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور جراب ثخینین یعنی سخت وہ ہی کہ مجلد اور منعل نہو لیکن پنڈلی پر بغیر باندھے تھمی رہے اور جو اسکے نیچے ہے وہ نظر نآتا ہو اسی پر فتوے ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اگر ٹخنون تک کی جراب پہنی اور اسمین سے اسکے ٹخنے یا قدم فقط ایک یا دو انگشت کی مقدار نظر آتے ہین تو اُسپر مسح جائز ہی اور وہ بمنزلہ اُس موزہ کے ہی جسپر ساق نہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر جرموق پہنے پس اگر وہ تنہا پہنے اور ٹاٹ کے یا مثل اسکے اور کسی چیز کے بنے ہوے ہون تو اُنپر مسح جائز نہین اور اگر ادھوڑی وغیرہ کے ہین تو جائز ہی اگر اُنکو موزون کے اوپر پہنے تو اگر وہ ٹاٹ کے یا مثل اُسکے اور کسی چیز کے ہون تو اُنپر مسح جائز نہین لیکن اگر ایسے پتلے ہون کہ اُنکے نیچے تری پہونچتی ہو تو جائز ہے اگر وہ ادھوڑی وغیرہ کے ہون تو اس بات پر اجماع ہی کہ اگر اُنکو حدث کے بعد موزون پر مسح کرنے سے پہلے یا موزون پر مسح کرنے کے بعد پہنا ہے تو اُنپر مسح جائز نہین اور اگر حدث سے پہلے پہنا تو اُنپر مسح ہمارے نزدیک جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر دونون پانؤن مین موزے پہنے اور ایک موزے پر جرموق بھی پہنا تو جائز ہی کہ اس موزے پر مسح کرے جسپر جرموق نہین ہی اور جرموق پر مسح کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور موزہ پر موزہ پہنے تو مثل جرموق کے ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر دو تہے موزے پہنے تو بھی اُنپر مسح جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہے اور صحیح مذہب یہ ہی کہ ان موزون پر جو نمدون سے بنتے ہین مسح جائز ہی کہ اُنکو پہنکر سفر طے ہو سکتا ہی یہ شرح مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی

---

[1] توجب مسح جائز ہوا تو دھونا افضل ہوا لیکن اگر مسح نہ کرنے مین اسکی طرف شک خارجی یا رافضی ہونیکا ہو تو مسح کرنا افضل ہی کہ جسکے پاس بمقدار پانی ہو کہ موزون پر مسح کے ساتھ وضو کر سکتا ہی یا وقت جاتے رہنے کا خوف ہو یا حج مین وقوف عرفہ جاتے رہنے کا خوف ہو تو مسح واجب ہونا چاہیے ۱۲ ع [2] رخصت وہ اجازت کے مقابلہ مین عزیمت ہے پس مسح خفین اجازت ہے رخصت ہے اور پانؤن دھونا عزیمت ہے ۱۲ [3] یعنے سرایت کرنے سے روکتا ہی اور حدث کا دافع دور کرنیوالا نہین معلوم ہوا کیونکہ حدث کا دور کرنیوالا پانی وغیرہ ہی نہ موزہ ۱۲ ع [4] جرموق بضم میم جو اوپر کے موزون کے اوپر پہنتے ہین کیچڑ وغیرہ کی حفاظت کے واسطے ۱۲

جاروق مین اگر پانون چھپ جاوین اور ٹخنہ یا پانون کی پیٹھ فقط ایک یا دو انگشت نظر آتی ہو تو مسح جائز ہی اور اگر ایسا
ہو لیکن اسکے چمڑے مین پانون چھپ جاوین تو اگر جاروق کو سیکر ملاوے تو اوسپر مسح جائز ہی اور اگر کسی چیز سے
اُنکو باندھکر ملاوے تو جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر لوہے یا لکڑی یا شیشے کے موزہ بناوے تو اُنپر مسح جائز
نہین یہ جوہرۃ النیرۃ مین لکھا ہی اور منجملہ اُن چیزون کے جو موزہ کے مسح کے جائز ہونے مین ضرور ہی یہ ہے کہ اُن کے
اوپر کی جانب سے مسح ہاتھ کی تین انگلیون کے برابر کرے موافق قول اصح کے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی تین چھوٹی انگلیون کے
برابر یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی موزے کے نیچے کی جانب یا ایڑی پر یا ساق پر یا اُسکے اطراف مین یا ٹخنے پر مسح جائز
نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اگر ایک پانون پر بقدر دو انگشت کے مسح کرے اور دوسرے پر بقدر پانچ انگشت کے تو جائز نہین یہ
فتح القدیر مین لکھا ہی موزہ پر ایسی جگہ پر مسح کرنے کا اعتبار نہین جو پانون سے خالی ہی اگر اس جگہ مین اپنے پانون لیجا کر
مسح کرے تو جائز ہی اور اس کے بعد اُسکا پانون اُس جگہ سے جدا ہو جائے تو دوبارہ مسح کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
اگر کسی شخص کے ایک پانون پر زخم ہو اور نہ وہ اُسکے دھونے پر قادر ہو نہ اُسکے مسح پر تو اُسکو دوسرے پانون پر
مسح جائز ہے اسیطرح اگر پانون ٹخنہ کے اوپر سے کٹ گیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ٹخنہ کے نیچے سے کٹا اور مسح کرنے کی جگہ
بقدر تین انگشت کے باقی ہی تو دونون پانون پر مسح کریگا ورنہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی اگر جرموق چوڑا ہی اور اُسکے اندر
ہاتھ ڈالکر موزہ پر مسح کر لیا تو جائز نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُن چیزون کے جو موزہ کے مسح جائز ہونے مین ضرور ہین
یہ ہی کہ مسح تین انگشت سے کرے یہی صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر ایک ہی انگلی سے مسح کرے اور نیا
پانی نہ لے تو جائز نہین اور اگر ایک انگلی سے تین مرتبہ تین جگہ مسح کرے اور ہر مرتبہ نیا پانی لے تو جائز ہے یہ تبیین مین
لکھا ہی اگر انگوٹھے اور اُسکے پاس کی اُنگلی سے مسح کرے اگر دونون کھلی ہوئی ہون تو جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین
لکھا ہی اگر مسح اس طور پر کرے کہ تین اُنگلیان رکھدے کھینچے نہین تو جائز ہے مگر سنت کے خلاف ہے یہ منیۃ المصلی مین
لکھا ہی اگر انگلیون کے سرے سے موزہ پر مسح کرے تو اگر پانی ٹپکتا ہوا ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہین یہ ذخیرہ مین
لکھا ہے اگر مسح کرنے کی جگہ پر پانی یا مینھ بقدر تین انگشت کے پڑے یا ایسی گھانس پر چلے جو مینھ کے پانی مین بھیگی ہوئی ہو
تو کافی ہے اور موافق اصح قول کے اوس بھی مینھ کے حکم مین داخل ہی یہ تبیین مین لکھا ہے دھونے کی جو تری باقی ہو اُس سے
مسح جائز ہی برابر ہے کہ ٹپکتی ہو یا نہ ٹپکتی ہو مسح کے بعد جو ہاتھ مین تری باقی ہو اُس سے مسح جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہے
طریقہ مسح کا یہ ہی کہ اپنے داہنے ہاتھ کی اُنگلیان داہنے موزہ کے اگلے حصہ پر رکھے اور بائین ہاتھ کی انگلیان بائین موزہ کے
اگلے حصہ پر رکھے اور انگلیون کو کھولے ہوے پنڈلی کی طرف ٹخنون سے اوپر تک کھینچے یہ فتاوے قاضی خان مین
لکھا ہے یہ بیان طریقہ مسنون کا ہے یہان تک کہ اگر پنڈلیونکی طرف سے انگلیون کی طرف کو کھینچے یا دونون
موزون پر عرض مین مسح کرے تو مسح ہو جاتا ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور اگر ہتھیلی کو رکھ کر یا صرف

لہ جاروق مین تہ سے لاکر اوپر باندھتے ہین وہ ایک قسم کا موزہ چمڑے کا فائدہ دیتا ہے ۱۲ عہ اور حلبی نے اپنے استاد سے نقل کیا
کہ اعادہ مسح کا ضرور نہین کذا فی الطحطاوی مختصراً ۱۲

انگلیون کو رکھکر کھینچے تو یہ دونون صورتین حسن ہین اور احسن یہ ہی کہ سارے ہاتھ سے مسح کرے اگر ہتھیلی کے اوپر کی جانب سے مسح کرے تو جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ اندر کی جانب سے مسح کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے مسح مین خطوط کا ظاہر ہونا ظاہر روایت مین شرط نہین یہ زاہدی مین لکھا ہے اور یہی ہے شرط طحاوی مین لیکن مستحب ہے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی مسح کئی بار کرنا سنت نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے موزون پر مسح کرنے کے واسطے نیت شرط نہین ہی یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اگر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اور نیت کیا اور نیت تعلیم کی نہ طہارت کی تو صحیح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُن چیزون کے جو مسح مین ضرور ہین یہ ہی کہ موزہ پہننے کے بعد جو حدث کا اثر ہو وہ پوری طہارت پر ہو جو موزہ پہننے سے پہلے یا اُسکے بعد کامل ہو چکی ہو یہ محیط مین لکھا ہی یہانتک کہ اگر پہلے دونون پاؤن دھوئے پھر دونون موزہ پہنے یا اگر ایک پاؤن دھوکر اُسپر موزہ پہن لیا پھر دوسرا پاؤن دھویا اور اُسپر موزہ پہنا پھر حدث سے پہلے طہارت پوری ہوگئی تو جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر دونون پاؤن دھوکر دونون موزے پہن لیے پھر طہارت پوری ہونے سے پہلے حدث ہوا تو مسح جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور حدث مین موزے پہنے اور پانی مین گھس گیا اور موزون کے اندر پانی داخل ہوگیا اور دونون پاؤن دُھل گئے پھر اور اعضا کا بھی وضو کر لیا پھر حدث ہوا تو اُسپر مسح جائز ہے یہ تبیین مین لکھا ہی گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کیا اور تیمم کیا اور اُسپر موزے پہنے پھر حدث ہوا اور پھر گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کیا اور تیمم کیا تو موزون پر مسح کرے اور گدھے کے جھوٹے کے عوض نبیذ تمر ہو اور باقی مسئلہ اسی حالت پر ہو تو موزہ پر مسح نہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی اور فتاوے مین ہی کہ گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کیا اور موزے پہنے اور تیمم نہ کیا یہانتک کہ حدث ہوگیا تو وہ گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کرے اور موزون پر مسح کرے پھر تیمم کرے اور نماز پڑھ لے یہ سراج الوہاج اور محیط سرخسی مین لکھا ہے جس شخص نے حدث کا تیمم کیا ہو اُسکو موزہ پر مسح جائز نہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی جسکو موزے پہننے کے بعد یا قبل جنابت ہوگئی اُسکو موزون پر مسح جائز نہین مگر اُس صورت مین کہ جنابت کے واسطے تیمم کرے اور حدث کے واسطے وضو کرے اور دونون پاؤن دھوئے پھر موزے پہنے پھر مدت مسح تک جب وہ وضو کرے اُسکو مسح جائز ہوگا پھر اگر پانی کے ملنے سے اُسکی جنابت عود کرے تو یہ حکم ہوگا کہ گویا اب مجنب ہوا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی جنب نے غسل کیا اور اُسکے جسم پر کوئی ٹکڑا باقی رہگیا پھر اُسنے موزے پہنے پھر اُس ٹکڑے کو دھویا پھر حدث ہوا تو مسح کرنا جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر اعضاے وضو مین سے کوئی مقام ایسا باقی رہگیا جہان پانی نہین پہنچا پھر اُسکے دھونے سے قبل حدث ہوا تو مسح جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ اُن چیزونکے جو مسح مین ضرور ہین یہ ہی کہ مدت مسح مین مسح ہو اور مدت[1] مقیم کیلیے ایک دن رات ہے اور مسافر کیلیے تین دن اور انکی راتین ہین یہ محیط مین لکھا ہی برابر ہی کہ وہ سفر سفر طاعت ہو یا سفر معصیت ہو یہ سراجیہ مین لکھا ہی موزہ پہننے کے بعد حدث ہوا اُس وقت سے مدت کی ابتدا معتبر ہوتی ہی یہانتک[2] کہ اگر

---

[1] بدلیل قول حضرت صلعم یمسح المقیم یوما ولیلۃ والمسافر ثلثۃ ایام ولیالیہا یعنے مسح کرے مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن اور انکی راتین ۱۲ ع [2] ابتدا مسح کی بعد حدث کے شروع ہے کیونکہ اس سے پہلے وضو کی طہارت تھی اور یہی قول شافعی و ثوری و جمہور علماء کا ہی اور یہی دو روایتون مین سے اصح روایت امام احمد و داؤد سے ہی اور اوزاعی و ابو ثور نے کہا کہ ابتدا اسکے مدت اُس وقت سے ہے کہ بعد حدث کے جب مسح کرے اور یہی ایک روایت احمد و ابو داؤد سے ہی اور یہی مختار از راہ دلیل کے ارجح ہی یہ نووی نے ذکر کیا اور یہی ابن المنذر نے اختیار کیا اور یہی قول عامہ علماء کا ہی ۱۲ عین الہدایہ

کسی نے فجر کے وقت وضو کر کے موزے پہنے پھر عصر کے وقت اُسکو حدث ہوا پھر اُسنے وضو کیا اور موزہ پر مسح کیا تو اگر
دوسرے دن کی اُسی ساعت تک مدت مسح کی باقی ہے جس ساعت مین اول روز حدث ہوا تھا اور اگر مسافر ہے تو چوتھے
روز کی اُسی ساعت تک مدت مسح کی باقی رہیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ مقیم نے مدت اقامت مین سفر کیا تو سفر کی
اقامت پوری کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور اگر اقامت کا مسح پورا ہو چکا پھر سفر کیا تو موزہ نکال کر پانؤن دھوئے
یہ محیط مین لکھا ہے۔ مدت اقامت پوری ہونے کے بعد مسافر نے اقامت کی تو وہ اپنے موزہ نکالے اور پانؤن دھوئے
اور اگر مدت اقامت کے پورے ہونے سے پہلے اقامت کرے تو مدت اقامت پوری کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ معذور کو
اگر وضو کے وقت عذر موجود نہ تھا اور اُسنے موزے پہنے تو اُسکو مدت معلومہ تک مسح جائز ہے مثل تندرستون کے
اور اگر وضو کرتے وقت یا ایک موزہ پہنتے وقت پیدا ہوا تو مسح وقت مین جائز ہے خارج وقت مین جائز نہین
یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور نہین یہ ہے کہ موزہ بہت پھٹا ہوا نہو بہت پھٹے ہونیکی
مقدار پانؤن کی چھوٹی تین انگلیان ہین یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور شرط یہ ہے کہ بقدر پوری تین اُنگلیون کے
ظاہر ہو جاوے برابر ہے کہ روزن موزہ کے نیچے ہو یا اوپر یا ایڑی کی طرف یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور
اگر شگاف موزہ کی ساق مین ہے تو مسح کا مانع نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور چھوٹی انگلیون کا وہان اعتبار ہے
کہ جب انگلیون کے سوا کوئی اور جگہ کھل جاوے اور اگر انگلیان ہی کھل جاوین تو معتبر یہ ہے کہ تین اُنگلیان
کھلین کوئی سی اُنگلیان ہون یہانتک کہ اگر انگوٹھا اور اُسکے برابر کی اُنگلی کھل گئی حالانکہ چھوٹی تین اُنگلیون کے
برابر ہین تو مسح جائز ہے اور اگر انگوٹھا اور اُسکے برابر کی دونون اُنگلیان کھل گئین تو مسح جائز نہین اور جس شخص کی
انگلیان کٹ گئی ہون اسکے موزہ کے روزن کا اعتبار دوسرے شخص کی انگلیون سے کیا جائیگا یہ جوہرۃ النیرہ
اور تبیین مین لکھا ہے ایک موزہ کے روزن جمع کیے جاوینگے دونون کے نہ جمع کیے جائینگے یہانتک کہ اگر ایک
موزہ مین بقدر ایک انگشت کے روزن ہو اور دوسرے مین بقدر دو انگشت کے تو مسح اُنپر جائز ہوگا اگر ایک موزہ مین روزن
آگے کی جانب ایک انگشت ہو اور ایڑی پر ایک انگشت ہو اور کسی اور طرف اسیقدر ہو تو مسح نہین جائز ہوگا یہ
محیط مین لکھا ہے پھر وہ سوراخ جو جمع کیے جاتے ہین کم سے کم اسقدر ہون کہ جسمین ایک بڑی سوئی جا سکے اور جو
اس سے بھی چھوٹا ہے وہ معتبر نہین ہوگا اور سیون کے سوراخون مین شامل ہوگا۔ مانع مسح سے وہ چوڑا سوراخ ہے
جس سے اسکے نیچے کا بدن کھلجاوے یا ملا ہوا ہو لیکن چلتے وقت کھل جاوے اور پانؤن ظاہر ہو لیکن جب
اندر کا بدن نہ کھلے تو مانع مسح نہین اگرچہ بڑا سوراخ ہو۔ اگر موزہ اوپر سے کھلجاوے اور اُسکے اندر چمڑے کا استر ہے

سلہ بخلاف متفرق نجاست کے یعنے نجاست متفرق موزون مین ہو یا کپڑے یا بدن یا مکان مین یا مجموع مین اور انکشاف متفرق چنانچہ عورت کی
کچھ شرمگاہ اور اُس کی پیٹھ اور کچھ ران مین ہو تو یہ جمع کیا جاویگا نجاست کے مانند اور نماز کا مانع ہوگا اور محرم کی خوشبو سے متفرق
اکثر اعضا مین جمع ہوگی اگر بقدر ایک عضو کے پہونچیگی تو جانور کا ذبح کرنا لازم ہوگا اور ریشمی بوٹیان بھی جمع کیجاوینگی اگر چار انگشت سے
زیادہ ہو نگی تو مرد کو اُسکا پہننا جائز نہوگا یہی قول معتمد ہے کذا فے الطحطاوی اور قربانی کے دونون کانون کے سوراخون کے جمع کرنے
مین اختلاف ہے بلکہ ایک کان کے سوراخون مین ہونے کے مانند جمع کرنے کو ترجیح دینا لائق ہے احتیاط کی راہ سے باب عبادات مین
کذا فے الفتح ۱۲

یا کپڑے کا استر موزہ مین سلا ہوا ہی تو مانع مسح نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اور موزہ اور جراب اور جلد وق جو پانؤن کے اوپر کیطرف سے جڑے ہوے ہون اُنمین گھنڈیان اور سوراخ ہون جنکے لگانے سے موزہ پانؤن کو ڈھکلے وہ سب جڑے موزون کے حکم مین ہی اور اگر پشت قدم اُنسے کچھ ظاہر ہوتی ہو تو وہ موزہ کے روزنون کے حکم مین ہی یہ زاہدی مین لکھا ہے۔

دوسری فصل مسح کی توڑنے والی چیزون کے بیان مین

وضو کی توڑنے والی چیزین اور موزون کا نکالنا اور اسیطرح ایک موزہ کا نکالنا اور مدت کا گذرنا مسح کو توڑتا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب پانی ملتا ہو لیکن اگر پانی نہ ملے تو مدت کے گذرنے سے مسح نہین ٹوٹیگا بلکہ اسی مسح سے نماز جائز ہوگی یہانتک کہ اگر مدت گذری اور وہ نماز کے اندر ہی اور پانی نہین ملتا تو نماز اسیطرح پڑھتا رہے یہی اصح ہی یہ محیط اور فتاوےٰ قاضیخان اور زاہدی اور جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور بعض مشائخ سے یہ منقول ہی کہ نماز فاسد ہوجاویگی اور یہی اشبہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر موزے نکالے اور وہ طاہر ہے تو صرف پانؤن دھونا اُسپر واجب ہونگے اور یہی حکم ہی اُس صورت مین جب مدت مسح کی گذر جائے یہ ہدایہ مین لکھا ہی جس شخص کو اپنے موزے نکالنے مین یہ خوف ہی کہ موزے نکالنے سے اُسکے پانؤن سردی کی وجہ سے رہجاوینگے تو اُسکو مسح جائز ہے اگرچہ مدت دراز ہوجائے جیسے ان لکڑیون پر مسح جائز ہوتا ہے جو ٹوٹی ہڈی پر باندھی جاوین یہ تبیین اور بحر الرائق مین لکھا ہے اکثر قدم نکل آوے تو پورے پانؤن کے نکل آنے کے حکم مین ہی یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اگر موزہ چوڑا ہے جب پانؤن اُٹھاتا ہی تو ایڑی نکل جاتی ہے اور جب پانؤن رکھتا ہی تو پھر اپنی جگہ پر آجاتی ہی تو اُسپر مسح جائز ہی۔ جسکے پانؤن ٹیڑھے ہوجاوین اور وہ پنجون کے بل چلتا ہو اور ایڑی اپنی جگہ سے اُٹھ گئی ہو تو اُسکو بھی موزون پر مسح جائز ہے جبتک پانؤن اُسکا ساق کیطرف کو نکل نہ جاوے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اگر دو تہ کے موزے پہنے اور ایک تہ اُتارلی تو دوسری تہ پر مسح کا اعادہ نکرے اور یہی حکم ہے اس صورت مین جب موزون پر بال ہون اُنپر مسح کرے پھر بال اُتار ڈالے یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ موزہ پر مسح کیا پھر اُسکے اوپر کا پوست چھیل ڈالا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر جرموقون کے اوپر مسح کیا پھر جرموق نکال ڈالے تو موزون پر مسح کا اعادہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور ایک جرموق نکالا تو اُسی موزہ پر مسح کرے جو ظاہر ہوگیا اور دوسری جرموق پر مسح کا اعادہ کرے بموجب ظاہر روایت کے یہ بدائع اور فتاوےٰ قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر بعد پوری طہارت کے موزے پہنے اور اُنپر مسح کیا پھر اُسکے ایک موزہ مین پانی داخل ہوا اگر ٹخنے تک پانی پہونچا اور سارا پاؤن دھل گیا تو اُسپر دوسرے پانؤن کا غسل واجب نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اس صورت مین جب اکثر قدم تر ہوجاوے اور یہی اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر وضو کیا اور ہڈی ٹوٹنے کی جگہ پر لکڑیان باندھین اور اُنپر مسح کیا اور دونون پانؤن دھوئے اور موزے پہنے پھر حدث ہوا تو وضو کرے اور اُن لکڑیون پر اور موزون پر مسح کرے اور اگر

سلہ اسکی صورت یہ کہ اول وقت وضو کرکے موزے پہنے اور ظہر کے وقت حدث ہوا اُسنے وضو کرکے مسح کیا اور دوسرے روز اُسیوقت اُسکو حدث ہوا یہی نماز مین داخل ہوا اور اُسکو یاد آیا کہ یہ وقت تمام ہوجانے مسح کا ہی ولیکن جانتا ہی کہ اُس جنگل مین پانی نہین ہی تو اس اصح قول پر نماز پوری کرے ١٢ سلہ وجہ اسکی یہ ہے کہ مدت کے گذرجانے سے حدث نے پانؤن مین سرایت کی اسواسطے کہ پانی کا ہونا مانع سرایت کا نہین تو تیمم کرے اور نماز پڑھے جسطرح کہ وہ شخص کہ اُسکے اعضاے وضو مین کچھ شک باقی رہا اور پانی نہین ہی جو اُسکو دھوئے تو اُسکو تیمم کرنا چاہیے کذا فی الطحطاوی ١٢

وہ زخم اُس طہارت کے ٹوٹنے سے پہلے اچھا ہو جاوے جسپر موزہ پہنے ہین تو وہ اُس زخم کے موقع کو دھوے اور موزون پر مسح کرے اور اگر اس طہارت کے ٹوٹنے کے بعد اچھا ہو تو موزون کو نکالنا چاہیے یہ سراج الوہاج اور ظہیریہ مین لکھا ہے اور اسی کے میل مین جبیرہ پر مسح کرنا ہے یعنے اُن لکڑیون پر جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھی جاتی ہین یہ مسح امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نہ فرض ہی بلکہ واجب اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی اور بحرالرائق مین لکھا ہے۔ اور یہ مسح اُسوقت کرے جب اُنکے نیچے دھونے یا مسح کرنے پر قادر نہو باین طور کہ پانی پہونچنے سے یا اُنکے کھول لینے سے ضرر ہوتا ہو یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے اور وہ شخص مسح کرے جسکو کھولنے مین اسوجہ سے ضرر ہو کہ وہ ایسی جگہ ہے کہ پھر اُنکو خود نہین باندھ سکتا اور نہ اُسکے پاس کوئی اور باندھنے والا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر ٹھنڈے پانی سے دھونا نقصان کرتا ہو اور گرم پانی سے دھونا نقصان نہ کرتا ہو تو گرم پانی سے دھونا لازم ہے یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہی جو قاضیخان کی تصنیف ہے اور یہی ظاہر ہے یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور اگر نقصان نہ کرے تو اُسکا چھوڑنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین اور عتابیہ مین ہی کہ صحیح یہ ہی کہ امام نے اُن دونون کے قول کیطرف رجوع کیا۔ اور عیون اور حقائق مین ہی کہ جتیا لگا فتوے انھین دونون کے قول پر ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابوالمکارم کی تصنیف ہی۔ اگر جبیرہ زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو اگر اُسکو کھولنا اور زخم پر مسح کرنا دونون نقصان کرے تو جسقدر زخم کے مقابل اور جسقدر صحیح بدن کے مقابل ہے سب پر مسح کرے اور اگر مسح نقصان کرے اور کھولنا نقصان نہ کرے تو اسقدر پہا ہے پر مسح کرے جو زخم کے سرے پر ہے اور اُسکے آس پاس دھولے اور اگر نہ کھولنا نقصان کرے نہ زخم پر مسح کرنا تو زخم پر مسح کرے اور اُسکے آس پاس دھوے اور زخم ہو یا داغ ہو یا ہڈی ٹوٹ گئی ہو سب کا حکم ایک ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور اگر اکثر جبیرہ پر مسح کر لیا تو کافی ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اسی پر فتوے دیا جاتا ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ آدھے جبیرہ پر یا اُس سے کم پر بالاجماع مسح جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر فصد کھولانے والے نے پٹی پر مسح کیا پہا ہے پر مسح نہ کیا تو کافی ہے اور اسی پر اعتماد ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور مضمرات مین ہے کہ اب فتوے اسی پر ہے یہ شرح نقایہ مین لکھا ہے جو شیخ ابوالمکارم کی تصنیف ہی۔ پٹی کی دونون گرہون کے درمیان مین جو ہاتھ کھلا رہجاتا ہے اُسپر مسح کافی ہے اور یہی اصح ہے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے اور صغیری سے ہی کہ یہی اصح ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر زخم اچھا نہین ہوا اور بغیر اُسکے جبیرہ گر پڑے تو دھونا لازم نہین اور مسح بھی باطل نہین ہوگا اور اگر اچھا ہونے کے بعد گرے تو مسح باطل ہوگا اور خاص اُس جگہ کا دھونا واجب[۱] ہوگا یہ کافی اور محیط مین لکھا ہے۔ وضو کیا اور دوا لگی ہوئی تھی اُسکے اوپر کا پانی بہا لیا پھر اس جگہ کے اچھے ہو جانے کے بعد دوا گر گئی تو دھونا لازم ہوگا اور اگر بغیر اچھے ہوئے گر گئی تو دھونا لازم نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے اگر ناخن

سلہ اور اگر نماز مین گرا ہو تو نماز کو نئے سرے سے پڑھے کیونکہ بدل سے مقصود پورا ہونے سے پہلے وہ اصل پر قادر ہو گیا یعنے مسح مذکور سے ہنوز نماز پوری نہوئی تھی کہ اصل پر قادر ہو گیا یعنے دھو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو اب بدل موثر نہین رہا لہذا لازم ہے کہ اصل کے ساتھ از سر نو نماز پڑھے ۱۲

ٹوٹ جاوے اور اُسپر دوا لگائی جاوے اگر اُسکا چھٹانا نقصان کرتا ہو تو اُسکے اوپر مسح کرے اور اگر مسح بھی نقصان
کرتا ہو تو اُسکو چھوڑدے۔ اعضا پھٹے ہوے ہون تو اگر ہوسکے تو اُنکے شگافون پر پانی بہاوے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو
اُنپر مسح کرے اور اگر یہ بھی نہین ہوسکتا تو اُنکو چھوڑدے اور اُنکے آس پاس دھووے یہ تبیین مین لکھا ہے۔
زخم کی پٹی پر مسح کیا پھر وہ گرگئی اور دوسری بدلی تو بہتر یہ ہے کہ دوبارہ مسح کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے کسی شخص کی
انگلی مین زخم ہو اور اُسپر مرہم لگاوے اور زخم سے زیادہ جگہ پر لگ جاوے پھر وضو کرنے مین اسپر مسح کرے تو
اگر پوری پٹی پر مسح کرے تو جائز ہے۔ اور یہی حکم ہے فصد کھلانے والے کے حق مین اسی پر فتوے ہے
کسی شخص کی باہون پر زخم ہے اور اُسکو پانی کے برتن مین ڈبویا تاکہ اُنپر مسح ہوجاوے تو جائز نہین اور پانی
خراب ہوجاویگا لیکن اگر ہاتھ کی انگلیون یا ہتھیلیون پر ہو تو وہ دُھل جاویگا اور پانی مستعمل نہوگا اگرچہ
اُسنے مسح کا ارادہ کیا تھا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ جبیرہ پر مسح کرنا اور زخم کے پھاہے پر مسح کرنا اُسکے تلے کے
بدن کے دھونے کے برابر ہے بدل نہین ہے یہانتک کہ اگر جبیرہ صرف ایک پانوُن پر مسح کرے اور دوسرے
پانوُن کو دھووے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اُس مسح کی کوئی مدت مقرر نہین ہی اور اسمین بھی کچھ فرق نہین ہے کہ اُسکو باوضو
باندھے یا بے وضو باندھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور چھوٹا بڑا حدث یعنے بے وضو اور حالت غسل مین ہونا اسمین
برابر ہے اور اسکے مسح مین بالاتفاق بروایات نیت بھی شرط نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور ایکبار مسح کافی ہی
یہی صحیح ہے یہ محیط مین لکھا ہے اگر اوپر کی پٹی دور ہوجاوے تو نیچے کی پٹی پر مسح کا اعادہ واجب نہین یہ بحر الرائق
مین لکھا ہے پانوُن کے دھونے اور موزہ کے مسح کو جمع نہ کرے یہ کافی مین لکھا ہے۔ ایک شخص کے ایک پانوُن
مین زخم ہے اور اُسپر جبیرہ بندھا ہوا ہے پھر اُسنے وضو کیا اور جبیرہ پر مسح کیا اور دوسرے پانوُن کو دھویا پھر
ایک موزہ پہنا تو صحیح یہ ہے کہ موزہ پر مسح جائز نہین اور اگر جبیرہ پر مسح کرکے دونون موزے پہنے تو دونون موزون
پر مسح جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے کسی شخص کے ایک پانوُن مین پھوڑا ہو اور اُسنے دونون پانوُن دھوکے
اور دونون موزے پہنے پھر اُسکو حدث ہوا اور دونون موزون پر مسح کیا اور اسیطرح بہت سی نمازین پڑھین پھر
موزہ نکالا تو یہ معلوم ہوا کہ پھوڑا پھوٹ گیا اور اُس سے خون بہا مگر یہ نہین معلوم کہ کب پھوٹا تو شیخ امام ابو بکر رح
محمد ابن الفضل سے یہ منقول ہی کہ اگر زخم کا سرا خشک ہوگیا ہو اور اس شخص نے موزہ طلوع فجر کے وقت پہنا تھا اور
بعد عشا کے نکالا تو فجر کا اعادہ نہ کرے باقی نمازون کا اعادہ کرے اور اگر زخم کا سرا خون مین تر ہو تو کسی نماز کا
اعادہ نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے زخم کو باندھا اور وہ بندھن تر ہوگیا اور وہ تری باہر تک آگئی تو
وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہین ٹوٹا اور اگر وہ بندھن دُہرا تھا اور بعض مین سے تری باہر آئی اور بعض مین سے نہ آئی تو بھی
وضو ٹوٹ جائیگا یہ تاتارخانیہ کے نواقض وضو مین لکھا ہی۔ دستانون پر مسح جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر دوسرے
شخص سے اپنے موزہ پر مسح کرالیا تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ عورت موزون کے مسح کے حکم مین مثل مرد کے ہی اسلیے
کہ جو سبب موزون کے مسح جائز ہونیکا ہی وہ دونون مین برابر ہے یہ محیط مین لکھا ہے

چھٹا باب اُن خونون کے بیان مین جو عورتون سے مختص ہین

وہ خون تین قسم کا ہے حیض[۵۱] اور نفاس اور استحاضہ اس باب مین چار فصلین ہین

پہلی فصل حیض کے بیان مین

حیض وہ خون ہی جو رحم سے بدون ولادت کے نکلے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر پاۓخانے کے مقام کیطرف سے خون نکلے تو حیض نہین اور جب وہ بند ہو وسے تو غسل مستحب ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ خون کا حیض ہونا چند باتون پر موقوف ہی منجملہ اُنکے وقت ہے اور وہ نو برس کی عمر سے ہی سن ایاس تک ہے یہ بدائع مین لکھا ہی ایاس کا وقت پچپن برس کی عمر مین ہوتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی سب قولون مین ٹھیک ہے یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی پر اعتماد ہی یہ نہایہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اسی پر فتوےٰ ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے پھر اُسکے بعد جو خون نظر آویگا وہ ظاہر مذہب مین حیض نہوگا اور مختار یہ ہے کہ اگر خون قوی ہوگا تو حیض ہوگا یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہے اور منجملہ اُنکے نکلنا خون کا ہی فرج خارج تک اگرچہ گدی کے گرجانے سے ہو۔ پس جبتک کچھ گدی خون اور فرج خارج کے درمیان مین حائل ہے تو حیض نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک عورت حیض سے پاک تھی اور اُسنے گدی پر خون کا اثر دیکھا تو جسوقت سے گدی اُٹھائی اُسیوقت سے حیض کا حکم ہوگا اور جس عورت کو حیض آرہا ہے اُس نے گدی اُٹھائی اور خون کا اثر نہ پایا تو اُسیوقت سے خون بند ہونے کا حکم ہوگا جسوقت سے گدی رکھی تھی یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے حیض کے خون مین سیلان شرط نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اُسکا خون ان چھ رنگون مین سے ایک رنگ کا ہو سیاہ ہو یا سُرخ ہو یا زرد ہو یا تیرہ رنگ ہو یا سبز ہو یا خاکستری رنگ ہو یہ نہایہ مین لکھا ہے اور گدی پر کے رنگ کا اعتبار اُسیوقت کا ہے جب اُسکو اُٹھاوین اور وہ تر ہو نہ اُسوقت جب وہ خشک ہو یہ محیط مین لکھا ہے اگر ایسا ہو کہ جبتک کپڑا تر ہے تب تک خالص سپیدی ہو اور جب وہ خشک ہو جاوے تب زرد ہو جاوے تو اُسکا حکم سپیدی[۵۳] کا ہی اور اگر سُرخی یا زردی دیکھی اور بعد خشک ہونے کے وہ سپید ہوگئی تو جس حالت مین دیکھا تھا اُس حالت کا اعتبار کیا جائیگا اور تغیر کے بعد جو حالت ہوئی اُسکا اعتبار نہین یہ تجنیس مین لکھا ہے اور منجملہ اُسکے مدت حیض کی ہی کم سے کم مدت حیض کی ظاہر روایت مین تین دن اور تین راتین ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اکثر مدت حیض کی دس دن اور اُنکی راتین ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اسکے یہ ہی کہ کامل مدت طہر کی اس سے پہلے ہو چکی ہو اور رحم حمل سے خالی ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر دو خون کے درمیان مین طہر آجاوے اور سب خون حیض کی مدت کے اندر ہون تو حیض ہوگا اور اگر ایک خون حیض کی مدت سے باہر ہو جاوے مثلاً ایک روز خون آیا اور نو دن تک طہر رہا اور پھر ایک روز خون آیا تو حیض نہوگا اسلیے کہ آخر کا خون مدت حیض کے اندر نہین اور اس روایت کے بموجب

سلہ[۵۱] حاکم و ابن المنذر نے باسناد صحیح ابن عباس سے روایت کی کہ ابتدائے حیض حضرت حوا پر اُسوقت سے ہوا کہ جنت سے اُتار دیگئین حدیث مین ہی کہ یہ یعنے حیض ایک چیز ہی کہ اسکو اللہ تعالےٰ نے آدم کی بیٹیون پر لکھا یعنے مقرر کیا بعض سلف نے کہا کہ اولاً بعین بنو اسرائیل پر ہوا رواہ البخاری علیقاً ۱۲ع سلہ[۵۲] اُسوقت عورت نماز کو چھوڑ دے اگرچہ عورت ایسی ہو کہ پہلا شروع ہوا ہو اصح قول مین کیونکہ اصل اس مین صحت ہی اور حیض خون صحت ہے الشمنی ۱۲ع سلہ[۵۳] قولہ سپیدی بعضون نے کہا کہ وہ ایک چیز ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ بیاض خالص سے انقطاع حیض مراد ہے کذا فے النہر الفائق ۱۲ د۔

حیض کی ابتدا اور انتہا طہر سے نہین ہوئی اور یہ روایت امام محمدؒ کی ہے امام ابو حنیفہؒ سے اور امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت کی ہے کہ اگر دو خونون کے درمیان مین طہر آجاوے تو اگر وہ پندرہ روز سے کم ہے تو اُنکو جدا نہین کریگا اور اکثر متاخرین نے اسی پر فتوے دیا ہے اسواسطے کہ اسمین فتوے پوچھنے والے اور فتوے دینے والے دونون پر آسانی ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہی ہے زاہدی مین اور اسی روایت کا لینا آسان ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اسی پر صدر الشہید حسام الدین کی رائے قائم ہوئی ہے اور اسی پر فتوے دیا جاتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے پس اگر دس دن سے زیادہ نہو تو وہ طہر اور خون سب حیض ہونگے برابر ہے کہ اُس عورت کو اول ہی بار حیض آیا ہو یا عادت مقرر ہو اور اگر دس دن سے زیادہ ہو تو اگر عورت کو اول ہی بار حیض آیا ہے تو دس دن حیض کے سمجھے جاوینگے اور اگر اُسکی عادت مقرر ہو تو حیض کی جو مدت معلوم ہے وہ حیض سمجھی جاویگی اور طہر کی جو مدت معلوم ہے وہ طہر سمجھی جاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور ابتدا حیض کی طہر سے جائز ہے اگر اس سے پہلے خون ہوا اور ختم ہونا اُسکا بھی طہر پر جائز ہے اگر اُسکے بعد خون ہو یہ تبیین مین لکھا ہے اگر پندرہ روز یا اس سے زیادہ کا طہر ہو تو اُن دونون خونون مین فاصل سمجھا جاویگا پس اُن دونون مین سے ہر ایک کو یا صرف ایک کو حیض سمجھینگے جسطرح ممکن ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے کم سے کم مدت طہر کی پندرہ روز ہین اور اکثر کی کچھ انتہا نہین لیکن اگر عادت مقرر کرنے کی حاجت ہو مثلاً کوئی عورت ایسی حالت مین بالغ ہوئی کہ اُسکو ہمیشہ خون آتا ہے تو ہر مہینہ کے دس دن حیض سمجھے جاوینگے اور باقی طہر یہ ہدایہ مین لکھا ہے

دوسری فصل نفاس کے بیان مین

نفاس وہ خون ہے جو ولادت کے بعد آوے یہی متون مین لکھا ہے اگر بچہ پیدا ہوا اور خون نہ ظاہر ہوا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک غسل واجب نہوگا اور یہی روایت ہے امام محمدؒ سے اور مفید مین ہے کہ یہی صحیح ہے لیکن بچہ کے ساتھ نجاست نکلنے کے سبب سے اُسپر وضو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اکثر مشائخ نے یہی قول اختیار کیا ہے اور اسی پر صدر الشہیدؒ (احتیاطاً ۱۲) فتوے دیتے تھے یہ محیط مین لکھا ہے اور ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ مضمرات مین لکھا ہے اور فتاوے مین ہے کہ وہی صحیح ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اگر اکثر بچہ باہر نکل آیا تو وہ نفاس ہوگا ورنہ نہوگا اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ بچہ بدن کے اندر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے اور اکثر باہر نکل آوے۔ اگر بچہ کی تھوڑی خلقت ظاہر ہو گئی جیسے اُنگلی یا ناخن یا بال تو وہ بچہ ہے اُسکے نکلنے سے عورت کو نفاس ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر اُسکی خلقت مین سے کچھ ظاہر نہین ہوا تو نفاس نہوگا اور جو کچھ نظر آیا ہے اگر ہو سکیگا تو حیض ہوگا ورنہ استحاضہ ہوگا اگر بچہ کے نکلنے سے پہلے بھی خون آیا اور بعد بھی خون آیا اور بچہ کی کچھ خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو جو خون اُس بچہ کے نکلنے سے قبل آیا وہ حیض نہوگا اور جو بعد کو آیا وہ نفاس ہوگا اور اگر اُسکی خلقت ظاہر نہوئی تھی تو جو قبل اسقاط کے آیا اگر وہ حیض ہو سکیگا تو حیض ہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہے اگر بچہ ناف کیطرف سے پیدا ہو اسطرح کہ اُسکے پیٹ مین زخم تھا وہ پھٹ گیا اور اسطرف سے بچہ نکل آیا تو وہ حکم ہوگا جو زخم سے خون جاری ہونے کی صورت مین ہوتا ہے نفاس[1] نہ سمجھا جائیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے لیکن اگر ناف سے بچہ نکلنے کے بعد

---

[1] احمد رحؒ نے کہا کہ یہی امام مالک و شافعی رحؒ کے نزدیک اصح ہے منتقی ۱۲ ع ۵۳ اور درمختار و طحطاوی مین بڑھایا کہ عورت اگرچہ زچہ نہو مگر بچہ کے حق مین احکام بچہ ہونیکے ثابت ہونگے حتیٰ کہ اگر عورت سے کہا گیا کہ جب تیرے بچہ پیدا ہو تو تجھے طلاق ہے تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر وہ باندی ہو مالک سے یہ فرزند ہو تو ام ولد ہو جائیگی اور اگر طلاق حمل دی ہو تو عدت گذر جائیگی ۱۲ ع

فرج کی طرف سے بھی خون آوے تو نفاس ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے اگر دو توام بچے پیدا ہون تو نفاس اول بچے کے پیدا ہونے کے وقت سے ہوگا یہ کافی مین لکھا ہے اور دو توام بچون کی شرط یہ ہے کہ اُن دونون کی ولادت مین چھ مہینے سے کم فاصلہ ہو اور اگر چھ مہینے یا اُس سے زیادہ ہون تو دو حمل اور دو نفاس ہونگے اور اگر تین بچے پیدا ہون اور پہلے اور دوسرے کی ولادت مین چھ مہینے سے کم کا فاصلہ ہو اور اسیطرح دوسرے اور تیسرے کی ولادت مین چھ مہینے سے کم کا فاصلہ ہو لیکن پہلے اور تیسرے کے درمیان مین چھ مہینے سے زیادہ ہو تو صحیح یہ ہے کہ ایک حمل سمجھا جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہے کم سے کم نفاس وہ ہے کہ جبتک خون آوے اگرچہ ایک ہی ساعت ہو اور اسی پر فتوے ہے اور اکثر نفاس ہمارے نزدیک چالیس دن ہین یہ سراجیہ مین لکھا ہے اور اگر چالیس دن سے خون زیادہ ہوا تو چالیس روز اُس عورت کے لیے جسکو اول مرتبہ نفاس آیا اور معمولی عادت کے دن اُس عورت کیلیے جسکو نفاس کی عادت مقرر ہے نفاس ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے چالیس دن کے درمیان مین جو دو خونونکے درمیان مین طہر آجاوے وہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نفاس سمجھا جائیگا اگرچہ پندرہ دن ہو یا اُس سے زیادہ اسی پر فتوے ہے نفاس کی عادت اسکے ایک بار خلاف ہونے سے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بدل جاتی ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے

تیسری فصل استحاضہ کے بیان مین

اکثر مدت حیض و نفاس کے بعد کم سے کم مدت طہر کے درمیان جو خون ظاہر ہو تو اگر اُسکو اول مرتبہ خون آیا ہے تو جسقدر اکثر مدت حیض کے بعد ظاہر ہوا اور اگر اُسکی عادت مقرر ہے تو جسقدر معمولی عادت کے بعد ظاہر ہوا وہ استحاضہ[1] ہے اور اسیطرح وہ خون جو کم سے کم مدت حیض سے کم ہو اور اسیطرح وہ خون جو بہت بوڑھی عورت سے ظاہر ہو یا بہت چھوٹی لڑکی سے ظاہر ہو استحاضہ ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور اسیطرح وہ خون جسکو حاملہ عورت ابتدا مین دیکھے یا ولادت کی حالت مین بچہ نکلنے سے قبل دیکھے استحاضہ ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے

چوتھی فصل حیض اور نفاس اور استحاضہ کے احکام مین

حیض اور نفاس اور استحاضہ کا حکم جب ہی ثابت ہوتا ہے جب خون نکلے اور ظاہر ہو ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب یہی ہے اور تمام مشائخ اسی پر ہین اور اسی پر فتوےٰ ہے یہ محیط مین لکھا ہے جو احکام حیض و نفاس مین مشترک ہین وہ آٹھ ہین منجملہ اُن احکام کے یہ ہے کہ حیض والی اور نفاس والی عورت سے نماز ساقط ہو جاتی ہے اور پھر اُسکی قضا بھی نہین یہ کفایہ مین لکھا ہے اول مرتبہ جو خون نظر آوے اُسیوقت عورت نماز چھوڑ دے فقیہ نے کہا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین نوازل سے نقل کیا ہے اور یہی صحیح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے جب نماز کے وقت مین حیض یا نفاس آوے اُسوقت کا فرض اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا نماز پڑھنے کے لائق وقت رہا ہو یا نہ رہا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر آخر وقت مین نماز شروع کی پھر حیض ہو گیا تو اُسپر اُس نماز کی قضا لازم نہین لیکن اگر نماز نفل ہوگی تو قضا لازم ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے حیض والی

---

[1] خون استحاضہ چھ قسم ہے ایک وہ ہے جو اقل حیض سے کم ہو دوسرے یہ کہ اکثر حیض سے زیادہ ہو تیسرے یہ کہ حیض مبتدأۃ سے زیادہ ہو اور اُسکا حیض دس روز کا ہے ہر مہینہ مین چوتھے یہ کہ نفاس مبتدأۃ سے زیادہ ہو اور اُسکا نفاس چالیس دن کا ہے پانچوین کہ حیض اور نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور دونون کی اکثر مدت سے تجاوز کرے چھٹے حاملہ کا خون کذا فی الحموی اور آئسہ اور صغیرہ اور مریضۃ الرحم کا خون اسی قسم کا ہے کذا ذکرہ ابو السعود اور خون استحاضہ کی علامت یہ ہے کہ اسمین بدبو نہین ہوتی اور حیض کے خون مین بدبو ہوتی ہے کذا فی الطحطاوی ۱۲ ع

عورت کے واسطے یہ مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت ہو تو وضو کرے اور اپنے گھر مین نماز پڑھنے کی جگہ مین آ بیٹھے اور جتنی دیر
مین نماز ادا کرتی اتنی دیر تک سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ پڑھتی رہے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور مضمرات مین ہی کہ حیض والی
عورت جب آیت سجدہ کی سُنے تو اُسپر سجدہ واجب نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُن احکام کے یہ ہی کہ اُ سپر
روزہ حرام ہوگا مگر اُسکی قضا ہوگی یہ کفایہ مین لکھا ہی۔ نفل روزہ شروع کیا اور حیض آ گیا تو احتیاطًا قضا لازم ہوگی یہ ظہیریہ
مین لکھا ہی اور منجملہ اُن احکام کے یہ ہی کہ حیض والی عورت اور نفاس والی عورت اور جنب پر مسجد مین داخل ہونا حرام ہی برابر ہی
کہ اسمین بیٹھنے کے لیے ہو یا اسمین گذر جانے کیلیے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی۔ تہذیب مین ہی کہ حیض والی عورت مسجد جماعت مین
نہ داخل ہو اور تحفہ مین ہی کہ حیض والی عورت کو اُسوقت مسجد مین داخل ہونا جائز ہے جب مسجد مین پانی ہو اور کہین
اور نہ ملے اور یہی حکم ہے اس صورت مین جب جنب کو یا حیض والی عورت کو درندے کا یا چور کا یا سردی کا
خوف ہو تو مسجد مین ٹھہر جانے مین مضائقہ نہین اور اولے یہ ہے کہ مسجد کی تعظیم کے لیے تیمم کرلے یہ تاتارخانیہ
مین لکھا ہے مسجد کی چھت بھی مسجد کے حکم مین ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے جو مکان جنازہ کی نماز کے لیے یا
عید کی نماز کے لیے بنایا جاوے اصح یہ ہے کہ اُسکے لیے حکم مسجد کا نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ حیض والی عورت
کو اور جنب کو زیارت قبور مین مضائقہ نہین یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُن احکام کے یہ ہی کہ حیض والی اور
نفاس والی عورت کو طواف خانہ کعبہ کا حرام ہی اگرچہ مسجد سے باہر طواف کرین یہ کفایہ مین لکھا ہی اور اسیطرح جنب
کو بھی طواف حرام ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور منجملہ اُن احکام کے یہ ہے کہ قرآن پڑھنا حرام ہے حیض والی
اور نفاس والی عورت اور جنب ذرا بھی قرآن نہ پڑھین پوری آیت ہو یا کم ہو دونون موافق قول اصح کے حرام
ہونے مین برابر ہین لیکن اگر کم آیت سے پڑھین اور قرأت کا قصد نہ کرین مثلاً شکر کے ارادہ سے الحمد للہ کہین
یا کھانا کھاتے وقت یا اور وقت بسم اللہ پڑھین تو مضائقہ نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی آیتین
جو باتین کرنے مین زبان پر آجایا کرتی ہین حرام نہین جیسے ثم نظر اور لم یولد یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر جنب قرآن
پڑھنے کے واسطے کلی کرے تو قرآن پڑھنا حلال نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہے جنب اور حیض والی اور نفاس والی عورت کو توریت اور انجیل اور زبور کا پڑھنا مکروہ ہے یہ
تبیین مین لکھا ہے اگر معلمہ یعنے پڑھانے والی عورت کو حیض آجاوے تو اُسکو لائق ہی کہ لڑکون کو ایک ایک
کلمہ سکھاوے اور دو کلمون کے درمیان مین توقف کرے اور قرآن کے ہجے اُسکو مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہے
اور ظاہر روایت مین قرأت قنوت کی بھی مکروہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ تجنیس اور ظہیریہ
مین لکھا ہے جنب اور حیض والی عورت کو دعائین پڑھنا اور اذان کا جواب دینا اور مثل اسکے اور چیزین جائز ہین
یہ سراجیہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُن احکام کے حرمت قرآن چھونے کی ہی۔ حیض والی کو اور نفاس والی کو اور
جنب والی کو اور بے وضو کو قرآن کا چھونا جائز نہین لیکن اگر قرآن ایسے غلاف مین ہو جو اُس سے جدا ہو
جیسے تھیلی یا ایسی جلد ہو جو اسمین سلی ہوئی نہو تو جائز ہے اور جو اُس سے متصل ہو تو جائز نہین یہی صحیح ہے یہ

ہدایہ مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ قرآن کے حاشیون اور اُس سفیدی
کا جہان قرآن لکھا ہوا نہین ہی چھونا بھی جائز نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور اعضاے طہارت کے سوا اور
اعضا سے چھونے مین اور جو اعضا دھو لیے اُنسے وضو کے پورے ہونے سے پہلے چھونے مین اختلاف ہی
اور اصح یہ ہے کہ منع ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے جو کپڑے پہنے ہوے ہین اُنسے بھی قرآن کا چھونا جائز
نہین - اور اُنکو تفسیر اور فقہ اور حدیث کی کتابون کا چھونا بھی جائز نہین مگر آستین سے چھونے مین مضائقہ
نہین یہ تبیین مین لکھا ہے - درہم یا لوح یا اور کسی چیز پر اگر پوری آیت قرآن کی لکھی ہو تو اُسکا چھونا بھی
جائز نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے - اگر قرآن فارسی مین لکھا ہو تو اُن سب کو اُسکا چھونا امام ابو حنیفہؒ کے
نزدیک مکروہ ہے اور اسیطرح صحیح قول کے بموجب امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ خلاصہ
مین لکھا ہے - اور نیز اُسکا چھونا جسمین قرآن کے سوا اور اللہ کا ذکر لکھا ہوا ہے ان سب پر عامۂ مشائخ
نے ایک حکم کیا ہے یہ نہایہ مین لکھا ہے - اور جنب اور حیض والی عورت اور نفاس والی عورت کو
قرآن کا دیکھنا مکروہ نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور جنب اور حیض والی کو ایسی کتابت لکھنا جسکی
بعضی سطرون مین قرآن کی آیت ہو مکروہ ہے اگرچہ وہ اُسکو پڑھین نہین اور جنب قرآن کو لکھے نہین
اگرچہ کتاب زمین پر رکھی ہو اور نہ اُسپر اپنا ہاتھ رکھے اگرچہ آیت سے کم ہو امام محمدؒ نے کہا ہے
کہ بہتر ہے میرے نزدیک نہ لکھے اور اسی کو لیا ہے مشائخ بخارا نے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی بچون کو قرآن دیدینا
مضائقہ نہین اگرچہ وہ بے وضو رہتے ہون یہی صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور منجملہ ان احکام کے
جماع کا حرام ہونا ہی اور یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہے اور مرد کو جائز ہے کہ ایسی عورتون کے بوسے لے
اور اُنکو پاس لٹائے اور تمام بدن سے لذت حاصل کرے سوا اتنے بدن کے جو گھٹنے اور ناف کے درمیان
مین ہے نزدیک امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر مجامعت کی اور
جانتا ہے کہ حرام ہی تو اُسپر توبہ اور استغفار کے سوا اور کچھ نہین اور مستحب یہ ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار
صدقہ دے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور منجملہ ان احکام کے خون کے بند ہونے کے وقت غسل واجب ہوتا ہی
یہ کفایہ مین لکھا ہے اگر اکثر مدت حیض جو دس دن ہین گذر چکین تو غسل سے پہلے بھی وطی حلال ہی پہلے ہی بار
حیض آیا ہو یا عادت والی ہو اور مستحب یہ ہے کہ جبتک وہ غسل نہ کرے وطی نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہے
اور اگر حیض کا خون دس دن سے کم مین بند ہو جائے اور جبتک وہ نہا نہ لے یا اُسپر آخر وقت نماز کا اسقدر نہ گذرے
کہ جو تحریمہ اور غسل کو کافی ہو تب تک اُسکی وطی جائز نہین اسلیے کہ نماز اُسی وقت واجب ہوتی ہے کہ جب
آخر وقت نماز سے اسقدر موجود ہو یہ زاہدی مین لکھا ہے پورے وقت کا گذرنا کہ خون اول وقت مین بند ہو
اور اسی بند ہونے کی حالت مین تمام وقت گذر جائے شرط نہین یہ نہایہ مین لکھا ہے اگر خون عادت کے دنون سے
کم مین بند ہو تو اُس سے قربت کرنا بھی مکروہ ہی اگرچہ وہ نہا لے جبتک اُسکی عادت کے دن پورے نہو جائین

لیکن اُسپر بطور احتیاط کے روزہ و نماز لازم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر دس دن سے کم مین خون بند ہوا اور پانی نہ ملنے کیوجہ سے تیمم کیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی وطی حلال نہ ہوگی جبتک وہ نماز نہ پڑھ لے پھر اگر پانی ملا تو قرآن پڑھنا حرام ہو جاویگا وطی حرام نہوگی ہمارے نزدیک یہ زاہدی مین لکھا ہے خجندی نے کہا ہی کہ یہی اصح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے جس عورت کو اول ہی بار حیض آیا ہو اور دس دن سے کم مین وہ پاک ہوجاوے یا عادت والی عورت اپنی عادت سے کم دنون مین پاک ہو جاوے تو وضو اور غسل مین اسقدر تاخیر کریگی کہ نماز کیلیے وقت مکروہ نہ آجاوے یہ زاہدی مین لکھا ہے وہ احکام جو حیض سے مختص ہین پانچ ہین عدت اور استبرا کا تمام ہونا اور بلوغ کا حکم اور طلاق سنت اور بدعت مین فرق یہ کفایہ مین لکھا ہی اور پیہم روزون کے اتصال کا قطع نہونا یہ تبیین اور مضمرات کے کفارہ ظہار کے بیان مین لکھا ہی استحاضہ کا خون مثل نکسیر کے ہی جو ہمیشہ جاری ہی روزہ اور نماز اور وطی کا مانع نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے ایک مرتبہ بدلنے سے امام ابو یوسف رح کے نزدیک بدل جاتی ہی اسی پر فتوے ہی یہ کافی مین لکھا ہے اگر دو پورے طہر کے درمیان مین خون آوے اور زیادہ دن آنے مین یا کم دن آنے مین یا عادت سے پہلے آجانے مین یا بعد کو آنے مین یا دونون باتون مین عادت کے خلاف ہو تو عادت وہی مقرر ہو جاویگی حقیقی خون ہو یا حکمی یہ حب ہے کہ وہ دس دن سے زیادہ نہو جاوے اور اگر زیادہ ہو تو جو اُسکی معمولی عادت ہی وہ حیض ہوگا اور اسکے سوا استحاضہ ہوگا اور عادت نہ بدلیگی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی حکم نفاس کا ہی پس نفاس عادت کے خلاف دنون تک اور چالیس دن سے زیادہ نہ ہوا تو عادت بدلجائیگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر نفاس کی کچھ عادت مقرر ہی اور کبھی چالیس دن سے زیادہ ہوگیا تو جسقدر عادت کے دن ہین وہی نفاس سمجھے جاوینگے برابر ہے کہ معمولی عادت خون پر ختم ہو یا طہر پر امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے جس عورت کی عادت مقرر ہی اور اب خون اُسکا بند نہین ہوتا اور حیض کی عادت کے دنون مین اور مکان مین یعنے یہ کہ حیض کے مہینے کے کونسے عشرہ مین ہوتا تھا اور دورہ مین شبہہ پڑگیا تو گمان غالب پر عمل کرے اور اگر کوئی گمان غالب بھی نہو تو نہ وہ حیض ٹھہراوے نہ طہر بلکہ احتیاط پر عمل کرے اور ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور جن چیزون سے حیض والی عورتین بچتی ہین اُنسے بچتی رہے یہ تبیین مین لکھا ہے پس فرض اور واجب اور سنت مؤکدہ پڑھے اور موافق صحیح قول کے نفل نہ پڑھے اور قرآن صرف بقدر فرض و واجب کے پڑھے اور صحیح یہ ہے کہ فرض کی دونون رکعتون مین چھوٹی سورتین پڑھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر صرف بعض مین شبہہ ہو مثلاً طہر مین اور حیض کے داخل ہونے مین شبہہ ہو تو ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کرے اور اگر طہر مین اور حیض سے فارغ ہونے مین شک ہو تب استحسان یہ ہی کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے نجم الدین نسفی نے لکھا ہے اور صواب یہ ہی کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے یہ محیط مین لکھا ہے اور یہی اصح ہے

سلہ جو عورت کہ ایام کا شمار اول و آخر و دورہ بھول گئی ہے پس اگر ان تین باتون مین سے بعض بھولی و بعض نہین بھولی تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسکو تردد ہے کہ طہر ہے یا حیض کے ایام ہین تو ہر نماز کے وقت کیلیے وضو کرکے نماز پڑھے اور اگر تردد ہو کہ طہر ہے یا حیض سے اب نکلی ہے تو استحساناً ہر نماز کے وقت کے لیے غسل کرے ۱۲ ع۔

اور یہ مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف سے ہی صحیح ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور رمضان مین کسی روز روزہ کا افطار نہ کرے لیکن اُس مہینے کے گذرنے کے بعد حیض کے دنون کی قضا اُسپر واجب ہوگی پس اگر یہ بات معلوم ہو کہ حیض اُسکا رات کو شروع ہوتا تھا تو اُسپر بیس روز کی قضا آویگی اور اگر یہ معلوم ہو کہ دن مین حیض شروع ہوتا تھا تو احتیاطًا بائیس روز کی قضا آویگی اور اگر دن رات کے شروع ہونے مین بھی شبہہ ہو تو اکثر مشائخ کا یہ قول ہی کہ بیس دن کی قضا آویگی اور فقیہ ابو جعفر کا یہ قول ہی کہ بائیس دن کے روزے احتیاطًا قضا کرے خواہ روزے ملاکر رکھے یا جدا جدا رکھے یہ اُسوقت ہی جب دورہ اُسکا معلوم ہو مثلاً یہ بات کہ ہر مہینے مین آتا ہی اور اگر دورہ بھی معلوم نہین تو اگر یہ بات معلوم ہی کہ حیض اُسکا رات سے شروع ہوتا تھا تو احتیاطًا پچیس دن کی قضا کرے خواہ ملاکر رکھے یا جدا جدا اور اگر یہ بات معلوم ہی کہ حیض دن مین شروع ہوتا تھا تو اگر ملاکر روزہ رکھے تو احتیاطًا بتیس دن کی قضا کرے اور اگر جدا جدا رکھے تو اڑتیس[۳۸] دن کی اور جو یہ بھی نہین معلوم تو اگر ملاکر روزے رکھے تو تینتیس[۳۳] دن کی قضا کرے اور اگر جدا جدا رکھے تو اڑتیس دن کی قضا کرے یہ اُس صورت مین ہے کہ جب رمضان پورے تیس[۳۰] دن کا ہوا اور جو کم کا ہو تو سینتیس[۳۷] دن کی قضا کرے یہ مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہے عادت والی عورت جب بعد ولادت کے خون دیکھے اور اپنی عادت بھول جائے تو اگر خون اُسکا چالیس دن سے زیادہ نہوا اور چالیس دن کے بعد پورا طہر ہوا تو جسقدر نمازین چھوٹی ہین اُنکا اعادہ نہ کریگی اور اگر خون چالیس دن سے زیادہ ہوگیا یا زیادہ نہوا لیکن چالیس دن کے بعد طہر پندرہ دن سے کم ہوا تو اُسپر یہ لازم ہی کہ اپنے دل مین سوچے اگر کچھ گمان غالب عادت کے دنون کا ہو تو اُسی کو عادت سمجھے اور اُسی پر عمل کرے اور اگر کچھ گمان غالب نہو تو احتیاطًا چالیس روز کی سب نمازین قضا کرے اور اگر خون اسکا اب پھر بند نہین ہوتا تو دس روز تک انتظار کرے پھر یہ چالیس روز کی نمازین دوبارہ قضا کرے یہ محیط مین لکھا ہے کسی عورت کو اسقاط ہوا اور یہ نہین شناخت ہے کہ اُسکے بعض اعضا کی خلقت ظاہر ہوئی تھی یا نہین اور خون بند نہین ہوتا تو اگر اُسکے حیض کی عادت کے جو دن ہین اُنکے اول مین اسقاط ہوا ہی تو بقدر عادت کے دنون کے بالیقین نماز کو چھوڑدے اسلیے کہ اُسکو یا حیض ہی یا نفاس پھر غسل کرے اور جسقدر طہر کی عادت ہی اُتنے دنون تک بطور شک کے نماز پڑھے اسلیے کہ یا اُسکو طہر ہے یا نفاس پھر جبتک حیض کی عادت کے دن ہین تب تک بالیقین نماز چھوڑدے اسلیے کہ اُسکو نفاس ہی یا حیض ہی پھر اگر وقت اسقاط سے چالیس دن پورے ہوچکے تو غسل کرے اور جبتک طہر کی عادت کے دن ہین بالیقین نماز پڑھے اور اگر پورے نہین تو جسقدر چالیس دن کے اندر ہین تب تک بطور شک کے نماز پڑھے اور اُسکے بعد بطور یقین کے نماز پڑھے پھر ہمیشہ یہی کرتی رہے اور اگر بعد ایام حیض کے اسقاط ہوا تو وہ اُسی وقت سے جبتک اُسکے حیض کی عادت کے دن ہین بطور شک کے نماز پڑھے پھر حیض کی عادت کے دنون مین بالیقین نماز چھوڑدے اور حاصل اس کا یہ ہی کہ شک کے لیے کوئی حکم نہین ہوتا اور احتیاط واجب ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی معذور کے احکام بھی اسی سے متصل ہین اول مرتبہ

ثبوت عذر کے واسطے یہ شرط ہی کہ ایک نماز کے پورے وقت تک برابر عذر رہے اور یہی اظہر ہے اسی طرح عذر کا منقطع ہونا بھی اُس وقت ثابت ہوتا ہے جب نماز کے ایک پورے وقت تک عذر منقطع رہے یہانتک کہ اگر نماز کے بعضے وقت مین خون آیا پورے وقت مین نہ آیا پھر اُس نے بطور معذورون کے وضو کرکے نماز پڑھی پھر وہ وقت خارج ہوکر دوسری نماز کا وقت داخل ہوا یا اُسی بعضے وقت مین خون منقطع ہوگیا تو اُس نماز کا اعادہ کرے اسلیے کہ تمام وقت مین عذر موجود نہوا اور اگر دوسری نماز کے وقت مین عذر منقطع نہوا یہانتک کہ وہ وقت نکل گیا تو نماز کا اعادہ نہ کرے اسلیے کہ پورے وقت مین عذر موجود ہوا عذر کے باقی رہنے کی شرط یہ ہی کہ کوئی وقت نماز کا اُسپر ایسا نہ گذرے کہ اُسمین وہ عذر موجود نہو یہ تبیین مین لکھا ہے مستحاضہ عورت اور وہ شخص جسکو سلس البول کی بیماری ہے یا دست جاری ہین یا بار بار ریح نکلتی ہے یا نکسیر جاری ہے یا کوئی زخم جاری ہی جو بند نہین ہوتا یہ سب لوگ ہر نماز کے وقت کے واسطے وضو کرین اور اُس سے اُس وقت مین جو فرض و نفل چاہین پڑھین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر وضو کرتے وقت خون جاری تھا اور نماز پڑھتے وقت بند تھا اور پھر دوسری نماز کے تمام وقت مین بند رہا تو اُس نماز کا اعادہ کرے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہے اور یہی حکم ہی اُس صورت مین جب نماز کے اندر خون بند ہوا اور دوسری نماز کے سارے وقت مین بھی بند رہا یہ مضمرات مین لکھا ہی معذور کا وضو فرض نماز کا وقت خارج ہونے سے اسی حدث سے ٹوٹ جاتا ہی جو اول ہو چکا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی یہانتک کہ اگر معذور عید کی نماز کیلیے وضو کرے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اُس سے ظہر بھی پڑھ سکتا ہی اور یہی صحیح ہے اسلیے کہ عید کی نماز بمنزلہ صلوٰۃ ضحیٰ[1] کے ہی اگر ایکبار ظہر کی نماز پڑھنے کیلیے ظہر کے وقت مین وضو کیا اور دوسری بار اُسی ظہر کے وقت مین عصر کے واسطے وضو کیا تو اُن دونون کے نزدیک اُس سے عصر پڑھنا جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور طہارت اُس وضو کی اُسوقت ٹوٹتی ہی جب وہ وضو کرے اور خون جاری ہو یا وضو کے بعد وقت نماز مین خون جاری ہوا اور اگر وضو کے بعد خون بند رہا یہانتک کہ وہ وقت نکل گیا تو وہ وضو باقی ہے اور اُسکو اختیار ہی کہ اسی وضو سے نماز پڑھے جبتک خون جاری نہین ہوا یا کوئی دوسرا حدث نہین ہوا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر وقت نماز مین بلا حاجت کے وضو کیا تھا پھر خون جاری ہوا تو اسیوقت کی نماز پڑھنے کے لیے دوبارہ وضو کرے اور یہی حکم ہے اس صورت مین جب اُسنے سیلان کے سوا کسی دوسرے حدث کیلیے وضو کیا پھر خون بہنے لگا یہ کافی مین لکھا ہے کسی شخص کے چیچک نکل رہی تھی اور اُسمین سے رطوبت جاری تھی پھر اُسنے وضو کیا پھر ایک دوسری جگہ سے رطوبت جاری ہوگئی جو پہلے جاری نہ تھی تو اُسکا وضو ٹوٹ جائیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اسیطرح اگر ناک کے ایک نتھنے سے خون جاری تھا اور اُسنے وضو کیا پھر دوسرے نتھنے سے خون جاری ہوگیا تو اُسپر دوسرا وضو لازم ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی جس عورت کو استحاضہ تھا اُسنے وضو کیا اور نفل نماز شروع کی

---

[1] یعنے مفروضہ ہونے مین نماز عید و نماز چاشت بمنزلہ واحد ہین اگرچہ نماز عید واجب ہے ۱۲ ع

جب ایک رکعت پڑھی تو وقت نماز کا نکل گیا تو نماز ٹوٹ جائیگی اور چوتھا طاہر اُسپر قضا لازم ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر معذور اس بات
پر قادر ہی کہ باندھنے سے یا روئی رکھنے سے خون کو بند کر سکتا ہی یا بیٹھنے مین خون جاری نہین ہوتا کھڑے ہونے مین جاری ہوتا ہی
تو اُسکا بند کرنا واجب ہے اور اُسکے بند کر لینے کے سبب سے اب صاحب عذر نہین رہتا لیکن حیض والی عورت اگر گدی رکھکر خون بند
کرے تو اُسکو حیض ہی رہتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی نفاس والی یا استحاضہ والی عورت اگر روئی رکھلے تو وہ نفاس یا استحاضہ
سے نہین نکلتی یہ تجنیس مین لکھا ہی اگر آنکھ مین سے درد کیوجہ سے یا کسی آنکھ کی رگ مین سے ہر وقت پانی جاری ہو تو نماز کے
ہر وقت کیلیے وہ وضو کرے اسلیے کہ اُسکے پیپ ہونے کا احتمال ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر کسی کا زخم بہتا تھا اور اُسپر کپڑا
باندھ لیا تھا پھر اُسپر قدر درہم سے زیادہ خون لگ گیا یا اُسکے پہننے کے کپڑے پر لگ گیا اگر ایسی حالت ہے کہ جو دھوئے
تو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی دوبارہ نجس ہوجاویگا تو اُسکے بغیر دھوئے نماز پڑھنا جائز ہی اور جو ایسا نہین تو جائز
نہین یہی مختار ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی جسکی نکسیر جاری ہو یا زخم سے خون بہنے لگے تو وہ آخر وقت تک انتظار کرے
اگر خون بند نہو تو وقت کے نکلنے سے پہلے وضو کرکے نماز پڑھلے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی

ساتوان باب نجاستون کے بیان مین اور اُسکے احکام مین اس باب مین تین فصلین ہین پہلی فصل

نجاستون کے پاک کرنے کے بیان مین

نجاستون کے پاک کرنے کے دس طریقہ ہین منجملہ اُنکے دھونا ہے
نجاست کا پاک کرنا جائز ہی پانی سے اور بہتی ہوئی پاک چیز سے جس سے نجاست دور ہو سکے جیسے سرکہ اور گلاب
اور سوا اُسکے اور چیزین جنسے کپڑا بھگو کر نچوڑین تو نچڑ جاوے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور جو نہ نچڑے جیسے تیل تو اُس سے
نجاست دور کرنا جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی حکم ہے چھاچ اور دودھ اور شیرہ کا یہ تبیین مین لکھا ہی اور ان
بہتی ہوئی چیزون سے جنسے نجاست دُھلتی ہی مستعمل پانی بھی ہی اور یہ امام محمدؒ کا قول ہی اور ایک روایت امام ابو حنیفہؒ
سے بھی ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر نجاست نظر آتی ہو تو عین نجاست دور کیجاوے اور اُسکا اثر بھی
دور کیا جاوے اگر وہ چیز اُس قسم کی ہو کہ اُسکا اثر دور ہو جایا کرتا ہی اسمین عدد کا اعتبار نہین یہ محیط مین لکھا ہے اگر
ایک ہی مرتبہ کے دھونے مین نجاست اور اُسکا اثر چھوٹ جاوے تو وہی کافی ہی اور اگر تین مرتبہ مین بھی نہ چھوٹے تو اُسوقت
تک دھوئے جبتک وہ بالکل چھوٹ جاوے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور اگر وہ نجاست اس قسم کی ہی کہ اُسکا اثر بغیر مشقت کے
دور نہین ہوتا یا بنطور کہ اُسکے دور کرنے مین پانی کے سوا کسی اور چیز کی حاجت ہے جیسے صابون وغیرہ کی تو اُس دور کرنے مین
تکلف نہ کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسیطرح گرم پانی سے دھونے کا تکلف نہ کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے
اسی بنا پر فقہا نے یہ کہا ہی کہ اگر کسی کے ہاتھ یا کپڑا مہندی یا کسی اور ایسے رنگ مین رنگ جاوین جو نجس ہو گیا تو جب

سلہ ولیکن شیخ ابن الہمامؒ نے کہا کہ یہ تعلیل کہ شاید وہ پیپ ہو اسکو مقتضی ہی کہ یہ حکم استحبابی ہی کیونکہ احتمال و شک سکے ناقض ہونیکا اسقدر قوت نہین رکھتا کہ
ٹوٹ جانیکا قطعی حکم دیا جاوے کیونکہ یقین کا زوال شک کے ساتھ نہین ہو سکتا ہی ہان اگر طبیبون کے خبر دینے سے گمان غالب ہو یا خود مبتلا سے مرض کے
نزدیک علامات سے یہی گمان غالب ہوا تو اب البتہ وضو کا اعادہ واجب ہوگا ۱۲ منہ سلہ اور مانند اسکے پھلون مانند سیب وغیرہ کا نچوڑا ہوا
اور درختون کا پانی اور خربوزہ و ککڑی و تربوز و صابون و باقلا کا پانی اور ہر پانی جس سے کوئی چیز ملکر اسپر غالب ہو گئی تو وہ بھی مانع کے
حکم مین ہی۔ ذکرہ الطحاوی ستتے کہ تھوک بھی پاک کرتا ہی الاہی ۱۲ ع

دھوتے دھوتے اُسکا پانی صاف ہوجاوے تو پاک ہوگیا اگرچہ رنگ باقی ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر کوئی شخص نجس گھی
مین ہاتھ ڈالدے یا اُس کپڑے کو لگ جاوے پھر اُس ہاتھ یا کپڑے کو پانی سے بغیر اشنان کے دھووے اور اثر گھی کا
اُسکے ہاتھ پر باقی رہے تو وہ پاک ہوجاویگا اسی کو اختیار کیا ہی فقیہ ابو اللیثؒ نے اور یہی اصح ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے
اور اگر نجاست نظر آنیوالی نہو تو اُسکو تین بار دھووے یہ محیط مین لکھا ہی اور جو چیز نچڑ سکتی ہو اُسمین ہر مرتبہ
نچوڑنا شرط ہی اور تیسری مرتبہ خوب اچھی طرح نچوڑے یہان تک کہ اگر پھر اُسکو نچوڑین تو اُسمین سے پانی نہ گرے
اور ہر شخص مین اُسکی قوت کا اعتبار ہے اور اصول کے سوا ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نچوڑنا کافی ہی
اور یہی قول زیادہ آسانی کا ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور نوازل مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اول
مین زیادہ احتیاط ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر ہر بار نچوڑا اور قوت اُسمین زیادہ ہی لیکن کپڑے کے بچانے کے لیے
اُس نے اچھی طرح نہ نچوڑا تو جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر تین مرتبہ دھویا اور ہر مرتبہ نچوڑا پھر اُسمین سے
ایک قطرہ ٹپک کر کسی چیز پر لگ گیا اگر اُسکو تیسری مرتبہ خوب نچوڑ لیا ہے ایسا کہ اگر اُسکو پھر نچوڑین تو اُسمین سے
پانی نہ گرتا تو کپڑا اور ہاتھ اور جو قطرہ ٹپکا ہے سب پاک ہین اور اگر ایسا نہین نچوڑا تو سب نجس ہین یہ محیط مین
لکھا ہی اور جو نچڑ نہین سکتا وہ تین مرتبہ دھونے اور ہر مرتبہ خشک کرنے سے پاک ہوتا ہی اسلیے کہ خشک کرنے مین
بھی نجاست کے نکلنے کا اثر ہوتا ہے اور خشک کرنے کی حد یہ ہے کہ اسقدر اُسکو چھوڑدے کہ پانی کا ٹپکنا
اُس سے موقوف ہوجاوے سوکھ جانا شرط نہین یہ تبیین مین لکھا ہی یہ حکم جب ہے کہ نجاست کو اُسنے خوب پی لیا ہو
اور اگر نجاست کو نہ پیا یا تھوڑا سا پیا ہو تو تین بار کے دھونے سے پاک ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے کسی
عورت نے گیہون یا گوشت شراب مین پکائے تو امام ابو یوسفؒ کا قول ہی کہ پھر تین مرتبہ پانی مین پکاوے اور ہر
مرتبہ خشک کرے اور امام ابو حنیفہؒ کا قول ہی کہ وہ کبھی پاک نہونگے اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین نصاب
اور کبرے سے نقل کیا ہے اگر ایسی چیز نجس ہوجاوے جو نچوڑی نہین جاسکتی اور نجاست پی جاوے مثلاً چھری کو
نجس پانی سے ملمع کیا یا مٹی کا برتن یا اینٹ تازی بنی ہوئی ہو اور اُسپر شراب پڑجاوے یا گیہون پر شراب پڑجائے اور وہ اُسکو جذب
کرکے پھول جاوین تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پاک پانی سے تین بار چھری ملمع کیجاوے اور اینٹ اور برتن
کو تین بار دھووین اور ہر بار خشک کرین تو پاک ہوجاوینگے اور گیہون کو پانی مین بھگووین یہان تک کہ وہ پانی کو
اسیطرح پی لین جیسے شراب کو اُنھون نے پیا تھا پھر خشک کیے جاوین تین مرتبہ اسیطرح کیا جاوے تو طہارت
کا حکم کیا جاویگا اور اگر نہ پھولے ہون تو تین مرتبہ دھووین اور ہر مرتبہ خشک کرین لیکن یہ شرط ہی کہ اسمین شراب کا
مزہ یا بو نہ باقی ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اینٹ پرانی ہو تو اُسکو ایک دفعہ تین بار دھو لینا کافی ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی
اگر شہد نجس ہوجاوے تو وہ ایک کڑھائی مین ڈالا جاوے اور اُسمین پانی ملادین اور اسقدر جوش دین کہ پانی خشک
ہوکر جسقدر شہد تھا وہ باقی رہجاوے تین بار اسیطرح کیا جاویگا تو وہ پاک ہوجاویگا فقہا نے کہا ہے کہ اسیطرح چھاچ
بھی پاک ہوسکتی ہی نجس تیل کو تین مرتبہ اسطرح دھووین کہ اسکو ایک برتن مین ڈالین پھر اُسی کے برابر اُسمین پانی

ڈالین پھر اُسکو ہلا دین اور چھوڑ دین یہان تک کہ تیل اوپر آجاوے وہ اوپر سے اُتار لیا جاوے یا برتن مین سوراخ کر دیا جاوے تاکہ پانی نکل جاوے اسیطرح تین بار کیا جاوے تو وہ پاک ہوجاویگا یہ زاہدی مین لکھا ہے۔ نجس کپڑا تین برتنون مین دھویا جاوے یا ایک ہی برتن مین تین بار دھویا جاوے اور ہر بار نچوڑا جاوے تو وہ پاک ہوجاوے اسلیے کہ دھونے کی عادت اسیطرح جاری ہی اگر نہ پاک ہو تو لوگون پر دقت پڑے۔ اور نجس عضو کو کسی برتن مین دھونے کا اور ایسے جنب کا کہ استنجا نہ کیا ہو کسی پانی مین نہانے کا حکم مثل کپڑے کے ہی اور پانی اور برتن ناپاک ہوجاویگا اور اگر چوتھے برتن مین بھی دھووین تو اُسکا پانی کپڑا دھونے کی صورت مین پاک کرنیوالا باقی رہیگا اور عضو دھونے کی صورت مین پاک کرنیوالا باقی نہ رہیگا اسلیے کہ عبادت مین صرف ہوا تو مستعمل ہوجاویگا یہ کافی مین لکھا ہے اور وہ تینون برتنون کے تینون پانی نجس ہونگے لیکن اُنکی نجاست مین فرق ہوگا پہلا پانی جب کسی کپڑے کو لگیگا تو وہ تین بار دھونے سے پاک ہوگا اور دوسرے پانی لگنے مین دو بار دھونے سے اور تیسرے پانی مین ایک بار دھونے سے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ تنویر مین لکھا ہی اور جب وہ پانی دوسرے کپڑے کو لگیگا تو اُسکا وہی حکم ہوگا جو پہلے کپڑے مین تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور تیسری بار کے دھونے مین تیسرا برتن بھی پاک ہوجاویگا جلیسے کہ کاسہ کی دستگی اور وہ مٹکا جسمین شراب ہے کہ تبتی ہی پاک ہوجاتا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر ایک موزہ کا استر ٹاٹ کا ہو اور وہ موزہ پھٹکر اُسکے روزنون مین نجس پانی داخل ہوگیا پھر اُسی موزہ کو دھویا اور ہاتھ سے ملا اور پھر اُسکے اندر تین بار پانی بھرا اور پھینکا لیکن اُس ٹاٹ کو نچوڑ نہ سکا تو وہ موزہ پاک ہوجاویگا یہ محیط مین لکھا ہی نوازل مین ہی کہ وہ ہر بار اتنی دیر تک چھوڑ دیا جاوے کہ اُس سے پانی ٹپکنا موقوف ہوجاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی خراسانی موزہ جنکے چمڑے جو سوت سے اسطرح کڑھے ہوئے ہوتے ہین کہ تمام موزہ کے چمڑے پر سوت چڑھا ہوتا ہے تو اگر اسکے نیچے نجاست لگ جاوے تو وہ تین بار دھوئے جاوین اور ہر بار خشک کیے جاوین اور بعض کا قول ہی کہ ہر بار اسقدر توقف کیا جاوے کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجاوے پھر دوسری بار اور تیسری بار اسیطرح دھووے یہ اصح ہے اور اول مین احتیاط زیادہ ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی زمین اور درخت مین اگر نجاست لگ جاوے پھر اُسپر مینہ برسے اور نجاست کا اثر باقی نہ رہے تو وہ پاک ہوجاوینگے اور اسیطرح لکڑی مین جب نجاست لگ جاوے اور اُسپر مینہ برسے تو وہ دھلنے کے حکم مین ہے زمین اگر پیشاب سے نجس ہوجاوے اور اُسکے دھونے کی حاجت ہو پس اگر زمین نرم ہے تو تین بار پانی بہانے سے پاک ہوجاویگی اور اگر سخت ہے تو فقہا نے کہا ہے کہ پانی اُسپر ڈالین پھر ہاتھ سے رگڑین پھر اون یا پاک کپڑے سے پونچھین اور اسیطرح تین بار عمل کرین تو پاک ہوجاویگی اور اگر اُسپر اتنا بہت پانی ڈالا جاوے کہ اُسکی نجاست متفرق ہوجاوے اور اُسکی بو اور رنگ باقی نہ رہے اور چھوڑ دیجاوے تاکہ خشک ہوجاوے تو پاک ہوجاویگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے بوریا کو اگر نجاست لگ جاوے اور وہ نجاست خشک ہو تو ضرور ہے کہ اُسکو ملکر نرم کرلین اور تر ہو اور بوریا نرکل کا اور یا اسی کے مثل کسی اور چیز کا ہی تو وہ دھونے سے پاک ہوجائیگا اور کسی اور چیز کی حاجت نہ رہیگی یہ محیط مین لکھا ہے

اور بلاخلاف پاک ہوجائیگا اسلیے کہ وہ نجاست کو جذب نہین کرتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر خرما وغیرہ کی چھال ہو تو دھووین اور ہر بار خشک کرین تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پاک ہوجاویگا یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ اُسکی شرح مین لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہے اور بوریا اگر نجس پانی مین گرجاوے تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب اور اسی کو مشائخ نے اختیار کیا ہی اُسکو تین بار دھووین اور ہر بار نچوڑین یا خشک کرین تو پاک ہوجاویگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی خلاصہ مین لکھا ہی۔ نجس برتن اگر کسی نہر مین ڈالاجاوے اور ایک رات چھوڑ دیا جاوے تاکہ اُسپر پانی جاری رہے تو پاک ہوجاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہے۔ کوزہ مین اگر شراب ہو تو تین بار اُسکے اندر پانی ڈالنے سے پاک ہوجاویگا اگر کوزہ کورا ہی تو ہر بار ایک ساعت تک توقف کرین اور یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی شراب کا مٹکا اگر پُرانا اور مستعمل ہو تو تین بار کے دھونے سے پاک ہوجاتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی جب شراب کی بو اُسمین نہ رہے یہ تاتارخانیہ مین کبرے سے نقل کیا ہی۔ دباغت کیا ہوا چمڑا جب اُسکو نجاست لگے تو اگر وہ ایسا سخت ہے کہ اُسکی سختی کیوجہ سے اسمین نجاست جذب نہین ہوتی تو ائمہ کے قول کے بموجب دھونے سے پاک ہوجاویگا اور اگر اسمین نجاست جذب ہوسکتی ہی اور اُسکو نچوڑ سکتے ہون تو تین بار دھووین اور ہر بار نچوڑین تو پاک ہوگا اور اگر نہین نچوڑ سکتے تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب تین بار دھووین اور ہر بار خشک کرین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر کپڑے کا کوئی کنارہ نجس ہوجاوے اور اُسکو بھول گیا اور بغیر اسکے کہ سوچکر گمان غالب کرے اُس کپڑے کے کسی کنارہ کو دھولیا تو اُس کپڑے کے پاک ہونے کا حکم کیا جاویگا یہی مختار ہی اگر اُس کپڑے سے بہت سی نمازین پڑھین پھر ظاہر ہوگیا کہ دھویا اور طرف اور نجاست اور طرف تھی تو جسقدر نمازین اُس کپڑے سے پڑھین اُنکا پھیرنا واجب ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور احتیاط یہ ہی کہ سارا کپڑا دھولیوے اور اسیطرح نجاست اگر آستین مین لگی تھی اور یہ نہ یاد رہا کہ کونسی آستین تھی تو دونون کو دھوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کپڑا نجس ہوجاوے اور تین بار اُسکا دھونا واجب ہوا اور اُسنے ایک دن ایکبار دھولیا اور ایک دن دوبار دھولیا تو جائز ہی اسلیے کہ مقصود حاصل ہوگیا یہ فتاوے قاضیخان کی فصل ما یقع فی بیر مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے پوچھنا ہی لوہا جسپر صیقل ہو اور وہ کھدرا ہو جیسے تلوار اور چھری اور آئینہ اور مثل اُسکے اگر اُسپر نجاست پڑے اور اُسکے اندر جذب نہو تو جسطرح دھونے سے پاک ہوتا ہی اسیطرح پاک کپڑے سے پوچھنے سے پاک ہوجاویگا یہ محیط مین لکھا ہی نجاست تر اور خشک مین اور جسم دار اور بے جسم مین کچھ فرق نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی فتوے کے واسطے اختیار کیا گیا ہی یہ عتابیہ مین لکھا ہی اگر وہ کھدرا ہو یا منقش ہو تو پوچھنے سے پاک نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر پچھنے لگائے اور اُس جگہ کو بھیگے ہوے کپڑے سے پوچھ لیا تو کافی ہی اسلیے کہ وہ دھونیکا کام دیتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے ملنا ہے منی کو منی اگر کپڑے کو لگ جاوے تو اگر تر ہے تو دھونا واجب ہے اور اگر کپڑے پر لگ کر خشک ہے تو بحکم استحسان کے ملکر جھاڑ ڈالنا کافی ہی یہ عتابیہ مین

سله اگر تازہ خون کپڑے مین لگا اور خشک ہوگیا پھر اُسکو ملا اور جھاڑا تو کپڑا پاک ہوگیا کذا فی الطحاوی لیکن مشہور یہ ہی کہ بغیر دھوئے پاک نہوگا اور یہی حق ہی

لکھا ہی اور یہی صحیح ہی کہ مرد اور عورت کی منی مین کچھ فرق نہین اور مَلکر جھاڑ ڈالنے کے بعد اگر منی کا اثر باقی رہے تو کچھ نقصان نہین جیسے دھونے کے بعد رہتا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور اگر ذکر کا سرا پیشاب سے بھی نجس ہو تو منی مَلکر جھاڑنے سے پاک نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر منی بدن کو لگ جاوے تو بغیر دھوئے پاک نہوگا خواہ منی تر ہو خواہ خشک یہی مروی ہی امام ابو حنیفہؒ سے یہ کافی مین اصل سے نقل کیا ہی اور یہی فتاوے قاضیخان اور خلاصہ مین لکھا ہی۔ ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ مَلکر جھاڑنے سے بھی پاک ہو جاتا ہی اسلیے کہ بلوے اسمین اشد ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اگر منی استر تک پھوٹ گئی تو بھی مَلکر جھاڑ ڈالنا کافی ہی اور یہی صحیح ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے موزہ پر لگ کر منی خشک ہو گئی تو مل ڈالنا کافی ہی یہ کافی مین لکھا ہی منی کو جب کپڑے سے مل ڈالا اور اسکا اثر جاتا رہا پھر اسپر پانی لگا تو اسمین دو روایتین ہین مختار یہ ہی کہ پھر نجاست نہین لوٹنے کی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور منجملہ انکے ہی چھیلنا اور رگڑنا موزہ پر اگر نجاست لگجاوے اگر جسمدار نجاست ہے جیسے پاخانہ اور لید اور منی تو اگر خشک ہو تو چھیلنے سے پاک ہو جاویگا اور اگر تر ہے تو ظاہر روایت مین بغیر دھوئے پاک نہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جب اسکو بہت اچھی طرح پونچھے اس طور سے کہ کچھ اسکا اثر باقی نہ رہے تو پاک ہو جاویگا اور عموم بلوے کیوجہ سے اسی پر فتوے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر نجاست جسمدار نہین جیسے شراب اور پیشاب تو جب اسمین مٹی ملجاوے یا اوپر سے ڈالدی جاوے پھر اسکو پونچھین تو پاک ہو جاویگا یہی صحیح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور ضرورت کیوجہ سے اسی پر فتوے ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور فتاوے حجۃ مین لکھا ہی کہ پوستین پر اگر جسمدار نجاست لگجاوے اور خشک ہو جاوے تو رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہی جیسے کہ موزہ پاک ہو جاتا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور منجملہ انکے خشک ہونا اور اسکا اثر دور ہونا ہے زمین خشک ہونیسے اور نجاست کا اثر دور ہو جانے سے نماز کے واسطے پاک ہو جاتی ہی تیمم کے واسطے پاک نہین ہوتی یہ کافی مین لکھا ہی دھوپ سے خشک ہونے مین اور آگ سے خشک ہونے مین اور ہوا سے خشک ہونے مین اور سایہ مین خشک ہونے مین کچھ فرق نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی زمین کے اس حکم مین وہ سب چیزین شامل ہین جو زمین مین قائم ہین جیسے کہ دیوارین اور درخت اور گھاس اور نرکل جبتک وہ زمین مین لگے ہین پس اگر گھاس اور لکڑی اور بانس کٹ جاوین اور پھر انپر نجاست لگے تو بے دھوئے پاک ہونگے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ اینٹین اگر زمین مین بطور فرش بچھی ہوئی ہون تو انکا زمین کا حکم ہے خشک ہونیسے پاک ہو جاتی ہین اور اگر زمین پر رکھی ہوئی ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل ہوتی ہون تو دھونا ضرور ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی حکم ہے پتھر کا اور کچی اینٹ کا یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اگر اسکے بعد اینٹین اکھاڑی جاوین تو کیا پھر نجس ہو جاتی ہین اسمین دو روایتین ہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی سنگریزے اگر زمین مین گڑے ہوئے ہون تو انکا حکم وہی ہے جو زمین کا حکم ہے لیکن اگر زمین کے اوپر پڑے ہون تو پاک نہونگے یہ محیط مین لکھا ہی

سلہ یعنی رنگ و بو دور ہونے سے رفع الیحر اور مزہ بھی جاتا رہا ہی ۱۲ ع سلہ ولیکن امام مصنف ہدایہ رحمہ کے نزدیک است عود کریگی اور یہی احوط واشبہ ہی واللہ اعلم ۱۲

اور یہی ہی منیۃ المصلی مین - اگر زمین خشک ہوکر پاک ہو جاوے اور پھر اُسپر پانی پڑے تو اصح یہ ہے کہ نجاست عود نہین کرتی اور اگر پانی اُسپر چھڑک لین اور پھر اُسپر بیٹھین تو کچھ مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے گر برجلانا ہی اگر جلکر راکھ ہو جاوے تو امام محمدؒ کے نزدیک اُسکی طہارت کا حکم ہوگا اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی حکم ہے پائخانہ کا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر بکری کا سر جو خون مین بھرا ہوا ہی جلایا جاوے اور خون اُس سے زائل ہو جاوے تو اُسکی طہارت کا حکم کیا جاویگا نجس مٹی سے اگر کوزہ یا ہانڈی بناوین پھر وہ پک جاوے تو پاک ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی حکم ہے اینٹون[1] کا جو نجس پانی سے بنائی جاوین پھر پکائی جاوین یہ فتاوے غرائب مین لکھا ہی اگر کسی عورت نے تنور گرم کیا پھر اُسکو ایسے کپڑے سے پونچھا جو نجاست مین بھیگا ہوا تھا پھر اُسمین روٹی پکائی اگر روٹی لگنے سے پہلے اُسکی تری آگ کی گرمی سے جل چکی تھی تو روٹی نجس نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر تنور گوبر سے یا لید سے گرم کیا جاوے تو اُسمین روٹی پکانا مکروہ[2] ہوگا اور اگر اُسپر پانی چھڑک لیا جاوے تو کراہت باطل ہو جاویگی یہ قنیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے حالت بدل جانا ہی اگر شراب ایک نئے مٹکے مین ہو اور اُسکا سرکہ بنجاوے تو وہ بالاتفاق پاک ہو جاویگا یہ قنیہ مین لکھا ہی - شراب مین جو آٹا گوندھا جاوے وہ دھونے سے پاک نہین ہوتا اور اگر اُسمین سرکہ ڈالدین اور اُسکا اثر جاتا رہے تو وہ پاک ہو جاویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی کلچہ اگر شراب مین ڈالدیا جاوے پھر وہ شراب سرکہ بنجاوے تو صحیح یہ ہی کہ وہ کلچہ پاک ہوگا اگر اُسمین بو شراب کی باقی نرہے - اور یہی حکم پیاز کا ہے جب وہ شراب مین ڈالی جاوے اور شراب سرکہ بنجاوے اسلیے کہ اجزا شراب کے جو اُسمین ملے ہوے تھے وہ سرکہ ہوگئے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی - شراب اگر پانی مین پڑے یا پانی شراب مین پڑے پھر وہ سرکہ ہو جاوے تو پاک ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر شوربے مین شراب پڑجاوے پھر سرکہ پڑے اگر وہ شوربا ترشی مین سرکہ کے مانند ہو جاوے تو پاک ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - چوہا شراب مین گر جاوے اور پھٹ جانے سے قبل اُسکو نکال لین پھر وہ شراب سرکہ ہو جاوے تو اُسکو کھا لینے مین کچھ مضائقہ نہین اور اگر وہ شراب کے اندر پھٹ جاوے پھر نکالا جاوے پھر وہ شراب سرکہ بنے تو اُسکا کھانا حلال نہین - کُتا اگر شیرہ کو چاٹے پھر اُسکی شراب بنے پھر سرکہ بنے تو اُسکا کھانا حلال نہین اسلیے کہ لعاب کُتے کا اُسمین قائم ہے اور وہ سرکہ نہین ہو جاتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے - یہی حکم ہی اس صورت مین جب پیشاب شراب مین گر جاوے پھر وہ سرکہ ہو جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - نجس سرکہ اگر شراب مین ڈالا جاوے پھر وہ شراب سرکہ ہو جاوے تو نجس ہوگی اسلیے کہ وہ نجس سرکہ جو اُسمین ملا تھا وہ متغیر نہین ہوا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی سور اور گدھا[3] اگر نمک سار مین گر جاوے اور نمک ہو جاوے یا کسی چہ بچہ مین گر کر مٹی ہو جاوے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مٹکے مین شیرہ ہوا اور اُسکو جوش آجاوے اور سخت

---

[1] یہ کراہت ظاہر تنزیہی ہی بدلیل اسکے کہ نجاست کا دھوان کپڑے یا بدن مین لگا تو صحیح یہ ہے کہ اُسکو نجس نہین کریگا السراج - اگر کوٹھری مین گوہ جلایا گیا اور دھوان چڑھکر موکھلے کے توے پر منعقد ہوکر ٹپکا اور کسی کپڑے کو لگا تو استحساناً خراب نہوگا جبتک کہ اثر نجاست کا ظاہر نہو اور اسی پر امام محمد بن الفضل نے فتوے دیا العتابیہ ۱۲ ع [3] جو نجاست مغلظہ کہ کنوین مین گر کر اُسکی تہ کی مٹی مین سیاہ مٹی ہوگئی تو نجس نہ رہی کیونکہ ذات منقلب ہوگئی اسی پر فتوے دیا جاوے ۱۲

ہوجاوے اور اُسپر جھاگ آوین اور اُسکا جوش موقوف ہوجاوے اور کم ہوجاوے پھر وہ سرکہ ہوجاوے اگر وہ سرکہ بہت دنون تک اُسمین چھوڑدیا جاوے اور سرکہ کے بخارات مٹکے کے مُنھ تک پہونچین تو وہ مٹکا پاک ہوگا اور اسیطرح وہ کپڑا جسمین شراب لگی ہی اور سرکہ سے دھویا جاوے تو پاک ہوجاویگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھاہی اگر نجس تیل صابون مین ڈالا جاوے تو اُسکے پاک ہونے کا فتوے دیا جاویگا اسلیے کہ اُسمین تغیر ہوگیا اور منجملہ اُنکے چمڑے کو دباغت سے اور جانور کے گوشت پوست کو ذبح سے اور کنوین کو پانی نکالنے سے پاک کرنا ہی اور یہ سب بہ تفصیل بیان ہوچکے اور اسی سے ملتے ہوے ہین یہ مسائل اگر کسی عضو پر نجاست لگ جاوے اور اُسکو زبان سے چاٹ لے یہانتک کہ اس نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہوجاویگا اور اسیطرح اگر چھُری نجس ہوجائے اور اُسکو زبان سے چاٹ لے یا اپنا تھوک لگاکر اُسکو پونچھے تو پاک ہوجاویگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھاہی اگر کپڑے کو زبان سے چاٹے یہانتک کہ نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہوجاویگا یہ محیط مین لکھاہی مُنھ بھر کے قے کی پھر وضو کیا اور کلی نہ کی یہانتک کہ نماز پڑھ لی تو وہ نماز جائز ہوگی اسلیے کہ مُنھ تھوک سے پاک ہوجاتا ہی بچے نے مان کی پستان پر قے کی پھر اُس پستان کو بہت دفعہ چوسا تو وہ پاک ہوجاویگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھاہی۔ دُھنتی ہوئی نجس روئی اگر دھنی جاوے اگر کل یا نصف نجس تھی تو پاک نہوگی اگر تھوڑی سی نجس تھی جسمین یہ احتمال ہو کہ اسقدر دُھنتے مین نکل گئی ہوگی تو اُسکی طہارت کا حکم کیا جاویگا جیسے خرمن جو نجس ہوجاوے پھر کسان اور عامل کے درمیان مین تقسیم کیا جاوے تو اُسکی طہارت کا حکم ہوتا ہے یہ خلاصہ مین لکھاہی۔ گیہون کو گدھون سے کھاوین اور اُنکا پیشاب اور لید بعضے گیہون پر پڑے اور وہ گیہون جسپر نجاست پڑی اور گیہون کے ساتھ ملے ہوے ہون تو فقہانے کہا ہی کہ اگر اُنمین سے تھوڑے نکال کر دھوئے جاوین پھر سب ملادیے جاوین تو اُنکا کھانا جائز ہوجائیگا اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ تھوڑے سے گیہون اُسمین سے نکالکر کسی کو ہبہ کردے یا صدقہ دیدے یہ ذخیرہ مین لکھاہی۔ نجس رانگ گھلانے سے پاک ہوجاتا ہے موم پاک نہین ہوتا یہ قنیہ مین لکھاہی۔ چوہا اگر گھی مین مرجاوے تو اگر گھی جما ہوا ہو تو اُسکے پاس پاس کا گھی نکالکر پھینک دے یا جاوے اور باقی پاک ہے وہ کھایا جاوے اور اگر تپلا ہو تو اُسکو کھانا جائز نہین لیکن کھانے کے سوا اورطرح فائدہ لینا اُس سے جیسے روشنی کرنا اور چمڑے کی دباغت کرنا جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھاہی۔ اگر اس چمڑے کی دباغت کیجائے تو اُسکے دھونے کا حکم کیا جائے پھر اگر وہ نچڑ سکے تو تین بار اسکو دھووین اور نچوڑین اور اگر نہ نچڑ سکے تو امام ابو یوسف کے نزدیک تین بار دھووین اور ہر بار خشک کرین یہ بدائع مین لکھاہے اور جمے ہوے گھی کی حد یہ ہے کہ اگر کسی طرف سے گھی نکالا جاوے تو اُسیوقت سب ملکر برابر نہوجائے اور اگر اُسیوقت برابر ہوجاوے تو وہ تپلا ہے یہ فتاوے غرائب مین لکھاہی **دوسری فصل نجس چیزون کے بیان مین** نجس چیزین دو قسم ہین اول مغلظہ اور وہ بقدر درہم کے عفو ہین اور درہم کے اعتبار مین روایتین مختلف ہین صحیح یہ ہے کہ اگر جسم دار[۲] نجاست ہو تو وزن کا اعتبار

۱؎ یون ہی مطلق مذکور ہے اور ظاہر یہ کہ کل نجس نہ ہوا ہو ۱۲ ۲؎ مثلاً اگر آدمی کا پیشاب ہو تو بقدر درم مساحت یعنے ہتھیلی کے قعر کے عفو اور اس سے زیادہ نہین جائز ہی اور اگر گوہ ہو تو ایک درم وزن سے زیادہ نہین جائز ہے ۱۲ ع

کرے اور وہ یہ ہی کہ وزن اُسکا درہم کبیر کے برابر ہو جو ایک مثقال ہوتا ہی اور جو نجاست بے جسم کی ہو اُسمین ناپ کا اعتبار ہی اور وہ بقدر ہتھیلی کی چوڑائی[1] کے ہی یہ تبیین اور کافی اور اکثر فتاوے مین لکھا ہی۔ اور مثقال کا وزن بیس قیراط کا ہی۔ اور شمس الائمہ سے یہ منقول ہی کہ ہر زمانہ مین اُسی زمانہ کے درہم کا اعتبار کیا جائے اور صحیح وہی ہی جو اول بیان ہوا یہ سراج الوہاج مین ایضاح سے نقل کیا ہی۔ جو چیزین آدمی کے بدن سے ایسی نکلتی ہین جنکے نکلنے سے وضو یا غسل واجب ہوتا ہی وہ مغلظہ[2] ہین جیسے پاخانہ اور پیشاب اور منی اور مذی اور ودی اور کچلہو اور پیپ اور وہ قے جو منھ بھر کر آوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور یہی حکم ہے حیض اور نفاس اور استحاضہ کے خون کا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور یہی حکم ہے بچے کے پیشاب کا لڑکا ہو یا لڑکی کھانا کھاتے ہون یا نہ کھاتے ہون یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی۔ اور یہی حکم ہے شراب کا اور جاری خون کا اور مردار کا اور جو جانور نہین کھائے جاتے اُنکے پیشاب کا اور لید کا اور بیل کے گوبر کا اور پائخانہ اور کتے کے گوہ اور بط اور مرغابی کی بیٹ کا یہ سب نجاست غلیظہ نجس ہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی حکم ہے درندے جانورون اور بلی اور چوہے کے گوہ کا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ بلی یا چوہے کا پیشاب اگر کپڑے کو لگ جائے تو بعضون نے کہا ہی کہ اگر قدر درہم سے زیادہ ہو تو کپڑا نجس ہو جاتا ہی اور یہی ظاہر ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ سانپ کا گوہ اور پیشاب نجس ہے نجاست غلیظہ اور یہی حکم ہے جونک کے گوہ کا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور بڑی گلی اور گرگٹ کا خون نجس ہے اگر بہتا ہوا ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ قدر درہم سے زیادہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو نماز جائز نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ دوسری نجاست مخففہ۔ اور وہ چوتھائی کپڑے سے کم معاف ہی یہ اکثر متون مین لکھا ہے۔ چوتھائی کپڑے کے حساب مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہے اسطرف کی چوتھائی کا اعتبار ہے جہان نجاست لگی ہو جیسے دامن اور آستین اور کلی۔ یہ حکم اس صورت مین ہی جب کپڑے پر نجاست لگی ہو۔ اور اگر بدن پر ہو تو اُس عضو کی چوتھائی کا اعتبار ہی جسپر نجاست ہی جیسے ہاتھ اور پاؤن صاحب تحفہ اور محیط اور بدائع اور مجتبے اور سراج الوہاج نے اسی کو صحیح کہا ہے اور حقائق مین ہے کہ اسی پر فتوے ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ گھوڑے[3] اور حلال جانورون کا پیشاب اور جو پرند جانورون کا گوشت نہین کھاتے اُسکی بیٹ بھی یہ نجاست خفیفہ نجس ہی یہ کنز مین لکھا ہی۔ نجاست کے خفیف ہونیکا حکم کپڑے ہی مین جاری ہوتا ہی پانی مین جاری نہین ہوتا یہ کافی مین لکھا ہی۔ شہید کا خون جبتک بدن پر ہے پاک ہی اور جب اُس سے جدا ہو گیا تو نجس ہی۔ ہر جانور کا پتہ مثل اُسکے پیشاب کے ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ سوئی کے سرے کے برابر جو پیشاب کی چھینٹین اُڑتی ہین وہ بسبب ضرورت کے معاف ہین اگرچہ تمام کپڑے پر پڑجاوین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ سوئی کی دوسری طرف کے برابر جو پیشاب کی چھینٹین ہون اُنکا بھی یہی حکم ہی یہ کافی اور تبیین مین لکھا ہے یہ حکم جب ہے کہ جب وہ چھینٹین اُڑکر کپڑے یا بدن پر گرین لیکن اگر پانی مین گرین

۱؎ یعنے انگلیون کے جوڑون کے اندر کا گہراؤ ۱۲ ۲؎ اُن چیزون کی نجاست اسوجہ سے مغلظہ ہوئی کہ یہ نجاست بدلیل قطعی ثابت ہوئی ہے ۱۲ ۳؎ شیخین کے نزدیک گھوڑے کے پیشاب کی نجاست خفیفہ ہے اور امام نے اسکے گوشت کو مکروہ جو کہا ہے تو اسواسطے کہ وہ جہاد کا سامان ہے نہ اسواسطے کہ اُسکا گوشت ناپاک ہی ۱۲

تو وہ نجس ہو جاویگا اور کچھ عفو نہوگا اسلیے کہ بدن اور کپڑے اور مکان کی بہ نسبت پانی کی طہارت کی زیادہ تاکید ہی
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر پیشاب کی چھینٹین بڑے سوے کے سر کے برابر اُڑین تو نماز منع[۵۲] ہوگی یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی۔ اور اسی سے ملتے ہوے یہ مسئلے ہین۔ سانپ کی کھال نجس ہی اگرچہ اُسکو ذبح کیا ہو اسلیے کہ وہ دباغت کو
قبول نہین کرتا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ سانپ کی کیچلی صحیح یہ ہی کہ پاک ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ سوتے ہوے آدمی کی رال پاک ہے
برابر ہی کہ مُنھ سے نکلی ہو یا معدہ سے آئی ہو نزدیک امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اور اسی پر فتوےٰ ہی مردے کے لعاب
کو بعضون نے نجس کہا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ ریشم کے کیڑون کا پانی اور اُنکی آنکھ اور بیٹ پاک ہی یہ قنیہ مین
لکھا ہی۔ جو جانور کھائے جاتے ہین جیسے کبوتر اور چڑیا اُنکی بیٹ ہمارے نزدیک پاک ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔
اور صحیح یہ ہی کہ گدھیا کا دودھ پاک ہی یہ تبیین اور منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور وہ کھایا نہ جاوے
یہ نہایہ اور خلاصہ مین لکھا ہے۔ جانور کے ذبح کے بعد جو خون اُسکی رگون مین باقی رہتا ہی اگرچہ بہت سا کپڑے کو
لگ جائے تب بھی اس سے کپڑا خراب نہین ہوتا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اُس خون کا جو گوشت مین
باقی رہجاتا ہی اسلیے کہ وہ خون جاری نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور جو جاری خون گوشت مین لگ جاتا ہے وہ
نجس ہی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی۔ جگر اور تلی کا خون نجس نہین یہ خزانۃ الفتاوےٰ مین لکھا ہی۔ خون مچھڑ کا اور پسّو کا اور
جون اور کتان کا پاک ہی اگرچہ بہت ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ مچھلی اور پانی مین جینے والے جانورون کا خون
امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک کپڑے کو پلید نہین کرتا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی۔ چوہے کی مینگنی اگر
گیہون کے کوٹھے مین گر جائے اور گیہون کے ساتھ پس جاوے یا تیل کے برتن مین تو وہ آٹا اور تیل جبتک اُسکا
مزہ نہ بدلے پلید نہوگا فقیہ ابواللیث نے کہا ہے کہ ہم اسی قول کو لیتے ہین اور مسائل ابوحفص مین ہے کہ
چوہے کی مینگنی اگر رُبّ[۵۳] مین یا سرکہ مین گر جاوے تو وہ خراب نہین ہوتا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کپڑے پر
تیل نجس قدر درہم سے کم لگے پھر وہ پھیل کر قدر درم سے زیادہ ہو جائے تو بعض کے نزدیک وہ نماز کا مانع ہی اور اسی کو
لیا ہے اکثرون نے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی قول اختیار کیا جاتا ہی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے۔ نجس کپڑا (جو پاک
کپڑے مین لپیٹا جاوے اور وہ تر ہو اور اُسکی تری پاک کپڑے مین ظاہر ہو لیکن پاک کپڑا اس سے تر نہو جائے کہ
نچوڑتے مین رطوبت گرے یا قطرے ٹپکین تو اصح یہ ہے کہ وہ نجس نہوگا اور اسیطرح اگر پاک کپڑا ایک نجس کپڑے پر
یا نجس زمین پر جو تر ہو بچھایا جاوے اور نجاست کپڑے مین اثر کرے لیکن وہ اتنا تر نہو جائے کہ نچوڑتے مین اُس سے
رطوبت گرے مگر نجاست کی تری کی جگہ معلوم ہوتی ہو تو اصح یہ ہی کہ وہ نجس نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر تر پانون
نجس زمین یا نجس بچھونے پر رکھے تو وہ نجس نہوگا اور اگر خشک پانون نجس بچھونے پر رکھا جو تر ہو تو پانون اگر بھیگ گیا

---

[۵۱] واضح ہو کہ نجاست کو جو خفیفہ کہتے ہین تو اُسکی خفت سواے پانی کے کپڑے وغیرہ مین ظاہر ہوگی حتےٰ کہ اگر کنوین مین نجاست خفیفہ گرے
تو سب کا پانی نکالنا پڑیگا ۱۲ ع [۵۲] اور نوادر معلےٰ مین ہی کہ اگر ایسی چھینٹین پڑین کہ اُنکا اثر دیکھا جاتا ہے تو دھونا ضرور ہی اور اگر نہ دھوئین
حتےٰ کہ نماز پڑھی بس اگر اتنی ہون کہ اگر جمع کیجائین تو درم سے زائد ہوتین تو نماز کا اعادہ کرے کذا ذکرہ البقالی والامام المحبوبی ۱۲ ع۔
[۵۳] رب نچوڑا ہوا جو گاڑھا کر دیا جاوے خواہ انگور کا ہو یا سیب وغیرہ کا ۱۲ ح

تو نجس ہو گیا اور نمی کا اعتبار نہین یہی مختار ہی یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے لکھا ہی - گوبر مٹی مین ملا ہوا اور اس سے
چھت لیپی جاوے اور خشک ہو جاوے تو اسپر بھیگا ہوا کپڑا رکھدینے سے نجس نہین ہوتا - سوکھا ہوا گوبر یا نجس مٹی
جب ہوا سے اوڑکر کپڑے پر پڑے تو جبتک اسمین نجاست کا اثر نظر نہ آوے نجس نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا
ہے - ہوا جو گندگیون پر گذر کر تر کپڑے کو لگ جاوے تو اگر اسمین نجاست کی بو آنے لگے تو نجس ہو جائیگا ورنہ نجاستون کے
بخارات لگنے سے نجس نہین ہوتا یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے نجاست کا دھوان اگر کپڑے یا بدن کو لگے تو
صحیح یہ ہے کہ وہ نجس نہین ہوتا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اگر چرکین کسی گھر مین جلایا جاوے اور اسکا دھوان اور
بخار چھت کی طرف کو چڑھے اور اسکے روشندان مین توا لگا ہے اور وہان بستہ ہو جاوے اور پھر وہ پگھلے یا توے
مین سے پسیو نکلے اور وہ کپڑے کو لگے تو بطور استحسان کے یہ حکم ہی کہ جبتک اثر نجاست کا ظاہر نہوگا وہ کپڑا پلید
نہوگا امام ابوبکر محمد بن الفضل نے اسی پر فتوے دیا ہی یہ فتاوے غیاثیہ مین لکھا ہی اور یہی حکم ہے اصطبل کا جب وہ گرم ہو اور
اسکے دھوان نکلنے کے سوراخ پر توا ہو جہان نجاست جمع ہوتی ہے اور پھر اُس توے مین پسیو آیا اور
ٹپکنے لگا اور یہی حکم ہی حمام کا جبکہ اسمین نجاست جلائی جاوے اور دیوارون اور روشندانون سے پسیو ٹپکنے لگے
یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر پانی سے استنجا کیا اور کپڑے سے نہ پونچھا پھر گوز آیا تو فقہا کا یہ قول ہی کہ اس کا
گرد اگرد نجس نہین ہوتا اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ استنجا نہین کیا لیکن پائجامہ پسینے یا پانی مین تر ہو گیا پھر
گوز آیا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر سردی کے موسم مین گھوڑے بندھنے کی جگہ مین جہان لید وغیرہ غلیظ رہتی ہے
داخل ہوا اور بدن اسکا تر تھا یا کوئی تر چیز وہان لیگیا اور اسکی گرمی سے خشک ہوئی تو نجس نہوگی لیکن اگر
اثر ظاہر ہوا مثلاً زردی پائجامہ پر یا جو تر چیز اصطبل مین لے گیا تھا اسپر خشکی ہونے کے بعد ظاہر ہوئی تو نجاست
کا حکم ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - اگر کوئی شخص ایسے بچھونے پر سویا جسپر منی لگ کر خشک ہوگئی تھی پھر اُسکو
پسینا آیا اور اُس سے وہ بچھونا تر ہو گیا تو اگر اُسکے بچھونے کی تری کا اثر اُسکے بدن پر ظاہر نہین ہوا ہے
نجس نہین ہوگا اور ظاہر ہوا تو نجس ہو جاویگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے گدھے نے پانی مین پیشاب کیا
اور اسکی کچھ چھینٹین کسی آدمی کے کپڑے پر پڑین تو وہ جواز صلوٰۃ کو مانع نہین اگرچہ بہت ہون لیکن جب یقین ہو جاوے
کہ وہ چھینٹین پیشاب کی تھین تو مانع ہونگی اور ایسے ہی اگر چرکین پانی مین پڑے اور اُس سے چھینٹین اُڑین اور اگر
کپڑے پر پڑین اگر انکا اثر کپڑے مین ظاہر ہو گیا تو کپڑا نجس ہوگا ورنہ نجس نہوگا یہی مختار ہی اور اسی کو اخذ کیا ہے
فقیہ ابو اللیث نے برابر ہے کہ پانی جاری ہو یا نہو اور ابوبکر محمد بن الفضل سے منقول ہی کہ اگر گھوڑے کے پاؤن
مین نجاست لگی ہو اور وہ پانی مین چلے اور اسکی چھینٹین سوار کے کپڑے پر پڑین تو وہ نجس ہو جاویگا بند پانی
ہو یا جاری اور پہلا قول اصح ہی بموجب قاعدہ کلیہ کے کہ یقین شک سے زائل نہین ہوتا یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے

۵ میت کے نہلانے والے پر اس حالت مین جو میت کے دھوون سے چھینٹین پڑین جن سے بچاؤ کرنا ممکن نہین ہی تو اُسکو نجس نہ کرینگی کیونکہ یہ عام بلوے ہی الفتح مصلی کے فصل سے جو چھینٹین برتن مین گر کر جھلکے گرتے کا موقع ظاہر نہین ہوتا تو وہ عفو ہے جیسے راستہ کی کیچڑ و نجس کا دھوان و گوبر کا غبار اور کتون کے بیٹھنے و رہنے کی جگہ کا غبار عفو ہے ۱۲ع

جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہے۔ پائخانہ کی مکھیاں اگر کسی کپڑے پر بیٹھ جائیں تو وہ نجس نہیں ہوتا لیکن اگر وہ غالب ہون
اور بہت ہون تو نجس ہوجاتا ہی یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی۔ کسی شخص کے پانؤن مین کیچڑ بھر گئی یا وہ مٹی مین چلا اور
پانؤن نہ دھوئے اور نماز پڑھ لی تو اگر نجاست کا اثر اسمین نہین ہی تو جائز ہے لیکن احتیاط ہے کہ پانؤن دھولے
یہ فتاوئے قراحانی مین و تجانات حسامیہ سے نقل کیا ہی پاک پانی مین اگر نجس مٹی ڈالے یا پاک مٹی مین نجس پانی
ڈالا جائے تو صحیح یہ ہے کہ گلاوہ نجس ہوگا یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اسی کو لیا ہے فقیہ ابو اللیث نے
یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ نجس بھوسہ گلاوہ مین ڈالا جاوے اور وہ بھوسہ قائم ہے اور نظر آتا ہو تو اگر بہت ہوگا تو
نجس ہوگا ورنہ نجس نہوگا یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر خشک ہوجائیگا تو اسکی طہارت کا حکم ہوگا
یہ محیط مین لکھا ہی۔ کتا اگر کسی کے عضو یا کپڑے کو پکڑلے تو جبتک اسپر تری ظاہر نہوگی نجس نہوگا خوشی مین ہو کتا
یا غصے مین ہو یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی۔ صیرفیہ مین ہی کہ یہی مختار ہی یہ منیۃ المصلی کی شرح مین لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی
تصنیف ہی۔ کتا اگر مسجد کے بوریے پر کھڑا ہوجائے اگر خشک ہے تو نجس ہوگا اور اگر تر ہو اور نجاست کا اثر ظاہر نہوا
تب بھی یہی حکم ہی یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی۔ ہاتھی کی ہڈی پاک ہی یہی اصح ہی یہ محیط مین لکھا ہے ہاتھی کا
لعاب مثل چیتے اور شیر کے لعاب کے نجس ہی اگر اسکی سونڈ سے کسی کپڑے پر اسکا لعاب گریگا تو نجس ہوجائیگا
یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی۔ چگال ہر جانور کا مثل اسکے پائخانہ کے ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔
اونٹ یا بکری کی مینگنی مین اگر جو ہون تو دھوکر کھا لیے جائین اور بیل کے گوبر مین ہون تو نہ کھائے جائین
اسلیے کہ اسمین سختی نہین ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ روٹی کے اندر سے چوہے کی مینگنی نکلی اگر مینگنی مین اس کی
سختی موجود ہو تو مینگنی پھینک دے اور روٹی کھالے یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی سراج الوہاج مین ہی
دودھ پیتے وقت اگر مینگنی دودھ کے برتن مین گر جائے اور اسیوقت پھینک دے تو مضائقہ نہین اور اگر مینگنی
دودھ مین ٹوٹ جائے تو نجس ہوجائیگا پھر پاک نہوگا یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر کتے کے بالون سے
ازاربند بنا دین تو مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر بکری کا پیشاب اور آدمی کا پیشاب کسی چیز پر لگے تو نجاست
خفیفہ نجاست غلیظہ کے تابع ہوجاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی

تیسری فصل استنجا کے بیان مین

استنجا جائز ہے
اُن چیزون سے جو پتھر کیطرح صاف کرنے والی ہین جیسے ڈھیلا اور ریتا اور لکڑی اور کپڑا اور چمڑہ اور
اسکے سوا اور ایسی ہی چیزین اور صحیح قول کے بموجب اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ جو چیز نکلی ہی وہ عادت کے
موافق ہو یا عادت کے خلاف ہو یہان تک کہ اگر دونون راستون سے خون یا کیچلو ہو نکلے تو بھی پتھر سے طہارت
ہوجاتی ہی اسیطرح اگر استنجے کے مقام پر باہر سے کچھ نجاست لگ جائے تو بھی پتھر وغیرہ سے استنجا کرنے سے

فائدہ انگریزونکے یہان سے جو چیزین ساختہ آتی ہین اگر انکی نجاست کی خبر دیگئی اور غالب گمان سے اعتماد ہوا تو استعمال نہین جائز ہی۔ دوائین جنمین
شراب کا جزو ہی نجس و حرام ہین مگر جبکہ اس دوا کی بدل نہین ملتی تو اختلاف مشائخ ہی اور ممانعت احوط اور جواز ارفق ہے ۱۲ عین الہدایہ۔
سلہ یعنے خفیفہ اس صورت مین بمنزلہ غلیظہ کے ہوگی تو اگر دونون ملکر قدر درم سے زائد ہون تو نماز جائز نہوگی ۱۲ سلہ پھر جس چیز سے یہ نجاست زائل
کیجاوے اگر وہ چیز لائق احترام یا قیمت دار ہو تو اُس سے یہ کام لینا مکروہ ہی جیسے کاغذ اور کپڑا اور کہا گیا کہ ان چیزون سے محتاجی آتی ہی پانی اگرچہ محترم و قیمت دار ہی مگر مستثنیٰ ہی ۱۲ منہ

پاک ہوجاتا ہی پتھرون سے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہی کہ بائین طرف زور دیکر بیٹھے اور قبلہ کی طرف سے اور ہوا اور سورج اور چاند کی طرف سے بچ جاوے اور تین پتھر ساتھ لے پہلے پتھر کو پیچھے کو لیجا دے اور دوسرے کو آگے کو لا دے اور پھر تیسرے کو پیچھے کو لیجاوے ابوجعفر نے کہا ہے کہ یہ حکم گرمی کے موسم کا ہی لیکن جاڑون مین پہلے پتھر کو آگے لاوے اور دوسرے کو پیچھے کو لیجاوے اور پھر تیسرے کو آگے کو لاوے اور عورت ہمیشہ وہی عمل کرے جو مرد جاڑون مین کرتا ہی پھر متاخرین کا اتفاق ہی کہ پتھر سے استنجا کر لینے کے بعد جو نجاست باقی رہجاتی ہے پسینہ کے حق مین اُسکا کچھ اعتبار نہین یہانتک کہ اگر مقعد سے پسینہ نکلکر کپڑے یا بدن کو لگے تو نجس نہین ہوتا۔ اور اگر وہ تھوڑے پانی مین بیٹھ جاویگا تو وہ نجس ہوجاویگا یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی استنجا مین کوئی عدد مسنون نہین یہ تبیین مین لکھا ہی صاف ہوجانا شرط ہی یہانتک کہ ایک پتھر سے صفائی حاصل ہوجاوے تو سنت ادا ہوگئی اور اگر تین پتھرون سے بھی صفائی حاصل نہو تو سنت ادا نہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور مستحب ہے کہ پاک پتھر داہنی طرف رکھے اور استنجا کیے ہوے بائین طرف رکھے اور نجس جانب اُنکی نیچے کو کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر بغیر ستر کھولے ممکن ہو تو استنجا پانی سے افضل ہے اور اگر ستر کھولنے کی حاجت پڑے تو پتھر سے استنجا کرے پانی سے نہ کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور افضل یہ ہی کہ دونون کو جمع کرے یہ تبیین مین لکھا ہی بعض کا قول ہی کہ ہمارے زمانہ مین یہی سنت ہے اور بعض کا قول ہی کہ ہمیشہ سنت یہی ہی اور یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی پتھرون سے استنجا کرنا اسیوقت جائز ہے جب نجاست صرف مخرج ہی پر لگی ہو لیکن اگر مخرج سے متجاوز ہے تو سب کا اجماع اس بات پر ہی کہ مخرج سے تجاوز کی ہوئی نجاست اگر درہم سے زیادہ ہو تو اُسکا پانی سے دھونا فرض ہی اور صرف پتھرون سے چھوڑانا کافی نہین ہی اسیطرح اگر سپیارہ کے کنارون پر پیشاب قدر درہم سے زیادہ لگ جاوے تو اُسکا دھونا واجب ہے اور اگر وہ نجاست جو مخرج سے متجاوز ہی قدر درہم سے کم ہے یا بقدر درہم ہی لیکن جب اُسکو مخرج کی نجاست کے ساتھ ملاوین تو قدر درہم سے زیادہ ہوجاوے پس اگر اُسکو پتھر سے دور کر لیا اور پانی سے نہ دھویا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک جائز نہین اور مکروہ نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور جو نجاست موضع استنجا پر قدر درہم سے زیادہ ہو اور ڈھیلون سے استنجا کر لیا اور پانی سے نہ دھویا تو شرح طحاوی مین لکھا ہے کہ اسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ اگر اُسکو تین پتھرون سے پونچھ لیا اور صاف کر لیا تو جائز ہے اور کہا کہ یہی اصح ہے اور یہی کہا ہی فقیہ ابواللیث رح نے یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی مختار ہے یہ سراجیہ مین لکھا ہے کہ اگر سپیارے کے کنارہ پر نجاست قدر درہم سے کم لگی ہو اور دوسری جگہ پر بھی نجاست قدر درہم سے کم ہو لیکن اگر دونون کو جمع کرین تو قدر درہم سے زیادہ ہوجاوے تو اُن دونون کو جمع کرینگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی

سلہ استنجا سنت ہے یہی قول مالک و مزنی کا ہے کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسپر مواظبت فرمائی ہی اگر اسکو چھوڑا تو نماز ہوجائیگی اور شافعی نے کہا کہ واجب ہے ۱۲ ع سلہ یعنے دیگر مواضع مین بقدر درم کے عفو ہی پس جب اس سے زائد ہو تو مانع ہی یونہی جب موضع استنجا مین ہو تو چاہیے کہ قدر درم عفو ہو اور زائد ہو تو مانع ہو ۱۲ ع

اور یہی صحیح ہی یہ تجنیس مین لکھا ہی اور اگر مقعد کا مقام فراخ ہو اور نجاست اُسمین قدر درہم سے زیادہ لگی ہو لیکن مقعد سے متجاوز نہو تو ابو شجاع سے اور ایسا ہی طحاوی سے منقول ہی کہ پتھرون سے استنجا کافی ہے اور یہی زیادہ مشابہ ہے امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول سے اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور پیشاب کے استنجا کا قاعدہ یہ ہی کہ ذکر کو بائین ہاتھ سے پکڑے اور اُسکو دیوار پر یا پتھر پر یا ڈھیلے پر جو زمین سے اُٹھا ہوا ہی رگڑے پتھر کو داہنے ہاتھ مین نہ لے اور اسی طرح ذکر داہنے ہاتھ مین اور پتھر کو بائین ہاتھ مین نہ پکڑے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو ڈھیلے کو دونون ایڑیون مین پکڑے اور ذکر کو بائین ہاتھ مین پکڑ کر اسپر رگڑے اور جو یہ بھی نہو سکے تو پتھر کو داہنے ہاتھ مین پکڑے اور اُسکو حرکت نہ دے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور پاک کرنا اُسوقت تک واجب ہے جبتک دل مین یہ یقین ہوجاوے کہ اور پیشاب نہ آویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے بعضون نے لکھا ہی کہ چند قدم چلکر استنجا کرے اور بعضون نے کہا ہی کہ زمین پر پاؤن مارے اور کھنکارے اور داہنی ٹانگ کو بائین پر لپیٹے اور بلندی سے پستی کیطرف کو اُترے اور صحیح یہ ہی کہ لوگون کی طبیعتین مختلف ہوتی ہین جب اُسکے دل مین اطمینان ہوجاوے کہ جو نجاست سوراخ مین تھی وہ تمام ہوگئی تو استنجا ہوگیا یہ شرح منیۃ المصلی مین جو امیر الحاج کی تصنیف ہے اور مضمرات مین لکھا ہی اور اگر شیطان اُسکے دل مین بہت سے وسوسے ڈالتا ہی تو اُسکی طرف التفات نہ کرے جیسے نماز مین ایسے وسوسون کیطرف التفات نہین ہوتا اور پیشاب کے مقام پر پانی چھڑک لے یہانتک کہ اگر پھر وہان تری دیکھے تو پانی کی تری سمجھ لے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور پانی سے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر روزہ دار نہو تو پاخانہ کے مقام کو خوب ڈھیلا کرکے پھر بائین ہاتھ سے خوب استنجا کرے اور بیچ کی اُنگلی کو ابتدائے استنجا مین اور انگلیون سے کچھ اونچا کرے اور اُسکے موضع کو دھوئے اور پھر بنصر یعنے چھنگلیا کے پاس کی انگلی اُٹھاوے اور اُس سے موضع کو دھوئے پھر چھنگلیا کو اُٹھاوے اور پھر انگوٹھے کے پاس کی اُنگلی اُٹھاوے اور اسقدر دھوئے کہ اُسکو پاکی کا یقین یا ظن غالب ہوجاوے اور دھونے مین خوب زیادتی کرے اور اگر روزہ دار ہو تو زیادتی نہ کرے کچھ دھونے کی شمار مقرر نہین اور اگر وسوسہ والا ہے تو اپنے لیے تین مرتبہ دھونے کی مقدار مقرر کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور استنجا مین تین انگلیون سے زیادہ نہ لگاوے اور انگلیون کی چوڑائی سے استنجا کرے سرون سے استنجا نہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور پانی آہستگی سے ڈالے سختی سے نہ مارے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور نرمی سے ملے اور عامہ مشائخ نے کہا ہے کہ بے اُنگلیان اُٹھائے ہتھیلی سے دھونا کافی ہوتا ہی اور عامہ مشائخ نے کہا ہے کہ عورت کشادہ ہوکر بیٹھے اور ہتھیلی سے اوپر اوپر دھولے اور اُنگلی اندر داخل نہ کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی مختار ہے

سلہ یہ مسئلہ دلیل ہی کہ مقعد سے تجاوز بھی جمع کیجاوے لیکن رہی یہ صورت کہ نائزہ سے متجاوز نہین اور مقعد سے متجاوز نہین ولیکن ملاکر درہم سے زائد ہی تو اظہر یہ کہ استنجا پتھرون سے کافی ہی ۱۲ع سلہ پھر پانی سے استنجا کرنا ادب ہے بعد پتھرون سے پاک ہونیکے کیونکہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین بار پانی سے دھوتے تھے رواہ ابن ماجہ اور ام المومنین سے مروی ہی کہ تم لوگ اے عورتو اپنے شوہرون کو کہو کہ پخانہ اور پیشاب کے اثر کو پانی کے ساتھ دھو ڈالین کہ رسول اللہ صلعم ایسا کیا کرتے تھے رواہ احمد والترمذی و صححہ اور کہا گیا کہ پانی سے استنجا سنت ہے ۱۲ع

یہ تاتارخانیہ مین صیرفیہ سے نقل کیا ہی اور عورت مرد سے زیادہ کشادہ ہو کر بیٹھے یہ مضمرات مین لکھا ہی حجتین سے ہے کہ
امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک پائخانہ کے مقام کو اول دھوئے پیشاب کے مقام کو بعد کو دھوئے اور امام محمد رح
اور امام ابویوسف رح کے نزدیک پیشاب کے مقام کو اول دھوئے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور انھین دونون کے
قول کو غزنوی نے اختیار کیا ہی اور یہی اشبہ ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہے اور موضع
استنجا کے پاک ہونے کے ساتھ ہی ہاتھ بھی پاک ہوتا ہے یہ سراجیہ مین لکھا ہے اور استنجا کے بعد ہاتھ بھی دھونے
چاہیے کہ اول دھوتا ہے تاکہ خوب ستھرا ہو جائے اور روایت مین ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے استنجا کے
بعد ہاتھ دھویا اور دیوار پر ملا یہ تجنیس مین لکھا ہی جو گرمیون مین استنجا کرے وہ اچھی طرح دھوئے لیکن جاڑون
مین اس سے بھی زیادہ دھوئے تاکہ صفائی حاصل ہو جائے یہ اس صورت مین ہی جب کہ پانی ٹھنڈا ہو اور اگر
پانی گرم ہو تو جاڑے اور گرمی کا موسم برابر ہے لیکن گرم پانی مین ٹھنڈے پانی سے ثواب کم ہے یہ مضمرات مین
لکھا ہی اور استحاضہ والی عورت کو پیشاب و پائخانہ کے سوا ہر نماز کے وقت مین اور استنجا کرنا واجب ہے یہ سراجیہ
مین لکھا ہی اگر بایان ہاتھ شل ہو جائے اور اس سے استنجا نہین کر سکتا تو اگر پانی ڈالنے والا نہ ملے تو استنجا نہ کرے اور
اگر جاری پانی پر قادر ہو تو داہنے ہاتھ سے کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - بیمار آدمی کی اگر بی بی اور باندی نہ ہو
اور اسکا بیٹا یا بھائی ہو اور وہ خود وضو نہین کر سکتا تو اسکو اسکا بیٹا یا بھائی وضو کرا دے مگر استنجا نہ کرا دے
کیونکہ وہ اسکے ذکر کو نہین چھو سکتا اور استنجا اس سے ساقط ہو جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی - بیمار عورت کا اگر
شوہر نہو اور وضو کرنے سے عاجز ہو اور اسکی بیٹی یا بہن ہو تو اسکو وضو کرا دے اور استنجا اس سے ساقط ہو جاویگا
یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی استنجا مین قبلہ کیطرف کو منھ کرنا اور پیٹھ کرنا مکروہ ہی اور اگر بھولکر قبلہ کیطرف کو بیٹھ گیا
تو مستحب ہی کہ قبلہ کی طرف سے جسقدر بچ سکے بچ جائے یہ تبیین مین لکھا ہی ہمارے نزدیک بنے ہوے پائخانون
اور جنگل مین اس حکم مین کچھ فرق نہین یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے - اور مکروہ ہے عورت کے واسطے کہ اپنے بچہ کو
پیشاب اور پائخانہ پھرانے کے وقت قبلہ کیطرف تھام لے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور ہڈی اور گوبر
اور لید اور طعام اور گوشت اور شیشہ اور ٹھیکرے اور پتے اور بال سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا
مکروہ ہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر بائین ہاتھ مین کوئی ایسا عذر ہے کہ استنجا نہین ہو سکتا تو بغیر کراہت
داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی نجس چیزون سے استنجا نہ کرے اور اسیطرح
جس پتھر سے وہ خود یا کوئی اور شخص استنجا کر چکا ہی استنجا نہ کرے لیکن پتھر کے کئی کونے ہون اور ہر مرتبہ ایسے
کونے سے استنجا کرے جس سے پہلے استنجا نہین کیا تھا تو بغیر کراہت جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور کاغذ سے استنجا نہ کرے
اگرچہ سپید ہو یہ مضمرات مین لکھا ہی اور پکی اینٹ سے اور کوئلے سے اور قیمتی چیز سے جیسے ریشمی کپڑا استنجا کرنا مکروہ ہی یہ زاہدی مین

سلہ کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے داہنے ہاتھ کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہی چنانچہ حدیث ابو قتادہ رض مین مرفوع ہی کہ جب تم مین کوئی پیشاب
کرے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھووے اور جب پائخانہ پھرے تو داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور جب پانی پیے تو ایک
سانس مین نہ پیے رواہ البخاری ۱۲ ع

لکھا ہے استنجا پانچ قسم ہے دو تون مین سے واجب ہین ایک مخرج کا دھونا اُسوقت جب جنابت یا حیض یا نفاس کی وجہ سے غسل کرے تاکہ نجاست اور بدن مین نہ پھیل جائے اور دوسری جب نجاست مخرج سے متجاوز ہو خواہ تھوڑی ہو یا بہت امام محمد کے نزدیک دھونا واجب ہی اور اسمین زیادہ احتیاط ہی اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر نجاست قدر درہم سے متجاوز ہو تو اُسوقت دھونا واجب ہی اسلیے کہ جسقدر نجاست مخرج پر ہے وہ اعتبار سے ساقط ہی کیونکہ اُسکا کسی چیز سے پونچھ لینا کافی ہے پس معتبر وہی نجاست رہی جو مخرج کے سوا ہے تیسری سنت اور وہ اُسوقت ہے جب نجاست مخرج سے نہ بڑھے چوتھے مستحب اور وہ اُسوقت ہی جب پیشاب کیا اور پاتخانہ نہ پھرا تو پیشاب کے مقام کو دھوے پانچوین بدعت اور وہ ریح نکلنے سے استنجا کرنا ہے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی جب پاتخانہ مین داخل ہونے کا ارادہ کرے تو مستحب ہی کہ جن کپڑون سے نماز پڑھتا ہے انکے سوا اور کپڑے پہنکر پاتخانہ مین جائے اگر ایسا کر سکتا ہو۔ اور جو یہ نہین ہو سکتا تو اپنے کپڑون کو نجاست اور مستعمل پانی سے بچانے مین کوشش کرے اور سر ڈھک کر پاتخانہ مین جاوے اگر انگوٹھی پر اللہ کا نام یا کچھ قرآن کھدا ہو تو اُسکو پہنکر پاتخانہ مین داخل ہونا مکروہ ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مستحب ہی کہ پاتخانہ مین داخل ہوتے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنے اے اللہ پناہ مانگتا ہون مین تیرے پاس پلیدی سے اور پلید چیزون سے اور پاتخانہ مین داخل ہوتے وقت بایان پانون آگے بڑھاوے اور نکلے تو داہنا پانون پہلے بڑھاوے یہ تبیین مین لکھا ہے اور کھڑے ہونے کی حالت مین ستر نہ کھولے اور دونون پانون کو دور دور رکھے اور بائین طرف کو جھکا رہے اور بات نہ کرے اور اللہ کا ذکر نہ کرے اور چھینکنے والے کا اور سلام کا اور اذان کا جواب نہ دے اور اگر چھینک آوے تو دل مین الحمد للہ پڑھ لے اور زبان نہ ہلاوے اور بلا ضرورت اپنے ستر کو نہ دیکھے بول و براز کو نہ دیکھے اور نہ تھوکے نہ ناک چھنکے نہ کھنکارے نہ بہت ادھر اُدھر دیکھے اور اپنے بدن سے کھیل نہ کرے اور آسمان کی طرف نظر نہ اُٹھاوے اور پیشاب پاتخانہ پر بہت دیر تک نہ بیٹھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور جب پاتخانہ سے نکلے تو یہ پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی مَا یَنْفَعُنِیْ یعنے حمد ہی اللہ کیلیے جسنے نکال دی وہ چیز جو مجکو ایذا دیتی تھی اور باقی رکھی وہ چیز جو مجکو فائدہ دیتی ہی جاری پانی یا بند پانی مین یا نہر یا کنوین یا حوض یا چشمہ کے کنارہ پر یا پھلدار درخت کے نیچے یا کھیتی مین یا ایسے سایہ مین جہان سب بیٹھنے کا آرام لے اور مسجد کے برابر اور عیدگاہ کے برابر اور قبرون مین اور چوپایے جانورون اور مسلمان کے راستہ مین پیشاب کرنا اور پاتخانہ پھرنا مکروہ ہی نیچی جگہ مین بیٹھکر اونچی جگہ کیطرف پیشاب کرنا مکروہ ہے اور چوہے اور سانپ اور چیونٹی کے سوراخ مین اور ہر سوراخ مین پیشاب کرنا مکروہ ہی کھڑے ہوکر اور لیٹ کر اور بلا عذر ننگا ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہی اگر عذر ہو تو مضائقہ نہین اگر پیشاب کرنے کا ارادہ کرے اور

زمین سخت ہو تو پتھر سے اُسکو کوٹ لے یا کچھ کھود دے تا چھینٹین اُڑکر اُسپر نہ پڑین۔ اور پیشاب کرکے اُس جگہ مین وضو و نہانا مکروہ ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے

نماز کی کتاب[1]

نماز فرض[2] محکم ہی اُسکے چھوڑنے کی گنجائش نہین اور اُسکی فرضیت کا منکر[3] کافر ہوتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی جو شخص کہ نماز کے وجوب کا منکر ہو لیکن جان بوجھکر اُسکو چھوڑتا ہی تو اُسکو قتل نہ کرین بلکہ اُسکو قید کرین جبتک کہ وہ توبہ نہ کرے یہ شرح مجمع البحرین مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہے۔ صرف نیت باندھنے کے لائق جو آخر وقت نماز کا ہوتا ہی ہمارے نزدیک وجوب نماز کا اُسی سے متعلق ہی۔ یہانتک کہ اگر کافر مسلمان ہو یا لڑکا بالغ ہو یا مجنون کو افاقہ یا عورت حیض سے پاک ہو تو اگر نیت باندھنے کے لائق نماز کا وقت باقی ہی تو ہمارے نزدیک وہ نماز اُسپر واجب ہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جسپر یہ عوارض مثلاً جنون یا حیض آخر وقت مین پائے جاوین تو اُس سے بالاجماع نماز کا فرض ساقط ہوجائیگا یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ بچہ جنانے والی دائی کو اگر یہ خوف ہو کہ اگر وہ نماز مین مشغول ہوگی تو بچہ مر جائیگا تو اُسکو نماز مین اُسکے وقت سے تاخیر کرنا جائز ہی اور چور کے خوف سے اور اسیطرح کے اور سببون سے بھی تاخیر جائز ہی یہ خلاصہ مین بیان مواقیت کی چوتھی فصل مین لکھا ہے۔ اس کتاب مین بائیس[22] باب ہین۔

پہلا باب نماز کے وقتون کے بیان مین اور اُن مسائل کے بیان مین جو اُسکے میل مین ہین اس باب مین تین فصلین ہین **پہلی فصل** نماز کے وقتون کے بیان مین۔ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے صبح صادق اُس سپیدی کو کہتے ہین جو سورج کے نکلنے تک آسمان کے کنارہ پر پھیلی ہوتی ہی۔ صبح کاذب کا اعتبار نہین اور صبح کاذب اُس سپیدی کو کہتے ہین جو صرف طول مین ظاہر ہوتی ہی پھر اُسکے بعد تاریکی آجاتی ہی صبح کاذب سے نماز کا وقت داخل نہین ہوتا اور روزہ دار پر کھانا حرام نہین ہوتا یہ کافی مین لکھا ہی۔ مشائخ مین اختلاف ہے کہ دوسری فجر کے شروع ہونے کا اعتبار ہی یا اُسکے پھیل جانے اور منتشر ہوجانے کا اعتبار ہے یہ محیط مین لکھا ہے دوسرے قول مین زیادہ وسعت ہی اور اسی طرف اکثر علماء مائل ہین یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی اور زیادہ احتیاط اسمین ہی کہ روزہ اور نماز عشا کے باب مین پہلے قول کا اعتبار کرے اور فجر کی نماز مین دوسرے قول کا اعتبار کرے یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہے۔ وقت ظہر کا زوال سے شروع ہوتا ہے جبتک سایہ

[1] یہ کتاب ہی نماز کے احکام اور مسائل کے بیان مین ۱۲ [2] یعنے بعد اسلام لانیکے نماز ہر بالغ عاقل پر فرض ہی خواہ مرد ہو یا عورت ہو ۱۲ [3] یعنے اس کا انکار کفر ہی اور بلا انکار کے چھوڑنا حرام و کبیرہ ہی حضرت جابرؓ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آدمی و شرک کے درمیان ترک نماز ہی رواہ مسلم وغیرہ اور ترمذی کی روایت مین یون ہی کہ کفر و ایمان کے درمیان ترک نماز ہی یعنے جسنے نماز چھوڑی وہ کفر پر ہوگیا۔ امام شافعی کے نزدیک جسنے ایک نماز چھوڑی عمداً وہ کافر واجب القتل ہوا اور حضرت بریدہ کی حدیث ہے کہ آپنے فرمایا کہ عہد جو کہ ہمارے و اُنکے درمیان ہی وہ نماز ہی پس جسنے نماز کو چھوڑا تو اُسنے کفر کیا رواہ الترمذی وصححہ والنسائی ۱۲ [4] اور آخر وقت فجر کا جبتک کہ آفتاب طلوع نہ کرے اور معراج مین نمازین فرض ہونیکے بعد یہی اول نماز ہی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر شب معراج مین پچاس نمازین مفروض ہوئین پھر گھٹا کر پانچ تک کیگئین پھر ندا فرمائی گئی کہ اے محمدؐ میرے یہان بات بدلتی نہین اور تیرے واسطے ان پانچ کے عوض پچاس ہین ۱۲ ع

دو مثل ہو سوائے سایہ اصلی کے یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور زوال اُسکو کہتے ہین کہ ہر شخص کا سایہ مشرق کیطرف بڑھنے لگے یہ کافی مین لکھا ہی۔ زوال اور سایہ اصلی کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی برابر زمین مین گاڑ دین تو جبتک سایہ کم ہوتا رہتا ہی اُسوقت آفتاب بلندی پر ہے اور جب سایہ بڑھنا شروع ہو تو معلوم ہوا کہ اب سورج ڈھلا اُسوقت اُس سایہ کے سرے پر ایک نشانی بنا دین اس نشانی سے لکڑی تک جسقدر سایہ رہے وہ سایہ اصلی ہے پس جب بڑھے اور وہ زیادتی اصل لکڑی سے دونی ہو جائے سوائے اصلی کے تو ظہر کا وقت امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک باقی نہ رہیگا یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی طریقہ صحیح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور فقہا نے لکھا ہے کہ احتیاط اسمین ہے کہ ظہر کی نماز سایہ کے ایک مثل ہونے سے پہلے پڑھ لے اور عصر کی نماز دو مثل ہونے کے وقت پڑھے تاکہ دونون نمازین یقیناً اپنے وقت مین ادا ہون عصر کا وقت سایہ اصلی کے سوا کسی چیز کا سایہ دو مثل ہو جانے کے وقت سے سورج کے غروب تک ہے یہ شرح مجمع مین لکھا ہی اور مغرب کا وقت سورج کے غروب سے شفق کے غائب ہونے تک ہی۔ شفق امام محمد اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک سرخی کو کہتے ہین اسی پر فتوےٰ ہے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک شفق وہ سفیدی ہی جو سرخی کے بعد ہوتی ہے یہ قدوری مین لکھا ہے اور اُن دونون کے قول مین لوگون کے لیے آسانی زیادہ ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے قول مین احتیاط زیادہ ہے اسلیے کہ نماز کے باب مین اصل یہ ہے کہ اسکا ہر رکن اور شرط اسی چیز سے ثابت ہوتا ہے جو یقینی ہو یہ نہایہ مین اسرار سے اور مبسوط شیخ الاسلام سے نقل کیا ہے اور عشا اور وتر کا وقت شفق کے چھپنے سے صبح تک ہی یہ کافی مین لکھا ہی وتر کو عشا سے پہلے نہ پڑھے کیونکہ ترتیب واجب ہے نہ اسلیے کہ وتر کا وقت داخل نہین ہوتا یہان تک کہ اگر بھول کر وتر کو عشا سے پہلے پڑھ لیا یا دونون کو پڑھ لیا پھر عشا کی نماز کا فساد معلوم ہوا نہ وتر کا تو وتر صحیح ہو جاویگی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک صرف عشا کا اعادہ کریگا اسلیے کہ ترتیب اس قسم کے عذر مین ساقط ہو جاتی ہی اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نہ ملے مثلاً وہ ایسے شہر مین رہتا ہی جہان شفق کے غروب ہوتے ہی فجر کا طلوع ہو جاتا ہی یا شفق کے غائب ہونے سے پہلے فجر کا طلوع ہوتا ہی تو اُسپر عشا اور وتر واجب نہونگے یہ تبیین مین لکھا ہی

دوسری فصل وقتون کی فضیلت کے بیان مین

فجر کی نماز مین تاخیر مستحب ہے لیکن ایسی تاخیر نہ کرے کہ سورج کے نکلنے کا شک ہو بلکہ اسقدر روشنی مین نماز پڑھے کہ اگر نماز کا فساد ظاہر ہو تو پھر اُسکو قرأت مستحب کے ساتھ اپنے وقت مین ادا کر لے یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہ حکم ہر زمانہ مین ہے لیکن نحر کے روز حج کرنے والون کے واسطے مزدلفہ مین اسکے خلاف ہی اسلیے کہ وہان اندھیرے مین نماز پڑھنا افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہے۔ گرمیون مین ظہر کی نماز کی تاخیر کرنا اور جاڑے مین جلدی کرنا

لہ بدلیل قولہ علیہ السلام ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم ٹھنڈک مین ملاؤ نماز ظہر کو کیونکہ شدت حرارت کی جہنم کی شدت حرارت سے ہی رواہ البخاری اور حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جاڑے کا موسم ہوتا تو جلدی فرماتے ظہر مین اور جب گرمی ہوتی تو ظہر کا ابراد کرتے تھے ۱۲ ع

مستحب ہی یہ کافی مین لکھا ہی خواہ اکیلا نماز پڑہتا ہو خواہ جماعت سے پڑھتا ہو یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہے
عصر کی نماز مین ایسے وقت تک کہ سورج مین تغیر نہو ہر زمانہ مین تاخیر کرنا مستحب ہی - سورج کے گردہ کے تغیر کا
اعتبار ہی دھوپ کے بدلنے کا اعتبار نہین پس جب سورج کا گردہ ایسا ہو جاوے کہ اُسکے دیکھنے سے آنکھ نہ چندھیاوے
تو اُسوقت سورج مین تغیر ہو گیا اور جب تک ایسا نہین تب تک تغیر نہین یہ کافی مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ
مین لکھا ہی اور اگر تغیر سے پہلے نماز شروع کی اور تغیر تک نماز دراز ہو گئی تو مکروہ نہین یہ بحر الرائق مین غایۃ البیان
سے لکھا ہی ہر زمانہ مین مغرب کی نماز کی تعجیل مستحب ہی یہ کافی مین لکھا ہے عشا کی نماز مین تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے
اور وتر کی نماز مین جسکو جاگ جانے کا اعتماد ہو اُسکو آخر شب تک تاخیر مستحب ہے اور جسکو اعتماد نہو وہ سونے سے
پہلے پڑھ لے یہ تبیین مین لکھا ہے اور ابر کے دن فجر کی نماز روشنی مین پڑھے جیسے بغیر ابر کے پڑھتا ہے اور
ظہر کی نماز مین تاخیر کرے تاکہ زوال سے پہلے نہو جاوے اور عصر کی نماز مین جلدی کرے تاکہ مکروہ وقت
نہ آجاوے اور مغرب کی نماز مین تاخیر کرے تاکہ غروب سے پہلے نہ واقع ہو اور عشا کی نماز مین جلدی کرے
تاکہ بارش یا برف یا جماعت سے مانع نہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے یہی حکم ہے سب زمانوں مین اور دو نمازون
کو ایک وقت کسی عذر سے جمع نہ کرے نہ سفر مین نہ حضر مین سوائے عرفہ اور مزدلفہ کے یہ محیط مین لکھا ہی

تیسری فصل اُن وقتون کے بیان مین جنمین نماز جائز نہین اور جنمین مکروہ ہی - تینؔ ساعتین ہین جنمین فرض
نماز اور تلاوت کا سجدہ جائز نہین سورج کے طلوع ہونے سے بلند ہو جانے تک اور سورج کے قائم
ہو جانے سے زوال تک اور سورج کے سُرخ ہونے سے چھپنے تک مگر اُسوقت مین اُسی دن کی عصر غروب کے
وقت ادا ہو جاتی ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے کہا ہے کہ جب تک انسان
سورج کا گردہ دیکھنے پر قادر ہی تب تک وہ طلوع کی حالت مین ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب جنازہ کی
نماز اور تلاوت کا سجدہ ایسے وقت مین واجب ہوے ہون کہ اُسوقت انکار کرنا مباح تھا اور پھر اُسوقت
تک اُسکی تاخیر کی تو وہ اُسوقت مین قطعاً جائز نہین لیکن اگر ایسے وقت مین واجب ہوے اور ایسے
وقت اُنکو ادا کیا تو جائز ہی اسلیے کہ جیسا اُنکے وجوب مین نقصان تھا ویسا ہی اُنکی ادا مین نقصان ہے
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی کافی اور تبیین مین لکھا ہی لیکن سجدہ تلاوت مین تاخیر افضل ہی اور جنازہ کی
نماز مین تاخیر مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اور ان وقتون مین جو فرائض اور واجبات مثل وتر کے اپنے
وقتون سے فوت ہو گئے ہین اُنکی قضا بھی جائز نہین یہ مستصفیٰ و کافی مین لکھا ہی - نفل نماز ان اوقات مین
جائز ہی مگر مکروہ ہی یہ کافی اور شرح طحاوی مین لکھا ہی یہانتک کہ اگر سورج کے طلوع کے وقت یا غروب کے وقت
نفل شروع کی اور اسمین قہقہہ مارا تو اُسپر وضو کرنا لازم ہوگا اور اگر اُسی دن کے عصر کے سوا اور فرض نماز ان وقتون

سلہ بدلیل حدیث عقبۃ بن عامرؓ تین اوقات مین جنمین ہمکو نماز پڑھنے اور اپنے مردے دفن کرنے سے رسول اللہ صلعم نے ممانعت فرمائی وقت طلوع آفتاب
کہ یہانتک کہ بلند ہو جاوے اور وقت زوال آفتاب کے یہانتک کہ ڈھل جاوے اور جبکہ غروب ہونے لگے یہانتک کہ
غروب ہو جاوے ۱۲ ع

پڑھی تو قہقہہ سے وضو نہین ٹوٹیگا یہ فتاوے قاضیخان کے نواقض وضو مین لکھا ہے اور اس نماز کا توڑ دینا اور پھر وقت غیر مکروہ مین قضا ہو جب ظاہر روایت کے واجب ہی اور اگر اُسکو تمام کرلیا تو شروع کرنے سے جو لازم ہوا تھا اُسکے ذمہ سے اُترگیا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور گنہگار ہوا لیکن کچھ اور اُسپر واجب نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر وقت مکروہ مین اُسکو قضا کیا تو جائز ہی مگر گنہگار ہوتا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر یہ نذر کی تھی کہ وقت مکروہ مین نماز پڑھیگا تو اُسکا اُسوقت مین ادا کرنا صحیح ہوگا مگر گنہگار ہوگا اور واجب ہی کہ وہ نماز اور وقت مین پڑھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر یہ نذر کی تھی کہ کسیوقت مین نماز پڑھیگا یا یہ نذر کی کہ ان وقتون کے سوا کسی وقت مین نماز پڑھیگا تو اُس نماز کی ادا اُن اوقات مین جائز نہین ہی اوجہ ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہے۔ نو وقت ایسے ہین کہ جنمین نوافل اور جو اور نمازین اُنکے حکم مین ہین وہ مکروہ ہین فرائض مکروہ نہین یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہے ان وقتون مین قضا اور جنازہ کی نماز اور تلاوت کا سجدہ جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے منجملہ اُنکے صبح کے طلوع ہونے کے بعد نماز فجر سے قبل تک کا وقت ہی یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہی اُسوقت مین فجر کی سنتون کے سوا نفل مکروہ ہین جو شخص آخر رات مین نفل پڑھتا ہو اور ایک رکعت پڑھنے کے بعد فجر طلوع ہو جائے تو اُسکا تمام کرلینا افضل ہے اسلیے کہ فجر کے بعد نفل پڑھنا اُس نے اپنے قصد سے نہین کیا اور وہ نفل بموجب اصح قول کے فجر کی سنتون کے قائم مقام نہین ہوسکتی یہ سراج الوہاج اور تبیین مین لکھا ہے اور اگر چار رکعتین پڑھین تو جو دو رکعتین طلوع فجر کے بعد پڑھی ہین وہ فجر کی سنتون کے قائم مقام ہوجاوینگی یہی مختار ہے یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے نماز فجر کے بعد سورج کے نکلنے تک کا وقت ہی یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہے اگر فجر کی سنتون مین فساد ہوگیا تھا پھر اُنکو فجر کی سنتون کے بعد قضا کیا تو جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے عصر کی نماز کے بعد سورج کے متغیر ہونے سے پہلے تک کا وقت ہے یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہے اگر نفل نماز مستحب وقت مین شروع کی پھر اُسکو توڑ دیا اور پھر عصر کی نماز کے بعد سورج کے چھپنے سے پہلے اُنکی قضا پڑھی تو جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے سورج کے چھپنے کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے کا وقت ہے اور نیز وہ وقت جمعہ کی اقامت ہو اور وہ وقت جب جمعہ یا عیدین یا کسوف یا استسقا کا خطبہ پڑھا جاتا ہو یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہی۔ جب حج یا نکاح کا خطبہ پڑھین اُسوقت نفل پڑھنا مکروہ ہے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہی۔ اور جب امام جمعہ کے روز خطبہ کے واسطے نکلے اُسوقت نفل پڑھنا مکروہ ہی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی۔ اگر چار رکعتین جمعہ سے پہلے کی شروع کردین پھر امام خطبہ کے واسطے نکلا چارون رکعتین پوری کرے یہی صحیح ہے اور اسیطرف میل کیا صدر الشہید حسام الدین نے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے جب نماز کی اقامت ہوجائے تو نفل پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر جماعت کے فوت ہونے کا خوف نہو تو فجر کی سنت پڑھنا جائز ہی عیدین کی نماز سے پہلے گھر اور مسجد مین نفل پڑھنا مکروہ ہی اور بعد نماز

سلہ یعنے بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر کے نفل کسی قسم کی ہو خواہ سنت موکدہ ہو یا اور ہو مکروہ ہے کیونکہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے ۱۲ع

عیدین کے مسجد مین نفل پڑھنا مکروہ ہے نہ گھر مین اور عرفہ اور مزدلفہ مین جو نمازون کو جمع کرتے ہین اُن جمع کی نماز دونکے درمیان مین نفل پڑھنا مکروہ ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جب کسی نماز کا وقت تنگ ہو جاوے تو اُسوقت کے فرض کے سوا اور سب نمازین مکروہ ہین یہ شرح منیۃ المصلی مین ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہے حاوی سے نقل کیا ہے۔ پیشاب اور پائخانہ کی حاجت کو روک کر نماز پڑھنا مکروہ ہی۔ جب کھانا حاضر ہوا اور نفس اُسکی طرف شائق ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جو وقت ایسا ہو کہ اسمین ایسے سبب پائے جاوینگے جنکی وجہ سے افعال صلوٰۃ کیطرف دل متوجہ نہوگا اور خشوع مین خلل پڑیگا خواہ کوئی سا سبب ہو اُسوقت بھی نماز مکروہ ہے اور آدھی رات کے بعد عشا کی نماز مکروہ ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے

دوسرا باب اذان کے بیان مین اس باب مین دو فصلین ہین **پہلی فصل** اذان کے طریقہ اور مؤذن کے احوال مین۔ فرض نمازون کے جماعت سے ادا کرنے کے لیے اذان دینا سنت ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے بعضون نے کہا ہی کہ واجب ہے اور صحیح یہ ہے کہ سنت موکدہ ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی مذہب ہے عامہ مشائخ کا یہ محیط مین لکھا ہے اقامت بھی فقط فرضون کے لیے سنت ہونے مین مثل اذان کے ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے پانچون فرض نمازون اور جمعہ کے سوا جو نمازین ہین جیسے سنتین اور وتر اور نوافل اور تراویح اور عیدین انکے لیے اذان اور اقامت نہین یہ محیط مین لکھا ہے اور اسی طرح نذر کی نماز اور جنازہ کی نماز اور استسقا اور چاشت کی نماز اور حوادث کی نمازون کے لیے اذان اور اقامت نہین یہ تبیین مین لکھا ہے۔ کسوف اور خسوف کی نماز کا بھی یہی حکم ہے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہے عورتون پر اذان اور اقامت نہین اگر وہ جماعت سے پڑھین تو بغیر اذان و اقامت کے پڑھین اگر اذان و اقامت کہین تو نماز جائز ہو جاویگی مگر گناہ ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے اذان اور اقامت مسافر کیلیے اور مقیم کے لیے جو اپنے گھر مین نماز پڑھتا ہو مستحب ہے۔ غلامون پر اذان و اقامت نہین یہ تبیین مین لکھا ہے صبح کے سوا اور نمازون کے وقت سے پہلے اذان بالاتفاق جائز نہین اور اسیطرح صبح کی اذان وقت سے پہلے کہنا امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہین۔ اگر وقت سے پہلے اذان کہدین تو وقت مین پھر لوٹا دین یہ شرح مجمع البحرین مین لکھا ہے جو ابن الملک کی تصنیف ہے اور اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہے۔ اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ اقامت وقت سے پہلے جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہے مؤذن کی اقامت کہنے سے ایک ساعت کے بعد امام آیا یا اقامت کے بعد اُسنے فجر کی سنتین پڑھین تو اقامت کا اعادہ واجب نہین یہ قنیہ مین لکھا ہے اور اذان کہنے کی اہلیت[1] اُس شخص مین ہے جو قبلہ کو اور نماز کے وقتون کو پہچانتا ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور چاہیے

[1] فضائل اذان بہت ہین ازانجملہ ابوہریرہؓ سے مرفوع روایت ہین بعد اذان بلالؓ کے فرمایا من قال مثل ہذا یقینا دخل الجنۃ جسنے اُسکے مثل یقینا کہا وہ جنت مین داخل ہوا۔ النسائی۔ آواز اذان سے شیطان کا کوسون بھاگنا جابرؓ کی مرفوع روایت صحیح مسلم مین ہی۔ جس شخص نے ثواب کی نیت سے سات برس اذان دی اللہ تعالےٰ نے اُسکے واسطے دوزخ سے برات لکھدی الترمذی قیامت کے روز موذنین سب لوگون سے گردن بلند ہونگے مسلم موذن کی درازی آواز کو جن و انس و جو چیز سنیگی وہ اُسکے واسطے قیامت کے روز گواہ ہوگی۔ البخاری امام تو ضامن ہی اور موذن امانتدار ہی الٰہی امامونکو ہدایت دے

کہ موذن عاقل اور صالح اور متقی عالم سنت ہو یہ نہایہ مین لکھا ہی اور لائق ہی کہ ہیبت والا ہو اور لوگون کے حال پر مہربانی کرتا ہو اور جو لوگ جماعت مین نہین آتے اُنپر زجر کرتا ہو یہ قنیہ مین لکھا ہے اور ہمیشہ اذان کہتا ہو یہ ہدایہ اور تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور ثواب کے واسطے اذان کہتا ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور بہتر یہ ہی کہ وہی امام نماز کا ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور افضل[1] یہ ہی کہ مقیم ہی ہو یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر ایک شخص نے اذان کہی اور دوسرے نے اقامت کہدی اگر پہلا شخص غائب تھا تو بلاکراہت جائز ہے اور اگر حاضر تھا اور اُسکو دوسرے کی اقامت کہنے سے ملال ہوتا ہے تو مکروہ ہی اور جو اُسپر راضی ہو تو ہمارے نزدیک مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر لڑکا عاقل اذان دے تو ظاہر روایت بلاکراہت صحیح ہی لیکن اذان بالغ کی افضل ہے اور جو لڑکا سمجھ والا نہو اُسکی اذان جائز نہین اور پھر اُسکا اعادہ کرین اور یہی حکم ہے مجنون کا یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص نشہ کی حالت مین اذان دے تو مکروہ ہے اور اُسکا لوٹانا مستحب ہی اگر عورت اذان دے تو مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ پھر اُسکو لوٹا دے[2] یہ کافی مین لکھا ہے فاسق کی اذان مکروہ ہی مگر پھر نہ لوٹا دین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور جنب کی اذان اور اقامت مکروہ ہے باتفاق روایات اور اشبہ یہ ہی کہ اذان کا اعادہ کرین اور اقامت کا اعادہ نہ کرین ظاہر روایت مین بے وضو کی اذان مکروہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی بے وضو کی اقامت مکروہ ہی لیکن اعادہ نہ کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر موذن بعد اذان کے مرتد ہوگیا تو اذان کا اعادہ ضرور نہین اور اگر اعادہ کرین تو افضل ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر اذان دینے مین مرتد ہوگیا تو اولے یہ ہے کہ کوئی اور شخص اول سے اذان کہے اور اگر وہی تمام کرے تو جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے بیٹھکر اذان دینا مکروہ ہے اور اگر خاص اپنے واسطے بیٹھکر اذان کہے تو مضائقہ نہین مسافر نے اگر سواری پر اذان کہی تو مکروہ نہین اقامت کے واسطے اُترنا چاہیے یہ فتاوے قاضیخان اور خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر نہ اُترا اور سواری پر اقامت کہی تو جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے مسافر اگر سواری پر اذان شروع کرے اور مُنھ اُسکا قبلہ کی جانب ہو تو جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان اور خلاصہ مین لکھا ہی حضر مین سواری پر اذان دینا بموجب ظاہر روایت کے مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ لیکن اسکا اعادہ نہ کیا جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہے غلام کی اور گاؤن مین رہنے والے کی اور جنگل مین رہنے والے کی اور ولد الزنا کی اور اندھے کی اور اُس شخص کی جو بعض نمازون کی اذان دے اور بعض کی نہ دے مثلاً دن کو بازار مین ہو اور رات کو گھر ہو بلاکراہت اذان جائز ہے۔ لیکن کوئی اور اذان دے تو اولے ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر اندھے کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہے جو اُسکے نماز کے وقتون کی محافظت کرے تو اندھے اور اُن آنکھون والے کی اذان برابر ہے یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ فرض نماز بغیر اذان و اقامت مسجد مین پڑھنا مکروہ ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اذان اور اقامت کا چھوڑنا اُس شخص کیلیے جو شہر مین

[1] قولہ افضل الخ یہ سہو ہے اور صحیح یہ کہ موذن ہی اقامت بھی کہے یہ کافی مین لکھا ہی ۱۲ [2] مخفی نہین کہ عورت کا آواز بلند کرنا فعل حرام ہے تو اسمین کراہت شدیدہ ہی پس شاید کہ جواز بنظر حصول مقصود ہو لیکن تامل ہے کہ مقصود بذریعہ حرام حاصل ہوا تو اولے قول ہے کہ وہ معدوم ہو اور وجوب اعادہ ہے خصوصاً جبکہ فکر اذان ۱۲ [3] خلاصہ مین ہے کہ پانچ باتین جب اذان و اقامت مین پائی جائین تو اسکو نئے سرسے کہنا واجب ہے اذان یا اقامت مین غشی یا موت یا بسبب قے یا حدث جبکہ وضو

نماز پڑھے اور اُس محلہ مین اذان اور اقامت ہو گئی ہو مکروہ نہین اور اس مین فرق
نہین کہ ایک شخص نماز پڑھے یا جماعت ہو یہ تبیین مین لکھا ہے اور افضل یہ ہے کہ اذان
اور اقامت سے نماز پڑھے یہ تمرتاشی مین لکھا ہے اور اگر اُس محلہ مین اذان نہ ہوئی ہو
تو اذان اور اقامت کا چھوڑنا مکروہ ہے اور اکیلی اذان کا چھوڑ دینا مکروہ نہین یہ
محیط مین لکھا ہے اگر اقامت چھوڑ دی تو مکروہ ہے یہ تمرتاشی مین لکھا ہے
مسافر کو اگرچہ اکیلا نماز پڑھتا ہو اذان اور اقامت کا چھوڑنا مکروہ ہے
یہ مبسوط مین لکھا ہے اگر فقط اقامت چھوڑ دی تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اگر اذان
اور اقامت دونون کہے تو بہتر ہے اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ اذان نہ کہی اور اقامت کہی یہ مبسوط مین
لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص گانؤن مین اپنے گھر مین نماز پڑھے اگر اُس گانؤن مین ایسی مسجد ہو کہ جسمین اذان اور
اقامت ہوتی ہے تو حکم اُسکا وہی ہے جو شہر کے اندر گھر مین نماز پڑھنے والے کا ہوتا ہے اور اگر اُس گانؤن مین
ایسی مسجد نہین تو حکم اُسکا حکم مسافر کا ہے یہ شمنی شرح نقایہ مین لکھا ہے اگر انگورون کے باغ مین یا کھیت پر ہو تو
اگر گانؤن یا شہر قریب ہے تو وہین کی اذان کافی ہے[1] اور جو قریب نہین تو کافی نہین اور قریب کی حد یہ ہے کہ
وہان کی آواز آتی ہو یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہے اگر وہ اذان دے لین تو اولے ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر
جنگل مین جماعت سے نماز پڑھین اور اذان چھوڑ دین تو مکروہ نہین اور اقامت چھوڑ دین تو مکروہ ہے یہ فتاوے
قاضیخان مین لکھا ہے اگر مسجد والون نے اذان دیکر جماعت کر لی تو پھر دوبارہ اذان اور جماعت اس مسجد مین مکروہ
ہے اور اگر بعضے مسجد والون نے اقامت اور جماعت سے نماز پڑھ لی اُسکے بعد موذن اور امام اور باقی جماعت کے
لوگ داخل ہوئے تو یہ جماعت مستحب ہوگی اور پہلی مکروہ یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ اور اگر ایسے لوگون نے جو
اس مسجد والے نہین کسی مسجد مین جماعت سے نماز پڑھ لی تو اس مسجد والون کو اُس مسجد مین دوبارہ جماعت کرنے مین
مضائقہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ مسجد والون مین سے ایک گروہ نے آہستہ اذان دی کہ اُنکے سوا کسی اور
نے نہ سُنا پھر اُسی مسجد والون کا دوسرا گروہ آیا اور اُسکو پہلے فریق کی خبر نہوئی پھر اُنھون نے چلا کر
اذان دی پھر اُسکے بعد پہلی اذان کا حال معلوم ہوا تو اُنکو چاہیے کہ حسب دستور جماعت سے نماز پڑھین پہلی
جماعت کا اعتبار نہین یہ فتاوے قاضیخان کی فصل اذان مین لکھا ہے۔ کسی مسجد مین کوئی موذن اور امام مقرر نہین
اور اسمین گروہ گروہ جماعت سے نماز پڑھتے ہین تو افضل یہ ہے کہ ہر فریق علٰحدہ اذان اور اقامت سے نماز پڑھے
یہ فتاوے قاضیخان کی فصل مسجد مین لکھا ہے ایک گروہ نے جماعت سے کسی وقت کی نماز پڑھی پھر ابھی وقت
باقی تھا کہ اُنکو اُس نماز کے فساد کا حال معلوم ہوا اور پھر اُسی وقت اور اُسی مسجد مین اُسکو جماعت سے قضا کیا
تو اذان و اقامت کا اعادہ نہ کرین اور اگر بعد وقت کے قضا کیا تو چاہیے کہ اُس مسجد کے سوا کہین اور اذان اور

[1] بدلیل قول ابن مسعودؓ کہ ہمکو ہماری قوم کی اذان کافی ہے ۱۲

اقامت سے قضا کریں یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ جس شخص کی نماز وقت نماز مین فوت ہو جائے پھر اُسکے بعد وہ اُسکی
قضا پڑھنا چاہے تو اُسکے واسطے اذان اور اقامت کہے خواہ اکیلا ہو خواہ جماعت مین یہ محیط مین لکھا ہے۔
اور اگر بہت سی نمازین فوت ہو گئین تو پہلی کے لیے اذان اور اقامت کہے اور باقی مین مختار ہے چاہے اذان
و اقامت دونون کہے چاہے صرف اقامت کہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر ہر نماز کے واسطے اذان و
اقامت کہے تو بہتر ہے کہ قضا موافق طریقہ ادا کے ہو یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور یہی مبسوط مین لکھا ہی جو امام
سرخسی کی تصنیف ہے اور اختیار اُسوقت مین ہی جب ایک ہی مجلس مین اُن سب نمازون کو قضا کرے اور اگر
بہت سی مجلسون مین قضا کرے تو اذان و اقامت دونون شرط ہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور ضابطہ ہمارے
نزدیک یہ ہی کہ ہر فرض کے لیے ادا پڑھے یا قضا اذان اور اقامت کہے برابر ہے کہ اکیلا پڑھے یا جماعت سے
لیکن جمعہ کے روز اگر شہر مین ظہر پڑھے تو اسکا اذان و اقامت سے پڑھنا مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور
عرفہ اور مزدلفہ مین جو دو نمازون کو جمع کرے تو پہلی کے لیے اذان اور اقامت کہے اور دوسری کے واسطے
اقامت کہے اور اذان نہ کہے اگر موذن کو اذان یا اقامت مین غش آجائے تو دوسرا شخص اُسکو پھر سے کہے
اسی طرح اگر وہ مر جائے تب بھی یہی حکم ہے اور اُسکا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے کو گیا تو دوسرا شخص از سر نو
اذان کہے یا وہی جب لوٹ کر آئے تو از سر نو اذان کہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ ہمارے مشائخ نے
اللہ اُنپر رحم کرے یہ کہا ہے کہ اولے یہ ہی کہ اگر وضو ٹوٹ جائے تو اذان ہو یا اقامت انکو پورا کرے پھر
وضو کے لیے جائے اور یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر موذن اذان کے درمیان مین رُک جائے یا اقامت مین اور کوئی سکھانیوالا
نہین تو واجب ہے کہ از سر نو اذان کہے اور اسیطرح اذان یا اقامت کے درمیان مین گونگا ہو گیا اور تمام کرنے سے
عاجز ہے تو دوسرا شخص از سر نو کہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اگر اذان کے درمیان ٹھہر گیا تو اسقدر
وقفہ کیا جو فاصلہ مین شمار ہوتا ہے تو اُسکا اعادہ کرے اور اگر تھوڑا وقفہ کیا جیسے کھنکارتا اور کھانستا تو اعادہ نہ کرے
یہ تاتارخانیہ مین تتمیہ سے نقل کیا ہے۔ اذان مین بغیر عذر کھنکارنا مکروہ ہی اگر عذر سے کھنکارے تو مضائقہ نہین
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اذان اور اقامت مین سلام کا جواب دینا مکروہ ہی اور اصح یہ ہے کہ اُسکے بعد بھی
جواب دینا واجب نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی موذن کو اذان یا اقامت مین کلام کرنا یا چلنا نہ چاہیے اگر تھوڑا
سا کلام کیا تو پھر شروع سے اذان کہنا لازم نہین اور جسوقت موذن اقامت مین قد قامت الصلوٰۃ تک پہنچے
تو اُسکو اختیار ہے کہ اسی جگہ اُسکو تمام کرے یا نماز کی جگہ پر چلا جاوے یہ فتاوے قاضیخان اور محیط مین لکھا ہی۔

دوسری فصل اذان اور اقامت کے کلمات اور اُنکی کیفیت مین۔ اذان کے پندرہ کلمے ہین اور ہمارے
نزدیک آخر اُنکا لا الٰہ الا اللہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور وہ کلمات یہ ہین اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ حی
علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ یہ زاہدی مین لکھا ہی۔

اور اقامت کے سترہ کلمے ہین پندرہ کلمے اذان کے اور دو کلمے قد قامت الصلوۃ دو بار یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی
فجر کی اذان مین حی علے الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دو بار زیادہ کرے یہ کافی مین لکھا ہے۔ عربی کے سوا
فارسی یا اور زبان مین اذان نہ دے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی اظہر اور اصح ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین
لکھا ہے۔ اور سنت یہ ہے کہ اذان اور اقامت کو جہر سے کہے اور ان دونون مین آواز بلند کرے مگر اقامت
اذان سے پست ہے یہ نہایہ اور بدائع مین لکھا ہے۔ اور چاہیے کہ میذنہ یا مسجد سے باہر اذان دے مسجد مین اذان نہ دے
یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور سنت یہ ہے کہ بلند جگہ مین بلند آواز سے اذان دے تاکہ پڑوسی اچھی طرح سنین
یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور موذن کو طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا مکروہ ہے یہ مضمرات مین لکھا ہی زمین
پر اقامت کہے یہ قنیہ مین لکھا ہے اور مسجد مین اقامت کہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اذان مین ترجیع نہین اور
ترجیع اسکو کہتے ہین کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمدا رسول اللہ دو بار پست آواز سے کہے اور جب
دوسری بار اشہد ان محمدا رسول اللہ پست آواز سے کہہ چکے تو پھر بلند آواز سے اشہد ان لا الہ الا اللہ کو لوٹا دے
اور شہادت کے دو کلمون کی تکرار کرے پس ہر کلمہ شہادت کا چار بار ہو جاویگا دو بار پست آواز سے دو بار بلند
آواز سے یہ کفایہ مین لکھا ہے اذان رُک رُک کے اور اقامت بلا توقف کہے یہ طریقہ مستحب کا بیان ہی یہ ہدایہ
مین لکھا ہے یہانتک کہ اگر دونون کو رُک رُک کے کہتا جائے یا دونون کو بلا توقف کہے یا اقامت کو رُک رُک کے
اور اذان کو بلا توقف کہے تو جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ مکروہ ہی اور یہی حق ہی یہ فتح القدیر
مین لکھا ہے اور رُک رُک کے کہنا یون ہوتا ہی کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور کچھ ٹھہرے پھر دوسری بار ایسے ہی
کہے اور اسیطرح آخر اذان تک دو دو کلمون کے درمیان مین توقف کرے اور بلا توقف کے معنے یہ ہین ملانا
اور جلدی کرنا یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے نقل کیا ہے۔ اذان اور اقامت مین ہر کلمہ پر وقف کا سکون کرے
لیکن اذان مین حقیقۃً سکون کرے اور اقامت مین نیت سکون کی کرے یہ تبیین مین لکھا ہے اللہ اکبر کے
اول مین مد کرنا کفر ہے اور اسکے آخر مین مد کرنا خطاے فاحش ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور موافق طریقہ
مشروع کے اذان اور اقامت کے کلمات مین ترتیب کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر اذان و اقامت مین
بعضے کلمون کو بعض پر مقدم کر دے مثلاً اشہد ان محمدا رسول اللہ کو اشہد ان لا الہ الا اللہ سے پہلے کہدے
تو افضل یہ ہے کہ جو اپنے وقت سے پہلے کر دیا اسکا شمار نہین یہانتک کہ اپنے وقت پر اپنی جگہ اسکا اعادہ کرے
اور اگر اعادہ نہ کرے تو نماز جائز ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہے اور اذان اور اقامت کے کلمات کو بلا فصل پے
درپے کہے یہانتک کہ اگر اذان دی اور اسکو یہ گمان ہو گیا کہ یہ اقامت ہے پھر فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا تو
افضل یہ ہی کہ اذان کا اعادہ کرے اور اقامت کو از سر نو کہے تاکہ بلا فصل ادا ہون اور اسیطرح اگر اقامت
شروع کی اور اسکو اذان کا گمان ہو گیا پھر بعد کو معلوم ہوا تو افضل یہ ہے کہ سرے سے اقامت کہے یہ بدائع مین

سلہ اور اگر اذان مین ترجیع کیجاے یعنے شہادتین دو دو مرتبہ دُہرائی جاوین تو کل انیس ہوے ۱۲ م

اور غایۃ سروجی مین لکھا ہی اذان و اقامت مین قبلہ کی طرف مُنھ کرے اور اگر نہ کیا تو جائز ہے اور مکروہ ہے یہ
ہدایہ مین لکھا ہے اور جب حی علے الصلوۃ حی علے الفلاح پر پہونچے تو اپنا مُنھ داہنی طرف اور بائین طرف کو
پھیرے اور پاؤن اُسی جگہ قائم رکھے برابر ہے کہ اکیلا نماز پڑھتا ہو یا جماعت سے پڑھتا ہو یہی صحیح ہے یہانتک
کہ فقہا نے کہا ہے کہ بچے کے لیے جو اذان دے تو اسمین بھی چاہیے کہ ان دونون کلمون کے وقت داہنی اور بائین
طرف کو مُنھ پھیرے یہ محیط مین لکھا ہی اور طریقہ اسکا یہ ہی کہ حی علے الصلوۃ داہنی طرف کہے اور حی علے الفلاح
بائین طرف اور بعضون نے کہا ہی کہ حی علے الصلوۃ داہنی اور بائین دونون طرف کہے اور اسیطرح حی علے الفلاح
بھی دونون طرف کہے اور صحیح پہلا قول ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اذان دینے کا صومعہ وسیع ہو تو اسمین پھرے
تو بہتر ہے یہ بدائع مین لکھا ہے پس موذن میذنہ مین حی علے الصلوۃ حی علے الفلاح کے وقت پھرے اور
داہنی طرف کے طاق سے سر نکالکر حی علے الصلوۃ دو بار کہے پھر بائین طرف کے طاق سے سر نکال کر حی علی الفلاح
دو بار کہے یہ اُسوقت ہی کہ جب ایک جگہ کھڑے ہو کر اذان کہنے مین پورا اعلام نہو یہ شرح نقایہ مین لکھا ہے
جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی اور اگر داہنے اور بائین طرف مُنھ پھیرنے سے اعلام پورا ہو جاوے تو اسی پر
اکتفا کرے اور پاؤن اپنی جگہ سے نہ ہٹاوے یہ شاہان شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ تلحین مکروہ ہی تلحین ایسی راگنی کو
کہتے ہین جس سے کلمات مین تغیر آجاوے یہ شرح مجمع مین لکھا ہے جو ابن ملک کی تصنیف ہے لیکن ایسی خوش آوازی
سے اذان کہنا جسمین لحن نہو بہتر ہے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور یہی شرح وقایہ مین لکھا ہی اور دونون اُنگلیان دونون
کانون مین رکھ لے اور اگر نہ رکھے تو بہتر ہے اسواسطے کہ وہ سنت اصلی نہین وہ صرف اسواسطے مقرر کیا گیا ہے
کہ اعلام مین مبالغہ ہو اور اگر دونون ہاتھ کانون پر رکھ لے تو بہتر ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور انگلیان کانون
مین رکھنا معمول اذان مین ہی تاکہ آواز بلند ہو اقامت مین نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ تثویب متاخرین کے نزدیک مغرب کے
سوا ہر نماز مین بہتر ہے یہ شرح نقایہ مین لکھا ہے جو ابو المکارم کی تصنیف ہی اور تثویب اُسکو کہتے ہین کہ موذن
اذان اور اقامت کے درمیان مین پھر اعلام کرے ہر شہر کی تثویب وہان کے دستور کے موافق ہوتی ہے یا
کھنکارنے یا صلوۃ صلوۃ یا قامت قامت کا لفظ کہنے سے تثویب اسلیے ہی کہ اچھی طرح سے اعلام ہو جائے
اور یہ بات جسطرح جہان کا دستور ہو اُس سے حاصل ہو جاتی ہی یہ کافی مین لکھا ہے۔ فجر کی اذان کے بعد اتنا
ٹھہرے جتنی دیر مین بیس آیتین پڑھ سکے پھر تثویب کہے پھر اسیقدر بیٹھے پھر اقامت کہے یہ تبیین مین لکھا ہے
اذان اور اقامت مین بقدر ایسی دو رکعتون یا چار رکعتون کے فصل کرے جسمین ہر رکعت مین دس آیتین پڑھ
سکے یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اذان اور اقامت کو ملانا بالاتفاق مکروہ ہے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اور
موذن کے لیے یہ اولے ہی کہ جس نماز سے پہلے سنتین یا نفل پڑھے جاتے ہین وہ اذان و اقامت کے درمیان
مین پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر نہ پڑھے تو اذان و اقامت کے درمیان بیٹھ جاوے اگر مغرب کا وقت ہو تو

سلہ تو اس صورت مین ادا ہوگا کہ ہندوستان مین ہر خطہ کی زبان مین اُنکے متعارف پر اعلام ہو اور عربی کی خصوصیت تو صرف اذان کے کلمات مین ہی ۱۲

بھی فقہا کا اتفاق ہی کہ اذان اور اقامت مین فصل ضرور ہی یہ عنایہ مین لکھا ہی مقدار فصل مین اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مستحب یہ ہی کہ جتنی دیر مین تین چھوٹی آیتین یا ایک بڑی آیت پڑھ سکے اُتنی دیر چپکا کھڑا رہے پھر اقامت کہے اور امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک جتنی دیر دونون خطبون کے درمیان بیٹھتے ہین اُتنی دیر بیٹھ جاوے امام حلوائیؒ نے لکھا ہی کہ خلاف صرف اتنی بات مین ہی کہ کھڑا ہونا افضل ہی یا بیٹھنا یہان تک کہ اگر بیٹھ جاوے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہی مگر اُنکے نزدیک افضل یہ ہی کہ نہ بیٹھے اور اگر کھڑا رہے تو امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک جائز ہی لیکن اُنکے نزدیک افضل یہ ہی کہ بیٹھ جاوے یہ نہایہ مین لکھا ہی اذان اور اقامت کے درمیان مین دعا مانگنا مستحب ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ موذن آدمیون کا انتظار کرے اور جو ضعیف جلد آنیوالا ہے اُسکے لیے کھڑا رہے اور محلہ کے رئیس اور بڑے آدمی کا انتظار نہ کرے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے۔

چاہیے کہ اذان اول وقت مین کہے اور اقامت اوسط وقت مین کہے تاکہ وضو کرنے والا اپنے وضو سے اور نماز پڑھنے والا اپنی نماز سے اور ضرورت والا اقتضاے حاجت سے فارغ ہو جاوے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہے جب کوئی شخص اقامت کے وقت داخل ہو تو اُسکو کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہی بلکہ بیٹھ جاوے پھر موذن جب حی علے الفلاح کہے تو کھڑا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر موذن امام کے سوا کوئی اور ہو اور نمازی مع امام کے مسجد کے اندر ہون تو موذن جسوقت اقامت مین حی علے الفلاح کہے اُسیوقت ہمارے تینون علماء کے نزدیک امام اور نمازی کھڑے ہو جاوین یہی صحیح ہے اور امام مسجد سے باہر ہے تو اگر صفون کیطرف سے مسجد مین داخل ہوا تو جس صف سے وہ بڑھے وہ صف کھڑی ہو جاوے اور اسیطرف مائل ہوے ہین شمس الائمہ حلوائی اور سرخسی اور شیخ الاسلام خواہرزادہ اور اگر امام مسجد مین سامنے سے آوے تو امام کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جاوین اور اگر موذن اور امام ایک ہو تو اگر وہ اقامت مسجد کے اندر کہے تو جبتک اقامت سے فارغ نہ ہووے تب تک نمازی کھڑے نہ ہون اور وہ مسجد سے باہر اقامت کہے تو ہمارے مشائخ کا اتفاق ہی کہ جب تک امام مسجد مین داخل نہ ہو تب تک نمازی کھڑے نہ ہون اور امام قد قامت الصلوۃ سے کچھ پہلے تکبیر کہدے شیخ الامام شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ یہی صحیح ہے یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی کے میل مین موذن کو جواب دینے کے مسئلہ اذان کے وقت سامعین کو جواب دینا واجب ہے اور جواب دینا یہ ہی کہ جو اذان کہتا ہے وہی یہ بھی کہے مگر حی علے الصلوۃ کے جواب مین وہی لفظ نہ کہے بلکہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے اور حی علے الفلاح کے جواب مین ماشاء اللہ کان مالم یشا لم یکن کہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے غرائب مین لکھا ہے اور اسیطرح الصلوۃ خیر من النوم کے جواب مین سننے والا وہی لفظ نہ کہے بلکہ صدقت وبررت کہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اذان سُنی اور وہ چلا جاتا ہی تو اولے یہ ہی کہ ایک ساعت ٹھہرے اور اذان کا جواب دے یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اقامت کا جواب مستحب ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جب اقامت کہنے والا قد قامت الصلوۃ کہے تو سننے والا اقامہا اللہ وادامہا مادامت السموات والارض کہے اور باقی

کلمات مین اسیطرح جواب دے جیسے اذان مین جواب دیتا ہی یہ فتاوے غرائب مین لکھا ہے۔ اور چاہیے کہ اذان و اقامت کے درمیان مین سننے والا بات نہ کرے اور قرآن نہ پڑھے اور سوائے جواب دینے کے کوئی کام نہ کرے۔ اگر قرآن پڑھتا ہو تو اسکو چھوڑکر اذان یا اقامت کے سننے اور جواب دینے مین مشغول ہو یہ بدائع مین لکھا ہی - اگر اقامت کے وقت دعا مین مشغول ہو تو مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی مسجد کے کئی مؤذن ہون تو جب وہ آگے پیچھے آدین تو جو آگے آیا اُسی کا حق ہی یہ کفایہ مین لکھا ہے

تیسرا باب نماز کی شرطون مین

اور وہ ہمارے نزدیک سات ہین حدث سے طہارت اور نجاست سے طہارت اور ستر عورت اور قبلہ کی جانب مُنھ کرنا اور وقت اور نیت نماز اور تحریمہ یہ زاہدی مین لکھا ہے اس باب مین چار فصلین ہین **پہلی فصل** طہارت اور ستر عورت کے بیان مین۔ نمازی کو بدن اور کپڑے اور نماز کی جگہ کو نجاست سے پاک کرنا واجب ہی یہ زاہدی کے باب نجاست مین لکھا ہے یہ اُسوقت ہی کہ جب نجاست اتنی لگی ہو کہ نماز کی مانع ہو اور اُسکے دور کرنے مین اُس سے بڑھ کر کوئی خرابی نہو یہان تک کہ اگر آدمیون کے سامنے بے ستر کھولے نجاست دور نہین کر سکتا تو اُسی نجاست سے نماز پڑھ لے اور اگر نجاست سے دور کرنے کے واسطے لوگون کے سامنے ستر کھولدیا تو فاسق ہوگیا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ نجاست مین اوپر کے بدن کا اعتبار ہے یہان تک کہ اگر نجس سرمہ آنکھون مین لگایا تو آنکھون کا دھونا واجب نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر نجاست غلیظہ قدر درہم سے زائد ہے تو اُسکا دھونا فرض ہے اور اُسکے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہی اور اگر بقدر درہم ہے تو اُسکا دھونا واجب ہے اور نماز اُسکے ساتھ جائز ہے اور اگر قدر درہم سے کم ہی تو اُسکا دھونا سنت ہے اور اگر نجاست خفیفہ ہو تو وہ جبتک بہت نہ ہو جواز صلوٰۃ کی مانع نہین یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ ستر عورت نماز کے صحیح ہونے کے واسطے شرط ہی اگر اُسپر قادر ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنون کے آگے تک ستر ہے اور مرد کی ناف ہمارے تینون عالمون کے نزدیک ستر نہین اور گھٹنے ہمارے سب علماء کے نزدیک ستر ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی آزاد عورت کا مُنھ اور ہتھیلیون اور قدمون کے سوا تمام بدن ستر ہے یہ متون مین لکھا ہی۔ عورت کے بال جو سر پر ہین وہ ستر ہی اور جو لٹکے ہوے ہین اُسمین دو روایتین ہین اصح یہ ہی کہ وہ ستر ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے لیا ہے اور اسی پر فتوے ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ باندی کا ستر وہی ہی جو مرد کا ہی مگر اُسکا پیٹ اور پیٹھ بھی ستر ہے اور اسی حکم مین سب طرح کی باندیان شامل ہین۔

سلہ دعاے وسیلہ مستحب ہے وسیلہ مانگنے کا طریقہ حضرت جابرؓ کی روایت مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان سُنکر جس نے کہا اللھم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ تو اُسکے واسطے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہوئی رواہ البخاری والاربعہ اور یہ جو عرف مین والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ بڑھایا جاتا ہے تو یہ حدیث مین وارد نہین ولیکن مستحسن ہی ۱۲ ع

خواہ ام الولد ہو یا مدبرہ ہو یا مکاتبہ ہو یہ تبیین مین لکھا ہی - اور مستسعاۃ بمنزلہ مکاتب کے ہی امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - خنثیٰ مشکل اگر غلام ہی تو ستر اسکا مثل ستر باندی کے ہے اور اگر آزاد ہے تو ہمارے فقہا یہ حکم کرتے ہین کہ سارا بدن ڈھکے اگر اُسنے صرف ناف سے گھٹنون تک ڈھکا تو بعضون کا یہ قول ہی کہ اعادہ لازم ہی اور بعضون کے نزدیک لازم نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - جو لڑکی قریب بلوغ ہی اور ننگی یا بغیر وضو نماز پڑھے تو اعادہ کا حکم کیا جاوے اور بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھے تو استحسانًا نماز اُسکی پوری ہوجاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے نماز مین اپنا ستر غیر شخصون سے چھپانا بالاجماع فرض ہی اور اپنے آپ سے چھپانا عامہ مشائخ کے نزدیک فرض نہین یہ شاہان مین لکھا ہے پس اگر قمیص پہنکر بغیر ازار کے نماز پڑھے اور قمیص ایسا ہو کہ اگر اسکے گریبان مین سے دیکھے تو ستر نظر نہ آوے تو عامہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہوگی اور یہی صحیح ہی اور اگر اندھیرے گھر مین ننگا ہوکر نماز پڑھی اور اُسکے پاس پاک کپڑا موجود ہی تو بالاجماع نماز جائز نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے باریک کپڑا جسمین سے بدن نظر آتا ہو اُسمین نماز جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اگر اسکے پاس قمیص ہو اور سوا اسکے اور کوئی کپڑا نہ پہنے اور کسی شخص کو سجدہ مین اسکا ستر نہ معلوم ہوتا ہو لیکن اگر کوئی اُسکے نیچے سے دیکھے تو ستر نظر آوے اسمین کچھ مضائقہ نہین تھوڑا سا کھل جانا معاف ہے اسواسطے کہ اسمین حرج ہی اور بہت مین حرج نہین اسواسطے عفو نہین - چوتھائی اور اس سے زیادہ بہت مین داخل ہی اور چوتھائی سے کم تھوڑے مین یہی صحیح ہی - یہ محیط مین لکھا ہے اور اصح یہ ہی کہ ستر غلیظ ہو یا خفیف اسکا حساب چوتھائی سے ہی کیا جاتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - ایک عضو مین سے اگر چوتھائی سے کم کھل جاوے تو معاف ہی اور اگر دو عضوون یا دو سے زیادہ عضوون مین سے کھلے تو اُسکو جمع کرینگے اگر وہ سب ملکر اُن اعضا مین سے سب سے چھوٹے عضو کی چوتھائی ہو جاوے تو نماز جائز نہوگی یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہے ستر کے جمع کرنے مین حصون کا حساب مثلاً چھٹا حصہ یا نوان حصہ معتبر نہین بلکہ مقدار کا حساب ہوگا یہان تک کہ اگر کان کا نوان حصہ کھل جاوے اور پنڈلی کا نوان حصہ کھل جاوے تو نماز منع ہوگی اسلیے کہ جو کچھ کھلا وہ کان کی چوتھائی کے برابر ہے یہ قنیہ مین لکھا ہی - اگر نماز مین ستر کھل گیا اور بلا توقف اسی وقت چھپا لیا تو بالاجماع اُسکی نماز جائز ہے اور اگر اسیطرح ستر کھلے رکن ادا کیا تو نماز اُس کی بالاجماع فاسد ہی یا اگر اسیطرح ستر کھلے ہوئے ادا کیا لیکن اسقدر ٹھہرا جسمین رکن ادا ہو جاتا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی اور امام محمد رح کے نزدیک فاسد نہوگی اور امام ابوحنیفہ رح سے اس مسئلہ مین کوئی تصریح منقول نہین یہ شرح نقایہ مین لکھا ہے جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہے باندی نے بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھی اور نماز کے اندر وہ آزاد ہوگئی اگر اُسیوقت اوڑھنی نہ اوڑھی تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر عمل قلیل سے اوڑھ لی تو جائز ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - عمل قلیل یہ ہی کہ اُسکو ایک

سلہ ام الولد وہ باندی ہی جسکے پیٹ سے مالک کی اولاد ہوئی ہو مدبرہ وہ ہے جسکو مالک یہ کہدے کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے مکاتبہ وہ ہی جسکو مالک یہ لکھدے کہ اسقدر روپیہ دیدے تو آزاد ہوجاوے - مستسعاۃ وہ ہی جسکا کچھ حصہ آزاد ہوچکا ہو اور باقی حصہ کی قیمت دینے کیلیے کوشش کرتی ہو ۱۲ سلہ خنثیٰ مشکل وہ ہی جسکے مرد اور عورت دونون کی علامت ہو ۱۲

ہاتھ سے پکڑے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - ذکر جدا ایک عضو ہی اور انثیین جدا اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے ہر ایک سُرین علیحدہ ستر ہے اور دُبر انکے بیچ مین تیسرا ستر جدا ہی یہی صحیح ہی یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہے اور یہی تبیین مین لکھا ہے - اور گھٹنا ران کے آخر تک ایک عضو ہی یہانتک کہ اگر نماز پڑھی اور گھٹنے کھلے تھے اور ران ڈھکی ہوئی تو نماز جائز ہوجاویگی یہی اصح ہی یہ تجنیس مین لکھا ہی اسیطرح عورت کا ٹخنہ مع پنڈلی کے ایک عضو ہی یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی مرد کی ناف کے نیچے سے عانہ کی اٹھی ہڈی تک چوگرد ایک عضو ہی اور اسکی چوتھائی کھل جاویگا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی پیٹھ جدا ستر ہے اور اسیطرح پیٹ اور اسیطرح سینہ یہ تاتارخانیہ مین عتابیہ سے نقل کیا ہی - پہلو پیٹ کے ساتھ ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی عورت کی چھاتیان اگر چھوٹی ہون اور ابھرتی ہوئی ہون تو وہ سینہ مین شامل ہین اور اگر بڑی ہین تو وہ جدا عضو ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور ہر ایک انمین سے جدا جدا ستر ہوگی اور یہی حکم ہے دو نون کانون کا اگر ایک کان کی چوتھائی کھل جاوے تو نماز فاسد ہوگی یہ زاہدی مین لکھا ہے جسکو کپڑا نہ ملے وہ بیٹھکر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ اشارے سے کرے یا کھڑا ہوکر رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑھے اور اول افضل ہی یہ کافی مین لکھا ہے رات ہو یا دن جنگل ہو یا گھر سب کا یہی حکم ہے یہی صحیح ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے - اور کپڑا ملنے سے مراد ہی کہ اسپر قادر ہونا پس اگر کسی نے کپڑا اس کے لیے مباح کردیا تو اصح یہ ہے کہ اسکا استعمال اسپر واجب ہی یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہے - ننگے آدمی کے سامنے اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ جسکے پاس لباس ہی تو اس سے مانگے تو اگر نہ دے تو ننگا نماز پڑھ لے اور اگر نماز کے درمیان مین کپڑا ملے تو از سر نو نماز پڑھے یہ تاتارخانیہ مین سراجیہ سے نقل کیا ہے - اور اگر کپڑا ملنے کی اُمید ہو تو نماز مین اُسوقت تک تاخیر کرے کہ جبتک فوت وقت کا خوف نہو جیسے اگر نماز پڑھنے کے لیے پاک جگہ نہ ملے مگر ملنے کی امید ہو تو اس صورت مین بھی اسیقدر تاخیر کرے کہ وقت کے چلے جانے کا خوف نہو یہ قنیہ مین لکھا ہے - ننگے لوگ علیحدہ علیحدہ دور دور نماز پڑھین اور اگر جماعت سے پڑھین تو امام بیچ مین ہو اور ہر شخص پاؤن اپنے قبلہ کی طرف کرے اور دونون ہاتھ دونون رانون کے بیچ مین کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے یا بیٹھکر رکوع اور سجدہ سے نماز پڑھے تو جائز ہے یہ زاہدی مین لکھا ہی - حجہ مین ہی کہ اگر ننگے کو کوئی بوریا یا بچھونا ملے تو اس سے ستر ڈھک کے نماز پڑھے ننگا نہ پڑھے یہی حکم ہی اُس صورت مین جب گھاس سے ستر ڈھک سکتا ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی ننگا اگر کسی گلا بہ پر قادر ہو تو وہ اسکو اپنے ستر پر لگالے اگر جانتا ہو کہ وہ ٹھہرا رہیگا تو بغیر اسکے نماز جائز نہوگی اسیطرح اگر پتے لپیٹنے پر قادر ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے اگر صرف اسقدر کپڑا ملے کہ جس سے تھوڑا ستر ڈھکے تو اُسکا استعمال بالاتفاق واجب ہے مقام پیشاب پائخانہ ڈھک لے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اور اگر صرف اسقدر مل سکتا ہی جس سے صرف ایک طرف ڈھکے تو بعضون نے کہا ہے کہ دُبر کو ڈھکے اسواسطے کہ بحالت رکوع مین اُسکے کھلنے مین زیادہ فحش ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ آگا ڈھکے اسواسطے کہ وہ قبلہ کی طرف ہوتا ہے

یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ ریشمی کپڑون مین مردون کی نماز جائز نہین عورتون کی نماز جائز ہی اگر اُسکے سوا اور کپڑا نہ ملے تو اُسی سے پڑھ لے ننگا نہ پڑھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر کوئی عورت کھڑی ہوکر نماز پڑھتی ہے تو اتنا کھلتا ہی جس سے نماز جائز نہین اور بیٹھ کر پڑھتی ہی تو کچھ نہین کھلتا ہے تو اُسکو چاہیے کہ بیٹھ کر پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی اگر سجدہ کرنے مین عورت کا چوتھائی عضو ستر کھلتا ہو تو وہ سجدہ کو چھوڑ دے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑے پہنکر نماز پڑھے ازار اور قمیص اور عمامہ اگر ایک کپڑے مین بدن ڈھک کر نماز پڑھے تو بلاکراہت نماز جائز ہے اور اگر صرف ازار مین پڑھے تو جائز ہی مگر مکروہ ہی عورت کے واسطے بھی مستحب یہ ہی کہ تین کپڑے قمیص اور ازار اور مقنعہ پہنکر نماز پڑھے اگر عورت دو کپڑون مین نماز پڑھے تو نماز جائز ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر ایک کپڑے کو لپیٹ کر نماز پڑھے تو نہین جائز ہوگی لیکن اگر اُسمین اُسکا تمام بدن اور ستر ڈھک جاویگا تو جائز ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر دو شخص ایک کپڑے مین نماز پڑھین ہر شخص اسکے ایک کنارے سے ستر ڈھک لے تو جائز ہے اور اسیطرح اگر کوئی شخص کپڑے کے ایک کنارے سے اپنا ستر ڈھکے اور دوسرا کنارہ کسی سوتے ہوے پر ڈالدے تو جائز ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اگر عورت کو اسقدر کپڑا ملے کہ اُسکا بدن اور چوتھائی سر ڈھک سکے اور پھر وہ اپنا سر نہ ڈھکے تو جائز نہین اور جو چوتھائی سے کم سر ڈھکتا ہو اور نہ ڈھکے تو مضائقہ نہین لیکن ڈھکنا افضل ہے یہ تبیین مین لکھا ہی ننگے کو صرف اتنا کپڑے کا ٹکڑا ملے کہ اعضاے ستر مین سے جو سب مین چھوٹا عضو ہی اُسکو ڈھک سکے اور پھر نہ ڈھکا تو نماز فاسد ہوگی ورنہ فاسد نہ ہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اگر پانی کے اندر نماز پڑھی اور پانی گدلا ہی تو نماز صحیح ہوگی اور اگر پانی صاف ہے جسمین سے ستر نظر آتا ہی تو صحیح نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔

دوسری فصل ستر ڈھکنے والی چیزون کی طہارت مین

ایسا کپڑا ملا کہ چوتھائی پاک تھا اور ننگے نماز پڑھی تو جائز نہین اور اگر چوتھائی سے کم پاک تھا یا کل نجس تھا تو اختیار ہے کہ ننگا ہوکر بیٹھکر اشارون سے نماز پڑھے یا اس کپڑے سے کھڑا ہوکر رکوع اور سجدے سے نماز پڑھے اور یہی افضل ہے یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر مردار کی کھال ملی جسکی دباغت نہین ہوئی تھی اور سواے اسکے اور کوئی ستر ڈھکنے والی چیز نہین ملتی تو اس کھال سے ستر ڈھکنا جائز نہین اور اس سے نماز جائز نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر اُسکے پاس دو کپڑے ہین اور ہر ایک اُنمین سے قدر درہم سے زیادہ نجس ہی تو اگر اسمین کوئی بقدر چوتھائی کپڑے کے نجس نہین تو اختیار ہے جس سے چاہے نماز پڑھے کیونکہ نماز کے مانع ہونے مین دونون برابر ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ جسمین کم نجاست ہو اُس سے نماز پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر ایک مین بقدر چوتھائی کپڑے کے خون لگا ہو اور دوسرے مین چوتھائی سے کم ہو تو جسمین خون کم ہو اُس سے نماز پڑھے اور اسکے برخلاف جائز نہین اور اگر ہر ایک مین نجاست بقدر چوتھائی کے ہو یا ایک مین زیادہ ہو لیکن بقدر پونے کے نہو اور دوسرے مین بقدر چوتھائی کے ہو تو جسمین چاہے نماز پڑھے اور

ؔ چنانچہ خلال رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک قوم کی کشتی ٹوٹ گئی تو سمندر سے ننگے برآمد ہوے پس وے بیٹھے نماز پڑھا کرتے اس حالت مین کہ سرون سے رکوع و سجدہ کا اشارہ کرتے تھے ۱۲ ع ؎ اسپر اتفاق ہی کیونکہ چیز کی چوتھائی بجاے کل کے قائم ہوتی ہے تو گویا کل پاک ہے اور پاک کو چھوڑ کر ننگے پڑھنا روا نہین ۱۲ ع

افضل یہ ہی کہ اُسمین نماز پڑھے جسمین نجاست کم ہو اور اگر ایک کا چوتھائی پاک ہو اور دوسرا چوتھائی سے کم پاک ہو تو جسکا چوتھائی پاک ہے اُسمین نماز پڑھے اس کے برخلاف جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر کپڑے کے ایک جانب خون لگا ہو اور وہ اسقدر پاک ہو کہ اس سے تہبند باندھ سکین تو اگر نہ باندھیگا تو نماز جائز نہو گی اسلیے کہ وہ پاک کپڑے سے اپنا ستر ڈھکنے پر قادر ہے اور اسمین فرق نہین کیا گیا کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہلتی ہو یا نہ ہلتی ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اس قسم کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ جو شخص دو بلاؤن مین مبتلا ہو اور وہ دونون برابر ہون تو جسے چاہے اختیار کرے اور جو مختلف ہون تو آسان کو اختیار کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر اُسکو پاک اور نجس کپڑے مین شبہہ پڑ گیا تو ظن غالب کرے اور نماز پڑھے اگرچہ غلبہ گمان مین نجس ہی آ گیا ہو یہ سراجیہ مین لکھا ہے اگر اسکا گمان غالب ایک کپڑے پر ہو اور اس سے ظہر کی نماز پڑھی پھر گمان غالب دوسرے کپڑے پر ہو گیا اور اس سے عصر کی نماز پڑھی تو عصر کی نماز فاسد ہو گی۔ اگر اُسکے پاس دو کپڑے ہون اور یہ نہین جانتا کہ نجاست کس مین ہے پھر ایک کپڑے سے ظہر کی اور دوسرے سے عصر کی نماز پڑھی پھر اول کے کپڑے سے مغرب کی نماز پڑھی پھر دوسرے کپڑے سے عشا پڑھی اس کے بعد ایک کپڑے مین نجاست قدر درہم سے زیادہ لگی ہوئی معلوم ہوئی لیکن یہ نہین جانتا کہ اسمین پہلا کون ہے اور دوسرا کون تو ظہر اور مغرب جائز ہو گی اور عصر اور عشا فاسد ہو گی اور یہی حکم ہے اس صورت مین کہ ظہر اول کپڑے مین تحری سے پڑھے اور عصر دوسرے مین اور مغرب اول مین اور عشا دوسرے مین ذکر کیا اسکو امام سرخسی نے یہ خلاصہ مین لکھا ہے ایسے کپڑے مین نماز پڑھی کہ اُسکے نزدیک وہ نجس تھا پھر نماز سے فارغ ہو کر معلوم ہوا کہ وہ پاک تھا تو نماز جائز ہو گی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر ننگے کے پاس ریشمی کپڑا ہو اور ٹاٹ کا کپڑا ہو جسمین نجاست قدر درہم سے زیادہ لگی ہے تو ریشمی کپڑے سے نماز پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہے نماز پڑھنے والا اگر اپنے کپڑے پر قدر درہم سے کم نجاست پاوے اور وقت مین گنجائش ہو تو افضل یہ ہے کہ کپڑا دھوئے اور پھر نماز شروع کرے اور اگر وہ جماعت اُس سے فوت ہو جاوے اور کہین اور ملجاوے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر یہ خوف ہو کہ جماعت نہ ملیگی یا وقت جاتا رہیگا تو اسیطرح نماز پڑھتا رہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے یہ حکم اس صورت مین ہے کہ جب وہ نماز مین ہو اور اگر وہ نماز مین نہین لیکن جماعت کے قریب پہونچگیا اور جماعت والے نماز مین ہین اور اُسکو خوف ہی کہ اگر دھوویگا تو جماعت فوت ہو جاویگی تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نماز مین داخل ہو جاوے اور اُسکو نہ دھوئے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اپنے کپڑے مین نجاست مغلظہ قدر درہم سے زیادہ لگی دیکھے اور یہ معلوم نہین کہ کب لگی تھی تو بالاجماع یہ حکم ہے کہ کسی نماز کا اعادہ نہ کرے یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی اور جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اگر امام کے کپڑے پر نجاست قدر درہم سے کم لگی دیکھی پس اگر مذہب مقتدی کا یہ ہے کہ نجاست قلیلہ مانع صلوۃ نہین اور امام کا مذہب یہ ہے کہ

۱؎ مثلاً زخمی اگر سجدہ کرتا ہے تو زخم سیلان کرتا ہو اور نہین تو نہین وہ بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھے اسواسطے کہ ترک سجدہ ہلکا ہے بے وضو ہونے کے ساتھ نماز سے اور ترک سجدہ حالت اختیار مین بھی کر سکتا ہے مثلاً سواری پر نماز نفل اشارہ سے درست ہے تو حالت عذر مین ترک سجدہ کا مضائقہ نہین ۱۲ د۔

وہ مانع صلوٰۃ ہے اور امام نے بے خبری مین نماز تمام کرلی تو مقتدی کی نماز جائز ہوگی اور امام کی نماز جائز نہوگی اور اگر مذہب ان دونون کا برخلاف ہے تو حکم بھی دونون کا برخلاف ہے یہ فتاوے قاضیخان کے باب نجاسات مین لکھا ہے۔ نصر کا قول ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر نجاست موزون پر لگی ہو اور کپڑے پر بھی لیکن انمین سے ہر ایک جدا جدا قدر درہم سے کم ہے اور دونون جمع کی جاوین تو قدر درہم سے زیادہ ہون تو ان دونون نجاستون کو جمع کرینگے اور اس سے نماز جائز نہوگی اور یہی حکم ہے اس صورت مین جب کپڑے پر کئی جگہ نجاست لگی ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر اکہرے کپڑے مین نماز پڑھی جیسے قمیص وغیرہ ہوتا ہے اور اسپر نجاست قدر درہم سے کم لگی ہے مگر دوسری طرف کو پھوٹ نکلی اور اگر دونون طرف کی نجاست جمع کیجاوے تو قدر درہم سے زیادہ ہو جاویگی تو فقہا کے قول کے بموجب مانع جواز صلوٰۃ نہین اور ایک کپڑے مین جو نجاست جدا جدا لگی ہوتی ہے اسکا حکم اسپر جاری نہوگا۔ اگر دو کپڑون مین نماز پڑھی اور ہر ایک مین نجاست قدر درہم سے کم لگی ہے مگر دونون کو جمع کرین تو قدر درہم سے زیادہ ہے تو جمع کرینگے اور وہ مانع جواز صلوٰۃ ہے۔ اگر دو تہ کا کپڑا پہنکر نماز پڑھی اور ایک تہ پر نجاست لگی اور دوسری تہ تک پھوٹ گئی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ ایک کپڑے کے حکم مین ہے اور جواز صلوٰۃ کی مانع نہین اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب مانع جواز صلوٰۃ ہے امام ابو یوسفؒ کے قول مین آسانی زیادہ ہے اور امام محمدؒ کے قول مین احتیاط زیادہ ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر نماز مین اسکے پاس ایسا درہم تھا کہ جسکی دونون طرفین نجس تھین تو مختار ہے کہ وہ جواز صلوٰۃ کا مانع[۵۱] نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ وہ کل ایک درہم ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر ناک رکھنے کی جگہ نجس ہو اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو تو بلاخلاف نماز جائز ہے اور یہی حکم ہے اس صورت مین کہ ناک رکھنے کی جگہ پاک ہو اور پیشانی رکھنے کی جگہ نجس ہو اور ناک پر سجدہ کرے تو بلاخلاف اسکی نماز جائز ہوگی اور اگر ناک اور پیشانی دونون کی جگہ نجس ہو تو زندویسی نے اپنی نظم مین یہ ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ناک پر سجدہ کرے پیشانی پر نہ کرے اور نماز اسکی جائز ہوگی اگرچہ پیشانی مین کوئی عذر نہو اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہوگی مگر اس صورت مین جائز ہوگی جب پیشانی مین کوئی عذر ہو یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر ناک اور پیشانی دونون پر سجدہ کرے تو اصح یہ ہے کہ نماز اسکی جائز نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر نجاست مصلی کے دونون پاؤن کے نیچے ہو تو نماز جائز نہوگی یہ وجیز کردری مین لکھا ہے جو کردری کی تصنیف ہے اور اسمین کچھ فرق نہین کہ دونون[۵۲] پاؤن کی تمام جگہ نجس ہو یا صرف انگلیون کی جگہ نجس ہو اگر ایک پاؤنکی جگہ پاک ہو اور دوسرے کی جگہ نجس ہو اور اسنے دونون پاؤن رکھکر نماز پڑھی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ نماز اسکی جائز نہوگی اور اگر وہ پاؤن رکھا جسکی جگہ پاک ہے اور دوسرا جسکی جگہ ناپاک ہے اٹھا لیا تو اسکی نماز جائز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر نجاست سجدہ مین اسکے ہاتھون یا گھٹنون کے نیچے ہو تو ظاہر روایت کے بموجب نماز فاسد

[۵۱] اسیطرح اگر نمازی کے پاس وہ انڈا ہے جو اندر سے خون ہوگیا تو نماز جائز ہے کیونکہ وہ اپنے معدن مین ہے برخلاف اس شیشہ کے جسمین پیشاب ہے یعنے وہ مانع نماز ہے ۱۲ د

[۵۲] موضع قدمین کی طہارت امام اور صاحبین کے نزدیک شرط ہے بالاتفاق بلا نقل خلاف اور موضع سجود مین خلاف ہے مگر صحیح تر یہی قول ہے کہ امام کے نزدیک اسکی طہارت بھی شرط ہے ۱۲ د

نہ ہوگی اور ابو اللیثؒ نے یہ اختیار کیا ہے کہ نماز فاسد ہوگی اور اسی کو عیون میں صحیح کہا ہے یہ سراج[۵۱] الوہاج میں لکھا ہے
پاک جگہ میں نماز پڑھی اور اسی جگہ پر سجدہ کیا لیکن سجدہ میں کپڑا اُسکا ایسی زمین پر پڑتا ہے جو نجس ہے اور خشک ہے یا
نجس کپڑے پر پڑتا ہے تو نماز اُسکی جائز ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے اگر نجاست پاؤن کے نیچے قدر درہم سے کم ہو اور
اگر دونوں جگہ کی جمع کیجاوے تو قدر درہم سے زیادہ ہوجاوے تو جمع کرینگے اور مانع جواز صلوۃ ہے یہ فتاوے
قاضیخان میں کپڑے پر نجاست لگنے کی فصل میں لکھا ہے اور یہی مختار ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے اور فتاوے
عتابیہ میں ہے کہ اسیطرح سجدہ کی جگہ اور پاؤن کی جگہ کی نجاست جمع کیجاویگی یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اگر نمازی کے
کپڑے میں نجاست قدر درہم سے کم ہو اور اُسکے دونوں پاؤن کے نیچے بھی قدر درہم سے نجاست کم ہو لیکن دونوں کو
جمع کریں تو قدر درہم سے زیادہ ہوجاوے تو جمع نہ کرینگے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر نمازی پاک مکان میں کھڑا ہوا پھر
نجس جگہ چلا گیا پھر پہلی جگہ آگیا اگر نجاست پر اتنی دیر نہیں ٹھہرا جتنی دیر میں چھوٹا رکن ادا کرسکیں تو نماز اُسکی جائز ہوگی
اور جو اتنی دیر ٹھہرا تو نماز اُسکی جائز نہوگی یہ فتاوے قاضیخان کے کپڑے اور مکان پر نجاست لگنے کی فصل میں لکھا ہے
اگر نماز نجس جگہ میں شروع کی پھر پاک جگہ میں چلا گیا تو نماز شروع ہی میں نہیں ہوئی یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر
جانور کی پیٹھ پر نماز پڑھی اور اُسکی زین پر نجاست مثل خون یا سرگین کے قدر درہم سے زیادہ ہے تو نماز اُسکی
فاسد ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ نماز اُسکے لیے جائز ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر ایسے فرش پر نماز پڑھی کہ اُسکے
ایک طرف نجاست تھی اور اُسکے دونوں پاؤن اور سجدہ کی جگہ نجاست نہیں تو نماز جائز ہے برابر ہے کہ فرش
بڑا ہو یا ایسا چھوٹا کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہلتی ہو یہی مختار ہے یہ خلاصہ کی چوتھی فصل میں
لکھا ہے جو سر کے مسح کے بیان میں ہے اور یہی حکم ہے کپڑے اور بوریا کا یہ سراج[۵۲] الوہاج میں لکھا ہے اور حجۃ میں ہے کہ
فرش پر اگر نجاست لگے اور یہ نہیں معلوم کہ کس جگہ لگی ہے تو اپنے دل میں غور کرے اور جس جگہ اُسکے دل میں پاکی
کا اطمینان ہو وہیں نماز پڑھے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اگر مصلی کے استر یا میان تہ پر نجاست ہو تو نماز اُسپر
جائز ہوگی یہ حکم اُسوقت ہے کہ ایک دوسرے پر سلا ہوا یا ٹکا ہوا نہو اور اگر سلا ہوا ہو یا ٹکا ہوا ہو تو بموجب
امام محمدؒ کے قول کے جائز ہے اسلیے کہ وہ سلنے کیوجہ سے ایک نہیں ہوجاتا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
جائز نہیں یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے قول ابو یوسفؒ کا احتیاط سے قریب ہے یہ فتاوے قاضیخان میں لکھا ہے اگر
نجاست تر ہو اور اُسپر کپڑا ڈالکر نماز پڑھی اگر کپڑا ایسا ہے کہ عرض میں دو کپڑے مثل نہالی کے بن سکیں تو بقول
امام محمدؒ کے جائز ہے اور اگر نہیں بن سکتے تو جائز نہیں اگر نجاست خشک ہو اور کپڑا اسقدر ہو جس سے کل ستر
ڈھک سکے تو جائز ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے فتاوے میں ہے کہ اگر کپڑے کی دوہری تہ کرلے اور اوپر کی تہ پاک ہو نیچے کی
تہ ناپاک ہو جائز ہے یہ سراج الوہاج اور شرح منیہ میں جو امیر الحاج کی تصنیف ہے عینی سے نقل کیا ہے اگر نجاست پر
کھڑا ہو اور پاؤن میں جوتیاں یا جرابین پہنے ہوئے ہو تو نماز جائز نہوگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور اگر جوتیاں نکالکر

۵۱ اور شیخ الاسلام ابو سعود مفتی روم نے کہا کہ جس عضو کا رکھنا واجب ہے اگرچہ دونوں ہاتھ ہون تو اُسکے مکان کی طہارت شرط ہے ۱۲ کذا فی الطحطاوی
۵۲ یعنے غالب گمان اُسکی پاکی کا ہو ۱۲

اُسپر کھڑا ہو جاوے تو اگر جوتیون کی اوپر جانب جہان پانون رکھتاہے پاک ہے تو جائز ہے برابر ہے کہ نیچے کی جانب جو زمین سے ملتی ہی پاک ہو یا ناپاک - اینٹین اگر ایک طرف سے نجس ہون اور انکی دوسری جانب پر جو پاک ہے نماز پڑھے تو جائز ہے خواہ ان اینٹون کا زمین پر فرش ہو یا ویسی ہی رکھی ہون یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر چکی کے پتھر پر یا دروازہ پر یا موٹے بچھوتے اور مکعب پر نماز پڑھی اور وہ اوپر سے پاک ہے اور نیچے سے نجس تو امام محمدؒ کے نزدیک نماز جائز ہوگی شیخ ابوبکر الاسکاف اسی پر فتوے دیتے تھے اور یہی ترجیح کے لائق ہے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے اور یہی حکم ہے نمدے کا یہ محیط مین لکھا ہے اور یہی حکم ہے اُس لکڑی کا جو موٹاپے مین سے چرسکے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر نجس زمین پر نماز پڑھنا چاہی اور اُسپر کچھ مٹی چھڑک دی تو اگر مٹی اتنی تھوڑی ہے کہ اگر اُسکو سونگھین تو نجاست کی بو آوے تو نماز جائز نہوگی اور اگر اتنی بہت ہے کہ اگر اُسکو سونگھین تو بو نہ آوے تو نماز جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر نجس کپڑا بچھاوے اور اُسپر مٹی بچھا کر نماز پڑھے تو جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر نجاست کی جگہ پر اپنی آستین بچھا کر اُسپر سجدہ کرے تو صحیح یہ ہے کہ جائز نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر ایک جبہ پہنکر نماز پڑھی جسکے اندر کچھ بھرا ہوا تھا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُسکے اندر ایک چوہا مرا ہوا خشک ملا اگر اُس جبہ مین کوئی روزن تھا یا پھٹا ہوا تھا تو تین دن کی نماز پھیرے اور اگر کوئی سوراخ پھٹا ہوا نہ تھا تو جتنی نمازین اس جبے سے پڑھی تھین وہ سب پھیرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور یہی مسائل کے یہ مسائل ہین اگر نماز پڑھی اور اُسکی آستین مین گندا انڈا ہی جسکی زردی خون ہوگئی ہی تو نماز جائز ہوگی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین جبکہ انڈے مین مرا ہوا بچہ ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے نصاب مین ہی کہ اگر کسی نے نماز پڑھی اور اسکی آستین مین ایک شیشہ ہے جسمین پیشاب ہے تو نماز جائز نہوگی خواہ وہ بھرا ہوا ہو یا نہو اسلیے کہ وہ بول اپنے اصلی مقام پر نہین اور گندے انڈے کا حکم اسواسطے اسکے خلاف ہوا کہ اُسکی نجاست اپنی جگہ پر ہے اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر نماز پڑھی اور شہید اُسکے کاندھے پر ہی اور شہید کے کپڑون پر خون بہت پڑا ہے تو نماز جائز ہوگی اور شہید کے کپڑے کاندھے پر ہون اور شہید نہو تو نماز جائز نہوگی کوئی شخص نماز مین داخل ہوا اور اُسکی آستین مین ایک زندہ بچہ تھا جب نماز سے فارغ ہوا تو اُسکو مردہ پایا تو اگر گمان غالب یہ ہے کہ نماز کے اندر مرا ہی تو نماز کا پھیرنا واجب ہوگا اور اگر یہ گمان غالب نہو شک ہو تو پھیرنا واجب نہوگا - اگر اُکھڑے ہوئے دانت کو پھر مُنھ مین رکھ لیا تو نماز جائز ہوگی اگرچہ قدر درہم سے زیادہ ہو ظاہر مذہب کے بموجب ہمارے علما مین خلاف نہین اور یہی صحیح ہے کہ آدمی کے دانت پاک ہین یہ کافی مین لکھا ہے اگر نماز پڑھی اور اُسکی گردن مین ایک پٹہ تھا جسمین کتے یا بھیڑیے کے دانت ہین تو نماز جائز ہے اگر نماز پڑھی اور اُسکے پاس چوہا یا بلی یا سانپ ہی تو نماز جائز ہوگی اور گنہگار ہوگا اور یہی حکم ہے اُن سب جانورون کے ہونے مین جنکے جھوٹے پانی سے وضو جائز ہے اور اگر اُسکی آستین مین لومڑی ہو یا کتے یا سُور کا بچہ ہو تو نماز جائز نہوگی اسلیے کہ جھوٹا پانی اُنکا نجس ہوتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر نمازی کی گود مین

آدمی کا بچہ آگیا جسمین خود سنبھلنے کی سکت نہین آئی اور بچہ پر نجاست ایسی ہو جس سے نماز جائز نہین تو اگر وہ اسقدر نہین ٹھہرا کہ جتنی دیر مین وہ ایک رکن ادا کر سکے تو نماز فاسد نہو گی اور اگر اتنی دیر ٹھہرا تو نماز فاسد ہو گی اور اگر سکت رکھتا ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی اگرچہ بہت دیر تک ٹھہرا رہے اور یہی حکم ہے نجس کبوتر کا اگر نمازی پر بیٹھ جاوے یہ خلاصہ اور فتح القدیر مین لکھا ہے جنب اور محدث کو اگر نماز پڑھنے والا اُٹھالے تو نماز جائز ہو گی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ نو جگہ نماز مکروہ ہے راستہ مین اونٹون کے بندھنے کی جگہ مین گھوڑے پر جانورون کے ذبح ہونے کی جگہ اور پائخانہ اور غسل خانہ اور حمام اور مقبرہ مین اور کعبہ کی چھت پر لیکن گھاس اور بوریا پر اور زمین پر اور فرش پر نماز پڑھنے اور سجدہ کرنے مین مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر نجس کپڑا المصلّی کے سر پر لٹکا ہوا ہو اور جسوقت وہ کھڑا ہوتا ہے تو اُسکے کاندھے پر آجاتا ہے تو اگر ایک رکن اسیطرح ادا کیا تو نماز فاسد ہو گی اور یہی حکم ہے اس صورت مین کہ نجس قبا اُسکے اوپر ڈال دین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر دوسرے شخص کے کپڑے مین نجاست قدر درہم سے زیادہ دیکھے تو اگر اُسکو یہ گمان ہے کہ اُسکو خبر کریگا تو وہ نجاست کو دھو لیگا تو اُسکو خبر کرے اور اگر اُسکو یہ گمان ہی کہ وہ کچھ خیال نہ کریگا تو اُسکو اختیار ہے کہ خبر نہ کرے اور امر معروف کا یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی امام سرخسی نے کہا ہے کہ امر معروف ہر صورت مین واجب ہے کچھ تفصیل نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی

تیسری فصل قبلہ کیطرف مُنھ کرنے کے بیان مین

فرض اور نفل اور سجدہ تلاوت اور جنازہ کی نماز بغیر قبلہ کیطرف مُنھ کیے کسیکو جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے فقہا کا اتفاق ہے کہ جو شخص مکہ مین ہی اُسکے لیے قبلہ عین کعبہ ہے پس اُسکو عین کعبہ کیطرف منھ کرنا لازم ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اسمین کچھ فرق نہین کہ نماز پڑھنے والے اور کعبے کے درمیان مین کوئی دیوار حائل ہو یا نہو یہ تبیین مین لکھا ہے یہان تک کہ مکہ والا اگر اپنے گھر مین نماز پڑھے تو اسطرح پڑھے کہ اگر دیوارین درمیان سے دور ہو جائین تو کوئی جز خانہ کعبہ کا اُسکے منھ کے سامنے ہو یہ کافی مین لکھا ہے اگر حطیم کیطرف کو مُنھ کر کے نماز پڑھے تو جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہے اور جو شخص مکہ سے خارج ہو تو قبلہ اُسکا جہت کعبہ ہے یہی قول ہی عامہ مشائخ کا اور یہی صحیح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور جہت کعبہ کی دلیل سے معلوم ہوتی ہے اور دلیل شہرون اور قریون مین وہ محرابین ہین جو صحابہ اور تابعین نے بنائی ہین پس ہمپر اُنکا اتباع واجب ہے اور اگر وہ نہون تو اس بستی کے لوگون سے پوچھے اور دریاؤن اور جنگلون مین دلیل قبلہ کی ستارے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور خانہ کعبہ کی جگہ کی طرف کو مُنھ کرنے کا اعتبار ہے عمارت کا اعتبار نہین فتاوے حجۃ مین ہے کہ گہرے کنوون مین اور پہاڑون اور اونچے ٹیلون پر

سلہ اور اگر لڑکا نمازی کے تھامنے کا محتاج نہو یعنے اسمین خود سنبھلنے کی سکت ہو اور اسکو چمٹا ہو تو نمازی اسکا حامل نہ ٹھہریگا تو نماز کا بھی مانع نہوگا ۱۲ سلہ اور یہی حکم ناپاک چھت اور چھپر اور خیمہ نجس کا ہی جبکہ نمازی کا سر کھڑے ہونے سے اُن چیزون مین لگتا ہو کذا فی الطحطاوی ۱۲ ع سلہ خواہ حقیقتہً یا حکماً مانند عاجز کے اور یہ ایک امتحانی شرط ہی کہ باوجود اس اعتقاد کے کہ اللہ تعالےٰ عز وجل کیلیے کوئی جہت نہین ہو سکتی دل مین اسپر جزم کرنیکے ساتھ انکو ایک طرف متوجہ کیا اور وہ شریعت یہود و نصارےٰ مین بیت المقدس تھا اور شریعت حنفیہ مین کعبہ ہے پس اصل مقصود اللہ تعالےٰ کو سجدہ ہے اور کعبہ صرف جہت عبادت ہے حتیٰ کہ اگر عین کعبہ کو سجدہ کرے تو کفر ہوگا۔ دمش۔ ط۔ اور یہ استقبال واجب ہے بقولہ تعالےٰ فولوا وجوہکم شطر المسجد الحرام یعنے سو تم پھیرو اپنے چہرون کو شطر المسجد الحرام کو ۱۲ عینی الہدایہ۔

اور خانہ کعبہ کی چھت پر نماز جائز ہے اسواسطے کہ قبلہ ساتوین زمین سے ساتوین آسمان تک مقابل مین کعبہ کے
عرش تک ہی یہ مضمرات مین لکھا ہے اگر کعبہ کے اندر یا چھت پر نماز پڑھی تو جدھر کو منھ کرے جائز ہے اور اگر
کعبہ کی دیوار پر نماز پڑھی تو اگر منھ اُسکا کعبہ کی چھت کی جانب کو ہے تو نماز جائز ہو گی اور جو نہین ہے تو جائز
نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے کوئی مریض صاحب فراش ہو اور قبلہ کی طرف کو منھ نہین پھیر سکتا اور اُسکے پاس کوئی
اور شخص بھی نہین جو اُسکا منھ پھیر دے تو جدھر کو وہ چاہے نماز پڑھ لے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر کوئی منھ پھیرنیوالا
ہے لیکن منھ پھیرنا اُسکو ضرر کرتا ہی تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور جس شخص کو قبلہ کیطرف کو منھ کرنے مین
کچھ خوف ہو تو جس جہت پر قادر ہو اسیطرف کو نماز پڑھ لے یہ ہدایہ مین لکھا ہے برابر ہے کہ دشمن کے خوف یا درندے
یا چور سے اسیطرح اگر دریا مین لکڑی پر ہو اور اُسکو خوف ہو کہ قبلہ کیطرف کو پھریگا تو ڈوب جائیگا تو بھی یہی حکم ہے یہ
تبیین مین لکھا ہے اور اسیطرح فرض نماز عذر سے یا نفل بغیر عذر سواری پر پڑھے تو اُسے جائز ہو کہ سواری کا منھ
جدھر کو ہو نماز پڑھ لے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے اور جو شخص کشتی مین نماز پڑھے فرض یا نفل تو اُسپر واجب ہے کہ قبلہ کی
طرف کو منھ کرے اور یہ جائز نہین کہ جدھر کو رخ ہو اُدھر کو پڑھ لے یہ خلاصہ مین لکھا ہے یہانتک کہ اگر کشتی گھومے اور
وہ نماز پڑھتا ہو تو کشتی کے گھومتے ہی قبلہ کو متوجہ ہو جاوے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہے
اگر قبلہ کا شبہہ پڑ جائے اور ایسا کوئی شخص اُسکے سامنے نہین جس سے پوچھے تو اٹکل سے قبلہ کیطرف مقرر کرکے نماز
پڑھے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اگر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اُسکا گمان غلط تھا تو نماز کو نہ پھیرے اور جو نماز مین
ہی معلوم ہوا تو قبلہ کی طرف کو پھر جائے اور باقی نماز اسیطرح پڑھ لے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور اگر اُسکے
سامنے کوئی ایسا شخص ہو جس سے پوچھ سکتا ہی اور وہ وہین کا رہنے والا ہو اور قبلہ کی سمت کو جانتا ہو تو اٹکل سے نماز پڑھنا جائز نہین
یہ تبیین مین لکھا ہی اگر اسکے سامنے کوئی ایسا شخص ہو کہ اُس سے پوچھ سکتا ہی اور اُس سے نہ پوچھا اور اٹکل سے نماز پڑھ لی تو اگر
ٹھیک قبلہ کی جانب کو نماز پڑھی تو جائز ہو گی ورنہ جائز نہوگی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور یہی ہی شرح طحاوی مین کسی شخص کے
سامنے ہونے کی حد یہ ہی کہ اگر اسکو چلا کر پکارے تو وہ سُن لے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر قبلہ کا اُسکو جنگل مین شبہہ پڑ جاوے
اور وہ اٹکل سے کسی طرف کو قبلہ سمجھے اور دو معتبر آدمی اُسکو یہ خبر دین کہ قبلہ اور طرف ہی تو اگر وہ بھی دونون مسافر ہین تو اُنکے
قول پر التفات نہ کرے اور اگر وہ اُسی جگہ کے رہنے والے ہون تو اگر اُنکا قول نہ مانیگا تو نماز جائز نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر
اٹکل سے ایک سمت کو قبلہ تجویز کیا لیکن نماز دوسری طرف کو پڑھی تو اُس نماز کا اعادہ کرے اگرچہ وہ ٹھیک قبلہ کیطرف کو ہو گئی
ہو یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اگر اُسنے کسی طرف کو نماز شروع کی اور اُسکو قبلہ مین شک نہ تھا پھر نماز مین اسکو شک ہو گیا
تو وہ اسیطرح نماز پڑھتا رہے لیکن جب اُس کو یقیناً معلوم ہو جائے کہ وہ سمت غلط تھی تو اعادہ
واجب ہے پس اگر نماز مین ہی معلوم ہو گیا کہ وہ خطا پر ہے تو از سر نو نماز پڑھنا واجب ہے اور
اگر ظاہر ہو گیا کہ اُس نے ٹھیک قبلہ کی طرف کو نماز پڑھی تو اس مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ
اسی کو پورا کرے اور از سر نو نہ پڑھے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر کسی کو شک ہوا اور اٹکل سے

کسی سمت کو مقرر نہ کیا اور بغیر اٹکل[1] کے نماز پڑھ لی پس اگر نماز میں ہی شک زائل ہو گیا یعنے یہ معلوم ہو گیا کہ ٹھیک وہ قبلہ کی جانب ہے یا نہیں تو از سر نو نماز پڑھے اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد خطا معلوم ہو گئی یا کچھ معلوم نہ ہو تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر ظاہر ہو گیا کہ قبلہ کیطرف وہی ٹھیک تھی تو نماز جائز ہو گی یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر اٹکل سے کسی طرف کو گمان غالب نہ ہوا تو بعضوں نے کہا ہے نماز میں تاخیر کرے اور بعضوں نے کہا ہے چاروں طرف کو پڑھے اور بعضوں نے کہا ہے جدھر کو چاہے پڑھے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ ادا کرے یہ مضمرات میں لکھا ہے پس اگر اُسنے کسی طرف کو نماز پڑھ لی تو اگر ظاہر ہوا کہ اُسنے ٹھیک قبلہ کیطرف کو پڑھی یا یہ ظاہر ہوا کہ اُسنے غلط پڑھی یا کچھ ظاہر نہ ہوا سب صورتوں میں نماز جائز ہے یہ ظہیریہ میں لکھا ہے اگر کسی شہر میں داخل ہوا اور وہاں محرابیں بنی ہوئی دیکھیں تو اُنھیں کی طرف کو نماز پڑھے اپنی اٹکل سے نماز نہ پڑھے اور اگر جنگل میں ہے اور آسمان صاف ہے اور ستاروں سے وہ قبلہ کی سمت پہچان سکتا ہے تو اٹکل سے نماز نہ پڑھے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور اُسمیں محراب نہیں اور اُسکو قبلہ معلوم نہیں اور اٹکل سے نماز پڑھ لی پھر ظاہر ہوا کہ اٹکل میں خطا ہوئی تو اعادہ واجب ہے اسلیے کہ وہ وہاں کے رہنے والوں سے پوچھنے پر قادر ہے اور اگر ظاہر ہو گیا کہ اُسنے ٹھیک قبلہ کیطرف کو نماز پڑھی تو جائز ہے یہ فتاوائے قاضیخان میں لکھا ہے اگر اُنسے پوچھا اور اُنھوں نے نہ بتایا اور ویسی ہی نماز پڑھ لی جائز ہے اگرچہ بعد کو ظاہر ہوا کہ قبلہ کی سمت میں خطا ہوئی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے کسی شخص نے مسجد میں اندھیری رات میں اٹکل سے نماز پڑھی پھر ظاہر ہوا کہ اُسنے قبلہ کیطرف کو نماز نہیں پڑھی تو نماز جائز ہو گی اسلیے کہ اُسپر یہ واجب نہیں ہے کہ قبلہ پوچھنے کے لیے لوگوں کے دروازے کوٹے[2] اور اگر اٹکل سے نماز میں ایک رکعت پڑھی پھر اُسکی رائے دوسری طرف کو بدل گئی اور دوسری رکعت دوسری طرف کو پڑھی پھر اُسکی رائے دوسری طرف کو بدلی جسطرف کو پہلی رکعت پڑھی تھی تو اس صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ وہ پہلی طرف کو اپنی نماز تمام کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ از سر نو پڑھے یہ فتاوائے قاضیخان میں لکھا ہے کسی شخص نے جنگل میں اٹکل سے نماز پڑھی اور اُسکے پیچھے ایک شخص نے بغیر اٹکل کے اقتدا کر لیا پس اگر امام نے ٹھیک قبلہ کیطرف کو پڑھی تو دونوں کی نماز ہو گئی اور اگر امام کی رائے غلط تھی تو امام کی نماز ہو گئی اور مقتدی کی نہ ہوئی یہ خلاصہ میں لکھا ہے کسی شخص کو مکہ میں قبلہ میں شبہہ پڑا اور مثلاً وہ قید تھا اور اُسکے سامنے کوئی ایسا شخص بھی نہ تھا جس سے وہ پوچھے پھر اُسنے اٹکل سے نماز پڑھ لی پھر ظاہر ہوا کہ اٹکل میں خطا ہوئی تو امام محمدؒ سے روایت ہے[3] کہ اُسپر اعادہ واجب نہیں اور یہی روایت زیادہ قیاس کے موافق ہے یہی حکم ہے جبکہ وہ مدینہ میں ہو یہ ظہیریہ میں

[1] اگر کسی نے بغیر تحری و کوشش کے نماز پڑھی تو درست نہیں بلکہ امام محمد سے روایت تکفیر ہے اور نوازل میں ہے کہ اگر عمداً غیر قبلہ کیطرف نماز پڑھی عزم کر کے پڑھے تو امام نے کہا کہ کافر ہے اگرچہ وہی جہت قبلہ ہو اور فقیہ ابو اللیثؒ نے کہا یہی صحیح ہے بشرطیکہ بطریق اعتقاد ایسا کیا ہو ۱۲ ع [2] اس مسئلہ میں افادہ ہوا کہ حاضر کی ایسی رات میں گھروں کے لوگ باوجودیکہ آواز سننے کی حد میں ہوں بمنزلہ غائب کے ہیں پس تحری سے نماز جائز ہے ۱۲ م [3] اور شافعیؒ نے کہا کہ جب تحری سے نماز پڑھنے میں یہ ثابت ہو کہ پیٹھ قبلہ کی طرف پڑی ہے تو اعادہ واجب ہے کیونکہ خطا کا یقین ہو گیا ہے یہی امام شافعیؒ کا ظاہر مذہب ہے اور دوسرا قول ان کا مثل ہمارے قول کے ہے اور یہی ان کے مذہب میں مختار ہے ۱۲ کذا فی الحلیہ للشافعیہ۔

لکھا ہی اگر قبلہ مین شبہ پڑ گیا اور اٹکل سے اُسنے ایک رکعت پڑھی پھر رائے دوسری طرف کو بدلی اور دوسری رکعت اُسنے دوسری طرف کو پڑھی اسیطرح چارون رکعتین چارون طرف کو پڑھین تو امام محمدؒ سے یہ روایت ہے کہ جائز ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اگر ایک رکعت اٹکل سے ایک طرف کو پڑھی پھر اُسکی رائے بدلی اور دوسری رکعت دوسری طرف کو پڑھی پھر اُسکو یاد آیا کہ پہلی رکعت سے ایک سجدہ چھوٹ گیا ہی اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہے کہ نماز اُسکی فاسد ہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہے ایک شخص نے اٹکل سے نماز کسی طرف کو شروع کی اور رائے اُسکی غلط تھی اور اُسکو یہ معلوم نہ تھا پھر نماز مین معلوم ہوا تو وہ قبلہ کی طرف کو پھر گیا پھر ایک ایسا شخص آیا جسکو اُسکی پہلی حالت معلوم تھی اور نماز مین اسی طرف کو رُخ کرکے داخل ہو گیا تو اول شخص کی نماز جائز ہوگی اور داخل ہونے والے کی فاسد ہوگی اندھے نے ایک رکعت قبلہ کے سوا کسی اور سمت کو پڑھ لی پھر ایک شخص نے آکر اُسے قبلہ کیطرف کو پھیر دیا اور اسکے پیچھے اقتدا کر لیا تو اگر اندھے کو نماز شروع کرنے کے وقت کوئی ایسا شخص ملا تھا جس سے وہ قبلہ کی سمت پوچھ سکتا تھا مگر اُسنے نہ پوچھا تو امام اور مقتدی دونون کی نماز فاسد ہی اور اگر ایسا شخص نہین ملا تھا تو امام کی نماز جائز ہوگی مقتدی کی نماز فاسد ہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اگر کسی گروہ کو قبلہ کا شبہ پڑ گیا اور رات اندھیری تھی اور وہ ایک گھر مین تھے اور کوئی سامنے اُنکے ایسا شخص معتبر نہین جس سے پوچھین اور نہ وہان کوئی علامت ہی جس سے قبلہ معلوم ہو یا وہ جنگل مین تھے پھر سب نے اپنی اپنی اٹکل سے قبلہ کی سمت مقرر کرکے نماز پڑھی اگر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی تو جائز ہی خواہ ٹھیک قبلہ کیطرف کو پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو اور اگر جماعت سے نماز پڑھی تو بھی جائز ہے مگر اس شخص کی نماز جائز نہین جو امام سے آگے تھا اور اس شخص کی کہ جنکو نماز مین معلوم ہو گیا کہ امامؑ کی سمت اس سے مخالف ہی اور یہی حکم ہے اس صورت مین کہ اُسکو یہ گمان تھا کہ وہ امام سے آگے ہے یا امام کی سمت کو نماز پڑھتا ہے اگر ایک گروہ نے جنگل مین اٹکل سے نماز پڑھی اور اُنمین مسبوق اور لاحق بھی تھا جب امام نماز سے فارغ ہوا اور یہ دونون کھڑے ہوکر اپنی باقی نماز قضا کرنے لگے اُسوقت ظاہر ہوا کہ امام نے جدھر کو نماز پڑھی اُسطرف کو قبلہ نہ تھا تو مسبوق اگر قبلہ کی طرف کو پھر گیا تو نماز اُسکی جائز ہوگی لاحق کی نماز جائز نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اٹکل سے قبلہ کو تجویز کرنا جیسے نماز کے لیے جائز ہے ویسے ہی سجدہ تلاوت کے لیے جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اسی میل مین ہین کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے مسئلے فرض نماز اور نفل کعبہ کے اندر پڑھنا صحیح ہی اگر خانہ کعبہ کے اندر جماعت سے نماز پڑھین اور امام کے گرد ہو جاوین تو جسکی پیٹھ امام کی طرف کو ہوگی یا جسکا مُنھ امام کی پشت کیطرف کو ہوگا اُسکی نماز جائز ہوگی اور جسکا مُنھ امام کے مُنھ کیطرف کو ہوگا اور امام کے اور اُسکے درمیان مین کوئی حجاب نہوگا اُسکی نماز بھی جائز ہوگی مگر مکروہ ہوگی اور جسکی پیٹھ امام کے مُنھ کیطرف ہو اُسکی نماز جائز نہوگی یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین ہی اور جو شخص امام کے دائین یا بائین جانب ہو اُسکی نماز جائز ہی بشرطیکہ وہ اس دیوار سے جسکی طرف کو امام کا مُنھ ہے بہ نسبت امام کے زیادہ قریب نہو

سلہ حالت ادا مین امام کی مخالفت کرنیوالے کی نماز اسلیے نہوگی کہ اُسکو اپنے امام کے چوکنے کا اعتقاد ہی یعنے اپنے عندیہ مین امام کو خطا پر سمجھتا ہے پھر اسکا اقتدا کیسے ہوگا اور آگے بڑھنے کو معلوم کرنے والے کی نماز ہو جب نہوگی کہ اُسنے مقام کے فرض کو ترک کیا یعنے اسکو امام کے پیچھے کھڑا ہونا فرض تھا آگے بڑھنے سے یہ فرض چھوٹ گیا اور جس شخص کو حال مخالفت امام اور آگے بڑھنے کا معلوم نہوا تو اُسکی نماز درست ہے ۱۲

یہ زاد مین ہے اور یہی ہے مبسوط مین جو امام سرخسی کی تصنیف ہے اگر امام نے مسجد حرام مین نماز پڑھی اور جماعت کے لوگ
کعبہ کے گرد حلقہ باندھکر کھڑے ہوئے اور امام کے ساتھ نماز مین شریک ہوئے تو جو شخص بہ نسبت امام کے
کعبہ سے زیادہ قریب ہوگا اگر وہ جانب امام مین نہین ہے تو اُسکی نماز جائز ہو جاویگی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر
امام کعبہ کے اندر کھڑا ہوا اور مقتدی کعبہ کے باہر اُسکے گرد حلقے مین کھڑے ہوئے تو اگر دروازہ کھلا ہوا ہے
تو جائز ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر کوئی عورت امام کے مقابل ہو اور امام نے اُسکی امامت کی نیت کر لی تو
اگر اُسنے بھی اُسیطرف مُنھ کر لیا جدھر امام کا مُنھ ہے تو امام کی نماز فاسد ہوگی اور اگر دوسری طرف کو مُنھ کیا تو
فاسد نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے جس شخص نے کعبہ کے اندر ایک رکعت ایک طرف کو اور دوسری رکعت دوسری
طرف کو پڑھی تو جائز نہین اسلیے کہ جو سمت قبلہ کی یقینی تھی اس سے بلا ضرورت پھر گیا یہ بدائع مین لکھا ہے۔

چوتھی فصل نیت کے بیان مین نیت نماز مین داخل ہونے کے ارادہ کو کہتے ہین اور شرط اُسکی یہ ہے کہ
دل مین جانتا ہو کہ کونسی نماز پڑھتا ہے اور کم سے کم اتنا ہو کہ اگر اس سے پوچھین کہ کونسی نماز پڑھتا ہے تو بغیر سوچے
فوراً جواب دیدے اور اگر بغیر تامل کے جواب نہین دے سکتا تو نماز جائز نہوگی زبان سے کہنے کا کچھ اعتبار نہین
پس اگر زبان سے بھی اسلیے کہہ لیا کہ دل کے ارادہ کے ساتھ جمع ہو جاوے تو بہتر ہے یہ کافی مین لکھا ہے اور جو شخص حضور
قلب سے عاجز ہے اُسکو زبان سے کہدینا کافی ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور فقط نماز کی نیت کر لینا نفل اور سنت
اور تراویح کے لیے کافی ہے یہی صحیح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہی ظاہر جواب ہے اور اسی کو عامہ مشائخ نے اختیار کیا
یہ تبیین مین لکھا ہے تراویح کی نیت مین احتیاط یہ ہے کہ تراویح یا سنت وقت یا قیام لیل کی نیت کرے یہ
منیۃ المصلی مین لکھا ہے اور سنتون مین احتیاط یہ ہے کہ یہ نیت کرے کہ بمتابعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتا
ہون یہ ذخیرہ مین لکھا ہے واجب اور فرض نماز مین فقط نماز کی نیت سے بالاجماع جائز نہین ہوتین یہ غیاثیہ مین لکھا ہے
دل مین یقین کرنا ضرور ہے پس یون کہے کہ مین آج کے دن کی ظہر کی یا آج کے دن کی عصر کی یا اسوقت کے فرض کی یا
اسوقت کے ظہر کی نیت کرتا ہون یہ شرح مقدمہ ابو اللیث مین لکھا ہے صرف فرض نماز کی نیت کرنا کافی نہین اور
اگر فرض وقت کی نیت کرلے تو جائز ہوگی مگر جمعہ مین جائز نہوگی اور اگر جمعہ کے دن کے سوا ظہر مین یہ نیت کرلے تو
کہا گیا ہے کہ جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور فرض وقت کی نیت اُسوقت جائز ہے جب وہ وقت مین نماز پڑھتا ہو لیکن
اگر وقت نکل جانے کے بعد نماز پڑھی اور اُسکو وقت کے نکل جانے کی خبر نہین اور فرض وقت کی نیت کی تو جائز نہین

۵۱ یعنے نیت ہر ارادہ کا نام نہین بلکہ بیان ارادہ نماز کا مراد ہے خلوص کے ساتھ یعنے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرے عبادت مین نہ شرک جلی
مشرکون کے مانند نہ شرک خفی ریاکارون کے طور پر ۱۲ ۵۲ جب عمل دل معتبر ہوا نہ عمل زبان تو اگر زبان سے خطا کی تو کچھ ضرور نہین مثلاً دل مین ارادہ ہو
ظہر کا اور زبان سے عصر نکلا تو نیت صحیح ہے اور عدد رکعات مین خطائے قلبی بھی مضرت نہین کرتی اسواسطے کہ تعیین خود شرط نہین تو اسکی خطا بھی
مضر نہین کذا فی الاشباہ ۱۲ ۵۳ یعنے فرض نماز مین متعین کر لینا نیت کے وقت ضرور ہو تو اگر نماز کے فرض ہونے سے نا واقف ہوگا تو
نماز اُسکی جائز نہوگی۔ مثلاً ایک شخص پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے لیکن اُنکا فرض ہونا نہین جانتا ہے تو اسکی نماز جائز نہین اسپر قضا کرنا واجب ہے
کیونکہ اس نے فرض معین کی نیت نہین کی کذا فی الطحطاوی ۱۲ ۵۴ جمعہ کی نماز مین فرض وقت کی نیت جائز نہین اسلیے کہ جمعہ کی نماز عوض ہے اس
روز کے ظہر کا یعنے فرض وقت ظہر ہے نہ جمعہ ۱۲ -

یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر آج کے دن ظہر کی نیت کی تو جائز ہی اگرچہ وقت نکل گیا ہو اور اس تدبیر سے
اُس شخص کے لیے جسکو خروج وقت مین شک ہو یہ تبیین مین لکھا ہی جنازہ کی نماز مین یہ نیت کرے نماز
اللہ کے واسطے اور دعا میت کے واسطے ہی اور عیدین مین صلوٰۃ عید کی اور وتر مین صلوٰۃ وتر کی نیت کرے
یہ زاہدی مین لکھا ہی اور غیاثیہ مین ہی کہ وتر مین یہ نیت نہ کرے کہ وہ واجب ہے اسلیے کہ اسمین اختلاف ہی یہ تبیین
مین لکھا ہے اور اسیطرح نذر کی نماز مین اور طواف کی دونون رکعتون مین تعیین شرط ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے
عدد رکعات کی نیت شرط نہین یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے یہانتک کہ اگر پانچ رکعتون کی نیت کی اور چوتھی رکعت
مین بیٹھ گیا تو جائز ہے اور پانچوین رکعت کی نیت لغو ہو جاویگی یہ شرح منیۃ المصلے مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف
ہے اور کعبہ کی طرف کو منہ کرنے کی شرط نہین یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے قضا کی
نماز مین بھی تعیین شرط ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر بہت سی نمازین فوت ہو گئین اور اُنکی قضا پڑھنے مین مشغول ہو
تو ضرور ہی کہ ظہر اور عصر وغیرہ کی تعیین کرے اور یہ بھی نیت کرے کہ فلانے روز کی ظہر اور فلانے روز کی عصر پڑھتا
ہے یہ فتاوے[1] قاضیخان اور ظہیریہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہے اور اگر آسانی چاہے[2] تو یہ نیت کرے کہ پہلی ظہر جو
اُسپر ہے یہ فتاوے قاضیخان اور ظہیریہ مین لکھا ہی اور یہی تبیین کے مسائل شتی مین لکھا ہی اگر نفل کی نماز شروع کر کے
توڑدی تو اُسکی قضا کا بھی تعیین کرے اگر قضا مین ہفتہ کے روز کی نماز کی نیت کی تھی پھر معلوم ہوا کہ قضا اتوار کے
روز کی تھی یا اُسکے برعکس تھا تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور وقت کی نماز مین ایسی صورت ہو تو جائز ہی یہ زاہدی مین
لکھا ہی دل مین ظہر کی نیت تھی اور اُسکی زبان سے عصر نکل گیا تو جائز ہی یہ شرح مقدمہ ابو اللیث مین لکھا ہے اور
یہی لکھا ہے قنیہ مین۔ کسی شخص نے فرض نماز شروع کی پھر اُسکو یہ گمان ہو گیا کہ نفل پڑھتا ہون اور نفل کی نیت سے
نماز تمام کر لی تو وہ نماز فرض ادا ہوئی اور اگر اسکے برعکس ہوا تو جواب بھی برعکس ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا
ہے اگر ظہر کی نماز شروع کی پھر نفل کی نماز کی یا عصر کی نماز کی یا جنازہ کی نماز کی نیت کر لی اور تکبیر کہی تو پہلی نماز سے
نکل گیا اور دوسری نماز شروع ہو گئی اور اگر تکبیر نہ کہے صرف نیت کرے تو نماز سے نہین نکلتا یہ تاتارخانیہ مین
عتابیہ سے نقل کیا ہی اگر ظہر کی ایک رکعت پڑھ لی پھر ظہر کی نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو وہ نماز اسیطرح رہیگی اور وہ
رکعت جائز ہو جاویگی یہ اُسوقت ہے کہ جب نیت صرف دل سے کرے لیکن اگر اُسنے زبان سے بھی کہا کہ مین
ظہر کی نماز کی نیت کرتا ہون تو نماز ٹوٹ جائیگی اور وہ رکعت جائز نہو گی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر نفل نماز کی
نیت سے تکبیر کہی پھر فرض نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو فرض نماز شروع ہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی جو شخص اکیلا
نماز پڑھتا ہی اُسکو تین چیزونکی نیت ضرور ہی اول یہ اللہ کے واسطے نماز پڑھتا ہے دوسرے تعیین اس بات کا
کہ کونسی نماز ہی تیسرے قبلہ کی نیت کرنا تاکہ سب کے نزدیک جائز ہو جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور امام بھی

---

[1] یعنے قضا مین فقط ظہر یا عصر کا کہنا کفایت نہین کرتا بلکہ معتمد قول یہ ہی کہ کہے فلانے دن کی ظہر پڑھتا ہون خواہ کثرت فوائت سے ترتیب ساقط
ہو گئی ہو یا نہ ہو گئی ہو اور غیر معتمد قول یہ ہی کہ کثرت فوائت سے نیت تعیین ساقط ہے کذا فی الطحطاوی ۱۲ [2] آسانی کی وجہ اس نیت مین یہ ہی
کہ شاید تاریخ اور دن یاد نہون ۱۲ م۔

وہی نیت کرے جو تنہا نماز پڑھنے والا نیت کرتا ہے اور امامت کی نیت کی کچھ ضرورت نہین یہانتک کہ اگر اُس نے یہ نیت کی کہ فلان شخص کی امامت نہین کرتا اور اس شخص نے اگر اسکے پیچھے اقتدا کرلی تو جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے عورتون کا امام بغیر نیت کے نہین ہوسکتا یہ محیط مین لکھا ہے اگر مقتدی ہے تنہا نماز پڑھنے والے کی سی نیت کرے اور اسکے علاوہ نیت اقتدا کی بھی کرے اسواسطے کہ اقتدا بغیر نیت کے جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر یہ نیت کی کہ امام کی نماز شروع کرتا ہون یا امام کی نماز مین اسکا اقتدا کرتا ہون تو جائز ہے اور یہی حکم ہے اس صورت مین اگر اُسنے امام کے اقتدا کی نیت کی اور کچھ نیت نہ کی یہی اصح ہے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اور اگر امام کی نماز یا امام کے فرض کی نیت کی تو کافی نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اور افضل یہ ہے کہ جب امام اللہ اکبر کہہ چکے اُسوقت اقتدا کی نیت کرے تاکہ نماز مین امام کا اقتدا ہو اگر اُسوقت اقتدا کی نیت کی کہ جب امام امامت کی جگہ کھڑا ہو تو عامۂ علما کے نزدیک جائز ہے اور شیخ امام زاہد اسمٰعیل اور حاکم عبدالرحمن کاتب اسی پر فتوے دیتے تھے اور یہی اجود ہے یہ محیط مین لکھا ہے اگر اُسنے امام کی نماز مین شروع کرنے کی نیت کی اور امام نے ابھی تک نماز نہین شروع کی اور وہ اس بات کو جانتا ہے تو جب امام نماز شروع کریگا تب اُسکی وہی نماز شروع ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہے اور یہی فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر امام کی نماز شروع کرنے کی نیت کی اور اُسکو یہ گمان ہے کہ امام نماز شروع کرچکا حالانکہ امام نے ابھی نماز شروع نہین کی تھی تو جائز نہوگا اور اسی کو اختیار کیا ہے قاضیخان نے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہے اور اگر امام کا اقتدا کیا اور امام کی نماز کی نیت کرلی اور یہ نہین جانتا کہ امام کس نماز مین ہے ظہر مین ہے یا جمعہ مین تو کوئی سی نماز ہو جائز ہو جائیگی اور اگر صرف امام کی اقتدا کی نیت کی اور امام کی نماز کی نیت نہ کی اور اُسنے ظہر کی نیت کی اور امام جمعہ پڑھتا تھا تو نماز جائز نہ ہوگی اور اگر مقتدی اپنے واسطے آسانی چاہے تو یہ نیت کرے کہ امام کے پیچھے امام کی نماز پڑھتا ہون یا یہ نیت کرے کہ امام کے ساتھ وہی نماز پڑھتا ہون جو امام پڑھتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے اگر جمعہ کی نماز مین امام کے اقتدا کی نیت کی اور ظہر اور جمعہ دونون کی ساتھ نیت کرلی تو بعضون نے اسکو جائز رکھکر نیت جمعہ کو بسبب اقتدا کے ترجیح دی ہے اور اگر امام کے اقتدا کی نیت کی اور یہ اُسکو خیال نہین کہ وہ زید ہے یا عمرو ہے یا اُسکو یہ گمان ہے کہ وہ زید ہے اور وہ عمرو تھا تو اقتدا صحیح ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر مقتدی کو امام نظر آتا تھا اور اُسنے کہا کہ مین اس امام کا اقتدا کرتا ہون اور وہ عبداللہ ہے یا امام نظر نہ آتا تھا اور اُسنے کہا کہ مین اس امام کی اقتدا کی نیت کرتا ہون جو محراب مین کھڑا ہے اور وہ عبداللہ ہے اور امام جعفر تھا تو نماز[۵۱] جائز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر یہ نیت کی کہ مین زید کا اقتدا کرتا ہون اور امام عمرو تھا تو[۵۲] جائز نہین یہ تبیین مین

[۵۱] اسلیے کہ اسنے امام موجود کے اقتدا کی نیت کی تھی تو اب اگر اسکا نام کچھ اور سمجھ لیا تو کیا نقصان ہے کیونکہ اعتبار نیت کا ہے نہ سمجھ کا کذا فی الحلبیہ ۱۲-

[۵۲] یعنے اس صورت مین اقتدا درست نہین کہ امام کو اُسکے نام سے معین کیا پھر کوئی غیر نکلا یعنے اقتدا مین امام موجود کی نیت نہ کی بلکہ اقتدا زید کی نیت کی تو اب اگر وہ عمرو ہوگا تو اقتدا درست نہوگا کیونکہ نیت کا اعتبار ہے اور اُس نے امام حاضر کے غیر کی اقتدا کی نیت کی اسلیے صحیح نہ ہوئی ۱۲-

لکھا ہی اور جب جماعت بڑی ہو تو مقتدی کو چاہیے کہ کسیکو امام معین کرے اور اسیطرح جنازہ کی نماز مین میت کو معین کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی نمازی چھ طرح کے ہوتے ہین ایک وہ کہ فرضون اور سنتونکو جانتا ہی اور فرض کے معنی وہ جانتا ہی کہ اسکے کرنے مین ثواب کا مستحق ہوگا اور نہ کرنے مین عذاب کے لائق ہوگا اور سنت کے معنے یہ جانتا ہی کہ اس کے کرنے مین ثواب کا مستحق ہوگا اور چھوڑنے مین عذاب نہ کیا جائیگا اس نے صرف فجر یا ظہر کی نیت کی تو کافی ہی اور ظہر کی نیت بجاے فرض کی نیت کے ہوجائیگی دوسرے وہ شخص کہ یہ سب جانتا ہی اور نماز فرض کی ارادہ فرض کا کرکے نیت باندھی لیکن اتنی بات نہین جانتا کہ اسوقت مین کتنے فرض اور سنت ہین تو اسکی نیت جائز ہے تیسرے وہ شخص کہ فرض کی نیت کرے اور فرض کے معنے نہین جانتا اسکی نیت جائز نہین چوتھے وہ شخص کہ یہ جانتا ہے کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہین اسمین کچھ فرض اور کچھ سنتین ہین اور جسطرح اور لوگ نماز پڑھتے ہین وہ بھی نماز پڑھتا ہے اور فرض و نفل مین تمیز نہین کرتا تو جائز نہین پانچوین وہ شخص جسکا یہ اعتقاد ہے کہ سب نمازین فرض ہین تو اسکی نماز جائز ہے چھٹے وہ شخص کہ جسکو یہ معلوم نہین کہ اللہ تعالٰے نے اپنے بندون پر نماز فرض کی ہے لیکن وہ نماز کے وقتون مین نماز پڑھتا ہے تو نماز ادا نہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہے جو شخص فرض و نفل مین فرق نہین جانتا اور ہر نماز مین فرض کی نیت کرلیتا ہے تو اسکے پیچھے ان نمازون مین اقتدا جائز ہے جنسے پہلے سنتین نہین جیسے عصر اور مغرب اور عشا اور ان نمازون مین جائز نہین جنسے پہلے سنتین ہین جیسے فجر اور ظہر یہ فتاوے قاضیخان اور شرح منیہ مین لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہے ہمارے فقہا کا اجماع ہے کہ افضل یہ ہے کہ نیت نماز شروع کرنے کے ساتھ ہو یہ فتاوٰے قاضیخان مین لکھا ہے اور نیت جو تکبیر سے پہلے ہو اگر اسکے بعد کوئی ایسا عمل نہ پایا جاوے جو اسکو قطع کردے اور وہ عمل وہ ہے جو نماز کے لائق نہین تو ایسی نیت بھی مثل اسی نیت کے ہے جو تکبیر کے ساتھ ہوتی ہے یہ کافی مین لکھا ہے یہانتک کہ اگر نیت کی پھر وضو کیا اور مسجد کیطرف چلا پھر تکبیر کہی اور اسوقت دل مین نیت حاضر نہین تھی تو جائز ہے کہ جو نیت تکبیر کے بعد ہو اسکا کچھ اعتبار نہین یہ تبیین مین لکھا ہے ریا فرضون مین داخل نہین ہوتی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر نماز خالص اللہ کے واسطے شروع کی پھر اس کے دل مین ریا کا دخل ہوا تو اسکی نماز اسیطرح ہوگی جسطرح شروع کی تھی اور ریا اسکو کہتے ہین کہ اکیلا ہو تو نماز نہ پڑھے اور لوگون کے سامنے ہو تو دکھانے کیلیے نماز پڑھتا ہے لیکن جو شخص لوگون کے سامنے اچھی طرح نماز پڑھتا ہی اور اکیلے مین اچھی طرح نہین پڑھتا اسکو اصل نماز کا ثواب مل جاتا ہے اچھی طرح پڑھنے کا نہین ملتا یہ مضمرات کے باب نوافل مین عتابیہ سے نقل کیا ہے کوئی شخص مسجد مین ظہر کی نماز پڑھنے گیا اور امام کو قعدہ مین پایا اور یہ نہین معلوم کہ پہلا قعدہ ہے یا اخیر قعدہ ہے اور اسنے یون نیت کی کہ اگر پہلا قعدہ ہے تو مین اقتدا کرتا ہون اور جو اخیر ہے تو اقتدا نہین کرتا تو اسکی اقتدا صحیح نہوگی اگر اسنے یہ نیت کی کہ اگر پہلا قعدہ ہی مینے فرض مین اقتدا کی اور اخیر قعدہ ہی تو نفل مین تو فرض مین اقتدا صحیح نہوگی یہ تجنیس مین لکھا ہی اگر امام کو نماز مین پایا اور یہ نہین جانتا کہ فرض پڑھتا ہی یا تراویح اور اسنے یون کہا کہ اگر عشا ہی تو مین اقتدا کرتا ہون اور تراویح ہی تو نہین کرتا تو وہ اقتدا صحیح نہوگی خواہ عشا پڑھتا ہو یا تراویح اگر یون کہا کہ عشا ہی تو اقتدا کرتا ہون اور تراویح ہی تو اقتدا کرتا ہون پھر ظاہر ہوا کہ تراویح تھی یا عشا تو اقتدا صحیح ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے

چوتھا باب نماز کی صفت[۱] مین اس باب مین پانچ فصلین ہین پہلی فصل نماز کے فرضون مین

وہ چھ ہے منجملہ اُنکے تحریمہ[۲] ہے اور وہ شرط ہی ہمارے نزدیک اگر کسی شخص نے فرض نماز کے واسطے تحریمہ باندھا تو اسکو اختیار ہے کہ اُس سے نفل بھی ادا کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے لیکن مکروہ ہے اسلیے کہ فرض سے نکلنے کا جو طریقہ مشروع تھا وہ اُسنے چھوڑ دیا۔ ایک فرض کے تحریمہ پر دوسرے فرض کو بنا کرنا بالاجماع جائز نہین اسیطرح نفل کے تحریمہ پر فرض کو بنا کرنا جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر تکبیر تحریمہ کے وقت اسپر نجاست تھی اور اس سے فارغ ہوتے ہی اُسنے اُسکو پھینک دیا یا ستر کھلا ہوا تھا اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی تھوڑے عمل سے ڈھک لیا یا زوال کے ظاہر ہونے سے پہلے تکبیر کہی اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی زوال ظاہر ہوگیا یا تکبیر کہتے وقت قبلہ سے پھرا ہوا تھا اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی قبلہ کو متوجہ ہوگیا تو نماز جائز ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر نماز کو سبحان اللہ لا الٰہ الا اللہ سے شروع کیا تو صحیح ہی لیکن اولیٰ یہ ہی کہ تکبیر سے شروع کرے یہ تبیین مین لکھا ہے نماز بغیر تکبیر کے شروع کرنے مین مشائخ کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ مکروہ ہی اور یہی اصح ہی یہ ذخیرہ اور محیط اور ظہیریہ مین لکھا ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اصل یہ ہی کہ اللہ کے نامون مین سے جو نام صرف تعظیم کے واسطے ہین اُنسے نماز شروع کرنا جائز ہے جیسے اللہ اور الٰہ اور سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسیطرح الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ وغیرہ اور تبارک اللہ یہ محیط مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر اللہ جل یا اللہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہا تو امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہی لیکن اگر اول جل اور اعظم اور اکبر کہا اور اللہ کا نام ان صفات کے ساتھ نہ ملایا تو بالاجماع نماز مشروع نہوگی یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر اللّٰھم کہا تو فقہا کے نزدیک نماز مشروع ہوجاویگی یہ خلاصہ اور فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی اصح ہے یہ دونون محیطون مین لکھا ہے اور اگر نام کا ذکر کیا صفت کا ذکر نہ کیا مثلاً اللہ یا رحمٰن یا رب کہا اور اُسپر اور کچھ نہ بڑھایا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز شروع[۵۳] ہوجاویگی یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے پھر روایتون اور فقہا کا اختلاف ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک انھین نامون کے ساتھ نماز شروع ہوتی ہے جو اللہ سے مختص ہین یا مختص اور مشترک دونون سے شروع ہوتی ہے جیسے رحیم اور کریم اور اظہر اور اصح یہ ہی کہ اللہ کے ہر اسم سے شروع ہوجاتی ہے یہ کرخی نے ذکر کیا ہے اور مرغینانی کا یہی فتویٰ ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور اگر اللّٰھم اغفر لی سے نماز شروع کی تو صحیح نہوگی اسلیے کہ اسمین خالص تعظیم نہین بلکہ بندہ کی حاجت بھی ملی ہوئی ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر استغفر اللہ یا اعوذ باللہ یا انا للہ یا لا حول و لا قوۃ الا باللہ یا ماشاء اللہ کان کہا تو نماز شروع نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر تعجب مین اللہ اکبر کہا اور اس سے تعظیم کا ارادہ نہ کیا یا مؤذن کے جواب کا ارادہ کیا تو جائز نہین اگرچہ نماز کی نیت کی ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا تو نماز شروع نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر آللہ[۵۵] اکبر الف[۵۶] استفہام کے ساتھ کہا تو بالاتفاق

---

[۱] یہان صفت سے مراد نماز کے ذاتی اوصاف ہین جنمین فرض و واجب و سنت سب شامل ہین ۱۲ [۵۲] تکبیر تحریمہ عامہ مشائخ کے نزدیک شرط ہی نہ رکن مگر نماز جنازہ مین رکن ہی اور نماز مین اسکے معنے مراد لینے اور پر مباح چیزون کو حرام کر لینا یہ فرض ہی بقولہ تعالیٰ و ربک فکبر اور خاص اپنے رب کی تکبیر یعنے بزرگی بیان کر اور مراد تکبیر سے نماز شروع کرنے کی تکبیر ہے ۱۲ ع [۵۳] لیکن اللّٰھم اغفر لی یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہو جس سے خالص ذکر مراد نہین ہی ۱۲ ح [۵۴] لیکن در المختار مین لکھا کہ نماز شروع نہوگی یہی مختار ہی ۱۲ [۵۵] یعنے بمد الف ۱۲ [۵۶] عمداً اللہ کے اول مد کرنا کفر ہے ورنہ مفسد جیسے اصح قول مین باء اکبر کو مد کرکے اکبار کرنا ۱۲

نماز شروع نہوگی یہ تاتارخانیہ مین صیرفیہ سے نقل کیا ہے اگر اللہ اکبر کاف فارسی سے کہا تو نماز شروع ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہے اور نماز اُسیوقت شروع ہوگی کہ جب تکبیر کھڑے ہوکر کہے یا ایسی حالت مین کہے کہ بہ نسبت رکوع کے قیام سے قریب ہو یہ زاہدی مین لکھا ہے اگر بیٹھکر تکبیر کہی اور پھر کھڑا ہوا تو نماز شروع نہوگی نفل کی نماز قیام کی قدرت پر بھی بیٹھکر شروع کرنا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک امام کے تحریمہ کے ساتھ تحریمہ باندھے اور امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک امام کے تحریمہ کے بعد تحریمہ باندھے اور فتوے انھین دونونکے قول کے اوپر ہے یہ معدن مین لکھا ہے بعض فقہانے کہا ہے کہ جائز ہوجانے مین خلاف نہین اور یہی صحیح ہے بلکہ خلاف اس بات مین ہے کہ اولی کونسی صورت ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک امام تحریمہ کے ساتھ مقتدی کا تحریمہ اسطرح ہونا چاہیے جیسے انگلی کی حرکت کے ساتھ انگوٹھے کی حرکت ہوتی ہے اور امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک جو امام کے تحریمہ کے بعد مقتدی کا تحریمہ ہے اسمین ایسی بعدیت مراد ہے کہ امام کے اللہ اکبر کے رے سے اپنے اللہ کے ہمزہ کو ملائے یہ مصفی کے باب الحنفیہ مین لکھا ہے۔ اگر مقتدی نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کا لفظ تو امام کے اللہ کہنے کے ساتھ مین واقع ہوا اور اکبر کا لفظ امام کے اکبر کہنے سے پہلے کہہ چکا تھا تو فقیہ ابوجعفر نے کہا کہ اصح یہ ہے کہ فقہا کے نزدیک نماز شروع نہوگی اور اسیطرح اگر امام کو رکوع مین پایا اور اللہ کا لفظ اُسنے قیام مین کہا اور اکبر کا لفظ رکوع مین جاکر کہا تو نماز شروع نہوگی اور فقہا کا اجماع ہے کہ اگر مقتدی اللہ کے لفظ سے امام سے پہلے فارغ ہوگیا تو اظہر روایات کے بموجب اسکی نماز شروع نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر امام سے پہلے تکبیر کہی تو صحیح یہ ہے کہ اگر امام کی اقتدا کی نیت کی ہے تو نماز شروع نہوگی اور اگر اقتدا کی نیت نہین کی تو اُسکی جدا نماز شروع ہو جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے تکبیر اولے کی فضیلت ملنے کے وقت مین اختلاف ہی صحیح یہ ہے کہ جسکو پہلی رکعت ملی اُسکو تکبیر شروع کی فضیلت ملگئی یہ حصر کے باب ابی یوسف مین لکھا ہے اگر امام کو رکوع مین پایا اور اُسنے کھڑے ہوکر تکبیر کہی مگر رکوع کی تکبیر کا ارادہ کیا تو نماز اُسکی جائز ہوگی اور نیت لغو ہوجاویگی اگر فارسی مین تکبیر کہی تو نماز جائز ہوجاویگی یہ متون مین لکھا ہے خواہ عربی مین کہہ سکتا ہو یا نہ کہہ سکتا ہو لیکن اگر عربی مین اچھی طرح کہہ سکتا ہو تو مکروہ ہی اور امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے قول کے موافق اگر عربی مین اچھی طرح کہہ سکتا ہی تو جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی نماز کے سوائے ذکر و نمین جیسے تشہد اور قنوت اور دعا اور رکوع اور سجود کی تسبیح مین بھی خلاف جاری ہی اور جو حکم فارسی کا ہی وہی اُن سب بانون کا ہے جو عربی نہین جیسے ترکی اور زنجی[1] اور حبشی اور نبطی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور مبسوط مین ہے کہ گونگا اور ایسا بے پڑھا کہ اچھی طرح کچھ پڑھ نہین سکتا اسکی نماز صرف نیت سے شروع ہو جاتی ہے زبان کا ہلانا واجب نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اور منجملہ انکے قیام[2] ہے اور وہ فرضون کی نماز اور وتر مین فرض[3] ہے یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہے اور تھوڑے سے ٹھہرنے سے جسکو قیام کہہ سکتے ہین ادا ہوجاتا ہے یہ کافی کی فصل

[1] زنجی یعنے زنگی اور یہ قریب حبشی کے ہے اور نبطی یعنے شام کی دہقانی زبان نبط درصل کسان وگنوار کو کہتے ہین اور شامیون کے ساتھ زیادہ مشہور ہوگیا ۱۲ [3] اور جو ملحق بفرض ہو جیسے نماز نذر مین اور فجر کی سنتون مین بالاتفاق کما فی الخلاصہ ۱۲ [2] یعنے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ۱۲ ۔

قرأت کے آخر مین لکھا ہے اور صورت قیام کی یہ ہے کہ اگر اپنے ہاتھ لٹکا کرے تو گھٹنون تک نہ پہونچین بغیر عذر ایک
پانوٴن پر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور نماز جائز ہو جاتی ہے اور اگر عذر[1] ہو تو مکروہ نہین یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین
لکھا ہے اور منجملہ انکے قرأت[2] ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک آیۃ کے پڑھنے سے اگرچہ چھوٹی ہو قرأت کا فرض
ادا ہو جاتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور خلاصہ مین ہے کہ یہی اصح ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے لیکن جو شخص صرف
اسیقدر پر اکتفا کرے وہ گنہگار ہوگا یہ دقایہ مین لکھا ہے پھر انکے نزدیک اگر وہ چھوٹی آیت پڑھی جسمین بہت سے کلمے
یا دو کلمے ہون جیسے ثم قتل کیف قدر اور ثم نظر تو نماز جائز ہے اسمین مشائخ کا اختلاف نہین اور اگر ایسی آیت پڑھی
جسمین ایک کلمہ ہے جیسے مدہامتان یا ایسی آیت پڑھی جو ایک ہی حرف جیسے ص - ن - ق تو اسمین مشائخ کا اختلاف
ہے یہ مصفی مین لکھا ہے اور اصح یہ ہے کہ نماز جائز نہوگی یہ شرح مجمع مین لکھا ہے جو ابن ملک کی تصنیف ہے اور یہی ظہیریہ
اور سراج الوہاج اور فتح القدیر مین لکھا ہے - اگر بڑی آیت دو رکعتون مین پڑھی جیسے آیۃ الکرسی یا آیۃ المداینۃ
تھوڑی سی ایک رکعت مین پڑھی تھوڑی سی دوسری رکعت مین تو عامہ فقہا کا یہ قول ہے کہ جائز ہے یہ محیط مین لکھا
ہے اور یہی اصح ہے یہ کافی اور منیۃ المصلی مین لکھا ہے - قرأت مین تصحیح حروف کی ضرور ہے اگر حرف زبان سے
صحیح کہے اور خود انکو نہ سُنا تو جائز نہین یہی اختیار کیا ہے عامہ مشائخ نے یہ محیط مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ سراجیہ
مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ نقایہ مین لکھا ہے اور یہی حکم ہے ذبح مین بسم اللہ پڑھنے کا اور قسم مین استثنا کا اور طلاق
اور عتاق اور ایلاء اور بیع کا محل قرأت فرض دو رکعتین ہین یہ محیط مین لکھا ہے خواہ دو رکعتون کا فرض ہو یا تین کا یا
چار رکعا خواہ پہلی دو رکعتین ہون خواہ آخر کی دو رکعتین خواہ پہلے دوگانہ مین کی ایک رکعت ہو اور آخر کے دوگانہ مین کی ایک
رکعت ہو یہ شرح نقایہ مین لکھا ہے جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہے - اگر ایک رکعت مین بھی قرأت نہ کی یا صرف ایک
رکعت مین قرأت کی تو نماز فاسد ہوگی یہ تمرتاشی شرح نقایہ مین لکھا ہے وتر اور نفل کی سب رکعتون مین قرأت فرض
ہے یہ محیط مین لکھا ہے اگر نیند کی حالت مین قرأت کی تو اصح یہ ہے کہ جائز نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے فارسی مین
قرأت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک بغیر عذر کے جائز نہین ہے اور اسی پر فتوے دیا جاوے یہ شرح نقایہ
ابو المکارم مین ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فارسی یا کسی اور زبان مین قرأت جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور
روایت ہے کہ اُنھون نے صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا ہے اور اسی پر اعتماد ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے
اور اسرار مین ہے کہ یہی اختیار کیا گیا ہے اور تحقیق مین ہے کہ عامہ مشائخین کا یہی مختار ہے اور اسی پر فتوے
ہے یہ شرح نقایہ مین لکھا ہے جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہے اور یہی اصح ہے یہ مجمع البحرین مین لکھا ہے اور
منجملہ اُنکے رکوع ہے اور مقدار واجب رکوع مین اسقدر ہے کہ اُسکو رکوع کہہ سکین بعد اسکے کہ اسکی حد کو پہونچ
جائے اور حد رکوع کی یہ ہے کہ اگر اپنے ہاتھ بڑھائے تو گھٹنون تک پہونچتے[3] ہون یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے

[1] اگر جماعت کے واسطے نکل جانے کیوجہ سے وہ قیام سے عاجز ہو جائے یعنے تھک کر جماعت مین کھڑا نہین ہو سکتا تو گھر مین کھڑے ہو کر پڑھے
اسی پر فتوے دیا جاتا ہے ۱۲ د [2] لقولہ تعالے فاقرؤا ما تیسر من القرآن بدلیل اس کلام کے یعنے پڑھو جسقدر کہ آسان ہو قرآن سے ۱۲ ع
[3] اور بیٹھے رکوع مین سر محاذی زانو ہو جائے ۱۲ ابو السعود ش

اگر رکوع نہ کیا اور قیام سے سجدہ مین چلا گیا اور سنت کے خلاف اونٹ کیطرح گر پڑا تو ایسا جھکنا بجاے رکوع کے کافی ہے - اگر کسی کبڑے کی پیٹھ رکوع کی حد تک جھکی ہوئی ہو تو رکوع کے لیے اپنے سر سے اشارہ کرے یہ خلاصہ اور تجنیس مین لکھا ہے وقت رکوع کا قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ہے یہی اصح ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے سجدہ ہے دوسرا سجدہ بھی مثل پہلے سجدہ کے باجماع امت فرض ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور سنت کا پورا طریقہ یہ ہے کہ پیشانی اور ناک دونون سجدہ مین لگاوے اور اگر صرف ایک لگاوے تو اگر عذر ہے تو مکروہ نہین اور بغیر عذر ہے تو اگر پیشانی لگائی اور ناک نہ لگائی تو بالاجماع جائز ہے اور مکروہ ہے اور اگر ناک لگائی اور پیشانی نہ لگائی تو امام حنیفہ رح کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز نہین اور اسی پر فتوے ہے اور اگر صرف رخسارہ یا ٹھوڑی لگائی تو جائز نہین نہ حالت عذر مین نہ بغیر عذر اور اگر پیشانی اور ناک مین عذر ہے تو اشارہ کرے سجدہ نہ کرے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے - صرف ناک پر اکتفا اُسوقت جائز ہے جب اسقدر ناک لگاوے جہانتک وہ سخت ہے اور اگر صرف وہ جگہ لگائی جو نرم ہے اور وہ ناک کا سرا ہے تو جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر گھاس پر یا بھُس یا روئی پر یا بچھونے پر یا برف پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی اور ناک اسکی ٹھہری اور سختی اسکی معلوم ہوئی تو جائز ہے اور نہ ٹھہری تو جائز نہین اور اگر گاڑی پر سجدہ کیا تو اگر وہ بیل کے اوپر ہے تو جائز نہین اور زمین پر ہے تو جائز ہے جیسے تخت پر جائز ہے اور اگر عزال[۱] پر جسے فارسی مین کازہ کہتے ہین سجدہ کیا تو جائز ہے جیسے تخت پر جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر گیہون یا جو پر سجدہ کیا تو جائز ہے اور اگر مکئی یا جوار یا چینا یا چانولون پر سجدہ کیا تو جائز نہین اور اگر یہ اناج یا دھنکی ہوئی روئی تھیلون مین ہو تو جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر کسی آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو اگر وہ بھی نماز مین ہے تو جائز ہے اور اگر وہ نماز مین نہین یا نماز مین ہے اور اُسکے ساتھ جماعت مین نہین تو جائز نہین اگر اپنی ران پر بلا عذر سجدہ کیا تو مختار یہ ہے کہ جائز نہین اور اگر عذر سے کیا تو مختار یہ ہے کہ جائز ہے اور اگر اپنے دونون گھٹنون پر سجدہ کیا تو عذر مین اور بغیر عذر دونون صورتون مین جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر زمین پر ہتھیلی رکھکر اُسپر سجدہ کیا تو بموجب اصح قول کے جائز ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اگر مردہ کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور اُسپر نمدہ پڑا ہوا ہے تو اگر مردہ کی سختی محسوس ہوتی ہے تو جائز نہین اور نہین معلوم ہوتی تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر سجدہ کی جگہ پانون کی جگہ سے ایک یا دو کھڑی اینٹون کے برابر بلند ہو تو جائز ہے اور اگر اس سے زیادہ بلند ہو تو جائز نہین یہ زاہدی مین لکھا ہے اینٹ کی چار چوتھائی ذراع[۲] ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے حجۃ مین ہے کہ اگر سجدہ کی جگہ پر بہت سے کانٹے یا شیشے کے ٹکڑے ہون اور وہان سے سر اُٹھا کر دوسری جگہ رکھ لے تو جائز ہے اور یہ دوسرا سجدہ[۳] نہوگا بلکہ کل ایک ہی سجدہ ہوگا

سلہ عزال اُس مچان کو کہتے ہین جو کاشتکار کھیت وغیرہ کی نگہبانی کے واسطے جنگل مین کھیتون پر لکڑیان گاڑ کر بنا لیتے ہین اُس کو ہندی مین ٹانڈ بولتے ہین اور شکار پکڑنے کی اولی کو بھی کہتے ہین ۱۲ سلہ یعنے کہنی تک کا چہارم ۱۲ م سلہ جب اُس نے سجدہ پورا نہ کیا ہو تین تسبیح تک ورنہ دوسرا سجدہ ہونا چاہیے ۱۲ عین الہدایہ -

یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اگر ہاتھون اور گھٹنون کو نہ رکھے تو بالاجماع نماز جائز ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے
اگر سجدہ کیا اور دونون پانؤن زمین پر نہ رکھے تو جائز نہین اور اگر ایک پانؤن رکھا تو بغیر عذر ہو تو کراہت کے
ساتھ جائز ہے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہی پانون کا رکھنا اُنگلیون کے رکھنے سے
ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی اُنگلی ہو اگر پانؤن کی پیٹھ رکھی اور انگلیان نہ رکھین بہ سبب تنگی جگہ کے تو اگر ایک پانؤن
رکھ لیا ہے تو نماز جائز ہی جیسے کھڑا ہونے والا ایک پانؤن پر نماز پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر سوتے مین
سجدہ کیا تو سجدہ کا اعادہ کرے اور رکوع یا سجدہ کے اندر سو گیا تو کسی کا اعادہ نہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے
اگر کسی بچہ کی گود مین پیشانی رکھی تو اگر بہت سی پیشانی زمین پر ہے تو جائز ہی ورنہ جائز نہین یہ تجنیس مین لکھا ہے
اور یہی محیط مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے قعدہ اخیر ہے بقدر تشہد یہ تبیین مین لکھا ہے۔ تشہد التحیات للہ سے عبدہ
ورسولہ تک ہی یہی صحیح ہے یہانتک کہ اگر مقتدی امام کے فارغ ہونے سے پہلے فارغ ہو گیا اور کلام کیا تو نماز
اسکی پوری ہو گئی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے قعدہ اخیر فرض اور نفل دونون نماز مین فرض ہی اگر دو رکعتین پڑھین
اور اُنکے آخر مین نہ بیٹھا اور اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا تو نماز فاسد ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اپنے اختیار سے نماز سے باہر
نکلنا فرض نہین ہی یہی صحیح ہے یہ تبیین اور عینی شرح کنز اور اکثر کتابون مین لکھا ہے **دوسری فصل نماز کے
واجبون مین** فرض قراءت کے ادا کرنے کے لیے پہلی دو رکعتون کا معین کرنا فرض نماز مین خواہ تین رکعت کی نماز ہو
خواہ چار کی واجب ہی یہانتک کہ اگر چار رکعت والی نماز کے اخیر مین دو رکعتون مین قراءت پڑھی اول کی
دو رکعتون مین نہ پڑھی یا پہلے دوگانہ مین سے ایک رکعت مین اور دوسرے دوگانہ مین سے ایک رکعت مین بھولکر
قرأت پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور الحمد کا پڑھنا اور سورۃ یا اُسکے قائم مقام چھوٹی
تین آیتین یا بڑی ایک آیت پہلی دو رکعتون مین الحمد کے بعد پڑھنا واجب ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے اور نفل اور
وتر کی سب رکعتون مین واجب ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور الحمد کو سورۃ سے اول پڑھنا واجب ہے یہ نہر الفائق
مین لکھا ہے اگر پہلی یا دوسری رکعت مین الحمد بھول گیا اور سورۃ پڑھ لی پھر اُسکو یاد آ گیا تو پھر الحمد پڑھے اور سورۃ پڑھے
یہی ہی ظاہر روایت یہ محیط مین لکھا ہے جس شخص نے عشا کی پہلی دو رکعتون مین سورۃ پڑھی اور الحمد نہ پڑھی تو اخیر کی
دو رکعتون مین اسکا اعادہ نہ کرے اگر الحمد پڑھی اور اُسپر زیادتی نہ کی تو اخیر کی دو رکعتون مین الحمد اور سورۃ پڑھے
اور دونون کا جہر کرے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اگر پہلے دوگانہ مین کچھ نہ پڑھا تو دوسرے دوگانہ مین الحمد اور
سورۃ پڑھے اور دونون کا جہر کرے اور سجدہ سہو کرے یہ فتاوائے قاضیخان کی فصل سجدہ سہو مین لکھا ہے اور
واجب ہے کہ پہلی دو رکعتون مین الحمد ایک ہی ایک بار پڑھے اس سے زیادہ نہ پڑھے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے۔ جو فعل کہ
ہر رکعت مین مکرر ہوتا ہی جیسے سجدہ یا تمام نماز مین مکرر ہوتا ہی جیسے کہ عدد رکعات کے اسمین ترتیب واجب ہی فرض نہین

سلہ پس اگر قرآن کہین سے رکوع یا زیادہ پڑھا مگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہے، م۔ اگر فاتحہ مین سے ایک آیت
چھوڑی تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ المجتبیٰ۔ اور کہا گیا کہ صاحبین کے نزدیک نصف سے زائد واجب ہی تو اقل ترک کرنے سے
سجدہ نہین ہے ولیکن اول اولیٰ ہے ۱۲ م

یہانتک کہ اگر پہلی رکعت مین سے ایک سجدہ بھول گیا اور اُسکو آخر رکعت مین قضا کیا تو جائز ہے مسبوق جو امام کے فارغ ہونے کے بعد نماز پڑھتا ہے وہ ہمارے نزدیک اُسکی پہلی رکعت ہے اگر ترتیب فرض ہوتی تو اخیر نماز ہوتی لیکن جو افعال ہر رکعت مین مکرر نہین جیسے کہ قیام اور رکوع یا تمام نماز مین مکرر نہین جیسے کہ قعدہ اخیرہ اُنمین ترتیب فرض ہی یہانتک کہ اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا یا رکوع سے پہلے سجدہ کر لیا تو جائز نہین اور اسیطرح اگر قعدہ مین بقدر تشہد بیٹھا پھر اُسکو یاد آیا کہ ایک سجدہ یا اور کوئی رکن مثل اُسکے رہگیا ہے تو قعدہ باطل ہی یہ محیط مین لکھا ہے فقہا کا اجماع ہی کہ رکوع کے قومہ مین امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اعتدال واجب نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اسیطرح طمانیت جلسہ مین واجب نہین یہ کافی مین لکھا ہے اور اعتدال رکوع مین اور سجدہ مین اور ہر فعل مین جو بنفسہ اصل ہین کرخی نے ذکر کیا ہے کہ صاحبین کے قول کے بموجب واجب ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اور یہی صحیح ہے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہے۔ تعدیل ارکان اعضا کے ایسے سکون کو کہتے ہین کہ سب جوڑ اُنکے کم سے کم بقدر ایک تسبیح کے ٹھہر جاوین یہ عینی شرح کنز اور نہر الفائق مین لکھا ہے پہلا قعدہ بقدر تشہد کے جسوقت چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز مین دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اُٹھاوے واجب ہے یہی اصح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے دونون قعدونمین تشہد واجب ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور تشہد یون پڑھے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ یہ زاہدی مین لکھا ہے یہ تشہد عبداللہ بن مسعود کا ہے اور اسی کو اختیار کرنا تشہد ابن عباس سے اولیٰ ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور ضرور ہے کہ تشہد کے لفظون کے معنی کا اپنی طرف سے ارادہ کرے گویا کہ وہ اللہ پر تحیۃ بھیجتا ہے اور نبی پر اور اپنے نفس پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیجتا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی سلام کا لفظ واجب ہے یہ کنز مین لکھا ہی وتر مین قنوت پڑھنا اور عیدین کی تکبیرین واجب ہین یہی صحیح ہے انکے چھوڑنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور جہر کے مقام پر جہر اور اخفا کے مقام پر اخفا واجب ہوتا ہے فجر اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتونمین اگر امام ہی تو جہر کرے اور اخیر کی دو رکعتونمین اخفا کرے یہ زاہدی مین لکھا ہے ظہر اور عصر مین امام اخفا کرے اگرچہ عرفہ مین ہو جمعہ اور عیدین مین جہر کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اسیطرح تراویح اور وتر مین اگر امام ہو تو جہر کرے اور اگر علیحدہ نماز پڑھتا ہی تو اگر نماز آہستہ پڑھنے کی ہی تو واجب ہی کہ آہستہ پڑھے اور یہی صحیح ہے اور اگر نماز جہر کی ہے تو اُسکو اختیار ہی اور جہر افضل ہی لیکن امام کیطرح بہت جہر نہ کرے اسلیے کہ یہ دوسرے کو نہین سُناتا یہ تبیین مین لکھا ہے امام چلانے مین بہت کوشش نہ کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر امام حاجت سے زیادہ جہر کریگا تو گنہگار ہوگا اسلیے کہ امام لوگون کے سُنانے کیلیے جہر کرتا ہی تاکہ وہ اُسکی قرأت مین فکر کرین اور اُنکو حضور قلب ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جو ذکر نماز کیلیے واجب ہوا ہی اُسمین جہر کرے جیسے

سلہ تعریفین واسطے اللہ کے اور دعائین اور پاک کلمے سلام اوپر تیرے اے نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتین اُسکی سلام اوپر ہمارے اور بندون اللہ کے جو صالحین ہین بتحقیق نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین کہ تحقیق محمد بندے اُسکے ہین اور رسول اُسکے ۱۲ م سلہ یعنے عبداللہ بن مسعودؓ نے اسکو روایت کیا ہی اور یہ صحاح ستہ وغیرہ مین ہی بخلاف تشہد ابن عباسؓ کے کہ اسکو اسقدر راویون نے نہین روایت کیا اور وہ بھی صحیح ہی جیسے کہ اسکے ۱۲

نماز کے شروع کی تکبیر اور جو فرض نہین ہے بلکہ علامت کے واسطے مقرر ہی انمین بھی جہر کرے جیسے تکبیرات انتقال جھکتے اور اُٹھتے وقت یہ حکم امام کے واسطے ہی اور اکیلا نماز پڑھنے والا اور مقتدی انمین جہر نہ کرین اور اگر ذکر بعض نماز سے مختص ہی جیسے عیدین کی تکبیرین انمین بھی جہر کرے عراقیون کے مذہب کے بموجب قنوت مین بھی جہر کرے اور صاحب ہدایہ نے قنوت مین اخفا اختیار کیا ہے اور اسکے سوا جو کچھ پڑھا جاتا ہی جیسے تشہد اور آمین اور تسبیحین انمین جہر نہ کرے یہ بحرالرائق مین لکھا ہے اگر رات کی نمازونمین سے کوئی نماز بھولکر چھوڑدی اور اسکو دن مین جماعت سے قضا کیا اور امام نے جہر نہ کیا تو اُسپر سجدہ سہو لازم ہوگا اور اگر دن کی نماز رات مین جماعت سے قضا کرے تو امام کو چاہیے اخفا کرے جہر نہ کرے اور اگر بھولکر جہر کیا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین سجود سہو کے بیان مین لکھا ہی تنہا شخص اگر جہر کی نماز کو قضا کرے تو اُسکے جہر مین مشائخ کا اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ جہر افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی کافی مین ہی اور شمس الائمہ اور فخر الاسلام اور بہت سے متاخرین نے اسی کو اختیار کیا ہے قاضیخان نے کہا ہی کہ یہی صحیح ہی اور ذخیرہ مین ہی کہ یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور خلاصہ مین اصل سے نقل کیا ہے کہ کوئی شخص تنہا نماز پڑھتا تھا اور دوسرے شخص نے آکر اُسوقت اقتدا کی کہ جب وہ پوری الحمد یا تھوڑی الحمد پڑھ چکا تھا تو اب جہر کے ساتھ دوبارہ الحمد شروع کرے یہ بحرالرائق مین لکھا ہے دن کی نفلونمین یقیناً اخفا کرے رات کی نفلون مین اختیار ہی یہ زاہدی مین لکھا ہے جہر اور اخفا کی حد مین اختلاف ہے ابو جعفر اور ابو بکر محمد بن الفضل نے کہا ہی کہ کم سے کم جہر یہ ہی کہ دوسرے کو سُناوے اور کم سے کم اخفا یہ ہی کہ اپنے آپ کو سُناوے اسی پر اعتماد کیا جاتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ وقایہ اور نقایہ مین لکھا ہی اور اسی کو عامۂ مشائخ نے اختیار کیا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہے اور اگر ایسا پڑھے کہ اُسکے ہونٹھون سے اسطرح نکلے کہ اگر کوئی دوسرا شخص اُسکے مُنھ کے قریب کان لیجاوے تو اُسکے کان مین آواز پہونچے اور جو پڑھتا ہے اُسکو سمجھے یہ مجمجہ[ص۱] ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے **تیسری فصل نماز کی سنتون اور اسکے آداب و کیفیت کے بیان مین** نماز مین سنتین[ص۲] یہ ہین تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانا اور انگلیان کھولنا اور تکبیر مین امام کو جہر کرنا اور سبحانک اللہم اور اعوذ اور بسم اللہ اور آمین آہستہ[ص۳] پڑھنا اور ناف کے نیچے اور داہنا ہاتھ بائین ہاتھ کے اوپر رکھنا اور رکوع کی تکبیر اور رکوع کی تسبیح تین بار کہنا اور رکوع مین دونون گھٹنے ہاتھون سے پکڑنا اور انگلیان کھولنا اور سجدہ کی اور سجدہ سے اُٹھنے کی تکبیر کہنا اور سجدہ سے اُٹھنا اور سجدہ مین تین بار تسبیح کہنا اور سجدہ مین دونون ہاتھ اور دونون گھٹنے رکھنا اور بایان پاؤن بچھانا اور دایان کھڑا کرنا اور قومہ اور جلسہ یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور اسیطرح طمانینت قومہ اور جلسہ مین بقدر تسبیح کے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہے اور درود اور دعا آداب نماز کے یہ ہین قیام مین سجدہ کی جگہ پر اور رکوع مین دونون پاؤن کی پیٹھ پر اور سجدہ مین ناک کے سرے پر اور قعود مین اپنی گود پر اور پہلے سلام مین اپنے داہنے شانہ پر اور دوسرے

ص۱ مجمجہ کے معنے اسطرح بات کہنا کہ ظاہر نہو ۱۲ ص۲ ترک کرنا سنت کا نہ تو نماز کے فساد کا موجب ہوتا ہی نہ سجدہ سہو کا بلکہ اساءت کا موجب ہے یعنے اگر ترک سنت نادانستگی مین ہوا تو کچھ برائی بھی نہوگی اور اگر سنت کو حقیر جانیگا تو کافر ہوگا چنانچہ یہ نہر الفائق مین بزازیہ سے منقول ہی کہ اگر سنت کو حق نہ جانیگا تو کافر ہوگا اسلیے کہ حق نہ جاننا حقیر سمجھنا ہی ۱۲ ص۳ یعنے آہستہ کہنا سنت علٰحدہ ہی اور ہر ایک کا پڑھنا سنت جدا گانہ ۱۲

سلام مین بائین شانہ پر نظر رکھنا اور جمائی کے وقت مُنھ بند رکھنا اور تکبیر تحریمہ کے وقت دونون ہاتھ آستینون سے باہر نکال لینا اور جہانتک ہوسکے کھانسی کو دفع کرنا یہ بحر الرائق مین لکھاہے کیفیت نماز کی یہ ہی کہ جب نماز مین داخل ہونیکا ارادہ کرے تو تکبیر کہے اور دونون ہاتھ کانون تک اسطرح اُٹھاوے کہ دونون انگوٹھے دونون کانون کی لَودیون کے مقابل ہون اور انگلیون کے سرے کانون کے کنارون کے مقابل ہون یہ تبیین مین لکھاہے اور تکبیر کے وقت سر نہ جھکاوے فقیہ ابوجعفر نے کہاہی کہ دونون ہاتھ اسطرح اُٹھاوے کہ ہتھیلیان قبلہ کیطرف ہون اور انگلیان جدا جدا ہون اور جب وہ اسقدر اُٹھ جاوین کہ انگوٹھے کانون کی لَودیون کے مقابل ہوجاوین اُسوقت تکبیر کہے شمس الائمہ سرخسی نے کہاہی کہ عامہ مشائخ کا یہی قول ہی یہ محیط مین لکھاہی اور ہاتھ تکبیر کے پہلے اٹھاوے یہی اصح ہے یہ ہدایہ مین لکھاہی اور اسیطرح قنوت اور عیدین کی تکبیر وغیرہ مین ہاتھ اُٹھاوے اور انکے سوا اور کسی تکبیر مین ہاتھ نہ اُٹھاوے یہ اختیار شرح مختار مین لکھاہے اور اگر اُٹھالے تو ہمارے نزدیک صحیح قول کے موافق نماز فاسد نہین ہوتی یہ سراج الوہاج مین لکھاہے اور عورت اپنے شانون تک ہاتھ اُٹھاوے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ اور تبیین مین لکھاہے اور جسوقت ہاتھ اُٹھاوے تو اُنگلیون کو نہ بالکل بند کرلے نہ بالکل کھولدے بلکہ معمولی طور پر بند ہونے اور کھلنے کے درمیان مین رکھے یہ نہایہ مین لکھاہی اور یہی معتمد ہی یہ محیط مین لکھاہے اگر ہاتھ نہ اُٹھاوے اور تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اُٹھاوے اور اگر تکبیر کہنے کے درمیان مین یاد آجاوے تو اُٹھالے اور اگر مقام مسنون تک نہین اُٹھاسکتا تو جہانتک ممکن ہو وہان تک اُٹھالے اور اگر ایک اُٹھاسکتا ہی اور ایک نہین اُٹھاسکتا تو ایک ہی اُٹھالے اور اگر کسی شخص کے ہاتھ طریقہ مسنون سے اوپر ہی اُٹھتے ہین اور بغیر اسکے وہ ہاتھ نہین اُٹھاسکتا وہ اسیقدر اُٹھالے یہ تبیین مین لکھاہے مبسوط مین ہی کہ اگر اللہ کے الف کو مد کرے تو اس سے نماز شروع نہین ہوتی اور اگر قصداً مد کریگا تو کفر کا خوف ہی اسیطرح اگر اکبر کے الف کو یا اسکی بے کو مد کرے تو نماز شروع نہوگی اور اگر اللہ کی ہے کو مد کیا تو از روے لغت کے خطاہے اور یہی حکم ہے رے کی مد کا اللہ کے لام کا مد صحیح ہے اور ہے کی جزم خطاہے یہ فتح القدیر مین لکھاہے اگر اللہ اکبر مین اللہ یا اکبر کے ہمزہ کو مد کرے تو بہ سبب معنے شک کے نماز فاسد ہوگی اور اگر بے اور رے کے درمیان مین ایک الف شامل کردے تو بعضون نے کہاہی نماز فاسد ہوگی اور بعضون نے کہاہے فاسد نہوگی یہ نہایہ مین لکھاہی اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی ناف[1] کے نیچے داہنا ہاتھ اپنا بائین ہاتھ کے اوپر رکھے یہ محیط مین امام خواہر زادہ سے نقل کیاہے اور یہی نہایہ مین لکھاہی اور عورت اپنے ہاتھ چھاتی پر باندھے یہ منیۃ المصلی مین لکھاہے جس قیام مین ذکر مسنون ہی اسمین ہاتھ باندھنا سنت ہے جیسے سبحانک اللہم اور قنوت اور جنازہ کی نماز اور جس قیام مین ذکر سنت نہین ہی جیسے عیدین کی تکبیرین وہان ہاتھ چھوڑنا سنت ہے یہ نہایہ مین لکھاہی اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھاہی اور شمس الائمہ سرخسی اور صدر الکبیر اور برہان الائمہ اور صدر الشہید حسام الدین اسی پر فتوے دیتے تھے یہ محیط مین لکھاہے اور

ف[1] خلاصہ مین ہے کہ اگر ہاتھ نہ اُٹھانے کا عادی ہوگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کبھی ایسا ہوجاوے تو گنہگار نہوگا ۱۲ ف[2] بسبب فرمانے علی مرتضےٰ کے کہ سنت ہے رکھنا دونون ہاتھون کا ناف کے نیچے اور بسبب خوف خون جمع ہوجانے کے یعنے حکمت ہاتھون کے کھلے نہ رکھنے مین یہ ہے کہ زیادہ کھلے رہنے سے اُنگلیون مین خون نہ اُتر آوے ۱۲

رکوع کے قومہ مین بالاتفاق ہاتھ چھوڑے اسلیے کہ ذکر سنت واسطے انتقال کے ہی نہ واسطے قومہ کے یہ شرح نقایہ
مین ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی ہمارے اکثر مشائخ نے مستحب کہا ہی کہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھنے اور پکڑنے کو جمع کرے
یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور مصفی مین ہی کہ یہی صحیح ہی یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین لکھا ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہی کہ دہنی ہتھیلی
بائین ہاتھ کی پشت پر رہے اور چھنگلیا اور انگوٹھے سے پہونچے کو پکڑ لے اور باقی انگلیان کلائی پہ چھوڑ دے
دونون پانوٴن کے درمیان مین قیام کی حالت مین چار انگشت کا فرق چاہیے یہ خلاصہ مین لکھا ہے پھر پڑھے
سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالے جدک ولا الٰہ غیرک یہ ہدایہ مین لکھا ہے امام ہو یا مقتدی ہو یا تنہا نماز
پڑھتا ہو سب کو یہی حکم ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جل ثناءک نہ اصل مین مذکور ہی نہ نوادر مین یہ محیط مین لکھا ہے
پس فرائض مین اُسے نہ پڑھے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا
من المشرکین تحریمہ کے بعد نہ پڑھے اور نہ ثنا کے بعد پڑھے یہ شرح نقایہ مین لکھا ہے جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہے
اور اولے یہ ہی کہ تکبیر سے پہلے بھی اسے نیت ملانے کے لیے نہ پڑھے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے پھر تعوذ پڑھے
اور وہ یہ ہی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یہی مختار ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اسی پر فتوے ہی یہ زاہدی مین
لکھا ہی اور سنت ہمین آہستہ پڑھنا ہے یہی مذہب ہی ہمارے علما کا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے تعوذ تابع قرأت
کا ہی ثنا کا تابع نہین امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اسلیے مسبوق جب اپنی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو
تو تعوذ پڑھے مقتدی نہ پڑھے اور عید کی تکبیرون کے بعد تعوذ پڑھے یہ ہدایہ مین اور اکثر متون مین لکھا ہے اور
تعوذ نماز کے شروع کرتے وقت ہے پھر نہین پس اگر نماز شروع کر دی اور تعوذ کو بھول گیا یہانتک کہ الحمد پڑھ لی
پھر اُسکے بعد تعوذ نہ پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی تعوذ کے بعد آہستہ بسم اللہ پڑھے اور بسم اللہ قرآن کی ایک آیت ہی
سورتون فصل کے واسطے اُتری ہی یہ ظہیریہ مین مکروہات صلوٰۃ کے بیان مین لکھا ہے صرف بسم اللہ سے فرض قرأت
ادا نہین ہوتا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی بسم اللہ ہر رکعت کے اول مین پڑھے یہ امام ابو یوسف کا قول ہی یہ محیط مین لکھا ہی
اور حجتہ مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی فاتحہ اور سورہ کے درمیان مین بسم اللہ نہ پڑھے یہ وقایہ اور
نقایہ مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ بدائع اور جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے بسم اللہ کے بعد الحمد پڑھے یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہے جب الحمد سے فارغ ہو تو آمین کہے اور سنت ہمین آہستہ کہنا ہی یہ محیط مین لکھا ہے اور تنہا نماز پڑھنے والا
اور امام ہمین برابر ہین اور مقتدی بھی اگر قرأت سُنتا ہو تو آمین کہے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور آمین مین دونون لغت
ہین مد بھی اور قصر بھی اور اسکے معنے ہین قبول کر اور تشدید آمین کُھلی ہوئی خطا ہی آمین اگر مد اور تشدید سے کہا تو نماز فاسد
نہو گی اور اسی پہ فتوے ہی اسلیے کہ وہ قرآن مین موجود ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر مقتدی امام سے آہستہ قرأت پڑھنے کی
نماز مین جیسے ظہر اور عصر کی نماز مین ولا الضالین سُن لے تو بعض مشائخ نے کہا ہی کہ آمین نہ کہے اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی
نے کہا ہی کہ آمین کہے یہ محیط مین لکھا ہی جمعہ اور عیدین کی نماز مین اگر مقتدی دوسرے مقتدیون کی آمین سُن لے تو
امام ظہیر الدین نے کہا ہی کہ آمین کہے یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے نقل کیا ہی۔ پھر الحمد کے ساتھ سورۃ یا تین آیتین

ملا ہے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہے اور بڑی آیت بھی تین آیت کے قائم مقام ہو جاتی ہی یہ تبیین مین لکھا ہی جب قرأت سے فارغ ہو جاوے تب رکوع کرے اور کھڑا ہوا ہو یہی صحیح مذہب ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور جامع صغیر مین ہی کہ جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی طحاوی نے کہا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی ابتدا تکبیر کی جھکنے کے ساتھ ہو اور فراغت اُسوقت ہو جب پورا رکوع مین چلا جاوے یہ محیط مین لکھا ہے امام رکوع وغیرہ کی تکبیر و تسمیع[ا] جہر کرے یہی ظاہر روایت ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اللہ اکبر کی رے کو جزم کرے یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اپنے ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں پر سہارا دے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ بدائع مین لکھا ہے اور انگلیان کھول دے انگلیون کا کھولنا سوا اُسوقت کے اور انگلیون کا بند کرنا سوائے حالت سجدہ کے اور کسی وقت مین مستحب نہین ہی اور ان دونون وقتون کے سوا اور سب وقتون مین انگلیون کو اپنی حالت پر رکھے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور پیٹھ کو اسطرح بچھاوے کہ اگر پانی کا پیالہ پیٹھ پر رکھدین تو ٹھہر جاوے اور سر کو نہ جھکاوے نہ اُٹھاوے یعنے سر اُسکا سُرین کی سیدھ مین ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور مکروہ ہی کہ اپنے گھٹنون کو کمان کیطرح جھکاوے عورت رکوع مین تھوڑا جھکے اور اپنے ہاتھونپر سہارا نہ دے اور انگلیون کو نہ کھولے بلکہ بند رکھے اور گھٹنونپر رکھدے اور اپنے گھٹنون کو جھکائے رکھے اور بازو جسم سے علیحدہ نہ کرے یہ زاہدی مین لکھا ہے رکوع مین سبحان ربی العظیم تین بار پڑھے اور یہ کم سے کم ہے اگر تسبیح بالکل نہ پڑھے یا ایکبار پڑھے تو جائز ہے مگر مکروہ ہی جب رکوع طمانینت سے ہووے تب سر اُٹھاوے اگر طمانینت نہوئی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک نماز جائز ہوجاوے گی یہ خلاصہ مین لکھا ہی پھر اگر امام ہی تو بالاجماع یہ قول ہی کہ سمع اللہ لمن حمدہ پڑھے اور اگر مقتدی ہے تو بلاخلاف یہ قول ہی کہ ربنا لک الحمد پڑھے اور سمع اللہ نہ پڑھے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہی تو اصح یہ ہی کہ دونون کو پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی پر اعتماد ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اس روایت کے بموجب جسمین ان دونون کو جمع کرنا ہے یہ حکم ہی کہ اُٹھتے مین سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور جب سیدھا ہو جاوے تو ربنا لک الحمد کہے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے یوسف ابن محمد سے کسی نے پوچھا کہ کسی شخص نے رکوع سے اُٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہا تو کیا کرے اُنھون نے جواب دیا کہ جب سیدھا کھڑا ہوا تو سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے اور اسیطرح ہر ذکر کا حکم ہے جو حالت انتقال کیلیے ہے اسکو اور محل مین ادا نہ کرے جیسے تکبیر جو قیام سے رکوع کیطرف جھکتے وقت کہتے ہین یا رکوع سے سجدہ کیطرف جھکتے وقت کہتے ہین اور اسیطرح سجدہ مین جو تسبیح باقی رہجاوے وہ سر اُٹھانے کے بعد نہ کہے بلکہ واجب ہی کہ ہر چیز مین اسکی جگہ کی رعایت کرے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہی سمع اللہ لمن حمدہ کی ہے کو جزم کرے اور حرکت ظاہر نہ کرے

[ا] طحاوی نے کہا کہ اگر امام حاجت سے زیادہ پکار کر تکبیر کہیگا تو مکروہ ہوگا شامی نے کہا کہ مکروہ اس صورت مین ہی کہ حاجت سے زیادتی نہایت درجہ کو ہو مثلاً اسکے پیچھے ایک صف ہی اور وہ اتنا چیختا ہی کہ دس صفون مین آواز جاوے تو مکروہ ہوگا اور واضح ہو کہ جب امام شروع مین اللہ اکبر کہے تو اگر اسکی نیت صرف لوگونکو خبردار کرنے کی ہوگی تو اسکی نماز نہوگی اور نہ کسی مقتدی کی ہوگی بلکہ خبردار کرنے کے ساتھ نیت اپنی نماز کی تحریمہ کی بھی کرے اسیطرح تکبیر جو امام کی آواز دوسرے لوگون کو پہونچاتا ہے وہ بھی اگر فقط خبردار کرنے کی نیت سے اللہ اکبر کہیگا تو نماز نہ اسکی ہوگی اور نہ اس شخص کی جو اسکی آواز پر اقتدا کریگا بلکہ پکار کر کہنے کے ساتھ تکبیر تحریمہ کا قصد کریگا تو نماز ہوگی اور بدون حاجت کے تکبیر کا اللہ اکبر پکار کر کہنا مکروہ ہے ۱۲

یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہی پھر جب سیدھا کھڑا ہو جاوے تو تکبیر کہکر سجدہ مین جائے یہ ہدایہ مین لکھا ہے تکبیر جھکتے[سلہ] مین کہے اور سجدہ مین سبحان ربی الاعلےٰ تین بار پڑھے اور یہ کم سے کم ہے یہ محیط مین لکھا ہی اور رکوع اور سجدہ کی تسبیح کو تین بار سے زیادہ کرنا مستحب ہے لیکن طاق پر ختم کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے کم سے کم تسبیح تین بار پڑھے اور اوسط پانچ بار اور اکمل سات بار یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر امام ہو تو زیادہ نہ کرے تاکہ قوم ملول نہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی فقہانے کہا ہے کہ جب سجدہ کا ارادہ کرے تو اول زمین پر وہ اعضا رکھے جو زمین سے قریب ہین پس[سلہ] پہلے گھٹنے رکھے پھر دونون ہاتھ رکھے پھر ناک[سلہ] پھر پیشانی رکھے اور جب اُٹھنے کا ارادہ کرے تو اول پیشانی پھر ناک پھر دونون ہاتھ پھر گھٹنے اُٹھاوے فقہانے کہا ہی کہ یہ اُسوقت ہے جب ننگے پانون ہو لیکن جب موزہ پہنے ہوے ہو تو اول گھٹنے نہین رکھ سکیگا تو دونون ہاتھ گھٹنون سے پہلے رکھے اور داہنے کو بائین پر مقدم کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور سجدہ مین دونون ہاتھ کانون کے مقابل مین رکھے اور انگلیون کو قبلہ کیطرف[سلہ] رکھے اور یہی حکم ہے پانون کی انگلیون کا اور ہتھیلیون پر سہارا دے اور اپنے بازوون کو پہلو سے جدا رکھے اور بانہون کو نہ بچھاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور پیٹ کو رانون سے جدا رکھے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ عورت اپنے اعضا کو رکوع اور سجود مین ملا ہوا رکھے جدا جدا نہ کرے اور سجدہ مین دونون پانون پر بیٹھے اور پیٹ کو رانون پر بچھادے یہ خلاصہ مین لکھا ہے باندی کا حکم مثل آزاد عورت کے ہے لیکن تحریمہ کے وقت ہاتھ مثل مرد کے اُٹھاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی پھر سر اُٹھا کر تکبیر کہے اور سنت اسمین یہ ہی کہ اگر سر اُٹھا کر سیدھا نہ بیٹھ جاوے اور اس جلوس مین ہمارے نزدیک کوئی ذکر مسنون نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اگر سیدھا نہ بیٹھا اور دوسرا سجدہ کر لیا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک کافی ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی سجدہ سے سر اُٹھانا رکن نہین ہی اور رکن انتقال یعنے سجدہ تمام کرکے اس سے باہر ہونا اسواسطے دوسرا سجدہ بغیر انتقال کے نہین ہو سکتا لیکن انتقال دوسرے سجدہ کیطرف کو بغیر سر اُٹھانے کے ممکن نہین اسواسطے سر اُٹھانا لازم ہوا یہانتک کہ اگر انتقال بغیر سر اُٹھائے ممکن ہو مثلاً تکیہ پر سجدہ کرے پھر وہ تکیہ نکال لیا گیا اور اُسوقت پیشانی اسکی زمین پر لگ گئی تو کافی ہے یہ نہایہ مین لکھا ہی سر اُٹھانے کی مقدار مین اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رح سے یہ مروی ہی کہ اگر قعود سے زیادہ قریب ہے تو جائز اور زمین سے زیادہ قریب ہے تو جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور امام ابویوسف رح سے یہ مروی ہے کہ جب اتنا سر اُٹھاوے کہ جسکو سجدہ سے سر اُٹھانے والا کہہ سکین تو جائز ہی محیط مین ہی کہ یہی اصح ہی تبیین مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہے یہ بدائع مین لکھا ہے پھر تکبیر کہے اور دوسرے سجدہ کے لیے جھکے دوسرے سجدہ مین بھی پہلے سجدہ کیطرح تسبیح پڑھے یہ محیط مین لکھا ہے

سلہ ابن مسعودؓ سے یہ حدیث مروی ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تکبیر کہا کرتے ہر جھکاؤ اور اُٹھاؤ اور کھڑے ہوتے اور بیٹھنے مین اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی رواہ النسائی ۱۲

سلہ یعنے اول گھٹنے رکھنا اولیٰ ہی اور جب عمر زیادہ ہو یا موزے پہنے ہو تو پہلے ہاتھ ٹیکے پھر گھٹنے رکھے اور یہی صحیح مسلم کی حدیث مین ہے ۱۲ عین الہدایہ۔

سلہ ناک سے مراد وہ جگہ جو سخت ہی نہ نرم اور پیشانی کی حد یہ کہ ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک اور ابرون کے نیچے سے کاسۂ سر تک۔ اور اجماع ہے کہ اس کل کا رکھنا واجب نہین ہے ۱۲ م سلہ بدلیل قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ جب مومن سجدہ کرتا ہے تو اسکا ہر عضو سجدہ کرتا ہے تو جہان تک قدرت ہو اپنے اعضا مین سے جانب قبلہ متوجہ کرے ۱۲

پھر جب سجدہ سے فارغ ہو پنجون کے بل اُٹھے دونون ہاتھ ٹیک کر نہ کھڑا ہو گھٹنون پر سہارا دے یہ محیط مین لکھا ہے
اور جسکو کوئی عذر ہو اُسکو سہارا دینا ہمارے نزدیک مستحب ہے بہت سی مشہور کتابون سے یہی ظاہر ہوتا ہے یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی اور اگر بیٹھا اور دونون ہاتھ زمین پر ٹیکے جیسے کہ مذہب شافعیؒ کا ہی تو مضائقہ نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہے
اور دوسری رکعت مین بھی وہی کرے جو پہلی رکعت مین کیا ہی مگر سبحان اور اعوذ نہ پڑھے یہ قدوری مین لکھا ہے
اور جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اُٹھاوے تو بایان پاؤن بچھا کر اُسپر بیٹھے اور دایان پاؤن کھڑا کرے
اور انگلیان قبلہ کیطرف متوجہ کرے اور دونون ہاتھ رانون پر رکھکر اُنگلیان پھیلاوے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور گھٹنون کو
نہ پکڑے یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر عورت ہو تو بائین سُرین پر بیٹھے اور دونون پاؤن داہنی طرف سے
نکالدے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور ابن مسعود کا تشہد پڑھے یہ کافی مین لکھا ہی اور اُسپر کچھ اور زیادہ نہ کرے یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی اور جب اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پر پہونچے تو شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرے[1]۔ اشارہ کرنا ہی مختار ہے
یہ خلاصہ مین لکھا ہے اسی پر فتوے ہے یہ مضمرات مین کبرے سے نقل کیا ہے اور بہت سے مشائخ نے اشارہ کو جائز
نہین کیا اور منیۃ المفتی مین اُسے مکروہ کہا ہے یہ تبیین مین لکھا ہے جب تشہد سے فارغ ہو تو کھڑا ہو جاوے یہ محیط
مین لکھا ہے۔ جلالی مین ہے کہ قعدہ سے بھی اسیطرح پنجون کے بل کھڑا ہو جسطرح سجدے سے کھڑا ہوتا ہے۔
طحاوی نے کہا ہی اگر ہاتھ زمین پر ٹیکے تو مضائقہ نہین یہ زاہدی مین لکھا ہے اور اگر کھڑا ہو کر پھر دوسرا دوگانہ
اسیطرح ادا کرے جسطرح پہلا دوگانہ مین قیام اور رکوع و سجود کر چکا ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور دوسرے دوگانہ
مین صرف الحمد پڑھے یہ کافی مین لکھا ہے اور اُسپر زیادتی کرنا مکروہ ہے یہ سراج الوہاج مین اختیار شرح مختار سے
نقل کیا ہے اور اگر قرأت و تسبیح چھوڑ دے تو کچھ حرج نہین اور اگر بھول جاوے تو سجدہ سہو کا بھی نہین ہے
لیکن قرأت افضل ہی یہی سب روایتون مین صحیح ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اسی پر اعتماد ہے یہ فتاوے قاضیخان
مین لکھا ہے اور یہی اصح ہی یہ محیط کی فصل قرأت مین لکھا ہی صحیح اور ظاہر روایت یہی ہے یہ بدائع مین لکھا ہے اور سکوت
مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور قعدہ اخیر مین بھی اسیطرح بیٹھے جیسے پہلے قعدہ مین بیٹھ چکا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے
اور تشہد پڑھے پھر درود پڑھے یہ محیط مین لکھا ہے۔ امام محمدؒ سے درود کی کیفیت پوچھی تو اُنھون نے کہا کہ یون
کہے۔ اللهم صل علے محمد و علے آل محمد كما صليت علے ابراهيم و علے آل ابراهيم و بارک علے محمد و علے آل محمد كما
باركت علے ابراهيم و علے آل ابراهيم انک حميد مجيد۔ اور بعضون نے اللهم ارحم محمد اکہنا مکروہ کہا ہے اور صحیح یہ ہے
کہ مکروہ نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور جب درود سے[2] فارغ ہو تو اپنے واسطے اور مان باپ کے واسطے

[1] امام محمدؒ سے اشارہ کی کیفیت اسطرح مروی ہی چھنگلیا اور اُسکے پاس والی اُنگلی تو باندھے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ کرے اور کلمہ کی انگلی اُٹھا کر اشارہ کرے یا درحلوانی نے کہا کہ لا الٰہ پر انگلی کھڑی کرے اور الا اللہ کہنے کے وقت گرا دے ۱۲ [2] پھر دیگر امکانی اوقات مین درود مستحب ہے (تصریح اوقات) روز جمعہ شب جمعہ روز شنبہ یکشنبہ وقت صبح و شام۔ وقت دخول مسجد و خروج مسجد۔ وقت زیارت مزار شریف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم صفا و مروہ پر خطبہ جمعہ وغیرہ مین امام خطیب کو بعد اذان کے۔ دعا کے شروع و درمیان و آخر مین۔ بعد قنوت کے اگرچہ وتر ہو۔ تلبیہ کے بعد مسلمان سے ملاقات اور جدا ہونیکے وقت۔ وضو کے وقت کان بولنے کے وقت چیز بھول جانے پر وعظ کہنے و حدیث پڑھنے کی ابتدا و انتہا مین۔ اور فتوے لکھنے و تصنیف و درس دینے اور درس لینے کے وقت۔ اور منگنی کرنیوالے و نکاح پڑھنے و پڑھوانے والے پر سب جائز و ضروری کامونکے شروع مین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لکھنے کیوقت درود مستحب ہے ۱۲

اور سب مسلمان مردون اور عورتون کے واسطے مغفرت کی دعا مانگے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اپنے واسطے اور سوا اپنے سوا اور
مسلمانون کے واسطے دعا مانگے اور دعا مین صرف اپنی تخصیص نہ کرے اور یہی سنت ہے یہ تبیین مین لکھا ہے پھر یون کہے
ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا ربنا عذاب النار یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اسطرح دعا نہ مانگے جیسے
آدمیون سے باتین کرتے ہین اور جسکا مانگنا آدمیون سے محال نہین ہے جیسے یون کہنا کہ اے اللہ میرا فلانی عورت سے
نکاح کرا دے یہ آدمیون سے کرنے کی باتین ہین اور جن چیزون کا مانگنا آدمیون سے محال ہے مثلاً یون کہنا کہ
اللھم اغفر لی اے اللہ میری مغفرت کر یہ باتین آدمیون سے کرنے کی نہین ہین اور اللھم ارزقنی کہنا یعنے اے اللہ
مجھکو رزق دے قسم اول مین شامل ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے پس اس لفظ سے دعا جائز نہین یہی صحیح ہے یہ عینی شرح ہدایہ
مین لکھا ہے اور اگر اللھم ارزقنی مالاً عظیماً کہے یعنے اے اللہ مجھکو بہت سا مال دے تو نماز فاسد ہو جاویگی[1]۔ اور اگر
اللھم ارزقنی العلم والحج اور اسکے ہی مثل دعا مانگے تو نماز فاسد نہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہے اور ولوالجیہ مین ہے
کہ چاہیے کہ ایسی دعا مانگے جو پہلے سے یاد ہو اسلیے کہ اسکی زبان پر ایسا کلام جاری نہو جائے کہ جو آدمیون سے
کرنے کی باتین ہین تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور جن چیزون کو ہم نے مفسد صلوٰۃ کہا ہے وہ
اسی حالت مین مفسد ہین جب آخر صلوٰۃ مین بقدر تشہد نہ بیٹھے اور جو بیٹھ گیا تو نماز اسکی پوری ہے یہ تبیین مین لکھا ہے
اور منجملہ ان دعاؤن کے جو حدیث سے ثابت ہوئی ہین یہ دعا ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
انھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھاؤ جو نماز مین پڑھا کرون تو فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ یون کہ اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا وانہ لا یغفر الذنوب الا انت
فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم اور ابن مسعود جن کلمات سے دعا مانگتے تھے انھین سے یہ
بھی ہے اللھم انی اسئلک من الخیر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذ بک من الشر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم یہ نہایہ مین
لکھا ہے اور مستحب ہے کہ نماز پڑھنے والا نماز کے اخیر مین جو دعائین ہین انکے بعد یہ پڑھے رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی
ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہے پھر دو سلام پھیرے
ایک داہنی طرف دوسرا بائین طرف پہلے سلام مین اسقدر داہنی طرف کو منھ پھیرے کہ اسکے داہنے رخسارہ کی سفیدی نظر
آجائے اور اسیقدر دوسری طرف کو منھ پھیرے قنیہ مین ہے کہ یہی اصح ہے یہ شرح نقایہ مین لکھا ہے جو شیخ ابو المکارم کی
تصنیف ہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے یہ محیط مین لکھا ہے مختار یہ ہے کہ سلام الف لام کے ساتھ کہے اور
اسیطرح تشہد مین الف لام کے ساتھ سلام کہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اس سلام مین ہمارے نزدیک برکاتہ
نہ کہے اور سنت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ دوسرا سلام بہ نسبت پہلے سلام کے پست ہو یہ محیط مین لکھا ہے اور یہی

[1] مدار فساد کا نسبت حقیقی ومجازی پر نہین ہے بلکہ اس بات پر کہ یہ کلمہ بندون سے کہہ سکتے ہین تو فساد متحقق ہوا لہذا خلاصہ مین ہے کہ اللھم ارزقنی فلانۃ آکہی فلان عورت دیدے تو اصح یہ کہ نماز فاسد ہوگی ۱۲ منہ اور واضح ہو کہ بالکل ایک ہی دعا پر اقتصار کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے چنانچہ مروی ہوا ہے پس احتیاط فرائض مین رکھے اور سوائے اسکے دل سے جذب شوق وخضوع وخشوع کے ساتھ اپنی مرغوب پسندیدہ دعائین مانگے اور شرائط وادب لحاظ رکھے کہ یہ دعا بھی مغز عبادت ہے ۱۲ منہ اور اگر صرف السلام علیکم یا سلام علیکم کہیگا تو کافی ہوگا مگر تارک سنت ہوگا اور داہنے اور بائین کو منھ پھیرنا بھی سنت ہے ۱۲ کذا فی الطحطاوی

بہتر ہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر صرف داہنی طرف کو سلام پھیر کر کھڑا ہو گیا تو اگر ابھی تک باتین نہین کین اور مسجد سے باہر نہین نکلا تو بیٹھ کر دوسرا سلام پھیر دے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ جب قبلہ کیطرف کو پیٹھ پھیر چکے تو پھر دوسرا سلام نہ پھیرے یہ قنیہ مین لکھا ہے اور اگر بائین طرف کو سلام پھیر دیا تو جبتک کلام نہین کیا تب تک داہنے طرف کا سلام پھیر دے اور بائین طرف کے سلام کا اعادہ نہ کرے اور اگر منھ کے سامنے کو سلام پھیرا ہی تو بائین طرف سلام پھیر دے یہ تبیین مین لکھا ہے مقتدی کے سلام مین اختلاف ہے فقیہ ابو جعفر نے کہا ہے کہ مختار یہ ہے کہ مقتدی منتظر رہے اور جب امام داہنی طرف کو سلام پھیر چکے تب مقتدی داہنی طرف کو سلام پھیرے اور جب امام بائین طرف کے سلام سے فارغ ہو تب مقتدی بائین طرف کو سلام پھیرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور جو محافظ فرشتے اور مسلمان اسکی دونون طرف ہین اُنکی سلام مین نیت کرے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور ہمارے زمانہ مین عورتون کی اور اُن لوگون کی جو نماز مین شریک نہین نیت نکرے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور مقتدی ان لوگون کے ساتھ امام کی بھی نیت کرے پس اگر امام داہنی طرف ہو تو اسطرف کے لوگونمین اور اگر بائین طرف ہو تو بائین طرف کے لوگونمین اسکی نیت کرے اور اگر امام سامنے ہو تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک داہنی جانب کے لوگونمین اسکی نیت کرے اور امام محمدؒ کے نزدیک دونون طرف امام کی نیت کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہؒ سے یہ کافی مین لکھا ہے اور فتاوے مین ہے کہ یہی صحیح ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور تنہا نماز پڑھتا ہو تو فرشتون کی نیت کرے اور کسیکی نیت نہ کرے اور ملائکہ کی نیت مین کوئی عدد معینؑ نہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ بدائع مین لکھا ہے اور جب امام ظہر اور مغرب اور عشا کا سلام پھیر چکے تو پھر وہان بیٹھکر توقف کرنا مکروہ ہے فورًا سنتون کے واسطے کھڑا ہو جاوے اور جہان فرض پڑھی ہون سنتین نہ پڑھے داہنے یا بائین یا پیچھے کو ہٹ جاوے اور اگر چاہے اپنے گھر جا کر سنتین پڑھے اور اگر مقتدی ہو یا اکیلا نماز پڑھتا ہو تو اگر اپنی نماز کی جگہ بیٹھ کر دعا مانگتا رہے تو جائز ہے اور اسیطرح اگر سنتون کو اُسی جگہ کھڑا ہو گیا یا پیچھے یا ادھر اُدھر کو ہٹ گیا تو جائز ہے اور سب صورتین برابر ہین اور جن نمازونکے بعد سنتین نہین ہین جیسے فجر اور عصر اُنمین اسی جگہ قبلہ کیطرف مُنھ کیے ہوے بیٹھکر توقف کرنا مکروہ ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا نام بدعت رکھا ہی پھر اُسکو اختیار ہے چاہے چلا جاوے اور چاہے اپنی محراب مین طلوع شمس تک بیٹھا رہے اور یہی افضل ہی اور جماعت کیطرف مُنھ کرے اگر اسکے سامنے کوئی مسبوق نہو اور اگر ہو تو داہنے یا بائین طرف کو پھر جاوے سردی اور گرمی کے موسم کا حکم ایک ہی سا ہے یہی صحیح ہی خلاصہ مین لکھا ہے اور حجہ مین ہی کہ جب امام ظہر اور مغرب اور عشا سے فارغ ہو تو سنتین شروع کرے اور بڑی بڑی دعاؤنمین مشغول نہو یہ تاتارخانیہ مین

ف کیونکہ احادیث و آثار ان ملائکہ کے شمار مین مختلف وارد ہین تو راہ یہ ہوئی کہ جسقدر واقع مین ہین ہم نے سب پر سلام کیا تو اس سے سب اہل حق کی وزیادتی نہوئی اسیطرح انبیاء علیہم السلام کی تعداد مختلف وارد ہی اور کوئی شمار انکا کسی نص مین قطعی نہین ہی تو عقائد مین مصرح ہوا کہ یون ایمان لاوے کہ ہم سب انبیاء پر ایمان لائے اور ہم کسی نبی سے منکر نہین ہین ۱۲ ف یعنے مکروہ ہی فرضون کے بعد سنتون کی تاخیر کرنی مگر بقدر پڑھنے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام یعنے فرض کے بعد اسقدر دیر کرے جسمین یہ دعا پڑھ سکے برابر کوئی اور پڑھ لے اسوجہ سے کہ مسلم اور ترمذی مین حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد سلام کے اتنا ہی بیٹھتے تھے کہ یہ کلمات فرمائین ۱۲

لکھا ہے **چوتھی فصل قرأت کے بیان میں** اگر سفر میں اضطرار ہو مثلاً کوئی خوف ہو یا چلنے کی جلدی ہو تو سنت یہ ہے کہ الحمد کیساتھ جونسی سورت چاہے پڑھے اور اگر حضر میں اضطرار ہو اور وہ یہ ہے کہ وقت تنگ ہے یا اپنی جان یا مال کا خوف ہو تو سنت یہ ہے کہ اسقدر پڑھے کہ جس سے وقت اور امن فوت نہو جاوے یہ زاہدی میں لکھا ہے اور سفر میں حالت اختیار ہو مثلاً وقت میں وسعت اور امن اور قرار ہے تو سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز میں بروج یا مثل اسکے کوئی اور سورت پڑھے تاکہ سنت قرأت کی رعایت اور رخصت سفر کی تخفیف دونوں جمع ہو جاویں یہ شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہے اور ظہر میں بھی اسیقدر پڑھے اور عصر اور عشا میں اس سے کم اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتیں پڑھے یہ زاہدی میں لکھا ہے اور حضر میں سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے سوا چالیس یا پچاس آیتیں پڑھے اور جامع صغیر میں لکھا ہے کہ ظہر میں بھی مثل فجر کے پڑھے اصل میں ہے کہ یا اُس سے کم پڑھے اور عصر اور عشا میں الحمد کے سوائے بیس آیتیں پڑھے اور مغرب کی ہر رکعت میں چھوٹی سورۃ پڑھے یہ محیط میں لکھا ہے اور فقہا نے یہ مستحسن کہا ہے کہ حضر میں فجر اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل پڑھے اور عصر اور عشا میں اوساط مفصل پڑھے اور مغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھے یہ وقایہ میں لکھا ہے طوال مفصل سورۂ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتیں ہیں اور اوساط مفصل سورۂ بروج سے لم یکن تک اور چھوٹی سورتیں لم یکن سے آخر تک یہ محیط اور وقایہ اور منیۃ المصلی میں لکھا ہے اور قنیہ میں ہے کہ اگر مکروہ وقت میں عصر پڑھتا ہو تو بھی ٹھیک یہ ہے کہ قرأت مسنون پوری پڑھے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے وتر کی نماز میں الحمد کے سوا کوئی اور سورۃ معین نہیں ہے پس جو کچھ پڑھے بہتر ہے یہ محیط میں لکھا ہے لیکن نبی صلعم سے روایت ہے کہ آپنے سبح اسم ربک الاعلیٰ اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد ہے پس کبھی تبرکاً یہ سورتیں پڑھے اور کبھی انکے سوا اور سورتیں پڑھے تاکہ باقی قرآن کے چھوٹ جانیسے بچ جاوے یہ تہذیب میں لکھا ہے۔ اور قرأت مستحبہ پر زیادتی نہ کرے اور نماز کو جماعت پر بھاری نہ کرے لیکن پوری سنت اور مستحب قرأت ادا کرنیکے بعد تخفیف کا لحاظ چاہیے یہ مضمرات میں طحاوی سے نقل کیا ہے اور فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے قرأت طویل کرنا بالاجماع مسنون ہے امام محمدؒ نے کہا ہے کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ سب نمازوں میں پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری رکعت کے دراز کرے اور اسی پر فتوے ہے یہ زاہدی اور معراج الدرایہ میں لکھا ہے اور حجۃ میں فتوے کے واسطے یہی لیا گیا ہے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اور اسیطرح خلاف جمعہ اور عیدین میں ہے یہ بدائع میں لکھا ہے اور پھر مشائخ کا ایک اور بھی اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں رکعتوں میں فرق ایک ثلث اور دو ثلث کا ہو یعنے دو ثلث قرأت پہلی رکعت میں پڑھے اور ایک ثلث دوسری رکعت میں اور شرح طحاوی میں ہے کہ پہلی رکعت میں تیس آیتیں پڑھے

سلہ یعنے اگرچہ چھوٹی سورہ پڑھے تو اس سے بھی سنت ادا ہو جائیگی ۱۲ سلہ یعنے مقتدین رغبت والوں کے ساتھ سو آیت تک پڑھے اور کسل والوں کے ساتھ چالیس پڑھے اور اوسط درجہ والوں کے ساتھ پچاس سے ساٹھ تک پڑھے اور راتوں کی درازی و کمی کو دیکھے اور امام اپنے مقتدیوں کے اشغال کی زیادتی و کمی پر لحاظ رکھے ۱۲ ع سلہ بنظر اس فائدہ کے کہ لوگ دل رکعت میں پوری جماعت کو پاویں یہ بات حدیث مرفوع ابو قتادہؓ میں جو ابوداؤد میں ہے مصرح ہے ۱۲ سلہ جمعہ اور عیدین میں بالاتفاق دونوں رکعتیں برابر پڑھنی چاہییں اور حلیہ میں امام محمد اور شیخین کی دلیلیں نقل کر کے کہا کہ فتوے شیخین کے قول پر ہونا چاہیے ۱۲ ع سلہ حکمی قرأت کا مسنون ہونا اثر سے ثابت ہے حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو نامہ لکھا کہ فجر اور ظہر میں طوال مفصل پڑھا کرو اور عصر اور عشا میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل ۱۲

تو دوسری رکعت مین دس بیس آیتین پڑھے یہ محیط مین لکھا ہے یہ بیان اولویت کا تھا اور حکم یہ ہے کہ فرق اگر بہت ہو مثلاً پہلی رکعت مین ایک یا دو سورہ پڑھے اور دوسری رکعت مین تین آیتین پڑھے تو مضائقہ نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور جامع صغیر کی بعض شروح مین مذکور ہی کہ بلا خلاف دوسری رکعت کو پہلی رکعت پر بقدر تین آیتون کے یا اس سے زیادہ کے طویل کرنا مکروہ ہی اور اگر اس سے کم طویل کرے تو مکروہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے مرغینانی نے کہا ہے کہ تطویل کا آیتون سے اُسوقت حساب ہوتا ہی جب آیتین برابر ہون اور اگر آیتین بڑی چھوٹی ہون تو کلمات اور حروف سے تطویل کا حساب کیا جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور مکروہ ہی کہ کسی نماز کے واسطے کوئی سورہ مقرر کرلے طحاوی اور اسبیجابی نے یہ کہا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ اس نماز مین اُس سورہ کو اسطرح یقینی واجب سمجھ لے کہ اُسکے سوا اور سورہ کو ناجائز یا مکروہ سمجھے لیکن اگر آسانی کے واسطے کوئی سورہ مقرر کرلے یا جو سورۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے اُسکو تبرکاً پڑھا کرے تو اسمین کراہت نہین لیکن اسمین بھی شرط یہ ہے کہ اُسکے سوا کبھی کبھی اور سورہ بھی پڑھا کرے تاکہ کوئی جاہل یہ نہ سمجھ لے کہ اسکے سوا اور کوئی سورہ جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اور افضل یہ ہی کہ فرض کی ہر رکعت مین الحمد کے سوا ایک پوری سورۃ پڑھے اور اگر عاجز ہو تو ایک سورۃ دو رکعتون مین تمام کرلے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر ایک سورہ مین سے کچھ ایک رکعت مین پڑھا اور کچھ دوسری رکعت مین تو بعضون نے کہا ہے مکروہ ہی اور بعضون نے کہا ہی مکروہ نہین ہی اور یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے لیکن ایسا کرنا نہ چاہیے اور اگر کرے تو کچھ مضائقہ نہین ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر ایک رکعت مین ایک سورہ کے بیچ مین سے یا اخیر مین سے پڑھے اور دوسری رکعت مین دوسری سورہ کے درمیان یا اخیر سے پڑھے تو ظاہر روایت کے بموجب ایسا کرنا نہ چاہیے لیکن اگر کرلے تو مضائقہ نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اور حجۃ مین ہے کہ ایک رکعت مین ایک سورہ کا آخر پڑھا اور دوسری رکعت مین کوئی چھوٹی سورۃ پوری پڑھی مثلاً ایک رکعت مین آمن الرسول کا رکوع پڑھا اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ احد پڑھی تو مکروہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے دونون رکعتون مین آخر سورۃ پڑھنا ایسی پوری چھوٹی سورہ سے افضل ہے جسکی بہ نسبت آخر سورہ کا ٹکڑا آیتون مین زیادہ ہو اور اگر چھوٹی پوری سورہ اس آخر سورہ سے آیتون مین زیادہ ہو تو سورہ قصیرہ کا پڑھنا افضل ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور ایک طویل آیت جیسے آیت المداینہ یا تین چھوٹی آیتین پڑھنا چاہے تو اُسکی اولویت مین بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر تین آیتین ایک چھوٹی سورہ کے برابر ہوجاوین تو اُنھین کا پڑھنا افضل ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر ایک رکعت مین ایسی دو سورتین پڑھے کہ ان دونون کے درمیان ایک یا کئی سورہ کا فصل ہے تو مکروہ ہے اور اگر دو رکعتون مین دو سورتین پڑھے تو اگر اُن دونون مین کئی سورہ کا فصل ہی تو مکروہ نہین اور اگر ایک سورہ کا فصل ہے تو بعضون نے کہا ہی مکروہ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر بڑی سورۃ کا فصل ہے تو مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہے جیسے کہ دو چھوٹی سورۃ کے فصل مین مکروہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ کسی حالت مین مکروہ نہین اور اگر ایک رکعت مین ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت مین یا اسی رکعت مین اس سے اوپر کی

سورۃ پڑھی تو مکروہ ہے اسیطرح اگر ایک رکعت مین ایک آیت پڑھی اور دوسری رکعت مین یا اسی رکعت مین اس سے اوپر کی آیت پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر ایک رکعت مین یا دو رکعتون مین دو آیتین ایسی پڑھین جنکے درمیان مین ایک یا کئی آیتون کا فصل ہے تو اُنکا حکم وہی ہے جو سورتون کا حکم مذکور ہو چکا یہ محیط مین لکھا ہے یہ سارا بیان فرضون کا تھا سنتون مین مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر ایک رکعت مین ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت مین ایسی سورۃ پڑھی کہ ان دونون مین ایک سورۃ کا فصل ہے یا اس سے اوپر کی سورۃ پڑھی تو مختار یہ ہے کہ اسیطرح پڑھتا رہے چھوڑ نہدے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر ایک سورہ شروع کی اور ایک یا دو آیتین پڑھنے کے بعد دوسری سورۃ شروع کرنیکا ارادہ کیا تو مکروہ ہے اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ ایک آیت سے کم پڑھ چکا ہے اگرچہ ایک ہی حرف کم ہو اگر رکوع کے واسطے تکبیر کہہ لی پھر اُسی قرأت مین اور زیادتی کرنا چاہی تو اگر رکوع نہین کر لیا ہے تو مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر صرف الحمد نماز مین پڑھی یا الحمد کے ساتھ ایک یا دو آیتین پڑھین تو یہ مکروہ ہے یہ محیط مین لکھا ہے جو شخص نماز مین سارا قرآن تمام کرے وہ جب معوذتین یعنے سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک رکعت مین پڑھ چکے تو دوسری رکعت الحمد کے بعد سورہ بقر مین سے پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور حجۃ مین ہے کہ قرآن ساتون قرأت اور سب روایتون سے پڑھنا جائز ہے لیکن میرے نزدیک ٹھیک یہ ہے کہ عجیب قرأتین اما لون کے ساتھ اور جو غریب روایتون سے ثابت ہوئی ہین نہ پڑھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے

پانچوین فصل قاری کی لغزش کے بیان مین

قاری کی لغزشون مین سے ہے کہ ایک کلمہ کے ایک حرف کو دوسرے کلمہ کے حرف سے ملاوے اگر ایک کلمہ کا حرف دوسرے کلمہ کے حرف سے ملایا مثلاً ایاک نعبد اسطرح پڑھا کہ کاف نون سے ملگیا یا غیر المغضوب علیہم اسطرح پڑھا کہ بے عین سے ملگیا یا سمع اللہ لمن حمدہ اسطرح پڑھا کہ اللہ کی ہے لام سے ملگئی تو صحیح یہ ہے کہ اگرچہ عمداً پڑھے نماز فاسد نہو گی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کا ذکر کرنا ہے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ذکر کیا مثلاً ان المسلمین کی جگہ ان المسلمون اور ان الظالمین کی جگہ ان الظالمون پڑھا تو نماز فاسد نہو گی اور اگر معنے بدل گئے پس اگر وہ دونون ایسے حرف تھے کہ اُنمین آسانی سے جدائی ممکن تھی جیسے کہ طا اور صاد پس اگر کسی نے طالحات کی جگہ صالحات پڑھ دیا تو سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر وہ دونون حرف ایسے تھے کہ اُنمین بغیر مشقت فرق نہین ہو سکتا تھا جیسے کہ ظا اور ضاد اور صاد اور سین اور طا اور تا۔ اسمین مشائخ کا اختلاف ہے اکثر کا قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اکثر مشائخ نے اسی پر فتوے دیا ہے۔ امام ابو الحسن اور قاضی امام ابو عاصم نے کہا ہے کہ اگر عمداً ایسا کریگا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر اتفاقاً اُسکی زبان سے نکل گیا یا اُسمین تمیز نہین جانتا تو فاسد نہو گی اور یہی سب قولون مین ٹھیک اور مختار ہے یہ وجیز مین لکھا ہے جو کردری کی تصنیف ہے۔ جو شخص حرفون کو

سلہ نوادر معلے مین ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص فقط اسیقدر کہ الحمد للہ رب العالمین پڑھ سکتا ہے تو وہ اسی کو ہر رکعت مین ایکبار پڑھے اور مکرر نہ کرے اور اسکی نماز جائز ہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور مبسوط بکر مین ہے کہ سنت ادا ہو نہین ایک بڑی آیت بمنزلہ تین آیات کے ہے ۱۲ ع

اچھی طرح[1] ادا نہین کرسکتا تو چاہیے کہ کوشش کرے اور اسمین معذور نہوگا پس اگر بعض حروف مین اُسکی زبان جاری نہین ہوتی تو اگر اُسکو کوئی ایسی آیت نہ ملے جسمین یہ حرف نہون تو نماز اُسکی سب کے نزدیک جائز ہوگی مگر اُسکو چاہیے کہ دوسرے کی امامت نہ کرے اور اگر اُسکو کوئی ایسی آیت ملے کہ جسمین یہ حروف نہون اور اسکو پڑھے تو سب کے نزدیک جائز ہوگی اور اگر وہی آیت پڑھے کہ جسمین یہ حروف ہین تو بعضون نے کہا ہے کہ نماز اُسکی جائز نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے حرف کا حذف کر دینا ہے اگر حذف بطور ایجاز و ترخیم کے ہے تو اگر اُسکی شرطین موجود ہین مثلاً یون پڑھا و ہاد وا یا مال تو نماز فاسد نہوگی اور اگر بطور ایجاز و ترخیم کے نہو پس اگر معنے نہین بدلتے مثلاً ولقد جاءہم رسلنا بالبینات پڑھا اور تے چھوڑ دی تو نماز فاسد نہوگی اور اگر معنے بدل جاوین مثلاً فما لہم لا یؤمنون کی جگہ فما لہم یؤمنون پڑھ دے تو عامہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے عتابیہ مین ہے کہ یہی اصح ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اور مثلاً وہم لا یظلمون افرأیت کو لا یظلمون قرایت پڑھا اور افرأیت کا الف حذف کر دیا اور یظلمون کے نون کو افرأیت کی تے سے ملا دیا یا یحسبون انہم یحسنون صنعا کو یحسبون نہم یحسنون صنعا پڑھا اور انہم کا الف حذف کرکے دونون نون کو ملا دیا تو نماز فاسد نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے زیادتی حرف کی اگر کوئی حرف بڑھا دیا تو اگر معنے نہین بدلتے مثلاً وانہ عن المنکر کو وانہی عن المنکر پڑھا تو عامہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اسیطرح اگر ہم الذین کفروا کو اسطرح پڑھا کہ ہم کے میم کو جزم کیا اور الذین کے الف محذوف کو ظاہر کیا تو نماز فاسد نہوگی اور اسیطرح اگر ما خلق الذکر والانثیٰ کو اسطرح پڑھا کہ الف محذوف کو اور لام مدغم کو ظاہر کیا تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر معنے بدل جاوین مثلاً زرابی کو زرابیب پڑھا یا مثانی کو مثانین پڑھا یا الذکر والانثیٰ ان سعیکم لشتّیٰ مین وان سعیکم پڑھا اور واو بڑھا دیا۔ یا والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین مین وانک لمن المرسلین پڑھا اور واو بڑھا دیا تو نماز فاسد ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ ایک کلمہ کو چھوڑ کر اُسکی جگہ دوسرا کلمہ پڑھا دے اگر ایک کلمہ کو چھوڑ کر اُسکی عوض دوسرا کلمہ ایسا پڑھا کہ معنے مین اُس سے قریب ہے اور وہ قرآن مین دوسری جگہ موجود بھی ہے مثلاً علیم کی جگہ حکیم پڑھ دیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر یہ کلمہ قرآن مین نہین لیکن معنے اُس سے قریب ہے مثلاً التوابین کی جگہ انبیابین پڑھ دیا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ سے یہ مروی ہے کہ نماز فاسد نہوگی اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ نماز فاسد ہوگی۔ اور اگر یہ کلمہ قرآن مین نہو اور نہ دونون کلمے معنی مین قریب ہون تو اگر وہ کلمہ تسبیح یا تحمید یا ذکر کی قسم سے نہین ہے تو بلاخلاف نماز فاسد ہوگی اور اگر قرآن مین ہے لیکن دونون کلمے معنی مین قریب نہین مثلاً انا کنا فاعلین مین بجاے فاعلین کے غافلین پڑھا اور اسیطرح کوئی کلمہ بدل دیا جسکے اعتقاد سے کفر ہو جاتا ہے تو عامہ مشائخ کے

[1] مثلاً ح نہین ادا ہوتی تو ہ مثلاً الہمد بجاے الحمد کے نکلے یا اعوذ کا عین نہ نکلا اور الف نکلا یا الصمد کی جگہ سین نکلا پس وہ رات دن اسکے صحیح نکالنے مین کوشش کرتا اور نہین قادر ہوتا ہے تو نماز جائز ہے اور اگر کوشش چھوڑ دی تو فاسد ہے اور یہ گنجائش نہین کہ باقی عمر مین کوشش چھوڑ دے ۱۲

نزدیک نماز فاسد ہوگی اور امام ابو یوسف کا صحیح مذہب بھی یہی ہی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی چیز کی نسبت ایسی طرف کو کردی جسکی طرف کو وہ منسوب نہین تو اگر وہ چیز جسکی طرف کو نسبت کی ہے قرآن مین نہین مثلاً مریم ابنت غیلان پڑھا تو بلا خلاف نماز فاسد ہوگی اور جسکی طرف کو نسبت کی ہی وہ قرآن مین ہے جیسے مریم ابنۃ لقمان یا موسےٰ ابن عیسےٰ پڑھا تو امام محمدؒ کے نزدیک نماز فاسد ہوگی اور یہی مذہب ہے عامہ مشائخ کا اور اگر عیسےٰ بن لقمان پڑھا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر موسےٰ ابن لقمان پڑھا تو نماز نہوگی اسلیے کہ عیسےٰ کے باپ نہین اور موسےٰ کے باپ ہے مگر اُسنے نام مین خطا کی یہ وجیز مین لکھا ہے جو کردری کی تصنیف ہے۔ اور منجملہ انکے زیادتی ایسے کلمہ کی ہی جو کسی کلمہ کے عوض مین نہو کلمہ زائدہ سے اگر معنے بدل جائین اور وہ کلمہ قرآن مین دوسری جگہ موجود ہو مثلاً الذین آمنوا باللہ ورسلہ کو الذین آمنوا وکفروا باللہ ورسلہ پڑھے یا موجود نہو مثلاً انما نملی لہم لیزدادوا اثما کو انما نملی لہم لیزدادوا اثما وجمالا پڑھے تو بلا خلاف نماز فاسد ہوگی اور اگر معنے نہ بدلے تو اگر وہ کلمہ قرآن مین اور جگہ ہے مثلاً ان اللہ کان بعبادہ خبیراً کو ان اللہ کان بعبادہ خبیراً بصیراً پڑھے تو بالاجماع نماز فاسد نہوگی اور اگر وہ کلمہ قرآن مین موجود نہو مثلاً فیہا فاکہۃ ونخل ورمان کو فیہا فاکہۃ ونخل وتفاح ورمان پڑھے تو عامہ مشائخ کے نزدیک فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور منجملہ انکے تکرار حرف یا کلمہ کی ہی اگر ایک حرف کو مکرر کیا پس اگر اسمین کسی ضعیف حرف کا اظہار ہوگیا مثلاً من یرتد کو من یرتدد پڑھ دیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر زیادتی حرف کی ہوئی مثلاً الحمد للہ کو تین لامون سے پڑھا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر کلمہ کو مکرر کیا تو اگر معنے نہ بدلے تو نماز فاسد نہوگی اور اگر بدل گئے مثلاً رب رب العالمین یا مالک مالک یوم الدین پڑھا تو صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے آگے کے پیچھے اور پیچھے کے آگے کر دینے مین غلطی کرنا ہے اگر ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے آگے کر دیا یا پیچھے کر دیا تو اگر معنے نہ بدلے مثلاً لہم فیہا زفیر وشہیق پڑھا اور شہیق کو مقدم کر دیا تو نماز فاسد نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر معنے بدل گئے مثلاً ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم کو ان الابرار لفی جحیم وان الفجار لفی نعیم پڑھا تو اکثر مشائخ کا یہ قول ہی کہ نماز فاسد ہو جاویگی یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر دو کلمون پر مقدم کر دیا پس اگر معنے بدل جاوین مثلاً انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاؤہ فلا تخافوہم وخافون کو انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فخافوہم ولا تخافون پڑھا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر معنے نہ بدلین مثلاً یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ وتبیض وجوہ پڑھا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر ایک حرف کو دوسرے حرف پر مقدم کر دیا تو اگر معنے بدل گئے مثلاً عفص کو بجاے عصف کے پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر معنے نہ بدلے مثلاً غثاءً احوے کو غثاءً ادحے پڑھ دیا تو نماز فاسد نہوگی یہی مختار ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ ذکر کر دینا ہے اگر آیت پر پورا وقف کرکے دوسری آیت پوری یا تھوڑی سی پڑھی تو نماز فاسد نہوگی مثلاً والعصر ان الانسان

سلہ اگر قولہ الست بربکم قالوا بلے مین قالوا نعم پڑھا تو فاسد ہی تمتعون کی جگہ تخلقون مین اظہر فساد ہی۔ انت العزیز الکریم مین الحکیم پڑھا تو مختار یہ ہے کہ فاسد ہی قبل طلوع الشمس وقبل الغروب مین عند طلوع الشمس وعند الغروب پڑھنا مفسد ہی کل صغیر وکبیر نے سفریا وانذار عادت نزدیکا مفسد نہین اور عمدہ توضیح عین الہدایہ اردو شرح ہدایہ مین ہے ۱۲ ع

پڑھکر ان الابرار لفی نعیم پڑھ دیا۔ یا سورہ والتین ہذا البلد الامین تک پڑھی پھر وقف کیا پھر لقد خلقنا الانسان فے
کبد پڑھا یا ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات پڑھا پھر وقف کیا پھر اولئک ہم شر البریہ پڑھ دیا تو نماز فاسد
نہوگی لیکن اگر وقف نہ کیا اور ملا دیا تو اگر معنے نہ بدلے مثلاً ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لہم جنات الفردوس
کیجگہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلہم جزاء الحسنےٰ پڑھ دیا تو نماز فاسد نہوگی لیکن اگر معنے بدلے مثلاً ان الذین
آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم شر البریہ پڑھ دیا اور ان الذین کفروا من اہل الکتاب کو خالدین فیہا تک پڑھکر
اولئک ہم خیر البریہ پڑھ دیا تو تمام علماء کے نزدیک نماز فاسد ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور منجملہ
انکے وقف اور وصل اور ابتدا ہے جہان اُنکا موقع نہو اگر ایسی جگہ وقف کیا جہان موضع وقف کا نہین یا ایسی
جگہ سے ابتدا کی جہان سے ابتدا کا مقام نہین تو اگر معنے مین بہت کھلا ہوا تغیر نہین ہوا مثلاً ان الذین آمنوا
وعملوا الصالحات پڑھکر وقف کیا پھر اولئک ہم خیر البریہ سے ابتدا کی تو ہمارے علماء کا اجماع اس بات پر ہے کہ
نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر ایسی جگہ وصل کیا کہ جہان وصل کا موقع نہ تھا مثلاً اصحاب النار پر وقف
نہ کیا اور اسکو الذین یحملون العرش سے ملا دیا تو نماز فاسد نہوگی لیکن وہ بہت مکروہ ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور
اگر معنے مین بہت تغیر ہو گیا مثلاً شہد اللہ انہ لا الٰہ پڑھا اور پھر وقف کیا پھر الا ہو پڑھا تو اکثر علماء کے نزدیک
نماز فاسد نہوگی اور بعض کے نزدیک فاسد ہو جاویگی اور فتوےٰ اسپر ہے کہ کسی صورت مین نماز فاسد نہوگی یہ
محیط مین لکھا ہے اور قاضی امام سعید نجیب ابو بکر نے کہا ہے کہ جب قرأت سے فارغ ہوا اور رکوع کا ارادہ کرے
تو اگر قرأت کا ختم اللہ کی تعریف پر ہوا ہے تو اللہ اکبر کا اُس سے ملانا اولی ہے اور اگر اللہ کی تعریف پر ختم نہین
ہوا مثلاً ان شانئک ہو الابتر پڑھا تو وہان اللہ اکبر اس سے جُدا کرنا اولیٰ ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور
منجملہ انکے غلطی اعراب کی ہے اگر اعراب مین ایسی غلطی کی جس سے معنے بدل نہ گئے مثلاً لا ترفعوا اصواتکم مین تے
کو پیش سے پڑھا تو نماز بالاجماع فاسد نہوگی اور اگر معنے مین بہت تغیر ہوا مثلاً وعصے آدم ربہ پڑھا اور میم کو زبر
اور بے کو پیش سے پڑھا یا اُسی قسم کی اور غلطی کی جسکے قصد کرنے مین کفر ہو جاتا ہے تو اگر بطور خطا کے پڑھا ہے تو
متقدمین کے نزدیک نماز فاسد ہو جائیگی اور متاخرین مین اختلاف ہے محمد ابن مقاتل اور ابو نصر محمد بن سلام اور
ابو بکر بن سعید بلخی اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی اور ابو بکر محمد ابن الفضل اور شیخ امام زاہد شمس الائمہ حلوائی کا یہ قول ہے
کہ نماز فاسد نہوگی متقدمین کے قول مین احتیاط زیادہ ہے اسلیے کہ اسکے ارادہ مین کفر ہو جاتا ہے اور جسکے ارادہ
مین کفر ہو وہ منجملہ قرآن نہین اور متاخرین کے قول مین آسانی زیادہ ہے اسلیے کہ اکثر آدمی ایک اعراب کو
دوسرے اعراب سے تمیز نہین کر سکتے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی اشبہ ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور اسی
پر فتوےٰ ہے یہ عتابیہ مین لکھا ہے اور یہی ظہیریہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ تشدید اور مد کو اُنکے مقامون سے

ف مقتضاے ادب یہی ہے جیسے تلاوت قرآن مین ۲۵۔ پارہ پر الیہ یرد علم الساعۃ آخر مین کہا گیا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم سے
نہ ملاوے کہ الیہ کی ضمیر مین وہم ہوتا ہے کہ شیطان کیطرف ہے ۱۲ م

چھوڑ دے اگر ایاک نعبد و ایاک نستعین مین تشدید چھوڑ دی یا الحمد للہ رب العالمین مین بے کو تشدید سے نہ پڑھا تو مختار یہ ہے کہ نماز فاسد نہوگی اور ہر جگہ یہی حکم ہے مگر عامہ مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ فاسد ہوگی اور مد چھوڑنے مین اگر معنے نہین بدلتے مثلاً اولئک کو بغیر مد کے پڑھا یا انا اعطیناک کا مد چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر معنے بدلجاوین مثلاً سواء علیہم کو مد چھوڑ کر پڑھا یا دعا اور نداء مین مد نہ کیا تو مختار یہ ہے کہ نماز فاسد نہوگی جسطرح تشدید کے چھوڑنے مین فاسد نہوتی تھی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر ومن اظلم ممن کذب علے اللہ مین تشدید کی تو بعضون نے کہا ہے نماز فاسد نہوگی اور اسی پر فتوے ہے یہ عتابیہ مین لکھا ہے اور منجملہ انکے ہے ادغام کو اُسکے موقع سے چھوڑنا اور ایسی جگہ ادا کرنا جہان اُسکا موقع نہین اگر ایسے موقع پر ادغام کیا جہان کسی نے ادغام نہین کیا ہے اور اس ادغام سے عبارت بگڑجاتی ہے اور کلمہ کے معنے سمجھ مین نہین آتے مثلاً قل للذین کفروا ستغلبون مین غین کو لام مین ادغام کیا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر ایسی جگہ ادغام کیا جہان کسی نے ادغام نہین کیا ہے مگر اُس سے کلمہ کے معنی نہین بدلتے اور وہی سمجھ مین آتا ہے جو بغیر ادغام کے سمجھا جاتا تھا مثلاً قل سیروا پڑھا اور لام کو سین مین ادغام کر دیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر ادغام اپنے موقع سے چھوڑ دیا مثلاً اینما تکونوا یدرککم الموت پڑھا اور ادغام چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہوگی اگرچہ عبارت بگڑجائیگی یہ محیط مین لکھا ہے اور منجملہ اُن کے امالہ کرنا ہے جہان اُسکا موقع نہین اگر بسم اللہ امالہ سے پڑھی یا مالک یوم الدین امالہ سے پڑھا اور اسیطرح بے موقع امالہ کیا تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے وہ قرأت پڑھنا ہے جو اُس قرآن مین جسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہے[1] بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اگر ایسی قرأت پڑھی جو اس مشہور قرآن مین نہین اور اُسکے معنے بھی اُس سے ادا نہین ہوتے تو اگر وہ دعا یا ثنا نہین ہے تو بالاتفاق نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر اُس سے وہی معنے ادا ہوتے ہین تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے موافق نماز فاسد نہوگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی اور اس مسئلہ مین ٹھیک جواب یہ ہے کہ اگر مصحف ابن مسعود وغیرہ کی قرأت پڑھی تو وہ نماز کی قرأت مین شمار نہوگی لیکن اس سے نماز فاسد نہوگی یہانتک کہ اگر اُسکے ساتھ مشہور قرآن مین سے بھی اسقدر پڑھ لیا جس سے نماز جائز ہوجاتی ہے تو اس سے نماز جائز ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے ہے کلمہ کو پورا نہ پڑھنا اگر ایک کلمہ کو تھوڑا سا پڑھا اور پورا نہ کیا یا اس سبب سے کہ سانس ٹوٹ گئی یا اس سبب سے کہ باقی کلمہ بھولگیا اور پھر یاد آیا تو پڑھ دیا مثلاً الحمد للہ پڑھنے کا ارادہ کیا اور آل کہکر سانس ٹوٹ گئی یا باقی بھول گیا پھر یاد آیا اور حمد للہ پڑھا یا باقی یاد نہ آیا مثلاً یہ قصد کیا تھا کہ الحمد اور سورہ پڑھے پھر اُسکا پڑھنا بھول گیا اور پھر پڑھنے کا ارادہ کیا اور جب آل کہا تو اُسکو یہ خیال ہوا کہ مین پڑھ چکا ہون پس چھوڑ دیا اور رکوع کر دیا یا تھوڑا سا کلمہ پڑھا اُسکو چھوڑ کر دوسرا کلمہ پڑھا پس ان سب اور ایسی ہی اور صورتون مین

---

[1] حضرت عثمان رض کے عہد خلافت مین تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع سے یہ مصحف جو متواتر ہے مع متوارث قرأت کے جمع ہوا ہے پس جو قرأت اُسکی قرأت مین سے نہو وہ قرآن نہین یعنے قرآن تو متواتر قطعی متوارث کا نام ہے اور وہ شاذ قرأت نہین ہے تو اسمین قرآن کی صفت نہوئی ۱۲ م

بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی اور شمس الائمہ حلوائی اسی پر فتوے دیتے تھے اور بعض مشائخ کا یہ قول ہے
کہ اگر ایسے کلمہ کو تھوڑا سا پڑھا جسکے کل پڑھنے مین نماز فاسد ہوجاتی ہے تو اس تھوڑے پڑھنے مین بھی نماز فاسد
ہوجاویگی اور اگر ایسے کلمہ کو تھوڑا سا پڑھا جسکے کل پڑھنے مین نماز فاسد نہوتی ہو تو تھوڑا سا پڑھنے مین بھی نماز
فاسد نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی جزو کلمہ کو حکم کل کلمہ کا ہے یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور بعض
مشائخ کا یہ قول ہی کہ اگر اس جزو کلمہ کے بھی از روے لغت کچھ معنے صحیح ہوسکتے ہون اور فضول نہین ہوتا اور
قرآن کے معنے بھی نہین بدلتے تو چاہیے کہ نماز فاسد نہو اور اگر اس جزو کلمہ کے کچھ معنے نہین اور فضول ہے یا
فضول نہین ہے مگر اس سے قرآن کے معنے بدل جاتے ہین تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اکثر مشائخ کا مذہب یہ ہے
کہ نماز فاسد نہین ہوتی اسلیے کہ یہ ایسی باتین ہین جنسے بچنا ممکن نہین پس انکا حکم اسیطرح ہوگا جیسے نماز مین
کھنکارنے کا ہوتا ہی یہ ذخیرہ اور محیط مین لکھا ہی اگر کلمہ کے بعض حرف کو پست پڑھا تو صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد نہوگی
اسلیے کہ ایسی صورت اکثر واقع ہوجاتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر قرآن کو نماز مین راگنی سے پڑھا تو اگر کلمہ بدل جاتا ہی
تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر صرف مد ولین کے حرفون مین راگنی کی تو فاسد نہوگی لیکن اگر بہت کھلی ہوئی راگنی ہوگی
تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر نماز کے علاوہ قرآن کو راگنی سے پڑھا تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہے اور اکثر مشائخ
نے اسکو مکروہ بتایا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور اسکا سننا بھی مکروہ ہے یہ
خلاصہ مین لکھا ہی ابو القاسم صفار بخاری نے نقل کیا ہی کہ اگر نماز اسطرح کی ادا ہو کہ اسمین بعض وجہ جواز کی ہو اور
بعض وجہ فساد کی ہو تو احتیاطاً فساد کا حکم کرینگے لیکن قرأت کے مسئلون مین جواز کا حکم کرینگے اسلیے کہ اسکی غلطیون
مین تمام لوگ مبتلا ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور منجملہ انکے اللہ کے نامون مین تانیث داخل کرنا اگر کسی نے نماز
مین ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام مین یاتیہم کو تاتیہم تے سے پڑھا تو محمد بن علی بن محمد الادیب نے کہا
ہے کہ نماز فاسد ہوگی اسلیے کہ اللہ کے نامون مین تانیث داخل کرنا جائز نہین جسطرح اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم اور
لم یلد ولم یولد اور اسیطرح اور صفات الٰہی مین تانیث داخل کرنا جائز نہین اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے
کہا ہی کہ نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ یہ فعل غیر اللہ کا ہے بعض مشائخ نے اسی کو صحیح کہا ہے یہ محیط اور ذخیرہ مین
لکھا ہے فوائد مین ہے کہ اگر کسی نے نماز مین کھلی ہوئی خطا کی پھر لوٹا کر صحیح پڑھا تو میرے نزدیک نماز اسکی جائز
ہے اور یہی حکم ہے اعراب کی غلطی کا اور اگر کسی نے پیش کی جگہ زبر پڑھا یا زبر کی جگہ پیش پڑھا یا پیش و زبر کی
جگہ زیر پڑھا تو اسکی نماز فاسد نہوگی

پانچوان باب امامت کے بیان مین۔ اور اسمین سات فصلین ہین پہلی فصل جماعت[1] کے بیان مین۔

جماعت[1] سنت موکدہ ہی یہ متون مین اور خلاصہ اور محیط سرخسی مین لکھا ہی غایۃ مین ہی کہ ہمارے مشائخ نے اسکو واجب

[1] جماعت سنت موکدہ ہی جسکے ترک کرنے مین اساءت برائی ہی لقولہ علیہ السلام الجماعۃ من سنن الہدیٰ لا یتخلف عنہا الا منافق یعنے جماعت منجملہ سنن الہدیٰ کے ہی اس سے نہین پیچھے رہیگا مگر منافق یعنے جسکی خصلت منافقون کے مانند ہی اور حدیث ابو ہریرہؓ مین بلا عذر گھر مین پڑھنے والون و جماعت سے پیچھے رہنے والون کے گھر جلانیکا قصد کیا اور ظاہر کلام مین شیخ ابن الہمام کا میلان بجانب وجوب ہے ۱۲

بتایا ہے مفید مین ہی کہ سنت اُسکا اسواسطے نام رکھا ہے کہ اُسکا واجب ہونا سنت سے ثابت ہے بدائع مین ہے کہ ایسے مردون پر جو عاقل بالغ آزاد ہین اور بلا حرج جماعت پر قادر ہین اُنپر جماعت واجب ہی۔ اگر جماعت فوت ہو جاوے تو ہمارے اصحاب کا بلا خلاف یہ قول ہی کہ دوسری مسجد مین طلب اُسکی واجب نہین لیکن اگر دوسری مسجد مین جماعت کے واسطے چلا جاوے تو بہتر ہے اور اگر اپنے محلہ کی مسجد مین پڑھ لے تو بھی بہتر ہے قدوری نے ذکر کیا ہی کہ اپنے گھر کے لوگون کو جمع کر کے اُنکے ساتھ نماز پڑھ لے اور شمس الائمہ نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ مین اولے یہ ہی کہ اگر اپنے محلہ کی مسجد کے اندر داخل نہین ہوا ہے تو کہین اور جماعت تلاش کرے اور جو داخل ہو گیا ہے تو وہین نماز پڑھ لے جماعت بہت سے عذرون سے ساقط ہو جاتی ہے یہانتک کہ جماعت مریض اور لنگڑے اور اپاہج اور اُس شخص پر جسکا داہنا ہاتھ بایان پاؤن یا اُسکے برعکس کٹے ہوے ہون یا فقط پاؤن کٹے ہوے ہون یا فالج کی بیماری کیوجہ سے چل نہ سکے یا بہت بڑھاپے کی وجہ سے عاجز ہو یا اندھا ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اُسپر جماعت واجب نہین اور صحیح یہ ہے کہ بارش اور کیچڑ اور بہت سردی اور بہت تاریکی مین بھی جماعت ساقط ہو جاتی ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور اندھیری رات مین تیز ہوا سے بھی ساقط ہو جاتی ہے دن مین ہوا عذر نہین اسیطرح اگر پیشاب و پاخانہ یا اُنمین سے ایک کی حاجت ہو تو جماعت ساقط ہو جاتی ہی یا اگر یہ خوف ہو کہ اگر نکلیگا تو اُسکا قرضخواہ اُسکو قید کر لیگا یا سفر کا ارادہ کرتا ہی اور جماعت کھڑی ہو گئی اور اُسکو خوف ہی کہ اگر جماعت سے نماز پڑھ لیگا تو قافلہ چھوٹ جاویگا یا کسی بیمار کی خدمت کرتا ہی یا اپنے مال کے جاتے رہنے کا خوف ہی اور اسیطرح جب کھانا حاضر ہو اور جماعت کھڑی ہو اور نفس اُسکا کھانے کی طرف کو راغب ہو اور ایسے ہی جب غیر وقت عشا مین کھانا حاضر و نفس مشتاق ہو تو سب صورتون مین جماعت ساقط ہو جاتی ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر محلہ کی مسجد مین امام اور جماعت کے لوگ معمولی مقرر ہین اور ان لوگون نے اسمین جماعت سے نماز پڑھ لی تو اذان کے ساتھ دوسری جماعت اُسمین جائز نہین اور بغیر اذان کے پڑھین تو بالاجماع مباح ہے اور یہی حکم ہے راستہ کی مسجد کا یہ شرح مجمع مین لکھا ہے جو خود مصنف کی لکھی ہے جمعہ کے سوا اور نمازون مین ایک آدمی سے جب زیادہ ہو تو جماعت ہی اور اگرچہ اُسکے ساتھ ایک سمجھ والا لڑکا ہی ہو یہ سراجیہ مین لکھا ہے۔ لوگون کو بلا بلا کر نفل کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے اور صدر الشہید کی اصل مین ہے کہ اگر بغیر اذان و اقامت کے کسی گوشہ مین جماعت سے نماز پڑھ لین تو مکروہ نہین شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہے کہ اگر امام کے سوا تین آدمی ہون تو بالاتفاق مکروہ نہین چار مین مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح یہ ہی کہ مکروہ ہی کذا فی الخلاصۃ۔

دوسری فصل اُسکے بیان مین جسکو امامت کا حق زیادہ ہی

امامت کے واسطے سب مین زیادہ اولی وہ شخص ہے جو احکام نماز کے زیادہ جانتا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ اور یہی ظاہر ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے یہ حکم اُس صورت پر ہے کہ جب وہ

سلہ زاہدی نے کہا کہ جمعہ و عیدین مین جماعت شرط ہی اور تراویح مین جماعت سنت ہی اور وتر رمضان مین مستحب ہے ۱۲ د

قرأت بھی اسقدر جانتا ہو جس سے قرأت کی سنت[1] ادا ہو جائے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اُسکے دین مین بھی کچھ طعن[2] تہمت
اور نہایہ مین لکھا ہی اور ظاہر گناہون سے بچتا ہو تو وہی مستحق ہی اگرچہ سوا اُسکے کوئی اور زیادہ پرہیزگار ہو یہ محیط
مین لکھا ہی اور یہی زاہدی مین لکھا ہے اور اگر کوئی شخص نماز کے علم مین کامل ہو لیکن سوا اسکے اور علوم نہ جانتا ہو
وہ اولی ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر دو شخص نماز کے احکام برابر جاننے والے ہون تو انمین سے جو شخص زیادہ قاری ہو
یعنے علم قرأت زیادہ جانتا ہو وقف کی جگہ وقف کرتا ہو اور وصل کی جگہ وصل اور تشدید کی جگہ تشدید اور تخفیف کی
جگہ تخفیف وہ زیادہ مستحق ہی یہ کفایہ مین لکھا ہے اور اگر اسمین بھی برابر ہون تو جو زیادہ پرہیزگار[3] ہو وہ اولی ہے
اور جو اسمین بھی برابر ہون تو جو عمر مین زیادہ ہی وہ اولے ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر سن مین بھی برابر ہون تو جو
خلق مین احسن ہو وہ اولے ہی اور اگر اسمین بھی برابر ہون تو جو حسب مین زیادہ ہے وہ اولی ہے اور اگر اسمین بھی برابر
ہون تو جو زیادہ خوشرو ہی وہ اولی ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور خوشروئی وہ مراد ہی جو رات مین زیادہ نماز پڑھنے
سے ہو کذا فے الکافی اور اگر اسمین بھی برابر ہون تو سب سے زیادہ نسبی شرف والا ہو کذا فے فتح القدیر پس جو شخص
زیادہ کامل ہوگا وہی افضل ہے اسواسطے کہ مقصود کثرت جماعت ہے اور رغبت لوگون کی ایسے شخص مین زیادہ ہوتی
ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر یہ ساری خصلتین دو شخصون مین جمع ہو جاوین تو ان دونون مین قرعہ ڈالین یا قوم
اختیار پر چھوڑ دین - اگر کسی گھر مین جماعت ہو اور مہمان ہون اور گھر والا ہو تو امامت کے واسطے یہ اولی ہے
لیکن اگر انمین بادشاہ یا قاضی بھی ہو تو اگر گھر والا انمین سے کسیکو تعظیماً بڑھا دے تو افضل ہی اور اگر انمین سے
کوئی خود ہی بڑھ جاوے تو جائز ہے - اور اگر کسی گھر مین کرایہ دار بھی ہو اور مالک مہمان بھی ہو تو جماعت کی اجازت
دینے کا حق کرایہ دار کو ہے اور اجازت اس سے طلب کرینگے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور اسیطرح اگر کسی نے
مکان مستعار لیا ہو تو مستعار دینے والے سے مستعار لینے والا اولے ہی یہ سراج وہاج مین لکھا ہی مسجد مین کوئی ایسا شخص
داخل ہو جو امامت کی صفات مین بہ نسبت امام محلہ کے زیادہ کامل ہے تو امام محلہ کا اولی ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی - گونگا آدمی
اگر گونگون کا امام ہو تو کل کی نماز جائز ہی - اور اگر ایسا شخص کسی امی کا امام ہو یعنے اُسکو قرآن نہین آتا تو بعض
مواضع مین یہ لکھا ہی کہ ہمارے علمار کے نزدیک نماز جائز نہین اور شیخ الاسلام نے کتاب الصلوٰۃ کی شرح مین لکھا ہی
کہ گونگا اور امی اگر نماز پڑھنا چاہین تو امی امامت کے واسطے اولی ہی اور امی اگر گونگے کی امامت کرے تو
بلاخلاف دونون کی نماز جائز ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور منیۃ المصلی مین لکھا ہے کہ صرف جنابت سے تیمم کرنیوالا
اُس شخص سے اولے ہی جس نے حدث سے تیمم کیا ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہے مسجد مین کچھ لوگ اندر کے درجے مین ہین کچھ باہر
اور موذن نے اقامت کہی اور باہر کے لوگون مین سے ایک شخص کھڑا ہو کر باہر والون کا امام بنگیا اور اندر کے

[1] اور کہا گیا کہ قدر فرض ہی - ع - اور کہا گیا کہ قدر واجب - د - اور یہی صحیح ہی کیونکہ اولویت کیلیے واجب ترک نہین ہو سکتا ۱۲ ع [2] مثلاً امام مسجد معمولی ہے اور کسیکو اُسکے اعتقاد مین طعن ہو تو وہ ترک جماعت مین معذور ہے بخلاف اسکے جسکے افعال فجور ہون ۱۲ م [3] ورع یعنے پرہیزگاری یہ ہی کہ جن چیزون مین شرعاً شبہہ ہو اگرچہ انکا ارتکاب جائز ہو تو اُن سے بھی پرہیز کرے تو عامہ مباحات سے اسکو اجتناب ہوگا اور تقوے یہ ہی کہ حرام و مکروہ تحریمی سے بچ جاوے ۱۲ ع

[illegible]ون مین سے ایک شخص کھڑا ہوکر اندر والون کا امام ہوگیا تو جسنے پہلے نماز شروع کر دی اُسکے اور اُسکے مقتدیون کے حق مین کراہت نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی دو شخص فقہ اور نیکی مین برابر ہین مگر ایک اُنمین کا قاری زیادہ ہے اور مسجد والون نے دوسرے کو امام بنا لیا تو بُرا کیا اور اگر بعضون نے زیادہ قاری کو پسند کیا اور بعضون نے اسکے غیر کو تو اعتبار اکثر کا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر محلہ مین امامت کے لائق ایک ہی شخص ہو تو اُسپر امامت لازم نہین ہے اور وہ امامت کے چھوڑنے مین گنہگار نہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہے **تیسری فصل اُس شخص کے بیان مین جو امامت کے لائق ہو** مرغینانی نے کہا ہی کہ صاحب ہوا اور صاحب بدعت کے پیچھے نماز جائز ہے اور رافضی[1] اور قدری اور جہمی اور مشبہہ اور اُس شخص کے پیچھے جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہے نماز جائز نہین اور حاصل یہ ہی کہ اگر دین کی خرابی ایسی ہو کہ اُس سے کافر نہوتا ہو تو کراہت کے ساتھ نماز جائز ہے ورنہ جائز نہین یہ تبیین اور خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور جو شخص[2] معراج کا منکر ہے تو اگر وہ مکہ سے بیت المقدس تک جانیکا منکر ہے تو کافر ہے اور اگر بیت المقدس سے آگے معراج کا منکر ہے تو کافر نہین اور اگر مبتدع یا فاسق کے پیچھے نماز پڑھی تو جماعت کا ثواب ملجاویگا لیکن اسقدر ثواب نہ ملیگا جو متقی کے پیچھے پڑھنے مین ملتا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر شافعی سے اقتدا کیا تو صحیح ہے اگر امام مقامات خلاف سے بچتا ہو مثلاً سبیلین کے سوا اور کسی مقام سے کوئی نجس چیز نکلے جیسے فصد کھلاوے تو وضو کرلے اور قبلہ سے بہت نہ پھرتا ہو یہ نہایہ اور کفایہ کے باب الوتر مین لکھا ہے اور اسمین شک نہین کہ اگر سورج کے چھپنے کے موقعون سے پھر گیا تو قبلہ سے بہت پھر گیا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور متعصب نہو اور اپنے ایمان مین شک نہ رکھتا ہو اور ایسے بند پانی مین جو تھوڑا ہو وضو نہ کرے اور منی لگ جائے تو اپنے کپڑے دھوتا ہو اور خشک منی کو کھرچ ڈالتا ہو اور وتر کو قطع نہ کرتا ہو اور قضا نماز و نمین ترتیب کی رعایت کرتا ہو اور چوتھائی سر کا مسح کرتا ہو یہ نہایہ اور کفایہ کے باب الوتر مین لکھا ہی اور تھوڑے پانی مین اگر نجاست گر جائے تو اُس سے وضو نہ کرتا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور مستعمل پانی سے وضو نہ کرتا ہو یہ سراجیہ مین لکھا ہے امام تمرتاشی نے شیخ الاسلام معروف بہ خواہرزادہ سے نقل کیا ہی کہ اگر شافعی امام سے یہ چیزین یقینی معلوم نہون تو اُس سے اقتدا کرنا جائز ہی اور مکروہ ہی یہ کفایہ اور نہایہ مین لکھا ہے اگر مقتدی کو امام مین ایسی باتین معلوم ہون جنسے امام کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہی جیسے عورت یا ذکر کا چھونا اور امام کو اُسکی خبر نہین تو اکثر فقہا کے بموجب نماز اُسکی جائز ہوگی اور بعضون کے نزدیک جائز نہوگی پہلا قول جو اصح ہی اُسکی وجہ یہ ہی کہ مقتدی کی رائے کے بموجب امام کی نماز جائز ہی اور اُسکے حق مین اپنی ہی رائے معتبر ہے پس جواز کا قول معتبر ہوا یہ تبیین مین لکھا ہی فضلی نے کہا ہی کہ وتر مین حنفی کا

---

[1] رافضی سے یہان وہ فرقہ مراد ہی جس نے صحبت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے انکار کیا خطابیہ غالی رافضی جنکے کہ اپنون کیلیے جھوٹ بولنا جائز جانتے ہین لہذا انکی گواہی مردود ہی۔ قدری جو اپنے آپ کو قادر کہتے ہین مشبہہ جو اللہ تعالےٰ کو مخلوق کے مشابہ کہتے ہین ہاتھ پاؤن وغیرہ سے ۱۲

[2] نہین جائز ہی ایسے بدعتی کے پیچھے جو شفاعت کا منکر ہو یا دیدار الٰہی کا یا عذاب قبر کا یا کرام الکاتبین کا کیونکہ وہ کافر ہے کیونکہ ایسے امور شارع سے متوارث ہین اگر کہے کہ رب عزوجل اپنی عظمت و جلال سے نہین دکھلائی دیگا تو مبتدع ہی ۱۲ ع

اقتدا اُس شخص سے صحیح ہے جسکی رائے بموجب مذہب امام محمدؒ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی تیمم کرنیوالا اگر وضو کرنے والے کی امامت کرے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی کہ یہ خلاف اس صورت مین ہی جب وضو کرنے والون کے پاس پانی نہو اور اگر اُنکے پاس پانی ہے تو تیمم کرنے والا وضو کرنے والے کی امامت نہ کرے یہ نہایہ مین لکھا ہی جنازہ کی نماز مین وضو کرنیوالون کو تیمم کرنے والے کی اقتدا کرنا بلاخلاف جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر دو معذورون کا ایک سا عذر ہو تو ایک کو دوسرے سے اقتدا جائز ہے اور اگر مختلف ہون تو جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہے پس جس شخص مین ریح پھرنے کا عذر ہو اُسکا اقتدا اُس شخص سے جائز نہین جسکو سلس البول کا مرض ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اسیطرح جس شخص کو سلس البول کا مرض ہو وہ اُس شخص کے پیچھے نماز پڑھے جسکی ریح پھرتی ہو اور ایک زخم ہو جسکا خون نہ بند ہوتا ہو اسلیے کہ امام مین دو عذر ہین اور مقتدی مین ایک عذر یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے پاک شخص اُسکے پیچھے جسکو سلس البول کا مرض ہو نماز نہ پڑھے نہ پاک عورتین اُن عورتون کے پیچھے نماز پڑھین جسکو استحاضہ کی بیماری ہو اور یہ حکم اس صورت مین ہے کہ جب وضو کرنے مین یا وضو کے بعد حدث ہو جاوے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور جائز ہی اقتدا پاؤن دھونے والے کا اُس شخص کے پیچھے جو موزہ پر مسح کرتا ہی یا جبیرہ پر مسح کرتا ہے فصد کھلانے والے کو اگر خون نکلنے کا خوف نہو تو تندرستون کا امام ہونا جائز ہے جو شخص جانور پر سوار ہو اُسکو اُس شخص کا امام بننا جو اُسکے ساتھ جانور پر سوار ہے اور اشارہ سے نماز پڑھنے والے کو اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا اور ننگے کو ننگون کا امام بننا جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ ننگے الگ الگ بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھین اور ایک دوسرے سے دور ہو جاوے اگر جماعت سے نماز پڑھین تو امام عورتون کی جماعت کی طرح بیچ مین کھڑا ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور امام اگر بڑھ جاوے تو جائز ہے یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ جماعت سے اُنکی نماز مکروہ ہی یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہی کھڑے ہونیوالے کا اقتدا اُس شخص کے پیچھے صحیح ہے جو بیٹھکر نماز پڑھتا ہو اور رکوع اور سجدہ کرتا ہو رکوع اور سجدہ کرنیوالے کا اقتدا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ کبڑا آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی امامت اسیطرح کر سکتا ہے جیسے بیٹھکر نماز پڑھنے والے کی امامت کرسکتا ہی یہ ذخیرہ اور خانیہ مین لکھا ہی۔ اور نظم مین ہے کہ اگر اُسکے قیام اور رکوع مین فرق ظاہر ہو تو بالاتفاق جائز ہی اور اگر ظاہر نہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہی اور اسی کو اکثر علما نے اختیار

سلہ مراد یہ ہی کہ ایک نماز کا وقت بدون اُس حدث کے نہ گذرے تو وہ معذور ہی پس اسکا وضو اگرچہ اللہ تعالی کے نزدیک طہارت ہے لیکن حکمی تو جس مین ہونے سے وہ طاہر نہین کہلاتا پس خلاصہ یہ ہوا کہ طاہر مرد معذور مرد کے پیچھے نہ پڑھے پس مقتدی بہ نسبت امام کے تندرست ہی ہو جسکے اقتدا جائز نہوئی ۱۲ سلہ لیکن اصح قول یہ ہے کہ اخیر کی دونون رکعتون مین فاتحہ واجب ہے جیسا کہ عینی سے درمختار نے لکھا تو اگر مفترض نے قرأت نہ کی تو نماز واجب الاعادہ ہے ۱۲ م سلہ اور یہی جمہور فقہاء سلف و خلف کا اور نیز ائمہ ثلثہ کا قول ہی لیکن امام محمدؒ کے نزدیک نہین جائز ہی ۱۲ ع

کیا ہی امام محمدؒ کا خلاف ہی یہ کفایہ مین لکھا ہے اگر امام کا پانوٗن ٹیڑھا ہو اور وہ تھوڑے پانوٗن پر کھڑا ہو پورے
پانوٗن پر کھڑا نہو تو امامت اُسکی جائز ہے اور اگر دوسرا شخص امام ہو تو اولے ہی یہ تبیین مین لکھا ہے۔ نفل
پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگرچہ وہ آخر کی دو رکعتون مین
قرأت نہ پڑھتا ہو یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے نقل کیا ہی اگر ایک نفل پڑھنے والے نے ایک فرض پڑھنے
والے کے پیچھے اقتدا کیا پھر نماز توڑ دی پھر اسی فرض مین اُسکے پیچھے اقتدا کیا اور اُس نفل کی نماز توڑنے مین
جو قضا لازم آئی تھی اُسکی نیت کی تو ہمارے نزدیک وہ جائز ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی ہر وقت مجنون رہنے والیکے
پیچھے اور اُس شخص کے پیچھے جو نشہ مین ہو اقتدا صحیح نہین اور اگر اُسکو کبھی جنون ہوتا ہو اور کبھی افاقہ ہوتا ہو تو افاقہ
زمانہ مین اُسکے پیچھے اقتدا صحیح ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی فقیہ نے کہا ہی کہ ظاہر روایت کے بموجب اسمین
فرق نہین کہ اُسکے افاقہ کا وقت معلوم ہو یا نہو پس وہ افاقہ کے زمانہ مین مثل صحیح کے ہی اور یہی قول ہم نے اختیار کیا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی مقیم
کا مسافر کے پیچھے اقتدا کرنا وقت مین ہو یا خارج وقت مین ہو صحیح ہی اسیطرح مسافر کا مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا وقت مین صحیح ہی نہ خارج وقت مین مقیم نے
اگر دو رکعتین عصر کی پڑھین پھر سورج چھپ گیا پھر کسی مسافر نے اسی عصر کا اُسکے پیچھے اقتدا کیا تو صحیح ہے اور جو شخص دو
سنتین ظہر کی پڑھنا چاہتا ہو اُسکو اُس شخص کے پیچھے اقتدا کرنا جو چار سنتین ظہر سے پہلے پڑھتا ہو جائز ہے
یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ گانوٗن والے اور اندھے اور غلام اور ولد الزنا اور فاسق کی امامت جائز ہی[1] یہ خلاصہ
مین لکھا ہی مگر مکروہ ہی یہ متون مین لکھا ہے۔ مرد کی امامت عورت کے واسطے جائز ہی بشرطیکہ امام اُسکی
امامت کی نیت کرے اور خلوت نہو اور اگر امام خلوت مین ہی تو اگر ان سب کا یا بعض کا محرم ہی تو جائز ہے
اور مکروہ ہی یہ نہایہ مین شرح طحاوی سے نقل کیا ہی۔ عورت کا اقتدا مرد کے پیچھے جمعہ کی نماز مین جائز ہی اگرچہ
مرد نے اسکی نیت نہ کی ہو اور اسیطرح عیدین کی نماز مین جائز ہے اور یہی اصح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ مرد کو
عورت کے پیچھے اقتدا جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ عورت کو عورتون کا کل نمازون مین خواہ وہ فرض ہو یا
نفل امام بننا مکروہ ہے مگر جنازہ کی نماز مین مکروہ نہین یہ نہایہ مین لکھا ہے اگر عورتین جماعت[2] سے نماز پڑھین
تو جو عورت امام ہو وہ درمیان مین کھڑی ہو لیکن اُسکے درمیان مین کھڑے ہونے سے بھی کراہت زائل نہین
ہوتی اور اگر امام آگے بڑھ جاوے تو نماز فاسد نہین ہوتی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ عورتون کو علیحدہ علیحدہ
نماز پڑھنا افضل ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے خنثیٰ مشکل کو عورتون کی امامت اگر وہ آگے بڑھ جاوے تو جائز ہے
اور اگر وہ درمیان مین کھڑا ہو اور مرد کے حکم مین ہو تو بسبب برابر ہوجانے کے نماز عورتونکی فاسد ہوجاویگی یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہے خنثیٰ مشکل کی امامت مردون کے واسطے اور اسیطرح سے خنثیٰ مشکل کیلیے جائز نہین

---

[1] تو ضرور ہی کہ یہ لوگ قدر واجب جانتے ہون کیونکہ امی کے پیچھے نماز قاری نہین جائز ہی مگر آپکو اپنے مثل اعرابی کی امامت کرے ۱۲

[2] اور مکروہ یہ ہو عورتون کو جماعت مین حاضر ہونا کیونکہ اُنکی حاضری مین فتنہ کا خوف ہی لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا تو وہی
اور جب عورتون نے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی سے شکایت کی تو حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکو جو ہمنے دیکھا ہی
دیکھتے تو جیسے بنی اسرائیل کی عورتین ممنوع ہوئین تو تم بھی منع کیجاتین ۱۲

جو لڑکا قریب بلوغ ہو اُسکو اُسیطرح کے لڑکون کا امام بننا جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی لڑکون کے پیچھے تراویح اور
مطلق سنتون مین ائمہ بلخ کے قول کے بموجب اقتدا جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور مختار یہ ہی کہ کسی نماز
مین جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی قول ہی اکثر فقہا کا اور یہی ظاہر روایت ہے یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی گونگا قاری کے پیچھے اقتدا کرنے پر قادر ہو اور علیحدہ نماز پڑھے تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے امی کو
امیون کا امام بننا جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر امی ایک امی اور ایک ایسے شخص کا جو قرآن پڑھ سکتا ہے امام
بنا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک سب کی نماز فاسد ہوگی اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک صرف قاری کی نماز
فاسد ہوگی اور اگر وہ سب جدا جدا نماز پڑھین تو بعضون کا قول یہ ہی کہ اسمین بھی خلاف ہی اور بعضون نے کہا ہے
کہ نماز صحیح ہوگی یہی صحیح ہی یہ شرح مجمع البحرین مین لکھا ہی جو اسی کے مصنف کی ہی۔ اور اگر امی امام بنا اور اُس نے
نماز شروع کر دی پھر قاری آیا تو بعض فقہا کا یہ قول ہی کہ نماز فاسد ہو جاویگی اور کرخی نے کہا ہے کہ فاسد نہوگی اگر
ایک قاری نماز پڑھتا تھا اور امی آیا اور اُسکے پیچھے اقتدا نہ کیا اور علیحدہ نماز پڑھ لی تو اسمین فقہا کا اختلاف ہی اصح یہ
ہے کہ نماز اُسکی فاسد ہوگی قاری مسجد کے دروازہ پر ہو یا مسجد کے پڑوس مین ہو اور امی مسجد مین اکیلا نماز پڑھے
تو بلا خلاف امی کی نماز جائز ہے اگر قاری اور نماز پڑھتا ہو اور امی دوسری نماز پڑھنا چاہے تو بالاتفاق امی کو جائز
ہے کہ علیحدہ نماز پڑھ لے اور قاری کے فارغ ہونے کا انتظار نہ کرے امام تمرتاشی نے لکھا ہی کہ امی پر واجب ہے
کہ رات دن اس بات کی کوشش کرتا رہے کہ اسقدر قرآن سیکھ لے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہی اگر وہ قصور کریگا
تو عنداللہ معذور نہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہی قاری کا اقتدا امی اور گونگے کے پیچھے صحیح نہین اور اسیطرح امی کا اقتدا گونگے کے
پیچھے اور کپڑا پہننے والے کا اقتدا ننگے کے پیچھے اور مسبوق کا اقتدا اپنی باقی نماز مین دوسرے مسبوق کے پیچھے صحیح نہین یہ
فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے لاحق کا اقتدا لاحق کے پیچھے اور سواری سے اُتر کر نماز پڑھنے والے کا اقتدا سوار کے
پیچھے صحیح نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ ظہر کی نماز پڑھنے والے کا اقتدا عصر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اور آج کی ظہر پڑھنے
والے کا اقتدا کل کی ظہر پڑھنے والے یا نماز جمعہ پڑھنے والے کے پیچھے اور جمعہ پڑھنے والے کا اقتدا ظہر پڑھنے
والے کے پیچھے اور فرض پڑھنے والے کا اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہین اور نذر کی نماز پڑھنے والے کا
اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہین لیکن اگر کسی نے دوسرے شخص کی نماز کی نذر کی ہو اور ایک اُن مین سے
دوسرے کا اقتدا کرلے تو صحیح ہے اور نفل کی نماز توڑ کر پھر اُسکے پڑھنے والے کا اقتدا ایک اسیطرح کے شخص کے
پیچھے جس نے اپنی نفل توڑ دی اور پھر ایک نے دوسرے کا اقتدا کیا تو صحیح ہے۔ اگر دو شخصون نے یہ قسم کھائی کہ ہم نماز
پڑھینگے اور پھر ایک نے دوسرے کا اقتدا کیا تو صحیح ہے۔ نذر کی نماز پڑھنے والے کا اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے
پیچھے صحیح نہین قسم کی نماز پڑھنے والے کا اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر

سلہ ۵ طواف کے بعد جو دو رکعت پڑھی جاتی ہین اُن کا سبب طواف ہی پس طواف ایک مرد کا دوسرے سے جدا ہے تو نماز طواف
مین اقتدا بھی جائز نہین ہے ۱۲

ننگا کچھ ننگون اور کچھ کپڑے پہننے والون کا امام ہوا تو امام کی اور ننگون کی نماز جائز ہوگی اور کپڑے پہننے والون کی بالاجماع جائز نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر کوئی شخص تندرست ہی اور اُسکا کپڑا نجس ہی اور وہ دھو نہین سکتا اُسکا اقتدا ایسے شخص کے پیچھے جسکو ہر وقت حدث ہوتا رہتا ہی صحیح نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ توتلا جو بعض حرفون کے ادا کرنے پر قادر نہین اُسکی امامت جائز نہین مگر اپنی طرح کے توتلون کا اُسوقت امام بن سکتا ہے جب قوم مین کوئی ایسا شخص حاضر نہو جو اُن حرفون کو ادا کر سکے اور اگر قوم مین ایسا شخص موجود ہو تو توتلے امام اور ساری قوم کی نماز فاسد ہوگی اور جو شخص بے محل وقف کرتا ہو اور محل وقف مین وقف نہ کرتا ہو اُسکو امام بنانا چاہیے اور اسیطرح جو شخص قرآن پڑھنے مین بہت ہکلاتا ہو اور جس شخص کو تمتمہ کی عادت ہو یعنے تے بغیر چند بار کے کہنے کے اُس سے ادا نہوتی ہو یا جسمین فافاہ ہو یعنے فے بغیر چند بار کے کہنے کے اُس سے ادا نہوتی ہو تو اُسکو بھی امام نبنانا چاہیے اور جو شخص ایسا ہو کہ بغیر مشقت کے حرفون کو ادا نہین کر سکتا لیکن اُسکو تمتمہ یا فافاہ نہین اور جب حرفون کو نکالتا ہے تو صحیح نکالتا ہی تو اُسکی امامت مکروہ نہین یہ محیط مین زلۃ القاری کے بیان مین لکھا ہی قاری[1] نے اگر امی کے پیچھے اقتدا کیا تو اُسکی نماز شروع نہوگی یہانتک کہ اگر نفل نماز شروع کی اور توڑ دی تو اُسکی قضا واجب نہوگی یہی صحیح ہے اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ اگر مرد عورت کے پیچھے یا لڑکے کے پیچھے یا بے وضو جنب کے پیچھے نفل مین اقتدا کرے اور توڑ دے اور اصل اُن مسئلون مین یہ ہی کہ امام کا حال اگر مقتدیون کے حال کے برابر ہی یا زیادہ ہی تو کل کی نماز جائز ہی اور اگر امام کا حال مقتدیون کے حال سے کم ہے تو امام کی نماز جائز ہوجائیگی مقتدیون کی جائز نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی لیکن اگر امام امی ہی اور مقتدی قاری یا امام گونگا ہی اور مقتدی امی تو امام کی نماز بھی جائز نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور فقیہ ابو عبد اللہ جرجانی نے کہا ہی کہ اگر امی اور گونگے کو معلوم ہو کہ اُنکے پیچھے قاری ہے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُنکی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر معلوم نہو تو نماز فاسد نہوگی جیسے قول ہی صاحبین کا اور ظاہر روایت مین معلوم ہونے اور نہ معلوم ہونے کی حالت مین کچھ فرق نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی دو شخصون نے ساتھ نماز شروع کی اور ہر ایک نے یہ نیت کی کہ مین دوسرے کا امام ہون تو دونون کی نماز پوری ہوجاویگی اور اگر ہر ایک نے یہ نیت کی کہ مین دوسرے کا مقتدی ہون تو دونون کی نماز نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص امام بنے اور اُسکے بدن پر جاندار کی تصویرین ہون تو کچھ مضائقہ نہین اسلیے کہ وہ تصویرین کپڑون مین چھپی ہین اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ اگر انگوٹھی پہنکر نماز پڑھی اور اُسمین چھوٹی سی تصویر ہے یا ایک ایسا درہم اُسکے پاس ہی جسمین تصویرین ہین تو نماز جائز ہوگی اسواسطے کہ وہ تصویرین چھوٹی ہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ ایک شخص امامت کی صلاحیت رکھتا ہی اور اپنے محلہ کی مسجد مین امامت نہین کرتا اور رمضان مین دوسرے محلہ کی مسجد مین امامت کے واسطے جاتا ہی تو اُسکو چاہیے کہ اپنے محلہ سے عشا کا وقت داخل ہونے سے پہلے چلا جاوے اور اگر عشا کا وقت داخل ہونے کے بعد جاویگا تو اُسکے واسطے مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ فاسق اگر جمعہ کی نماز کی

---

[1] لیکن اگر قاری نے شروع کی پھر امی آیا اور اقتدا نہ کی تنہا پڑھ لی تو اصح یہ کہ اُسکی نماز فاسد ہی ۱۲ النہایہ

امامت کرتا ہو اور قوم اُسکے منع کرنے سے عاجز ہے تو بعضون کا یہ قول ہو کہ جمعہ مین اسی کا اقتدا کرین اور جمعہ
اسکی امامت کیوجہ سے نہ چھوڑین اور جمعہ کی نماز کے علاوہ اور نمازون مین اگر وہ امام بنتا ہو تو دوسری مسجد
مین چلا جانا اور اُسکے پیچھے اقتدا نہ کرنا جائز ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر ایک شخص امامت کرتا ہو اور جماعت کے
لوگ اس سے کارہ ہون تو اگر ان لوگون کی کراہت اسوجہ سے ہے کہ اس شخص مین کوئی نقصان ہے یا
اور شخصون مین امامت کا استحقاق اُس سے زیادہ ہی تو اُسکو امامت کرنا مکروہ ہے اور اگر وہی امامت کا زیادہ
مستحق ہی تو مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی - اور نماز کو بہت دراز کرنا مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور امام کو چاہیے
کہ بعد قدر مسنون کے تطویل نہ کرے اور اہل جماعت کے حال کی رعایت کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اگر
کسی شخص نے ایک مہینہ بھر تک امامت کی پھر اُسنے کہا کہ مین مجوسی تھا تو وہ اسلام پر مجبور کیا جائیگا اور وہ قول اُسکا
مقبول نہوگا اور اُنکی نماز جائز ہوگی اور اُسکو سخت مار مارینگے اور اسیطرح اگر اُسنے یہ کہا کہ مین نے مدت تک
بے وضو[لہ] نماز پڑھائی ہے اور وہ بیباک ہے تو اُسکا قول مقبول نہوگا اور اگر ایسا نہین ہی اور یہ احتمال ہے کہ وہ
بطریق تورع اور احتیاط کے کہتا ہی تو نمازون کا اعادہ کرین اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ وہ کہے کہ میرے
کپڑے مین نجاست تھی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین جب یہ ظاہر ہو کہ امام کافر یا مجنون یا عورت
یا خنثیٰ یا امی تھا یا بغیر تحریمہ کے یا حدث کی حالت مین یا جنابت کی حالت مین نماز پڑھائی یہ تبیین مین لکھا ہی

چوتھی فصل اُن چیزون کے بیان مین جو صحت اقتدا سے مانع ہین اور جو مانع نہین -

تین چیزین اقتدا سے مانع ہین منجملہ اُنکے عام سڑک ہی جسپر گاڑیان اور لدے ہوے اونٹ گذرین یہ
شرح طحاوی مین لکھا ہے اگر امام اور مقتدی کے درمیان مین تنگ راستہ ہو جسمین گاڑیان اور لدے ہوے
جانور نہ گذرتے ہون وہ اقتدا سے مانع نہین اور اگر چوڑا راستہ ہو جسمین گاڑیان اور لدے ہوے
جانور گذرتے ہون وہ اقتدا سے مانع ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان اور خلاصہ مین لکھا ہے - یہ اسوقت ہے کہ جب
صفین راستہ پر ملی ہوئی نہون لیکن اگر صفین ملی ہوئی ہون تو اقتدا سے مانع نہین - سڑک پر ایک
آدمی کے کھڑے ہونے سے صفین نہین ملجاتی تین سے بالاتفاق ملجاتی ہین دو مین اختلاف ہے امام
ابو یوسف رح کے قول کے بموجب ملجاتی ہین اور امام محمد رح کے قول کے موافق نہین ملتی ہین یہ محیط مین لکھا ہی
اگر امام راستہ مین کھڑا ہو اور راستہ کی لمبائی مین لوگ اُسکے پیچھے صفین باندھین تو اگر امام اور اُسکے پیچھے کی
صف مین اسقدر فصل نہین کہ گاڑی گذر جائے تو نماز جائز ہوگی اور یہی حکم ہے پہلی صف اور دوسری صف کے
درمیان مین اسیطرح آخر صفوف تک یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی جنگل کے میدان مین اسقدر فصل جسمین
دو صفین آجاوین مانع اقتدا ہی اور عیدگاہ مین فاصلہ اگرچہ بقدر دو صفون یا زیادہ کے ہو مانع اقتدا نہین

[لہ] یعنے اگر گواہون سے یا امام کے اقرار سے معلوم ہو کہ امام نے بے وضو نماز پڑھی یا کوئی اور مفسد نماز اس سے سرزد ہوا تو مقتدی کو
فرض پھر پڑھنے چاہیین اسلیے کہ امام کی نماز فاسد ہونے سے مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی ۱۲ د

اور جنازہ گاہ مین مشائخ کا اختلاف ہی نوازل مین اسکو بھی مسجد کے حکم مین بیان کیا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور منجملہ انکے بڑی نہر ہے جسپر بغیر کسی تدبیر یعنے پل وغیرہ کے عبور ممکن نہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ پس اگر مقتدی اور امام کے درمیان ایک بڑی نہر ہو جسمین کشتیان اور ڈونگے چلتے ہون تو اقتدا سے مانع ہی اور اگر چھوٹی ہے جسمین کشتیان نہین چلتین تو مانع اقتدا نہین یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہی یہ جوہرہ اخلاطی مین لکھا ہی اور یہی حکم ہے اس صورت مین کہ اگر نہر جامع مسجد کے اندر ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر نہر پر پل ہو اور اُسپر صفین ملی ہون تو جو شخص نہر کے اس پار ہے اسکو اقتدا منع نہین اور تین آدمیون کو بالاجماع حکم صف کا ہی ایک کو بالاجماع حکم صف کا نہین دو مین اختلاف ہی جیسے راستہ کے بیان مین مذکور ہوا اگر امام اور مقتدی کے درمیان مین پانی کا چشمہ یا حوض ہی اور اگر وہ اسقدر ہے کہ ایک طرف نجاست گرنے سے دوسری جانب کو نجس ہوئے تو مانع اقتدا نہین اور اگر نجس نہین ہوتا تو مانع اقتدا ہی یہ محیط مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے عورتون کی پوری صف ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اگر پوری صف عورتون کی امام کے پیچھے ہو اور اُنکے پیچھے مردون کی صفین ہون اُن سب صفون کی نماز استحساناً فاسد[۱] ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر کچھ لوگ مسجد مین سائبان کی چھت پر نماز پڑھتے ہون اور نیچے اُنکے اُنسے آگے عورتین ہین یا راستہ ہے تو اُنکی نماز جائز نہوگی پس اگر تین عورتین ہین تو ظاہر روایت کے موجب ہر صف کے تین شخصون کی نماز آخر صفون تک فاسد ہوگی اور باقی لوگون کی نماز جائز ہوگی اور اگر عورتون کی پوری صف ہو تو سب کی نماز فاسد ہوگی اور اگر جو لوگ سائبان کے اوپر ہین اُنکے نیچے اُنکے مقابل عورتین ہون تو جو لوگ اوپر ہین اُنکی نماز جائز ہوگی یہ فتاوے قاضی کے مسائل شک مین لکھا ہے فوائد شیخ زاہد ابو الحسن رستغنی مین لکھا ہی کہ اگر مسجد مین بالاخانہ ہو اور بالاخانہ پر عورتون کی صفین ہون جنھون نے امام سے اقتدا کیا ہو اور بالاخانہ کے نیچے مردون کی صفین ہون تو جو لوگ عورتون سے پیچھے ہونگے اُنکی نماز فاسد نہوگی امام عورتون اور مردون کو نماز پڑھاتا ہی اور عورتون کی صف مردون کی صف کے برابر ہی تو ایک شخص جو عورتون اور مردون کے درمیان مین ہی اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی اور وہ شخص مردون اور عورتون کے درمیان مین مثل سترہ کے ہوجاویگا اسیطرح اگر مردون اور عورتون کی صف کے درمیان مین سترہ بقدر اس لکڑی کے ہو جو اونٹ کے کجاوہ مین آخر پر لگی ہوتی ہی تو مردونکے واسطے حجاب ہوجاویگی اور کسیکی نماز فاسد نہوگی اگر درمیان سترہ مین بقدر ایک ہاتھ کے دیوار ہو تو وہ بھی سترہ ہوجاویگی اور اگر اس سے کم ہی تو سترہ نہوگی لیکن اگر عورتین اس دیوار سے اوپر ہون اور وہ دیوار بقدر ایک ذراع کے ہو تو سترہ نہوگی اور اگر وہ دیوار بقدر قد آدم ہوگی تو جو مرد نیچے ہین اُنکے واسطے سترہ ہوگی اور جو دیوار پر ہین اُنکے واسطے سترہ نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر امام اور مقتدی کے درمیان مین دیوار اسقدر ہو کہ مقتدی اگر امام تک پہونچنے کا

سلہ[۱] اور اگر دو عورتین ہونگی تو صرف اول صف کے دو مردون کی نماز جائیگی جو اُنکے پیچھے سیدھ مین ہونگے اسیطرح ایک عورت سے بھی پیچھے کے ایک ہی مرد کی نماز فاسد ہوتی ہی نہ آخر صفون تک ۱۲ د

قصد کرے تو نہ پہونچے تو اقتدا صحیح نہوگا خواہ امام کا حال اُسپر مشتبہ ہو یا نہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر دیوار
چھوٹی ہو اور مقتدی کو امام تک پہونچنے کی مانع نہو یا بڑی ہو اور اُسمین روزن ہو کہ امام تک پہونچ جانے کا
مانع نہین تو اقتدا صحیح ہے اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ اگر سوراخ چھوٹا ہو اور امام تک پہونچنے کا مانع ہو لیکن
بسببؔ سننے کے یا دیکھنے کے امام کے حال مین شبہہ نہین ہوتا ہی صحیح ہی لیکن اگر دیوار چھوٹی ہو اور امام تک
پہونچنے کی مانع ہو لیکن امام کا حال چھپا نہ رہے تو بعضون نے کہا ہی اقتدا صحیح ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ محیط مین
لکھا ہے اگر دیوار مین دروازہ بند ہو تو بعضون نے کہا ہی اقتدا صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ امام تک پہونچنے کیلیے
مانع ہی اور بعضون نے کہا ہی صحیح ہی اسلیے کہ دروازہ پہونچنے کیلیے بنایا گیا ہے پس بند ہونے کی حالت
مین بھی کھلے ہوے ہونیکا حکم ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ مسجد کے درمیان مین کتنا ہی بڑا فاصلہ ہو مانع
اقتدا نہین یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ اگر مسجد کے کنارہ پر اقتدا کیا اور امام محراب مین ہے تو جائز ہے یہ
شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اگر کسی مکان کی چھت مسجد سے ملی ہوئی ہو تو اُسپر سے اقتدا جائز نہین اگرچہ امام کا
حال مشتبہ ہوتا ہو یہ فتاوے قاضیخان اور خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور یہی صحیح ہی لیکن اگر مسجد کی دیوار پر سے اقتدا کرے
تو صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر ایسی دیوار پر کھڑا ہو جو اُسکے گھر اور مسجد کے درمیان مین ہے اور امام کا
حال مشتبہ نہین ہوتا تو اقتدا صحیح ہے اور اگر ایسے چبوترہ پر کھڑا ہوا جو مسجد سے خارج مگر مسجد سے ملا ہوا ہی
تو اگر صفین ملی ہوئی ہین تو اقتدا جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ مسجد کے پڑوس مین رہنے والا اپنے گھر مین سے
مسجد کے امام سے اقتدا کر سکتا ہے اگر اُسکے اور مسجد کے درمیان مین کوئی عام راستہ نہو اور اگر راستہ ہو
مگر صفون کیوجہ سے بند ہوگیا تب بھی جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہے۔ اگر مسجد کی چھت پر کھڑا ہو
اور امام مسجد مین ہو اگر چھت پر دروازہ مسجد کیطرف کو ہو اور امام کا حال مشتبہ نہو تو اقتدا صحیح ہے اور اگر
امام کا حال اُس سے مشتبہ ہو تو صحیح نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر چھت مین دروازہ مسجد
کیطرف کو نہو اور امام کا حال مشتبہ نہو تو بھی اقتدا صحیح ہے اور اسیطرح اگر میذنہ پر کھڑا ہو کر امام مسجد سے
اقتدا کی تو بھی جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی

پانچوین فصل امام اور مقتدی کے مقام کے بیان مین

اگر امام کے ساتھ ایک شخص ہو یا ایک لڑکا ہو جو نماز کو سمجھتا ہو تو اُسکے داہنی طرف کھڑا ہو یہی مختار ہے اور
ظاہر روایت کے بموجب امام کے پیچھے نہ کھڑا ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر بائین طرف کھڑا ہو تب بھی جائز ہی
لیکن بُرائی ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر پیچھے کھڑا ہو تو جائز ہے اور امام محمدؒ نے کراہت کا ذکر صاف
نہین کیا مشائخ فقہا کا اسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے مکروہ ہی یہی صحیح ہے یہ بدائع مین لکھا ہے اور اگر امام کے
ساتھ مین دو مقتدی ہون تو پیچھے کھڑے ہون اور اگر ایک مرد ایک لڑکا ہو تو بھی پیچھے کھڑے ہون اور اگر ایک
مرد اور ایک عورت ہو تو مرد داہنی طرف اور عورت پیچھے کھڑی ہو اور اگر امام کے ساتھ دو مرد اور ایک

سلہ طحطاوی نے ابو السعود سے نقل کیا کہ منشا امام کی آواز کو تکبیر کی آواز کا یکسان ہی اور دیکھنا عام اس سے کہ امام کو دیکھے یا دوسرے مقتدی کو دیکھے ۱۲

عورت ہو تو دونون مرد امام کے پیچھے کھڑے ہون اور عورت ان دونون کے پیچھے کھڑی ہو اور اگر امام کے ساتھ دو مرد ہون اور امام اُن دونون کے بیچ مین کھڑا ہو تو نماز جائز ہوگی اور اگر دو مرد جنگل مین نماز پڑھتے ہون ایک مقتدی ہو اور امام کی داہنی طرف کھڑا ہو اور تیسرا شخص آکر مقتدی کو شروع کی تکبیر کہنے سے پہلے اپنی طرف کو کھینچے تو شیخ امام ابوبکر طرخان سے منقول ہے کہ مقتدی کی نماز کسی شخص کے کھینچنے سے فاسد نہوگی قبل تکبیر کے کھینچے یا بعد تکبیر کے یہ محیط مین لکھا ہے۔ فتاوےٰ عتابیہ مین ہے کہ یہی صحیح ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اگر دو شخص جنگل مین نماز پڑھتے ہون اور ایک اُنمین سے دوسرے شخص کا امام ہو پھر ایک تیسرا شخص آکر اُنکی نماز مین داخل ہوگیا اور امام اپنے موقع سجود سے اسقدر آگے بڑھگیا جسقدر فاصلہ صف اول اور امام مین ہوتا ہے تو اُسکی نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ لڑکے اور خنثےٰ اور عورتین اور قریب بلوغ لڑکیان جمع ہون تو مرد امام کے قریب کھڑے ہون اور اُنکے پیچھے لڑکے اُنکے پیچھے خنثےٰ اُنکے پیچھے عورتین پھر لڑکیان یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ عورتون کو جماعت مین حاضر ہونا مکروہ ہے مگر بوڑھی عورت کو فجر اور مغرب اور عشا مین آنا مکروہ نہین مگر اس زمانہ مین بسبب ظہور فساد کے فتوےٰ اسپر ہے کہ کل نماز مین آنا مکروہ ہے یہ کافی مین لکھا ہے اور یہی مختار ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور جماعت والون کو چاہیے کہ جب نماز کو کھڑے ہون تو برابر کھڑے ہون اور درمیان کے فاصلہ بند کر لین اور مونڈھے سے برابر کرین اگر امام اُنکو اسکا حکم کرے تو مضائقہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور امام کو چاہیے کہ وسط صف کے مقابل مین کھڑا ہو اُسے داہنے اور بائین کھڑا ہونا بسبب مخالفت سنت کے برا ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور امام کے مقابلہ مین وہ شخص ہونا چاہیے جو جماعت مین سب سے افضل ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے پہلی صف مین کھڑا ہونا دوسری سے اور دوسری مین کھڑا ہونا تیسری سے افضل ہے اگر پہلی صف مین ایک آدمی کی جگہ خالی ہو اور دوسری مین نہو تو دوسری صف کو چیر کر چلا جاوے یہ قنیہ مین لکھا ہے اور مقتدی کے واسطے افضل وہ جگہ ہے جو امام سے قریب ہو اور اگر کئی مقام امام سے قرب مین برابر ہون تو امام کے داہنی طرف کھڑا ہو یہی احسن ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ عورت کا مرد سے مقابل ہونا مرد کے واسطے مفسد صلوٰۃ ہے اور اسکے لیے بہت سی شرطین ہین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ مقابل ہونیوالی عورت مشتہات قابل جماع ہو عمر کا اعتبار نہین یہی اصح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اگر ایسی لڑکی ہو کہ جسکی طرف رغبت نہوتی ہو اور وہ نماز کو سمجھتی ہو اُسکے مقابل ہو جانے سے نماز فاسد نہین ہوتی یہ کافی مین لکھا اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ نماز ایسی ہو جسمین رکوع اور سجدہ کرتے ہین اگرچہ وہ دونون اشارہ سے ہی نماز پڑھتے ہون اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ وہ دونون نماز مین از روے تحریمہ اور ادا کے شریک ہون تحریمہ مین شریک ہونے کے

لہ فقہا نے کہا کہ صفین جو ہو سکتی ہین بارہ مین اُنکی تفصیل ترتیب حلیہ مین یون مذکور ہے اول صف آزاد و بالغ کرین دوم آزاد لڑکے سوم غلام بالغ چہارم لڑکے پنجم آزاد بالغ خنثےٰ ششم آزاد لڑکے خنثےٰ ہفتم غلام بالغ خنثےٰ ہشتم غلام لڑکے خنثےٰ نہم آزاد عورتین بالغ دہم آزاد عورتین نابالغ یازدہم لونڈیان بالغ دوازدہم لونڈیان نابالغ ولیکن ان سب صفون کا صحیح ہونا ضرور نہین کیونکہ خنثےٰ صحت صف کو ضرر کرتے ہین ۱۲ ذ سلہ خواہ زمانہ ماضی مین مشتہات ہو مثلاً بوڑھیا ۱۲

معنے یہ ہین کہ ان دونون نے حقیقۃً امام کے تحریمہ پر تحریمہ کیا ہو اور ادا مین شریک ہونیکے معنے یہ ہین کہ جو نماز ادا کرین اُس مین اُن دونون کیلیے ایک امام ہو تحقیقاً یا تقدیراً اول سے آخر تک ایک امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا امام کے تحریمہ پر تحریمہ باندھتا ہے اور اُسی کی ادا کے ساتھ نماز حقیقۃً ادا کرتا ہی اور لاحق تحریمہ امام کے تحریمہ پر حقیقۃً باندھتا ہی اور جو نماز امام کے بعد قضا کرتا ہی اسمین وہ امام کے ادا کیساتھ تقدیراً ادا کرتا ہی اور مسبوق تحریمہ مین امام کیساتھ ہوتا ہی اور جو نماز بعد کو پڑھتا ہی اُسکی ادا مین جدا ہوتا ہی پس اگر عورت مرد کے ساتھ اُس نماز مین مقابل ہو جاوے جو امام کے بعد دونون ادا کرتے ہین تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ وہ دونون ایک مکان مین ہون یہانتک کہ اگر مرد چبوترہ پر ہو اور عورت زمین پر اور چبوترہ بقدر قد آدم کے ہو تو مرد کی نماز فاسد نہوگی اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ دونون کے درمیان مین کچھ حائل نہو یہانتک کہ اگر وہ دونون ایک مکان مین ہون زمین پر یا چبوترہ پر مگر ان دونون کے درمیان مین ستون ہو تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ کافی مین لکھا ہے اور کم سے کم یہ ہے کہ اگر ایک لکڑی اسقدر جیسے اونٹ کے کجاوہ کے آخر مین ہوتی ہی اور اُنگلی کے برابر موٹی ہو تو اُسکے حائل ہونیسے نماز فاسد نہوگی اگر درمیان مین جگہ خالی ہو تو وہ بھی حائل کے قائم مقام ہو جاویگی اور کم سے کم وہ جگہ اتنی ہونی چاہیے کہ جسمین ایک مرد کھڑا ہو سکتا ہو یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ عورت اس قسم کی ہو کہ جسکی نماز صحیح ہوتی ہے اگر مجنونہ[3] عورت مرد کے برابر ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ کافی مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ امام نے اُسکی یا عورتون کی امامت کی نیت[2] کی ہو اور امامت عورتون کی وقت شروع کے ہوتی ہے نہ بعد اُسکے اور عورتون کی امامت کی نیت صحیح ہونے کے واسطے عورتون کا حاضر ہونا شرط نہین اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ پورے رکن مین برابر ہو یہانتک کہ اگر تکبیر ایک صف مین کہے اور رکوع دوسری صف مین کرے اور سجدہ تیسری صف مین کرے تو ہر صف مین سے جو شخص اُسکے داہنے اور بائین اور پیچھے ہوگا اُسکی نماز فاسد ہوگی اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اُن دونون کی نماز پڑھنے کی جہت ایک ہو یہانتک کہ اگر جہت مختلف ہوگی تو نماز فاسد نہوگی اور اختلاف جہت کا صرف دو صورتون مین ہوتا ہے یا یہ کہ کعبہ کے اندر دونون نماز پڑھتے ہون یا اندھیری رات ہو اور ہر ایک اپنی رائے سے قبلہ کی جہت مختلف مقرر کرے اور عورت کے برابر ہونے کے مسئلہ مین پنڈلی اور ٹخنہ کا برابر ہونا موافق صحیح قول کے معتبر ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اس مسئلہ مین عورتون کا حکم سب عورتون کو شامل ہے خواہ اجنبیہ ہو خواہ محرمہ ہو خواہ ایسی عورت ہو کہ جس سے جماع درست ہے خواہ ایسی چھوٹی لڑکی ہو جسکی طرف رغبت ہوتی ہے خواہ ایسی بوڑھی عورت ہو جس سے مرد نفرت کرتے ہون یہ کفایہ مین لکھا ہے ایک عورت تین مردون کی نماز فاسد کرتی ہے ایک اُس شخص کی جو اُسکے داہنے ہی ایک اُس شخص کی جو اُسکے بائین ہے اور ایک اُس شخص کی جو اُسکے پیچھے ہے اُس سے زیادہ اور لوگون کی نماز فاسد نہین ہوتی یہ تبیین مین لکھا ہے اور

---

[1] پس یہ شرط نہین کہ عورت شروع نماز مین ملے بلکہ اگر مرد ایک یا دو رکعت پڑھ چکا ہو اور اُسوقت عورت آکر شریک ہو تو بقیہ نماز مین اگر محاذات ہوگی تب بھی مفسد ہوگی ۱۲ [2] شامی نے کہا کہ اکثر فقہاء اسپر ہین کہ جمعہ اور عیدین مین عورت کی اقتدا کی صحت کیلیے نیت امام شرط نہین اور یہی قول اصح ہے اور جنازہ مین تو بالاتفاق شرط نہین ۱۲ [3] کیونکہ مجنونہ عورت کی نماز منعقد ہی نہین ہوتی ۱۲

اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھاہی دو عورتین چار مردون کی نماز فاسد کرتی ہین ایک اُسکی جو اُن دونون کے داہنے طرف ہی ایک اُسکی جو بائین طرف ہو اور دو شخص جو اُن دونون کے پیچھے اُنکے مقابل ہین اور اگر تین عورتین ہون تو ایک اُس شخص کی نماز فاسد ہوگی جو اُنکے داہنی طرف ہی اور ایک اُسکی جو اُنکے بائین طرف ہے اور تین مرد اُنکے پیچھے کے ہر صف مین سے آخر صفوف تک یہی ظاہر جواب ہی یہ تبیین مین لکھاہے خنثے مشکل کے برابر ہوجانے سے نماز فاسد نہین ہوتی یہ تاتارخانیہ کی فصل بیان مقام امام و ماموم مین لکھاہے **فصل اُن چیزون کے بیان مین کہ جنمین امام کی متابعت کرتے ہین اور جنمین نہین کرتے** اگر مقتدی تشہد مین شریک ہوا اور امام مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے کھڑا ہوگیا یا امام نے مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو مختار یہ ہے کہ مقتدی تشہد کو پورا کرے یہ غیاثیہ مین لکھاہی اور اگر پورا نہ کرے تو جائز ہے اگر امام نے مقتدی کے تشہد کے فارغ ہونے سے پہلے کلام کردیا تو مقتدی تشہد کو اسطرح پورا کرے جیسے سلام کی صورت مین پورا کرتا اور اگر امام نے مقتدی کے تشہد سے فارغ ہونے سے پہلے عمداً حدث کیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجاویگی یہ خلاصہ مین لکھاہے امام تشہد سے فارغ ہوکر پہلے قعدہ سے تیسری رکعت کو کھڑا ہوا اور مقتدیون مین سے کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول گیا تھا یہان تک کہ سب لوگ کھڑے ہوگئے تو جس شخص نے تشہد نہین پڑھاہے اُسکو چاہیے کہ پھر لوٹے اور تشہد پڑھے پھر امام کے ساتھ ہوجاوے اگرچہ اُسکو رکعت کے فوت ہوجانیکا خوف ہو یہ کفایہ مین لکھاہی اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی ابھی دعا سے جو بعد تشہد کے ہوتی ہے فارغ نہین ہوا یا ابھی مقتدی نے درود نہین پڑھا تو امام کے ساتھ سلام پھیرے اگر امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اُٹھالیا اور مقتدی نے ابھی تین مرتبہ تسبیح پوری نہین کی تو صحیح یہ ہے کہ امام کی متابعت کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھاہے اور اگر مقتدی نے امام کے رکوع یا سجدہ سے پہلے سر اُٹھالیا تو چاہیے کہ پھر رکوع یا سجدہ مین چلا جاوے اور دو رکوع یا دو سجدے نہین ہونگے یہ خلاصہ مین لکھاہے اگر امام نے سجدہ بہت دیر تک کیا اور مقتدی نے اس گمان سے کہ شاید امام نے دوسرا سجدہ کیا سر اُٹھالیا اور پھر دوسرے سجدہ مین چلا گیا تو اگر پہلے سجدہ کی نیت کرکے گیا یا کچھ نیت نہ کی یا دوسرے سجدہ اور امام کی متابعت کی نیت کی تو پہلا ہی سجدہ ہوگا اور اگر صرف دوسرے سجدہ کی نیت کی اور اُسکے ساتھ کچھ اور نیت نہ کی تو دوسرا سجدہ ہوگا پس اگر امام اس سجدہ مین اُسکے ساتھ شریک ہوجاوے تو جائز ہوگا یہ تبیین مین لکھاہی اگر مقتدی نے اپنا سر دوسرے سجدہ سے اُسوقت اُٹھالیا کہ امام نے ابھی پیشانی زمین پر نہین رکھی تو جائز نہوگا اور اُس سجدہ کا اعادہ اُسپر واجب ہوگا اور اگر اعادہ نہ کریگا تو نماز فاسد ہوگی یہ فتاوے قاضیخان اور خلاصہ مین لکھاہی اگر مقتدی نے سجدہ دیر تک کیا اور امام نے دوسرا سجدہ کردیا اُسوقت مقتدی نے پہلے سجدہ سے سر اُٹھایا اور یہ گمان ہوا

فائدہ پانچ باتین ہین جنمین امام کی متابعت کیجاوے اول قنوت پڑھنا دوم قعدہ اولے سوم تکبیر عید چہارم سجدۂ تلاوت پنجم سجدہ سہو اور چار چیزون مین متابعت نہ کیجاوے اول زیادہ کرنا تکبیر عید دوم زیادہ کرنا تکبیر جنازہ کا سوم زیادہ کرنا کسی رکن کا چہارم کھڑا ہوجانا امام کا پانچوین رکعت کے لیے ۱۲

کہ امام پہلے ہی سجدہ مین ہے پس دوبارہ سجدہ مین چلا گیا تو اُسکا دوسرا سجدہ واقع ہو جائیگا اگرچہ اُسنے پہلے ہی سجدہ کی نیت کی ہو اور کی نہ کی ہو کیونکہ وہ نیت اپنے محل مین نہوئی نہ باعتبار اُسکے فعل کے نہ باعتبار امام کے فعل کے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے پانچ چیزین ہین کہ اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرے عید کی تکبیرین اور پہلا قعدہ اور تلاوت کا سجدہ اور سہو کا سجدہ اور قنوت اگر فوت رکوع کا خوف ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اور اگر خوف نہو تو قنوت پڑھ لے پھر رکوع کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور چار چیزین ایسی ہین کہ اگر عمداً اُنکو امام ادا کرے تو مقتدی اُسمین متابعت نہ کرے اگر امام اپنی نماز مین عمداً کوئی سجدہ زیادہ کرے یا عید کی تکبیرون مین صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے زیادتی کرے یا جنازہ کی نماز مین پانچ تکبیرین کہے یا پانچوین رکعت کو بھول کر کھڑا ہو جاوے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے پھر اگر امام پانچوین رکعت مین سجدہ کرنے سے پہلے بیٹھ گیا اور سلام پھیر دیا تو مقتدی بھی اُسکے ساتھ سلام پھیرے اور اگر امام نے پانچوین رکعت کا سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر دے اور اگر امام نے چوتھی رکعت مین قعدہ نہ کیا اور پانچوین رکعت کو بھول کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے تشہد پڑھکر سلام پھیر دیا پھر امام نے پانچوین رکعت مین سجدہ کیا تو سب کی نماز فاسد ہو گی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور نو چیزین ایسی ہین کہ اگر امام اُنکو چھوڑ دے تو مقتدی ادا کرے تحریمہ کا رفع یدین اور ثنا اگر امام الحمد پڑھتا ہو اور اگر امام سورۃ پڑھتا ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک مقتدی ثنا نہ پڑھے امام ابو یوسفؒ کا اسمین خلاف ہے اور امام رکوع یا سجدہ کی تکبیر چھوڑ دے یا تسبیح اُن دونون مین چھوڑ دے یا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یا تشہد پڑھنا یا سلام یا تکبیرات تشریق چھوڑ دے تو مقتدی اُنکو ادا کرے اور اگر سب رکعت مین رکوع اور سجود امام سے پہلے کیا تو ایک رکعت بلا قرأت قضا کرے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اگر مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کیا اور امام اس سجدہ مین ملگیا تو جائز ہے لیکن مقتدی کو ایسا کرنا مکروہ ہے یہ محیط مین صفت صلوٰۃ مین لکھا ہے

ساتوین فصل مسبوق اور لاحق کے بیان مین

مسبوق وہ ہے جسکو پہلی رکعت امام کے ساتھ نہ ملے اور اُسکے واسطے بہت سے احکام ہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے - منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اگر وہ ایسی رکعت کی قرأت مین شریک ہو جسمین امام جہر کرتا ہے تو ثنا نہ پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہے یہی صحیح ہے یہ تجنیس مین لکھا ہے اور یہی اصح ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے برابر ہے کہ قریب ہو یا بعید ہو یا بہرے ہونے کیوجہ سے امام کی آواز نہ سنتا ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور جب اپنی باقی نماز قضا کرنے کو کھڑا ہو تو ثنا اور اعوذ بھی پڑھے یہ فتاوے قاضیخان اور خلاصہ اور ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر امام جہر نہ کرتا ہو تو اُسیوقت ثنا پڑھ لے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر امام کو رکوع یا سجدہ مین پایا تو دلمین غور کرے اگر غالب گمان یہ ہو کہ ثنا پڑھکر رکوع یا سجدہ مین امام کے ساتھ ملجاویگا تو کھڑے ہونے کی حالت مین ثنا پڑھے ورنہ امام کی متابعت کرے اور ثنا نہ پڑھے اور اگر امام کو رکوع یا سجدہ مین نہ پاویگا تو ثنا نہ پڑھے اور اگر امام کو قعدہ مین پاوے تو ثنا نہ پڑھے بلکہ شروع کی تکبیر کہے پھر اللہ اکبر کہکر بیٹھ جاوے یہ بحر الرائق کی صفت صلوٰۃ مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اوّل

امام کے ساتھ نماز پڑہے اُسکے بعد جو نماز چھوٹ گئی ہو اُسکو قضا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر اپنی چھوٹی ہوئی نماز اول پڑھ لی پھر امام کے ساتھ ہوا تو بعضون نے کہا ہی کہ نماز اُسکی فاسد ہو گی یہی اصح ہی اور یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور جامع الفتاوے مین لکھا ہی کہ بعض متاخرین کے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہے اور اظہر قول فساد کا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ مقدار تشہد کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑا ہو جاوے لیکن چند صورتون مین امام سے پہلے کھڑا ہو جانا جائز ہے اگر مسبوق نے موزہ پر مسح کیا ہو اور اُسکی مدت چلے جانے کا خوف ہو یا معذور ہو اور وقت نماز کے نکل جانے کا خوف ہو یا مسبوق کو جمعہ مین عصر کا وقت داخل ہو جانے کا خوف ہو یا عیدین کی نماز مین ظہر کا وقت داخل ہو جانے کا خوف ہو یا فجر کی نماز مین سورج نکلنے کا خوف ہو یا اُسکو حدث آجانے کا خوف ہو تو جائز ہے کہ امام کے فارغ ہونے یا سجدہ سہو کا انتظار نہ کرے لیکن اگر وقت کے نکلنے سے نماز فاسد ہونے کا خوف نہو تو امام کی متابعت کرے اور اسیطرح اگر مسبوق کو یہ خوف ہو کہ اگر امام کے سلام کا انتظار کریگا تو آدمی اُسکے سامنے کو گذر ینگے تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے اپنی نماز پڑھنے کو کھڑا ہو جاوے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اور اُن صورتون کے علاوہ بقدر تشہد کے بیٹھکر کھڑا ہو گیا تو نماز صحیح ہو گی اور مکروہ تحریمی ہو گی یہ فتح القدیر اور بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر مقدار تشہد سے پہلے اُٹھ گیا تو نماز جائز نہو گی اور اگر مسبوق امام کے سلام سے پہلے فارغ ہو گیا اور سلام مین امام کی متابعت کی تو بعضون نے کہا ہے کہ نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہے کہ فاسد نہو گی اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ اور فتح القدیر مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ دونون سلامون کے بعد بھی اپنی نماز پڑھنے کے واسطے کھڑا نہو بلکہ امام کے فارغ ہونے کا منتظر رہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اُسوقت تک ٹھہرے کہ امام سنتون کے لیے اگر نماز کے بعد سنتین ہون کھڑا ہو یا اگر سنتین نہون تو محراب سے پھر جاوے یا اپنی جگہ سے ہٹ جاوے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اگر اُسپر سجدہ سہو ہوتا تو وہ ادا کر لیتا یہ تمرتاشی باب صلوۃ العیدین مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ تشہد اخیر مین امام کی متابعت کرے اور جب تشہد پڑھ چکے تو اُسکے بعد کی دعائین نہ پڑہے اسمین اختلاف ہی کہ کیا کرے ابن شجاع سے منقول ہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ بار بار پڑھتا رہے یہی مختار ہے یہ غیاثیہ مین لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ مسبوق تشہد کو ایسا آہستہ آہستہ پڑہے کہ امام کے سلام کے قریب فارغ ہو یہ وجیز کردری اور فتاوے قاضیخان اور خلاصہ اور فتح القدیر مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اگر بھول کر امام کے ساتھ یا امام سے پہلے سلام پھیرے تو اُسپر سجدہ سہو نہین آویگا اور اگر امام کے بعد سلام پھیرے تو سجدہ سہو آویگا یہ ظہیریہ مین

سلہ مقتدی تین قسم ہین مدرک و لاحق و مسبوق۔ پس مدرک وہ مقتدی جس نے شروع سے آخر تک نماز کو امام کے ساتھ پایا ہو۔ لاحق وہ مقتدی کہ شروع سے امام کی اقتدا کی مگر اسکی کل رکعات یا بعض رکعات امام کے ساتھ سے بعذر چھوٹ گئین۔ مسبوق وہ مقتدی کہ امام ایک رکعت یا سب رکعات پڑھ چکا اُسوقت شریک ہوا اور در مختار مین کہا کہ چہارم وہ جو لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی ۱۲ سلہ بدون عذر کھڑا ہو جانا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ امام کی متابعت مین سلام واجب ہے کھڑے ہو جانے سے وہ چھوٹ جائیگی کذا فی الشامی ۱۲

لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی اور اگر امام کے ساتھ سلام یہ جانکر پھیرے کہ اُسکو بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو وہ عمداً سلام ہوا پس نماز اُسکی فاسد ہو جاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اگر امام کے ساتھ بھولکر سلام پھیرا پھر اُسکو یہ گمان ہوا کہ اُس سے نماز فاسد ہوگئی اور پھر اُسنے تکبیر کہکر از سر نو نماز شروع کرنے کی نیت کی تو پچھلی نماز سے خارج ہوگیا لیکن اگر تنہا نماز پڑھنے والے کو شک ہوا اور تکبیر کہکر از سر نو نماز پڑھنے کی نیت کی تو خارج نہین ہوتا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ مسبوق جو اپنی نماز پڑھتا ہے وہ قرأت[1] کے حق مین اُسکی پہلی نماز ہے اور تشہد کے حق مین اُسکی آخر نماز ہی یہانتک کہ اگر ایک رکعت مغرب کی ملی تھی تو دو رکعتون مین قضا پڑھے اور اُنکے درمیان مین قعدہ کرے پس اُسکے تین قعدے ہو جاوینگے اور ان دونون مین الحمد اور سورۃ پڑھے اور اگر اُن دونون مین سے ایک مین قرأت چھوڑ دی تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر چار رکعتون کی نماز مین سے ایک رکعت ملی تو اُسکو چاہیے کہ ایک رکعت اس طور پر قضا کرے کہ جسمین الحمد اور سورۃ پڑھے پھر تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اسی طور پر قضا کرے اور تشہد نہ پڑھے اور تیسری رکعت مین اُسکو اختیار ہے اور قرأت افضل ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر امام کے ساتھ دو رکعتین ملین تو دو رکعت قرأت سے قضا کرے اور اگر ایک مین قرأت چھوڑ دیگا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر امام نے پہلے دوگانہ مین قرأت چھوڑ دی ہوا ور دوسرے دوگانہ مین اُسکو قضا کرتا ہوا ور اُسمین مسبوق شریک ہوا تو جب اپنی نماز قضا کرے تو اُسمین بھی قرأت پڑھے یہانتک کہ اگر چھوڑ دیگا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ ذخیرہ کردری مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ مسبوق اپنی نماز پڑھنے مین علیحدہ نماز پڑھنے والے کے حکم مین ہی مگر چار مسئلون مین منفرد کے حکم مین نہین اول یہ کہ نہ اُسکو کسی کے ساتھ اقتدا جائز ہے نہ اُسکے ساتھ کسیکو اقتدا جائز ہے اگر مسبوق نے مسبوق سے اقتدا کیا تو امام کی نماز فاسد ہوگی مقتدی کی نماز فاسد ہوگی قرأت کرے یا نہ کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر دو مسبوقون مین سے ایک شخص یہ بھولگیا کہ اسکو کسقدر نماز قضا کرنا ہے مگر دوسرے کو دیکھ دیکھ کر قضا کی مگر اُسکا اقتدا نہ کیا تو نماز صحیح ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے کہ اگر امام کو سہو کا گمان ہوا اور اُسنے سجدہ سہو کا کیا اور مسبوق نے متابعت کی پھر معلوم ہوا کہ اُسپر سہو نہ تھا تو اسمین دو روایتین ہین اشہر روایت یہ ہی کہ مسبوق کی نماز فاسد ہوگی اسلیے کہ اُسنے جدا ہو جانے کے موقع مین اس سے اقتدا کیا فقیہ ابو اللیث نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ مین فاسد نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر یہ معلوم نہوا تو فقہا کے قول کے بموجب مسبوق کی نماز فاسد نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی مختار ہے ابو حفص کبیر اسی پر فتوے دیتے تھے اور اسی کو فقہا نے لیا ہے یہ غیاثیہ مین لکھا ہے اگر امام پانچوین رکعت کو کھڑا ہو گیا اور مسبوق نے متابعت کی تو اگر امام چوتھی رکعت مین بیٹھا تھا تو مسبوق کی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر نہین بیٹھا تھا تو جبتک امام پانچوین رکعت کا سجدہ نہ کریگا تب تک فاسد نہوگی اور جب پانچوین رکعت کا سجدہ

[1] یعنے فوت شدہ نماز کو قرأت کے حق مین شروع نماز سمجھے اور تشہد کے حق مین امام کے ساتھ پڑھی ہوئی کو بھی ملالیوے ۱۲

کریگا تو کل کی نماز فاسد ہوجاویگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے دوسرا اُنمین کا یہ ہے کہ اگر مسبوق نے سرے سے نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیر کہی تو نماز اُسکی از سر نو شروع ہوجاویگی اور پچھلی نماز قطع ہوجاویگی
مگر منفرد نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیر کہے تو اُسکی پچھلی نماز قطع نہین ہوتی تیسرا اُنمین کا یہ ہے کہ اگر مسبوق اپنی نماز قضا کرنے کے واسطے کھڑا ہوا اور امام پر دو سجدے سہو کے مسبوق کے داخل ہونے سے پہلے کے
تھے پس امام نے سجدہ سہو کا کیا تو مسبوق کو چاہیے کہ جبتک رکعت کا سجدہ نہین کیا ہے تو پھر لوٹے اور اُسکے ساتھ سجدہ مین شریک ہوجاوے اور اگر نہ لوٹا اور سجدہ کر لیا تو اسیطرح پڑھتا رہے مگر آخر نماز
مین سجدہ سہو کا کرلے مگر منفرد کا یہ حال نہین اسلیے اُسپر دوسرے کے سہو سے سجدہ نہین آتا چوتھا یہ کہ بالاتفاق یہ حکم ہے کہ مسبوق تشریق کی تکبیرین کہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک منفرد پر تشریق کی
تکبیرین واجب نہین یہ فتح القدیر اور بحر الرائق مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ سہو مین امام کی متابعت کرے اور سلام مین اور تکبیر مین اور لبیک کہنے مین متابعت نہ کرے اگر سلام مین اور
لبیک مین متابعت کی تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر تکبیر مین متابعت کی اور وہ اپنے آپ کو مسبوق جانتا ہے تو اُسکی نماز فاسد ہوگی شمس الائمہ سرخسی اسیطرف مائل ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہے تکبیر سے
تکبیر تشریق[2] مراد ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اگر امام کو سجدہ تلاوت یاد آوے اور اُسکی قضا کرنے کی طرف کو عود کرے تو اگر مسبوق نے اپنی رکعت کا سجدہ نہین کیا ہے تو اُسکو
چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرے اور اُسکے ساتھ سہو کا سجدہ کرے پھر اپنی نماز قضا کرنیکے واسطے کھڑا ہو اور اگر وہ مقتدی نہ لوٹا تو اُسکی نماز فاسد ہوگی اور اگر اپنی نماز مین رکعت کا سجدہ
کر لینے کے بعد امام کی متابعت کی تو اُسکی نماز فاسد[1] ہوجاویگی اسمین یہی ایک روایت ہے اور اگر متابعت نہ کی تب بھی اصل کی روایت کے بموجب فاسد ہوجاویگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور یہی بدائع اور تاتارخانیہ
مین طحاوی اور مضمرات اور شرح مبسوط سرخسی اور سراج الوہاج اور خلاصہ سے نقل کیا ہے اور اگر امام نے سجدہ تلاوت کیطرف کو عود نہ کیا تو مسبوق کی نماز سب حالتون مین پوری ہوجاویگی اور جسقدر اُسکے
ذمہ ہے وہی ادا کریگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اگر امام کو نماز کا سجدہ یاد آیا اور پھر اس سجدہ کیطرف کو عود کیا تو مسبوق اُسکی متابعت کرے اور اگر متابعت نہ کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اس صورت مین
مسبوق نے اپنی نماز کی رکعت کا سجدہ کر لیا ہے تو سب روایتون کے بموجب اُسکی نماز فاسد ہوگی خواہ عود کرے یا نہ کرے اور اصل اسمین یہ ہے کہ اگر وہ جدا ہونے کے موقع مین اقتدا کرے یا اقتدا کے
موقع مین جدا ہوجاوے تو اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے لاحق وہ ہے کہ اول کی نماز

---

[1] اور اسیطرح نماز فاسد ہوگی سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو مین اگر مسبوق متابعت کریگا اسلیے کہ ایک رکعت کو پورا کرنے سے حالت انفراد مستحکم ہوچکی اب وہ متروک نہین ہوسکتی اور متابعت سے اُسکا ترک لازم آتا ہے کذا فی الشامی پس اگر متابعت نہ کریگا تو نماز فاسد نہوگی ۱۲ و [2] یعنے عرفہ کی صبح سے تیرھوین کی عصر تک ہر فرض باجماعت کے بعد جو تکبیر واجب ہے مسبوق بھی اُسکو کہے ۱۲

اُسکو امام کے ساتھ ملے اور باقی نماز فوت ہو جاوے خواہ نیند کیوجہ سے یا حدث ہو جاوے یا ازدحام کیوجہ سے کھڑا
رہے اور صلوٰۃ خوف کا پہلا گروہ بھی لاحق ہی لاحق گویا امام کے پیچھے ہے قرأت نہ کریگا اور سہو کا سجدہ نہ کریگا یہ وجیز کردری
مین لکھا ہے اگر امام سہو کا سجدہ کرے تو لاحق اپنی باقی نماز کے ادا کرنے سے پہلے اُسکی متابعت نہ کرے مسبوق کا
حکم اسکے برخلاف ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے لاحق جب بعد وضو کے عود کرے تو اُسکو چاہیے کہ اول اُس نماز کے
قضا کرنے مین مشغول ہو جو امام سے پہلے پڑھ چکا بقدر قیام امام کے بغیر قرأت کھڑا رہے اور رکوع کرے
اور سجدہ کرے اور اگر امام سے کم یا زیادہ ہو جاوے تو مضائقہ نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے کسی شخص نے
امام کے ساتھ تکبیر کہی پھر سو گیا یہانتک کہ امام نے ایک رکعت پڑھ لی تب وہ شخص ہوشیار ہوا تو اگرچہ امام
دوسری رکعت مین ہوگا مگر اُس شخص کو پہلی رکعت پڑھنی چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اور اگر پہلی رکعت کی
قضا مین مشغول نہوا اور اول امام کی متابعت کی اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی نماز قضا کی تو ہمارے
نزدیک اُسکی نماز جائز ہو جاویگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے لاحق مسافر تھا اور جو نماز امام کے ساتھ چھوٹ گئی
تھی اُسکو قضا کرتا تھا اسی حالت مین اُس نے اقامت کی نیت کر لی یا مسافر کو حدث ہوا اور اپنے شہر مین داخل
ہو گیا تو سفر کی نماز پوری کریگا امام زفر کا اسمین خلاف ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُس عرصہ مین امام اپنی نماز سے
فارغ ہو چکے اور اگر امام ابھی فارغ نہین ہوا تو بالاتفاق چار رکعتین پڑھیگا یہ مصفی مین لکھا ہے امام نے اگر
چار رکعتون کی نماز مین پہلا قعدہ بھولکر چھوڑ دیا اور پیچھے اُسکے لاحق تھا مثلاً تھوڑی دیر سو کر پھر ہوشیار ہوا
یا اُسکو حدث ہو گیا تھا اور وضو کیلیے چلا گیا پھر آیا اس عرصہ مین امام نے کئی رکعتین پڑھ لین تو جو قعدہ
امام سے چھوٹ گیا تھا ہمارے نزدیک اُسمین وہ بھی نہ بیٹھے امام زفر کے نزدیک بیٹھے مسبوق کا حکم اُسکے
برخلاف ہی یہ حصر مین لکھا ہے مسبوق کا حکم اپنی نماز کے قضا کرنے مین چھ چیزون مین لاحق کے مخالف ہے
عورت کے برابر ہو جانے مین اور قرأت مین اور سہو مین اور قعدہ اولے مین اگر امام چھوڑ دے اور سلام کی
جگہ امام کے ہنس دینے مین اور اس بات مین کہ امام مسافر ہو اور اقامت کی نیت کر لے اور مسبوق اپنی
نماز مین رکعت کا سجدہ کر چکا ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہے مسبوق دوسری رکعت مین شریک ہوا پھر سو گیا اور
تین رکعتون مین برابر سوتا رہا پھر ہوشیار ہوا تو اول وہ نماز قضا کرے جسمین سو گیا تھا اور اُسمین قرأت نہ کرے
اور امام کی متابعت کے لیے قعدہ مین بیٹھے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت قرأت سے پڑھے پھر بیٹھے اور نماز
تمام کرے اور اگر دو رکعتون مین سو گیا تھا اور ایک رکعت مین اُسکو شک ہو گیا کہ امام کے ساتھ ملی تھی یا نہین تو
جس رکعت مین شک ہے اُسکو آخر نماز مین قضا کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اسکے **متصل مسائل** یہ ہین کہ امام اور
جماعت کے لوگون مین مخالفت ہو اگر امام مین اور جماعت والون مین مخالفت ہوئی جماعت والون نے کہا تو نے تین
رکعتین پڑھین امام نے کہا مین نے چار رکعتین پڑھین اگر امام کو اپنے قول کا یقین ہو تو اُنکے قول سے نماز کا اعادہ نہ کرے
اور یقین نہو تو اعادہ کرے اور اگر قوم مین باہم اختلاف ہو بعضے کہین تین رکعتین پڑھی ہین اور بعضے کہین چار

اور امام ایک فریق کے ساتھ ہو تو امام کا قول لیا جاویگا اگرچہ اُسکے ساتھ ایک ہی شخص ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر امام کے ساتھ ایک شخص بھی نہو اور امام نماز کا اعادہ کرے اور اُسکے پیچھے ساری جماعت اقتدا کرے تو اُنکا اقتدا صحیح ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے اگر جماعت سے ایک شخص کو یقین ہو کہ تین رکعتین پڑھی ہین اور ایک شخص کو یقین ہو کہ چار رکعتین پڑھی ہین اور امام اور قوم شک مین ہو تو امام اور قوم پر کچھ واجب نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور امام پر اعادہ بھی مستحب نہین اور اگر نقصان کا یقین ہو تو اعادہ ضرور ہے اگر امام کو یقین ہے کہ تین رکعتین پڑھی اور ایک شخص کو یقین ہو کہ پوری نماز پڑھ لی تو امام کو چاہیے کہ قوم کے ساتھ نماز کا اعادہ کرے اور جس شخص کو نماز پوری ہونے کا یقین ہے اُسپر اعادہ واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہے اگر قوم مین سے ایک شخص کو نقصان کا یقین ہو اور سوا اُسکے باقی قوم کو اور امام کو شک ہو تو اگر ابھی وقت نماز کا باقی ہے تو احتیاطًا نماز کا اعادہ کرین اور اگر اعادہ نہ کرین تو کچھ مضائقہ نہین لیکن اگر دو شخص عادل نماز کے نقصان کا یقین کرین اور اُسکی خبر دین تو اعادہ لازم ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے ایک امام جماعت سے نماز پڑھا کر چلا گیا پھر اختلاف ہوا بعضون نے کہا ظہر کی نماز تھی بعضون نے کہا کہ عصر کی تھی[1] پس اگر ظہر کا وقت ہے تو وہ نماز ظہر کی ہوگی اور اگر عصر کا وقت ہے تو عصر کی اور اگر وقت مین بھی شک ہو تو دونون فریقون کی نماز جائز ہو جاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے

چھٹا باب نماز مین حدث ہو جانے کے بیان مین نماز مین جس شخص کو حدث ہو جاوے وہ وضو کرکے اسی پر[2] بنا کرے یہ کنز مین لکھا ہے عورت اور مرد نماز کے بنا کرنے کے حکم مین برابر ہین یہ محیط مین لکھا ہے جس رکن مین حدث ہوا ہے اُسکا اعتبار نہین اُسکا پھر اعادہ کرے یہ ہدایہ اور کافی مین لکھا ہے از سر نو نماز پڑھنا افضل ہے یہ متون مین لکھا ہے بعض مشائخ کے نزدیک سب کے واسطے یہی حکم ہے اور بعضون نے کہا ہے قطعًا یہ حکم منفرد کیلیے ہے اور امام اور مقتدی کے حق مین یہ حکم ہے کہ اگر دوسری جماعت اُنکو ملجاوے تو از سر نو نماز پڑھنا اُنکو بھی افضل ہے اور اگر دوسری جماعت نہ ملیگی تو اُسی نماز پر بنا کرنا افضل ہے تاکہ فضیلت جماعت باقی رہے فتاوے مین اسی کو صحیح کہا ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے بنا کے جائز ہونے کیلیے بہت سی شرطین ہین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ حدث وضو کا واجب کرنیوالا ہو اور ایسا نہو جو کبھی اتفاقًا ہوتا ہے[3] اور وہ حدث سماوی ہو یعنے بندہ کا اُسمین یا اُسکے سبب مین کچھ اختیار نہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہے پس اگر نماز مین پیشاب یا پاخانہ یا ریح یا نکسیر کا عمدًا حدث کیا تو اُسکی نماز فاسد ہو جاویگی اور اُسپر بنا نہ کریگا اور اگر عمدًا

[1] یعنی شک نہین کہ وہ ایک ہی نماز ہے اور دونون کا جو از ظاہر متعلق بحکم ہے مثلاً دو شخصون مین ایک نے اس نماز کی نسبت ظہر کی قسم کھائی تھی اور دوسرے نے عصر کی اور پھر ایسے وقت اختلاف ہوا تو مشتبہ وقت کی صورت مین دونون کی قسم سچی ہو جانے کا حکم ہوگا۔ رہا از راہ دیانت تو ظاہر ہے کہ اعادہ کرین فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب ۱۲ [2] یعنے جس مقام تک نماز ہو چکی تھی اُسی پر باقی کو مبنی کرکے تمام کرے یعنے اگر چاہے تو ایسا کرنا جائز ہے ۱۲ [3] یعنے اگر شاذ و نادر الوقوع ہو جیسے تو ندی سے پانی جاری ہونا تو اُسمین از سر نو پڑھے ۱۲ عسه اس مسئلہ مین اختلاف ہے ابو یوسف کے نزدیک بندہ نے مرد نمازی ہے تو جس فعل مین نمازی کا اختیار نہو گا اُنکے نزدیک وہ آسمانی ہوگا اور طرفین کے نزدیک جو فعل ایسا ہو کہ کسی بندہ کے اختیار مین نہو وہ آسمانی ہوگا ۱۲

نہین کیا پس اگر حدث غسل کا واجب کرنیوالا ہے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر حدث وضو کا واجب کرنیوالا ہے تو اگر آدمی
فعل سے ہے تب بھی یہی حکم ہے امام ابو یوسفؒ کا اسمین خلاف ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر اسکو منھ بھر کر بغیر قصد کے
قے آگئی تو جبتک کلام نہین کیا ہے وضو کرکے بنا کر سکتا ہے اور اگر عمداً قے کی تو بنا نہین کر سکتا یہ محیط مین لکھا
ہے اگر مصلی کو بغیر اسکے فعل کے حدث ہوا مثلاً اسکے کوئی گولی لگ گئی یا کسی آدمی نے پتھر یا ڈھیلا مارا اور سر
پھٹ گیا یا کسی آدمی نے اسکے زخم کو چھوا اور اسمین سے خون نکلنے لگا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے
قول کے بموجب بنا جائز ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر چھت مین سے ڈھیلا یا تختہ گرا اور اسکا
سر پھٹ گیا تو اگر کسی کے گذرنے کے سبب سے وہ گرا تھا تو از سر نو نماز پڑھیگا امام ابو یوسفؒ کا اس مین
خلاف ہے اور اگر کسی کے گذرنے کیوجہ سے نہین گرا تھا تو بعض مشائخ نے کہا ہے کہ وہ خلاف بنا کریگا اور بعض نے
کہا ہے کہ اسمین اختلاف ہے اور یہی صحیح ہے اسیطرح اگر کسی درخت کے نیچے تھا اور اسمین سے کوئی پھل گرا اور اس سے
زخم ہوگیا تو بھی یہی حکم ہے اگر اسکے پانوٗن مین کانٹا لگ گیا یا سجدہ کرنے مین پیشانی مین کانٹا لگ گیا اور بغیر اسکے
قصد کے اس مین سے خون نکلنے لگا تو اسپر بنا نہ کریگا اور یہی حکم اس صورت مین کہ بھڑ نے اسکے ڈنک مارا
اور اس سے خون نکلنے لگا اور اگر چھینکا اور اسمین حدث ہوگیا یا کھنکارا اور اسکی قوت سے ریح نکلگئی تو بعضون نے
کہا ہے بنا نہ کریگا یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر عورت کی گدی بغیر اسکے فعل کے گری اور وہ تر تھی تو
سب کے قول کے بموجب وہ بنا کریگی اور اگر اسکے ہلانے سے گری تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ بنا کریگی اور
امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک وہ بنا نہ کریگی یہ تبیین مین لکھا ہے اگر کسی دنبل مین سے خون بہا تو اسکو
دھووے اور وضو کرے اور بنا کرے اور اگر دنبل کو دبانے سے خون بہے یا اسکے گھٹنون مین دنبل تھا اور
سجدہ مین جب اسنے گھٹنے ٹیکے اسمین زخم کا منھ کھل گیا تو یہ عمداً حدث کرنے کے حکم مین ہے اور ان صورتون مین اپنی
نماز پر بنا نہین کر سکتا یہ محیط مین لکھا ہے اگر نماز مین بیہوش ہوگیا یا جنون ہوگیا یا قہقہہ مارا تو وضو کرے اور از سر نو
نماز پڑھے اسیطرح اگر نماز مین سوگیا اور احتلام ہوگیا تو بنا نہ کرے اور اگر کسی عورت کی فرج کو دیکھا اور انزال ہوگیا
تو بنا نہ کرے اگر نمازی کے کپڑے پر پیشاب کی چھینٹین قدر درہم سے زیادہ پڑگئین اور انکو جاکر دھویا تو ظاہر
روایت کے بموجب اسپر بنا نہ کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور منجملہ انکے یہ ہے کہ حدث کے ساتھ ہی نماز سے
پھر جاوے یہانتک کہ اگر ایک رکن حدث کی حالت مین ادا کیا یا اس جگہ اسقدر ٹھہرا کہ ایک رکن ادا کر لیتا
تو اسکی نماز فاسد ہوجاویگی اگر جانے مین قرأت پڑھی تو نماز فاسد ہوجاویگی اور آتے مین پڑھیگا تو فاسد ہوگی
بعضون نے کہا ہے حکم برعکس ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونون مین فاسد ہوتی ہے اور تسبیح[1] اور تہلیل اصح قول کے
بموجب بنا کو منع نہین کرتی ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر امام کو رکوع مین حدث ہوا اور اسنے سر اٹھاکر
سمع اللہ لمن حمدہ کہا یا سجدہ مین حدث ہوا اور سر اٹھاکر اللہ اکبر کہا اور کہنے مین نماز کے رکن ادا کرنے کا

---

[1] یعنے سبحان اللہ پڑھنے اور لا الہ الا اللہ پڑھنے سے بنا کا جواز اصح قول پر باقی رہتا ہے ۱۲

ارادہ کیا تو سب کی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر ادائے رکن کا ارادہ نہین کیا تو اسمین امام ابو حنیفہ رح سے دو روایتین ہین یہ کافی مین لکھا ہے امام کو سجدہ مین حدث ہوا اور اُس نے اللہ اکبر کہتے ہوے سر اُٹھایا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر بلا تکبیر کے سر اُٹھایا تو نماز فاسد نہوگی پھر دوسرے کو خلیفہ کرے یہ وجیز کردری مین لکھا ہے اور اگر سوتے مین حدث ہوا پھر تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوا تو اُسیوقت بنا کرے اور اگر تھوڑی دیر بیداری مین توقف کیا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ بعد حدث کے کوئی ایسا فعل نہ کرے کہ اگر حدث نہوتا تو منافی صلوٰۃ کے ہوتا صرف وہی افعال کرے جو اُسوقت ضروری یا ضروری امور کے ضروریات مین سے ہین یا اُسکے توابع اور تتمات مین سے ہین یہانتک کہ اگر کسیکو حدث ہوا پھر اُسنے کلام کیا یا عمداً حدث کیا یا قہقہہ لگایا یا کھایا یا پیا یا مثل اُسکے کوئی اور کام کیا تو بنا جائز نہوگی اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ اگر مجنون ہوگیا یا بیہوش ہوگیا یا جنابت ہوگئی یہ بدائع مین لکھا ہے یا کسی عورت کی فرج کی طرف کو دیکھا اور انزال ہوگیا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور کسی برتن سے یا کنوین[1] سے پانی لیا اور اُسکی حاجت ہی پھر وضو کیا تو بنا جائز ہے اور اگر استنجا کیا پس اگر ستر کھولا تو بنا باطل ہوگئی یہ بدائع مین لکھا ہے مصلی کو حدث ہوا اور وضو کرنے کیلیے گیا اور اُسکا ستر وضو مین کھل گیا یا اُسنے خود کھولا تو قاضی ابو علی نسفی نے کہا ہی کہ بغیر اُسکے چارہ نہ تھا تو نماز اُسکی فاسد نہوگی یہ نہایہ مین لکھا ہے اگر عورت وضو کے واسطے اپنی باہین کھولے تو اُسکی نماز باطل ہو جاویگی یہی صحیح ہے جب وضو کرے تو تین تین بار اعضا کو دھووے اور پورے سر پر مسح کرے اور کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور تمام سنتین وضو کی[2] ادا کرے یہی اصح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے لیکن اگر اُسنے چار چار بار دھویا تو از سر نو نماز پڑھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اگر حدث ہوا اور پانی دور ہے اور کنوان قریب ہے تو پانی تک جانے اور کنوین سے پانی نکالنے مین جسمین مشقت کم ہو اُسی کو اختیار کرے اور صحیح یہ ہے کہ اگر کنوین سے پانی نکالے تو از سر نو نماز پڑھے یہ مضمرات مین لکھا ہے یہی مختار ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے نماز پڑھتے مین حدث ہوا اور اُسکے گھر مین پانی ہے اور اس سے وضو نہ کیا اور حوض کا قصد کیا اور گھر اُسکا بہ نسبت حوض کے قریب تھا تو اگر حوض اور گھر مین دو صفون سے کم فاصلہ تھا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر اُس سے زیادہ تھا تو نماز فاسد ہو جاویگی اگر اُسکے گھر مین پانی تھا اور عادت اُسکی حوض سے وضو کرنے کی تھی اور گھر کے پانی کو بھول گیا اور حوض پر جاکر وضو کیا تو اپنی نماز پر بنا کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر حوض پر وضو کو جگہ مل گئی پھر وہان سے دوسری جگہ کو ہٹ گیا تو اگر کسی عذر سے ہٹا مثلاً وہ پہلا مکان تنگ تھا تو بنا کر سکتا ہی نہین تو بنا نہین کر سکتا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اگر وضو کیا اور اُسکو یاد آیا کہ مین نے سر پر مسح

---

[1] یون ہی اگر رسی لانے کی ضرورت ہوئی لیکن مضمرات مین کہا کہ صحیح یہ کہ کنوین سے پانی بھرنے مین بنا کرے اور خلاصہ مین کہ یہی مختار ہے ۱۲ م [2] بعض نے کہا کہ قدر ضرورت صرف فرائض پر اکتفا کرے ۱۲ م

نہین کیا اور جاکر مسح کر آیا تو بنا جائز ہی اور اگر یاد نہ آیا یہانتک کہ نماز کو کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا تو از سر نو نماز پڑھے
یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر اپنا کپڑا بھول گیا تھا اور لوٹ کر کپڑا اُٹھایا تو از سر نو نماز پڑھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے
مصلی کو حدث ہوا اور مسجد کے اندر برتن مین پانی تھا اُس سے وضو کیا اور پھر اپنی نماز کی جگہ تک برتن اُٹھا کر
لیگیا اگر ایک ہی ہاتھ سے اُٹھایا ہی تو بنا جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے مصلی کو حدث ہوا اور وضو کرنے کیلیے
اپنے گھر کو گیا دروازہ بند تھا اُسکو کھولا پھر وضو کیا پس جب نکلے تو اگر چور کا خوف ہی تو دروازہ بند کرے ورنہ
بند نہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اگر برتن کو پانی سے بھر کر دونون ہاتھون سے اُٹھایا تو بنا نہ کرے اور
اگر ایک ہاتھ سے اُٹھایا تو بنا جائز ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اگر کوئی ایسی نجاست لگ گئی جس سے نماز نہ
جائز نہین اُسکو دھویا اگر وہ نجاست اسی حدث کیوجہ سے لگی تھی تو بنا کر سکتا ہی اور اگر کسی اور وجہ سے لگی تھی
تو بنا نہین کر سکتا امام ابو یوسفؒ کا اسمین خلاف ہی اگر کچھ نجاست کسی اور وجہ اور کچھ حدث کیوجہ سے لگی
تھی تو بنا نہین کر سکتا اگرچہ دونون نجاستین ایک ہی جگہ ہون یہ تبیین مین لکھا ہے اگر اُسکے کپڑے پہ نجاست
لگ گئی اور اُس کپڑے کا نکالنا ممکن ہی اور دوسرا کپڑا مل گیا اور اُسیوقت اُس کپڑے کو نکالدیا تو جائز ہے
اور اگر اُس کپڑے کو نکالنا ممکن نہین مثلاً دوسرا کپڑا موجود نہین تو اگر اُسی کپڑے سے نماز کا کوئی جزو ادا کیا
تو بالاجماع نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر اس سے نماز کا کوئی جزو ادا نہین کیا لیکن کچھ دیر ٹھہرا تو اگرچہ بہت دیر ٹھہرا
ہو نماز فاسد نہو گی اور اگر اُسیوقت اُس کپڑے کا نکال دینا ممکن ہے مثلاً دوسرا کپڑا مل گیا مگر اُسنے اُس کپڑے
کو نہ نکالا اور اُس سے نماز کا کوئی جزو بھی ادا نہین کیا تو اسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہی امام ابو حنیفہؒ
اور امام ابو یوسفؒ نے کہا ہے کہ نماز فاسد ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر مصلی کو حدث ہو گیا اور وضو
کرنے کیلیے گیا پھر عمداً اور حدث کر دیا تو بنا اُسکے واسطے جائز نہو گی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور
منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اُس حدث سماوی کے بعد کوئی پہلا اور حدث ظاہر نہو تو بنا جائز ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی
اگر کوئی شخص موزون پر مسح کرکے نماز پڑھتا تھا اور اُسکو حدث ہو گیا اور وضو کے لیے گیا اور وضو کے درمیان
مین مدت مسح کی تمام ہو گئی تو از سر نو نماز پڑھے یہی صحیح ہے جیسے کوئی تیمم سے نماز پڑھتا تھا اور حدث ہو گیا اور
پھر تیمم کے واسطے گیا اور پانی مل گیا تو بنا نہ کرے اور یہی حکم ہے مستحاضہ عورت کا جب اُسکو نماز مین حدث ہو جاوے
اور وہ اُسکو رفع کرنے کے واسطے جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اسیطرح جبیرہ پر مسح کرنے والے کا
اگر اسوقت زخم اچھا ہو جاوے یا کسی کا زخم بہتا تھا اور وقت نماز کا نکلگیا تو بنا جائز نہین[1] یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی
منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اگر مقتدی ہی اور امام ابھی نماز سے فارغ نہین ہوا اور امام اور اُسکے درمیان مین کوئی
ایسا حائل ہے کہ اُسکو اپنے وضو کی جگہ سے اقتدا جائز نہین تو اُسکے پاس پھر آوے اور امام اگر فارغ ہو چکا تو عود
نہ کرے اور اگر عود کیا تو اُسکی نماز کے فاسد ہونے مین اختلاف ہی اور اگر وہ اپنی جگہ سے اقتدا کر سکتا ہی اور کوئی

[1] غرضکہ ہر معذور کا وقت نکل گیا تو نماز باطل ہوئی ۱۲

مانع اقتدا کا نہین تو اسی جگہ سے اقتدا کرے امام کے پاس نہ آوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر علیحدہ نماز پڑھتا تھا تو وضو کے بعد اُسکو اختیار ہے کہ وہین تمام کرے یا اپنے مصلی پر جاوے مصلی پر جانا افضل ہے یہ کافی مین لکھا ہے اور اگر امام کو حدث ہوا تھا اور وہ کسی دوسرے کو امام کرکے وضو کو گیا تھا اگر وہ امام نماز سے فارغ ہو چکا تو پہلا امام منفرد کے حکم مین ہی چاہے وہین نماز پڑھے چاہے مصلی پر آوے اور اگر ابھی فارغ نہین ہوا تو امام جماعت مین آوے اور اپنے خلیفہ کے پیچھے نماز تمام کرے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے اور **منجملہ** اُنکے یہ ہے کہ اگر صاحب ترتیب[1] کو یہ حدث سماوی ہووے تو اُسکو بعد حدث کے اپنی کسی نماز کا فوت ہوجانا نہ یاد آجاوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور **منجملہ** اُنکے یہ ہی کہ اگر امام کو حدث ہوا ہی تو کسی ایسے کو خلیفہ نہ کرے جو امامت کے لائق نہو پس اگر کسی عورت کو خلیفہ کر دیا تو از سر نو نماز پڑھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی

فصل خلیفہ کرنے کے بیان مین

جن صورتون مین نماز کا بنا کرنا جائز ہے اُنمین امام کو چاہیے کہ کسیکو خلیفہ کرے اور جن صورتون مین بنا جائز نہین اُن صورتون مین خلیفہ نہین کرسکتا اور جس امام کو حدث ہوا ہے جو شخص ابتدا سے اُسکا امام بننے کی صلاحیت رکھتا تھا وہ اُسکا خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے اور جو شخص ابتدا سے اُسکے امام بننے کی صلاحیت نہین رکھتا تھا وہ اُسکا خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت نہین رکھتا یہ محیط مین ہے اور خلیفہ کرنے کی صورت یہ ہی کہ جھکا ہوا پیچھے کو ہٹے اور ناک پر ہاتھ رکھ لے تاکہ اورون کو یہ وہم ہو کہ نکسیر پھوٹی اور پہلی صف مین سے اشارہ سے کسیکو خلیفہ کر دیوے کلام سے نہ کرے جنگل مین جبتک صفون سے باہر نہین ہوا اور مسجد مین جبتک کہ مسجد سے باہر نہین نکلا خلیفہ کرنے کا اختیار ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اگر امام کو حدث ہوا اور اُسنے کسی شخص کو خلیفہ کیا جو مسجد سے خارج تھا مگر وہان تک صفین مسجد کی صفون سے ملی ہوئی تھین تو اُسکا خلیفہ کرنا صحیح نہوگا اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قوم کی نماز فاسد ہوگی اور امام کی نماز فاسد ہونے مین دو روایتین ہین اصح یہ ہے کہ فاسد ہو جاوے گی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اولے یہ ہے کہ امام مسبوق کو خلیفہ نہ کرے اور اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو اُسکو چاہیے کہ وہ قبول نہ کرے اور اگر وہ قبول کرلے تو جائز ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر مسبوق بڑھ گیا تو اُسکو چاہیے کہ جہان سے امام نے چھوڑا ہے وہان سے نماز شروع کرے اور جب سلام کے قریب پہونچے تو کسی ایسے شخص کو بڑھا دے جسکو پوری نماز ملی ہو وہ جماعت کے ساتھ سلام پھیر دے اگر مسبوق خلیفہ نے امام کی نماز تمام ہونے کے وقت قہقہہ لگایا یا عمداً حدث کیا یا کلام کیا یا مسجد سے خارج ہوا تو اُسکی نماز فاسد ہوگئی اور قوم کی نماز پوری ہی اور پہلا امام اگر نماز سے فارغ ہو چکا تو اُس کی نماز فاسد نہوگی اور اگر فارغ نہین ہوا

[1] اور ترتیب یہان عذر سے ساقط بھی ہو ورنہ اگر تنگی وقت کیوجہ سے ترتیب ساقط ہو تو یاد آنا کچھ مضر نہین اور بنا جائز رہیگی ۱۲ [2] خلیفہ بنانا امام محدث پر واجب نہین ہی مگر پہلا استحقاق خلیفہ بنانیکا اسی کو ہی ۱۲ م [3] یہ صورت داہنے اور بائین اور پیچھے کی جانب مین ہوئی اور آگے کیطرف حد سترہ مین بڑھتا ہو اور اگر سترہ نہو تو سجدہ کی جگہ سے تجاوز کرنا اسکے بعد نماز جاتی رہیگی اور خلیفہ کرنا درست نہوگا کذا فی الطحطاوی ۱۲ [4] پھر یہ مسبوق اپنی نماز پوری کرلے ۱۲ م [5] اگر کلام کے ساتھ خلیفہ کیا تو کل کی نماز فاسد ہوئی خواہ عمداً ہو یا سہواً یا جہلاً ۱۲ ع

تو فاسد ہوجاویگی یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر امام سے رکوع چھوٹ گیا ہے تو خلیفہ کو اسطرح اشارہ بتاوے
کہ اپنا ہاتھ گھٹنے پر رکھدے اور اگر سجدہ چھوٹ گیا ہے تو پیشانی پر ہاتھ رکھدے اور قرأت چھوٹی ہے تو مُنھ
پر ہاتھ رکھدے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر کوئی رکعت اسپر باقی ہے تو ایک انگلی سے اشارہ کردے
اور اگر دو رکعتین باقی ہین تو دو انگلیون سے اشارہ کرے اور اگر سجدۂ تلاوت باقی ہے تو پیشانی اور زبان
پر اُنگلی رکھے اور اگر سجدۂ سہو باقی ہو تو دل پر رکھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے یہ اُسوقت ہے کہ جب خلیفہ کو یہ باتین
معلوم نہون اور اگر معلوم ہون تو کچھ حاجت نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے کسی شخص نے چار رکعتون کی
نماز مین امام کا اقتدا کیا اور امام کو حدث ہوگیا اور اُسنے اسی شخص کو بڑھا دیا اور مقتدی کو یہ معلوم نہین کہ
امام نے کسقدر نماز پڑھی ہے اور کتنی اُسپر باقی ہے تو مقتدی کو چاہیے چار رکعتین پڑھے اور احتیاطاً ہر
رکعت مین بیٹھ جاوے یہ فتاوے قاضیخان کی فصل مسبوق مین لکھا ہے اور اگر لاحق کو خلیفہ کیا تو خلیفہ کو
چاہیے کہ قوم کو اشارہ کرے اور اپنی نماز ادا کرے پھر جماعت کی نماز تمام کراوے اور اگر ایسا نہ کیا اور
امام کی نماز پڑھنے لگا اور جب سلام کے موقع پر پہونچا اور دوسرے کو سلام پھیرنے کے واسطے خلیفہ کردیا
تو ہمارے نزدیک جائز ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے اور جب امام کو حدث ہوا ہے اُسکی امامت اُسوقت تک
قائم رہیگی جبتک مسجد سے خارج ہو یا کسی اور کو خلیفہ کرے اور وہ خلیفہ اُسکی جگہ آکھڑا ہو اور امامت کی نیت
کرلے یا قوم کسی اور کو خلیفہ کرے اور اگر ان امور مین سے ایک امر بھی نہو اور امام نے مسجد کے کنارہ پر وضو کیا
اور جماعت اُسکی منتظر رہی اور پھر امام اپنی جگہ پر آیا اور اُنکے ساتھ نماز تمام کی تو جائز ہے اور اگر نہ امام نے
کسیکو خلیفہ کیا نہ قوم نے یہانتک کہ امام مسجد سے باہر نکل گیا تو قوم کی نماز فاسد ہوجاویگی اور امام وضو
کرکے بنا کرے اسلیے کہ وہ اپنی ذات کے واسطے منفرد کے حکم مین ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر کوئی
شخص بغیر کسی کے بڑھائے خود ہی بڑھ گیا اور امام کے مسجد سے خارج ہونے سے پہلے امام کی جگہ کھڑا ہوگیا
تو جائز ہے اور اگر اُس شخص کے محراب تک پہونچنے سے پہلے امام مسجد سے خارج ہوگیا اور اُسکے بعد وہ
امام کی جگہ کھڑا ہوگیا تو اُس شخص کی اور قوم کی نماز فاسد ہوگی اور امام کی نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضیخان
مین لکھا ہے اگر امام کے پیچھے ایک ہی شخص ہو اور امام کو حدث ہو تو وہ شخص امامت کیلیے معین ہوگیا خواہ امام
اُسکو اپنی نیت مین معین کرے یا نہ کرے اگر امام نے ایک شخص کو بڑھایا اور قوم نے دوسرے شخص کو بڑھایا تو
امام وہی ہوگا جسکو امام نے بڑھایا ہے لیکن اگر اسکے نیت کرنے سے پہلے قوم دوسرے شخص کے اقتدا کی
نیت کرلے تو دوسرا شخص امام ہوجاویگا اور اگر قوم سے ہر گروہ نے ایک ایک شخص کو بڑھایا تو جسکی طرف

سلہ سجدہ نمازی کیلیے ایک باقی ہو تو پیشانی پر ایک انگلی ورنہ دو انگلیان رکھے ۱۲ جوامع الفقہ سلہ اور از سر نو پڑھنا امام کا افضل ہی واسطے بچنے کے خلاف سے امام شافعی کے نزدیک استخلاف جائز نہین اسلیے نماز نئے سرے سے پڑھنا افضل ہی تاکہ سب کے نزدیک نماز ہوجاوے ۱۲ سلہ اور اگر امام نے اشارہ کیا مسبوق کو کہ مین نے پہلے دوگانہ مین قرأت نہین پڑھی تو چارون رکعتون مین قرأت مسبوق پر فرض ہوگی دو مین بوجہ نیابت امام کے اور دو مین خود اسکی نماز ہین۔ اس مسئلہ کی چیستان یون بھی جاتی ہی کہ کونسا نمازی ہی جسپر چارون رکعتون مین قرأت فرض ہی ۱۲

اکثر ہونگے وہی امام ہوگا اور اگر برابر ہون تو کل کی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر دو شخص بڑھے تو جو شخص پہلے امام کی
جگہ پر پہونچ گیا وہی امام ہے اور اگر بڑھنے مین دونون برابر ہین اور بعضون نے ایک سے اقتدا کیا اور بعضون نے
دوسرے سے تو جس سے بہت لوگون نے اقتدا کیا ہے اُسی کی نماز صحیح ہوگی اور جس سے کم لوگون نے اقتدا
کیا ہے اُسکی نماز فاسد ہوگی اور اگر دونون طرف آدمی برابر ہین تو کسیکی ترجیح ممکن نہوگی اور دونون کی نماز
فاسد ہو جاویگی یہ تبیین مین لکھا ہے اگر امام نے صفون کے آخر مین سے کسیکو خلیفہ کیا اور خود مسجد سے خارج
ہوگیا تو اگر خلیفہ نے اُسیوقت امامت کی نیت کرلی تو امام ہو جاویگا مگر جو شخص اُس سے آگے ہے اُسکی
نماز فاسد ہو جاویگی اور امام کی نماز اور جو شخص خلیفہ کے داہنے اور بائین ہین اور جو پیچھے ہین اُنکی نماز فاسد
نہوگی اور اگر اُسنے یہ نیت کی کہ جب امام کی جگہ کھڑا ہونگا اُسوقت امام بنونگا اور امام قبل اس سے کہ
خلیفہ اُسکی جگہ پہونچے امامت کی نیت کرے مسجد سے خارج ہوگیا تو ان سب کی نماز فاسد ہو جاویگی خلیفہ
اور قوم کی نماز جائز ہونے کیلیے یہ شرط ہے کہ امام کے مسجد سے خارج ہونے سے پہلے خلیفہ محراب مین
پہونچے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر امام نے کسی کو خلیفہ کیا اور خلیفہ نے کسی اور شخص کو خلیفہ کیا فضلی رحمہ اللہ نے کہا ہے
کہ اگر پہلا امام ابھی مسجد سے خارج نہین ہوا اور خلیفہ امام کی جگہ نہین پہونچا اُس حالت مین کسی اور کو خلیفہ کر دیا
تو جائز ہے اور ایسا ہو جائیگا گویا کہ وہ خود بڑھا ہے یا پہلے امام نے اُسکو بڑھایا ہے ورنہ جائز نہین یہ خلاصہ
مین لکھا ہے اگر کسیکو حدث ہوا اور اُسکے ساتھ کوئی اور نہ تھا اور وہ ابھی مسجد سے نہ نکلا تھا کہ کسی اور شخص نے
آکر اُس سے اقتدا کر لیا پھر امام مسجد سے نکلا تو ہمارے اصحاب کے نزدیک دوسرا شخص پہلے کا خلیفہ ہو جائیگا یہ ظہیریہ
مین لکھا ہے اگر قرأت مین رُک گیا تو چاہیے کہ دوسرے کو خلیفہ کرے یہ حکم اُسوقت ہے کہ اسقدر قرأت نہ کی ہو جس سے
نماز جائز ہو جاتی ہے[1] اور شرمندگی اور خوف کیوجہ سے قرأت سے بند ہوگیا بھولا نہو لیکن اسقدر قرأت کرلی ہے
جس سے نماز جائز ہوتی ہے تو خلیفہ نہ کرے بلکہ رکوع کرے اور اسیطرح نماز پڑھتا ہے اور اگر خلیفہ کریگا
تو نماز اُسکی فاسد ہو جاویگی اسلیے کہ خلیفہ کی ضرورت نہین ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر قرأت کرنا بالکل
بھولگیا تو خلیفہ کرنا بالاجماع جائز نہین[2] یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے ایک مسافر نے مسافر سے اقتدا کیا اور امام کو حدث
ہوگیا اور اُسنے کسی مقیم کو خلیفہ کر دیا تو مسافر مقتدی کو پوری نماز پڑھنا لازم نہوگی اور اگر مسافر کو خلیفہ کیا اور
اُسنے اسوقت نیت اقامت کی کرلی تب جماعت والے مسافرون کو پوری نماز پڑھنا لازم نہوگی یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہے اور اسی سے ملتے ہوے ہین یہ مسئلے کسی کو حدث کا گمان[3] ہوا اور مسجد سے خارج ہوگیا پھر

---

[1] بدلیل حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کہ اُنھون نے جب آپ ہٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بائی تو قرأت سے بند ہوے اور پیچھے ہٹ گئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھکر نماز کو تمام کیا تو اگر یہ امر جائز نہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نہ کرتے اور فرض کے مقدار کی قید اسوجہ سے لگائی کہ اگر بعد پڑھنے مقدار فرض کے کریگا تو خلیفہ کرنا بالاجماع ناجائز ہوگا ۱۲ [2] اسلیے کہ امام اس صورت مین امی ہوگیا اور قوم کی نماز باطل ہوگئی تو اگر منفرد کو یہ صورت پیش ہوگی تو وہ بھی بنا نہ کر سکیگا کہ اسنے اشتباہی اور اگر لگ جاے امام کو نجاست مانع نماز کی مثلاً امام کو نکسیر پھوٹی اور زائد از قدر درہم اُسکے کپڑے کو لگ گئی تو اس نجاست سے نماز فاسد نہوگی وضو کے ساتھ کپڑا دھو کر بنا کر سکتا ہے ہان اگر خارج سے نجاست مانع لگیگی تو مفسد ہوگی ۱۲ [3] مثلاً گمان ہوا کہ قطرہ اُتر آیا پس مسجد سے نکلکر یہ ظاہر ہوا کہ نہین اُترا تو سنے سرے سے نماز پڑھے ۱۲

معلوم ہوا کہ اُسکو حدث نہین ہوا تو از سر نو نماز پڑھے اور اگر مسجد سے خارج نہین ہوا ہے تو جسقدر باقی رہی ہے
اسی کو پورا کر لے یہ ہدایہ مین لکھا ہے برخلاف اُسکے اگر کسیکو یہ گمان ہوا کہ اُسنے بغیر وضو نماز شروع کر دی
یا موزون پر مسح کیا تھا اور گمان ہوا کہ مدت مسح کی گذر چکی یا تیمم کیے ہوے تھا اور دور سے ریتا دیکھکر اُسپر پانی
کا گمان کر لیا یا صاحب ترتیب کو ظہر مین یہ گمان ہوا کہ مین نے فجر کی نماز نہین پڑھی یا کوئی داغ کپڑے پر دیکھا
اور اُسکو نجاست سمجھ لیا اور نماز سے پھر گیا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور گھر اور عیدگاہ اور جنازہ کی نماز پڑھنے کا
مکان بمنزلہ مسجد کے ہین اور جنگل مین جہانتک صفون کی جگہ ہو مسجد کے حکم مین ہے اور اگر امام کو حدث ہوا
اور آگے کو بڑھا اور اُسکے سامنے سترہ نہ تھا تو جسقدر صفون کی جگہ اُسکے پیچھے ہے اُسیقدر کا سامنا اعتبار کیا جائیگا
اور اگر اُسکے سامنے سترہ ہے تو وہین تک حد ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اگر جنگل مین اکیلا نماز پڑھتا ہے تو
سامنے اُسکے جہانتک سجدہ کی جگہ ہے اور اُسیقدر داہنے اور اُسیقدر بائین اور اُسیقدر پیچھے مسجد کے حکم
مین ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور عورت جب اپنی نماز پڑھنے کی جگہ سے اُتری تو نماز اُسکی فاسد ہو گئی اسلیے
کہ اُسکے مصلی کو اُسکے واسطے وہی حکم ہے جو مردون کو مسجد کا ہوتا ہے اسیواسطے وہ اپنے مصلی پر اعتکاف
کرتی ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر نماز پڑھنے والے کو یہ خوف ہوا کہ مجھے حدث ہو جائیگا اور وہ نماز سے پھر گیا
پھر اُسکو حدث ہوا تو اُسپر بنا نہین کر سکتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے جو صورتین آگے بیان ہوتی ہین اُنمین
نماز باطل ہو جاتی ہے۔ جسوقت صبح کی نماز مین سورج نکل آوے یا جمعہ کی نماز مین عصر کا وقت داخل ہو جاوے
یا کسی نے زخم پر لکڑیان باندھی تھین زخم اچھا ہو کر وہ لکڑیان گر گئین یا کسی امی کو خلیفہ کر دیا یا اشارہ سے
نماز پڑھتا تھا اور اب رکوع اور سجدہ کی طاقت ہو گئی یا عذر والے کا عذر جاتا رہا یا موزون پر مسح کیا تھا اُنکی
مدت گذر گئی اور پانی ملتا تھا اگر پانی نہ ملتا ہو تو نماز باطل نہوگی اور بعضون نے کہا ہے باطل ہوگی یا موزون پر
مسح کیا تھا اور تھوڑے عمل سے موزے نکالے مثلاً موزے بہت ڈھیلے ہون اُنکے نکالنے مین بہت سے عمل کی حاجت
نہین ہوتی اور اگر موزہ عمل کثیر سے نکالے تو بالاجماع (یعنے بعد تشہد کے ۱۲) نماز اُسکی پوری ہو گئی یا امی نماز پڑھتا تھا اور اُسکو کوئی
سورۃ یاد آ گئی یا کوئی شخص قرآن پڑھتا تھا اُس سے سیکھنے مین مشغول نہین ہوا صرف سُنکر یاد کر لی اور اگر حقیقت
مین اُس سے سیکھا تو نماز تمام ہو جاویگی یہ اُسوقت ہے کہ امی اکیلا نماز پڑھتا ہو یا ایسی صورت مین امامت کرتا ہو کہ اُسکی
امامت جائز ہے لیکن اگر قاری کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اکثر فقہا کے نزدیک نماز اُسکی فاسد ہو جاویگی اور فقیہ
ابو اللیث کے نزدیک فاسد نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے[1] یہ ظہیریہ مین لکھا ہے یا ننگے کو ایسا کپڑا ملگیا
جس سے نماز جائز ہے یعنے اسمین ایسی نجاست نہین لگی ہے جو مانع صلوۃ ہو یا اُسمین ایسی نجاست لگی ہے اور اُسکے
پاس ایسی چیز موجود ہے جس سے نجاست کو دور کر سکے یا اُسکے پاس نجاست دور کرنیوالی کوئی چیز نہین ہے لیکن

---

[1] بحر الرائق مین لکھا کہ وجہ صحیح ہونیکی مقتدی کی نماز کی یہ ہے کہ امام کی قراءت ہے تو اُسکی نماز کا شروع کامل طور پر تھا تو آخر مین آیت سیکھنے سے قوی کی بنا ضعیف پر لازم نہین آتی اس سے معلوم ہوا کہ اگر نمازی منفرد ہوگا تو مسئلہ مختلف فیہ رہیگا ۱۲ د

چوتھائی کپڑا یا اُس سے زیادہ پاک ہے اور اُس سے ستر ڈھک سکتا ہی یا تیمم سے نماز پڑھتا تھا اور پانی کے استعمال پر قادر ہو گیا یا کسی نماز کا فوت ہونا یاد آیا اور ابھی ترتیب ساقط نہین ہوئی ہے یا اگر وضو کرنے کے تیمم کرنیوالے کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور اُس مقتدی نے پانی دیکھ لیا یا مقتدی تھا اور امام سے کوئی نماز فوت ہو گئی تھی اور امام صاحب ترتیب تھا اور مقتدی کو امام کی نماز کا فوت ہونا یاد آیا تو فقط مقتدی کی نماز باطل ہو گی یہ تبیین مین لکھا ہے ان سب صورتون مین جو نماز باطل ہوتی ہی یہ نفل بھی نہین ہو سکتی مگر تین مسئلون مین ہو سکتی ہی اور وہ یہ ہین کہ نماز کا فوت ہونا یاد آیا یا سورج صبح کی نماز مین طلوع ہو گیا یا جمعہ کی نماز مین ظہر کا وقت نکل گیا تو وہ نفل ہو جاویگی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے روایات مشہورہ کے بموجب یہ بارہ مسئلے ہین اُسپر بعض مسئلے اور بھی زیادہ کیے گئے ہین منجملہ اُنکے یہ ہی کہ نجس کپڑے سے نماز پڑھتا تھا اب کوئی ایسی چیز ملگئی جس سے نجاست دھو سکتا ہے اور منجملہ اُسکے یہ ہی کہ قضا نماز پڑھتا تھا اور زوال کا وقت داخل ہو گیا یا سورج غروب کیوقت سے متغیر ہو گیا یا طلوع ہو گیا اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ باندی بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھتی تھی اور اسی حالت مین آزاد ہو گئی اور اُسنے اُسی وقت اپنا ستر نہین ڈھک لیا یہ سارے مسئلے ایسے ہین کہ اگر کسیکو ایک انمین سے ایسے وقت مین عارض ہو کہ بقدر تشہد کے بیٹھ چکا ہے یا سہو کے سجدہ مین عارض ہو تو اُسکی نماز بھی باطل ہو جاویگی اور اگر وہ امام ہے تو اُسکے مقتدیون کی نماز بھی باطل ہو جاویگی اور اگر سلام پھیر دیا اور اُسپر سہو کا سجدہ باقی ہے اسوقت مین کوئی صورت ان صورتون مین سے اسپر عارض ہوئی تو اگر سجدہ کیا تو نماز باطل ہو گئی ورنہ باطل نہین اور اگر قوم نے امام کے بقدر تشہد کے بیٹھنے کے بعد امام سے پہلے سلام پھیر دیا پھر امام پر ان صورتون مین سے کوئی صورت عارض ہوئی تو امام کی نماز باطل ہو گی قوم کی نماز باطل نہو گی اور اسیطرح اگر امام نے سہو کا سجدہ کیا اور قوم نے سجدہ نہ کیا پھر امام پر انمین کی کوئی صورت عارض ہوئی تب بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی

ساتوان باب اُن چیزون کے بیان مین جنسے نماز فاسد یا مکروہ ہوتی ہے۔

اور اسمین دو فصلین ہین **پہلی فصل**۔ نماز کی فاسد کرنے والی چیزون کے بیان مین۔ نماز کی فاسد کرنے والی دو قسم کی چیزین ہوتی ہین قول اور فعل **پہلی قسم** اقوال ہین۔ اگر نماز مین بھول کر یا جانکر خطا سے یا ارادے سے تھوڑا یا بہت کلام کیا خواہ وہ اپنی نماز کی اصلاح کے واسطے کیا مثلاً امام قعدہ کے موقع پر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے کہا بیٹھ جا یا قیام کے وقت بیٹھ گیا اور مقتدی نے کہا کھڑا ہو جا یا وہ کلام امام کی نماز کے واسطے نہو اور جیسے لوگ آپسمین باتین کیا کرتے ہین ویسی باتین ہون تو سب صورتون مین ہمارے نزدیک از سر نو نماز پڑھیگا یہ محیط مین لکھا ہے یہ حکم اس صورت مین ہے کہ بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے کلام کرے یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے اور نیز یہ حکم اس صورت مین ہی کہ اسطرح کلام کرے کہ سُنا جاوے اور اگر ایسا کلام کیا کہ سنا نہین جاتا پس اگر وہ خود اُس کو سُنتا ہے تو نماز فاسد ہو گی یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر خود نہین سنتا اور حروف صحیح کہے تو نماز فاسد نہو گی یہ زاہدی مین لکھا ہی نوازل مین ہی کہ اگر نماز کے اندر سوتے مین کلام کیا تو

نماز فاسد ہوگی اور یہی مختار ہی یہ محیط مین لکھا ہے اگر عمداً نماز کا سلام پھیرا تو نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اگر عمداً نہین پھیرا اگر اُسکو یہ گمان ہوا تھا کہ نماز پوری ہوچکی تو نماز فاسد نہین ہوتی اور اگر نماز کو بھی بھول گیا تھا تو نماز فاسد ہوجاویگی اگر کسی شخص کو سلام کیا تو ہر صورت مین نماز[1] فاسد ہوجاویگی یہ شرح ابو المکارم مین لکھا ہے مسبوق نے یہ جانکر سلام پھیرا کہ مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو وہ عمداً سلام ہوا اُسپر بنا جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہی۔ مسبوق نے اگر امام کے ساتھ سلام پھیرا تو اگر اُسکو یہ یاد تھا کہ میری نماز بھی باقی ہی تو نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی اور اگر بھول گیا تھا تو فاسد نہوگی اسواسطے کہ بھولکر سلام کہنا تحریمہ صلوٰۃ سے خارج نہین کرتا یہ شرح طحاوی کے باب سجود سہو مین لکھا ہے۔ کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھی اور دو رکعتون کے بعد اُسکو تراویح سمجھکر سلام پھیر دیا یا ظہر کی نماز مین دو رکعتون کے بعد جمعہ کے گمان سے سلام پھیر دیا یا مقیم نے دو رکعتون کے بعد اپنے آپ کو مسافر سمجھکر سلام پھیر دیا تو از سر نو نماز پڑھے اور اگر دو رکعتون کے بعد اس گمان سے سلام پھیرا کہ یہ چوتھی رکعت ہی تو وہ اسیطرح نماز پڑھتا رہے اور سہو کا سجدہ کرے یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور ان مسائل مین ضابطہ کلیہ یہ ہی کہ سلام مین جو سہو ہوا اگر اصل صلوٰۃ مین سہو ہوا ہی تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر وصف صلوٰۃ مین سہو ہوا ہے تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط کی سترھوین فصل مین لکھا ہی جو سجود سہو کے بیان مین ہی اگر بھولکر کسیکو سلام کرنے کا ارادہ کیا اور جب السلام کہا تو یہ یاد آیا کہ اُسکو نماز کی حالت مین سلام کہنا جائز نہین پس خاموش ہوگیا تو نماز اُسکی فاسد ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر سلام کی نیت سے مصافحہ کیا تو بھی نماز فاسد ہوگی کیونکہ حقیقت مین وہ بھی کلام ہی اشارہ سے بھی سلام کا جواب نہ دے اور اگر اشارہ سے سلام کا جواب دیا یا نماز پڑھنے والے سے کسی نے کوئی چیز مانگی اور اُسنے ہاتھ یا سر سے ہان یا نہین کا اشارہ کیا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہے مگر مکروہ ہوگی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہے۔ کسی شخص نے چھینکا اور نماز پڑھنے والے نے یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ دونون محیط مین لکھا ہے اور اگر خود نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی اور اُسنے خود اپنی طرف خطاب کرکے یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد نہوگی[2] یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر نماز پڑھنے مین چھینکا اور دوسرے نے یرحمک اللہ کہا اور مصلی نے آمین کہا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ منیۃ المصلی اور محیط مین لکھا ہے اور اگر کسی شخص نے چھینکا اور مصلی نے الحمد للہ کہا تو نماز فاسد نہین ہوگی اسلیے کہ وہ جواب نہین ہی اور جواب کا یا اُسکے سمجھانے کا ارادہ کیا تو صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد ہوجاویگی یہ تمرتاشی مین لکھا ہے اور اگر نماز پڑھنے مین چھینکا اور خود الحمد للہ کہا تو نماز فاسد نہوگی اور چاہیے کہ اپنے دل مین کہہ لے اور بہتر یہ ہی کہ ساکت رہے

---

[1] فساد نماز سلام تحیت سے اسلیے ہی کہ وہ کلام مین داخل ہی اور بگمان تراویح اسلیے مفسد ہی کہ نمازی نے قطع نماز کی نیت کی اور حالت قیام کا سلام اسلیے مفسد ہی کہ قیام اُسکا محل نہین اور چونکہ جنازہ مین سلام کھڑے ہونیکی حالت مین ہوتا ہی اسلیے جنازہ مین سلام سہواً کرنا معاف ہی جیسے سلام تحلیل قعدہ مین سہواً معاف ہی ۱۲ و

[2] وجہ فساد کی یہ ہی کہ غیر کیطرف خطاب کی جہت سے یہ جملہ لوگون کے کلام مین داخل ہوگیا اسلیے اگر اپنے نفس کو خطاب کرکے یرحمک اللہ کہیگا تو غیر کو خطاب نہونے کی جہت سے نہ کلام ہوگا نہ مفسد ۱۲ و

یہ خلاصہ مین لکھا ہے جب اُسوقت الحمد للہ نہ کہا تو کیا نماز سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے صحیح یہ ہے کہ کہے اور اگر مقتدی ہی تو فقہا کے قول کے بموجب الحمد للہ نہ کہے نہ آہستہ سے نہ آواز سے یہ تمرتاشی مین لکھا ہی دو شخص[1] نماز پڑھتے تھے اُنمین سے ایک نے چھینکا اور ایک شخص نے جو خارج نماز تھا یرحمک اللہ کہا اور ان دونون نے آمین کہا تو چھینکنے والے کی نماز فاسد ہو جاویگی اور دوسرے کی نماز فاسد نہ ہوگی اسواسطے کہ یرحمک اللہ کہنے والے نے اسکے واسطے دعا نہین کی تھی یہ ظہیریہ اور فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہے۔ فتاوے مین ہے کہ اگر ایک سے خطاب کرکے یرحمک اللہ کہا اور دوسرے شخص نے آمین کہا تو آمین کہنے والے کی نماز فاسد نہوگی اسواسطے کہ اُسکے لیے دعا نہین کی تھی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر قرآن پڑھا یا اللہ کا ذکر کیا اور اُس سے کسی آدمی کو حکم کرنے یا منع کرنے کا ارادہ کیا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر کوئی شخص نماز مین خلل ڈالتا ہی اُسکی تنبیہ کا ارادہ کیا تو فاسد نہوگی یہ تہذیب مین لکھا ہے اگر امام سے کچھ غلطی ہوئی اور مقتدی نے سبحان اللہ کہدیا تو کچھ مضائقہ نہین اسلیے کہ اس سے اصلاح نماز کی مقصود ہی اگر امام دو رکعتون کے بعد قعدہ کرے اور تیسری رکعت کو اُٹھے تو مقتدی کو سبحان اللہ نہ کہنا چاہیے اسلیے کہ جب امام قیام سے قریب ہوگیا تو پھر اُسکو لوٹنا جائز نہین پس اسکا سبحان اللہ کہنا کچھ مفید نہوگا یہ بحر الرائق مین بدائع سے نقل کیا ہے اگر اپنے امام کے سوا غیر کو لقمہ دیا تو نماز فاسد ہو جاویگی لیکن اگر تعلیم کا ارادہ نہین کیا تلاوت کا ارادہ کیا تھا تو فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے ایک مرتبہ کے لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہی کئی بار ہونا شرط نہین یہی اصح ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر غیر نماز پڑھنے والے نے کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دیا اور اُسنے اُسکا لقمہ قبول کر لیا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے اگر اپنے امام کو لقمہ دیا تو نماز فاسد نہوگی پھر بعض کا قول یہ ہے کہ اپنے امام کو لقمہ دے تو تلاوت کا ارادہ کرے اور صحیح یہ ہے کہ اپنے امام کو لقمہ دینے کی نیت کرے قرأت کی نیت نہ کرے فقہا نے کہا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب امام ایسے وقت مین اٹک گیا کہ قرأت بقدر جواز صلوٰۃ نہین کی ہی یا قرأت کے بعد اٹکا اور کوئی اور آیۃ نہین شروع کردی لیکن اگر اسقدر پڑھ لیا ہے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے یا دوسری آیۃ شروع کردی ہے اُسوقت مین لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جاویگی اور صحیح یہ ہی کہ لقمہ دینے والے کی نماز کسی حالت مین فاسد نہوگی اور صحیح قول کے بموجب امام اگر لقمہ قبول کرلے تو اُسکی بھی نماز فاسد نہوگی یہ کافی مین لکھا ہے۔ اور مقتدی کو فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے اسلیے کہ شاید امام کو اُسیوقت یاد آجاوے پس مقتدی کی بغیر حاجت[2] کے امام کے پیچھے قرأت ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور امام کو بھی چاہیے

---

[1] اسکی صورت یون ہی کہ مثلاً حامد اور محمود نماز پڑھتے ہین اور حامد نے چھینک لی تو خالد نے جو خارج نماز تھا یرحمک اللہ کہا یہ سنکر حامد اور محمود دونون نے کہا آمین تو اس صورت مین نماز حامد کی فاسد ہوگی کہ اُسنے خود اپنے حق مین دعا کا جواب دیا اور محمود کی نماز فاسد نہوگی کہ غیر کے لیے آمین کہا کذا فی الطحاوی ۱۲ د [2] یہ صورت شامل ہی مقتدی کے ایک دوسرے کو بتانے کو یا یہ کہ مقتدی منفرد کو بتلاوے یا بالعکس یا یہ کہ نمازی اُس شخص کو بتلاوے جو نماز نہین پڑھتا ہی تو ہر صورت بتانیوالے کی نماز فاسد ہوگی کیونکہ بتانا تعلیم ہی بدون حاجت کے جو نماز کا منافی ہے ۱۲ د

کہ مقتدی پر لقمہ دینے کی حاجت نہ ڈالے اسلیے کہ وہ اس صورت مین گویا اُنکے اوپر قرأت کی ضرورت ڈالتا ہی
اور مقتدی کی قرأت مکروہ ہے بلکہ اگر اسقدر پڑھ لیا ہے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے تو رکوع کرے اور
دوسری آیۃ کیطرف نہ جاوے یہ کافی مین لکھا ہے ضرورت ڈالنے سے مراد یہ ہی کہ بار بار ایک آیۃ کو پڑھے
یا چپکا کھڑا ہو جاوے یہ نہایہ مین لکھا ہے امام رُک گیا اور اُسکو ایسے شخص نے لقمہ دیا جو اُسکے ساتھ نماز مین
نہین ہی اور اُسیوقت امام کو بھی یاد آگیا پس اگر امام نے اُسکے لقمہ کے تمام ہونے سے پہلے پڑھنا شروع
کر دیا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی ورنہ فاسد ہو جاویگی اسلیے کہ اُسکا یاد آنا اُس کے لقمہ دینے کیطرف منسوب
ہوگا اگر کوئی لڑکا قریب بلوغ لقمہ دے تو اُسکا حکم وہی ہوگا جو بالغ کے لقمہ کا ہوتا ہے اگر مقتدی نے کسی
ایسے شخص سے سُنا جو نماز مین نہین ہی اور سُنکر اپنے امام کو لقمہ دیا تو ضرور ہے کہ سب کی نماز باطل ہو جاوے
اسلیے کہ خارج سے تلقین ہوئی یہ بحر الرائق مین قنیہ سے نقل کیا ہی اگر نماز پڑھنے مین کوئی خوشی کی خبر سُنی
اور الحمد للہ کہا اور اُسکے جواب کا ارادہ کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر جواب کا ارادہ نہین کیا یا اپنے نماز مین ہونیکی
خبر دینے کا ارادہ کیا تو بالاجماع نماز فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر کوئی تعجب کی خبر سُنی اور سبحان اللہ
یا لا الٰہ الا اللہ یا اللہ اکبر کہا تو اگر جواب کا ارادہ نہین کیا ہے تو سب کے نزدیک نماز فاسد نہوگی اور اگر جواب کا
ارادہ کیا ہی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر اُسکے کچھوٗ نے
ڈنک مارا اور بسم اللہ کہا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے
اور بعضون نے کہا ہے فاسد نہوگی اسلیے کہ یہ اس قسم کی بات نہین ہی جیسے آدمی آپسمین باتین کرتے ہین اور
نصاب مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر چاند دیکھکر ربی و ربک اللہ کہا تو امام ابو حنیفہ رح
اور امام محمد رح کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی۔ اگر بخار یا کسی اور مرض کے دفع کرنے کے لیے کچھ قرآن اپنے
اوپر پڑھا تو فقہا کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے بیمار نے کھڑے ہوتے وقت یا
جھکتے وقت مشقت یا درد کیوجہ سے بسم اللہ کہا تو نماز فاسد نہوگی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہے
اور صدر الشہید کی جامع صغیر مین ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے مین اگر جواب کا ارادہ کیا تو سب کے
نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی اگر اللھم صل علی محمد یا اللہ اکبر کہا اور جواب کا ارادہ نہین کیا تو بالاجماع نماز فاسد
نہوگی اور اگر جواب کا ارادہ کیا تو بعضون نے کہا ہی سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی اور یہی ظاہر ہے
اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نماز مین درود پڑھا تو اگر دوسرے کے جواب مین نہ تھا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی اور نہ

سلہ نماز کا فاسد ہونا بقصد جواب استرجاع یا قرآن کے جملون سے طرفین کے نزدیک ہے نہ امام ابو یوسف کے نزدیک جو جملہ متضمن ثنا ہو یا قرآن مین
کا ہو وہ نیت سے نہین بدلتا یعنے ثنا یا قرآن ہی رہتا ہی اور طرفین کے نزدیک بدلجاتا ہی یعنے کلام ہو جاتا ہی اور خطاب کیصورت مین سب کے نزدیک
نماز فاسد ہو جاتی ہی امام ابو یوسف بھی خطاب کی صورت مین قرآن کو لوگون کے کلام مین تصور کرتے ہین کیونکہ قرآن اس شخص کے خطاب کے واسطے
موضوع نہین جیسے نمازی خطاب کرتا ہی جیسے نمازی کا کہنا اُس شخص سے جسکا نام یحییٰ ہو یہ آیت یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ یعنے ملے یحییٰ
پکڑ کتاب کو زور سے یا جسکا نام موسیٰ ہی اُسکو یہ کہنا وما تلک بیمینک یا موسیٰ یعنے اور کیا ہی تیرے داہنے ہاتھ مین ملے موسیٰ یہ آیتین اُسنے مخاطب ہو کر کہین
تو مفسد نماز ہوگا ۱۲

صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنا اور اُسکے جواب مین درود پڑھا تو نماز اُسکی فاسد ہو جاویگی اگر کسی شخص نے ما کان محمد ابا احد من رجالکم پڑھا اور دوسرے شخص نے نماز مین سنکر درود پڑھا تو اُسکی نماز فاسد ہوگی اور اسیطرح اگر کسی شخص نے ایسی آیت پڑھی جسمین شیطان کا ذکر تھا اور دوسرے شخص نے نماز مین سنکر لعنۃ اللہ کہا تو اُسکی نماز فاسد ہوگی اگر کسی شخص نے پکار کر کہا کہ حاجتون کے پورا ہونے کیلیے سورۂ فاتحہ پڑھو اور مسبوق نے سورۂ فاتحہ پڑھی تو اُسکی نماز فاسد ہو جاویگی اسی پر فتوے ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر ایسا شعر پڑھا کہ وہ بالکل قرآن مین موجود ہی جیسے شاعر کا قول ہے ارایت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم یا جیسے یہ قول ہی ویخزہم وینصرکم علیہم ویشف صدور قوم مؤمنین۔ اور اس پڑھنے مین شعر پڑھنے کا ارادہ کیا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر کوئی شعر یا خطبہ اپنے دل مین تصنیف کیا اور زبان سے نہ کہا تو نماز فاسد ہوگی لیکن بُرا کیا یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے اور فتاوے مین ہی کہ اگر نماز کے اندر سوچکر کسی حدیث یا شعر یا خطبہ یا مسئلہ کو یاد کیا تو مکروہ ہے اور اُسکی نماز فاسد نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر نماز کے اندر نعم کا لفظ اُسکی زبان سے نکلا پس اگر اُسکی عادت تھی کہ یہ لفظ اُسکے کلام مین جاری ہوا کرتا ہے تو اُسکی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر یہ عادت نہ تھی تو فاسد نہوگی اسلیے کہ وہ منجملہ قرآن شمار ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر فارسی مین آرے کا لفظ کہا تو اُسکا حکم بھی وہی ہے جو نعم کا تھا اگر اُسکی یہ عادت تھی تو نماز فاسد ہو جاویگی ورنہ فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر نماز کے اندر ایسی دعا مانگی جسکا سوال بندون سے محال ہی مثلاً عافیت یا مغفرت یا رزق کی دعا مانگی یا اللہم ارزقنی الحج یا اللہم اغفرلی کہا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر ایسی دعا مانگی کہ جسکا سوال بندون سے محال نہین ہی مثلاً اللہم اطعمنی یا اللہم اقض دینی یا اللہم زوجنی کہا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر اللہم ارزقنی فلانۃ کہا تو صحیح یہ ہی کہ نماز فاسد ہو جاویگی اسلیے کہ یہ لفظ بھی اُس قسم مین سے ہی کہ باہم لوگون کی گفتگو مین مستعمل ہوتے ہی اور اگر اغفرلی ولوالدی کہا تو نماز فاسد نہوگی اسواسطے کہ وہ قرآن مین موجود ہی اور اگر اللہم اغفر لاخی کہا تو شیخ ابو الفضل بخاری نے کہا کہ نماز فاسد ہو جاویگی اور صحیح یہ ہی کہ فاسد نہوگی اسلیے کہ وہ قرآن مین موجود ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر اللہم اغفرلی لامی یا اللہم اغفر لعمی یا اللہم اغفر لخالی یا اللہم اغفر لزید کہا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر امام نے کوئی آیت رغبت دلانے یا ڈرانے کے مضمون کی پڑھی اور مقتدی نے کہا صدق اللہ وبلغت رسلہ تو بُرا کیا اور نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور یہی ظہیریہ مین لکھا ہے کوئی نماز پڑھنے والا جسوقت یا ایہا الذین آمنوا پڑھتا ہے تو سر اُٹھا کر کہتا ہے لبیک سیدی تو بہتر یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور اگر کیا تو بعض فقہا نے کہا ہی کہ نماز اُسکی فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی یہی صحیح ہے یہ

سلہ اگر چھت مین سے کوئی چیز گری سو نمازی نے کہا بسم اللہ یا کسی کیلیے دعائے خیر یا دعاے بد ہوئی اور نمازی نے کہا آمین تو نماز فاسد ہوگی لیکن ان صورتون مین امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فاسد نہوگی اور صحیح قول طرفین کا ہے یعنے بسبب عمل کرنیکے متکلم کے قصد پر ۱۲

فتاوئے قاضیخان کے اُن مسئلون مین مذکور ہی جو قرأت قرآن سے متعلق ہین اگر حج کرنے والے نے اپنی نماز کے اندر لبیک کہا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر ایام تشریق مین اللہ اکبر کہا تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے اگر نماز کے اندر اذان کے کلمات بارادۂ اذان کہے تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر نماز کے اندر اذان سُنی اور جو موذن کہتا ہے وہی کہنے لگا اگر اذان کے جواب کا ارادہ کیا تو نماز فاسد ہوجاویگی ورنہ فاسد نہوگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہین ہے تو بھی فاسد ہوجاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر نماز پڑھنے والے کے دل مین شیطان نے کوئی وسوسہ ڈالا اور اُسنے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا اگر یہ وسوسہ منجملہ امور آخرت تھا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر منجملہ امور دنیا تھا تو فاسد ہوجاویگی یہ تمرتاشی مین لکھا ہے۔ اگر نماز کے آخر مین تشہد کو بھولگیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا اور تشہد پڑھنا شروع کردیا اور تھوڑا سا پڑھکر تشہد کے تمام ہونے سے پہلے سلام پھیر دیا تو امام ابویوسف رح کے قول کے موجب اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطے کہ پہلا قعدہ اُسکا تشہد کیطرف عود کرنے سے باطل ہوگیا پس جب تشہد پورا ہونے سے پہلے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی اسواسطے کہ پہلا قعدہ اخیر بقدر تشہد کے ادا نہین ہوا اور امام محمد رح نے کہا ہی کہ نماز اُسکی فاسد نہوگی اسواسطے کہ پہلا قعدہ اُسکا قرأت تشہد کیطرف عود کرنے سے پورا باطل نہوگا اور صرف اسیقدر باطل ہوگا جسقدر تشہد اُسنے پڑھا ہے یا کچھ بھی باطل نہوگا اسواسطے کہ قرأت تشہد کا محل قعدہ ہی اور اُسکے باطل کرنے کی کوئی ضرورت نہین اور اسی پر فتوے ہی اسیوجہ سے مشائخ سے اس مسئلے مین اختلاف ہوا ہی جسمین ائمہ سے کوئی روایت نہین اور وہ یہ ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھنا بھول گیا اور رکوع کردیا اور رکوع مین یاد آیا پھر قرأت کے واسطے کھڑا ہوا پھر نادم ہوکر سجدہ مین چلا گیا اور رکوع کا اعادہ نہ کیا بعضون نے کہا ہی کہ نماز اُسکی فاسد ہوگی اسلیے کہ جب وہ قرأت کے لیے کھڑا ہوا تو رکوع باطل ہوگیا پس جب پھر رکوع کا اعادہ نہ کیا تو نماز سے اُٹھا سے نہین بعضون نے کہا ہی کہ سب رکوع باطل نہوگا یا کچھ باطل نہ ہوگا اسواسطے کہ رکوع کا باطل ہونا قرأت کیوجہ سے تھا اور جب اُسنے قرأت نہ کی تو گویا اُسنے یہ فعل ہی نہین کیا یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر نماز مین بلند آواز سے آہ آہ یا اُوہ اُوہ کہا یا رویا جس سے حروف پیدا ہوگئے پس اگر یہ جنت یا نار کے ذکر سے تھا تو نماز اُسکی پوری ہوئی اور اگر درد یا مصیبت سے تھا تو نماز اُسکی فاسد ہوگئی اور اگر اپنے گناہون کی کثرت کا خیال کرکے آہ کی تو نماز قطع نہوگی اور اگر نماز مین ایسا رویا کہ صرف آنسو بہے اور آہ نہ نکلی تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر اُخ اُخ کہا تو اگر سُنا نہ جاوے تو بالاجماع نماز فاسد نہوگی اور مکروہ ہوگی اسلیے کہ وہ کلام نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر اپنے سجدہ کی جگہ سے خاک کو پھونکا تو اگر وہ پھونکنا مثل سانس لینے کے تھا کہ اُسکی آواز سُنی نہین جاتی تھی تو نماز فاسد نہوگی لیکن عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر اسطرح

سلہ کیونکہ یہ خشوع کی زیادتی پر دلیل ہی اور اگر صریح کہتا کہ اللھم ادخلنی الجنۃ - الٰہی مجھے جنت مین داخل فرمائیے یا اللھم اجرنی من النار - الٰہی مجھے دوزخ سے نجات دیدے تو نماز قطع نہوتی پس کنایہ مین بدرجۂ اولیٰ قطع نہوگی ۱۲ سلہ کیونکہ درد و مصیبت سے چلانا اور رونا بدون دعا کے معروف ہی تو گویا اُسنے کہا کہ ہائے مجھپر بڑی مصیبت ہے یا ہائے مجھپر بڑی تکلیف ہے تو یہ بالضرور مفسد ہی ۱۲ م

سننے مین آیا تھا کہ حروف تہجی اسمین سے پیدا ہوتے تھے تو وہ بمنزلہ کلام کے ہے اور نماز اس سے قطع ہو جاویگی
یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر جانور کو ہر کہکے یا کتے کو ہو کہکے ہٹا دیا تو نماز قطع ہو جاویگی اور اگر اسطرح ہٹایا کہ حروف
تہجی نہین پیدا ہوے تو نماز قطع نہو گی۔ کسی نے بلی کو اسطرح بلایا کہ اُسکی آواز مین حروف تہجی پیدا ہو گئے تو
نماز قطع ہو جاویگی اور اگر اسطرح بلایا کہ حروف تہجی نہ پیدا ہوے تو نماز قطع نہوگی اور جب بلی کو اسطرح بدکایا
کہ حروف تہجی پیدا ہو گئے تو نماز قطع ہو جاویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر بلا عذر کھنکارا اور اُسپر مجبور نہ تھا اور اُس سے
حروف حاصل ہو گئے تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر اس سے حروف ظاہر نہین ہوے تو بالاتفاق
نماز فاسد نہو گی لیکن یہ مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور عذر سے کھنکارا مثلاً مجبور تھا تو نماز فاسد نہو گی اسواسطے
کہ اس سے بچ نہین سکتا اور اسیطرح آہ آہ کہنا اور اوہ اوہ کہنا اگر عذر سے ہے مثلاً مریض ہے اپنے نفس مین
طاقت نہین رکھتا تو اُسکا بھی یہی حکم ہے اور اسوقت مین وہ مثل چھینک یا ڈکار کے سمجھا جائیگا اور اگر چھینک لی
یا ڈکار لی اور اُس سے کلام پیدا ہو گیا تو نماز فاسد نہو گی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر اپنی آواز درست کرنے
کیلیے یا اپنی آواز کو اچھا بنانے کے لیے کھنکارا تو صحیح قول کے بموجب نماز فاسد نہو گی اسیطرح اگر امام سے
کوئی خطا ہوئی اور اُسکے بتانے کے واسطے مقتدی کھنکارا تو نماز فاسد نہو گی اور غاثیہ مین ہے کہ اگر کوئی شخص
اپنے نماز مین ہونے پر آگاہ کرنے کے لیے کھنکارا[۱] تو نماز فاسد نہو گی یہ تبیین مین لکھا ہے اگر قرآن مین دیکھکر
قرات کی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اُسکی نماز فاسد ہو گی اور صاحبینؒ کے نزدیک فاسد نہو گی اور امام
ابو حنیفہؒ کی دلیل یہ ہی کہ قرآن کا اُٹھانا اور اُسکے ورق لوٹنا اور اُسپر نظر کرنا عمل کثیر ہے اور بغیر اسکے نماز ادا
ہو سکتی ہے اور اس قول سے معلوم ہوا کہ قرآن اُسکے سامنے رحل پر رکھا ہوا ہو اور وہ اُسکو اُٹھاتا نہو اور اُسکے
ورق نہ لوٹتا ہو یا محراب مین لکھا ہوا ہو اور اُس سے پڑھتا ہو تو نماز فاسد نہو گی دوسری دلیل امام ابو حنیفہؒ کی
یہ ہے کہ قرآن سے لینا تعلیم یعنی سیکھنا ہے اور وہ اعمال صلوٰۃ مین ہم لوگون ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ خواہ
قرآن کو اُٹھاوے یا نہ اُٹھاوے ہر صورت مین نماز فاسد ہو جاتی ہی اور یہی صحیح ہے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر قرآن
یاد ہے اور لکھے ہوے سے بغیر اُٹھائے قرآن کے پڑھا تو نماز فاسد نہو گی اسلیے کہ نہ قرآن اُٹھایا اور نہ اُس سے
تلقین حاصل کی اور مختصر اور جامع صغیر مین قرآن سے دیکھکر تھوڑے اور بہت پڑھنے مین فرق نہین کیا بعض مشائخ
نے کہا ہے کہ اگر بقدر ایک آیت کے پڑھا تو نماز فاسد ہو جاویگی ورنہ فاسد نہو گی اور بعض نے کہا ہے بمقدار
سورۂ فاتحہ کے پڑھا تو فاسد ہو گی اور اس سے کم پڑھا تو فاسد نہو گی یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر نماز مین کسی لکھے
ہوے پر نظر پڑی اور وہ آیت قرآن کی تھی اور اُسکو سمجھ لیا تو بلا خلاف نماز جائز ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور جامع صغیر
حسامی مین ہی اگر نماز کے اندر کسی فقہ کی کتاب پر نظر پڑی اور اُسکو سمجھ لیا تو بالاجماع نماز فاسد نہو گی یہ تاتارخانیہ مین

[۱] قیاس اسکا مقتضی ہی کہ کھنکارنا مفسد ہو کیونکہ وہ کلام ہوا اور کلام مفسد ہی مگر غرض صحیح مین کھنکارنے کا مفسد نہونا نص کے سبب سے اختیار کیا گیا یعنے سنن ابن ماجہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دو بار حاضر ہوتا تھا جسوقت مین آتا اور نماز پڑھتے ہوتے تو میرے لیے کھنکار دیتے اس سے معلوم ہوا کہ غرض صحیح کیواسطے کھنکارنا مفسد نہین کذا فی الشامی ۱۲

لکھا ہے اگر محراب پر سوائے قرآن کے کچھ اور لکھا تھا اور اُسکو مصلی نے دیکھا اور تامل کیا اور سمجھا تو امام ابو یوسف رح کے
قول کے بموجب نماز فاسد نہو گی اور اسی کو ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہے اور امام محمد رح کے قیاس کے بموجب
نماز فاسد ہو گی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ نماز اُسکی بالاجماع فاسد نہو گی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر کوئی
قصد کر کے سمجھے یا بلا قصد سمجھے اسمین بموجب قول صحیح کے کچھ فرق نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اگر نماز کے اندر انجیل یا توریت
یا زبور مین سے کچھ پڑھا خواہ وہ قرآن اچھی طرح پڑھ سکتا ہو یا نہ پڑھ سکتا ہو تو نماز اُسکی فاسد ہو جاتی ہے
فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے **دوسری قسم** اُن افعال کے بیان مین جنسے نماز فاسد ہو جاتی ہے عمل کثیر[1] سے
نماز فاسد ہو جاتی ہی اور عمل قلیل سے فاسد نہین ہوتی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے قلیل اور کثیر مین کیا فرق ہی
اسمین تین قول ہین **اول** یہ ہے جس کام کی عادت دونون ہاتھون سے کرنے کی ہوتی ہے وہ عمل کثیر ہے
اگرچہ ایک ہاتھ سے ہی کرے جیسے عمامہ باندھنا اور کرتا پہننا اور پائجامہ باندھنا اور کمان سے تیر چھوڑنا اور
جس کام کی ایک ہاتھ سے کرنے کی عادت ہی وہ قلیل ہی اگرچہ دونون ہاتھون سے کرے جیسے کرتا اُتارنا اور
پائجامہ کھولنا اور ٹوپی اوڑھنا اور اُتارنا اور لگام اُتارنا یہ تبیین مین لکھا ہے اور جو کام ایک ہاتھ سے ہوتا ہے
وہ تھوڑا جب ہی تک ہے کہ بار بار نہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے **دوسرا قول** یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنی
رائے مین جسکو قلیل سمجھے وہ قلیل ہے اور جسکو کثیر سمجھے وہ کثیر ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رح کے قول سے بہت
قریب ہی **تیسرا قول** یہ ہے کہ اگر دور[2] سے کوئی دیکھنے والا اُسکو دیکھکر یقین کرے کہ یہ نماز مین نہین ہے تو
وہ عمل کثیر ہے اور اُس سے نماز فاسد ہوتی ہی اور اگر شک ہو تو مفسد نہین یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہے
اور یہی احسن ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اسی کو اکثر فقہا نے اختیار کیا ہے یہ فتاوے قاضیخان اور خلاصہ مین
لکھا ہے۔ اگر تلوار گلے مین ڈالی یا نکالی تو اُس سے نماز فاسد نہین[3] ہوتی اور اسیطرح اگر اپنی چادر اوڑھی
یا ہلکی چیز اُٹھائی جسکو ایک ہاتھ سے اُٹھایا کرتے ہین یا کسی بچہ کو یا کپڑے کو اپنے کاندھے پر اُٹھایا تو
اُس سے نماز فاسد نہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر کوئی ایسی چیز اُٹھائی جسکے اُٹھانے مین
تکلیف اور دقت ہوتی ہی تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اگر جانماز یا بچھونا لپیٹا یا بچھایا تو نماز فاسد
ہو جاویگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر اُسکے دانتون مین کچھ کھانا تھا اور اُسکو نگل گیا اگر وہ چنے سے
کم تھا تو نماز فاسد نہو گی مکروہ ہو گی اور اگر چنے کے برابر ہو گا تو فاسد ہو گی یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے
نقل کیا ہے اور یہی تبیین اور بدائع اور شرح طحاوی مین لکھا ہے اور بقالی نے ذکر کیا ہی کہ یہی اصح ہی یہ برجندی
مین لکھا ہی۔ اگر اُسکے دانتون مین سے خون نکلا اور اُسکو نگل گیا تو اگر تھوک اُسپر غالب تھا تو نماز فاسد نہو گی

[1] اور یہ عمل کثیر نماز کے اعمال مین سے نہو جیسے اگر مثلاً رکوع سجدہ زیادہ کیا [illegible] تو گو اگرچہ عمل کثیر ہے مگر نماز کے اعمال مین سے ہی اسی طرح
اصلاح کیلئے عمل کثیر مفسد نہین جیسے وضو ہو جانے سے وضو کو جانا کذا فی الشامی ۱۲ [2] دور سے دیکھنے والے سے مراد [illegible]
نماز شروع کی ہو [illegible] عمل کثیر وہ ہے کہ [illegible] دیکھنے والے کی نظر مین بظن غالب معلوم ہو کہ نماز نہین پڑھتا ۱۲ [3] پھر قرآن اُٹھا کر [illegible]
[illegible] نماز فاسد ہو [illegible] برداشت کرنا نہین ہو سکتا [illegible] تعلیم و تلقین ہے [illegible]

یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی نصاب مین ہی کہ اگر کسی شخص نے نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ کھایا یا پیا پھر نماز شروع کر دی اور اُسکے مُنھ مین کچھ کھانے یا پینے کی چیز باقی رہگئی تھی اور اُس بقیہ کو کھالیا یا پی لیا تو اُسکی نماز فاسد ہوگی اور اسی پر فتوے ہی اسیطرح اگر اُسکے دانتون مین کوئی چیز تھی اور نماز مین ہی اور وہ اُسکو نگل گیا تو اگرچہ چنے کے برابر ہو اُس سے نماز فاسد نہین ہوتی یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہے اگر اُسکے دانتون مین سے خون نکلا اور اُسکو نگل گیا تو اگر منھ بھر کر نہ تھا تو اُس سے نماز فاسد نہین ہوتی یہ فتاوے قاضیخان اور خلاصہ اور محیط مین لکھا ہے اگر باہر سے ایک تل مُنھ مین لیا اور اُسکو نگل گیا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور یہی اصح ہی اور اگر کوئی چیز میٹھی کھائی اور نگل گیا پھر نماز مین داخل ہوا اگر اُسکی شیرینی مُنھ مین موجود تھی اور اُسکو بھی نگل گیا تو نماز فاسد نہوگی اگر قند یا شکر مُنھ مین رکھی اور اُسکو چبایا نہین لیکن نماز پڑھنے مین اُسکی شیرینی حلق کے اندر جاتی ہی تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور یہی مختار ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر بہت سا قند چبایا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر چھالی کو چبایا اور وہ ٹوٹی نہین تو اگر بہت چبایا تو اس سبب سے نماز فاسد ہوجاویگی کہ وہ عمل کثیر ہے اور اگر اسمین سے کچھ ٹوٹ کر اُسکے حلق مین داخل ہو گیا تو اگرچہ تھوڑا ہو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر اُسکو چبایا نہین اور تھوک کے ساتھ حلق کے اندر چلی گئی تو نماز فاسد نہوگی اور اگر اولا یا کوئی قطرہ یا برف کا ٹکڑا اُسکے مُنھ مین چلا گیا اور اُسکو نگل گیا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر نماز پڑھتے مین چراغ کی بتی اُٹھائی تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر نماز پڑھتے مین چراغ مین بتی رکھدی تو نماز فاسد نہوگی اسواسطے کہ وہ عمل قلیل ہے یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے نقل کیا ہے۔ اگر مُنھ بھر کر قے کی تو وضو ٹوٹ جائیگا نماز فاسد نہوگی اور اگر مُنھ بھرنے سے کم قے کی تو اُسکا وضو بھی نہین ٹوٹیگا اور نماز بھی فاسد نہوگی اور اگر منھ بھر کر قے کی اور اُسکو نگل گیا اور وہ اُسکو اُگل دینے پر قادر تھا تو نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی اور اگر منھ بھر کر نہ تھی تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب نماز فاسد نہوگی امام محمد رح کے قول کے موافق فاسد ہوجاویگی اور زیادہ احتیاط امام محمد رح کے قول مین ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اگر عمدا قے کی تو اگر وہ قے مُنھ بھر کر نہ تھی تو اُسکی نماز فاسد نہوگی اور اگر مُنھ بھر کر تھی تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر نماز مین قبلہ کیطرف کو چلا تو اگر لاحق نہین ہی اور مسجد سے نہین نکلا تو نماز فاسد نہوگی اور میدان مین جبتک صفون سے نہین نکلا تب تک فاسد نہوگی یہ منیہ مین لکھا ہے اور اگر قبلہ کیطرف کو پیٹھ پھیردی تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر نماز مین بقدر ایک صف کے چلا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر بقدر دو صفون کے ایک بار چلا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر بقدر ایک صف کے ایک بار چلا اور کچھ ٹھہرا پھر بقدر ایک صف کے چلا تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے رفع یدین سے نماز فاسد نہین ہوتی اگر دونون پاؤن پھیلا کر سواری کے گدھے کو ہانکا

لہ درمیانی ٹھہراؤ بقدر رکن ہو ۱۲ سلہ امام محمدؒ نے سیر کبیر مین ازرق بن قیس سے ذکر کیا ہی کہ اُسنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ دو رکعتین پڑھین پھر لگام انکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گھوڑا جانب قبلہ روان ہوا پس ابوہریرہ نے پیچھا کرکے اُسکی لگام پکڑلی اور لوٹکے پاس آئے باقی دونون رکعتین پڑھین اور امام محمدؒ نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہین جبکہ قبلہ کیطرف پیٹھ نہ کرے اسمین کوئی تفصیل قلیل و کثیر کی نہین لکھی ہے ظاہر ہی کہ قبلہ رخ رفتار کچھ مفسد نہین اور یہ فقیہان رح نے کہا کہ مختار یہ ہے کہ جب کثیر ہو تو مفسد ہی اور رکن الاسلام سغدی نے یہی اسناد سے نقل کیا کہ اگر نمازی یا حاجی یا مسافر سفر مین ہو تو قبلہ رخ ہٹکا جانا اگرچہ کثیر ہو مفسد نہین ہے

تو نماز فاسد ہوگی اور اگر ایک پاؤن سے ہانکا تو نماز فاسد نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر ایک پاؤن ہلایا مگر برابر ہلاتا رہا تو فاسد نہوگی اور اگر دونون پاؤن کو ہلایا تو نماز فاسد ہوجاویگی اس قول مین دونون پاؤن کے عمل کو دونون ہاتھون کے عمل پر اور ایک پاؤن کے عمل کو ایک ہاتھ کے عمل پر اعتبار کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ اگر دونون پاؤن تھوڑے ہلائے تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے یہی اوجہ ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر سینہ اپنا قبلہ کیطرف سے پھیر دیا اور معذور نہین ہے تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر منھ پھیرا سینہ نہ پھیرا تو نماز فاسد نہوگی یہ زاہدیہ مین لکھا ہے مگر یہ حکم اسی صورت مین ہے کہ فوراً منھ قبلہ کیطرف کو پھیرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر جانور پر سوار ہوا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطے کہ وہ ایسا کام ہے کہ بغیر دونون ہاتھون کے پورا نہین ہوسکتا اور اگر جانور پر سے اترا تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر کوئی نماز پڑھتا تھا اسکو ایک شخص نے اٹھاکر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچا دیا مگر وہ قبلہ کیطرف سے نہین پھرا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر اسکو جانور پر بٹھا دیا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر بلا عذر امام سے آگے بڑھ گیا تو نماز فاسد ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور فتاوے فضلی مین ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل مین نماز پڑھ رہا ہے اور اپنی نماز کی جگہ سے بقدر سجدہ کر لینے کی جگہ کے پیچھے کو ہٹ گیا تو اسکی نماز فاسد نہوگی اور اسیطرح مقدار سجود اسکے پیچھے اور داہنے اور بائین اعتبار کیجاتی ہے اور اسکو حکم مسجد کا دیا جاتا ہے تو جبتک اتنی جگہ سے نہین بڑھا مسجد سے باہر نہین ہوا اس باب مین لکیر کھینچ لینے کا کچھ اعتبار نہین ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص اپنے گرد لکیر کھینچ لے اور لکیر سے باہر ہوا اور مقدار سجود سے باہر ہوگیا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر صف کے بیچ مین کچھ جگہ خالی تھی اور اسمین کوئی شخص داخل ہوا اور دوسرا شخص جگہ فراغ ہونیکے واسطے آگے بڑھ گیا تو اسکی نماز فاسد ہوجاویگی یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہے اور یہی قنیہ مین لکھا ہے۔ کوئی شخص اپنے گھر مغرب کی نماز پڑھتا تھا اور ایک شخص نے آکر اسکے پیچھے نفل کی نیت باندھ لی اور امام بھولکر چوتھی رکعت کو کھڑا ہوا اور تیسری رکعت پر نہ بیٹھا اور مقتدی نے اسکی متابعت کی تو فقہا نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی دونوکی نماز فاسد ہوجاویگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ نماز مین بچھو یا سانپ کے مارنے سے نماز فاسد نہین ہوتی خواہ ایک ضرب مین مرے خواہ بہت سی ضربون مین یہی اظہر ہے اور مجمع النوازل مین لکھا ہے کہ اگر یہ حادثہ مقتدی پر واقع ہوا اور جوتی ہاتھ مین لیکر اسکی طرف چلے تو اگرچہ امام سے آگے بڑھ جاوے تو بھی نماز فاسد نہین ہوتی یہ خلاصہ مین لکھا ہے سب طرح کے سانپون کے مارنے کا یہی حکم ہے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور سانپ اور بچھو کا مارنا نماز مین اسوقت مباح ہے کہ جب اسکے سامنے آجاوے اور ایذا دینے کا خوف ہو اور اگر ایذا دینے کا خوف نہین ہے تو مکروہ ہے یہ محیط مین لکھا ہے اگر پے درپے تین پتھر پھینکے یا جوئین مارین یا پے درپے تین بال اکھیڑ لیے یا آنکھون مین سرمہ لگایا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے حجۃ مین ہے کہ بعض مشائخ نے کہا ہے

؎۱ منجملہ مفسدات کے دل سے مرتد ہونا۔ مرنا۔ مجنون ہونا۔ اغما ہونا ہر موجب غسل رکن چھوڑنا بغیر قضا شرط چھوڑنا بلا عذر مقتدی کا امام سے پہلے رکوع کرنا و سر اٹھانا بدون اسکے کہ امام کے ساتھ اعادہ کرے مسبوق کا منفرد ہوجانے کے بعد پہلے رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد امام کے سجدہ سہو مین متابعت کرکے شریک ہونا مسبوق کے درمیان نماز مین امام کا قہقہہ وغیرہ کوئی فعل منافی نماز دوضو کرنا جو جائز نہین ہے ۱۲

کہ اگر کسی شخص نے پتھر اسطرح پھینکا کہ اپنے ہاتھ کو پھیلا کر خوب طاقت سے کھینچا اور ہوا مین پتھر پھینکا تو ایک پتھر کے پھینکنے سے اسکی نماز فاسد ہو جاویگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور حسن سے روایت ہے کہ اگر کوئی جانور پر سوار ہو کر نماز پڑھتا تھا اور اسکو تیز کرنے کے لیے مارا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہی کہ ایک بار یا دو بار کے مارنے مین نماز فاسد نہوگی اور اگر ایک رکعت مین تین بار ماریگا پے درپے ماریگا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی آدمی کو ایک ہاتھ یا کوڑے سے مارا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اگر کسی جانور پر پتھر پھینکا تو نماز فاسد نہوگی مگر مکروہ ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر ڈھیلے ہوئے کو نکالا تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر موزہ پہنا تو نماز فاسد ہو جاویگی۔ اگر جانور کو لگام دی یا زین کھینچا یا اسکا زین اُتارا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اگر بقدر تین کلمون کے نماز مین لکھا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر اس سے کم لکھا تو فاسد نہوگی اور فتاوےٰ مین ہے کہ تین کلمون کی مقدار مجموع النوازل مین لکھی ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر ہوا مین یا بدن پر کچھ لکھا جو ظاہر نہین ہوتا ہے تو اگرچہ بہت ہو نماز فاسد نہین ہوتی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر دروازہ بند کیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر بند دروازہ کھولا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اگر کوئی عورت نماز پڑھتی تھی اور کسی بچہ نے اسکی پستان کو چوسا اگر دودھ نکلا تو نماز فاسد ہو جاویگی ورنہ فاسد نہوگی اسواسطے کہ جب دودھ نکلا تو دودھ پلانا ہوا اور بغیر اسکے دودھ پلانا نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر تین چسکیان لین تو بغیر دودھ نکلے بھی عورت کی نماز فاسد ہو جاویگی یہ فتاوےٰ قاضیخان اور خلاصہ مین لکھا ہی اگر کوئی عورت نماز پڑھتی تھی اور اسکے شوہر نے اسکی رانون مین مجامعت کی تو اگرچہ اس سے کچھ رطوبت کا انزال نہوا ہو تو اسکی نماز فاسد ہو جاویگی اور اسیطرح اگر شہوت سے یا بغیر شہوت عورت کا بوسہ لیا یا شہوت سے مساس کیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جاویگی لیکن اگر عورت نے مرد نماز پڑھنے والے کا بوسہ لیا اور اسوقت مرد کو اسکی خواہش نہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی۔ جس عورت کو طلاق رجعی دے چکا ہی اگر نماز کے اندر شہوت سے اسکی فرج کو دیکھا تو طلاق سے رجعت ہو جاویگی اور ایک روایت کے بموجب اسکی نماز فاسد نہوگی یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر نماز پڑھنے مین اپنے سر یا ڈاڑھی مین تیل ڈالا یا اپنے سر پر گلاب رکھا یا تو نماز فاسد ہو جاویگی کہا گیا ہے کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب شیشی لیکر تیل سر پر ڈالا اور اگر تیل ہاتھ مین تھا اور اس سے اپنے سر یا ڈاڑھی پر مسح کر لیا تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اگر اپنی داڑھی مین کنگھی کی تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ایک رکن مین تین بار کھجلایا تو اسکی نماز فاسد ہو جاویگی یہ اسوقت ہے کہ ہر بار ہاتھ اُٹھا لیوے اور اگر ہر بار ہاتھ نہ اُٹھاوے تو فاسد نہوگی اگر ایک بار کھجلایا تو مکروہ ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر نماز پڑھنے والے کے سجدہ کی جگہ مین ہو کر کوئی گذر گیا تو اسکی نماز فاسد نہوگی اور وہ

سلہ اور فرق دونون مسئلون مین یہ ہے کہ اگر عورت نماز پڑھتی تھی اور شوہر نے بوسہ لیا تو عورت کی نماز اسلیے فاسد ہوئی کہ فاعل جماع کا مدعو ہوا تو جیسے داعی جماع مین سے کوئی صورت ساتھ کر بگا تو اسکی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر مرد نماز پڑھتا ہی اور عورت نے بوسہ لیا تو عورت فاعل جماع کی نہین اسلیے اسکی طرف سے داعی جماع کا پایا جانا داخل جماع نہین جبتک کہ مرد کو شہوت نہو کذا فی الشامی ۱۲ ع

گذرنے والا شخص گنہگار[۱] ہوگا اس مسئلہ مین فقہا نے بہت کلام کیا ہے کہ نماز پڑھنے والے کی کس جگہ تک گذرنا مکروہ ہے اصح یہ ہی کہ نماز پڑھنے والے کی جگہ اُسکے پاؤن سے سجدہ کی جگہ تک مین گذرنا مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے مین اپنے سجدہ کی جگہ نظر ڈالے ہوئے ہو پھر گذرے اور گذرنے والے پر اُسکی نظر نہ پڑے تو مکروہ نہین یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے یہی اصح ہی یہ بدائع مین لکھا ہے اور یہی ٹھیک ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی یہ حکم جنگل کا ہے اور اگر مسجد مین ہی تو اگر نمازی اور گذرنے والے کے درمیان مین کوئی حائل ہے کوئی آدمی یا ستون تو مکروہ نہین اور اگر اُسکے درمیان مین کوئی حائل نہین ہی اور مسجد چھوٹی ہے تو ہر جگہ سے مکروہ ہے اور بڑی مسجد کو جنگل کا حکم ہے یہ کافی مین لکھا ہی اگر چبوترہ کے اوپر نماز پڑھتا ہو تو اگر سامنے گذرنے والے کے اعضا نماز پڑھنے والے کے مقابل ہوتے ہین تو مکروہ ہی ورنہ مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر دو شخص ملے ہوئے جاوین تو کراہت اُس شخص کے واسطے ہوگی جو مصلی کے قریب ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے فقہا نے کہا ہی کہ جو شخص سوار ہو اور نماز پڑھنے والے کے سامنے گذرنا چاہے پھر حیلہ یہ ہی کہ جانور کی آڑ مین ہو کر گذر جائے تو گنہگار نہوگا اسواسطے کہ جانور کی آڑ ہو جاویگی یہ نہایہ مین لکھا ہے اور اگر دو شخص گذرنا چاہین تو ایک شخص نماز پڑھنے والے کے سامنے کھڑا ہو جائے اور دوسرا شخص اُسکی آڑ مین گذر جاوے پھر وہ پہلا شخص یہی کرے اور اسیطرح دونون گذر جائین یہ قنیہ مین لکھا ہی اور جو شخص جنگل مین نماز پڑھنا چاہتا ہے اُسکو چاہیے کہ اپنے سامنے ایک سترہ[۲] کھڑا کرے جسکا طول ایک ذراع اور مُٹائی بقدر اُنگلی کے ہو اور اُسکو اپنی داہنی یا بائین بھون کے سامنے کرے اور داہنی بھون کے سامنے کرنا افضل ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر لکڑی گاڑ نہ سکے تو اُسکو ڈالدے یہ کافی مین لکھا ہے اس مسئلہ کی ایک جماعت نے منجملہ اُسکے قاضیخان نے بھی جامع صغیر کی شرح مین اُسکی تصحیح کی ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور خلاصہ مین ہی کہ یہی اصح ہی اور قنیہ مین ہی کہ یہی مختار ہی یہ شرح ابو المکارم مین لکھا ہے اور اُسکو سامنے رکھے تو لمبائی مین رکھے چوڑائی مین نہ رکھے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر اُسکے پاس کوئی لکڑی یا گاڑنے یا سامنے رکھنے کی چیز نہو تو عامہ مشائخ کا مذہب یہ ہی کہ خط نہ کھینچے اور یہ ایک روایت ہے امام محمدؒ سے اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ خط کھینچے اور امام محمدؒ سے ایک روایت مین یہ بھی منقول ہی جن فقہا نے خط کھینچنے کو جائز کہا ہی کیفیت خط مین اُنکا اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی طول مین خط کھینچے اور بعضون نے کہا ہی محراب کی صورت کا خط کھینچے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر سامنے کسی کے گذرنے کا خوف نہو اور راستہ کیطرف کو مُنھ نہو تو اگر سترہ نہ کھڑا کرے تو کچھ مضائقہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہے۔ امام کے سامنے جو سترہ ہو وہی جماعت کا سترہ ہے اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے سترہ نہین ہی اور اُسکے سامنے کوئی شخص گذرے یا سترہ ہی اور نمازی اور سترہ کے درمیان مین کوئی شخص گذرنا چاہے تو اُسکو اشارہ یا تسبیح سے روکے لینے سبحان اللہ کہے یہ

[۱] بدلیل قول علیہ السلام لو علم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ من الوزر لوقف اربعین یعنے اگر مصلی کے روبرو گذرنیوالا جانتا کہ اُسپر کیا گناہ پڑتا ہی تو وہ البتہ کھڑا رہتا چالیس تک ابو النضر راوی نے عذر کیا کہ مجھے یاد نہ رہا کہ چالیس دن فرمائے یا چالیس ماہ یا چالیس سال اور یہ حدیث صحیحین مین ہے اور بزار کی روایت مین چالیس خریف مذکور ہی ۱۲ [۲] سترہ سے مراد لکڑی یا اور کوئی چیز ایک جو نمازی کے سامنے آڑ ہو جاوے ۱۲

ہدایہ مین لکھا ہی فقہانے کہا ہی یہ مردون کے واسطے ہی اور عورتون کے واسطے حکم یہ ہی کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ مارین اور
طریقہ اُسکا یہ ہی کہ داہنے ہاتھ کی انگلیون کی پشت بائین ہاتھ کی ہتھیلیون پر مارے یہ بحر الرائق مین غایۃ البیان
سے نقل کیا ہی اشارہ اور تسبیح دونون کو جمع کرنا مکروہ ہی اور اشارہ سر سے کرے یا آنکھ سے کرے یا ان دونون کے
سوا کسی اور عضو سے کرے یہ کافی مین لکھا ہی اگر نماز مین رکوع یا سجدہ زیادہ کردیا ظاہر روایات مین یہ مذکور ہے
کہ نماز فاسد نہین ہوتی اور اسیطرح اگر دو سجدے یا زیادہ بڑھا دیے تو بھی نماز فاسد نہین ہوتی اور یہی حکم
اس صورت مین ہی کہ اگر دو رکوع بڑھا دے یا اس سے بھی زیادہ کردے اور اگر نماز تمام کرنے سے پہلے ایک
رکعت پوری زیادہ کردی تو اُسکی نماز فاسد[1] ہوجاویگی اگر امام نے رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا اور جب ایک
سجدہ کرکے سر اُٹھایا تو ایک اور شخص آکر نماز مین اُسکے ساتھ داخل ہوا اور اُسنے رکوع کیا اور دو سجدے کیے
تو اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطے کہ اُسنے پوری ایک رکعت بڑھادی یعنے رکوع اور سجود اور اُس سے نماز فاسد
ہوجاتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور اُسنے نئی تکبیر کہکر عصر یا نفل کی نماز شروع کردی
تو پہلی نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی اسواسطے کہ دوسری نماز مین اسکا شروع کرنا صحیح ہوگیا اور وہ دوسری نماز نفل
ہے اگر نفل کی نیت کی ہو یا عصر کی نیت صاحب ترتیب نے کی ہو اور اگر صاحب ترتیب نہین ہے مثلاً بہت سی
نمازون کے فوت ہونے یا وقت کی تنگی کے سبب سے ترتیب ساقط ہوگئی ہو تب بھی وہ پہلی نماز سے نکل جاویگا
اور اگر نفل پڑھتا ہو اور اُسنے نماز مین ہی فرض شروع کردیے یا جمعہ پڑھتا تھا اور ظہر شروع کردی یا ظہر پڑھتا
تھا اور جمعہ شروع کردیا تو جس نماز مین تھا اُس سے باہر ہوجاویگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر ظہر کی ایک رکعت پڑھی
پھر اُسنے ازسرنو تکبیر کہکر وہی ظہر کی نماز پڑھنا چاہی تو جتنی نماز ادا کرچکا ہی وہ فاسد نہوگی اور اس رکعت کا نماز
مین حساب ہوگا یہانتک کہ اگر باقی نماز مین جو پہلی رکعت کے حساب سے قعدۂ اخیر کا موقع ہوگا اور وہان نہ بیٹھا
تو نماز فاسد ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے یہ اسیوقت ہی جب دل سے نیت کی ہو اور اگر زبان سے بھی کہدیا
کہ مین ظہر کی نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہون تو وہ نماز باطل ہوجاویگی اور اس رکعت کا حساب نہوگا یہ کافی
مین لکھا ہی اگر تنہا نماز شروع کی پھر اُس سے کسی اور شخص نے اقتدا کرلیا اور امام نے اُسکے سبب سے دوبارہ نماز
شروع کردی تو دوسری بار نماز شروع کرنے کا اعتبار نہوگا اسی پہلی بار کے شروع کا اعتبار کیا جاویگا لیکن

سلہ نمازی نے خدا سے تعالےٰ کا نام سُنکر کہا جل جلالہ یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سُنا اور آپ پر درود پڑھا یا
امام کی قرأت سُنی اور کہا سچ کہا اللہ نے اور اُس کے رسول نے تو ان کلمات سے نماز فاسد ہوگی اگر متکلم کے جواب
کا قصد کیا ہوگا یعنے اگر بقصد تعظیم اور ثنا کے کہیگا تو نماز فاسد نہوگی اور کہنا اسقدر معتبر ہے کہ اپنے آپ سُنلے اور
اگر اسطرح کہا کہ خود بھی نہ سُنا تو نماز فاسد نہوگی کذا فی الشامی ۱۲ د سلہ یعنے خواہ غیر نماز کی نیت کرے
خواہ اسی کی کرے تلفظ نیت سے پہلے نماز فاسد ہے کیونکہ نیت کا تلفظ کلام ہے اور کلام نماز کا مفسد ہے کذا فی الشامی ۱۲
سلہ یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ گذرنے والے سے جنگ کرے کہ وہ شیطان ہے یہ منسوخ ہے چنانچہ زیلعی نے سرخسی سے
نقل کیا کہ یہ حکم ابتدائے اسلام مین تھا جب نماز کے اندر کام کرنا مباح تھا اب اُس کی اجازت نہین
کذا فی الشامی ۱۲

اگر داخل ہونیوالی عورت ہے تو دوسرا شروع صحیح ہوجاویگا یہ نہایہ مین لکھا ہے اور اگر ظہر کی نماز شروع کی پھر تکبیر کہکر کسی امام سے ظہر کی نماز مین اقتدا کی نیت کرلی تو پہلی نماز باطل ہوجاویگی اور اگر اپنے گھر مین ظہر کی نماز پڑھی اور وہی نماز پھر جماعت سے پڑھی تو پہلی نماز باطل نہوگی یہ کافی مین لکھا ہے۔ ظہر کی نماز کی چار رکعتین پڑھین جب سلام پھیرا تو یاد آیا کہ ایک سجدہ بھول گیا ہے پھر کھڑا ہوا اور از سر نو نماز شروع کی اور چار رکعتین پڑھکر سلام پھیر دیا تو اُسکی ظہر کی نماز فاسد ہوگئی اسواسطے کہ دوبارہ ظہر مین داخل ہونے کی نیت اُسکی لغو ہے پس جب اُسنے ایک رکعت اور پڑھ لی تو فرض نماز کے فارغ ہونے سے پہلے فرض اور نفل کو ملادیا یہ بحرالرائق مین لکھا ہے اور یہی خلاصہ مین لکھا ہے کوئی شخص مغرب کی دو رکعتین پڑھکر قعدہ مین بقدر تشہد بیٹھا اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ نماز پوری ہوگئی اور سلام پھیر کر کھڑا ہوگیا اور تکبیر کہکر مغرب کی سنتون مین داخل ہونے کی نیت کی تو خواہ سنتون کا سجدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو مغرب کی نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطے کہ فرض نماز کے فارغ ہونے سے پہلے وہ نفل مین داخل ہوگیا لیکن اگر مغرب کی دو رکعتون کے بعد سلام پھیر دیا پھر اُسکو یاد آگیا کہ نماز پوری نہین ہوئی اور اُسنے یہ سمجھا کہ نماز فاسد ہوگئی اور کھڑے ہوکر اُسنے دوبارہ اللہ اکبر کہا اور تین رکعتین پڑھین تو اگر ایک رکعت کے بعد بقدر تشہد بیٹھ گیا تو مغرب کی پہلی نماز صحیح ہوگئی ورنہ صحیح نہوگی۔ اگر مغرب کی نماز شروع کی اور ایک رکعت پڑھکر اُسکو یہ گمان ہوا کہ اُسنے شروع کی تکبیر نہین کہی تھی پھر نماز از سر نو شروع کی اور تین رکعتین پڑھین تو نماز اُسکی جائز ہی اور اگر دو رکعتین پڑھکر یہ گمان ہوا کہ اُسنے شروع کی تکبیر نہین کہی ہے اور پھر از سر نو اُسنے نماز شروع کی اور تین رکعتین پڑھین تو نماز اُسکی جائز نہوگی اور کتاب رزین مین مذکور ہے کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب اُسنے نماز شروع کرکے ایک رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا ہو اسلیے کہ اس سے قعدۂ اخیر چھوٹا اور فرض کے تمام ہونے سے پہلے نفل مین چلا گیا یہ خلاصہ مین لکھا ہے

دوسری فصل اُن چیزون کے بیان مین جو نماز مین مکروہ ہین اور جو مکروہ نہین

نماز پڑھنے والے کو اپنے کپڑے یا داڑھی یا بدن سے کھیل کرنا یا سجدہ مین جاتے وقت اپنے سامنے یا پیچھے سے کپڑا اُٹھانا مکروہ[1] ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اور اگر کپڑے کو اسلیے جھٹکے کہ رکوع مین اُسکے بدن سے لپٹ نہ جاوے تو مضائقہ نہین اور اگر نماز کے فارغ ہونیکے بعد یا پہلے پیشانی سے مٹی یا تنکے پونچھے تو اگر اُسکو اُس سے ضرر تھا اور نماز مین خلل پڑتا تھا تو مضائقہ نہین اور اگر خلل نہین پڑتا تھا تو درمیان نماز مین مکروہ ہے اور تشہد اور سلام سے پہلے مکروہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اُسکا چھوڑنا افضل ہے یہ

سلہ اور فاسد کرتا ہی نماز کو سجدہ کرنا نمازی کا ناپاک چیز پر اگرچہ اُسکو پاک چیز پر دھر لیا ہو بخلاف دونون ہاتھون اور گھٹنون کے کہ اگر انکو نجس پر رکھا ہوگا تو نماز فاسد نہوگی ظاہر روایت پر ۱۲ اور سلہ یہ ہمارے نزدیک ہے حتے کہ جو کچھ پڑھ چکا وہ محسوب ہوگا اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک اگر منفرد نے امام کی اقتدا کی نیت کی تو داخل ہونا صحیح ہے مگر جو پڑھ چکا وہ محسوب ہے اور پہلا تحریمہ کافی ہے ۱۲ رع سلہ بدلیل قولہ علیہ السلام ان اللہ تعالے کرہ لکم ثلثا العبث فی الصلوٰۃ والرفث فی الصوم والضحک فی المقابر یعنی فعل عبث کرنا نماز مین اور فحش باتین کرنی روزہ مین اور ہنسنا مقابر مین ۱۲

❊ ❊

محیط سرخسی مین لکھا ہی نماز مین اپنی پیشانی سے پسینا پونچھنے مین مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے
اور جو کام مفید ہو نماز مین اسکے کرنے سے کچھ مضائقہ نہین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت
ہوا ہے کہ آپ نے پسینا پیشانی سے پونچھا ہے اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تھے تو کپڑے
کو داہنے یا بائین جانب کو جھاڑتے تھے اور جو کام مفید نہین وہ نماز مین مکروہ ہے یہ خلاصہ مین لکھا
ہے اور یہی نہایہ مین لکھا ہے۔ نماز کے اندر اگر ناک مین سے کچھ رطوبت نکلی تو اسکے زمین پر ٹپکنے سے
اسکا پونچھ دینا اولے ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے اور آیتون کا یا سبحان اللہ کا ہاتھ سے گننا نماز مین مکروہ
ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رح سے منقول ہے کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین بعضون نے کہا ہے کہ
یہ خلاف صرف فرضون مین ہے اور نفلون مین بالاجماع جائز ہی اور بعضون کا قول ہی کہ خلاف نفلون مین
ہے اور فرضون مین بالاجماع جائز نہین اور اظہر یہ ہے کہ سب مین خلاف ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر
کسی شخص کو گننے کی ضرورت پڑے تو اشارۃً گنے ظاہر نہ گنے اور جو شخص مجبور ہو وہ صاحبین کے
قول پر عمل کرے یہ نہایہ مین لکھا ہے اور فقہا نے کہا ہی کہ اگر انگلیون کے سرے سے اشارہ کرلے تو
مکروہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور نماز سے باہر تسبیح کے گننے مین اختلاف ہی مستصفی
مین ہے کہ صحیح قول کے بموجب نماز سے باہر مکروہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اور سورتون کا گننا مکروہ
ہے اسواسطے کہ وہ اعمال صلوۃ مین سے نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور کنکریون کو ہٹانا مکروہ ہے لیکن
اگر انکی وجہ سے سجدہ نہو سکے تو ایک یا دو بار صاف کردینا مکروہ نہین اور ظاہر روایت مین یہ ہے
کہ ایک بار صاف کرے یہ قنیہ مین لکھا ہے اور میرے نزدیک اسکا چھوڑنا بہتر ہے یہ خلاصہ مین لکھا
ہے اور نماز کے اندر انگلیون مین انگلیان ڈالنا اور چٹکانا مکروہ[1] ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور
انگلیان چٹکانا یہ ہے کہ انکو دبائے یا کھینچے تاکہ انمین سے آواز نکلے یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ نماز سے باہر انگلیان
چٹکانے کو اکثر نے مکروہ بتلایا ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور اپنے بالون کا جوڑا سر پر باندھنا مکروہ ہی اور
وہ یہ ہے کہ بالون کو سر پر جمع کرکے کسی چیز سے باندھے کہ کھل نہ جاوین یہ تبیین مین لکھا ہے اور اسکی صورت
مین فقہا کے تین قول ہین بعضون نے کہا ہے کہ سر کے بیچ مین بالون کو جمع کرکے باندھین اور بعضون نے کہا ہی
کہ اپنی زلفین سر کے گرد لپیٹے جیسے کہ عورتین کرتی ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ سر کے پیچھے بالون کو جمع کرکے
کسی ڈورے یا دھجی سے باندھے اور یہ سب صورتین مکروہ ہین یہ بحر الرائق مین غایۃ البیان سے نقل کیا ہے
نماز مین پہلو پر اپنا ہاتھ رکھنا مکروہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور نماز سے باہر بھی پہلو پر ہاتھ رکھنا مکروہ[2]
ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور داہنے بائین کو اسطرح دیکھنا کہ کچھ منھ قبلہ کی طرف سے پھر جاوے مکروہ[3] ہی صرف گوشۂ چشم

---

[1] لقولہ علیہ السلام لا تفرقع اصابعک وانت تصلی بدلیل حدیث علی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو انگلیان مت چٹکا درحالیکہ تو نماز مین ہو ۱۲ ع
بعض کے نزدیک خارج نماز بھی مکروہ ہی اور وجہ کراہت یہ کہ قوم لوط کا فعل ہے ۱۲ تاج الشریعہ [2] اسلیے کہ اسمین سنت طریقہ کا چھوڑنا لازم آتا ہی ۱۲ ع [3]
ترمذی نے انس رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچ تو نماز مین التفات سے کیونکہ التفات نماز مین موجب ہلاکت ہے ۱۲ ع

سے دیکھنا جسمین منھ قبلہ کیطرف سے نہ پھرے مضائقہ نہین یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے آسمان کی طرف نظر اُٹھانا مکروہ ہے یہ تبیین مین لکھا ہے تشہد مین اور دونون سجدون کے درمیان اقعا مکروہ ہے یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے اور اقعا اسطرح کے بیٹھنے کو کہتے ہین کہ سرین اپنے زمین پر رکھے اور دونون گھٹنے کھڑے کرے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہی اصح ہے یہ کافی اور نہایہ مین مبسوط سے نقل کیا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اقعا کے معنے یہ ہین کہ اپنی ایڑیون پر بیٹھے اور بعضون نے کہا ہے کہ انگلیون کے اطراف پر بیٹھے اور بعضون نے کہا ہے کہ اقعا ایسے بیٹھنے کو کہتے ہین کہ گھٹنے اپنے سینہ مین لگا لے اور بعضون نے کہا ہی کہ گھٹنے اپنے سینہ مین لگا کر دونون ہاتھ زمین پر ٹیکے اور یہ کتے کی نشست کے مشابہ ہے یہ سب صورتین مکروہ ہین یہ زاہدی مین لکھا ہی ہاتھ سے سلام کا جواب دینا اور بلا عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے یہ تبیین مین لکھا ہے دونون باہین زمین پر بچھانا اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرنا اور سدل ثوب مکروہ ہی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے اور سدل ثوب اسے کہتے ہین کہ اپنے سر پر یا دونون مونڈھون پر کپڑا اوڑھ کر اُسکے کنارہ ادھر اُدھر کو چھوڑ دے اور اگر قبا کو دونون مونڈھون پر ڈالے اور اپنے ہاتھ اُسمین نہ ڈالے تو یہ بھی سدل ہے یہ تبیین مین لکھا ہے برابر ہی کہ قبا کے نیچے قمیص ہو یا نہو یہ نہایہ مین لکھا ہے خلاصہ اور نصاب المصلی مین ہی کہ اگر نماز پڑھنے والا شقہ[1] یا قرجی پہنے ہوے ہو اور ہاتھ آستینون مین نہ ڈالے تو متاخرین کا اختلاف ہی اور مختار یہ ہی کہ وہ مکروہ نہین ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور فقہا نے کہا ہی کہ جو شخص قبا پہنکر نماز پڑھے اُسکو چاہیے کہ دونون ہاتھ آستینون مین ڈال لے اور پٹکے سے باندھ لے تاکہ سدل نہو یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے۔

اور نماز سے باہر سدل کرنے مین فقہا کا اختلاف ہے قنیہ کے باب الکراہت مین ہی کہ مکروہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر کسی کے پاس عمامہ موجود ہو تو سُستی کیوجہ سے یا نماز کو ایک سہل کام سمجھکر ننگے سر نماز پڑھے تو مکروہ ہی اور اگر عاجزی اور خشوع کیوجہ سے ننگے سر پڑھے تو مکروہ نہین[2] بلکہ بہتر ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی کسی شخص کے پاس کرتہ موجود ہو اور وہ صرف پائجامہ پہنکر نماز پڑھے تو مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور فتاوئے عتابیہ مین ہی کہ برنس پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہی اور لڑائی مین اُسکا پہننا مکروہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی آستین کہنیون تک چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہی یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی اور کپڑے کو اسطرح پہننا کہ وہ اُسکے بدن پر سر سے پاؤن تک مثل جھولی کے ہوجائے اور کوئی جانب ایسی اُٹھی ہوئی نہو جس سے ہاتھ باہر نکلین مکروہ ہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور کپڑے کو اسطرح پہننا کہ اُسکو داہنی بغل کے نیچے لیکر دونون کنارے اُسکے بائین مونڈھے پر ڈالے یہ بھی مکروہ ہے اور عمامہ اسطرح باندھنا کہ درمیان

[1] شقہ بالضم والتشدید قافت ایک لباس آگے سے چاک ہوتا ہے ۱۲ م [2] اور اسی قسم سے حضرت جابرؓ کا لباس مستحب پر تھا اور ننگے بدن پڑھی عمدًا کما فی البخاری ۱۲ عین الہدایہ

مین سے سر کھلا ہوا ہو مکروہ ہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور امام ولوالجی نے کہا ہے کہ اسطرح کا عمامہ باندھنا نماز سے باہر بھی مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ ذلیل کپڑون مین نماز پڑھنا مکروہ ہے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور ناک اور مُنھ ڈھک لینا اور نماز مین جماہی لینا مکروہ ہی اور اگر جماہی آوے تو جہانتک ہوسکے روکے رہے اور اگر غالب ہو تو اپنا ہاتھ یا آستین مُنھ پر رکھ لے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ جماہی مین مُنھ بند نہ کرنا مکروہ ہی خزانۃ الفقہ مین لکھا ہی پھر جب ہاتھ مُنھ پر رکھے تو ہاتھ کی پیٹھ پر رکھے یہ بحر الرائق مین مختار النوازل سے نقل کیا ہی اور اگر قیام مین جماہی آوے تو داہنے ہاتھ سے مُنھ بند کرے اور جو قیام مین نہو تو بائین ہاتھ سے مُنھ بند کرے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور انگڑائی لینا اور آنکھون کا بند کرنا نماز مین مکروہ ہی پیشاب یا پاخانہ کی حاجت مین نماز مین داخل ہونا مکروہ ہی اور اگر اس حاجت کیوجہ سے نماز مین خلل پڑتا ہو تو نماز کو قطع کرے ریح کے واسطے بھی یہی حکم ہے اور اگر اسیطرح پڑھتا ہے تو جائز ہی اور بُرا کیا اور اگر وقت ایسا تنگ ہوگیا ہو کہ اگر وضو کریگا تو وقت جاتا رہیگا تو اسیطرح نماز پڑھ لے اسواسطے کہ کراہت کے ساتھ ادا کرنا بالکل قضا کرنے سے اولی ہی اور نماز مین آستین یا پنکھے سے اپنے آپ کو ہوا کرنا مکروہ ہی مگر جبتک زیادہ نہو نماز اس سے فاسد نہین ہوتی یہ تبیین مین لکھا ہی اور نماز مین قصداً کھانسنا اور کھنکارنا مکروہ ہی اور اگر مجبور ہی تو مکروہ نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی اور نماز مین تھوکنا اور رکوع اور سجود مین طمانیت کو چھوڑنا یا رکوع اور سجدہ ایسا کرنا کہ پیٹھ نہ ٹھہرے مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسیطرح قومہ اور جلسہ مین طمانیت چھوڑنا مکروہ ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہے اور اکیلے نماز پڑھنے والے کو جماعت کی صفون کے درمیان مین کھڑا ہونا مکروہ ہی اسلیے کہ قیام و قعود مین اُنکی مخالفت ہوگی اگر جماعت کی صف مین کچھ جگہ ہو تو مقتدی کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہی اور اگر صفون مین جگہ نہ ملے تو محمد بن شجاع اور حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت کی ہی کہ مکروہ نہین پس اگر کسی شخص کو جماعت مین سے اپنی طرف کھینچکر اُسکے ساتھ کھڑا ہوجاوے تو یہ اولی ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور چاہیے کہ وہ شخص اس مسئلہ کو جانتا ہو تاکہ اپنی نماز نہ فاسد کرلے یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہی اور حاوی مین ہی کہ اگر قبرین مصلی کے اسطرف ہون تو مکروہ نہین اسلیے کہ اگر نماز پڑھنے والے اور قبر کے درمیان مین اتنا فاصلہ ہو کہ اگر اتنی دور پر آدمی نماز کے سامنے گذرے تو مکروہ نہو تو نماز مین کراہت نہین ہوتی پس اسیطرح یہان بھی مکروہ نہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی نماز مین سامنے یا اوپر یا داہنے یا بائین یا نمازی کے کپڑے مین تصویرین ہون تو نماز مکروہ ہی اور جو فرش پر تصویرین ہون تو اسمین دو روایتین ہین صحیح یہ ہی کہ اگر تصویر پر سجدہ نہ کرتا ہو تو مکروہ نہین یہ حکم اُسوقت کے

سلہ ۵۱ ترکیب جماہی کے دور کرنے کی یہ بہت عمدہ ہے کہ اپنے دل مین سوچے کہ انبیاء علیہم السلام نے جماہی نہین لی قدوری اور شامی نے ذکر کیا ہے کہ ہم نے اسکا بارہا امتحان کیا فوراً جماہی دور ہوگئی ۱۲ د سلہ ۵۲ یہ کراہت بباعث ممانعت کے ہی یعنے ابوداؤد کی حدیث کے باعث کہ نہین حلال ہی کسیکو جو ایمان رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر کہ نماز پڑھے اس حال مین کہ پیشاب کو دبائے ہو یہانتک کہ اس سے ہلکا ہوجاوے ایسا ہی پیخانہ کا ضبط کرنیوالا ۱۲ کذا فی الشامی سلہ ۵۳ اور پیچھے ہونا بھی تصویر کا علی الاصح مکروہ ہی ۱۲ ع

کہ جب تصویرین بڑی بڑی ہون کہ دیکھنے والے کو بے تکلف نظر آوین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور
اگر ایسی چھوٹی ہون کہ دیکھنے والے کو بغیر تامل کے نظر نہ آوین تو مکروہ نہین اور اگر اُنکا سر کٹا ہوا ہو تو
کسی حالت مین مضائقہ نہین اور سر کٹنا اسطرح ہوتا ہی کہ سر اُسکا ڈھو دے یا مین اسطرح چھپا دین کہ ذرا اثر باقی
نہ رہے اور اگر اُسکے سر اور جسد کے درمیان مین ڈورا ڈالدین تو اُسکا کچھ اعتبار نہین اسواسطے کہ بعض جانورونکے
گلے مین طوق بھی ہوتا ہی اور سب سے زیادہ مکروہ یہ ہی کہ وہ تصویرین نمازی کے سامنے ہون پھر اُسکے بعد یہ کہ
اُسکے سر پر ہون پھر اُسکے بعد یہ کہ داہنی طرف ہون پھر اُسکے بعد یہ کہ بائین طرف ہون پھر اُسکے بعد یہ کہ
اُسکے پیچھے ہون یہ کافی مین لکھا ہے اور اگر کوئی تکیہ اُسکے سامنے کھڑا ہوا اور اُسمین تصویر ہے تو مکروہ ہے
اور اگر وہ تکیہ زمین پر پڑا ہو تو مکروہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ غیر ذی روح کی تصویر مکروہ نہین یہ نہایہ
مین لکھا ہی۔ فرضون مین ایک سورہ بار بار پڑھنا مکروہ ہی نفل مین اسکا کچھ مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا
ہے اگر ایک آیہ کو بار بار پڑھے تو اگر ایسی نفلون مین ہی کہ اکیلا پڑھتا ہی تو مکروہ نہین اور اگر فرض نماز مین ہی
تو حالت اختیار مین مکروہ ہی اور حالت عذر و نسیان مین مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی جمعہ کی نماز مین
ایسی سورہ پڑھنا جسمین سجدہ ہو مکروہ ہی اور اِسیطرح ان سب نمازون مین جنمین قرأت جہر سے نہین
پڑھتے مکروہ ہی یہ خلاصہ کی سولھوین فصل مین لکھا ہی جو سہو کے بیان مین ہی سجدہ کرتے وقت گھٹنون سے
پہلے ہاتھ رکھنا اور سجدہ سے اُٹھتے وقت ہاتھون سے پہلے گھٹنون کو اُٹھانا مکروہ ہی مگر جبکہ عذر ہو تو مکروہ
نہین یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی مقتدی کے واسطے یہ مکروہ ہی کہ رکوع یا سجدہ مین امام سے پہلے چلا جاوے
یا امام سے پہلے سر اُٹھاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی بسم اللہ اور آمین جہر سے کہنا اور قرأت کو رکوع کے
اندر پورا کرنا اور جو ذکر حالت انتقال مین پڑھنے کے ہین انکو انتقال پورا ہونے کے بعد پڑھنا اور فرضون
مین بے عذر عصا پر سہارا دینا مکروہ ہی اصح قول کے بموجب نفل مین مکروہ نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی بچہ کو لیکر
نماز پڑھنا جائز ہی اور مکروہ ہی اور اگر کوئی شخص نگہبانی کرنیوالا اور خبر لینے والا نہین اور وہ روتا ہی تو مکروہ
نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے نماز مین کرتہ کا یا ٹوپی کا اُتارنا یا اُسکو پہننا اور موزہ کا نکالنا تھوڑے
عمل سے مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر عمامہ اپنے سر سے اُٹھا کر زمین پر رکھا یا زمین سے اُٹھا کر سر پر رکھا تو نماز
فاسد نہین ہوتی مگر مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی عمامہ کی کور پر سجدہ کرنا مکروہ ہی ذخیرہ مین لکھا ہے
اور مکروہ اُسوقت ہی کہ جب زمین کی سختی کے معلوم ہونیکا مانع نہو اور اگر اُس سے بھی مانع ہی تو ہرگز نماز ہی
جائز نہو گی یہ برجندی مین لکھا ہی اگر اپنی آستین بچھا کر اُسپر سجدہ کرے اگر آستین اسواسطے بچھائی کہ منہ کو
خاک نہ لگے تو مکروہ ہی اور اگر اسواسطے بچھائی کہ اُسکے عمامہ کو اور کپڑون کو خاک نہ لگے تو مکروہ نہین یہ
بحر الرائق مین لکھا ہی کوئی شخص زمین پر نماز پڑھتا ہی اور ایک کپڑا اُسکے سامنے ڈالدیا وہ اُسپر سجدہ کرتا ہے
تاکہ زمین کی گرمی سے بچے تو مضائقہ نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی سجدہ مین پاؤن کو ڈھکنا مکروہ ہی یہ خلاصہ مین

لکھا ہی اگر کوئی شخص تنہا نفل پڑھتا ہو تو اُسکا مضائقہ نہین کہ اگر کوئی رحمت کی آیت پڑھے تو رحمت کی دعا مانگے اور دوزخ کی آیۃ پڑھے تو دوزخ سے پناہ مانگے اور مغفرت کی دعا مانگے اور فرضون مین یہ مکروہ ہی اور امام اور مقتدی کو فرض اور نفل دونون مین مکروہ ہی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور کبھی داہنی طرف اور کبھی بائین طرف کو جھک جانا بھی مکروہ ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور نماز مین کبھی ایک پانٔوپر زور ڈالنا اور کبھی دوسرے پانٔوپر زور ڈالنا مکروہ ہی لیکن عذر ہو تو مکروہ نہین اور اسیطرح ایک پانٔون پر کھڑا ہونا بھی مکروہ ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے کھڑے ہوتے وقت پانٔون آگے بڑھانا مکروہ ہی بیٹھتے وقت داہنے اعضا پر اور اُٹھتے وقت بائین اعضا پر زور دینا مستحب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور نماز مین کسی خوشبودار چیز یا خوشبو کا سونگھنا مکروہ ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور سجدہ وغیرہ مین اپنے ہاتھ یا پانٔون کی انگلیان قبلہ کیطرف سے پھیرنا مکروہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اکیلے محراب مین کھڑا ہونا مکروہ ہی اور اگر محراب سے باہر کھڑا ہو اور سجدہ محراب مین کرے تو مکروہ[1] نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور امام کے پیچھے جگہ تنگ ہو اُسوقت امام کے محراب مین کھڑے ہونیکا مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی برہانیہ مین لکھا ہی صرف اکیلا امام چبوترہ پر ہو اور مقتدی نیچے ہون یا مقتدی چبوترہ پر ہون اور اکیلا امام نیچے تو بموجب ظاہر روایت کے مکروہ ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر کچھ مقتدی بھی امام کے ساتھ ہون تو اصح یہ ہی کہ مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی یہ حکم اُس چبوترہ کا ہی جو قد آدم بلند ہو اور اُس سے کم کا مضائقہ نہین یہ طحاوی مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ چبوترہ کی بلندی اسقدر معتبر ہے کہ جس سے فرق ہو جاوے اور بعضون نے سترہ کے قیاس پر ایک ذراع کا اعتبار کیا ہی اور اسی پر اعتماد ہی یہ تبیین مین لکھا ہے۔ غایۃ البیان مین ہی کہ یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہی اسلیے کہ وہ اُسکی تعظیم کے خلاف ہی کسی شخص کو مسجد مین اپنی نماز خاص کر لینے کے واسطے جگہ معین کرنا مکروہ ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ کسی آدمی کے مُنہ کیطرف کو نماز پڑھنا مکروہ ہی یہ معدن مین لکھا ہی اور اگر کسی آدمی کے منہ کیطرف کو نماز پڑھے اور ان دونون کے درمیان مین کوئی تیسرا شخص ہو اور اُسکی پیٹھ نماز پڑھنے والے کیطرف کو ہو تو مکروہ[2] نہین یہ تمرتاشی مین لکھا ہے۔ نماز پڑھنے والے کیطرف کو مُنہ کرنا مکروہ ہی خواہ نماز پڑھنے والا پہلی صف مین یا اخیر صف مین ہو یہ منیہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص باتین کر رہا ہی اگرچہ وہ قریب ہے اُسکی پیٹھ کیطرف کو نماز پڑھنا مکروہ نہین ہے لیکن جب ایسی آوازین بلند کرین کہ نماز پڑھنے والے کو اپنی قرأت مین خلل پڑنے کا خوف ہو تو مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی ایسی جگہ نماز پڑھنا جہان سامنے لوگ سوتے ہون مکروہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ نماز مین ایسے تنور کیطرف کو مُنہ کرنا جسمین آگ جل رہی ہو

[1] پس اعتبار قدم کا ہوتا ہی اور جب قدم مسجد مین ہون تو مقتدیون کے اندر واقع ہوتا ہے لہذا اگر وحشی جانور کا پانٔون حرم کی زمین پر ہو اگر سر باہر ہو تو اُسکے قتل سے مجرم پر جرمانہ وارد ہوگا اگر قسم کھائی کہ فلان کے گھر مین داخل نہوگا تو قدمون کے سوا سب باقی اعضا داخل کرنے سے جھوٹا نہوگا ۱۲ ع [2] اور سونے کیطرف بھی نماز مکروہ نہین اگرچہ قاضیخان نے کراہت کا زعم کیا اور شاید کہ یہ نحوف مضحکہ ہی یعنے سونیوالے سے لوز وغیرہ کی آواز سے مضحکہ پیدا ہو ۱۲ ع

یا بھٹی کیطرف کو منھ کرنا جسمین آگ ہے مکروہ ہے اور اگر قندیل یا چراغ کیطرف کو منھ کیا تو مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے یہی اصح ہے یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہے اگر نماز پڑھنے مین سامنے یا سر کے اوپر قرآن یا تلوار یا اس قسم کی کوئی اور چیز لٹکتی ہو تو مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر امام رکوع مین ہو اور کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوا اور رکوع مین اسواسطے دیر کی کہ آنیوالے کو رکوع ملجاوے تو اگر اُسنے آنے والے کو پہچان لیا تو مکروہ ہے اور نہین پہچانا تو بقدر ایک یا دو تسبیح کے دیر کرنے مین مضائقہ نہین یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہے امام کا اس طور پر کھڑا ہونا کہ صف سے مقابلہ ہو مکروہ ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے درہم یا دینار منھ مین لیکر نماز پڑھنا اگرچہ قرأت سے مانع ہو مکروہ ہے اپنے ہاتھ مین کوئی چیز تھام کر نماز پڑھنا مکروہ ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگرچہ کین سامنے ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے نماز مین بلا عذر چند قدم چلنا اور ہر قدم کے بعد کچھ ٹھہرنا مکروہ ہے اور اگر عذر سے ہو تو مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے صف سے پیچھے کھڑا ہوکر شروع تکبیر کہے اور پھر بڑھکر صف مین ملجاوے تو مکروہ ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے بلا عذر رکوع مین گھٹنوں پر اور سجدہ مین زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے امام کے پیچھے قرأت پڑھنا امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک مکروہ ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے سر کو اوندھا کرنا یا اونچا اُٹھانا اور رفع یدین مین دونون ہاتھ کانون سے اوپر اُٹھانا یا مونڈھون سے نیچے رکھنا اور پیٹ کو دونون رانون سے ملانا اور اقامت کے وقت بغیر امام کے آئے جماعت کا صفون مین کھڑا ہوجانا مکروہ ہے یہ خزانۃ الفقہ مین لکھا ہے۔ اور امام کا نماز مین اسقدر جلدی کرنا کہ مقتدی قدر مسنون کو پورا ادا نہ کرسکے مکروہ ہے یہ منیہ مین لکھا ہے حجۃ مین ہے کہ نماز مین مکھیون یا مچھرون کا بلا ضرورت ہاتھ سے ہٹانا مکروہ ہے اور حاجت کے وقت عمل قلیل سے ہٹانا مکروہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ نماز مین بغیر عذر عمل قلیل بھی مکروہ ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر گلے مین کمان یا ترکش ڈالکر نماز پڑھے تو مضائقہ نہین لیکن اگر اُنکی حرکت سے نماز مین خلل ہوتا ہے تو مکروہ ہے اور نماز ادا ہوجاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے کسی کی زمین غصب کرلی ہو اسمین نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اُس ظلم کا عذاب ہوگا لیکن جو عمل بندہ اور اللہ کے درمیان ہے اُسکا ثواب ملیگا اور جو باہم بندون مین ہے اُسکا عذاب ہوگا یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہے یہ جتنی مکروہات کی صورتین مذکور ہوئین ان سب مین نماز ادا ہوجاتی ہے اسلیے کہ اُسکے شرائط اور ارکان موجود ہین لیکن چاہیے کہ پھر نماز کا اسطرح اعادہ کرین کہ کوئی کراہت کی وجہ نہو جتنی نمازین کراہت کے ساتھ ادا کی جاوین سب کا یہی حکم ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اگر یہ کراہت تحریمی ہو تو اعادہ واجب ہے اور اگر تنزیہی ہو تو مستحب ہے اسواسطے کہ کراہت تحریمی واجب کے مرتبہ مین ہے فتح القدیر مین لکھا ہے اور اسی سے ملتے ہوے یہ مسئلہ ہین نماز پڑھنے والے کو اگر اسکی مان یا باپ پکارے تو جبتک نماز سے فارغ نہین ہوا جواب نہ دے[1]

---

[1] اگر نماز نفل مین مان باپ پکارے تو جواب دینا واجب ہے گو فریاد خواہی کے واسطے پکارا ہو کذا فی الشامی پھر اگر مان باپ کو معلوم ہو کہ وہ نماز پڑھتا ہے تو کچھ مضائقہ نہین جواب نہ دینے کا اور اگر معلوم نہو تو جواب دے اور مان باپ سے مراد اصولی ہین گو اوپر کے ہون یعنے دادا یا نانا یا نانی یا دادی ہو تب بھی یہی حکم ہے ۱۲ د

لیکن اگر کسی سبب سے اس سے فریاد چاہی تو جواب نے اسواسطے کہ نماز کا قطع کرنا بلاضرورت جائز نہین اسیطرح اگر کسی غیر شخص کو چھت سے گر پڑنے یا آگ مین جلجانے کا یا پانی مین ڈوب جانیکا خوف ہوا اور نماز پڑھنے والے سے فریاد کرے تو اسپر نماز کا قطع کر دینا واجب ہے۔ کوئی شخص نماز کو کھڑا ہوا اور اُسکے پاس سے کسی شخص نے کوئی ایسی چیز چرائی کہ جسکی قیمت ایک درہم تھی تو اُسکو جائز ہی کہ نماز کو قطع کرکے چور کو ڈھونڈھے خواہ فرض نماز ہو خواہ نفل ہو اسواسطے کہ درہم مال ہی کوئی عورت نماز پڑھتی تھی اور اُسکی ہانڈی مین ابھان آیا تو اُسکے درست کرنے کے واسطے نماز کا قطع کرنا جائز ہی۔ مسافر کا جانور اگر بے موقع کسی طرف کو چلا گیا یا چرواہا کو اپنی بکریون مین بھیڑیا کا خوف ہو یا کنوین کے قریب کسی اندھے کو دیکھے اور اسمین اُسکے گرجانے کا خوف ہو تو نماز قطع کر دے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر کوئی ذمی کافر آوے اور نماز پڑھنے والے سے کہے کہ مجھے مسلمان کر تو اگرچہ فرض نماز ہو قطع کر دے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ صبح کے کھل جانیکے بعد سوائے ذکر خیر کے اور طرح کا کلام کرنا مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی دشمنی[ل] کے دفع ہونے کی نیت سے نماز پڑھنا نہ چاہیے یہ خلاصہ مین لکھا ہی **فصل** مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ نماز کے وقتون کے سوا اور اوقات مین مسجد کا اسباب بچانے کے واسطے مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ نہین ہی صحیح ہی مسجد کی چھت پر وطی کرنا یا بول و براز کرنا مکروہ ہی اور اگر گھر مین کوئی جگہ نماز[ل] کے واسطے مقرر کر لی ہو تو اُسکی چھت پر یہ کام کرنا مکروہ نہین عیدگاہ مین اور جنازہ کی نماز پڑھنے کے مکان مین اختلاف ہی یہ اصح ہے کہ اُسکو مسجد کا حکم نہین لیکن اقتدا کے جائز ہونے مین بسبب مکان[ع] واحد ہونیکے مثل مسجد کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور فناے مسجد کے لیے مسجد کا حکم ہے یہانتک کہ اگر فناے مسجد مین کھڑا ہو کر امام سے اقتدا کرے اگرچہ صفین ملی ہوئی نہون اور مسجد بھری ہوئی نہو تو بھی اقتدا صحیح ہی چنانچہ امام محمد رح نے باب الجمعہ مین اسطرف اشارہ کیا ہی اور کہا ہی کہ مسجد کے طاقون اور دیوارون پر اقتدا صحیح ہی اگرچہ صفین ملی ہوئی نہون اور دار الصیارفہ مین اقتدا جائز نہین لیکن اگر صفین ملی ہوئی ہون تو اقتدا جائز ہی اور اسی قول کے بموجب جو چبوترے مسجد کے دروازہ پر ہوتے ہین اُنپر سے بھی اقتدا جائز ہی اسواسطے کہ وہ منجملہ فناے مسجد کے اور مسجد سے ملے ہوئے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ گچ سے اور سونے کے پانی سے مسجد مین نقش کرنا مکروہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہے یہ اُسوقت ہی کہ جب اپنے مال سے کرے اور وقف سے متولی کو وہی کام جائز ہی جو اُسکی تعمیر سے متعلق ہوا اور جو نقش وغیرہ کی قسم سے ہو وہ جائز نہین یہانتک کہ اگر کریگا تو اُسکا عوض دینا پڑیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر مسجد کا مال جمع ہوا اور متولی کو یہ خوف ہو کہ ظالم اسکو تلف کر دینگے ایسے وقت مین مسجد کے مال مین سے

سلہ مراد اس نماز سے یہ ہی کہ اللہ کے واسطے نماز اس نیت سے پڑھے کہ خدا اُسکے دشمنون کو راضی کر دے اور یہ نماز اس سبب سے جائز نہین کہ بدعت ہے یہ شامی مین لکھا ہی ۱۲ سلہ یعنے مسجد شرعی وقف اور اذن عام سے ہوئی ہو اور گھر مین ایک جگہ نیت کر نماز کے لیے کر لینے سے مسجد نہین ہو جاتی ۱۲ سلہ پس حلال ہی داخل ہونا عیدگاہ و مکان جنازہ مین جنب اور حائضہ کو جیسے انکو حلال ہے داخل ہونا فناء مسجد اور خانقاہ اور مدرسہ مین اور حوضون کی مسجدون اور بازارونکی مسجدون ہین شارع عام کی مساجد مین ۱۲ د

نقش کر دینا مضائقہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی مسجد کی محرابون اور دیوارون پر قرآن لکھنا بہتر نہین اسواسطے کہ
خوف ہی کہ کبھی وہ کتابت گرے اور پانؤن کے نیچے آوے جمع نسفی مین لکھا ہی کہ اگر مصلے یا فرش پر اللہ کے
نام لکھے ہون تو اُسکا بچھانا یا اور طرح استعمال کرنا مکروہ ہی اور اگر یہ خوف ہو کہ دوسرا شخص اُسکا استعمال
کریگا تو دوسرے شخص کی ملک مین دینا بھی مکروہ ہی اور واجب یہ ہی کہ اُسکو کسی بلند جگہ پر رکھدے کہ اُسپر کوئی
چیز نہ رکھی جاوے تعویذون کو لکھکر دروازون پر لگانا مکروہ ہی اسلیے کہ اسمین اہانت ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی
مسجد کے اندر کلی کرنا اور وضو کرنا مکروہ[۱] ہی لیکن اگر وہان اس کام کے واسطے کوئی جگہ بنی ہو جہان نماز نہ
پڑھتے ہون تو جائز ہی مسجد کے اندر برتن مین وضو کرنا جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ مسجد کی
دیوارون پر اپنے سامنے کنکریون پر اور بوریون پر اور بوریون کے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا مکروہ ہی اور اگر
ضرورت ہو تو اپنے کپڑے مین لیلے اور اگر ایسا کیا تو اُسکا اُٹھانا اُسکے ذمہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے
اور اگر اس امر پر مجبور ہی تو بوریا کے نیچے تھوک وغیرہ ڈالنے سے بوریا کے اوپر ڈالنے مین بُرائی کم ہی اسواسطے
کہ بوریا حقیقت مین مسجد نہین ہی اور جو جگہ بوریون کے نیچے ہی وہ حقیقت مین مسجد ہی اور اگر اسمین بوریا نہون
تو زمین کے اندر دفن کردے زمین کے اوپر نہ چھوڑے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر گیلی مٹی مین چلا ہو تو
اُسکو مسجد کی دیوارون یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہی اور اگر مسجد کے بوریا سے پونچھے تو مضائقہ نہین اور اولی
یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور اگر مسجد کی مٹی سے پونچھے تو اگر مٹی لستہ ہی تو مضائقہ نہین اور اگر بکھری ہوئی
ہے تو مکروہ ہی اور یہی مختار ہی اور اگر ایسی لکڑی سے پونچھے جو مسجد مین لگی ہوئی ہو تو مضائقہ نہین یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی۔ مسجد کے اندر کنوان کھودنا نہین چاہیے اور اگر کنوان پہلے سے ہو تو اُسکو چھوڑ دین جیسے زمزم کا کنوان
ہے اور مسجد مین درخت بونا مکروہ ہی اسلیے کہ اسمین کافرون کے عبادت خانون سے مشابہت ہے اور نماز کی جگہ
گھرتی ہی لیکن اگر اسمین مسجد کا فائدہ ہو مثلاً اگر زمین مین بہت نمی ہو اور اُسکے ستون نہ ٹھہرتے ہون اور درخت
بونے سے وہ نمی کم ہو جاوے تو جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی مسجد مین بوریون کے رکھنے کے واسطے
کوئی مکان بنالینا مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ شہر پناہ کی دیوار پر جو مسجد بنائی جاوے تو فقہا نے کہا ہے
کہ اسمین نماز پڑھنا چاہیے اسواسطے کہ وہ حق عوام کا ہی لیکن اس مسئلہ کے جواب مین یون تفصیل چاہیے
کہ اگر وہ شہر غلبہ پاکر فتح کیا ہو اور امام کے اذن سے وہ مسجد بنائی گئی ہو تو اسمین نماز جائز ہے اسواسطے
کہ امام کو اختیار ہی کہ رستہ مین مسجد بنادے پس شہر پناہ کی دیوار کو مسجد بنا دینا بدرجۂ اولے جائز ہوگا
کوئی شخص مسجد مین ہو کر چلا کرتا ہے اور اُسی کو رستہ بنا لیا ہی اگر بغیر عذر ہے تو جائز نہین اور عذر ہے تو
جائز ہی۔ پھر جب اُسمین سے گذرتا ہے تو ہر دن مین ایک مرتبہ اُسمین نماز پڑھنا ضرور ہوگی نہ ہر مرتبہ

[۱] اور مکروہ ہے لیجانا نجاست کا مسجد مین اور اس بنا پر متفرع ہوا کہ جائز نہین چراغ جلانا ناپاک تیل سے مسجد کے اندر اور نہ استرکاری
کرنا مسجد کا ناپاک گارے سے اور نہ پیشاب کرنا اور فصد کھلوانا اگرچہ برتن کے اندر پیشاب و رخون لیا جاوے ۱۲ ع

درزی کو مسجد مین بیٹھکر سینا مکروہ ہی لیکن اگر مسجد مین سے لڑکون کے نکالنے یا اُسکی حفاظت کے لیے بیٹھے تو اُسوقت مضائقہ نہین اسیطرح کاتب اگر اجرت پر لکھتا ہو تو مسجد مین لکھنا مکروہ ہے اور بغیر اجرت کے لکھتا ہو تو مکروہ نہین معلم جو اجرت پر لڑکون کو پڑھاتا ہی اگر مسجد مین لڑکون کو گرمی یا کسی اور ضرورت سے پڑھاوے تو مکروہ نہین اور نسخہ قاضی امام مین اور اقرار العیون مین معلم کا وہی حکم کیا ہے جو کاتب اور درزی کا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی کسی کے گھر کے اندر مسجد ہی اگر وہ گھر ایسا ہی جب وہ بند کیا جاتا ہے تو اُس گھر کے لوگ مسجد مین جماعت سے نماز پڑھتے ہین تب وہ مسجد جماعت سے ہی اُسکو احکام مسجد کے ثابت ہونگے بیع اسمین حرام ہوگی اور جنب کا داخل ہونا حرام ہوگا یہ اُسوقت ہے کہ جب اُس گھر کے لوگ اُس مسجد مین نمازیون کو جانے سے منع نہ کرتے ہون اور اگر ایسا گھر ہو کہ جب وہ بند کیا جائے تو مسجد مین جماعت نہوتی ہو اور جب اُسکا دروازہ کھولا جائے تو جماعت ہوتی ہو تو وہ اگرچہ لوگون کو اسمین نماز سے منع کرتے ہون مسجد نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی مسجد کا چراغ کوئی گھر کو اُٹھا نہ لے جاوے اور مسجد مین گھر سے لیجاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی مسجد کا چراغ تہائی رات گئے تک مسجد مین روشن رکھنا مضائقہ نہین اور اس سے زیادہ نہ چھوڑا جاوے لیکن اگر وقف کرنے والے نے یہ شرط کی ہو یا اُسکے وہان عادت ہو تو مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی مسجد مین جو چیزین بوریا وغیرہ پڑی رہتی ہین اگر اسمین سے کچھ اُسکے کپڑے مین لپٹ آیا تو اگر اُسنے عمداً نہین کیا ہی تو پھر اُسپر وہان پھیرنا واجب نہین ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے جس شخص نے مسجد بنائی اور اُسکو اللہ کے واسطے کر دیا تو اُسکی مرمت کا اور عمارت کا اور بوریا اور حصیر بچھانے کا اور قندیلون کا اور اذان اور اقامت اور امامت کا اگر اُسکی لیاقت رکھتا ہو وہی مستحق ہی اور اگر اسمین لیاقت نہو تو اُسی کی تجویز سے اور شخص مقرر ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے بغیر نماز کے مسجد مین بیٹھنے مین مضائقہ نہین اور اگر اس سبب سے کوئی چیز وہان کی خراب ہوگئی تو قیمت دینا پڑیگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے

آٹھوان باب وتر کی نماز کے بیان مین

وتر مین امام ابوحنیفہ رح سے تین روایتین ہین ایک روایت مین فرض ہی اور ایک روایت مین سنت مؤکدہ ہی اور ایک روایت مین واجب ہی اور یہی اُنکا آخر قول ہے اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر وتر سنت تابع عشا ہوتا تو آخر رات تک اسکی تاخیر مکروہ ہوتی جیسے کہ عشا کی سنتون کی تاخیر اُسوقت تک مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہے جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہو اُسکو بیٹھکر وتر پڑھنا اور بلا عذر سواری پر وتر پڑھنا جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر بھولکر یا جانکر وتر کو چھوڑا تو اگرچہ بہت دن ہوجاوین اُسکی قضا واجب ہے اور وہ بغیر نیت وتر کے جائز نہین یہ کفایہ مین لکھا ہے اور وتر کو قضا پڑھے تو قنوت پڑھے یہ محیط مین لکھا ہے۔ وتر کی تین رکعتین پڑھے اور اُنکے درمیان مین سلام سے فصل نہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور صحیح قول کے بموجب قنوت واجب ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے

تیسری رکعت مین جب قرأت سے فارغ ہو تو تکبیر کہے اور کانون تک دونون ہاتھ اُٹھاوے اور تمام سال مین رکوع سے پہلے قنوت پڑھے اور قنوت مین مقدار قیام کی بقدر سورہ اذا السماء انشقت کے کرے یہ محیط مین لکھا ہی اسمین اختلاف ہی کہ قنوت مین ہاتھ چھوڑے یا باندھے اور مختار یہ ہی کہ ہاتھ باندھے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی امام اور جماعت کے حق مین مختار یہ ہی کہ قنوت آہستہ پڑھین یہ نہایہ مین لکھا ہی اور جو اکیلا وتر پڑھتا ہو وہ بھی آہستہ پڑھے یہی مختار ہی یہ مجمع البحرین کی شرح مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی قنوت کی کوئی دعا مقرر نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اولے یہ ہی کہ اللھم انا نستعینک[1] پڑھے اور اسکے بعد اللھم اہدنا فی من ہدیت[2] پڑھے اور جو قنوت اچھی طرح نہ پڑھ سکے وہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا ربنا عذاب النار پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی۔ یا تین بار اللھم اغفر لنا پڑھے ابو اللیث نے یہی اختیار کیا ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر قنوت کو بھول گیا اور رکوع مین یاد آئی تو صحیح یہ ہی کہ رکوع مین قنوت نہ پڑھے اور پھر قیام کی طرف کو عود نہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر قیام کیطرف کو عود کیا اور قنوت پڑھی اور رکوع کا اعادہ نہ کیا تو نماز فاسد نہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی لیکن جب رکوع سے سر اُٹھایا اسوقت یاد آیا کہ قنوت بھول گیا ہی تو بالاتفاق یہ حکم ہے کہ جو بھول گیا ہے اُسکے پڑھنے کیطرف عود کرے یہ مضمرات مین لکھا ہے اگر الحمد کے بعد قنوت پڑھکر رکوع کر دیا اور سورۃ چھوڑ دی اور رکوع مین یاد آیا تو سر اُٹھاوے اور سورۃ پڑھے اور قنوت اور رکوع کا اعادہ کرے اور سہو کا سجدہ کر لے اور اگر الحمد چھوڑ دی تھی تو الحمد کے ساتھ سورۃ کا بھی مع قنوت کے اعادہ کرے اور رکوع بھی دوبارہ کرے اور اگر رکوع کا اعادہ نہ کیا تو جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی امام کو اگر وتر کے رکوع مین یاد آیا کہ اُسنے قنوت نہین پڑھی تو اُسکو قیام کیطرف کو اعادہ نہین کرنا چاہیے اور باوجود اُسکے اگر قیام کا اعادہ کیا اور قنوت پڑھ لی تو رکوع کا اعادہ نہین کرنا چاہیے اگر اُس نے رکوع کا بھی اعادہ کر لیا اور جماعت کے لوگون نے پہلے رکوع مین اُسکی متابعت نہین کی تھی دوسرے رکوع مین متابعت کی یا پہلے رکوع مین اسکی متابعت کی تھی اور دوسرے مین نہ کی تو اُنکی نماز فاسد نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی قنوت مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے ہمارے مشائخ نے یہی اختیار کیا ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے وتر کی قنوت مین مقتدی امام کی متابعت کرے اگر مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے امام نے رکوع کر دیا تو مقتدی متابعت کرے اگر امام نے بغیر قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ قنوت نہین پڑھی تو اگر رکوع کے جاتے رہنے کا خوف ہو تو رکوع کرے اور اگر خوف نہو تو قنوت پڑھے پھر رکوع کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے ناطفی نے اپنی اجناس مین ذکر کیا ہی کہ اگر وتر کی نماز مین شک ہو کہ

---

[1] پوری دعا یہ ہی اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونومن بک ونتوکل علیک ونثنی علیک الخیر ونشکرک ولانکفرک ونخلع ونترک من یفجرک اللھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعی ونحفد ونرجو رحمتک ونخشی عذابک ان عذابک بالکفار ملحق ۱۲

[2] پوری دعا یہ ہی اللھم اہدنی فیمن ہدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک وانہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت۔ یہ دعا کم وبیش الفاظ مین بھی آئی ہی ۱۲

پہلی رکعت مین ہی یا دوسری یا تیسری مین تو جس رکعت مین ہی اُسمین قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور دو رکعتین دو قعدون سے پڑھے اور دونون مین احتیاطاً قنوت پڑھے اور دوسرا قول یہ ہی کہ کسی رکعت مین قنوت نہ پڑھے پہلا قول اصح ہی اسلیے کہ قنوت واجب ہے اور جس چیز کے واجب ہونے اور بدعت ہونیمین شک ہو اُسکو احتیاطاً ادا کرنا چاہیے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور مسبوق کو چاہیے کہ امام کے ساتھ قنوت پڑھے پھر نہ پڑھے یہ قنیہ مین لکھا ہی جب امام کے ساتھ قنوت پڑھ لیا تو جب اپنی باقی نماز قضا کرے تو اُسمین قنوت نہ پڑھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے سب کا یہی قول ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر تیسری رکعت کے رکوع مین شریک ہوا اور امام کیساتھ قنوت نہین پڑھی تو اپنی بقیہ نماز مین قنوت نہ پڑھے یہ محیط مین لکھا ہے وتر کے سوا کسی اور نماز مین قنوت نہ پڑھے[1] یہ متون مین لکھا ہی۔ اگر وتر کسی ایسے شخص کے پیچھے پڑھے جو رکوع کے بعد قومہ مین قنوت پڑھتا ہی اور مقتدی کا یہ مذہب نہین تو اُسمین اُسکی متابعت کرے یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہے اگر امام نے فجر کی نماز مین قنوت پڑھی تو مقتدی کو چاہیے کہ ساکت رہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور چپکا کھڑا رہے یہی صحیح ہے یہ نہایہ مین لکھا ہے

نوان باب نوافل کے بیان مین

فجر کی نماز سے پہلے اور ظہر اور مغرب اور عشا کی نماز کے بعد دو رکعتین سنت ہین اور ظہر اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعتین سنت ہین یہ متون مین لکھا ہی اور چار رکعتین ہمارے نزدیک ایک سلام سے پڑھے اور اگر دو سلامون سے پڑھین تو سنتون مین شمار نہین ہونگی سب سے زیادہ تاکید فجر کی دو رکعت سنتون کی ہی پھر مغرب کی سنت کی پھر اُن سنتون کی جو ظہر کے بعد ہین پھر اُنکی جو بعد عشا کے ہین پھر اُنکی جو ظہر سے پہلے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی ہمارے مشائخ نے کہا کہ اگر کسی عالم سے فتوون مین لوگ رجوع کیا کرتے ہون تو اُسکو سب سنتون کا چھوڑنا جائز ہی کیونکہ لوگون کو اُسکے فتوے کی حاجت ہے مگر فجر کی سنت چھوڑنا جائز نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے فجر کی سنتین پڑھین اور اُسکو یہ گمان تھا کہ ابھی رات باقی ہی پھر ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہو گئی تھی تو قاضی علاء الدین محمود نسفی نے مختلفات کی شرح مین لکھا ہی کہ اس مسئلہ مین کوئی روایت نہین اور متاخرین نے کہا ہے کہ وہ فجر کی سنتین ادا ہو گئین اور شیخ الامام شمس الائمہ حلوائی نے کتاب الصلوۃ کی شرح مین کہا ہی کہ ظاہر الجواب یہ ہی کہ فجر کی سنتین ادا ہو گئین اسلیے کہ ادا وقت مین واقع ہوئی یہ محیط مین لکھا ہی جس شخص کو کھڑے ہونے کی قدرت ہو اُسکو فجر کی سنتین بیٹھکر پڑھنا جائز نہین اسی واسطے فقہا نے کہا ہی کہ فجر کی سنتین واجب کے قریب ہین یہ تاتارخانیہ مین نافع سے نقل کیا ہی۔ فجر کی سنتون کو بلا عذر سواری پر پڑھنا جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے سنت یہ کہ اُسمین پہلی رکعت مین سورہ کافرون اور دوسری مین قل ہو اللہ پڑھے اور اُن سنتون کو اول وقت مین

---

[1] نہ پڑھے یعنے معمولی قنوت نہین ہی ولیکن اگر اہل اسلام پر کوئی حادثہ پیش آئے مثلاً کافرون نے نرغہ کیا تو بالاتفاق عشا و فجر و مغرب وغیرہ جماعتون مین مسلمانون کی فتح کے لیے اور کافرون کی شکست کے لیے قنوت پڑھے ۱۲ ع۔ د۔ ش ۵۳ اوا الخ اور اصح یہ کہ نہین ادا ہوئین کما فی الدر عن التجنیس ۱۲

اپنے گھر پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی فجر کے طلوع ہونے سے پہلے انکا ادا کرنا جائز نہین۔ اگر سنتون کے شروع ہوتے ہی فجر طلوع ہوئی تو جائز ہی اور اگر طلوع مین شک ہو تو جائز نہین اگر فجر کے طلوع ہونے کے بعد دو مرتبہ سنتین پڑھین تو جو آخر مین پڑھی ہین وہی سنتون مین شمار ہونگی اسواسطے کہ وہ فرض نماز سے قریب ہین اور انمین اور فرض نماز مین کوئی اور نماز فاصل نہین ہے اور سنت فرض سے ملی ہونی چاہیے سنتین جب اپنے وقت مین فوت ہوجاوین تو انکو قضا نہ کرے مگر فجر کی سنتین اگر فرض کے ساتھ مین فوت ہوجاوین تو انکو سورج کے نکلنے کے بعد زوال کے وقت تک قضا کرے پھر ساقط ہوجاتی ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جو بغیر فرض کے قضا ہون تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک انکو قضا نہ کرے امام محمدؒ کے نزدیک قضا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ ظہر سے پہلے چار رکعتین اگر فوت ہوجاوین مثلاً امام کے ساتھ جماعت مین شریک ہوگیا اور چار سنتین نہ پڑھین تو سب فقہا کا مذہب یہ ہی کہ فرضون سے فارغ ہونے کے بعد جبتک ظہر کا وقت باقی ہی انکو پڑھ لے یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہے حقائق مین ہی کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک ظہر کے بعد کی دو سنتون کو انپر مقدم کرے اور امام محمد نے کہا ہی کہ چار سنتون کو دو سنتون کے اوپر مقدم کرے اور اسی پر فتوے ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی بعضون نے کہا ہی کہ جب اکیلا نماز پڑھتا ہو تو فجر اور ظہر کی سنتون کو چھوڑ دینے مین مضائقہ نہین ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ کسی حالت مین چھوڑنا جائز نہین ہی اور اسی مین زیادہ احتیاط ہی کسی شخص نے سنتین چھوڑین اور وہ سنتون کو حق نہین سمجھتا تو کافر ہوگیا اسواسطے کہ اسنے انکو خفیف جانکر چھوڑا اور اگر انکو حق سمجھتا ہی تو صحیح یہ ہی کہ گنہگار ہوتا ہے اسواسطے کہ سنتون کے چھوڑنے پر وعید وارد ہوا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ظہر سے پہلے چار سنتین پڑھین اور بیچ کے قعدہ مین نہ بیٹھا تو استحسانًا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی عصر سے پہلے چار رکعتین اور عشا سے پہلے اور بعد چار چار رکعتین اور مغرب کے بعد چھ رکعتین مستحب ہین یہ کنز مین لکھا ہی امام محمد کا قول ہی کہ اختیار ہی کہ عصر سے پہلے اور عشا سے بعد چار رکعتین پڑھے یا دو رکعتین پڑھے اور افضل دونون مین چار چار رکعتین پڑھنا ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور منجملہ مستحب نمازون کے چاشت کی نماز ہی کم سے کم اسکی دو رکعتین ہین اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتین وقت اسکا سورج کے بلند ہونے سے زوال تک ہی اور منجملہ انکے تحیۃ المسجد کی نماز ہی اور وہ دو رکعت ہین اور منجملہ انکے وضو کے بعد دو رکعتین ہین اور منجملہ انکے استخارہ کی نماز ہی اور وہ دو رکعتین ہین اور منجملہ انکے صلوٰۃ الحاجت ہے اور وہ دو رکعت ہین اور منجملہ انکے آخر شب کی نماز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی انتہا آٹھ رکعتین تھین اور کم سے کم دو رکعتین یہ فتح القدیر مین مبسوط سے نقل کیا ہی صلوٰۃ التسبیح[1] پڑھنے کا قاعدہ ملتقط مین یہ لکھا ہی کہ شروع کی تکبیر

---

[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس کو فرمایا کہ اگر تم اسکو پڑھوگے تو اللہ تعالے تمہارے گناہ پہلے اور پچھلے اور پرانے اور نئے اور دانستہ اور نادانستہ چھوٹے اور بڑے پوشیدہ اور ظاہر سب بخشدیگا اور آخر کو فرمایا کہ اگر تمہارے گناہ کف سمندر کے برابر ہونگے تو اللہ تعالے معاف فرمائیگا کذا فی الشامی تحت ۱۲

کھڑا ہو ثنا یعنے سبحانک پڑھے پھر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ مرتبہ پڑھے پھر اعوذ اور الحمد
اور سورۃ پڑھے پھر وہی کلمات دس بار پڑھے اور ہر رکوع مین دس بار پڑھے پھر ہر قیام مین دس بار پڑھے
اور ہر سجدہ مین دس بار پڑھے اور درمیان دونون سجدون کے دس بار پڑھے اور اُسکی چار رکعتین پڑھے
ابن عباس رضؓ سے پوچھا گیا کہ تمکو اس نماز کی کوئی سورۃ بھی معلوم ہے اُنھون نے کہا الہاکم التکاثر اور والعصر اور
قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد معلے نے کہا ہے کہ صلوٰۃ التسبیح ظہر سے پہلے پڑھے یہ مضمرات مین
لکھا ہے بلا تخصیص نفل نماز ہر وقت پڑھنا مستحب ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے دن کی نفلون مین ایک سلام مین
چار رکعتون سے زیادہ پڑھنا اور رات کی نوافل مین ایک سلام مین آٹھ رکعتون سے زیادہ پڑھنا
مکروہ ہے اور افضل دونون مین چار رکعت ہین اسواسطے کہ اسمین تحریمہ دیر تک[ف۱] باقی رہتا ہے پس اُسمین مشقت بھی
زیادہ ہوگی اور فضیلت بھی زیادہ ہوگی اسیواسطے اگر کوئی ایک سلام سے چار رکعتین پڑھنے کی نذر کرے تو
دو سلام سے چار رکعتین پڑھنے مین وہ نذر ادا نہوگی اور اگر کوئی دو سلام سے چار رکعتین پڑھنے کی نذر کرے تو
ایک سلام سے چار رکعتین پڑھنے مین وہ نذر ادا ہو جاویگی یہ تبیین مین لکھا ہے سنتین اور نفل گھر[ف۲] مین پڑھنا افضل
ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز مرد کی گھر مین افضل ہے مگر فرض مسجد مین افضل ہے
اُسکے بعد اگر امام مسجد مین جماعت سے نماز پڑھتا ہو تو مسجد کے دروازہ پر سنتین پڑھنا افضل ہے اسکے بعد
اگر امام اندر کی مسجد مین نماز پڑھتا ہو تو باہر کی مسجد مین سنتین پڑھنا افضل ہے اور اگر امام باہر کی مسجد مین نماز
پڑھتا ہو تو اندر سنتین پڑھنا افضل ہے اور اگر مسجد ایک ہو تو ستون کے پیچھے سنتین پڑھنا چاہیے اور صفون کے
پیچھے بغیر کسی چیز کے حائل ہونے کے سنتین پڑھنا مکروہ ہے اور سب سے سخت مکروہ یہ ہے کہ جماعت کی صف
مین ملکر سنتین پڑھے یہ ساری صورتین اُسوقت ہین جب امام جماعت سے نماز پڑھتا ہو اور امام کی نماز
شروع کرنے سے پہلے مسجد مین جہان چاہے نماز پڑھے اور جو سنتین کہ بعد فرض کے پڑھی جاتی ہین اُنکو
مسجد مین اُسی جگہ پڑھنا چاہیے جہان فرض نماز پڑھے اور اولےٰ یہ ہے کہ ایک قدم ہٹ جاوے اور امام کو
اپنی جگہ سے ضرور ہٹنا چاہیے یہ کافی مین لکھا ہے اور حلوائی نے ذکر کیا ہے کہ افضل یہ ہے کہ کل سنتین اپنے
گھر مین پڑھے مگر تراویح مسجد مین پڑھے بعض فقہا نے کہا ہے کہ سنتین کبھی گھر پڑھا کرے اور صحیح یہ ہے کہ
سب برابر ہین کسی جگہ مین فضیلت زیادہ نہین لیکن افضل وہ ہے کہ جو ریا سے زیادہ دور ہو اور اخلاص اور خشوع کے
ساتھ زیادہ ملی ہوئی ہو یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ ظہر سے پہلے اور جمعہ کے پہلے اور بعد جو چار رکعتین پڑھے انمین پہلے
قعدہ مین درود[ف۳] نہ پڑھے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور جب تیسری رکعت کو کھڑا ہو تو سبحانک اللھم نہ پڑھے

ف۱ یعنے ایک ہی تحریمہ پر بہت دیر تک نفس کو روکنا پڑتا ہے شامی نے خیر الدین رملی سے نقل کیا کہ افضل یہ ہے کہ ہر شفعہ پر سلام پھیرتا جاوے اور قبل مغرب کے
دو رکعتین نہ مستحب ہین نہ مکروہ بلکہ اختصار کیا تھا اگر پڑھی جائین تو مباح ہین کذا فی الشامی ۱۲ ف۲ افضل کہا گیا صحیح یہ کہ مسجد مین یا گھر مین جہان خلوص زیادہ
ہو۔ برخلاف تراویح و تحیۃ المسجد و نماز سورج گہن و چاند گہن کے و نوافل معتکف کے کہ یہ مسجد مین ہین ۱۲ ف۳ اگر بھولے سے درود پڑھ لیا تو اُسپر سجدۂ سہو ہے لیکن
شامی نے کہا کہ جمعہ کے بعد چار رکعتون مین درود پڑھنے سے سجدۂ سہو کا لازم آنا مسلم نہین کیونکہ اُنکا حکم اور سنتون کا سا نہین اسلیے کہ اُنکو دو سلام سے بھی پڑھنا درست ہے ۱۲

اسکے علاوہ جب چار نفل پڑھے پہلے قعدہ مین درود پڑھے اور تیسری رکعت مین سبحانک اللھم پڑھے اور اگر فجر کی دو سنتین اور ظہر کی چار سنتین پڑھکر بیع و شرا یا کھانے پینے مین مشغول ہوا تو سنتون کا پھر اعادہ کرے لیکن ایک لقمہ کھانے یا ایک بار پینے سے سنت باطل نہین[1] ہوتی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر فرض نماز کے بعد باتین کر لین تو بعض فقہانے کہا ہی کہ سنتین ساقط ہو جاتی ہین اور بعض نے کہا ہی کہ ساقط نہین ہوتین مگر ثواب کم ہو جاتا ہی یہ نہایہ مین لکھا ہے نفل کی ہر رکعت مین الحمد اور سورہ پڑھے اگر ایک رکعت یا دو رکعتون مین قرارت چھوڑ دی تو وہ دوگانہ باطل ہو گیا یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر نفل کی نماز اس گمان سے شروع کی کہ وہ اُسکے ذمہ ہی پھر ظاہر ہوا کہ اُسکے ذمہ نہین ہی اور توڑ دی تو اُسکے ذمہ اعادہ نہین ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی ہمارے اصحاب کا اتفاق ہی کہ اگر بلا قید نفل کی نیت کی یعنے دو چار رکعتون کی تخصیص نہ کی تو دو رکعتون سے زیادہ لازم نہین ہوتین اور جب چار رکعتون کی نیت کرے تو اُس صورت مین اختلاف ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے چار نفلون کی نیت کر کے جو نماز شروع کرے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اُسکی دو رکعتونکی نماز شروع ہوتی ہی یہ قنیہ مین لکھا ہے جس شخص نے چار نفل پڑھی اور بیچ کے قعدہ مین عمداً نہین بیٹھا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بطور استحسان کے اُسکی نماز فاسد نہین ہوتی اور قیاس یہ ہی کہ فاسد ہو جاوے اور وہی قول امام محمدؒ کا ہی اور اگر تین رکعت نفل پڑھی اور دو رکعتون کے بعد قعدہ نہ کیا تو اصح یہ ہی کہ اُسکی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر چھ رکعتین یا آٹھ رکعتین ایک قعدہ سے پڑھین تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ اسمین امامؒ کے نزدیک قیاس کے بموجب نماز فاسد ہو جاویگی اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بطور استحسان کے نماز فاسد نہوگی امام الصفار نے اصل کے اپنے نسخہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص نفل نماز کے پہلے قعدہ مین نہ بیٹھا اور تیسری رکعت کو کھڑا ہو گیا تو امام محمدؒ کے قول کے بموجب پھر قعدہ کیطرف کو لوٹے اور قعدہ کرے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب نہ لوٹے اور آخر مین سہو کا سجدہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور ظہر سے پہلے چار رکعتون مین امام محمدؒ کے نزدیک نفلون کا حکم ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسمین قیاس و استحسان ہی اور استحسان یہ ہی کہ نماز فاسد نہین ہوتی یہی اختیار کیا گیا ہے یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ وتر مین امام محمدؒ کے نزدیک نفلون کا حکم ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسمین بھی قیاس اور استحسان ہی اور استحسان یہ ہی کہ نماز وتر فاسد نہین ہوتی قیاس یہ ہی کہ فاسد ہوتی ہے اور یہی اختیار کیا گیا ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر بغیر وضو کے یا نجس کپڑے مین نفل نماز شروع کر دی تو وہ اپنی نماز مین داخل ہی نہین ہوا پس جب اُسکا شروع صحیح نہوا تو اُسپر قضا بھی لازم نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہی اُسکو اصح قول کے بموجب بلا کراہت بیٹھکر نفل نماز پڑھنا جائز ہے یہ

[1] اگر کھانا لایا گیا اور نمازی خوف کرے دور ہونے مزے کا یا تھوڑی لذت جاتے رہنے کا تو اُسکو کھا لے پھر سنتین پڑھے مگر جبکہ ڈرے وقت کے جاتے رہنے سے تو اول سنتین پڑھے پھر کھانا کھائے ۱۲

شرح مجمع البحرین مین لکھا ہی جو ابن الملک کی تصنیف ہی جب نفل کی نماز کھڑے ہو کر شروع کر دی پھر بلا عذر بیٹھ جانے کا ارادہ کیا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بطور استحسان کے جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور جب کھڑے ہو کر نفل کی نماز شروع کر دی پھر تھک گیا تو اگر عصا یا دیوار پر تکیہ لگا لے تو مضائقہ نہین یہ شرح جامع الصغیر مین لکھا ہے جو حسامی کی تصنیف ہے بلا عذر نفل نماز اشارہ سے جائز نہین اگر نفل نماز شروع کی پھر توڑ دی تو اگر اسطرح توڑی کہ تحریمہ سے بھی نکل گیا جیسے کہ حدث یا کلام کیا تو دوسری دو رکعتون کی بنا ر اسپر صحیح نہین اور اگر اسطرح فاسد کی کہ تحریمہ سے نہین نکلا مثلاً قرأت چھوڑ دی تو دوسری دو رکعتون کی بنا ر اُسپر جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر نفل یا فرض کی نماز بیٹھکر پڑھی اور وہ قیام پر قادر نہین ہی تو حالت قرأت مین اُسکو اختیار ہی کہ چاہے اسطرح بیٹھے کہ دونون ہاتھ دونون زانوون کے گرد حلقہ کر لے اور چاہے چار زانو بیٹھے یہ تاتارخانیہ مین شرح طحاوی سے نقل کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ اسطرح بیٹھے کہ جیسے تشہد کی حالت مین بیٹھتے ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر نفل نماز تھوڑی سی بیٹھکر پڑھی پھر کھڑا ہو گیا اور باقی کھڑے ہو کر پڑھی تو سب کے نزدیک[1] جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور جو شخص نفل[2] کی نماز بیٹھکر پڑھے اور جب رکوع کا ارادہ کرے تو کھڑے ہو کر رکوع کرے تو اُسکے واسطے افضل یہ ہی کہ کچھ قرأت بھی پڑھ لے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا اور بغیر قرأت کے رکوع کر دیا تو جائز ہی اور اگر سیدھا کھڑا نہین ہوا اور رکوع کر دیا تو جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر چار رکعتون کی نیت کر کے قعدہ اولےٰ کے بعد یا پہلے نماز توڑ دی تو دو رکعتون کی قضا کرے یہ کنز مین لکھا ہے اور ظہر کی سنتون کا بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ وہ بھی نفل ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ احتیاطاً چار رکعتون کی قضا کرے اسلیے کہ وہ سب بمنزلہ ایک نماز کے ہے یہ ہدایہ اور کافی مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور صاحب نصاب نے اس بات پر تصریح کی ہی کہ یہی اصح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر نفل پڑھنے والا تیسری رکعت کو کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا کہ اُسنے قعدہ نہین کیا تو اُسکو چاہیے کہ عود کرے ظہر کی سنتون کا بھی یہی حکم ہے اور علی بزدوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی کہ عود نہ کرے اور اگر چار رکعتون کی نیت نہ کی اور تیسری کو کھڑا ہو گیا اور اُسکو یاد آیا کہ قعدہ نہین کیا ہی تو بالاجماع یہ حکم ہے کہ عود کرے اور اگر عود نہین کریگا تو نفل کی نماز فاسد ہو جاویگی یہ برجندی مین لکھا ہی اگر چار نفلون کی نیت کی اور پہلے دوگانہ مین قعدہ کیا اور سلام پھیر دیا یا کلام کیا تو اُسپر کچھ اور لازم نہین ہی اور امام ابو یوسف رح سے یہ روایت ہی کہ اُسپر دو رکعتون کی قضا لازم ہی اگر چار نفلون کی نیت کی اور کسی رکعت مین قرأت نہ کی یا دوسرے دوگانہ مین سے صرف ایک رکعت مین قرأت کی تو امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک اُسپر پہلی دو رکعتون کی

---

[1] اور اگر نفل کو شروع کیا حالت سواری مین پھر اُتر پڑا تو اسی پہلی نماز کو پورا کرے یعنی باقی ہوا اور اُسکے عکس مین یعنے شروع کیا زمین پر پھر سوار ہو گیا بنا نہ کرے ۱۲ [2] نفل نماز بیٹھے پڑھنا جائز ہی باوجود کھڑے ہونے کی قدرت کے اور اصح قول مین کچھ کراہت بھی نہین ہی لیکن ثواب آدھا ہی فرض اگر عذر سے بیٹھکر پڑھے تو ثواب کم ہونے پر کتاب الجہاد کی حدیث بخاری سے استدلال کیا کہ مصرح ہی کہ جب بندہ بیمار یا مسافر ہوا تو اسکے واسطے مثل اُسکے لکھا جائیگا جو تندرستی و اقامت مین عمل کرتا تھا ۱۲ ع

قضا لازم ہوگی اور اگر پہلی دو رکعتون مین سے ایک رکعت مین قرأت کی اور کسی رکعت مین قرأت نہ کی تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چار رکعتون کی قضا کرے اور امام محمدؒ کے نزدیک پہلی دو رکعتون کی قضا کرے اور اگر پہلی دو رکعتون مین قرأت کی اور کسی رکعت مین قرأت نہ کی یا پہلی دو رکعتون مین اور پچھلی دو رکعتون مین سے ایک رکعت مین قرأت کی تو بالاجماع اُسپر پچھلی دو رکعتون کی قضا لازم ہوگی اور اگر دوسری دو رکعتون مین قرأت کی اور کسی مین قرأت نہ کی یا پچھلی دونون رکعتون مین اور پہلی دو رکعتون مین سے ایک رکعت مین قرأت کی تو بالاجماع اُسپر پہلی دو رکعتون کی قضا لازم ہے اور اصل اسمین یہ ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک پہلی دو رکعتون مین یا پہلی دونون رکعتون مین سے ایک رکعت مین قرأت چھوڑنے سے تحریمہ باطل ہوجاتا ہے اور جب بلا قرأت رکعت کا سجدہ کرلیا تو اُسکے اوپر بنا صحیح نہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پہلے دوگانہ مین قرأت چھوڑنے سے تحریمہ باطل نہین ہوتا اسواسطے کہ قرأت ایک رکن زائد ہے اسلیے کہ بعضی صورتون مین نماز بغیر قرأت بھی ہوجاتی ہے جیسے کہ امی اور گونگے اور مقتدی کی نماز لیکن قرأت چھوڑنے سے ادا فاسد ہوجاتی ہے تحریمہ باطل نہین ہوتا پس دوسرے دوگانہ مین نماز شروع کرنا صحیح ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پہلی دونون رکعتون مین چھوڑنے سے تحریمہ باطل ہوجاتا ہے اسلیے کہ قرأت کے واجب ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے پس اُسپر بنا صحیح نہوگی اور پہلی دو رکعتون مین سے ایک رکعت مین قرأت چھوڑنے مین اختلاف ہے پس ہم نے قضا کے لازم ہونے مین اُسکے باطل ہونے کا حکم کیا اور دوسرے دوگانہ کے لازم ہوجانے مین احتیاطاً اُسکو باقی رکھا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ جو امام کے ساتھ نفل کی پہلی دو رکعتون مین داخل ہوا اور اُسنے امام کے دوسرے دوگانہ مین داخل ہونے سے پہلے کلام کردیا تو اُسپر صاحبین کے نزدیک صرف پہلی دو رکعتون کی قضا لازم ہوگی اور اگر امام کے دوسرے دوگانہ کے شروع کرنے کے بعد کلام کیا اور چار رکعتون مین قرأت کرلی تھی تو چار رکعت کی قضا کریگا اور اگر دوسرے دوگانہ مین اقتدا کیا تھا اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو پہلی دو رکعتون کی قضا لازم آویگی اگر کسی نے نفلون کی نیت باندھکر ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اول نماز یا آخر مین اقتدا کیا پھر کلام کردیا تو چار رکعتون کی قضا کرے کسی شخص نے ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نفلون کی نیت سے اقتدا کیا پھر اُسکو یاد آیا کہ اُسنے ظہر کے فرض نہین پڑھے پھر اُسنے اُسکو قطع کرکے ظہر کی نماز کی از سر نو تکبیر کہی تو اُسپر قضا نہین ہے کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور دوسرے نے کہا کہ مین نے اپنے اوپر لازم کرلیا کہ اس شخص کے پیچھے ہی نفل پڑھون پھر اُسکو یاد آیا کہ اُسنے ظہر کی نماز نہین پڑھی تو اُسکے ساتھ ظہر کی نیت کرکے داخل ہوگیا تو وہ اُسکی ظہر کی نماز ہوجاویگی اور کوئی قضا لازم نہ ہوگی کسی شخص نے چار نفل پڑھکر پانچوین رکعت شروع کی اور ایک شخص نے پانچوین رکعت مین اُسکا اقتدا کیا پھر امام نے اپنی نماز کو فاسد کردیا تو مقتدی چھ رکعتون کی قضا کرے اور اگر کسی شخص نے دو رکعتین پڑھی تھین اور اُسوقت کسی اور نے اُسکے پیچھے اقتدا کیا پھر مقتدی کی نکسیر پھوٹی اور وضو کرنے کو گیا پھر اُسکے بعد امام نے

تین رکعتین پڑھین پھر مقتدی نے کلام کر لیا اور امام نے چھ رکعتون پر نماز تمام کر دی تو مقتدی چار رکعتون کی قضا کریگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسی سے ملتے ہوے ہین یہ مسئلے اگر کسی نے سنتون کی نذر کی اور اس نذر کو ادا کیا تو سنت ادا ہو گئی اور تاج الدین صاحب محیط نے یہ کہا ہی کہ اسکی سنت ادا نہو گی اسلیے کہ اسکے التزام کے سبب سے وہ دوسری نماز ہو گئی پس قائم مقام سنت کے نہو گی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے کہا کہ مین نے اللہ کے واسطے نذر کی ہی کہ ایک دن نماز پڑھون تو اسپر دو رکعتین لازم ہونگی یہ قنیہ مین لکھا ہی - اور اگر کسی نے مہینہ بھر کے نمازون کی نذر کی تو مہینہ بھر کے جتنے فرض اور وتر ہین اُتنی نمازین اسپر لازم ہونگی سنتین لازم نہونگی لیکن اسکو چاہیے کہ وتر اور مغرب کی نمازون کے بدلے چار چار رکعتین پڑھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی کسی شخص نے کہا کہ مین نے نذر کی ہی اللہ کے واسطے بغیر[1] وضو دو رکعتین پڑھون تو اسپر کچھ لازم نہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر بغیر قراُت کے نماز کی نذر کی تو ہمارے تینون عالمون کے نزدیک قراُت سے اسپر لازم ہوگی اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے اللہ کے واسطے نذر کی ہے کہ آدھی رکعت پڑھون یا ایک رکعت پڑھون تو اسپر دو رکعتین لازم ہونگی یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور یہی مختار ہی اور اگر تین رکعتون کی نذر کی تو چار رکعتین لازم ہونگی اور اگر کسی نے ظہر کی نماز آٹھ رکعتون سے پڑھنے کی نذر کی تو اسپر صرف ظہر کی چار رکعتین لازم ہونگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی کسی نے دو رکعتین پڑھنے کی نذر کی اور انکو بیٹھکر ادا کیا تو جائز ہی اور سواری پر ادا کیا تو جائز نہین یہ سراجیہ مین لکھا ہے اگر کسی نے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی نذر کی تو کھڑے ہوکر اسکو نماز پڑھنا واجب ہوگی اور کسی چیز پر سہارا دینا مکروہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کسی نے کہا کہ اللہ کے لیے میرے ذمہ یہ ہی کہ آج دو رکعتین پڑھون اور نہ پڑھین تو اُن دونون رکعتون کو قضا کرے اور اگر اللہ کی قسم کھائی کہ آج دو رکعتین پڑھونگا اور نہ پڑھین تو قسم کا کفارہ دے اور قضا اسپر لازم نہین اگر کسی نے نذر کی کہ مین مسجد حرام مین یا بیت المقدس مین نماز پڑھونگا اور کہین اور نماز پڑھی تو جائز ہے امام زفرؒ کا اسمین خلاف ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہے

فصل تراویح کے بیان مین

اور وہ پانچ ترویحہ ہوتے ہین ہر ترویحہ مین چار رکعتین دو سلامون سے ہوتے ہین یہ سراجیہ[2] مین لکھا ہی اور اگر جماعت کے ساتھ پانچ ترویحون پر زیادتی کرے تو ہمارے نزدیک مکروہ ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور صحیح یہ ہی کہ وقت اُسکا عشا کے بعد طلوع فجر تک وتر سے پہلے اور بعد ہی یہانتک کہ اگر ظاہر ہوگیا کہ عشا بغیر وضو پڑھی تھی اور تراویح اور وتر وضو سے پڑھے تو عشا کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرے وتر کا اعادہ نہ کرے اسلیے کہ تراویح عشا کی تابع ہی یہ قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے اسلیے کہ وتر اپنے وقت مین عشا کا تابع نہین اور عشا کی نماز کا اسپر مقدم کرنا ترتیب کیوجہ سے واجب ہی اور بھولنے کے

---

[1] قولہ بغیر وضو یا بغیر قراُت کے نذر کی تو ابو یوسفؒ کے نزدیک لازم ہے اور قید لغو ہے ۱۲ [2] پس یہ جملہ بیس رکعات ہوئین اور ہر ترویحہ کے درمیان مین بقدر ایک ترویحہ کے بیٹھے ۱۲

عذر سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہی پس اگر بھول کر وتر عشا سے پہلے پڑھ لی تو صحیح ہوجاوینگی اور تراویح
اگر عشا سے پہلے پڑھ لی تو صحیح نہ ہوگی اسلیے کہ وقت تراویح کا عشا کے ادا ہونے کے بعد ہے پس جو عشا سے
پہلے ادا کیا اُسکا اعتبار نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک تراویح کی طرح وتر بھی منجملہ عشا کی نماز کے ہین
پس وقت اُنکا عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد شروع ہوتا ہی تو اسلیے اگر بھول کر بھی عشا کی نماز سے پہلے
پڑھ لے تو تراویح کی طرح صاحبین کے نزدیک اُنکا اعادہ واجب ہوگا حاصل یہ کہ وتر کے اعادہ مین
اختلاف ہی اور تراویح اور عشا کی سنتون کے اعادہ مین اگر وقت باقی ہو تو اتفاق ہی یہ تبیین مین لکھا ہی دو دو
ترویحون کے درمیان مین بقدر ایک ترویحہ کے بیٹھنا اسیقدر پانچوین ترویحہ اور وتر کے درمیان مین بیٹھنا
مستحب ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر امام سمجھے کہ پانچوین ترویحہ اور وتر کے درمیان
بیٹھنا جماعت کے لوگون پر بھاری ہوگا تو نہ بیٹھے یہ سراجیہ مین لکھا ہی پھر بیٹھنے کے وقت مین لوگون کو اختیار
ہی چاہے تسبیح پڑھتے رہین چاہے خاموش بیٹھے رہین اور مکہ کے لوگ سات مرتبہ طواف کر لیتے ہین اور
دو رکعت نماز پڑھ لیتے ہین اور مدینہ کے لوگ چار رکعتین اور پڑھ لیتے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی پانچ سلامون کے
بعد آرام لینا جمہور کے نزدیک مکروہ ہی یہ کافی مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ تراویح مین تہائی رات
تک یا آدھی رات تک تاخیر کرنا مستحب ہے آدھی رات کے بعد اُسکے ادا کرنے مین اختلاف ہی اور اصح یہ ہے کہ
مکروہ نہین اور تراویح سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی اور بعضون نے کہا ہے سنت عمر رضی اللہ عنہ کی
ہے پہلا قول صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی تراویح مردون اور عورتون کیلیے سنت ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے۔
ہمارے نزدیک اصل تراویح سنت ہی یہ حسن نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہی اور بعضون نے کہا ہی مستحب
اور پہلا قول اصح ہی اور جماعت اسمین سنت کفایہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
اگر تراویح بغیر جماعت کے پڑھین یا عورتین جدا جدا تراویح اپنے گھرون مین پڑھین تو تراویح ادا ہوجائیگی
یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اگر سارے مسجد والے تراویح کی جماعت چھوڑ دین تو اُنھون نے بُرا کیا اور گنہگار
ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کوئی ایک شخص جماعت چھوڑ دے اور اپنے گھر مین پڑھ لے تو اُس نے
فضیلت چھوڑی اسمین بُرائی اور ترک سنت نہین اگر کوئی شخص ایسا ہو جس سے لوگ اقتدا کیا کرتے ہون
اور اُسکے آنے سے جماعت مین زیادتی ہوگی اور نہ آنے سے جماعت مین کمی ہوگی تو اُسکو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر اپنے گھر مین جماعت سے نماز پڑھے تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی
کہ گھر مین جماعت کی فضیلت ہی اور مسجد مین دوسری فضیلت بھی ہی پس اگر گھر مین جماعت سے نماز تراویح
پڑھیگا تو جماعت سے ادا کرنے کی فضیلت ملجاویگی اور دوسری فضیلت چھوٹیگی ابوعلی نسفی نے یہی کہا ہے

سلہ یہان ایک قول دیگر یہ کہ تراویح درمیان عشا و وتر ہی یہی صحیح ہی و الخلاصۃ یہی متوارث و ماثور ہی (کفایہ) اور تبیین مین عشا کے بعد سے
چاہے وتر سے پہلے ہو یا بعد ہو اسی کو ہدایہ و خانیہ و محیط مین صحیح کہا و سلہ ہذا اگر چند رکعات فوت ہوگئین اور امام وتر ادا کرنے کھڑا ہوا تو
وتر مین شریک ہو کر بعد کو باقی پوری کرے (البحر) سلہ کیونکہ وہ رات کی نماز ہے (ش) در اصل تہجد ہے قالہ الشیخ المحدث ۱۲ ع

اور صحیح یہ ہی کہ تراویح کا جماعت سے مسجد مین ادا کرنا افضل ہے اور یہی حکم ہے فرائض مین اور اگر فقیہ قاری ہو تو افضل اور احسن یہ ہی کہ اپنی قرأت سے تراویح پڑھے اور دوسرے کی اقتدا نہ کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے امام سے کہا ہی کہ اگر محلہ کی مسجد کا امام قرآن غلط پڑھتا ہو تو اپنی مسجد کے چھوڑ دینے اور دوسری جگہ تراویح کی جماعت تلاش کرنے مین مضائقہ نہین اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ جب دوسرا امام قرأت مین نرم اور آواز مین اچھا ہو اور اسی سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اُس کے محلہ کی مسجد مین ختم نہوتا ہو تو اُسکو اپنے محلہ کی مسجد چھوڑنا اور اور مسجدون مین ختم تلاش کرنا چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی جماعت والون کو چاہیے کہ تراویح مین خوشخوان کو امام نہ بناوین بلکہ درست خوان کو امام بناوین اسلیے کہ امام جب اچھی آواز سے پڑھتا ہی تو حضور قلب اور غور فکر مین خلل پڑتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی وتر جماعت سے فقط رمضان مین پڑھے اسی پر مسلمانون کا اجماع ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ رمضان مین وتر گھر مین پڑھنے سے جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہی یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ افضل یہ ہی کہ وتر اکیلا اپنے گھر مین پڑھے اور یہی مختار ہے یہ تبیین مین لکھا ہی کسی شخص کو تراویح کی جماعت گھر مین پڑھانے کے لیے اجرت دیکر مقرر کرنا مکروہ ہے اسواسطے کہ امام اجرت پر مقرر کرنا جائز نہین ہی اگر ایک مسجد مین دو مرتبہ تراویح کی جماعت پڑھے تو مکروہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ کوئی امام دو مسجدون مین پوری پوری تراویح پڑھاتا ہے تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور مقتدی اگر دو مسجدون مین تراویح کی نماز پڑھے تو مضائقہ نہین اور چاہیے کہ دوسری مسجد مین وتر نہ پڑھے اور اگر کسی مسجد مین تراویح کی نماز ہو چکی پھر لوگون نے دوبارہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو چاہیے کہ جدا جدا پڑھین۔ اگر کسی شخص نے عشا اور تراویح اور وتر کی نماز اپنے آپ پڑھ لی پھر اور لوگون کو نیت امامت سے تراویح پڑھائی تو امام کے لیے مکروہ ہے اور جماعت کیلیے مکروہ نہین اور اگر پہلے امام کی نیت کی تھی اور نماز شروع کر دی اور لوگون نے تراویح مین اسکا اقتدا کر لیا تو کسی کے واسطے مکروہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی افضل یہ ہی کہ سب تراویح ایک امام پڑھاوے اور اگر دو امام پڑھاوین تو مستحب یہ ہی کہ ہر ایک امام ترویحہ پورا کر کے جدا ہو اور ایک سلام پر اگر جدا ہو گیا تو صحیح قول کے بموجب یہ مستحب نہین ہی اور جب اسطرح دو امامون کے پیچھے تراویح جائز ہوئی تو یہ بھی جائز ہی کہ فرض ایک شخص پڑھاوے اور تراویح دوسرا شخص پڑھاوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرض اور وتر مین امامت کیا کرتے تھے اور ابی بن کعب تراویح مین امامت کیا کرتے تھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔

اور سمجھ والے لڑکے کی امامت تراویح اور ایسی نفلون مین جنمین کچھ تخصیص نہو بعضون کے نزدیک جائز ہے اور اکثر کے نزدیک جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر تراویح فوت ہو جاوین تو اُنکو قضا نہ کرے نہ جماعت سے نہ بغیر جماعت یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر یاد آوے کہ گذشتہ شب مین ایک دوگانہ فاسد ہو گیا تھا تو اگر اُسکو تراویح کی نیت سے قضا کرے تو مکروہ ہے اور اگر وتر پڑھنے کے بعد یہ یاد آیا کہ ایک

ف: یہی مختار ہے اور یہی مذہب ہے (۱) لیکن جماعت سے افضل ہونا صحیح ہے فی الفتح ۱۲

تراویح کا یعنے دو رکعتین رہگئی ہین تو محمد بن الفضل نے کہا ہی کہ اُسکو جماعت سے نہ پڑھین اور صدر الشہید رح نے کہا ہے
کہ اُسکو جماعت سے پڑھ لین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اگر امام نے ترویحہ کا سلام پھیرا اور بعض جماعت والون
نے کہا تین رکعتین پڑھی ہین اور بعض نے کہا کہ دو رکعتین پڑھی ہین تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب امام
اپنی رائے پر کام کرے اور اگر امام کو کسی بات کا یقین نہو تو اُسکا قول اختیار کرے جو اُسکے نزدیک سچا ہو
یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر تسلیمون کی گنتی مین شک پڑے تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہے کہ اعادہ
کرین یا نہ کرین یا جماعت سے اعادہ کرین یا جدا جدا اعادہ کرین اور صحیح یہ ہے کہ جدا جدا اعادہ کرین یہ محیط
مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے عشا کی نماز علٰحدہ پڑھی تو اُسکو جائز ہے کہ تراویح امام کے ساتھ پڑھ لے اور
اگر سب لوگون نے عشا کی فرض کی جماعت چھوڑ دی تو اُنکو تراویح جماعت سے پڑھنا جائز نہین ہے
اگر کسی شخص نے تھوڑی سی تراویح ایک امام کے ساتھ پڑھی یا کچھ تراویح امام کے ساتھ نہ ملی یا کسی نے کچھ
تراویح اور امام کے ساتھ پڑھی تھی تو اُسکو وتر اُس امام کے ساتھ پڑھنا جائز ہے یہی صحیح ہے یہ قنیہ مین لکھا ہی
جس شخص سے ایک ترویحہ یا دو ترویحے فوت ہوگئے تھے اور اگر اُنکے پڑھنے مین مشغول ہوتا ہی تو وتر کی جماعت
چھوٹ جاویگی اُسکو چاہیے کہ اول وتر جماعت سے پڑھ لے پھر اول ترویحون کو پڑھے جو فوت ہوگئے تھے شیخ امام
استاد ظہیر الدین اسی پر فتوے دیتے تھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر کوئی شخص فرض نماز یا وتر یا نفل پڑھ رہا ہے
تو اصح یہ ہی کہ اُسکے پیچھے تراویح کی نماز کا اقتدا صحیح نہین اسلیے کہ وہ مکروہ ہی اور عمل سلف کے مخالف ہے
اور اگر کوئی شخص تراویح کا پہلا دوگانہ پڑھتا تھا اُسکے پیچھے کسی ایسے شخص نے اقتدا کیا جو دوسرا دوگانہ
پڑھتا تھا تو صحیح یہ ہی کہ جائز ہی جسطرح یہ جائز ہی کہ کوئی شخص ظہر کی پہلی چار رکعتین پڑھتا تھا اُسکے پیچھے ایسے
شخص نے اقتدا کیا جو ظہر کی اخیر دو رکعتین پڑھتا تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر عشا کے بعد سنتون کی نیت سے
تراویح پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کیا تو جائز ہی اصح یہ ہی کہ تراویح کی نیت ہر دوگانہ مین ضرور نہین اسواسطے
کہ وہ کل بمنزلہ ایک نماز کے ہی یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے - اگر تراویح امام کے ساتھ پڑھی اور ہر دوگانہ
کیواسطے نئی نیت نہ کی تو جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر عشا کی نماز کا سلام نہ پھیرا اور تراویح کی اُسپر بنا کرلی
تو صحیح یہ ہی کہ وہ صحیح نہونگی اور یہ فعل مکروہ ہی اور اگر عشا کی سنتون مین تراویح کی بنا کی تو اصح یہ ہی کہ جائز نہین
یہ خلاصہ مین لکھا ہی تراویح مین ایک بار قرآن کا ختم سنت ہے قوم کی سستی کیوجہ سے اُسکو چھوڑ نہ دین یہ کافی
مین لکھا ہے برخلاف اُسکے تشہد کے بعد کی دعاؤن کو اگر وہ جماعت کے لوگون کو دشوار معلوم ہون تو چھوڑ دینا
جائز ہی لیکن درود نہ چھوڑے یہ نہایہ مین لکھا ہی دو بار ختم کرنے مین فضیلت ہی اور تین بار ختم کرنا افضل[1] ہے
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - افضل یہ ہی کہ تراویح کے سب دوگانون مین قرأت برابر پڑھے اگر کم و بیش پڑھے

---

[1] لیکن ہمارے زمانہ مین فقط اسقدر افضل ہی جو لوگون پر گران نہو کذا فی الاختیار جب فرض بفاتحہ کے ساتھ چھوٹی تین آیتین خوب ہین
کما فی المجتبیٰ تو تراویح مین بدرجہ اولی بہتر ہین ۱۲ د

تو مضائقہ نہین اور ایک دوگانہ مین دوسری رکعت مین قرأت کو بڑھانا مستحب نہین ہی مثل اور تمام نمازون کے
اور اگر پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت پر بڑھائے تو مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔
امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک دونون رکعتون مین قرأت برابر پڑھنا مستحب ہی اور امام محمد رح کے
نزدیک پہلی رکعت مین بہ نسبت دوسری رکعت کے قرأت زیادہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی حسن نے امام
ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ ہر رکعت مین دس آیتین یا مثل اسکے پڑھے یہی صحیح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے
قرأت مین اور ارکان کے ادا کرنے مین جلدی کرنا مکروہ ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہے جسقدر حروف کو اچھی طرح
ادا کریگا اسیقدر بہتر ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور ہمارے زمانہ مین افضل یہ ہی کہ اسقدر پڑھے
کہ قوم اپنی سستی کیوجہ سے[1] بیزار نہو جاوے اسواسطے کہ جماعت کا بہت ہونا قرأت کے بہت ہونے سے
افضل ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ہمارے زمانے کے واسطے علماء متاخرین یہ فتوے دیتے تھے کہ ہر رکعت
مین ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتین پڑھے تاکہ قوم بیزار نہ ہو جاوے اور مسجدین خالی نہ پڑی رہین یہ
احسن ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور امام کو چاہیے کہ جب ختم کا ارادہ کرے تو ستائیسوین شب مین ختم کرے
قرآن کے ختم مین جلدی کرکے اکیسوین تاریخ یا اُس سے پہلے ختم کر دینا مکروہ ہی اور منقول ہی کہ مشائخ رحمۃ اللہ
علیہم نے تمام قرآن مین پانسو چالیس رکوع مقرر کیے ہین اور قرآنون مین اُسکی علامت بنا دی ہے تاکہ
قرآن ستائیسوین رات مین ختم ہو جاوے اور ملکون مین قرآنون مین دس دس آیتون پر بھی علامت بنائی گئی تھی
اور اُسکو رکوع مقرر کیا گیا تھا تاکہ تراویح کی ہر رکعت مین قرأت بقدر مسنون پڑھی جاوے یہ فتاوے قاضیخان
مین لکھا ہی۔ اگر انیسوین یا اکیسوین شب مین قرآن ختم ہو جاوے تو باقی مہینہ مین تراویح نہ چھوڑے اسلیے
کہ تراویح سنت ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ تراویح کا چھوڑنا مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا
ہے اور اگر تراویح کی قرأت مین غلطی ہوئی اور کوئی سورہ یا آیت چھوڑ کر اُسکے بعد کی سورۃ یا آیۃ پڑھی تو
مستحب یہ ہی کہ اُس چھوٹی ہوئی کو پڑھکر پھر اُس پڑھی ہوئی کو دوبارہ پڑھے تاکہ ترتیب کے موافق ہو یہ فتاوے
قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر ایک دوگانہ مین کچھ قرآن پڑھا پھر وہ دوگانہ فاسد ہو گیا تو اُس دوگانہ کی قرأت
شمار مین نہ آویگی اور اُس قرأت کا اعادہ کرے تاکہ ختم صحیح نماز مین ادا ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ قرأت
بھی شمار مین آجاویگی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ بعضے شہرون مین لوگون نے ختم چھوڑ دیا ہی اسلیے کہ دین کے
کامون مین سستی ہو گئی ہی پھر اُنہین سے بعض نے یہ اختیار کیا ہی کہ تراویح کی ہر رکعت مین قل ہو اللہ احد پڑھتے
ہین اور بعض نے اختیار کیا ہی کہ سورہ الم ترکیف سے آخر قرآن تک پڑھتے ہین ان دونون قولون مین یہی قول بہتر ہے
اسواسطے کہ رکعتون کی گنتی کی بھول نہین پڑتی اور اُسکے یاد کرنے مین دل نہین بٹتا یہ تجنیس مین لکھا ہی اس بات کا
سب کا اتفاق ہی کہ بلا عذر تراویح کی نماز[2] بیٹھکر پڑھنا مستحب نہین جواز مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ جائز ہے

---

[1] ہمارے زمانہ مین متعدد ختم کیلیے قرأت بہت اور جلد پڑھتے ہین اور طمانینت چھوڑتے ہین یہ سب مکروہ ہی کما فی الدر وغیرہ ۱۲ [2] مقتدی بیٹھا رہا جب امام کے رکوع کا وقت ہوا تو شامل ہو گیا یہ مکروہ ہے کما فی الدر ۱۲

اور یہی صحیح ہی مگر ثواب اسکا کھڑے ہوکر پڑھنے والے سے آدھا ہوتا ہی۔ اگر امام عذر کیوجہ سے یا بے عذر بیٹھکر تراویح پڑھے اور مقتدی کھڑے ہون تو بعض فقہانے کہا ہی کہ سب کے نزدیک نماز صحیح ہوگی یہی صحیح ہی اور جب کھڑے ہونے والے کا اقتدا۔ بیٹھنے والے کے پیچھے صحیح ہوگیا تو اسمین اختلاف ہی کہ جماعت ہ اونکے واسطے کیا مستحب ہی بعضون نے کہا ہی کہ بیٹھنا مستحب ہے تاکہ مخالفت کی صورت نہ رہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی فتاوے مین ہی کہ اگر چار رکعتین ایک سلام سے پڑھین اور دوسری رکعت مین قعدہ نہ کیا تو بطور استحسان کے نماز فاسد نہوگی امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے دو روایتین ہین اور دونون مین اظہر روایت یہی ہی اور محمد بن الفضل نے کہا ہی کہ وہ چارون رکعتین بجائے ایک تسلیمہ یعنے ایک دوگانہ کے ہونگی یہی صحیح ہے اور یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے ابو بکر اسکاف سے کسی نے پوچھا کہ اگر کسی شخص نے تراویح کی دوسری رکعت مین قعدہ نہ کیا اور تیسری رکعت کو کھڑا ہوگیا تو اسکا کیا حکم ہے انھون نے جواب دیا کہ اگر اُسکو قیام یاد آگیا تو اُسکو چاہیے کہ لوٹے اور قعدہ کرے اور سلام پھیرے اور تیسری رکعت کے سجدہ کر لینے کے بعد یاد آیا تو ایک رکعت اور پڑھ لے اور یہ چارون رکعتین قائم مقام ایک تسلیمہ کے ہونگی اور اگر دوسری رکعت مین بقدر تشہد کے بیٹھ لیا ہی تو اسمین اختلاف ہی اکثر کا قول یہ ہے کہ دو تسلیمے ادا ہوجاوینگے یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر تراویح کے دس تسلیمے پڑھے اور ہر تسلیمہ مین تین رکعتین پڑھین اور دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو اُسپر تراویح کی قضا آویگی اور کچھ نہ آویگا یہی قیاس ہی اور یہی قول امام محمدؒ کا ہے اور یہی روایت امام ابوحنیفہؒ سے ہی اور استحسان کے طور پر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس شخص کے قول کے بموجب جو اُس نماز کو تراویح کے قائم مقام نہین کرتا تراویح کی قضا واجب ہوگی اور امام ابوحنیفہؒ کے قول کے بموجب تیسری رکعت کے سبب سے کچھ واجب نہوگا خواہ بھولکر پڑھی ہو خواہ عمدًا اور امام ابویوسفؒ کے قول کے بموجب اگر بھولکر پڑھی ہی تو یہی حکم ہی اور اگر عمدًا پڑھی ہی تو ہر تیسری رکعت کے بجائے دو رکعتین لازم ہونگی پس تراویح کے ساتھ بیس رکعتین اور پڑھے اور اُس شخص کے قول کے بموجب جو اُنکو بجائے تراویح جائز سمجھ لیتا ہی امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک اگر بھولکر پڑھی ہین تو کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر عمدًا پڑھی ہین تو بیس رکعتین لازم ہونگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور یہی فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر تراویح کی چھ یا آٹھ یا دس رکعتین ایک سلام سے پڑھین اور دو رکعتون کے بعد بیٹھا تو اکثر کا قول یہ ہی کہ ہر دوگانہ کا ایک تسلیمہ ہوجاویگا یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر کل تراویح ایک سلام سے پڑھین تو اگر ہر دو رکعت کے بعد بیٹھا ہی تو سب تراویح ادا ہوجاوینگی اور اگر کسی دوگانہ مین نہین بیٹھا صرف اخیر ہی مین بیٹھا ہی تو وہ بطریق استحسان صحیح قول کے بموجب ایک تسلیمہ ادا ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور یہی فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور مقتدی کے واسطے یہ مکروہ ہے کہ بیٹھکر تراویح پڑھے اور جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہوجاوے اسیطرح اگر نیند کا غلبہ ہو تو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہی

بلکہ علیحدہ ہوجاوے اور خوب ہوشیار ہوجاوے اسواسطے کہ نیند کے ساتھ نماز پڑھنے مین سستی اور غفلت ہوتی ہی اور قرآن مین غور و فکر کرنا چھوٹتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی کسی شخص نے تراویح کی نماز امام کے ساتھ شروع کی جب امام نے قعدہ کیا تو وہ سوگیا اس عرصہ مین امام نے سلام پھیر کر دوسرا دوگانہ بھی پڑھا اور تشہد کے واسطے قعدہ مین بیٹھا اسوقت وہ شخص ہوشیار ہوا اگر اسکو یہ معلوم ہوگیا تو سلام پھیرے اور دوبارہ نیت باندھکر امام کے ساتھ تشہد مین شریک ہوجاوے اور جسوقت امام سلام پھیرے تو کھڑا ہوکر دو رکعتین جلد پڑھ لے اور سلام پھیرے پھر امام کے ساتھ تیسرے دوگانہ مین شریک ہوجاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی

دسوان باب فرض مین شریک ہونے کے بیان مین

اگر فجر یا مغرب کی نماز کی ایک رکعت پڑھ چکا ہی اور جماعت[1] شروع ہوئی تو اس ایک رکعت کو توڑدے اور جماعت مین شریک ہوجاوے اور اگر دوسری رکعت مین ہی اور ابھی سجدہ نہین کیا ہی تو اسکو بھی توڑدے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہی تو پھر نہ توڑے اور اسکو پورا کرے اور پھر امام کے ساتھ مین شریک نہووے اسواسطے کہ صبح کی نماز کے بعد نفل مکروہ ہے اور مغرب مین یا تو نفلون کی طاق رکعتین ہونگی یا اگر چار رکعتین پڑھیگا تو امام کی مخالفت ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہ سب بدعت ہی اور اگر امام کے ساتھ شریک ہوگیا تو چار رکعتین پوری کرے اسلیے کہ سنت کی موافقت امام کی موافقت سے بڑھکر ہے یہ کافی مین لکھا ہی اور اسنے برا کیا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز اسکی فاسد ہوگی اور اسکو چاہیے کہ چار رکعتون کی قضا کرے اسواسطے کہ وہ اقتدا کیوجہ سے اسپر لازم ہوگئین یہ تمرتاشی مین لکھا ہی اور اگر اس نفل پڑھنے والے نے مغرب کی نماز مین ایسے امام کے پیچھے اقتدا کیا کہ جس نے تیسری رکعت مین قرأت نہین کی تو اگر مقتدی نے قرأت کرلی تو نماز اسکی جائز ہی اور اگر قرأت نہین کی تو بھی بہ تبعیت امام اسکی نماز جائز ہوگئی یہ شیخ امام استاد خانی سے منقول ہی اور اگر امام چوتھی رکعت کو تیسری رکعت سمجھکر کھڑا ہوا اور مقتدی نے اس چوتھی رکعت مین بھی متابعت کی تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجاویگی خواہ امام تیسری رکعت مین بیٹھا ہو یا نہ بیٹھا ہو یہی مختار ہے اگرچہ امام کی نماز نفل ہوگئی لیکن پہلے فرض تھی پھر فرض سے نفل کیطرف کو چلا گیا پس گویا اسنے دو نمازین دو تحریمون سے پڑھین تو اس صورت مین مقتدی کی ایک نماز بغیر عذر حدث کے دو امامون کے پیچھے ہوگی اسلیے جائز نہین اور اگر نفل نماز کسی نے شروع کی پھر جماعت قائم ہوئی تو مختار یہ ہی کہ اسکو نہ توڑے خواہ رکعت کا سجدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اور یہی حکم ہے اس صورت مین کہ نذر کی نماز یا قضا شروع کی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جس شخص نے ظہر کی نماز کی ایک رکعت پڑھی تھی پھر جماعت قائم ہوئی تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے

[1] جماعت شروع ہوئی یہ اسواسطے کہا تاکہ معلوم ہو کہ جامع وغیرہ مین جو مذکور ہی کہ اقامت کہی گئی اس سے مراد یہ کہ امام نے نماز شروع کی اور یہ مراد نہین کہ موذن نے اقامت کہی کیونکہ موذن کے بعد اگر امام نے شروع نہ کی ہو تو بلا خلاف منفرد دو رکعت پوری کرلے ۱۲ عین الہدایہ

پھر امام کے ساتھ داخل ہو جاوے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہین کیا تو اُسکو توڑ دے اور امام کے ساتھ داخل ہو جاوے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے بیان جماعت قائم ہونے سے امام کا نماز شروع کرنا مراد ہے مؤذن کا اقامت کہنا مراد نہین اور اگر مؤذن نے اقامت شروع کی ہو اور کسی شخص نے پہلی رکعت کا سجدہ نہین کیا تو ہمارے اصحاب کا بلاخلاف یہ حکم ہے کہ دو رکعتین پوری کر لے یہ نہایہ مین لکھا ہے اور اگر دوسری جگہ جماعت قائم ہوئی مثلاً کوئی شخص گھر مین نماز پڑھتا تھا اور مسجد مین جماعت قائم ہوئی یا مسجد مین نماز پڑھتا تھا اور دوسری مسجد مین جماعت قائم ہوئی تو نماز کسی حالت مین نہ توڑے اگر ظہر کی تین رکعتین پڑھ چکا ہے اور جماعت قائم ہوئی تو اپنی نماز پوری کر کے نفل کی نیت سے اقتدا کر لے اور اگر تیسری رکعت مین ہے اور اُس رکعت کا ابھی سجدہ نہین کیا ہے تو نماز کو قطع کر دے اور اسمین اختیار ہے چاہے قعدہ کیطرف کو لوٹے اور سلام پھیرے چاہے سلام نہ پھیرے اُسیطرح کھڑا ہوا تکبیر کہکر امام کے ساتھ نماز شروع کرنے کی نیت کر لے اور قیام کی حالت مین سلام نہ پھیرے یہ تبیین مین لکھا ہے اصح یہ ہے کہ دونون صورتون کا اختیار ہے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اسیطرح کھڑا ہوا ایک سلام پھیر کر نماز توڑ دے اور یہی اصح ہے اسلیے کہ قعدہ نماز کے تمام ہونے کے لیے شرط تھا اور یہ نماز کا توڑنا ہے نماز کا تمام ہونا نہین اسواسطے کہ ظہر کی نماز دو رکعتون پر تمام نہین ہوتی اور ایک ہی سلام کافی ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ عشا یا عصر کی نماز شروع کر دی ہو اور پھر اُسکی جماعت قائم ہوئی لیکن عصر کی نماز تمام کرنے کے بعد نفلون کی نیت سے نماز مین شریک نہو جس شخص کو ظہر کی ایک رکعت امام کے ساتھ ملی تو اُسنے سب فقہا کے قول کے بموجب ظہر کی نماز جماعت سے نہین پڑھی لیکن سب فقہا کے نزدیک جماعت کی فضیلت پا لی اور اگر تین رکعتین امام کے ساتھ پائین تو بالاجماع ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنے والا ہو گیا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر نفل نماز شروع کی پھر فرض کی جماعت قائم ہوئی تو جو دوگانہ پڑھ رہا ہے اُسکو تمام کر لے اسپر زیادتی نہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر ظہر یا جمعہ سے پہلے کی سنتین پڑھتا تھا اور ظہر کی جماعت قائم ہوئی یا جمعہ کا خطبہ شروع ہوا تو دو رکعتین پڑھکر نماز کو قطع کر دے یہ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے اور بعضون نے کہا ہے نماز کو پورا کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے جس شخص نے امام کو فجر کی نماز پڑھتے ہوے پایا اور اُسنے فجر کی سنتین نہین پڑھی ہین تو اگر اسے یہ خوف ہو کہ ایک رکعت فوت ہو جاویگی اور دوسری امام کے ساتھ ملجاویگی تو وہ مسجد کے دروازے کے پاس سنتین پڑھے پھر نماز مین داخل ہو اور اگر دونون رکعتون کے فوت ہونے کا خوف ہو تو سنتین نہ پڑھے اور امام کے ساتھ داخل ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہے کتاب مین یہ مذکور نہین کہ اگر اسکو یہ خیال ہو کہ قعدہ ملجاویگا تو کیا کرے اور کتاب مین جو یہ مذکور ہے

ہمارا واجب ہو سکتی ہے ایک گفتار

دونون رکعتون کے فوت ہونے کا خوف ہو تو ظاہر اُس سے یہ ہوتا ہے کہ جسکو یہ خوف ہو کہ کوئی رکعت نہ ملیگی یہ واضح ہو کہ نفاس بعد قعدہ ملیگا وہ سنتین نہ پڑھے اور امام کے ساتھ داخل ہو جاوے اور فقیہ ابو جعفر سے منقول ہے کہ سے پڑھ لے ۱۲

توقع ہو تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سنتین پڑھے اسواسطے کہ اُن دونون کے نزدیک تشہد کا ملنا مثل رکعت کے ملنے کے ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی اسکے سوا اور باقی سنتون کا یہ حکم ہی کہ اگر یہ سمجھے کہ امام کے رکوع کرنے سے پہلے تمام کر لونگا تو مسجد سے باہر پڑھ لے اور اگر رکعت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو امام کے ساتھ نماز شروع کر دے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر امام کو رکوع مین پایا اور یہ معلوم نہین کہ پہلے رکوع مین ہی یا دوسرے مین تو سنتین چھوڑ دے اور امام کے ساتھ ہو جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی مسجد مین داخل ہوا اور اُسمین اذان ہو چکی ہی تو بغیر نماز پڑھے وہان سے باہر ہونا مکروہ ہی لیکن وہ اگر کسی اور مسجد کا موذن یا امام ہی اور اُسکے نہونے سے جماعت متفرق ہو جاویگی تو اُسکے واسطے مسجد سے باہر ہو جانے مین کچھ مضائقہ نہین یہ حکم اُس شخص کیلیے ہی جسنے ابھی تک وہ نماز نہ پڑھی ہو اور اگر ایک بار پڑھ چکا ہی تو عشا اور ظہر کی نماز مین جبتک موذن نے اقامت نہین کہی ہی مسجد سے باہر چلا جانے مین مضائقہ نہین اور اگر موذن نے اقامت شروع کر دی تو مسجد سے باہر نہ جاوے اور نفل کی نیت سے اُن نمازون کو پڑھے اور عصر اور مغرب اور فجر کی نمازون مین یہ حکم ہی کہ مسجد سے باہر چلا جاوے اور اگر ٹھہرا رہا اور اُنکے ساتھ داخل نہوا تو مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے امام کو رکوع مین پایا اور تکبیر کہکر کھڑا رہا اتنے مین امام نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو اُسکو وہ رکعت نہ ملی یہ ہدایہ مین لکھا ہی خواہ اتنی دیر مین رکوع مین شریک ہو سکتا تھا یا نہو سکتا تھا دونون صورتون مین ایک حکم ہی اور اسیطرح اگر تکبیر کہکر نہ ٹھہرا اور جھک گیا لیکن اُسکے رکوع مین جانے سے پہلے امام نے سر اُٹھا لیا تو بھی اُسکو وہ رکعت نہ ملی محبوبی نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص مسجد مین داخل ہوا اور امام رکوع مین ہی تو ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہی کہ اُسکو چاہیے کہ تکبیر کہکر رکوع کرے پھر چلکر صف مین ملجاوے تا کہ رکوع فوت نہو اور ہمارے نزدیک اگر پے درپے تین قدم چلیگا تو نماز باطل ہو جاویگی ورنہ مکروہ ہوگی اور اکثر مشائخ کا قول یہ ہی کہ وہ تکبیر نہ کہے تا کہ نماز مین چلنا نہ پڑے جلابی نے ذکر کیا ہی کہ کسی شخص نے امام کو رکوع مین پایا اور کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور اُسنے جھکنا شروع کیا اُسوقت امام نے اُٹھنا شروع کیا تو اگر امام کے سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے اُسکے ساتھ شریک ہو گیا تو اصح یہ ہی کہ اس رکعت کا اعتبار ہوگا اگرچہ مشارکت بہت تھوڑی ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی فقہا کا اجماع ہی کہ اگر کسی شخص نے امام کو کھڑا ہوا پایا اور تکبیر کہی اور امام کے ساتھ رکوع نہ کیا یہانتک کہ امام رکوع کر چکا پھر رکوع کیا تو اُسکو وہ رکعت ملگئی اور اس بات پر فقہا کا اجماع ہی کہ اگر کسی نے رکوع کے قومہ مین امام کا اقتدا کیا تو اُسکو وہ رکعت نہ ملی یہ بحر الرائق میں لکھا ہی جو شخص امام کو رکوع مین پاوے تو کھڑا ہو کر تحریمہ باندھے اور تکبیر کہے اور جو گمان غالب ہو کہ امام کے ساتھ رکوع مین شریک ہو جاویگا تو سبحانک اللھم بھی پڑھ لے اور اگر عید کی نماز ہو تو اُسکی تکبیرین بھی کھڑا ہو کر

ف۔ رکوع مین پا یا جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث صریح ہے اور یہ دلیل ہے کہ امام کی قرات مقتدی کیلیے

کہے اور اگر اُسکو یہ خوف ہو کہ رکوع فوت ہو جائیگا تو رکوع کرے اور رکوع مین بھی عید کی تکبیرین کہے یہ کافی کے باب صلوٰۃ العیدین مین لکھا ہی جو شخص امام کو رکوع مین پاوے اُسکو دونون تکبیرون کی حاجت نہین بعض فقہا کا اسمین خلاف ہی اور اگر اُس ایک تکبیر سے رکوع کی نیت کرے اور نماز کے شروع کی نیت نہ کرے تو جائز ہی اور نیت اُسکی لغو ہوگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر مقتدی نے سب رکعتون مین رکوع اور سجدہ امام سے پہلے کیا تو اُسپر یہ واجب ہے کہ ایک رکعت بغیر قرأت پڑھے اور اپنی نماز تمام کرے اور اگر رکوع امام کے ساتھ کیا ہی اور سجدہ اُس سے پہلے کیا ہی تو دو رکعتون کی قضا کرے اور اگر رکوع پہلے کیا ہی اور سجدہ ساتھ کیا ہی تو بغیر قرأت چار رکعتین اُسپر واجب ہونگی اور اگر رکوع امام کے بعد کیا ہی اور سجدہ بھی امام کے بعد کیا ہی تو اُسکی نماز جائز ہو جاویگی اور اگر امام کو رکوع اور سجدہ دونون کے آخر مین پایا ہی تو جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی جو شخص کسی مسجد مین داخل ہوا اور اُسمین نماز ہو چکی ہے تو اگر وقت مین وسعت ہی تو فرض سے پہلے جسقدر چاہے نفل پڑھے تو کچھ مضائقہ نہین اور اگر وقت تنگ ہی تو نفلون کو چھوڑ دے بعضون نے کہا ہی کہ ظہر اور فجر کی سنتون کے سوا اور نفلون کا یہ حکم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اُسی کو شمس الائمہ سرخسی اور صاحب محیط اور قاضیخان اور تمرتاشی اور محبوبی نے اختیار کیا ہی یہ کفایہ مین لکھا ہے اور یہی نہایہ مین لکھا ہی بعضون نے کہا ہی کہ سب کا یہی حکم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہی صدر الاسلام نے اختیار کیا ہے یہ کفایہ مین لکھا ہے اور اولے یہ ہے کہ ان سنتون کو کسی حالت مین نہ چھوڑے یہ ہدایہ مین لکھا ہے خواہ فرض جماعت سے پڑھی ہون یا نہ پڑھی ہون لیکن اگر فرض کا وقت جاتے رہنے کا خوف ہو تو چھوڑ دے یہ کفایہ مین لکھا ہے

گیارھوان باب چھوٹی ہوئی نمازون کی قضا کے بیان مین

جو نماز وقت مین واجب ہو کر اُسوقت چھوٹ جاوے تو اُسکی قضا لازم ہی خواہ اُسکو جانکر[1] چھوڑا ہو یا بھولکر چھوڑا ہو یا نیند کیوجہ سے چھوڑا ہو خواہ بہت سی نمازین چھوٹ گئی ہون خواہ تھوڑی سی چھوٹ گئی ہون مجنون پر حالت جنون مین ان نمازون کی قضا واجب نہین جو عقل کی حالت مین اس سے چھوٹی ہون اور اسیطرح حالت عقل مین اُن نمازون کی قضا واجب نہین جو جنون کی حالت مین اس سے چھوٹی ہون اور مرتد پر اُن نمازون کی قضا واجب نہین جو مرتد رہنے کی حالت مین اُس سے چھوٹی ہون اگر کوئی دار الحرب مین مسلمان ہوا اور ایک مدت تک اُسنے اسوجہ سے نماز نہ پڑھی کہ نماز کا واجب ہونا اُسکو معلوم نہ تھا تو اسپر ان نمازون کی قضا واجب نہوگی اگر کوئی شخص بیہوش تھا یا ایسا مرض تھا کہ اشارہ سے بھی نماز نہین پڑھ سکتا تھا تو جو نمازین اُس حالت مین فوت ہوئی ہین اور وہ چھوٹی ہوئی نمازین ایکدن رات کی نمازون سے بڑھ گئی ہین تو اُنکی قضا واجب

---

[1] جانکر چھوڑنا کبیرہ گناہ قریب بکفر ہے تو قضا کے ساتھ توبہ کرنا بھی ضرور ہی اور واضح ہو کہ عذر جس سے نماز مین تاخیر ہو سکتی ہی ایک کفار دشمنون کا خوف ہی جیسے غزوہ خندق مین آنحضرت صلعم نے تاخیر کی اور جنائی دائی نے بچہ مرجانے کا خوف کیا تو عذر ہی واضح ہو کہ نفاس بعد ولادت سے شروع ہوتا ہی لہذا شرح المنیہ مین کہا کہ اگر آدھا بچہ نکلا ہو اور نماز کا وقت جاتا ہی تو عورت اشارہ سے پڑھ لے ۱۲

نہوگی قضا کا حکم یہ ہی کہ جس صفت سے نماز فوت ہوئی ہی اُسی صفت کے ساتھ ادا کی جاوے لیکن عذر اور ضرورت کی
حالت مین یہ حکم بدل جاتا ہی جس شخص کی حالت اقامت مین چار رکعت والی فرض قضا ہوئی ہین وہ سفر مین اُنکو
چار رکعتون سے قضا کریگا۔ اور اگر سفر مین قضا ہوئی ہین تو اقامت کی حالت مین اُنکو دو رکعتون سے قضا
کریگا۔ فرض کی قضا فرض ہی و اجب کی واجب اور سنت کی سنت قضا کے واسطے کوئی وقت معین نہین بلکہ
تین وقتون کے سوا تمام عمر اُسکا وقت ہی اور وہ تین وقت یہ ہین سورج کے طلوع ہونے کے وقت اور
زوال ہوتے وقت اور غروب ہوتے وقت ان اوقات مین نماز جائز نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی کسی شخص نے
نماز پڑھی پھر مرتد ہوگیا پھر اُسی نماز کے وقت کے اندر مسلمان ہوگیا تو اُس نماز کا اعادہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی
کسی لڑکے نے عشا کی نماز پڑھی پھر سوگیا اور اُسکو احتلام ہوا اور فجر کے طلوع ہونے سے پہلے ہوشیار ہوگیا تو عشا کو
قضا کریگا لڑکی کا حکم اُسکے خلاف ہی پس اگر لڑکی فجر کے طلوع ہونے سے پہلے حیض کے ساتھ بالغ ہوئی تو عشا کی
قضا اُسپر واجب نہوگی اسواسطے کہ جب واجب ہونے کی حالت مین حیض آجاتا ہی تو وجوب ساقط ہوجاتا ہے
اور جب وجوب کے ساتھ حیض ہو تو بدرجہ اولے حیض مانع وجوب ہوگا اور اگر اپنی عمر کے حساب سے بالغ ہوئی تو
عشا کی نماز اُسپر واجب ہوگی اور اگر لڑکا طلوع فجر سے پہلے ہوشیار نہوا تو بعضون نے کہا ہی کہ عشا کو قضا کریگا
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی مختار ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر چھوٹی ہوئی نمازون کو جماعت سے
قضا کرے تو اگر جہری نمازون کو قضا کرتا ہی تو امام کو چاہیے کہ نماز مین جہر کرے اور اگر تنہا قضا پڑھتا ہے تو
جہر اور مخافت مین اختیار ہی مگر جہر افضل ہی جیسے وقت مین تنہا نماز پڑھتا تھا اور اگر آہستہ قرأت پڑھنے کی
نماز ہین تو آہستہ پڑھنا واجب ہے اور امام کے واسطے بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی وقت کی نماز اور چھوٹی ہوئی
نماز مین اور چند قضا نمازون مین ترتیب واجب ہی یہ کافی مین لکھا ہی یہانتک کہ وقت کی نماز قضا نماز کے ادا
کرنے سے پہلے جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اسیطرح فرض اور وتر مین ترتیب واجب ہی یہ شرح وقایہ
مین لکھا ہی۔ اگر فجر کی نماز پڑھی اور اُسکو یاد تھا کہ وتر نہین پڑھے ہین تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک وہ نماز فاسد
ہوگی۔ اگر نفل نماز مین کسی فرض یا واجب نماز کا فوت ہونا اُسکو یاد آیا تو نفل فاسد نہوگی اسلیے کہ ترتیب کا وجوب
فرضون مین خلاف قیاس ثابت ہوا ہی اسلیے غیر فرض کو اُسکے ساتھ نہین لائے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی فتاوےٰ
عتابیہ مین لکھا ہی کہ لڑکا جسوقت بالغ ہوا اور وقت مین نماز پڑھی تو وہ صاحب ترتیب ہوجاتا ہی جیسے عورت
جسوقت بالغ ہوئی اور خون صحیح دیکھا تو ایکبار کے حیض سے صاحب عادت ہوجاتی ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے لیکن
نماز کے بعض اعمال مین ہمارے نزدیک باہم ترتیب فرض نہین یہ محیط مین لکھا ہی یہانتک کہ اگر کوئی شخص شروع
سے امام کے ساتھ نماز مین شریک ہوا پھر اُسکے پیچھے سوگیا یا اُسکو حدث ہوگیا اور امام آگے بڑھ گیا پھر ہوشیار ہوا
یا پھر وضو کرکے نماز مین شریک ہوا تو اُسپر واجب ہی کہ اول وہ نماز پڑھے جو چھوٹ گئی ہے پھر امام کی متابعت
کرے اور اگر امام کو نماز مین پایا پس اگر اول امام کی متابعت کی پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی نماز کی قضا کی

ف اگر گمان کیا کہ وقت مین عشا [illegible]

توہمارے تینون امامون کے نزدیک جائز ہی اسیطرح جمعہ کی نماز مین اگر آدمیون کی کثرت کیوجہ سے پہلی رکعت امام کے ساتھ ادا نہ کرسکا اور دوسری رکعت ادا کی پس دوسری رکعت پہلی رکعت کے ادا کرنے سے پہلے ادا ہوئی پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی رکعت قضا کی تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ شرح طحاوی کی فصل ستر عورت مین لکھا ہی ترتیب[۱] بھولنے سے اور اُن چیزون سے جو بھولنے کے حکم مین ہین ساقط ہوجاتی ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر وقت کی نماز ادا کرنے کے بعد کوئی بھولی ہوئی نماز یاد آئی تو وقت کی نماز جائز ہوگئی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر ظہر کی نماز اس گمان پر پڑھی کہ وضو ہی اسکے بعد وضو کرکے عصر کی نماز پڑھی پھر ظاہر ہوا کہ ظہر کی نماز بے وضو پڑھی تھی تو صرف ظہر کی نماز کا اعادہ کرے اسلیے کہ وہ ظہر کی نماز کے حق مین بھولنے والیکے حکم مین ہی برخلاف اسکے اگر عرفہ کے روز مین ظہر کی نماز وضو کے گمان سے پڑھی پھر وضو کرکے عصر کی نماز پڑھی پھر ظاہر ہوا کہ ظہر کی نماز بے وضو پڑھی تھی تو دونون نمازون کا اعادہ کرے اسلیے کہ عصر کی نماز وہان ظہر کی تابع ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے ظہر کی نماز پڑھی اور اُسکو یاد ہی کہ فجر کی نماز نہین پڑھی ہی تو اُس کی ظہر فاسد ہوجاویگی پھر فجر کی نماز قضا کی اور عصر کی نماز پڑھی اور اُسکو ظہر یاد ہی تو عصر جائز ہوگی اسلیے کہ عصر کے ادا کرتے وقت اس گمان مین کوئی نماز اُسکے اوپر قضا نہین ہی اور یہ گمان معتبر ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر ظہر مین یہ شک ہوا کہ اُسنے فجر کی نماز پڑھی ہی یا نہین پڑھی پس جب فارغ ہوا تو اُسکو یقین ہوا کہ فجر کی نماز نہین پڑھی تو اول فجر کی نماز پڑھے پھر ظہر کی نماز کا اعادہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جس شخص کو نماز کے اندر یاد آیا کہ اُسپر کچھ نمازین قضا ہین فقیہ ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ منقول ہی کہ ہمارے نزدیک اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی لیکن یاد آتے ہی نماز کو توڑ نہ دے بلکہ دو رکعتین پوری کرے اور بعد اُسکے نفل پڑھ سکتا ہی خواہ وہ قضا پُرانی ہو یا نئی یہ محیط مین لکھا ہے اگر جمعہ کی نماز پڑھنے والے کو یاد آیا کہ اُسپر فجر کی نماز باقی ہی تو اگر ایسی حالت ہی کہ اگر اس نماز کو قطع کرے اور فجر کی نماز مین مشغول ہو تو جمعہ فوت ہوجاویگا لیکن وقت نہین فوت ہونیکا ہی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جمعہ کو قطع کرے اور فجر کی نماز پڑھے پھر ظہر کی نماز پڑھے اور امام محمد رح کے نزدیک جمعہ کو اول تمام کرے اور اگر ایسی حالت ہی کہ فجر کی نماز قضا کرنے کے بعد ہی جمعہ ملجاویگا تو بالاجماع یہ حکم ہی کہ اول فجر کی نماز پڑھے اور اگر ایسی حالت ہی کہ اگر جمعہ کو قطع کرکے فجر کی نماز مین مشغول ہوگا تو وقت جاتا رہیگا تو بالاجماع یہ حکم ہی کہ اول جمعہ کو تمام کرے پھر فجر کی نماز قضا کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی وقت کی تنگی مین ترتیب ساقط ہوجاتی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر تنگ وقت مین بھی قضا نماز کو مقدم کریگا تو نماز جائز ہوگی مگر گنہگار ہوگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ وقت کی تنگی اسکو کہتے ہین کہ وقت اسقدر باقی نہو کہ جسمین اس وقت کی نماز اور قضا نماز دونون پڑھ سکے یہان تک کہ اگر اسپر عشا کی نماز قضا باقی ہو اور وہ جانے کہ اگر مین عشا کی نماز کی قضا مین مشغول ہونگا اور

---

[۱] اگر ترتیب کی فرضیت نہین جانتا تو وہ بھولنے والے کے مانند ہے اسی کو جماعت مشائخ بخارا نے لیا ہے پس بلا ترتیب اُس کی نماز صحیح ہوگی المجتبیٰ ۱۲ د

پھر فجر کی نماز پڑھونگا تو قعدہ مین بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے سورج نکل آویگا تو فجر کی نماز وقت مین پڑھ لے
اور عشا کی نماز سورج کے بلند ہونے کے بعد پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر وقت اتنا ہو کہ وقت کی
نماز اور قضا کو افضل طور پر نہین پڑھ سکتا تو بھی ترتیب کی رعایت کرے مثلاً اتنا وقت ہو کہ اگر قضا پڑھے
تو وقت کی نماز تخفیف کے ساتھ اور قرأت اور تمام ارکان مین کمی کے ساتھ ادا ہوگی تو ترتیب ضرور ہے
اور صرف اسیقدر پر اکتفا کرے جس سے نماز جائز ہو جاوے یہ تمرتاشی مین لکھا ہے اور وقت کی تنگی
کا اعتبار نماز شروع کرتے وقت ہی پس اگر کسیکو وقت کی نماز شروع کرنے کے وقت قضا نماز یاد تھی اور
اُسنے قرأت اتنی لمبی پڑھی کہ وقت تنگ ہوگیا تو اُسکی نماز جائز ہوگی لیکن اگر اُسکو توڑ کر پھر شروع کرے
تو جائز ہوگی اور اگر نماز شروع کرتے وقت قضا نماز یاد نہ تھی پھر قرأت مین تطویل کی پھر وقت تنگ ہونے
پر اُسکو قضا نماز یاد آگئی تو وہ نماز جائز ہوگئی اور اُس نماز کا قطع کرنا اُسپر لازم نہین یہ تبیین مین لکھا ہے
حقیقت مین وقت تنگ ہونے کا اعتبار ہی نماز پڑھنے والے کے گمان کا اعتبار نہین یہ بحر الرائق مین
لکھا ہی پس اگر کسی پر عشا کی نماز قضا تھی اور اُسکو گمان یہ ہوا کہ فجر کا وقت تنگ ہوگیا ہی اور اُس نے
فجر کی نماز پڑھ لی پھر ظاہر ہوا کہ فجر کا وقت بہت باقی ہی تو وہ فجر کی نماز باطل ہو جاویگی اُسکے بعد غور کرے
کہ اگر وقت دونون نمازون کے لائق ہی تو دونون نمازین پڑھے ورنہ فجر کی نماز کا اعادہ کرے اور اُسکے
بعد پھر غور کرے کہ وقت کسقدر باقی ہی اگر فجر کے وقت مین پھر وسعت ہی تو یہ نماز بھی باطل ہوگئی اور
اسی طرح آخر وقت تک کیے جاوے اور اگر عشا کی نماز پڑھ لی اور فجر کا اعادہ نہ کیا اور قعدہ مین مقدار تشہد
بیٹھنے سے پہلے سورج طلوع ہوگیا تو فجر کی نماز صحیح ہوگئی یہ تبیین مین لکھا ہے اسیطرح اگر ظہر کے آخر
مین فجر کی نماز کی قضا یاد آئی اور اُسکو گمان یہ ہی کہ وقت مین دونون نمازون کی گنجائش نہین پھر ظہر کی
نماز پڑھ لی اور اُسکے بعد بھی کچھ ظہر کا وقت باقی تھا پھر غور کرے اگر باقی وقت مین گنجائش ہے کہ فجر
اور ظہر دونون پڑھ سکتا ہی تو ظہر کی جو نماز پڑھ چکا ہے وہ فاسد ہوگئی اُسکو چاہیے کہ اول فجر کی نماز پڑھے
پھر ظہر کا اعادہ کرے اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ اگر وقت اسقدر باقی ہو کہ فجر کی نماز پڑھکر ظہر کی
ایک رکعت پڑھ سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین حجۃ سے نقل کیا ہی اور اگر چھوٹی ہوئی نمازین ایک سے زیادہ ہون
اور وقت مین صرف اسقدر گنجائش ہی کہ اسوقت کے فرض کے ساتھ چھوٹی ہوئی نمازون مین سے
بعض پڑھ سکتا ہے سب نہین پڑھ سکتا تو جب تک بعض نمازون کو نہ پڑھ لے وقت کی نماز جائز
نہ ہوگی پس اگر فجر کے وقت مین یاد آیا کہ عشا اور وتر کی نماز چھوٹ گئی تھی اور وقت صرف پانچ رکعتون کا
باقی ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ کے قول کے بموجب اول وتر کی قضا پڑھے پھر فجر کی نماز پڑھے پھر سورج کے
طلوع ہونے کے بعد عشا کی قضا پڑھے اور اگر عصر کے وقت مین یاد آیا کہ اُسنے فجر اور ظہر کی نماز نہین پڑھی
اور وقت مین آٹھ رکعتون سے زیادہ کی گنجائش نہین تو اُسکو چاہیے کہ اول ظہر کی قضا کرے پھر

عصر کی پڑھے اور اگر وقت مین چھ رکعتون سے زیادہ کی گنجائش نہو تو اُسکو چاہیے کہ اول فجر کی نماز پڑھے پھر عصر کی نماز پڑھے پھر ظہر کی نماز قضا کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے عصر کے وقت مین امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک آخر وقت کا اعتبار ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط مین ذکر کیا ہی کہ اگر ظہر اور عصر کی نماز کا ادا کرنا سورج کے متغیر ہونے سے پہلے ممکن ہو تو ترتیب کی رعایت واجب ہے اور اگر دونون نمازین سورج کے غروب سے پہلے ادا نہین ہو سکتین تو اول عصر کی نماز کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر ظہر کی نماز تغیر شمس سے پہلے ادا نہین ہو سکتی اور عصر کی ساری نماز یا تھوڑی سی سورج متغیر ہونے کے بعد ہو جاوے گی تو ترتیب کی رعایت واجب ہی مگر حسن ابن زیاد کے قول کے موجب اول عصر کی نماز پڑھے اسلیے کہ سورج کے متغیر ہونے کے بعد اُنکے نزدیک عصر کا وقت نہین رہتا یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اگر وقت مستحب صرف اسقدر باقی ہی جسمین ظہر کی گنجائش نہین تو ترتیب بالاجماع ساقط ہو جاوے گی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر عصر کی نماز اول وقت مین شروع کی اور اُسکو یہ معلوم نہین کہ اُسپر ظہر کی نماز باقی ہی اور عصر کی نماز اتنی دیر مین پڑھی کہ وقت رات کا داخل ہو گیا پھر یاد آیا کہ اُسپر ظہر باقی ہی تو اُسکو چاہیے کہ اپنی نماز اسیطرح پڑھتا رہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور وقت کے تنگ ہو جانے سے جو ترتیب ساقط ہو جاتی ہی وہ اصح قول کے موجب وقت کے نکلنے کے بعد پھر نہین لوٹتی یہانتک کہ اگر وقت کی نماز کے پڑھنے کے درمیان مین وقت خارج ہو گیا تو اصح قول کے موجب وہ نماز فاسد نہو گی اور اصح قول کے موجب وہ نماز ادا ہو گی نہ قضا یہ زاہدی مین لکھا ہی اور بھولنے کی صورت مین جبتک بھولا ہوا ہی تب تک ترتیب کا حکم ظاہر نہین ہوتا اور جب قضا نماز یاد آتی ہی تو ترتیب لازم ہو جاتی ہے یہ تاتارخانیہ مین خلاصہ سے نقل کیا ہی جب قضا نمازین بہت سی ہو جاوین تب ترتیب ساقط ہو جاتی ہے یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور بہت ہو جانے کی حد یہ ہی کہ چھٹی نماز کا وقت نکل کر چھ نمازین جمع ہو جاوین اور امام محمد رح سے یہ منقول ہی کہ چھٹی نماز کا وقت داخل ہو جاوے پہلا قول صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی معتبر یہ ہی کہ قضا نماز کے بعد چھ وقت درمیان مین آجاوین اور اگرچہ بعد اُنکے نمازین اپنے وقت مین ادا کرتا ہو اور بعضون نے یہ کہا ہی کہ چھ نمازین جمع ہو جاوین اگرچہ متفرق ہون اور فائدہ اس اختلاف کا اس صورت مین ظاہر ہوتا کہ اگر تین نمازین چھوٹین مثلاً ایک دن کی ظہر ایک دن کی عصر ایک دن کی مغرب اور یہ معلوم نہین کہ انمین کونسی پہلی ہی تو پہلے قول کے موجب ترتیب ساقط ہو جاوے گی اسواسطے کہ قضا نمازون کے درمیان مین بہت سے وقت آگئے اور دوسرے قول کے موجب ترتیب ساقط نہو گی اسواسطے کہ اس قول مین چھ نمازین قضا جمع ہونا معتبر ہی تو اب اسکو چاہیے کہ سات نمازین پڑھے اول ظہر پڑھے پھر عصر پڑھے پھر ظہر پڑھے پھر مغرب پڑھے پھر ظہر پڑھے پھر عصر پڑھے پھر ظہر پڑھے پہلا قول اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی مین آسانی زیادہ ہی دوسرا قول ابو بکر محمد بن الفضل نے اختیار کیا ہے اور اسمین احتیاط زیادہ ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور بہت سی نمازون کے چھوٹنے سے جسطرح ادا مین ترتیب ساقط ہو جاتی ہی

اسی طرح قضا مین بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہی مثلاً کسی کی مہینہ بھر کی نمازین چھوٹ گئین اور اُسنے اسطرح قضا
کین اول تیس نمازین فجر کی پڑھ لین پھر تیس نمازین ظہر کی پڑھ لین تو صحیح ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے جب بہت سی
نمازون کے چھوٹنے سے ترتیب ساقط ہو گئی پھر اُنمین سے کچھ نمازین قضا پڑھ لین اور باقی نمازین چھ سے کم رہگئین
تو اصح قول کے بموجب ترتیب نہین عود کرتی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ شیخ امام زاہد ابو حفص کبیر نے کہا ہے
کہ اسی پر فتوے ہی یہ محیط مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر ایک مہینہ کی نمازین چھوٹین پھر ان سب کو قضا کیا مگر ایک
نماز باقی رہگئی اور باوجود اسکے یاد ہونے کے وقت کی نماز پڑھی تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے چھوٹی
ہوئی نمازین دو قسم کی ہین ایک پُرانی دوسری نئی۔ نئی قضا نمازون سے بالاتفاق ترتیب ساقط ہو جاتی
ہے پرانی قضا نمازون مین مشائخ کا اختلاف ہی مثلاً کسی شخص سے مہینہ بھر کی نمازین برابر چھوٹین پھر ایک
مدت تک اُسنے نماز پڑھی اور اُن نمازون کو قضا نہ کیا اُسکے بعد پھر ایک نماز چھوٹی اُسکے بعد باوجود اس
نئی قضا کے یاد ہونے کے اُسنے دوسری نماز پڑھی تو بعض فقہا کے نزدیک یہ دوسری نماز جائز نہوگی اور بعض کے
نزدیک جائز ہو جاویگی اور اسی پر فتوے ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر قضا نماز یاد آوے اور اُسوقت باوجودیکہ
قضا نماز پڑھنے پر قدرت رکھتا ہی اور نہ پڑھے تو اصل مین مذکور ہی کہ ایسا کرنا مکروہ ہی اسلیے کہ جسوقت
قضا نماز یاد آئی وہی اُسکا وقت ہی اور تاخیر نماز کی اپنے وقت سے بالاتفاق مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہے
اصل مین مذکور ہی کہ کسی شخص نے عصر کی نماز پڑھی اور اُسکو یاد تھا کہ ظہر کی نماز نہین پڑھی ہی تو وہ فاسد ہوگی
لیکن آخر وقت مین پڑھی ہوگی تو فاسد نہوگی امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسکی فرضیت
فاسد ہوتی ہی اصل نماز نہین باطل ہوتی اور امام محمدؒ کے نزدیک اصل نماز بھی باطل ہو جاتی ہی اور یہ مسئلہ
مشہور ہی پھر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فرضیت بفساد موقوف فاسد ہوتی ہی یعنے اگر کسی نے ظہر کی نماز قضا ہونیکے
بعد چھ نمازین یا اس سے زیادہ اور پڑھین اور ظہر کی قضا نہ پڑھی تو اب وہ عصر کی نماز جائز ہو جاویگی
اور اسکا اعادہ واجب نہوگا اور صاحبین کے نزدیک قطعاً فاسد ہو جاتی ہی کسی حالت مین جائز نہین
ہوتی اور اصل اس مسئلہ مین یہ ہی کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قضا اور وقت کی نمازین ترتیب کی رعایت
جسطرح کہ بہت سی نمازون کے چھوٹنے سے ساقط ہو جاتی ہی اسیطرح بہت سی ادا نمازون کے جمع
ہونے سے بھی ساقط ہو جاتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی کہ کسی شخص کی ایک نماز فاسد ہو گئی اور وہ بھول گیا کہ
کونسی نماز تھی اور گمان غالب بھی کسی نماز پر نہین ہوتا تو ہمارے نزدیک ایک دن رات کی نمازون کا
اعادہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی فقیہ ابو اللیثؒ نے کہا ہی کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین
ینابیع سے نقل کیا ہی اسیطرح اگر دو نمازین دو دن کی قضا ہوئین اور اب یاد نہین کہ کونسی نمازین تھین تو
دونون دن کی نماز کا اعادہ کریگا اور علے ہذا القیاس اگر تین نمازین تین دن کی یا پانچ نمازین پانچ دن کی
اسیطرح بھول گیا تو بھی یہی حکم ہی اور ایک دن کی ظہر اور دوسرے دن کی عصر قضا ہوئی اور یہ یاد نہین کہ کونسی

اول قضا ہوئی تھی تو گمان غالب سے کسیکو اول مقرر کرے اور اگر کسیطرف کو گمان غالب نہو تو امام ابو حنیفہ رح کے
نزدیک دونون کو قضا پڑھے اور جسکو اول پڑھا ہی اُسکو دوبارہ پھر پڑھے اسلیے کہ بطریق احتیاط ترتیب کی رعایت
ہو سکتی ہی اور احتیاط عبادات مین واجب ہے اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جب گمان غالب سے
کسی ایک کو اول مقرر کرنے سے عاجز ہی تو ترتیب اس سے ساقط ہو جاویگی پس دوبارہ ادا کرنا لازم نہ ہوگا یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی پس اگر اول ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر کی نماز پڑھی پھر ظہر کی پڑھی تو افضل ہی اور اگر
اول عصر کی نماز پڑھی پھر ظہر کی پڑھی پھر عصر کی پڑھی تو بھی جائز ہی۔ عصر کی نماز پڑھنے والے کو اگر یہ یاد
آیا کہ ایک سجدہ اس سے چھوٹ گیا ہی اور یہ یاد نہین کہ وہ ظہر کی نماز مین سے چھوٹا ہی یا عصر کی نماز جو پڑھ
رہا ہی اُسمین سے چھوٹا ہی تو ایک طرف گمان غالب کرے اگر کسیطرف گمان غالب نہو تو عصر کی نماز کو
پورا کرکے اس احتمال کے سبب سے کہ شاید وہ سجدہ اسی عصر سے چھوٹا ہو ایک سجدہ اور کرلے پھر ظہر کی نماز
کا اعادہ کرے پھر عصر کی نماز دوبارہ پڑھے اور اگر اعادہ نہ کرے تو کچھ حرج نہین یہ محیط مین لکھا ہے -

مسائل متفرقہ تتمیہ مین لکھا ہی کہ میرے والد سے کسی نے پوچھا کہ کسی شخص نے عصر کی نماز شروع کی پھر
نماز کے درمیان مین سورج غروب ہوگیا پھر اس عصر مین کسی شخص نے اسکا اقتدا کیا تو یہ اقتدا صحیح ہوگا یا نہین
تو اُسنے جواب دیا کہ اگر امام مقیم اور مقتدی مسافر نہین ہی تو جائز ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی شافعی مذہب والا
اگر حنفی ہو جاوے اور اُسکی کچھ نمازین شافعی مذہب مین ہونے کے زمانہ مین قضا ہوئی تھین پھر حنفی ہونے کے
زمانہ مین اُسنے قضا کرنے کا ارادہ کیا تو اُنکو امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کے موافق پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہے کوئی
شخص تیمم صرف پہونچے تک اور وتر کی ایک رکعت جائز سمجھتا ہی اُسکے بعد تیمم کو کہنیون تک اور وتر کی تین رکعتین
جائز سمجھنے لگا تو جو نماز اُسی حالت مین پڑھ چکا ہی اُسکا اعادہ نہ کرے اور اگر اسطرح نماز اُسنے بغیر کسی سے
پوچھے صرف اپنی جہالت سے پڑھی تھی پھر کسی سے پوچھا اور اُسنے وتر کی تین رکعتون کا حکم کیا تو جسقدر وتر کی
نمازین اسطرح پڑھی ہین اُنکا اعادہ کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور صیرفیہ مین ہی کہ کسی عورت سے ایک نماز
چھوٹ گئی پھر اُسکو حیض ہوا پھر پاک ہوئی اور باوجودیکہ اُسکو وہ قضا نماز یاد تھی اُسکو قضا نہ کیا اور
نماز پڑھی تو جائز نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی کوئی حربی کافر دار الحرب مین مسلمان ہوا اور اُسکو شریعت کا حکم
نماز روزہ کا کچھ نہ معلوم ہوا پھر دار الاسلام مین داخل ہوا یا مر گیا تو اُسپر نماز روزہ کی بموجب قیاس و
استحسان کے کچھ قضا نہین اور بعد مرنے کے اُسپر عذاب بھی نہین ہوگا اور اگر دار الاسلام مین مسلمان ہوا اور
شریعت کے احکام معلوم نہوئے تو اُسپر بحکم استحسان کے قضا لازم ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر
پہلے شخص کو دار الحرب مین کسی نے احکام پہونچا دیے تو قضا لازم ہوگی اور حسن نے امام ابو حنیفہ رح سے
یہ روایت کی ہی کہ اُسکو دو مردون نے یا ایک مرد اور دو عورتون نے خبر نہین دی ہی تو قضا لازم نہوگی محیط سرخسی
مین لکھا ہی عتابیہ مین ابو نصر رح سے یہ روایت کی ہی کہ اگر کسی شخص سے کوئی نماز قضا نہین ہوئی اور وہ بطور احتیاط کے

اپنی عمر کی نمازین قضا کرتا ہی تو وہ اگر اپنی پچھلی نمازون مین نقصان یا کراہت کیوجہ سے قضا کرتا ہی تو بہتر ہے
اور اگر اسواسطے نہین کرتا تو قضا نہ کرے اور صحیح یہ ہے کہ جائز ہی مگر فجر اور عصر کی نماز کے بعد نہ پڑھے اور
سلف مین سے بہت لوگون نے شبہہ فساد کیوجہ سے ایسا کیا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہے اور وہ شخص سب
رکعتون مین الحمد سورہ کے ساتھ پڑھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور فتاوے مین ہی کہ کوئی شخص نمازون کو قضا
کرتا ہی تو وہ وتر کو بھی قضا کرے اور اگر اس بات کا یقین نہو کہ اُسپر کوئی وتر کی نماز باقی ہے یا باقی نہین
تو وہ تین رکعت مین قنوت پڑھے پھر بقدر تشہد قعدہ کرے پھر ایک رکعت اور پڑھ لے پس اگر وتر باقی
ہے تو ادا ہو گئی اور اگر باقی نہ تھی تو نفل کی چار رکعتین ہو گئین اور نفل کی نماز مین قنوت پڑھنے سے کوئی
نقصان نہین ہی اور حجۃ مین ہی کہ قضا نمازین پڑھنا نفل پڑھنے سے اولی ہے لیکن مشہور سنتین اور چاشت کی
نماز اور صلوۃ التسبیح اور وہ نمازین جنمین حدیثون مین خاص خاص سورتین اور خاص خاص ذکر مروی ہین اُن کو
نفل کی نیت سے پڑھے اور اسکے سوا سب نمازین قضا کی نیت سے پڑھے یہ مضمرات مین لکھا ہے قضا نمازین
مسجد مین نہ پڑھے اپنے گھر پڑھے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کو حکم کیا کہ میری
طرف سے کچھ دنون کی نمازین اور روزے قضا کر تو ہمارے نزدیک جائز نہین[1] یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر کوئی شخص مرا
اور اُسپر بہت سی نمازین قضا ہین اور اُسنے اپنی نمازون کا کفارہ دینے کی وصیت کی تو اُسکو تہائی مال سے
ہر نماز کے واسطے نصف[2] صاع گیہون اور ہر وتر کے واسطے بھی نصف صاع اور ہر روزے کے واسطے نصف
صاع دے اور اگر اُسنے کچھ ترکا نہین چھوڑا تو اُسکے وارث نصف صاع گیہون قرض لین اور کسی مسکین کو
دین پھر وہ مسکین اُسکے بعض وارثون کو صدقہ دیدے پھر اس مسکین کو دین اور ایسے ہی سب کفارہ پورا
کر لین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور فتاوے حجۃ مین ہی کہ اگر اُسنے اپنے وارثون کے لیے وصیت نہین کی اور بعضے
وارثون نے اپنی طرف سے احسان کرنا چاہا تو جائز ہی اور ہر نماز سے نصف صاع گیہون دے اور نصف
صاع کے شرعی دو من ہوتے ہین اور اگر سب گیہون ایک ہی فقیر کو دیدے تو جائز ہی برخلاف اسکے قسم اور
ظہار اور روزہ کے کفارہ مین یہ جائز نہین اور اگر پانچ نمازون سے دو من ایک فقیر کو دیے اور ایک من
ایک فقیر کو دیے تو فقیہہ نے یہ اختیار کیا ہی کہ چار نمازون سے جائز ہوگا پانچوین نماز سے جائز نہوگا یتیمہ
مین ہی کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کہ مرض الموت مین کسی شخص کو اپنی نماز کیطرف سے
صدقہ دینا جائز ہی آپنے فرمایا جائز نہین اور جمیر دیری اور امام ابو یوسف بن محمد سے سوال کیا کہ بہت ضعیف
بوڑھے پر اپنی زندگی مین نمازون کا صدقہ دینا واجب ہی جیسے کہ روزہ کا صدقہ دینا واجب ہے تو اُنھون نے
کہا نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی فتاوے اہل سمرقند مین ہی کہ کسی شخص نے پانچ نمازین پڑھین پھر اُسکو معلوم
ہوا کہ انمین سے کسی ایک نماز مین پہلی دو رکعتون مین قرأت نہین کی ہی اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کونسی نماز تھی تو

---

[1] نہین اور حج مین یہ جائز ہے ۱۲ [2] نصف صاع بحساب حال کے دو سیر گیہون ہوتے ہین ۱۲-

احتیاطاً فجر اور مغرب کا اعادہ کرے اور اگر یہ یاد آیا کہ صرف ایک رکعت مین قرأت چھوڑی ہی اور وہ نماز معلوم نہین
تو فجر اور وتر کا اعادہ کرے اور اگر یہ یاد ہوا کہ دو رکعتون مین قرأت چھوٹی ہی تو فجر اور مغرب اور وتر کا اعادہ
کرے اور اگر یہ یاد ہوا کہ چار رکعتون مین قرأت چھوٹی ہی تو ظہر اور عصر اور عشا کا اعادہ کرے اور وتر اور
فجر اور مغرب کا اعادہ نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہے - جو شخص عمداً نماز ترک کرتا ہو تو اُسکو قتل نہ کرین
یہ کافی کے باب قضاء الفوایت مین لکھا ہی

بارھوان باب سجدہ سہو کے بیان مین - سجدہ سہو واجب ہے یہ تبیین مین لکھا ہی یہی صحیح ہے یہ ہدایہ
مین لکھا ہی - سجدہ سہو اسوقت واجب ہے کہ وقت مین اسکی گنجایش ہو پس اگر کسی شخص پر صبح کی نماز سہو کا
سجدہ تھا اور اُسنے ابھی سجدہ نہین کیا اور پہلے سلام کے بعد سورج طلوع ہو گیا تو سجدہ سہو اُس سے ساقط
ہو گیا اور اسیطرح اگر کوئی شخص عصر کے بعد قضا پڑھتا تھا اور اسمین سہو ہوا اور سجدہ کرنے سے پہلے
آفتاب سُرخ ہو گیا تو سجدہ سہو ساقط ہو گیا اور جن چیزون سے نماز کے بعد اور نماز کا بنا کرنا منع ہو جاتا ہی
وہ چیزین اگر سلام کے بعد واقع ہون تو سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور قنیہ مین ہی
کہ اگر کسی فرض نماز مین سہو ہوا اور اُسپر نفل کی بنا کر لے تو سجدہ سہو نہ کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے سجدہ
سہو کا موقع بعد سلام کے ہی خواہ وہ سہو نماز زیادتی کیوجہ سے ہو یا کمی کی اور اگر سلام سے پہلے سجدہ
کرے تو ہمارے نزدیک جائز ہی اصول کی روایت یہی ہی اور دو سلام پھیرے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی
اور ٹھیک یہ ہی کہ ایک سلام پھیرے جمہور کا قول یہی ہی اور اصل مین اسی کی طرف اشارہ کیا ہی یہ کافی مین لکھا
ہے اور داہنی طرف سلام پھیرے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور طریقہ اسکا یہ ہی کہ پہلے سلام کے بعد اللہ اکبر
کہے اور سجدہ کو جھک جاوے اور سجدہ مین تسبیح پڑھے پھر دوسرا سجدہ اسیطرح کرے پھر دوبارہ تشہد پڑھے
پھر سلام پھیرے یہ محیط مین لکھا ہی اور درود اور دعا سہو کے قعدہ مین پڑھے یہی صحیح ہے اور بعضون نے
کہا ہے پہلے قعدہ مین پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی اور زیادہ احتیاط اسمین ہی کہ دونون قعدون مین پڑھے
یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی سہو کا حکم فرض اور نفل مین برابر ہی یہ محیط مین لکھا ہی فتاوےٰ مین ہی کہ سہو کے دونون
سجدون کے بعد قعدہ کرنا نماز کا رکن نہین ہی اور اس قعدہ کا حکم سہو کے سجدون کے بعد اسواسطے ہوا ہی
کہ نماز کا ختم قعدہ پر ہو اگر کسی نے وہ قعدہ چھوڑ دیا اور کھڑا ہو گیا اور چل دیا تو نماز اُسکی فاسد نہوگی
ماورائی نے یہی کہا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی دلوالجیہ مین ہی کہ اصل یہ ہی کہ نماز مین جو افعال چھوٹ
جاتے ہین وہ تین قسم ہین فرض اور سنت اور واجب پس اگر فرض چھوٹا ہی اور قضا مین اُسکا عوض ممکن ہی تو قضا
کرے ورنہ نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر فعل سنت چھوٹا ہی تو نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ نماز کا قیام ارکان نماز سے
ہے اور وہ ادا ہو گئے اور ایسے سجدہ سہو کا جبر نہین کیا جاتا اور اگر واجب چھوٹا ہی تو اگر بھولے سے چھوٹا ہے
تو سجدہ سہو کا جبر کیا جاویگا اور اگر جانکر چھوڑا ہی تو سجدہ سہو نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی پس بہت بڑی جماعت کا

ظاہر کلام یہی ہی کہ اگر جانکر چھوڑے تو سجدہ سہو واجب نہین ہوتا بلکہ اس نقصان کا عوض کرنے کے لیے نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور سجدہ سہو اتنی چیزون سے واجب ہوتا ہی واجب کے چھوڑنے سے یا واجب مین تاخیر کرنے سے یا فرض مین تاخیر کرنے سے یا فرض مقدم کر دینے سے یا فرض کو دو بار کرنے سے یا واجب کو بدل دینے سے مثلاً آہستہ پڑھنے کی نمازون مین جہر کرے اور در حقیقت وجوب سجدہ سہو کا ان سب صورتون مین بھی ترک واجب ہی سے ہی یہ کافی مین لکھا ہے اعوذ اور بسم اللہ اور سبحانک اللہم اور جھکتے اور اٹھنے کی تکبیرین چھوڑنے سے سجدہ سہو واجب نہین ہوتا لیکن عید کی نماز کی دوسری رکعت مین رکوع[۵۱] کی تکبیر چھوڑنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہی عیدین کی نماز مین یا اور نمازون مین رفع یدین کے چھوڑنے سے سجدہ سہو واجب نہین ہوتا اگر بھولکر اول بائین طرف کو سلام پھیر دیا تو سجدہ سہو واجب نہین ہوتا اگر بھولکر قومہ چھوڑ دیا اور رکوع سے سجدہ مین چلا گیا تو فتاوےٰ قاضیخان مین ہی کہ امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک سجدۂ سہو واجب ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے نماز کے واجب چند قسم ہین ازانجملہ انکے الحمد اور سورۃ کی قرأت ہے اگر پہلی دونون رکعتون مین یا ایک مین الحمد چھوڑ دی تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر بہت سی الحمد پڑھ لی اور تھوڑی سی بھول گیا تو سجدہ سہو واجب نہین[۵۲] ہوگا اور اگر تھوڑی سی پڑھی بہت سی باقی رہی تو سجدہ سہو واجب ہوگا خواہ امام ہو خواہ تنہا نماز پڑھتا ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر اخیر کی دونون رکعتون مین الحمد چھوڑ دی تو اگر فرض نماز پڑھتا ہے تو سجدۂ سہو واجب نہوگا اور اگر نفل یا وتر پڑھتا ہے تو واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر پہلی دونون رکعتون مین الحمد مکرر پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہوگا برخلاف اسکے اگر سورۃ کے بعد دوبارہ الحمد پڑھے یا اخیر کی دو رکعتون مین الحمد دوبارہ پڑھے تو سجدہ سہو واجب نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے - اگر پہلی مرتبہ پوری الحمد پڑھی تھی مگر ایک حرف باقی رہگیا تھا یا بہت سی الحمد پڑھ لی تھی تھوڑی سی باقی رہگئی تھی اور پھر اسی رکعت مین بھولکر دوبارہ الحمد پڑھی تو وہ بمنزلہ دو مرتبہ پڑھنے کے ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اگر فقط الحمد پڑھی اور سورۃ چھوڑ دی تو اسپر سجدۂ سہو واجب ہوگا اسیطرح اگر الحمد کے ساتھ ایک چھوٹی آیت پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر الحمد کے ساتھ دو آیتین پڑھین پھر بھولکر رکوع مین چلا گیا اور رکوع مین یاد آیا تو پھر قیام کا اعادہ کرے اور تین آیتین پوری کرے اور پھر سجدہ سہو واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر الحمد سورہ کے بعد پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر اخیر کی دونون رکعتون مین الحمد اور سورۃ پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہوگا یہی اصح ہی - اگر رکوع مین یا سجدہ یا تشہد مین قرأت کی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ حکم اسوقت مین ہی کہ اول قرأت پڑھے پھر تشہد پڑھے اور اگر اول تشہد پڑھا اور پھر قرأ

---

[۵۱] رکوع الخ کیونکہ واجب تکبیرات عیدین کے ساتھ ملحق ہوگئی ہی اور کہا گیا کہ اسیطرح وتر کی تکبیر رکوع ہی اور بعض علماء نے ان دونون قول کو ضعیف کہا ہی ۱۲ [۵۲] نہین اقول صحیح یہ ہی کہ اگر ایک آیت بھی چھوڑ گیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا چنانچہ بحر الرائق وغیرہ مین مجتبیٰ وفتح القدیر سے نقل ہی بلکہ اگر الحمد کے اول بسم اللہ پڑھنا بھولا تو بھی سجدہ سہو واجب ہوگا الفقیر ۱۲

پڑھی تو سجدۂ سہو واجب[1] نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر دوسرے دوگانہ مین الحمد نہ پڑھی تو ظاہر الروایۃ کے بموجب سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے نقل کیا ہے - اور اگر دوسرے دوگانہ مین کچھ قرآن نہ پڑھا اور تسبیح بھی نہ پڑھی تو امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت ہی کہ اگر عمداً ایسا کیا تو بُرا کیا اور بھول کر کیا تو اُسپر سجدۂ سہو واجب ہوگا اور امام ابویوسف اور امام ابوحنیفہ رح سے دوسری روایت یہ ہے کہ اگر عمداً کیا تو بھی کچھ حرج نہین اور اگر بھولے سے کیا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہین اور اسی روایت پر اعتماد[2] ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر پہلی رکعت یا دوسری رکعت مین الحمد بھول گیا اور تھوڑی سی سورۃ پڑھنے کے بعد یاد آیا تو سورۃ کو چھوڑدے اور الحمد پڑھے پھر سورۃ پڑھے اور فقیہ ابواللیث نے کہا ہی کہ اگر سورۃ کا ایک حرف بھی پڑھ چکا تھا تو اُسپر سجدہ سہو واجب ہوگا اور اسیطرح اگر پوری سورۃ پڑھنے کے بعد یا رکوع مین یا رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد یاد آیا تو الحمد پڑھے پھر سورہ کا اعادہ کرے پھر سہو کا سجدہ کرے اور خلاصہ مین ہی کہ اگر بغیر سورۃ پڑھے رکوع کردیا تو رکوع سے سر اُٹھاوے اور سورۃ پڑھے اور دوبارہ رکوع کرے اور سجدہ سہو اُسپر واجب ہوگا یہی صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر پہلی رکعت مین ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت مین اس سے پہلے سورۃ پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی ولوالجیہ مین ہے کہ اگر نماز مین سجدہ کی آیت پڑھی اور اُسوقت سجدہ تلاوت کا کرنا بھول جاوے پھر اُسکو یاد آوے اور سجدہ تلاوت کا کرے تو سجدہ سہو واجب ہوگا اسلیے کہ سجدہ تلاوت کو آیۃ سجدہ کے ساتھ ملانا واجب ہی اور وہ اس سے ترک ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ اسپر سجدہ سہو واجب نہین اور پہلا قول اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر نماز مین ایک سورۃ پڑھنے کا ارادہ کیا اور بھول کر دوسری سورۃ پڑھ دی تو اُسپر سجدہ سہو واجب نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور منجملہ انکے پہلی دوسری رکعتون مین قرأت کا معین[3] کرنا ہی یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور منجملہ انکے ترتیب کی رعایت اُن فعلون مین ہی جو مکرر ہوتے ہین اگر کسی رکعت مین ایک سجدہ چھوڑدیا اور آخر نماز مین یاد آیا تو وہ سجدہ کرلے اور سہو کا سجدہ بھی کرے اسلیے کہ اس سجدہ مین ترتیب چھوٹ گئی اور اس سے پہلے جتنے ارکان ادا کرچکا ہی اُنکا اعادہ اب واجب نہین اگر کسی نے قرأت سے پہلے رکوع کرلیا تو سجدہ سہو لازم نہ ہوگا اور اس رکوع کا اعتبار نہین ہی قرأت کے بعد اسکا اعادہ فرض ہی یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور منجملہ انکے تعدیل ارکان ہی یعنے رکوع اور سجدہ اطمینان سے کرنا اور اُسکے چھوٹنے سے سجدہ سہو واجب ہونے مین اختلاف ہی اسلیے کہ اُسکے واجب یا سنت ہونے مین اختلاف ہی اور ٹھیک مذہب یہ ہی کہ واجب ہی اور اگر بھول کر اسکو چھوڑدے تو سجدہ سہو واجب ہوگا بدائع مین اسی کو صحیح بتایا ہی

[1] واجب نہ ہوگا اقول یہ اخیر تشہد مین ہوگا ورنہ تا خیر قیام مین سہو ہے ۱۲ [2] اعتماد ہے بنا بر آنکہ وہ اسی رکعت مین قرأت فرض ہے اور بعض متاخرین نے سب مین الحمد واجب رکھی اور یہی اقوی ہے واللہ تعالے اعلم ۱۲ [3] معین کرنا الخ یعنے فرض تو اولین یا آخرین مین غیر معین ہے اور واجب یہ کہ اولین مین معین کرے حاشیہ الشامی ۱۲

یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے پہلا قعدہ ہی پس اگر اُسکو چھوڑیگا[1] تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے تشہد ہی اگر پہلے قعدہ یا دوسرے قعدہ مین تشہد نہ پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اسیطرح اگر کچھ تشہد پڑھا اور کچھ نہ پڑھا تو بھی سجدہ سہو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے خواہ فرض مین ہو یا نفل مین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر قیام مین تشہد پڑھا تو اگر پہلی رکعت مین پڑھا ہی تو کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر دوسری رکعت مین پڑھا ہی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی صحیح یہ ہے کہ سجدہ سہو واجب نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر الحمد پڑھنے سے پہلے قیام مین تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہوگا اور اگر بعد اُسکے پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہی اصح ہی اسلیے کہ الحمد پڑھنے کے بعد سورۃ پڑھنے کا محل ہی اور جب اسوقت تشہد پڑھا تو واجب مین تاخیر ہوئی اور الحمد سے قبل ثنا کا محل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اخیر کی دونون رکعتون مین قیام مین تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر تشہد کی جگہ الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر پہلے قعدہ مین دو بار تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اسیطرح اگر پہلے قعدہ مین تشہد پر زیادتی کرکے درود بھی پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اس زیادتی کی مقدار مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ اگر اللہم صل علے محمد پڑھا تو اُسپر سجدہ سہو واجب ہوجائیگا اور بعضون نے کہا ہی جبتک وعلے آل محمد نہ پڑھیگا سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اور پہلا قول اصح ہی اور اگر دوسرے قعدہ مین دو بار تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر تشہد پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو لوٹے اور تشہد پڑھے اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اسپر سجدہ سہو واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ گیا اور بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہوگیا تو اگر امام یا منفرد ہی تو سجدہ سہو واجب ہوگا قیام سے مراد ہے کھڑا ہوجانا یا قیام سے قریب ہوجانا اسلیے کہ وہ قعدہ کی طرف کو عود نہین کرسکتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر قعدہ کی طرف کو عود کریگا تو موافق صحیح قول کے نماز فاسد ہوجاویگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر قیام سے قریب نہین ہوا ہی تو بیٹھ جاوے اور اُسپر سجدہ سہو واجب نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی اصح ہے یہ ہدایہ اور تبیین مین لکھا ہی اور اسکا اعتبار آدمی کے نیچے کے آدھے دھڑ سے ہوتا ہی اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہوگیا تو قیام سے قریب ہے ورنہ قریب نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور ایک روایت مین ہی کہ اگر کوئی شخص قعدہ کو بھولکر کھڑے ہونے کے ارادہ سے اپنے گھٹنون پر کھڑا ہوگیا اور پھر یاد آیا تو بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو واجب ہوگا پہلا قعدہ اور دوسرا اس حکم مین برابر ہین اور اسی پر اعتماد ہے اور اگر اپنے دونون سرین اُٹھا لیے اور دونون گھٹنے زمین پر ہین اور اسوقت یاد آیا تو اُسپر سجدہ نہین امام ابو یوسف رح سے اسیطرح

[1] چھوڑیگا عمداً چھوڑنے مین سجدہ سہو نہین ہی لیکن ضعیف قول مین عمداً سجدہ اول چھوڑنا دوم عمداً درود پڑھنا سوم رکن کے برابر فکر مین جانا چہارم رکعت اول کا سجدہ آخر نماز تک تاخیر کرنا۔ انہر علامہ قاسم رح نے اس قول کو ضعیف کہا ہی ۱۲ ش ط

مروی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اسیطرح اگر رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی
رکن کو دوبار کردیا یا کسی رکن کو اُسکے موقع سے پہلے ادا کیا یا پیچھے کیا تو ان صورتون مین سہو کا سجدہ واجب ہوگا اور قدوری مین ہی کہ اگر نماز
مین کوئی ایسا فعل چھوڑا کہ جس فعل مین کوئی ذکر مقرر ہی تو اُسپر سجدۂ سہو واجب ہوگا اسواسطے کہ کسی فعل مین کوئی ذکر مقرر کیا گیا ہے تو یہ اس
بات کی نشانی ہی کہ وہ فعل فی نفسہ مقصود ہی پس اسکے چھوٹنے سے نماز مین نقصان آجاویگا پس اُسکا
عوض سجدہ سہو سے واجب ہی اور اگر ایسا فعل ہی کہ اسکے واسطے کوئی ذکر مقرر نہین کیا گیا تو اسکے واسطے سہو کا
سجدہ نہین جیسے داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنا اور قومہ جو رکوع اور سجود کے درمیان مین ہے اور اگر نماز
مین بقدر تشہد بیٹھ گیا پھر اسکو یہ شک ہوا کہ تین رکعتین پڑھی ہین یا چار اور اس تامل کیوجہ سے نماز مین دیر
ہوئی پھر یقین ہوا کہ چار رکعتین پڑھی ہین تو نماز اسکی پوری ہی اور سجدہ سہو واجب ہی اور اگر ایک سلام
پھیرنے کے بعد یہ شک ہوا تو سجدہ سہو نہین اور اگر نماز مین حدث ہوا اور وضو کرنے کے لیے گیا اور اسوقت
یہ شک ہوا اور اس فکر کیوجہ سے وضو مین کچھ دیر ہوئی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ اسکے
قنوت ہی اگر قنوت کو چھوڑیگا تو سجدہ سہو لازم ہوگا قنوت کا چھوڑنا اسوقت ثابت ہوتا ہی جب رکوع سے
سر اُٹھا لیا اور اگر وہ تکبیر چھوڑدی جو قرأت سے بعد اور قنوت سے پہلے ہی تو سہو کا سجدہ کرے اسواسطے کہ وہ
بمنزلہ عید کی تکبیرون کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے عیدین کی تکبیرین ہین بدائع مین ہی کہ اگر تکبیرین
کو چھوڑ دیا یا کم کیا یا زیادہ کیا یا انکو دوسری جگہ ادا کیا تو سہو کا سجدہ واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے
کمی اور زیادتی تھوڑی اور بہت برابر ہی حسن نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہی کہ اگر امام عید کی نماز مین ایک
تکبیر بھی بھولا تو سہو کا سجدہ کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی کشف الاسرار مین ہی کہ اگر امام تکبیرین بھول گیا اور اُسنے
رکوع کردیا تو پھر قیام کی طرف لوٹے بخلاف اُسکے مسبوق نے جو امام کو رکوع مین پایا تو وہ تکبیرین رکوع
مین کہہ لے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر عید کی نماز مین دوسرے رکوع کی تکبیر چھوڑی تو سجدہ سہو واجب ہوگا
اسواسطے کہ وہ بھی عید کی تکبیرون کے ساتھ ملکر واجب ہی مگر بخلاف اُسکے پہلے رکوع کی تکبیر واجب نہین
اسواسطے کہ وہ عید کی تکبیرون سے ملحق نہین یہ تبیین مین لکھا ہی سہو جمعہ عیدین اور فرض ونفل مین ایکسا
ہے مگر ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ جمعہ اور عیدین مین سہو کا سجدہ نہ کرے تاکہ لوگ فتنہ مین نہ پڑجاوین یہ مضمرات
مین محیط سے نقل کیا ہی اور منجملہ اُنکے جہر اور آہستہ پڑھنا ہی اگر آہستہ پڑھنے کی جگہ جہر کیا یا جہر کی جگہ آہستہ
پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اسمین اختلاف ہی کہ جہر اور اخفا کسقدر پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا بعضون
نے کہا ہے کہ جسقدر قرأت سے نماز جائز ہوجاتی ہی ان دونون صورتون مین اسقدر کا اعتبار ہی یہی اصح ہے
اور الحمد اور غیر الحمد مین فرق نہین اور اکیلے نماز پڑھنے والے پر جہر یا اخفا سے سہو کا سجدہ واجب نہین ہوتا
اسواسطے کہ وہ دونون جماعت کے خصائص سے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اگر اعوذ یا بسم اللہ یا آمین مین جہر کیا تو
سجدہ سہو واجب نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی **فصل** امام کے سہو سے امام اور مقتدی سب پر سجدۂ سہو واجب

ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور مقتدی کے واسطے یہ شرط نہین کہ امام کے سہو کے وقت بھی نماز مین شریک ہو
پس اگر کوئی شخص امام کے بھولنے کے بعد نماز مین شریک ہوا تو امام کی متابعت سے اُسپر بھی سجدہ سہو واجب ہوگا
اور اگر کوئی شخص ایسے وقت مین شریک ہوا کہ امام ایک سجدہ سہو کا کر چکا ہے تو دوسرے سجدہ مین اسکی
متابعت کرے اور پہلے سجدہ کو قضا نہ کرے اور اگر امام کے ساتھ ایسے وقت مین ملا کہ جب وہ سہو کے
دونون سجدہ کر چکا ہی تو ان دونون کو قضا نہ کرے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ مقتدی کے سہو سے سجدہ واجب
نہین ہوتا اور اگر امام نے سجدہ سہو نہ کیا تو مقتدی پر واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور مسبوق سجدہ سہو مین
امام کی متابعت کرے اسکے بعد اپنی بقیہ نماز کی قضا کرنے پر کھڑا ہو اور پھر اپنی نماز کے آخر مین سجدہ سہو کا
اعادہ نہ کرے لاحق نے جو امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا ہے اسکا اعتبار نہین اور اپنی نماز کے آخر مین اور
سجدہ کرے مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرا رہے اسلیے کہ امام پر شاید سہو ہو یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر مقتدی نے سہو کا سجدہ امام کے ساتھ نہین کیا اور اپنی نماز پڑھنے کو کھڑا ہو گیا
تو سہو کا سجدہ اس سے ساقط نہوگا اور اپنی نماز کے آخر مین سجدہ کرے اور اگر امام نے سلام پھیرا اور مسبوق
کھڑا ہو گیا پھر امام کو یاد آیا کہ اسپر سہو کا سجدہ ہی اور اسنے سہو کا سجدہ کیا تو اگر مسبوق نے ابھی تک
اپنی رکعت کا سجدہ نہین کیا ہی تو اسپر واجب ہے کہ اس رکعت کو چھوڑ دے اور امام کی متابعت کی طرف کو لوٹے
پھر جب امام سلام پھیرے تو کھڑا ہو کر اپنی نماز قضا کرے اور قیام و قرأت اور رکوع جو پہلے کر چکا ہے
اسکا کچھ اعتبار نہوگا اور اگر امام کی متابعت کی طرف کو نہ لوٹا اور اسیطرح اپنی نماز پڑھتا رہا تو اسکی نماز
جائز ہو جاویگی اور بحکم استحسان کے آخر مین سجدہ سہو کا کرلے اور اگر امام نے اُسوقت سجدہ کیا جب
مسبوق اپنی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تو امام کی متابعت کیطرف کو نہ لوٹے اور اگر امام کی متابعت کی
تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر امام نے خوف کی نماز مین سہو کا سجدہ کیا اور دوسرے
گروہ نے امام کی متابعت کی تو پہلے گروہ کے لوگ جب اپنی نماز تمام کر چکین اُسوقت سہو کا سجدہ کرین
یہ بحر الرائق مین لکھا ہی لاحق کو جو اپنی نماز قضا کرنے مین سہو ہو تو اُسکا سجدہ نہ کرے اور مسبوق کو جو
اپنی نماز ادا کرنے مین سہو ہو تو اُسکا سجدہ سہو واجب ہوگا اگر امام نے سجدہ سہو کا کیا اور مسبوق نے
اُسکے ساتھ سجدہ نہ کیا اور اُسکو اپنی نماز کے ادا کرنے مین بھی سہو ہوا تو دو سجدے اُسکو دونون سہو دن سے
کافی ہین مقیم اگر مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو اُسکو سہو کے سجدہ مین حکم مسبوق کا ہی امام کو سہو ہوا پھر اُسکو حدث
ہو گیا اور اُسنے ایک مسبوق کو مقدم کر دیا تو مسبوق اس نماز کو تمام کرے مگر سلام نہ پھیرے اور کسی اور
ایسے شخص کو بڑھا دے جو اول سے نماز مین شریک ہے وہ شخص سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ کرے اور مسبوق
اُسکے ساتھ سجدہ کرے اور اگر انمین کوئی ایسا شخص نہین جسے اول سے نماز ملی ہو تو سب لوگ اپنی باقی
نمازون کے قضا کرنے کے واسطے کھڑے ہو جاوین اور ہر شخص اپنی نماز کے آخر مین سہو کا سجدہ کرے

یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کسی شخص نے ظہر کی پانچ رکعتین پڑھین اور چوتھی رکعت مین بقدر تشہد قعدہ کر لیا تھا تو اگر اُسکو پانچوین رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ گیا کہ وہ پانچوین رکعت مین ہی تو قعدہ کی طرف کو عود کرے اور سلام پھیرے یہ محیط مین لکھا ہے اور سہو کا سجدہ کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر اسوقت یاد آیا کہ جب پانچوین رکعت کا سجدہ کر چکا ہی تو قعدہ کیطرف کو عود نہ کرے اور سلام نہ پھیرے بلکہ ایک رکعت اور پڑھکر دوگانہ پورا کرے پھر تشہد پڑھکر سلام پھیرے یہ محیط مین لکھا ہی اور بحکم استحسان سہو کا سجدہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے یہ محیط مین لکھا ہی اور وہ دونون رکعتین نفل ہونگی اور صحیح قول کے بموجب ظہر کی سنتون کے قائم مقام نہین ہوسکتین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی فقہا نے یہ کہا ہی کہ عصر کی نماز مین چھٹی رکعت نہ ملاوے اور بعضون نے کہا ہی ملالے اور یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور اسی پر اعتماد ہی اسواسطے کہ نفل عصر کے بعد اپنے اختیار سے پڑھے تو مکروہ ہی اور جب اختیار سے نہو تو مکروہ نہین یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے اور فجر کی نماز مین اگر دوسری رکعت مین بقدر تشہد قعدہ کیا اور پھر تیسری رکعت کو کھڑا ہو گیا اور اسکا سجدہ کر لیا تو چوتھی رکعت اسمین نہ ملائے یہ تبیین مین لکھا ہی اور تجنیس مین تصریح کی ہے کہ فتوے ہشام کا اس روایت پر ہی کہ ایک رکعت اور ملانے مین صبح اور عصر مین کچھ فرق نہین اور صبح اور عصر مین بھی رکعت ملانا مکروہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر فجر کی نماز مین دو رکعتون کے بعد بقدر تشہد قعدہ نہین کیا تھا تو فرض اسکے باطل ہو گئے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتون سے زیادہ نفل پڑھنا مکروہ ہی بخلاف اُسکے اگر عصر کی نماز مین چوتھی رکعت پر قعدہ نہ کیا اور پانچوین رکعت کو کھڑا ہو گیا اور اُسکا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت ملالے اسواسطے کہ عصر سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ نہین ہی اور اگر عصر کی نماز مین چوتھی رکعت مین نہین بیٹھا اور پانچوین رکعت کو کھڑا ہو گیا اور ابھی سجدہ نہین کیا تو قعدہ کیطرف کو عود کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور خلاصہ خانیہ مین ہی کہ تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر ظہر کی نماز مین چوتھی رکعت مین قعدہ نہین کیا اور پانچوین رکعت کو کھڑا ہو گیا اور پانچوین رکعت کا سجدہ کر لیا تو ہمارے نزدیک اسکی ظہر فاسد ہو گئی یہ محیط مین لکھا ہی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک فرض اُسکے نفل سے بدل گئے اور چھٹی رکعت اور ملالے اور اگر نہ ملائے تو اُسپر کچھ واجب نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی پھر امام ابویوسف رح اور امام محمد رح مین یہ اختلاف ہی کہ اُسکی نماز کس وقت فاسد ہوتی ہی امام ابویوسف رح کا یہ قول ہے کہ جسوقت اُسنے سجدہ کے واسطے سر رکھا اسی وقت نماز اُسکی فاسد ہو گئی اور امام محمد رح کا یہ قول ہے کہ جب سجدہ سے سر اُٹھاویگا اسوقت فاسد ہوگی وجہ اسکی یہ ہی کہ امام ابویوسف رح کے نزدیک سر زمین پر رکھتے ہی سجدہ کا فرض ادا ہو جاتا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک سر رکھکر پھر اُٹھانے سے سجدہ کا فرض ادا ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی فخر الاسلام نے جامع صغیر مین لکھا ہے

کہ فتوے کے واسطے قول امام محمد رح کا مختار ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور فائدہ اختلاف کا اس صورت مین ظاہر
ہوتا ہی کہ اگر سجدہ مین حدث ہوا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اس نماز کی درستی ممکن نہین اور امام محمد رح کے
نزدیک ممکن ہی کہ جاوے اور وضو کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور قعدہ کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے یہ فتح القدیر مین
لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ وہ سہو کا سجدہ نہ کرے یہ نہایہ مین لکھا ہی اگر کسی شخص پر سجدہ سہو کا واجب ہی تو اگر وہ
نماز کے قطع کرنے کے واسطے سلام پھیرے تو وہ سلام کے بعد بھی داخل صلوٰۃ رہتا ہی اگر اسوقت سہو کا سجدہ
کرے اور اگر سجدہ نہ کرے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نماز مین داخل نہین اور یہی اصح ہی
اور امام محمد رح اور زفر رح کے نزدیک وہ داخل صلوٰۃ ہی اگرچہ وہ سہو کا سجدہ نہ کرے پس بعد سلام کے اگر
کسی شخص نے اُسکے ساتھ اقتدا کیا تو امام محمد رح کے نزدیک ہر صورت مین صحیح ہی اور امام ابو حنیفہ رح اور امام
ابو یوسف رح کے نزدیک وہ سجدہ سہو کا کرے تو صحیح ہی ورنہ صحیح نہین اور اگر اسوقت قہقہہ مارا تو امام محمد رح کے
نزدیک وضو ٹوٹ جائیگا اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک وضو نہ ٹوٹیگا اور نماز اُسکی
بالاجماع پوری ہوگئی اور سجدہ سہو اُس سے ساقط ہوگیا اور اگر اسوقت مسافر نے اقامت کی نیت کر لی تو
امام محمد رح کے نزدیک اب اُسکے فرض چار رکعت ہوجائینگے اور نماز کے آخر مین سہو کا سجدہ کرے اور امام
ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک فرض اسکے چار نہونگے اور سجدہ سہو اس سے ساقط ہوجائیگا کیونکہ
اُسکا ایجاب موجب ابطال ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو ابو المکارم کی تصنیف ہی کسی شخص نے دو رکعت
نفل پڑھی اور انمین سہو ہوا اور سہو کا سجدہ کیا اسکے بعد اور نماز اُسپر بنا نہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر
نماز بنا کر لی تو صحیح ہوجائیگی اسلیے کہ تحریمہ باقی ہی اور مختار یہ ہی کہ سجدہ سہو کا اعادہ کرے اگر مسافر نے
سجدہ سہو کے بعد اقامت کی نیت کی تو اب چار رکعتین اُسپر لازم ہوجائینگی سجدہ سہو کا اعادہ کرے یہ تبیین
مین لکھا ہی کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھی اور اسمین سہو ہوا اور اُسی نماز مین آیت سجدہ پڑھی تھی اُسکا سجدہ
بھی نہین کیا اور ایک رکعت کا ایک سجدہ چھوڑ دیا پھر سلام پھیر دیا تو اس مسئلہ مین چار صورتین ہین یا تو
سب فعل بھولے سے کیے یا سب عمداً کیے یا تلاوت کا سجدہ بھول کر چھوڑا اور نماز کا سجدہ جانکر چھوڑا یا نماز کا
سجدہ بھول کر چھوڑا اور تلاوت کا جانکر چھوڑا پہلی صورت مین بالاتفاق اسکی نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ یہ سلام
سہواً ہی اور سہو سے سلام ہونے مین نماز کے اندر تحریمہ سے خارج نہین ہوتا اور دوسری اور تیسری صورت
مین نماز اُسکی بالاتفاق فاسد ہوجاویگی اسلیے کہ عمداً سلام پھیرنے سے تحریمہ سے خارج ہوجاتا ہی اور چوتھی صورت
مین ظاہر روایت کے بموجب نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر سہو کے سجدہ مین سہو ہوا تو سجدہ
سہو واجب نہوگا اسلیے کہ یہ سلسلہ کبھی ختم نہوگا یہ تہذیب مین لکھا ہی اگر سجدہ سہو مین سہو ہوا تو گمان غالب
پر عمل کرے اور اگر نماز مین بہت بار سہو ہوا تو دو سجدہ کافی ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر رات مین نفل نماز کی
امامت کی تو اگر جانکر قرأت آہستہ پڑھی تو بُرا کیا اور جو بھولے سے پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ

فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی تتمیہ مین ہی کہ اگر تراویح اور وتر مین امام نے جہر نہ کیا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا یہ تاتارخانیہ
مین لکھا ہی اگر امام کو سہو ہوا پھر حدث ہوا اور اُسنے کسی شخص کو خلیفہ کر دیا تو خلیفہ سلام کے بعد سہو کا سجدہ کرے
اور اگر خلیفہ کو اپنی نماز مین بھی سہو ہوا تو دو سجدہ سہو کے امام اور خلیفہ دونون کے سہو کو کافی ہین جیسے کہ امام
کو دو مرتبہ کے سہو مین ہوتے ہین اور اگر پہلے امام کو سہو نہین ہوا تھا خلیفہ کو ہوا تو خلیفہ کے سہو سے پہلے امام
پر بھی سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر پہلے امام کو خلیفہ کرنے کے بعد سہو ہوا تو اس سے کچھ واجب نہین ہوتا یہ ذخیرہ
مین لکھا ہی اور اصل مین ہی کہ چوتھی رکعت مین بقدر تشہد قعدہ کر کے بھولے سے سلام پھیر دیا اور تشہد نہین پڑھا
تو اُسپر سہو واجب ہی کہ تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے اور پھر سہو کا سجدہ کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے یہ
محیط مین لکھا ہی اور اسی سے ملتے ہوے ہین نماز مین شک پڑ جانے کے مسئلے جس شخص کو نماز مین
شک ہوا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ تین رکعتین پڑھی ہین یا چار اور ایسا اتفاق اول ہی بار ہوا تھا تو از سر نو نماز پڑھے
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی پھر از سر نو نماز پڑھنا اس صورت مین ہو سکتا ہی کہ پہلی نماز سے خارج ہوا اور یہ
سلام سے ہوگا یا کلام سے یا کسی اور عمل سے جو نماز کے منافی ہین بیٹھکر سلام پھیرنا اولے ہی اور فقط نیت
کر لینے کا کوئی فائدہ نہین کیونکہ اس سے نماز سے خارج نہین ہوتا یہ تبیین مین لکھا ہی مشائخ کا اس بات مین اختلاف
ہے کہ اول بار شک ہونے کے کیا معنے ہین بعض فقہا نے کہا ہی کہ بھولنا اُسکی عادت نہو یہ معنے نہین کہ کبھی
اپنی عمر مین سہو نہوا ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکے معنے یہ ہین کہ اُس نماز مین وہ پہلا سہو واقع ہوا ہی اور پہلا
قول ٹھیک ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اکثر شک ہوتا ہی تو ظن غالب پر عمل کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر
فکر کے بعد بھی کوئی جانب اُسکی اُسکے نزدیک غالب نہین ہوتی تو کمی کی جانب کو مقرر کرے مثلاً اگر اُسکو یہ
شک ہو کہ پہلی رکعت ہی یا دوسری تو پہلی رکعت مقرر کرے اور اگر یہ شک ہو کہ دوسری ہی یا تیسری تو دوسری
مقرر کرے اور اگر یہ شک ہو کہ تیسری رکعت ہی یا چوتھی تو تیسری مقرر کرے لیکن جہان جہان قعدہ کا شک ہے اُن سب
جگہ قعدہ کرے خواہ وہ فرض ہو یا واجب تاکہ قعدہ کا فرض و واجب ترک نہو اگر چار رکعتون کی نماز مین
شک ہوا کہ پہلی رکعت مین ہی یا دوسری مین تو اُسکو پہلی رکعت مقرر کرے اور اُسمین قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور
ایک رکعت پڑھے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت اور پڑھے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک
رکعت پڑھے کل چار قعدہ کرے تیسرا اور چوتھا قعدہ فرض ہی اور باقی واجب یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر
کسی شخص کو تشہد سے فارغ ہونے کے بعد سلام سے پہلے یا سلام سے بعد شک ہوا تو جواز کا حکم دیا جائیگا اور
شک کا اعتبار نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی کسی شخص کو شک ہوا کہ نماز پڑھی ہی یا نہین تو اگر وقت باقی ہی تو اُسپر
نماز کا اعادہ واجب ہی اور اگر وقت نکل گیا تو پھر کچھ واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی اگر فجر کی نماز مین قیام کی
حالت مین یہ شک ہوا کہ تیسری رکعت ہی یا پہلی تو رکعت پوری نہ کرے بلکہ بقدر تشہد قعدہ کرے اور قیام کو چھوڑ دے
پھر قیام کرکے دو رکعتین پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد اور سورۃ پڑھے پھر تشہد پڑھے پھر سہو کے دونون سجدے

کرے اور اگر سجدہ کے اندر شک ہوا پس اگر یہ شک ہوا کہ پہلی رکعت ہی یا دوسری تو اسیطرح نماز پڑھتا رہے خواہ پہلے سجدہ مین شک ہو خواہ دوسرے مین اسلیے کہ اگر پہلی رکعت ہی تب تو اسیطرح پڑھتا رہنا واجب ہی اور اگر دوسری رکعت ہی تو بھی اُسکی تکمیل واجب ہی اور جب دوسرے سجدہ سے سر اُٹھانے تو بقدر تشہد قعدہ کرے پھر کھڑا ہوکر ایک رکعت اور پڑھے اگر فجر کی نماز کے سجدہ مین شک ہوا کہ اسنے دو رکعتین پڑھی ہین یا تین تو اگر پہلے سجدہ مین ہی تو اُسکو نماز کا درست کر لینا ممکن ہی اسلیے کہ اسنے دو رکعتین پڑھی ہین تو یہ دوسری رکعت ہی اسکا تمام کرنا اسپر واجب ہے پس نماز جائز ہوگی اور اگر تیسری رکعت ہے تو بھی امام محمدؒ کے نزدیک اُسکی نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ جب اُسکو پہلے سجدہ مین یاد آگیا تو وہ سجدہ کالعدم ہوگیا جیسے کہ پانچوین رکعت کے پہلے سجدہ مین حدث ہونے سے کالعدم ہوجاتا تھا اور یہ مسئلہ مسئلہ زہ[1] کہلاتا ہی اور اگر یہ شک دوسرے سجدہ مین ہوا تو نماز اُسکی فاسد ہوگئی اگر فجر کی نماز مین یہ شک ہوا کہ دوسری رکعت ہی یا تیسری پس اگر کسی صورت پر گمان غالب نہین ہی تو اگر قیام مین ہی تو فوراً بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور قعدہ کرے اور اگر قعدہ مین ہی اور یہی شک ہوا تو گمان غالب کرے تو اگر گمان غالب اُسکا یہ ہی کہ وہ دوسری رکعت ہی تو اسیطرح نماز پڑھے اور اگر یہ گمان غالب ہوا کہ وہ تیسری رکعت ہی تو اپنے قعدہ کو سوچے اگر اُسکو گمان غالب یہ ہو کہ دو رکعتون کے بعد قعدہ نہین کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر کسی طرف گمان غالب نہوا تو بھی نماز فاسد ہوگی اور اسیطرح اگر چار رکعتون کی نماز مین یہ شک ہوا کہ وہ چوتھی یا پانچوین ہی تب بھی یہی حکم ہی اور اگر یہ شک ہوا کہ تیسری یا پانچوین ہی تو اسیطرح عمل کرے جیسے ہم فجر کی نماز کی بابت ذکر کر چکے ہین یعنے قعدہ کیطرف عود کرے پھر ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور قعدہ کرے اور سہو کا سجدہ کر لے اگر وتر کی نماز مین حالت قیام مین یہ شک ہوا کہ وہ دوسری رکعت ہی یا تیسری تو اس رکعت کو قنوت پڑھکر تمام کرے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہوکر ایک رکعت اور پڑھے اور اسمین بھی قنوت پڑھے یہی مختار ہی یہانتک عبارت خلاصہ کی تھی اور اُسکا سمجھ لینا بھی ضرور ہے کہ شک کی سب صورتون مین سہو کا سجدہ واجب ہوتا ہی خواہ گمان [illegible] پر عمل کرے خواہ کمی کی جانب کو اختیار کرے یہ بحر الرائق مین فتح القدیر سے نقل کیا ہی اور اگر نماز مین یہ شک ہو کہ تین رکعتین پڑھی ہین یا چار اور اسمین بہت دیر تک فکر کرتا رہا پھر یقین ہوگیا کہ اسنے تین رکعتین پڑھی ہین پس اگر اس تفکر کیوجہ سے کسی رکن کے ادا کرنے مین یہ نقصان ہوا کہ نماز پڑھتا رہا اور فکر کرتا رہا تو اسپر سجدہ سہو واجب نہوگا اور اگر اسکا تفکر بہت دیر تک رہا یہانتک کہ ایک رکعت مین یا سجدہ مین خلل پڑا یا رکوع و سجدہ مین تھا اور دیر تک اسمین سوچتا رہا اسکے تفکر کیوجہ سے اُسکے حال مین تغیر ہوا تو بحکم استحسان سجدۂ سہو واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر نماز مین اُسکو یہ گمان غالب ہوا کہ اُسکو حدث ہوا ہی یا اُسنے مسح نہین کیا تھا پھر اُسکا یقین ہوا اور کچھ شک نہ ہوا اسکے بعد پھر اُسکو یہ یقین ہوا کہ

[1] مسئلہ زہ - یہ لفظ بطور طعنہ کے (کیا خوب) بولتے ہین - ابو یوسفؒ نے جب امام محمدؒ کا قول سنا تو کہا کہ کیا خوب جو نماز فاسد ہوئی اُسکو گوز نے درست کر دیا ہی یعنے یہ محل عجب ہے ۱۲

اُسکو حدث نہین ہوا یا بیشک اُسنے مسح کر لیا ہی تو ابو بکر نے کہا ہی کہ اسنے حدث یا مسح نہ کرنے کی یقین کی حالت مین کوئی رکن ادا کر لیا تھا تو پھر از سر نو نماز پڑھے ورنہ وہی نماز پڑھتا رہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر جانتا ہی کہ ایک رکن ادا ہو چکا پھر یہ شک ہوا کہ اسنے شروع کی تکبیر کہی تھی یا نہ کہی تھی یا یہ شک ہوا کہ حدث ہوا ہی یا نہین یا یہ شک ہوا کہ کپڑے کو نجاست لگی ہی یا نہین یا یہ شک ہوا کہ سر کا مسح کیا ہی یا نہین تو اگر یہ شک اول ہی بار ہوا ہی تو از سر نو نماز پڑھے ورنہ نماز پڑھتا رہے اور اسپر وضو کرنا یا کپڑا دھونا واجب نہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی فتاوے عتابیہ مین ہی کہ اگر نماز کے اندر یہ شک ہوا کہ مسافر ہی یا مقیم ہی تو چار رکعتین پڑھے اور احتیاطاً دوسری رکعت مین قعدہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی کوئی شخص امامت کرتا تھا اور جب دو رکعتین پڑھ چکا اور دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا پھر اُسکو شک ہوا کہ پہلی رکعت ہی یا دوسری یا چوتھی یا تیسری تو اپنے مقتدیون کی طرف لحاظ کرے اگر وہ کھڑے ہو جائین تو کھڑا ہو جاوے اور وہ بیٹھ جائین تو بیٹھ جاوے اسپر اعتماد کرنے مین کچھ مضائقہ نہین اور اسپر سہو نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر امام کو شک ہوا اور دو معتبر شخصون نے اُسکو خبر دی تو انکا قول اختیار کرے کوئی تنہا نماز پڑھتا تھا یا امام تھا اور جب اُسنے سلام پھیرا تو ایک معتبر شخص نے خبر دی کہ تو نے ظہر کی تین رکعتین پڑھی ہین تو فقہا نے کہا کہ اگر نماز پڑھنے والے نے اپنی رائے مین چار رکعتین پڑھی ہین تو اُس خبر دینے والے کے قول کا کچھ اعتبار نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور ظہیریہ مین ہی کہ امام محمد بن حسن نے کہا ہی کہ مین ایک معتبر شخص کے خبر دینے سے ہر صورت مین نماز کا اعادہ کر لیتا ہون یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر نماز پڑھنے والے کو خبر دینے مین شک ہوا کہ وہ سچا ہی یا جھوٹا تو امام محمد سے روایت ہے کہ وہ احتیاطاً نماز کا اعادہ کرے اور اگر دو معتبر شخصون کے قول مین شک کیا تو بھی نماز کا اعادہ کرے اور اگر خبر دینے والا معتبر نہین تو اُسکے قول پر اعتبار نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہے

تیرھوان باب سجدہ تلاوت کے بیان مین

قرآن مین تلاوت کے چودہ سجدہ ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی ۱۔ سورۂ اعراف کے آخر مین اس آیت پر ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ ولہ یسجدون ۲۔ سورۂ رعد مین اس آیت پر وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرہا وظلالہم بالغدو والآصال ۳۔ اور سورہ نحل مین اس آیت پر وللہ یسجد ما فی السموات وما فی الارض من دابۃ والملائکۃ وہم لا یستکبرون ۴۔ اور سورۂ بنی اسرائیل مین اس آیت پر ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیہم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ۵۔ اور سورۂ مریم مین اس آیت پر اذا تتلی علیہم آیات الرحمن خروا سجدا وبکیا ۶۔ سورۂ حج مین اس آیت پر الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب ومن یہن اللہ فما لہ من مکرم ان اللہ یفعل ما یشاء ۷۔ سورۂ فرقان مین اس آیت پر واذا قیل لہم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادہم نفورا ۸۔ سورۂ نمل مین اس آیت پر ویعلم ما تخفون وما تعلنون ۹۔ سورۂ الم تنزیل مین اس آیت پر انما یومن بآیاتنا الذین اذا ذکروا بہا خروا سجدا

وسبحوا بحمد ربہم وہم لایستکبرون ۱۰ - ص میں اس آیت پر فاستغفر ربہ وخر راکعا وانا ب ۱۱ - سورہ حٰم میں لا یسأمون کے لفظ پر ۱۲ سورہ والنجم میں فاسجدوا للہ واعبدوا کے لفظ پر ۱۳ سورہ اذا السماء انشقت میں اس آیت پر فما لہم لا یؤمنون واذا قرئ علیہم القرآن لایسجدون ۱۴ سورۂ اقرأ میں اس آیت پر واسجد واقترب یہ عینی میں لکھا ہے ان مقاموں پر پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہے خواہ قرآن سننے کا قصد کرے یا نہ کرے یہ ہدایہ میں لکھا ہے اگر کسی نے سجدہ کی آیت پڑھی تو اسپر صرف ہونٹوں کے ہلانے سے سجدہ واجب نہو گا اور اسیوقت واجب ہوگا جب وہ صحیح حروف نکالے اور اُس سے ایک آواز پیدا ہو کہ جسکو مرد خود سن لے یا اور کوئی شخص جو اُسکے مُنہ کے پاس کان لگاوے وہ سن لے یہ فتاویٰ قاضیخان میں لکھا ہے اگر سجدہ کی آیت پڑھی اور اُسکے آخر کا حرف نہ پڑھا تو سجدہ نہ کرے اور اگر صرف وہی حرف پڑھا جسپر سجدہ ہوتا ہے تو بھی سجدہ نہ کرے لیکن آدھی سے زیادہ آیت سجدہ کی حرف سجدہ کے ساتھ پڑھ لے تو سجدہ واجب ہوگا اور مختصر البحر میں ہے کہ اگر واسجد پڑھا اور خاموش ہوگیا اور واقترب نہ پڑھا تو سجدہ واجب ہوگا یہ تبیین میں لکھا ہے کسی شخص نے پوری آیت سجدہ کی ایک جماعت سے اسطرح سُنی کہ ایک ایک شخص سے ایک ایک حرف سُنا تو اُسپر سجدہ تلاوت واجب نہو گا اسلیے کہ اُسنے کسی تلاوت کرنے والے سے نہیں سُنا یہ فتاوےٰ قاضیخان میں لکھا ہے اور سجدہ کے واجب ہونے میں اصل یہ ہے کہ جس شخص میں نماز واجب ہونے کی اہلیت ہو خواہ بطور ادا کے خواہ بطور قضا کے اسمین اہلیت سجدہ تلاوت کے واجب ہونے کی بھی ہے ورنہ نہیں یہ خلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر تلاوت کرنیوالا کافر ہو یا مجنون یا طفل یا ایسی عورت جو حیض یا نفاس میں ہے یا اُسنے دس دن سے کم حیض یا چالیس دن سے کم نفاس سے طاہر ہو کر تلاوت کی تو سجدہ تلاوت لازم نہو گا ایسے ہی سننے والے پر بھی لازم نہو گا اور اگر اُنسے کوئی مسلمان عاقل بالغ سُنے تو اُسپر سجدہ واجب ہوا اور اگر بے وضو یا جنب سجدہ کی آیتیں پڑھیں یا سُنیں تو اُنپر بھی سجدہ واجب ہوگا اور مریض کا بھی یہی حکم ہے اگر کسی جانور سے آیت سجدہ سُنی تو سجدہ واجب نہو گا یہی مختار ہے اور اگر سوتے ہوے سے سنی تو صحیح یہ ہے کہ سجدہ واجب ہوگا اگر کسی نے گنبد کے اندر چلا کے آیت سجدہ پڑھی اور وہاں سے وہ آواز گونج کر لوٹی اور وہ آواز کسی نے سُنی تو اُسپر سجدہ واجب نہو گا یہ خلاصہ میں لکھا ہے جو شخص سو یا تھا اور اُسے خبر دیجاوے کہ اُسنے سوتے میں آیت سجدہ پڑھی تھی تو اُسپر سجدہ واجب ہوگا اور نصاب میں ہے کہ یہی اصح ہے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اور اگر نشہ کی حالت میں کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو اُسپر اور اُسکے سننے والوں پر سجدہ واجب ہوگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے عورت نے اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہیں کیا تھا کہ اُسکو حیض ہوگیا تو وہ سجدہ اُس سے ساقط ہوگیا یہ محیط میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے نفل کی نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور اُسکا سجدہ کر لیا پھر اُسکی نماز فاسد ہوگئی اور اُسکی قضا واجب ہوئی تو سجدہ کا اعادہ لازم نہو گا اسیطرح اگر کسی مسلمان نے آیت سجدہ پڑھی پھر معاذ اللہ وہ مرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوا تو اُسپر وہ سجدہ واجب نہو گا قرآن کے لکھنے سے

سجدہ واجب نہین ہوتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر سجدہ کی آیت فارسی مین پڑھی تو پڑھنے والے پراور
سننے والے پر سجدہ واجب ہوگا خواہ سننے والا سمجھے یا نہ سمجھے یہ حکم اسوقت ہی کہ جب سننے والے کو خبر دیجاے
کہ سجدہ کی آیت پڑھی ہی اور صاحبین کے نزدیک اگر سننے والا جانتا ہی کہ وہ قرآن پڑھتا ہی تو سجدہ لازم
ہوگا ورنہ لازم نہ ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ بالاجماع واجب ہوگا یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
اگر عربی مین قرآن پڑھا تو ہر صورت مین سجدہ لازم ہوگا لیکن جبتک معلوم نہین ہی اسوقت تک تاخیر کرنے مین معذور
ہوگا اور اگر بہرے نے آیت سجدہ کی پڑھی اور خود اسکو نہ سُنا تو اسپر سجدہ واجب ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر ہجے
کرکے آیت سجدہ کی پڑھی تو سجدہ واجب نہوگا یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر امام سجدہ کی آیت پڑھے تو سجدہ کرے اور
مقتدی بھی اُسکے ساتھ سجدہ کرین خواہ سُنین یا نہ سُنین خواہ جہر کی نماز مین ہو خواہ آہستہ کی نماز مین ہو مگر مستحب
یہ ہی کہ آہستہ پڑھنے کی نماز مین سجدہ کی آیت نہ پڑھے اگر امام سے کسی اجنبی شخص نے آیت سجدہ سُنی جو اُسکے ساتھ
نماز مین نہین ہی اور بعد کو بھی نہین داخل ہوا اُسپر بھی سجدہ لازم ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ ہدایہ
مین لکھا ہی کسی شخص نے ایک امام سے آیت سجدہ سُنی اور اُسکے سجدہ کرنے سے پہلے اُسکے ساتھ نماز مین شریک
ہوگیا تو اُسکے ساتھ سجدہ کرے اور اگر اسکے کرنے کے بعد نماز مین داخل ہوا تو سجدہ نہ کرے اور یہ حکم اُسوقت ہی
کہ جب اُسی رکعت کے آخر مین شامل ہوجاوے لیکن اگر دوسری رکعت مین شامل ہوا تو نماز سے فارغ ہوکر
سجدہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی نہایہ مین لکھا ہی اگر کسی مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو امام پر اور مقتدیون پر
سجدہ واجب نہوگا نہ نماز مین نہ بعد نماز کے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر نماز پڑھنے والے نے کسی غیر شخص سے
آیت سجدہ کی سُنی جو اُسکے ساتھ نماز مین شریک نہین ہی تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرے اور اگر
نماز کے اندر سجدہ کیا تو کافی نہوگا اور نماز اُسکی فاسد نہوگی یہ تہذیب مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی یہ حکم
اُسوقت ہی کہ جب خود نماز پڑھنے والے نے جو آیت سجدہ غیر شخص سے سُنی اور خود مقتدی نہو اس آیت کو پہلے
نہ پڑھ لیا ہو اور اگر پہلے خود بھی اس آیت کو پڑھ چکا ہی پھر سنا پھر سجدہ کیا تو ظاہر روایت کے بموجب دوسرا سجدہ
نہ کرے اور اگر اول سُن چکا ہی پھر خود اُسکی تلاوت کی تو اسمین دو روایتین ہین سراج الوہاج مین اسپر یقین کیا ہی
کہ دوسرا سجدہ نہ کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اگر سجدہ کی آیت نماز کے اندر پڑھی تو اگر وہ سورۃ کے بیچ مین
ہے تو افضل یہ ہی کہ سجدہ کرے پھر کھڑا ہو اور سورۃ ختم کرے اور رکوع کرے اور اگر سجدہ نہ کیا اور رکوع کیا
اور اُسی رکوع مین نیت سجدہ تلاوت کی کرلی تو از روے قیاس جائز ہی اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہین اگر رکوع و
سجدہ نہ کیا اور سورۃ تمام کرنے کے بعد رکوع کیا اور نیت سجدہ کی کی تو کافی نہین اور اس رکوع سے سجدۂ تلاوت
ساقط نہوگا اور جبتک وہ نماز مین ہی اُس سجدہ کا ادا کرنا اُسپر واجب ہوگا شیخ امام خواہرزادہ نے کہا ہی کہ اگر
آیت سجدہ کے بعد تین آیتین پڑھ لین تو فورًا سجدہ کرنے کا حکم جاتا رہا اور رکوع قائم مقام سجدہ کا نہین ہوسکتا
اور شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ جبتک تین آیتون سے زیادہ نہ پڑھے یہ حکم منقطع نہین ہوتا یہ فتاوے قاضیخان

مین لکھا ہی اور اگر آیت سجدہ آخر سورۃ مین ہو تو افضل یہ ہی کہ اسکے عوض مین رکوع کرے اور اگر سجدہ کیا اور رکوع
نہ کیا تو ضرور ہی سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد تھوڑی سورۃ اور پڑھے اور اگر سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد
کچھ اور نہ پڑھا اور رکوع کر دیا تو جائز ہی اور اگر رکوع نہ کیا اور سجدہ بھی نہ کیا اور نماز مین آگے کو چل دیا تو پھر
رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا نہوگا اور جبتک نماز مین ہی سجدہ ادا کرنا اُسپر واجب ہوگا اور اگر سجدہ آخر سورۃ
مین ہو اور بعد اُسکے دو یا تین آیتین ہون تو اُسکو اختیار ہی اسکا رکوع کرلے اور چاہے سجدہ کرے اور
اگر اسکا رکوع کرے تو اگر سورۃ ختم کرکے رکوع کرے تو جائز ہی اور اگر اسکا سجدہ کیا تو پھر کھڑا ہو کر سورۃ
ختم کرے اور رکوع کرے اور اگر اسکے ساتھ مین دوسری سورۃ بھی ملاوے تو افضل ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی
اور اگر فوراً اسکے واسطے علیحدہ رکوع یا سجدہ کیا تو پھر کھڑا ہووے اور مستحب یہ ہی کہ اسکے بعد بھی رکوع نہ کرے
بلکہ دو یا تین آیتین پڑھکر رکوع کرے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی اور اگر آیت
سجدہ کی نماز مین پڑھی اور یہ ارادہ کیا کہ اسکا رکوع کرے تو رکوع کرتے وقت اُسکی نیت ضرور ہی اور اگر رکوع
کرتے وقت اُسکی نیت نہ کی تو کافی نہین اور اگر رکوع کے اندر نیت کی تو اُسمین مشائخ کا اختلاف ہی بعضون نے
کہا ہی کہ کافی ہی بعضون نے کہا ہی کافی نہین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اظہر یہ ہی کہ کافی نہین یہ شرح ابو المکارم
مین لکھا ہی اور بدائع مین ہی کہ اگر رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد نیت کی تو بالاجماع کافی نہین یہ بحر الرائق مین
لکھا ہی اور اگر امام نے رکوع کے اندر تلاوت کے بعد نیت کی اور مقتدیون نے نیت نہ کی تو وہ اُنکی طرف سے
کافی نہوگا اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کرے اور قعدہ کا اعادہ کرے اور اگر قعدہ چھوڑ دیا تو نماز اُسکی
فاسد ہو جاویگی یہ قنیہ مین لکھا ہی اس امر پر اجماع ہی کہ سجدہ تلاوت کا نماز کے سجدہ سے ادا ہو جاتا ہے اگرچہ
نیت تلاوت کے سجدہ کی نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی نماز پڑھنے والا اگر تلاوت کا سجدہ اُسکے موقع پر بھول گیا
پھر اُسکو رکوع یا سجدہ یا قعدہ مین یاد آیا تو اُسیوقت سجدہ کرلے پھر جس رکن مین تھا اُسی رکن مین آجاوے
اور از روے استحسان یہ حکم ہی کہ اُس رکن کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا تو نماز اُسکی جائز ہوگی یہ ظہیریہ کی
سہو کی فصل مین لکھا ہی امام نے آیت سجدہ کی پڑھی اور جماعت کے کچھ لوگ مسجد کے صحن مین تھے امام نے
سجدۂ تلاوت مین جانے کے واسطے تکبیر کہی اور ان لوگون نے جو صحن مین تھے یہ گمان کیا کہ رکوع کے واسطے
تکبیر کہی ہی پس اُنھون نے رکوع کیا اور جب امام تکبیر کہکر سجدہ سے اُٹھا تو ان لوگون نے یہ گمان کیا کہ امام
رکوع سے اُٹھا پس اُنھون نے بھی رکوع سے تکبیر کہکر رکوع سے سر اُٹھایا اگر پھر اور کچھ زیادتی نہین کی تو نماز
اُنکی فاسد نہوگی نماز پڑھنے والے نے اگر کسی غیر شخص سے آیت سجدہ کی سُنی اور اس تلاوت کرنیوالے کے ساتھ
سجدہ کیا اگر اُسکی متابعت کا ارادہ کیا تو نماز فاسد ہو جاویگی نماز سے باہر مستحب یہ ہی کہ سننے والا تلاوت کرنیوالے کے
ساتھ سجدہ کرے اور اس سے پہلے سر نہ اُٹھاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی مستحب ہے کہ تلاوت کرنیوالا آگے بڑھ جاوے
اور باقی لوگ اُسکے پیچھے صف باندھکر سجدہ کرین ابو بکر نے ذکر کیا ہی کہ اس سجدہ مین عورت مرد کی امام ہو سکتی ہی

یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اُس سجدہ کے لیے تداخل کا بھی حکم ہی پس تلاوت کرنے والا اگر پڑھتا بھی ہی اور سنتا بھی
ہے تو دونون کے عوض ایک ہی سجدہ کافی ہی کئی سجدون کا ایک سجدہ ہونے کے واسطے شرط یہ ہی کہ ایک
ہی آیت اور ایک ہی مجلس ہو پس اگر مجلس مختلف ہوا اور آیت ایک ہو یا مجلس ایک ہوا اور آیتین مختلف ہون
تو کئی سجدون کے بدلے ایک سجدہ کافی نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر سننے والے کی مجلس بدلی پڑھنے والے کی
نہ بدلی تو سننے والے پر مکرر سجدہ واجب ہوگا اور اگر پڑھنے والے کی مجلس بدلی سننے والے کی نہ بدلی تو
پڑھنے والے پر مکرر سجدہ واجب ہوگا سننے والے پر اکثر مشائخ کے قول کے بموجب مکرر سجدہ واجب نہوگا اور
اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ عتابیہ مین لکھا ہی اور بہت دیر تک ایک حالت مین رہنے یا ایک لقمہ کھا لینے
یا ایک مرتبہ پانی پی لینے یا کھڑا ہو جانے یا ایک دو قدم چلنے یا گھر یا مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے
مین جانے سے مجلس ایک ہی رہتی ہی بدلتی نہین لیکن اگر گھر بڑا ہے جیسے بادشاہ کا گھر تو مجلس بدل جاویگی
اور اگر جامع مسجد مین ایک کونے سے دوسرے کونے مین چلا گیا تو مکرر سجدہ واجب نہوگا اور اگر جامع مسجد مین ایک
گھر سے دوسرے گھر مین گیا تو جہانتک مسجد کے امام کے ساتھ اقتدا صحیح ہو سکتا ہی وہان تک ایک ہی مکان سمجھا
جاویگا کشتی کے چلنے سے مجلس قطع نہین ہوتی اور سواری کے جانور کے چلنے سے اگر اسکا سوار نماز مین نہو تو مجلس
قطع ہو جاتی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر تسبیح یا تہلیل یا قرأت مین مشغول ہوا تو مجلس نہین بدلتی
اور اگر آیت سجدہ کی پڑھی پھر جانور پر سوار ہوا پھر اسکے چلنے سے پہلے اُتر آیا تو مجلس قطع نہوگی اور اگر آیت
سجدہ کی پڑھی پھر سجدہ کیا پھر اُسکے بعد بہت سا قرآن پڑھا پھر وہی آیت دوبارہ پڑھی تو دوسرا سجدہ واجب
نہوگا اور اگر آیت سجدہ کی ایک جگہ پڑھی پھر کھڑا ہو کر جانور پر سوار ہوا پھر اُس جانور کے چلنے سے پہلے اُس
آیت کو دوبارہ پڑھا تو اسپر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور وہ سجدہ زمین پر کرے اور اگر جانور چلدیا پھر اُس
آیت کی تلاوت کی تو دو سجدے واجب ہونگے اسیطرح اگر جانور کے اوپر سوار ہو کر آیت سجدہ کی پڑھی
اور اُسکے چلنے سے پہلے اُتر آیا پھر اُسکو دوبارہ پڑھا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور وہ سجدہ زمین پر کرے یہ
جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی مجلس کے بدلنے کا اعتبار ہی اعراض کے بدلنے کا اعتبار نہین یہانتک کہ اگر کسی نے
کہا کہ دوبارہ نہ پڑھونگا پھر اُسی مجلس مین پڑھا تو ایک سجدہ کافی ہوگا اور کپڑے کا تانا کرنے مین اور کسی چیز
کو کود کر پانون سے کوٹنے مین اور زمین کے جوتنے مین سجدہ مکرر واجب ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی اور
ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلے جانے مین بھی اصح یہ ہی کہ سجدہ واجب ہوگا یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر
چلنے مین آیت سجدہ کی پڑھی تو ہر مرتبہ کے پڑھنے مین سجدہ واجب ہوگا اور اسیطرح اگر دریا یا بڑی نہر کے
اندر پانی مین تیرتا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی ایسے حوض یا چشمے مین تیرتا ہو جسکی حد معلوم ہی تو بھی صحیح یہ ہی
کہ سجدہ مکرر ہوگا۔ اگر چکی کے گرد چکی گھر مین آیت سجدہ کی پڑھی تو بھی صحیح یہ ہی کہ سجدہ مکرر ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا
ہے اور اگر عمل کثیر کیا مثلاً بہت سا کھایا یا لیٹ کر سویا یا کچھ بیچا یا کسی طرح کا کچھ اور کام کیا تو از روئے استحسان

دوسرا سجدہ واجب ہوگا اسواسطے کہ ان کاموں سے مجلس کا نام بدل جاتا ہی پس عرف کے موافق سجدہ بھی اُسی کیطرف مضاف ہوگا مجلس بھی بدل جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جو سجدہ نماز مین واجب ہوا ہی وہ نماز سے باہر ادا نہ ہوگا یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور یہی کافی مین لکھا ہی اور اُسکے چھوڑ دینے مین گنہگار ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی یہ حکم اس صورت مین ہی کہ سجدہ سے پہلے نماز کو فاسد نہ کرے اور اگر سجدہ سے پہلے نماز کو فاسد کر دے تو سجدہ کو نماز سے باہر ادا کرے اور اگر سجدہ کے بعد نماز کو فاسد کیا تو دوبارہ سجدہ نہ کرے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور اگر رکوع مین یا سجدہ مین قرآن پڑھا تو تلاوت کا سجدہ لازم نہ ہوگا۔ اور امام رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میرے نزدیک سجدہ واجب ہوگا لیکن رکوع یا سجدہ کے اندر ادا ہوجائیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر سجدہ کی آیت پڑھکر سجدہ کیا پھر اُسی جگہ نماز شروع کر دی اور اسمین بھی وہی آیت پڑھی تو اُسپر دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور اگر پہلا سجدہ نہین کیا تھا تو ایک ہی سجدہ کافی ہی پہلا سجدہ ساقط ہوجائیگا اور اگر ایک رکعت مین آیت سجدہ کی پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اُسی رکعت مین اسکا اعادہ کیا تو دوبارہ سجدہ واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر نماز کی پہلی رکعت مین آیت سجدہ کی پڑھی اور اسکا سجدہ کر لیا اور پھر دوسری اور تیسری رکعت مین اُسکا اعادہ کیا تو اُسکا سجدہ واجب نہین یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر سجدہ کی آیت نماز مین پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر سلام پھیرنے کے بعد اُسی جگہ دوبارہ وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ بموجب ظاہر روایت کے کرے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی جب سلام کے بعد کلام کیا ہو اور اگر نماز مین آیت سجدہ کی پڑھی اور اسکا سجدہ نہ کیا یہانتک کہ سلام پھیر دیا اُسکے بعد پھر وہی سجدہ کی آیت پڑھی تو ایک سجدہ کرے اور پہلا سجدہ اس سے ساقط ہوگیا یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی سجدہ کی آیت کسی رکعت مین پڑھی پھر حدث ہوگیا اور وضو کرنے کو چلا گیا پھر آیا اور کسی غیر سے اُسی سجدہ کی آیت کو سُنا تو اُسپر دو سجدہ واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر آیت سجدہ کی نماز مین پڑھی یا دوسرے سے سُنی اور اُسکا سجدہ کر لیا پھر حدث ہوا اور وضو کر کے اُسپر نماز بنا کی اور پھر اُسی کو کسی اور سے سُنا تو اُسپر دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور نماز سے خارج ہونے کے بعد سجدہ کرے بخلاف اُسکے اگر سجدہ کی آیت نماز کے اندر پڑھی پھر حدث ہوا اور وضو کر کے اُسپر نماز بنا کی اور پھر وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ واجب نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر وقت مباح مین آیت سجدہ کی پڑھی اور وقت مکروہ مین سجدہ کیا تو جائز نہوگا اور اگر وقت مکروہ مین آیت سجدہ کی پڑھی اور انھین وقتون مین سجدہ کیا تو جائز ہوگا اور اگر سواری سے اُتر کر آیت سجدہ کی پڑھی پھر اُسکو خوف پیدا ہوا اسوجہ سے سوار ہوگیا اور اُسیطرح سجدہ کیا تو خوف کی حالت مین جائز ہی امن کی حالت مین جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور تحریمہ کے سوا سجدہ تلاوت کی سب شرطین وہی ہین جو نماز کی شرطین ہین اور فرض اُسکا پیشانی زمین پر رکھنا ہی یا جو اُسکے قائم مقام ہو مثلاً رکوع یا مریض کے واسطے اشارہ یا سفر مین جانور پر سوار ہونا جو سجدہ زمین پر واجب ہوگا وہ جانور پر سوار ہو کر ادا نہوگا اور جو جانور پر سواری مین واجب ہوگا وہ زمین پر ادا ہوجاویگا اور جن چیزون سے نماز فاسد ہوتی ہی انھین چیزون سے یہ سجدہ بھی فاسد ہوجاتا ہی

مثلاً عمداً حدث کرنے سے اور کلام سے اور قہقہہ سے اور اگر یہ چیزین سجدہ کے اندر واقع ہون تو اعادہ سجدہ کا واجب ہوگا
جیسے نماز کے سجدہ کا حکم ہی مگر اتنا فرق ہی کہ اس سجدہ مین قہقہہ سے وضو نہین ٹوٹتا اور عورت کے برابر آجانے سے یہ
سجدہ فاسد نہین ہوتا اگر سجدۂ تلاوت مین سوگیا تو صحیح قول کے بموجب وضو نہ ٹوٹیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور سنت
اسمین اول و آخر تکبیر کہنا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی یہی ظاہر ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جب سجدہ کا ارادہ کرے
تو اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ اُٹھاوے اور سجدہ کرے پھر اللہ اکبر کہے اور سر اُٹھاوے تشہد او سلام واجب نہین
یہ ہدایہ مین لکھا ہی سجدہ مین تین بار سبحان ربی الاعلےٰ پڑھے تین بار سے کم نہ کرے جسطرح فرض مین اس سے
کمی نہین کیجاتی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر سجدہ مین کچھ نہ پڑھا تو بھی
جائز ہی جیسے کہ فرض نماز کے سجدہ مین جائز ہوتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اللہ اکبر بلند آواز سے کہے اور مستحب
یہ ہی کہ جب سجدۂ تلاوت کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو جاوے اور پھر سجدہ کرے اور سجدہ کرنے کے بعد پھر کھڑا ہو جاوے
پھر بیٹھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی پھر جب سجدہ کا ارادہ کرے تو اسکی نیت دل سے کرے اور زبان سے کہے کہ اللہ کے
واسطے سجدہ تلاوت کرتا ہون اللہ اکبر یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور غیاثیہ مین ہی کہ ادا کرنا اُسکا فی الفور واجب
نہین پس اگر اُسکو کسی وقت مین ادا کریگا تو ادا ہی قضا نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی یہ حکم اُس سجدہ کا ہی جو نماز مین
واجب نہوا ہوا اور جو سجدہ نماز مین واجب ہوا ہو اسمین اگر تاخیر کی یہانتک کہ اگر اسکے بعد بہت دیر تک قرأت کی
تو قضا ہوجاویگا اور گنہگار ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر قاری کے پاس ایسے لوگ ہون کہ سجدہ کرنے کی اُنکو عادت
ہوا اور وہ اپنے دل مین یہ سمجھے کہ انپر سجدہ کرنا شاق نہوگا تو اُسکو چاہیے کہ جہر سے پڑھے اور اگر وہ لوگ بے وضو ہون
یا اگر اُسکو یہ گمان ہو کہ وہ نہ سنینگے اور سجدہ نہ کرینگے یا انپر سجدہ کرنا شاق ہوگا تو چاہیے کہ آہستہ پڑھ لے خواہ نماز مین
ہو خواہ نماز سے خارج ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہ مکروہ ہی کہ سورۃ پڑھے اور سجدہ کی آیت چھوڑ دے اور اگر صرف
سجدہ کی آیت نماز سے باہر پڑھے تو مکروہ نہین اور مستحب یہ ہی کہ اسکے ساتھ ایک یا دو آیتین اور پڑھے یہ فتاوے
قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر اُسکے ساتھ کچھ اور نہ پڑھا تو کچھ نقصان نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اسی سے ملتے
ہوئے باتین سجدۂ شکر کے مسئلے سجدہ شکر کا امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اعتبار نہین اور وہ اُنکے نزدیک
مکروہ ہی اُسپر ثواب نہین ملتا اور اُسکا چھوڑنا اولی ہی اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح نے کہا ہی کہ وہ عبادت ہی
اور اُسپر ثواب ملتا ہی اور طریقہ اُسکا اُن دونون کے نزدیک یہ ہی کہ جس شخص پر کوئی نعمت ظاہر ہو یا اللہ اُسکو
فرزند دے یا مال دے یا کوئی گم شدہ چیز اُسکو ملجاوے یا کوئی مصیبت اس سے دور ہو یا اُسکے مریض کو شفا ہو
یا کوئی شخص جو غائب ہوگیا تھا آجاوے تو اُسکے لیے مستحب ہی کہ اللہ کے واسطے قبلہ کیطرف کو شکر کا سجدہ کرے
اسمین اللہ کی حمد اور تسبیح پڑھے پھر دوسری تکبیر کہکر سر اُٹھاوے جیسے سجدہ تلاوت کا قاعدہ ہی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی حجہ مین ہی کہ لوگون کو سجدۂ شکر سے منع نہ کرین اسلیے کہ اسمین عاجزی اور عبادت ہی اور اسی پر فتویٰ ہی
یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ نماز کے بعد اُن وقتون مین جنمین نفل پڑھنا مکروہ ہی سجدۂ شکر بھی مکروہ ہی اور وقتون مین

مکروہ نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی بغیر سبب سجدہ کرنا عبادت نہین اور مکروہ بھی نہین نماز کے بعد جو سجدہ کیا کرتے ہین وہ مکروہ ہی اسلیے کہ جہاں اُسکو سنت یا واجب سمجھ لیتے ہین اور جس مباح کا یہ حال ہو وہ مکروہ ہی زاہدی مین لکھا ہی

چودھوان باب مریض کی نماز کے بیان مین

جو مریض قیام سے عاجز ہی وہ بیٹھکر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی عاجز کے معنے مین اصح قول یہ ہی کہ اُسکے کھڑے ہونے سے ضرر ہوتا ہو اور اسی پر فتوے ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اسیطرح جب کھڑے ہونے سے مرض کی زیادتی کا یا دیر مین صحت ہونے کا یا دوران سر کا خوف ہو تب بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی یا کھڑے ہونے سے درد ہوتا ہو تب بھی یہی حکم ہی اور اگر کچھ تھوڑی تکلیف ہو تو قیام کا چھوڑنا جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر تھوڑی دیر قیام پر قادر ہی اور ساری نماز مین قادر نہین تو جسقدر کھڑا ہو سکتا ہی اتنی دیر کھڑا ہونیکا حکم کیا جائیگا پس اگر اس بات پر قادر ہی کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے اور قرأت کے واسطے قیام نہین کر سکتا یا تھوڑی سی قرأت کے واسطے بھی قیام کر سکتا ہی پوری قرأت کے واسطے قیام نہین کر سکتا تو اُسکے لیے یہ حکم ہی کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے اور جسقدر کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہی اتنی دیر کھڑا ہو کر قرأت کرے پھر عاجز ہو تو بیٹھ جاوے شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ یہی مذہب صحیح ہی اور اگر اسکو چھوڑیگا تو مجھکو یہ خوف ہی کہ اُسکی نماز جائز نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر سہارا لگا کر کھڑے ہونے پر قادر ہی تو صحیح یہ ہی کہ سہارا لگا کر کھڑا ہو کر نماز پڑھے اُسکے سوا اور کچھ جائز نہین اسیطرح اگر عصا پر یا اپنے خادم پر سہارا لگا کر کھڑا ہو سکتا ہی تو سہارے سے کھڑا ہو کر نماز پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی اگر مریض ایسا ہو کہ گھر مین نماز پڑھے تو قیام کر سکتا ہی اور اگر نکلے تو قیام پر قادر نہین ہوگا تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہے مختار یہ ہی کہ اپنے گھر مین کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی پھر مریض بیٹھکر نماز پڑھے تو کسطرح بیٹھے اصح یہ ہی کہ جسطرح اُسپر آسان ہو اُسیطرح بیٹھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر سیدھا بیٹھنے پر قادر نہین اور کسی دیوار پر یا آدمی پر سہارا لگا کر بیٹھنے پر قادر ہی تو اُسپر واجب ہی کہ اسیطرح سہارے سے بیٹھکر نماز پڑھے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی لیٹ کر نماز پڑھنا اُسکو قول مختار کے بموجب جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اگر قیام اور رکوع اور سجود سے عاجز ہی اور بیٹھنے پر قادر ہی تو بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھے اور سجدہ کو رکوع سے زیادہ نیچا کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی پس اگر رکوع اور سجدہ برابر کریگا تو نماز صحیح نہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر رکوع و سجود سے عاجز ہی اور قیام پر قادر ہی تو مستحب یہ ہی کہ بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اشارہ سے نماز پڑھنے والا سہو کا سجدہ بھی اشارہ سے کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور اشارہ سے نماز پڑھنے والے کیطرف کوئی لکڑی یا تکیہ اُٹھا دینا مکروہ ہی اور اگر ایسا کیا جاوے تو اگر اُسکا سر سجدہ کے واسطے بہ نسبت رکوع کے زیادہ جھکتا ہی تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی لیکن یہ فعل بُرا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر رکوع اور سجدہ مین سر اُسکا نہ جھکتا ہو اور لکڑی اُسکی پیشانی پر لگا دیجاوے تو نماز جائز نہوگی یہی اصح ہی اور اگر تکیہ زمین پر پڑا ہو اور اُسپر سجدہ کرتا ہو تو نماز جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر پیشانی پر زخم ہو اور اسوجہ سے پیشانی پر سجدہ نہ کر سکے تو اُسکو اشارہ سے نماز جائز نہوگی اور اُسکو واجب ہے کہ ناک پر سجدہ کرے اور اگر ناک پر سجدہ نہ کیا اور اشارہ سے نماز پڑھی تو جائز نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی

لے اور اگر کسی شخص کو کھڑے ہونے [illegible]

اور اگر بیٹھنے پر قادر نہین ہی تو چت لیٹے اور دونون پانوٴن اپنے قبلہ کی طرف کو پھیلاوے اور اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرے اور چاہیے کہ اُسکے سر کے نیچے ایک تکیہ رکھدین تاکہ وہ بیٹھنے والے کے مشابہ ہو جاوے اور رکوع اور سجدہ کا اشارہ اچھی طرح کر سکے اور اگر پہلو پر لیٹے اور مُنھ قبلہ کیطرف کو کرکے اشارہ سے نماز پڑھے تو جائز ہے اور پہلی صورت اولیٰ ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر داہنی کروٹ سے لیٹنے پر قادر ہو تو بائین کروٹ پر لیٹے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مُنھ قبلہ کی طرف کو کرے یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ اگر تندرست آدمی نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی پھر اُسکو کوئی مرض ایسا پیدا ہو گیا کہ قیام نہین کر سکتا تو بیٹھکر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ کرے اور اگر رکوع اور سجود پر بھی قادر نہین ہی تو بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہین تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی جو شخص بیٹھکر رکوع اور سجدہ سے نماز پڑھتا تھا پھر نماز کے اندر تندرست ہو گیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک باقی نماز اپنی کھڑے ہو کر پڑھ لے اور اگر تھوڑی سی نماز اشارہ سے پڑھی ہی پھر رکوع اور سجدہ پر قادر ہو گیا تو بالاتفاق یہ حکم ہی کہ از سرنو نماز پڑھے یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہ حکم اُس وقت ہے کہ جب یہ قدرت اُسکو اشارہ سے رکوع یا سجدہ کر لینے کے بعد حاصل ہو لیکن اگر نماز شروع کرنے کے بعد اور رکوع اور سجدہ کرنے سے پہلے یہ قدرت حاصل ہوئی تو اُسی نماز کو تمام کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اور جب مریض سر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز ہو تو ظاہر الروایت کے موجب نماز کا فرض اس سے ساقط ہو جاتا ہی آنکھون سے اور بھوون سے اشارہ کرنے کا کچھ اعتبار نہین ہی پھر جب اُس کے مرض کو تخفیف ہو جاوے تو اُسپر ایسی نمازون کی قضا لازم ہونے مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ اگر یہ حالت اسکی ایک دن رات سے زیادہ ہو گئی تو قضا لازم نہوگی اور اگر اس سے کم ہو تو قضا لازم ہوگی جیسے کہ بیہوشی مین اور یہی اصح ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر اسی مرض مین مر جاوے تو اُسپر وہ نمازین واجب نہین اور انکا فدیہ بھی لازم نہین ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر چار رکعتین بیٹھکر پڑھین جب چوتھی رکعت کے قعدہ مین بیٹھا تو تشہد پڑھنے سے پہلے اُسنے قرأت کی اور رکوع کیا تو بمنزلہ قیام کے ہو گیا اور اُسیطرح نماز پڑھتا ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور حاوی مین ہی کہ سہو کا سجدہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور اگر دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اُٹھا کر قیام کی نیت کی اور قرأت نہ کی پھر یاد آگیا تو قعدہ کیطرف کو عود کرے اور تشہد پڑھے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی۔ مریض نے بیٹھکر نماز پڑھی جب چوتھی رکعت کے اخیر سجدہ سے سر اُٹھایا تو اُسکو یہ گمان ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہی پھر اُسنے قرأت کی اور اشارہ سے رکوع اور سجدہ کیا تو نماز اُسکی فاسد ہو گئی اور اگر تیسری رکعت مین تھا اور اُسکو دوسری رکعت سمجھا اور قرأت شروع کر دی پھر معلوم ہوا کہ وہ تیسری رکعت پڑھ رہا ہی تو تشہد کیطرف عود نہ کرے بلکہ اُسیطرح قرأت پڑھتا رہے اور نماز کے آخر مین سہو کا سجدہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ تجرید مین ہی کہ مریض اپنی نماز مین قرأت اور تسبیح اور تشہد اُسیطرح پڑھے جیسے تندرست پڑھتا ہی اور اگر ان سب سے عاجز ہو تو چھوڑ دے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی تندرست اور مریض مین صرف

اُن چیزونمین فرق ہی جنمین مریض عاجز ہی اور جنپر مریض قادر ہی انکا حکم اُسپر مثل تندرست کے ہی۔ اگر قبلہ کو پہچانتا ہو
اور قبلہ کی طرف مُنہ کرنے پر قادر نہین اور ایسا کوئی شخص نہین ملتا جو اُسکا مُنہ قبلہ کیطرف کو پھیر دے تو
ظاہر الروایت کے بموجب اسیطرح نماز پڑھے اور اس نماز کا پھر اعادہ نہ کرے اور اگر اُسکو کوئی ایسا شخص
ملگیا جو اُسکا مُنہ قبلہ کیطرف کو پھیر دے تو چاہیے کہ اُسکو حکم کرے کہ میرا مُنہ پھیر دے اگر اُسکو حکم نہ کیا اور
قبلہ کے سوا کسی اور طرف کو نماز پڑھی تو جائز نہوگی اور اگر مریض نجس بچھونے پر ہو تو اگر اُسکو پاک بچھونا
نہین ملتا یا ملتا ہی لیکن کوئی ایسا شخص نہین جو اُسکا بچھونا بدل دے تو نجس بچھونے پر نماز پڑھ لے اور اگر کوئی
شخص ایسا ملے کہ اُسکا بچھونا پاک بدل دے تو چاہیے کہ اُسکو یہ حکم کرے اور اگر حکم نہ کیا اور نجس بچھونے پر
نماز پڑھی تو جائز نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی کسی مریض کے نیچے نجس کپڑے ہین تو اگر اُسکا یہ حال ہی کہ جو بچھونا
اسکے نیچے بچھایا جاویگا وہ فوراً نجس ہو جاویگا تو اُسی حالت پر نماز پڑھے اور اگر دوسرا بچھونا نجس نہوتا ہو لیکن
بچھونا بدلنے مین اُسکو بہت تکلیف ہوگی تو نہ بدلین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر پانچ نمازون کے وقت
تک بیہوش رہا تو ان نمازون کو قضا کرے اور جو اس سے زیادہ ہو تو قضا نہ کرے اور جنون کا حکم مثل بیہوشی کے ہی
یہی صحیح ہی کثرت کا اعتبار امام محمدؒ کے نزدیک اوقات سے کیا جاتا ہی اور یہی اصح ہی یہ حکم اسوقت ہی کہ برابر بیہوشی
رہے اور اس مدت مین کبھی افاقہ نہو اگر افاقہ ہوتا ہو پس اس بات پر غور کرے کہ اگر اسکو ایک وقت مقرر مین افاقہ
ہوتا ہی مثلاً صبح کے وقت مرض کو تخفیف ہو جاتی ہی اور تھوڑی دیر افاقہ ہو جاتا ہی پھر اسکے بعد وہ مرض عود کر آتا
ہی اور وہ بیہوش ہو جاتا ہی تو اس افاقہ کا اعتبار کیا جائیگا اور اس سے پہلے بیہوشی اگر ایک دن رات سے کم تھی تو حکم
باطل ہو جاویگا اور اگر افاقہ کا وقت مقرر نہو لیکن کبھی یکایک افاقہ ہو جاتا ہی اور تندرستون کی سی باتین کرتا ہی
پھر بیہوش ہو جاتا ہی اس افاقہ کا اعتبار نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کسی جانور یا آدمی کے خوف سے ایک دن رات سے
زیادہ بیہوش رہا تو بالاجماع قضا اس سے ساقط ہو جاویگی۔ اور اگر شراب پی اور ایک دن رات سے زیادہ بیہوشی رہی
تو نماز ساقط نہوگی اور اگر بھنگ یا اور کوئی دوا پی جس سے ایک دن رات سے زیادہ عقل درست نہ رہی تو امام ابو حنیفہؒ
اور امام محمدؒ کے نزدیک نماز ساقط نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر دن رات سے زیادہ سو گیا تو نماز قضا کرے۔ کوئی شخص
ایسا ہی کہ رمضان مین روزے رکھے تو بیٹھکر نماز پڑھیگا اور اگر روزے نہ رکھے تو کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہی تو اُسکو
چاہیے کہ روزے رکھے اور بیٹھکر نماز پڑھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر مریض وقت سے پہلے جانکر یا غلطی سے
اس خیال سے نماز پڑھ لے کہ پھر بیماری کیوجہ سے نماز نہ پڑھ سکیگا تو وہ نماز کافی نہوگی اور اسیطرح بغیر قرأت
یا بغیر وضو نماز پڑھی تو بھی جائز نہوگی اور اگر قرأت سے عاجز ہی تو بغیر قرأت کے اشارہ سے نماز پڑھ لے۔
کسی شخص کا غلام بیمار ہو جو وضو پر قادر نہین تو مالک پر واجب ہی کہ اُسکو وضو کرا دے اور اگر کسیکی عورت بیمار ہو
تو اُسپر اُسکا وضو کرانا واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ کوئی شخص ایسا ہو کہ نماز کے کسی خاص رکن پر بغیر حدث
قادر نہو تو وہ رکن اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی پس اگر کسی شخص کے زخم ہو اور اُسکی

وجہ سے جب وہ سجدہ کرتا ہی تو وہ زخم بہنے لگتا ہی اور اسکے سوا رکوع اور قیام اور قرأت پر قادر ہی تو اُسکو چاہیے کہ بیٹھکر نماز اشارون سے پڑھے اور اگر رکوع سے نماز پڑھی اور بیٹھکر سجدہ کا اشارہ کر لیا تو جائز ہی اور پہلی صورت افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھیگا تو اُسکو پیشاب جاری ہو جاویگا یا زخم بہنے لگیگا یا قرأت پر قادر نہوگا اور اگر بیٹھکر نماز پڑھیگا تو کوئی حرج نہوگا تو اُسکو چاہیے کہ بیٹھکر نماز پڑھے یہ سراجیہ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص کو کھڑے ہوتے مین دشمن کا خوف ہو یا ایسے خیمہ مین ہو کہ وہان کھڑا نہین ہو سکتا اور وہ باہر نکلے تو کیچڑ اور مینہ کیوجہ سے نماز نہین پڑھ سکتا تو چاہیے کہ بیٹھکر نماز پڑھے مریض کی نماز اگر فوت ہو گئی اور حالت صحت مین اُسکی قضا کی تو ایسی نماز پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہین اور اگر صحت کی حالت کی نماز فوت ہو گئی تھی اُسی حالت کیطرح پڑھی تو جائز ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر مرض کی حالت مین ان نمازون کو قضا کرے جو صحت مین فوت ہوئی تھین تو اُسیطرح پڑھے جیسے قادر ہی بیٹھکر یا اشارہ سے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر نماز پڑھنے والے نے کسی آدمی کو اپنے پاس اسواسطے بٹھا لیا کہ اگر رکوع و سجدہ بھولے تو اُسے خبر کردے تو اگر بغیر اُسکے وہ نماز صحیح نہین پڑھ سکتا تو جائز ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی اور مریض کے واسطے یہ مستحب ہی کہ نماز مین اتنی تاخیر کرے کہ جمعہ کی نماز سے امام فارغ ہو جاوے اور اگر اتنی تاخیر نہ کرے تو مکروہ ہی یہی صحیح ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی

پندرھوان باب مسافر کی نماز کے بیان مین

کم سے کم مسافت جس سے احکام بدل جاتے ہین وہ ہی جو تین دن کے چلنے مین تمام ہو یہ تبیین مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ جوہر اخلاطی مین لکھا ہی وہ احکام جو سفر سے بدل جاتے ہین یہ ہین نماز کا قصر روزہ نہ رکھنے کا مباح ہونا موزون کے مسح کی مدت کا تین دن تک بڑھ جانا جمعہ اور عیدین اور قربانی کا وجوب ساقط ہو جانا آزاد عورت کو بغیر محرم کے باہر نکلنا حرام ہو جانا یہ عتابیہ مین لکھا ہی یہ مسافت اوسط چال کی معتبر ہے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور وہ اونٹون اور پیادہ چلنے والون کی چال ہی ان دنون مین جو سال مین سب سے چھوٹے دن ہوتے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور سفر مین صبح سے شام تک کے چلنے کی شرط ہونے مین اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ وہ شرط نہین پس اگر ایک روز صبح سے زوال تک چلا اور منزل پر پہونچگیا اور وہان اُترا اور رات کو رہا اور پھر اسیطرح دوسرے اور تیسرے دن چلا تو مسافر ہو جاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اس مسئلہ مین فرسخون کے حساب کا اعتبار نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی زمین کی چال کا دریا کی چال مین اور دریا کی چال کا زمین کی چال مین اعتبار نہین ہوتا بلکہ ہر مقام مین اُسی چال کا اعتبار ہوتا ہی جو اُسکے حال کے لائق ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور مدت کا اعتبار اُس راستہ سے ہوتا ہی جس راستہ سے وہ جاتا ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پس اگر کسی شہر کا قصد کیا اور اُسکے دو راستے ہین ایک تین دن رات کا راستہ ہی اور دوسرا کم کا پس اگر دور کے راستے سے چلا تو ہمارے نزدیک مسافر ہو جاویگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر قریب راستہ کیطرف سے چلیگا تو پوری نماز پڑھیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر کسی جگہ کے دو راستے ہین ایک پانی کا راستہ

ہو جو تین دن مین تمام ہوتا ہو اور دوسرا خشکی کا راستہ ہو جو دو دن مین تمام ہوتا ہو اگر پانی کے راستہ سے جاویگا تو نماز مین قصر کریگا اور خشکی کے راستہ مین قصر نہ کریگا اور اگر خشکی کے راستے سے تین دن مین پہونچے اور دریا کے راستہ سے دو دن مین تو خشکی کے راستہ مین قصر کرے دریا کے راستہ مین قصر نہ کرے اور دریا کے راستے مین تین دن ایسی حالت مین معتبر ہین کہ ہوا اعتدال کے ساتھ ہو نہ بہت تیز ہو نہ ساکن ہو اسیطرح پہاڑ مین بھی وہین کی چال کے تین دن اعتبار کیے جاتے ہین اگرچہ ہموار زمین مین وہ راستہ تین دن سے کم مین طے ہو اور اگر مسافت عادت کے بموجب تین دن کی چال کی تھی اور کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوکر بہت گرم و تیز دو دن یا کم مین چلکر پہونچگیا تو قصر کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ چار رکعتون کی نماز مین مسافر پر دو رکعتین فرض ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ قصر ہمارے نزدیک واجب ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی پس اگر چار رکعتین پڑھ لین اور دوسری رکعت مین بقدر تشہد قعدہ کیا تو نماز جائز ہو جائیگی اور اخیر کی دو رکعتین نفل ہو نگی مگر اُسنے بُرا کیا اسلیے کہ سلام مین تاخیر ہوئی اور اگر دوسری رکعت مین بقدر تشہد نہ بیٹھا تو نماز باطل ہو گئی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اسیطرح اگر پہلی دونون رکعتون مین یا ایک مین قرأت چھوڑ دی تو ہمارے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ سفر کا حکم ہر مسافر کے واسطے ہی طاعت کے واسطے سفر کرنا اور معصیت کے واسطے سفر کرنا برابر ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اسیطرح سوار اور پیادہ کا حکم برابر ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی سنتون مین قصر نہین ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی بعض فقہا نے مسافر کے واسطے سنتون کا چھوڑنا جائز لکھا ہی اور مختار یہ ہی کہ خوف کی حالت مین سنت نہ پڑھے اور قرار و امن کی حالت مین پڑھے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی امام محمدؒ نے کہا ہے کہ جب اپنے شہر سے باہر نکلجاوے اور مکانات شہر کو پیچھے چھوڑ دے اُسوقت سے قصر کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور غیاثیہ مین ہی کہ یہی مختار ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ شہر کی آبادی سے نکلجانے کا اعتبار ہی اور آبادی کا اعتبار نہین لیکن اگر ایک یا کئی گانوٗن شہر پناہ سے ملے ہوے ہون تو اُنسے نکلجانا بھی معتبر ہوگا اور فناء شہر سے جو گانوٗن ملا ہوا ہی اُس سے باہر نکلنے سے پہلے قصر کرے یہ محیط مین لکھا ہے اور اسیطرح جب سفر سے اپنے شہر کیطرف لوٹے تو جبتک آبادی کے اندر داخل نہو جاوے تب تک پوری نماز نہ پڑھے اور جبتک شہر سے باہر نہو صرف نیت کرنے سے مسافر نہین ہوتا اور مقیم صرف نیت سے ہو جاتا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جسطرف سے شہر سے نکلتا ہی اُسطرف سے اس شہر کے نکلنے کا اعتبار ہی پس اگر ایک طرف سے شہر سے باہر نکل گیا اور دوسری طرف کے شہر کے مکانات اُسکے محاذی ہین تو قصر کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر جسطرف سے نکلتا ہی اُسطرف کوئی ایسا محلہ ہو جو اب شہر سے جدا ہو گیا ہو اور پہلے ملا ہوا تھا تو جبتک اُس محلہ سے باہر نہو جاوے نماز کا قصر نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور مسافر کو رخصت کا حکم اُسوقت حاصل ہوگا جب تین منزل کے سفر کا قصد کرے اور اگر اتنا قصد نہ کریگا تو اگرچہ تمام دنیا کے گرد پھر آویگا رخصت سفر کا حکم حاصل نہوگا مثلاً کسی بھاگے ہوے یا قرضدار کا پیچھا کرے یا اور اسیطرح کا سفر کرے جسمین قصد تین

دن کے سفر کا نہو تو رخصت سفر کی ثابت نہو گی اور اس قصد مین صرف گمان کا غلبہ کافی ہے یقین شرط نہین یعنے اگر
گمان غالب ہو کہ تین دن کا سفر کرونگا تو قصر کرے یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہ بھی معتبر ہے کہ وہ نیت کی اہلیت رکھتا
ہو پس اگر ایک لڑکا اور ایک نصرانی دونون سفر کرین اور دو دن تک چلین پھر لڑکا بالغ ہو جاوے اور نصرانی مسلمان
ہو جاوے تو لڑکا پوری نماز پڑھیگا اور جو نصرانی مسلمان ہو گیا ہے وہ نماز مین قصر کریگا یہ زاہدین مین لکھا ہے اور
جبتک کسی گانؤن یا شہر مین پندرہ دن یا زیادہ کے ٹھہرنے کی نیت نہ کرے تب تک برابر حکم سفر کا رہیگا یہ ہدایہ
مین لکھا ہے یہ حکم جب ہے کہ تین دن چل لے لیکن اگر تین دن نہ چلا اور لوٹنے کا ارادہ کیا یا اقامت کی نیت کی تو
جنگل مین بھی مقیم ہو جائیگا اقامت کی نیت کا اثر پانچ شرطون سے ہوتا ہے اول یہ کہ چلنا موقوف کرے پس
اگر نیت اقامت کی کی اور اسیطرح چلے جاتا ہے تو نیت صحیح نہین دوسرے یہ کہ جہان ٹھہرنے کی نیت کی وہ جگہ
ٹھہرنے کے لائق ہو یہانتک کہ اگر جنگل مین یا دریا مین یا جزیرہ مین ٹھہرنے کی نیت کی تو صحیح نہین تیسرے
یہ کہ ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی نیت کرے چوتھے یہ کہ برابر پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پانچوین یہ کہ
اُسکی رائے مستقل ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے۔ شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہے کہ اگر مسلمانون کا لشکر کسی جگہ قصد
کرے اور اُنکے ساتھ سائبان اور چھوٹے اور بڑے ڈیرے ہون اور راستہ مین کہین جنگل مین اتر کر ڈیرے
کھڑے کرین اور وہان پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد کرین تو مقیم نہونگے اسلیے کہ وہ سب سے چلنے کا سامان ہے مسکن
نہین ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ جنگل کے لوگ جو ہمیشہ ڈیرہ وغیرہ مین جنگل مین رہتے ہین اُنکی نیت کرنے سے مقیم ہو جانے
مین فقہا کا اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ سے اسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین مقیم نہین ہوتے اور دوسری
مین مقیم ہو جاتے ہین اسی پر فتوےٰ ہے یہ غیاثیہ مین لکھا ہے اور اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو قصر کرے
یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر کسی شہر مین برسون اس ارادہ پر رہے کہ جب اسکا کام ہو جاویگا چلا جاویگا اور پندرہ روز
ٹھہرنے کی نیت نہ کرے تو نماز قصر کی پڑھے یہ تہذیب مین لکھا ہے۔ حج کو جانیوالے لوگ جب بغداد مین پہونچین
اور وہان ٹھہرنے کی نیت نہ کرین اور یہ ارادہ کرین کہ بغیر قافلے کے نہ جاوینگے جب قافلہ جاویگا تو جاوینگے اور یہ
بات معلوم ہو کہ قافلہ اب سے پندرہ روز مین یا زیادہ دنون مین جائیگا تو پوری چار رکعتین پڑھین قصر نہ کرین۔ اگر
کوئی شخص دو مقامون مین پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرے تو اگر وہ دونون مقام مستقل جدا جدا ہون جیسے مکہ اور
منا اور کوفہ اور حیرہ تو وہ مقیم نہوگا اور اگر ایک مقام دوسرے مقام کا تابع ہو یہانتک کہ وہان کے لوگون پر جمعہ
واجب ہوتا ہو تو مقیم ہو جاویگا اور اگر دو قریون مین پندرہ روز اسطرح ٹھہرنے کی نیت کرے کہ دن مین ایک
قریہ مین رہونگا اور رات کو ایک قریہ مین تو جب وہ رات کے رہنے کے قریہ مین داخل ہوگا تو مقیم ہو جائیگا یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہے اور پہلے جو دن کے رہنے کے قریہ مین داخل ہوا تھا اُسکے داخل ہونے سے مقیم نہ ہوگا یہ
خلاصہ مین لکھا ہے کتاب مناسک مین ہے کہ حج کو جانیوالے لوگ اگر ذی الحجہ کے پہلے عشرہ مین مکہ مین داخل ہون اور
وہان آدھا مہینہ ٹھہرنے کی نیت کرین تو صحیح نہین اسواسطے کہ حج مین عرفات کو ضرور جانا پڑیگا تو شرط پوری

نہوگی کہا گیا ہی کہ عیسے بن ابان کی فقہ سیکھنے کا سبب یہی مسئلہ ہوا اور اُسکی حکایت یہ ہی کہ وہ حدیث کی طلب مین مشغول تھے اُنھون نے کہا ہی کہ مین ذی الحجہ کے پہلے عشرہ مین اپنے ایک رفیق کے ساتھ مکہ مین داخل ہوا اور وہان مین نے ایک پورا مہینہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا اور نماز پوری پڑھنا شروع کردی بعض اصحاب ابو حنیفہ رح سے میری ملاقات ہوئی اور اُسنے کہا کہ تم نے خطا کی اسلیے کہ تکو منا اور عرفات کو جانا پڑیگا پھر جب مین منا سے لوٹا تو میرے رفیق نے سفر کرنے کا ارادہ کیا اور مین نے بھی اُسکی رفاقت کا قصد کیا اور نماز کا قصر شروع کردیا پھر اس ہی صاحب ابو حنیفہ رح سے میری ملاقات ہوئی اور اُسنے کہا کہ تمنے پھر خطا کی اسلیے کہ ابھی مکہ مین مقیم ہو جبتک وہان سے باہر نہ نکلو گے مسافر نہوگے تب مین نے اپنے دل مین کہا کہ مین نے ایک مسئلہ مین دو جگہ خطا کی تب مین نے امام محمد رح کی مجلس کیطرف کوچ کیا اور فقہ مین مشغول ہوا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر دار الحرب مین کسی شہر کا یا دار الاسلام مین باغیون کا محاصرہ ایسی جگہ کرین جہان شہر نہوا اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرین تو بھی نماز مین قصر کرین اسلیے[له] کہ ایسے موقعون مین قرار بھی ہوتا ہی اور فرار بھی ہوتا ہی پس اگرچہ گھرون مین ہون تو بھی نیت کا اعتبار نہین یہ تمرتاشی مین لکھا ہی اسیواسطے ہمارے اصحاب نے لکھا ہی کہ اگر کوئی تاجر کسی شہر مین اپنی حاجت کے واسطے داخل ہو اور وہ اپنی حاجت پوری کرنے کے واسطے پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرے تو مقیم نہوگا اسلیے کہ اسکا حال یہ ہے کہ جب اسکی حاجت پوری ہوجائیگی تو چلا جائیگا اور اگر حاجت پوری نہوگی تو ٹھہریگا پس اُسکی نیت مضبوط نہین ہی اور یہی مسئلہ بڑی دلیل ہی اس شخص کے الزام کیلیے جو شخص یہ کہتا ہی کہ اگر کوئی شخص کسی قریب جگہ جانے کا ارادہ کرے اور یہ چاہے کہ سفر کی رخصتین حاصل ہوجاوین تو اُسکا حیلہ یہ ہی کہ کسی دور جگہ کے سفر کی نیت کرے اور یہ غلط ہی یہ معراج الدرایہ سے بحر الرائق مین لکھا ہی جو شخص دار الحرب مین امن چاہکر داخل ہوا اور موضع اقامت مین اقامت کی نیت سے ٹھہرا تو اُسکی نیت صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر حربیون مین سے کوئی شخص دار الحرب مین مسلمان ہوا اور حربیون کو اسکے اسلام کی خبر ہوئی اور اُسکو قتل کرنے کیلیے تلاش کرنے لگے اور وہ اُسکے خوف سے تین دن کے سفر کا ارادہ کرکے بھاگا تو وہ مسافر ہوگیا اگرچہ کسی جگہ ایک مہینہ تک یا اس سے زیادہ چھپا رہا ہو اسلیے کہ اب وہ اُنسے لڑنیوالا ہوگیا اور یہی حکم ہی اُس شخص کے واسطے جو امن مانگکر دار الحرب مین داخل ہوا اور پھر اُن لوگون نے اپنا عہد توڑکر اُسکے قتل کا ارادہ کیا اور اگر اُنہین سے کوئی شخص دار الحرب کے کسی شہر مین مقیم تھا اور جب وہان کے لوگون نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا تو اُسی شہر مین کہین چھپ گیا تو نماز پوری پڑھے اسواسطے کہ وہ اس شہر مین مقیم تھا جبتک وہان سے باہر نہ نکلیگا مسافر نہوگا اور اسیطرح اگر دار الحرب مین سے کسی ایک شہر کے لوگ مسلمان ہوگئے اور اہل حرب نے اُنسے لڑائی شروع کی اور وہ جو مسلمان ہوگئے ہین اپنے شہر مین ہون تو نماز پوری پڑھین اور اسیطرح اگر اہل حرب اُنکے شہر پر غالب ہوجاوین اور وہ مسلمان ایک منزل چلنے کا قصد کرکے وہان سے نکلین تب بھی وہ نماز پوری پڑھینگے اور اگر تین دن کے سفر کا قصد کرکے نکلینگے تو نماز مین قصر کرینگے اگر پھر اپنے شہر مین آوین اور اسمین رہین اس شہر مین نہون تو نماز پوری کرینگے اور اگر شہر مین اُسکے

[له] اسلیے کہ وہان اقامت کی نیت صحیح نہین ہوسکتی ۱۲

شہر پر غالب ہین اور وہان مقیم ہین پھر اُس شہر مین آوین اور اُسکو خالی کردین تو مسلمان اگر اس شہر مین اپنا گھر اور منزل بنالین اور وہان سے نکلنے کا قصد نہ کرین تو وہ دار الاسلام ہوگیا اسمین پوری نماز پڑھین اور اگر وہان گھر بنانے کا ارادہ نہو اور وہان ایک مہینہ ٹھہر کر دار الاسلام کیطرف آنیکا ارادہ ہو تو نماز کا قصر کرین یہ محیط مین لکھا ہی اگر دار الحرب مین کوئی مسلمان قیدی ہو پھر یکایک اُنسے چھوٹ جاوے اور کسی غار وغیرہ مین پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو وہ مقیم نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ تجنیس مین ہی کہ اگر مسلمانون کا لشکر دار الحرب مین داخل ہوا اور کسی شہر پر غالب ہوجاوین اور اُسکو اپنا گھر بنالین تو پوری نماز پڑھین اور اگر اُسکو اپنا گھر نہ بناوین لیکن ایک مہینہ یا زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کرین تو نماز مین قصر کرین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جو شخص دوسرے کا تابعدار ہو اور اُسکی تابعداری اُسپر لازم ہو تو وہ اُسی کی اقامت سے مقیم ہوگا اور اُسی کے سفر کی نیت پر نکلنے سے مسافر ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پس شہر مین امیر کی اقامت کی نیت کرنے سے فوج کا سپاہی جنگل مین مقیم ہوگا یہ کافی کے نواقض وضو کے بیان مین لکھا ہی اصل اسمین یہ ہی کہ جو شخص اقامت اپنے اختیار سے کرسکتا ہی وہ اپنی نیت سے مقیم ہوجاتا ہی اور جو شخص اقامت اپنے اختیار سے نہین کرسکتا وہ اپنی نیت سے مقیم نہین ہوتا یہانتک کہ عورت اگر اپنے شوہر کے ساتھ اور غلام اپنے مالک کے ساتھ اور شاگرد اپنے استاد کے ساتھ اور نوکر اپنے آقا کے ساتھ اور سپاہی اپنے امیر کے ساتھ سفر کرین تو ظاہر روایت کے بموجب وہ اپنی نیت سے مقیم نہونگے یہ محیط مین لکھا ہی عورت اپنے شوہر کی تابعدار اُسوقت ہوتی ہی جب وہ اُسکا مہر معجل ادا کرے اور اگر نہ ادا کرے تو دخول سے پہلے تابعدار نہوگی اور سپاہی اپنے امیر کا تابعدار اُسوقت ہوتا ہی کہ اُسکا کھانا امیر کے پاس سے ہو یہ تبیین مین لکھا ہی لیکن اگر وہ اپنے مال سے کھانا کھاتا ہو تو اُسکو اپنی نیت کا اعتبار ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ جو شخص قرض کے بدلے قید ہوا اور اپنے قرضخواہ کی حوالات مین ہو تو اسمین صاحب قرض کی نیت کا اعتبار ہی یہ اُسوقت ہی جب وہ قرضدار اس قرض کو ادا نہ کرسکتا ہو اور اگر ادا کرسکتا ہی تو قرضدار کی نیت کا اعتبار ہی اور اگر وہ یہ ارادہ کرے کہ اُسکا قرض ادا نہ کرونگا تو وہ مفلس کے حکم مین ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اگر کسی غلام کے سفر مین دو مالک ہون ایک نے اقامت کی نیت کی دوسرے نے نہ کی پس اگر اُن دونون نے اُنکو نوبت بہ نوبت خدمت کیلیے مقرر کیا ہی تو غلام مقیم کی خدمت کے روز پوری نماز پڑھے اور مسافر کی خدمت کے روز قصر کرے اور اگر نوبت خدمت کی مقرر نہین ہی تو اُسکو چاہیے کہ اصل کے اعتبار سے چار رکعتین پڑھے اور دو رکعتون کے بعد احتیاطاً ضرور قعدہ کرے یہ غیاثیہ مین لکھا ہی۔ اگر تابعدار[له] کو اپنے اصل کی اقامت کا حال معلوم نہو تو بعضون نے کہا ہی کہ وہ مقیم ہوجاتا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ مقیم نہین ہوتا اور یہی اصح ہی اسلیے کہ معلوم ہونے سے پہلے حکم لازم ہوجانے مین حرج اور نقصان ہی اور وہ شریعت مین دفع کیا جاتا ہی غلام جب اپنے آقا کے ساتھ نکلے تو اُسکو چاہیے کہ اس سے پوچھے اگر نہ بتاوے تو پوری نماز پڑھے اور اگر چند روز چار رکعتین پڑھین اور دوسری رکعت مین قعدہ نہ کیا پھر اُسکے مالک نے اُسکو خبر دی کہ مین جب سے نکلا ہون سفر کی نیت سے نکلا ہون تو اصح یہ ہی کہ وہ اُسکا اعادہ نہ کرے اسی سبب سے جسکو ہم بیان

[له] یعنی نوکر کو اپنے آقا سے اجرت ملتی ہے ۱۲

کر چکے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر غلام نے اپنے مالک کی امامت کرے اور اس جماعت مین اور بھی مسافر ہون اور
ایک رکعت کے بعد مالک نے اقامت کی نیت کر لی تو اسکی نیت اس غلام کے حق مین صحیح ہی اور امام محمد رح کے
قول کے بموجب اور جماعت والون پر اسکا حکم جاری نہوگا پس غلام کو چاہیے کہ دو رکعتین پڑھے اور پھر مسافرون
مین سے سلام پھیرنے کے واسطے کسیکو آگے بڑھاوے پھر غلام اور مالک کھڑے ہوکر اپنی نماز تمام کرین اور
ہر ایک انمین سے چار رکعتین پڑھے اور بعضون نے کہا ہی کہ مالک اپنی نیت غلام کو اسطرح بتاوے کہ غلام کے مقابلہ
مین کھڑا ہو جاوے پھر دو انگلیان کھڑی کرے اور اُنسے اشارہ کرے پھر چار اُنگلیان کھڑی کرے اور اُن چار
انگلیون سے اشارہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی - اگر مسافر نماز مین وقت نماز کے اندر نیت اقامت کی کرے تو پوری
نماز پڑھے خواہ منفرد ہو خواہ مقتدی خواہ مسبوق خواہ مدرک اور اگر لاحق ہو اور امام کے فارغ ہونے کے
بعد اقامت کی نیت کی تو نماز پوری نہ پڑھے اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے اقامت کی نیت کی تو اگر
لاحق نے اقامت کی نیت کے بعد کلام کر لیا ہی اور وقت نماز ابھی باقی ہی تو چار رکعتین پڑھے اور اگر وقت
نکل گیا ہی تو دو رکعتین پڑھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر وقت نکل گیا ہی اور وہ ابھی نماز مین ہے پھر
اقامت کی نیت کی تو اس نماز مین فرض اُسکے چار نہونگے یہ خلاصہ مین لکھا ہے - مسافر نے اگر سلام کے بعد اقامت کی
نیت کی اور اُسپر سہو تھا تو اس نماز مین اسکی نیت صحیح نہوگی اسواسطے کہ اُسنے نماز سے نکلنے کے بعد اقامت کی نیت کی
اور سجدۂ سہو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے قول کے بموجب اس سے ساقط ہو جائیگا اسلیے کہ اگر وہ سجدۂ
سہو کیطرف عود کریگا تو فرض اُسکے چار ہو جائینگے اور سجدہ نماز کے اندر واقع ہوگا اسلیے نماز باطل ہو جاویگی
اور اگر سہو کا سجدہ کر لیا اور پھر اقامت کی تو نیت اُسکی صحیح ہی اور نماز اسکی چار رکعت ہو جاویگی خواہ ایک سجدہ
کیا ہو یا دو سجدہ کیے ہون اور اگر سجدہ کے اندر اقامت کی نیت کی تو بھی یہی حکم ہی اسلیے کہ جب اُسنے سجدہ
کیا تو تحریمہ نماز پھر آگیا اور وہ صورت ہوگئی کہ گویا اُسنے اقامت کی نیت نماز کے اندر کی ہی اگر کسی نماز کے
اول وقت مین مسافر تھا اور وہ نماز اُسنے قصر سے پڑھ لی پھر اسی وقت مین اقامت کی نیت کر لی تو اس نماز کا
فرض نہ بدلیگا اور اگر نماز ابھی پڑھی نہین یہانتک کہ نماز کے آخر وقت مین اقامت کی نیت کی تو فرض
اُسکی چار رکعت ہو جاوینگی اگرچہ وقت اسیقدر باقی ہی جسمین پوری نماز نہین پڑھ سکتا تھوڑی ہی پڑھ سکتا ہے اور
اگر وقت کے گذرنے کے بعد اقامت کی نیت کی تو سفر کی نماز کی قضا پڑھیگا یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہی کسی شخص نے
ظہر کی نماز پڑھی پھر اُسی وقت کے اندر سفر کیا پھر عصر کی نماز اپنے وقت مین پڑھی پھر سفر کو سورج کے غروب
ہونے سے پہلے ترک کر دیا پھر یاد آیا کہ اُسنے ظہر اور عصر کی نماز بے وضو پڑھی تھی تو ظہر کی دو رکعتین پڑھے
اور عصر کی چار رکعتین پڑھے اور اگر ظہر و عصر کی نماز ایسے حال مین پڑھی کہ وہ مقیم تھا پھر آفتاب ڈوبنے سے
پہلے سفر کیا پھر اُسکو یاد آیا کہ اُسنے ظہر اور عصر کو بے وضو پڑھا ہی تو ظہر کی چار رکعت اور عصر کی دو رکعت
قضا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - کسی مسافر نے اور مسافرون کی امامت کی اور امام کو حدث ہوگیا اور اُسنے

کسی مسافر کو خلیفہ کر دیا اور اُسنے اقامت کی نیت کر لی تو مقتدی کا فرض نہ بدلیگا اور اگر پہلے امام نے اقامت کی
نیت بعد حدث کے مسجد کے نکلنے سے پہلے کر لی تو اُسکی اور تمام قوم کی فرض کی چار رکعتین ہو جاوینگی یہ ظہیریہ
مین لکھا ہی کسی مسافر نے مسافر سے اقتدا کیا پھر امام کو حدث ہوا اور اُسنے کسی مقیم کو خلیفہ کر دیا تو مقتدی کو
پوری نماز پڑھنا لازم نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر مسافر نے مقیم سے اقتدا کیا تو چار رکعتین پوری
پڑھے اور اگر نماز کو فاسد کر دیا تو دو رکعتین پڑھے اور اگر بہ نیت نفل اقتدا کیا پھر اس نماز کو فاسد کر دیا تو چار
رکعتین لازم آوینگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر امام مسافر تھا اور مقتدی مقیم تھے تو امام دو رکعتین پڑھ کر
سلام پھیرے اور مقتدی اپنی نماز پوری کرین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور وہ مسبوق کیطرح منفرد ہوگئے لیکن وہ
اصح قول کے بموجب قرأت نہین پڑھینگے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ امام کے لیے مستحب یہ ہی کہ کہدے کہ اپنی نمازین
پوری کرلو مین مسافر ہون یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ بادشاہ اگر سفر کرے تو قصر کی نماز پڑھے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔
جمعہ کے روز زوال سے پہلے اور بعد سفر کے واسطے نکلنا مکروہ نہین اور اگر وہ جانتا ہو کہ مین اپنے شہر سے جمعہ کا
وقت گذر جانے کے بعد نکلونگا تو جمعہ کو حاضر ہونا اُسکو واجب ہے اور جمعہ کے ادا کرنے سے پہلے نکلنا مکروہ ہے
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ عورت تین دن یا زیادہ کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔ اور وہ لڑکا جو ابھی بالغ نہین ہی
اور ایسے ہی وہ شخص جو خفیف العقل ہو محرم نہین ہوتا اور بہت بوڑھا جسکی عقل درست ہو محرم ہی یہ محیط کے
کتاب الاستحسان والکراہت مین لکھا ہی جب مسافر اپنے شہر مین داخل ہو تو اگرچہ نیت اقامت کی نہ کرے مگر
نماز پوری پڑھے خواہ وہان اپنے اختیار سے آیا ہو خواہ کسی ضرورت سے آیا ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی عامہ
مشائخ کا قول ہی کہ وطن تین قسم ہی ایک وطن اصلی اور وہ اُسکے پیدا ہونے کی جگہ ہی یا وہ شہر جہان اس کے
اہل وعیال ہون دوسرا وطن سفر اور اُسکا نام وطن اقامت ہے اور وہ وہ شہر ہی کہ جہان مسافر پندرہ دن یا زیادہ
ٹھہرنے کی نیت کرے اور تیسرا وطن سکنہ اور وہ وہ شہر ہی جہان مسافر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے
اور ہمارے مشائخ مین سے محققین کا یہ قول ہی کہ وطن دو ہین ایک وطن اصلی دوسرے وطن اقامت وطن سکنہ کا
اُنھون نے اعتبار نہین کیا ہی صحیح ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی وطن اصلی وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہی جب پہلے شہر سے
مع اپنی زوجہ کے منتقل ہو جاوے اور اگر مع اپنی زوجہ کے منتقل نہوا اور دوسرے شہر مین دوسرا نکاح کرے تو پہلا
وطن باطل نہوگا اور دونون مین پوری نماز پڑھیگا اور وطن اصلی سفر کرنے اور وطن اقامت سے باطل نہین ہوتا
وطن اقامت وطن اقامت سے اور سفر کرنے سے اور وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اگر
وطن اصلی سے مع اپنے اہل وعیال اور سامان کے کسی شہر کو اُٹھ گیا لیکن پہلے شہر مین اسکا گھر اور زمینین باقی
ہین تو کہا گیا ہی کہ پہلا شہر اُسکا وطن باقی رہیگا امام محمد رحمہ نے اپنی کتاب مین اسیطرف اشارہ کیا ہی یہ زاہدی مین
لکھا ہی وطن اصلی کے لیے اول سفر ہونا شرط نہین ہی اسلیے کہ وہ بالاجماع وطن اصلی ہی یہ محیط مین لکھا ہے اور
وطن اقامت کے مقرر کرنے سے پہلے سفر کی شرط ہونے مین دو روایتین ہین ایک یہ کہ وطن اقامت تین دن کے

سفر کے بعد مقرر ہوتا ہی اور دوسرا یہ کہ وہ تین دن کے سفر سے پہلے بھی ہوجاتا ہی اگرچہ اُسکے اور اُسکے اہل و عیال کے درمیان مین تین دن کا فاصلہ نہو یہی ظاہر روایت ہی یہ بحر الرائق مین و شرح منیہ امیر الحاج مین ہی مسافر کو اگر چور دن اور ڈاکوون کا خوف ہو اور رفیقون کے آجانیکا بھی گمان نہو تو اُسکو نماز مین تاخیر کرنا جائز ہی اسلیے کہ وہ معذور رہی یہ فتاوے غرائب مین لکھا ہی اور اسی بیان سے ملتے ہوے ہین سواری پر اور کشتی مین نماز پڑھنے کے مسئلے

شہر سے باہر جانور پر سوار ہوکر نفل پڑھنا جائز ہی اور جدھر کو جانور جاتا ہو اُدھر ہی کو اشارہ کرلے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جانور کا جسطرف کو رخ ہی اگر اُسکی دوسری طرف کو نماز پڑھی تو جائز نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک شہر کے اندر جانور پر سوار ہوکر نماز پڑھنا جائز[سلہ] نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ شہر سے باہر نکلنے کے بعد مسافر اور غیر مسافر برابر ہین یہان تک کہ اگر کوئی شخص اپنی زمینون کو جاتا ہو اور مسافر نہو تو اُسکو جانور پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اس بات مین اختلاف ہی کہ شہر سے باہر نکلنے کی حد کیا ہے اور صحیح یہ ہی کہ جو مسافر کے واسطے قصر کے جواز کی حد ہی وہی حکم اس مسئلہ مین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور سواری پر نماز پڑھنے کا قاعدہ یہ ہی کہ اشاروں[سلہ] سے نماز پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور حجۃ مین ہے کہ زین یا پالان پر بیٹھکر نماز پڑھے اور قرأت پڑھے اور رکوع اور سجدہ کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور سجدہ مین رکوع سے زیادہ جھکے مگر کسی چیز پر اپنا سر نہ رکھے خواہ جانور چلتا ہو یا کھڑا ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر کوئی چیز اُسکے پاس رکھی ہو اُسپر سجدہ کرے یا جانور کی زین پر سجدہ کرے یہ جائز نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جس جانور پر چاہے اشارہ سے نماز پڑھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور قبلہ کی طرف کو نماز شروع کرے یا قبلہ سے پیٹھ پھیرے ہوے نماز شروع کرے سب صورتون مین ہمارے نزدیک ایک حکم ہے یہ محیط مین لکھا ہی اور حجۃ مین ہی کہ یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جدا جدا نماز پڑھین اگر جماعت سے نماز پڑھینگے تو امام کی نماز پوری ہوگی اور جماعت کی نماز فاسد ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جب جانور پر شہر سے باہر نماز پڑھتا ہو تو کیا اُسکو جانور کا ہانکنا جائز ہی تو شیخ الاسلام نے شرح السیر مین لکھا ہی کہ اس مسئلہ مین تفصیل ہی اگر جانور اپنے آپ چلتا ہو تو اُسکا ہانکنا جائز نہین اور اگر اپنے آپ نہ چلتا ہو اور اُسکو کوڑے سے ڈرادے یا مارے تو نماز فاسد نہین ہوتی اسلیے کہ وہ عمل قلیل ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی سنت[سلہ] موکدہ نفل کے حکم مین ہی جانور پر جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر نفل نماز جانور پر شہر سے باہر شروع کی پھر نماز سے فارغ ہونے سے پہلے شہر مین داخل ہوگیا تو اکثر کا مذہب یہ ہی کہ وہ سواری سے اُترکر نماز کو پوری کرے یہی اختیار کیا گیا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اگر نفل نماز زمین پر شروع کی اور سواری مین اُسکو تمام کیا تو جائز نہین اور اگر سواری پر شروع کی اور اُترکر تمام کیا تو جائز ہے یہ متون مین لکھا ہی۔ دو شخص ایک محمل مین سوار ہین اور نفل مین ایک دوسرے کا اقتدا کرے تو جائز ہے

سلہ نہین اقوال یہ احوط ہی اور حدیث عمرؓ سے شہر مین بھی جواز نکلتا ہی ۱۲ سلہ اشارون سے یعنی رکوع سے سجدہ کا اشارہ جھکا ہوا ہو اور یہی صحیح ہے کما فی الخلاصۃ اور یہی مراد الحجہ ہی ۱۲ سلہ اسی سے صاحبینؒ نے کہا ہی کہ وتر سنت موکدہ ہی کیونکہ حضرتؐ نے سواری پر ادا فرمائی ہی ۱۲

اور اسیطرح حالت ضرورت مین فرض مین بھی جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی خواہ اُس محمل کے ایک ہی جانب دونون ہون خواہ دو جانبون مین ہون اسلیے کہ اُن دونون مین کوئی ایسی چیز حائل نہین جو اقتدا کی مانع ہو اور اگر ہر ایک جدا جدا جانور پر سوار ہو تو مقتدی کی نماز جائز نہوگی اسواسطے کہ دونون جانورون کے درمیان مین رستہ چلتا ہوا ہی اور وہ صحت اقتدا کا مانع ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ فرض نماز جانور پر جائز نہین مگر عذر سے جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اسیطرح واجب نمازین جیسے وتر و نذر کی نماز اور وہ نماز جو شروع کر کے فاسد کردی اور جنازہ کی نماز اور جو آیۃ سجدہ زمین پر پڑھی تھی اُسکا سجدہ تلاوت سواری پر جائز نہین مگر عذر مین جائز ہی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور منجملہ عذرون کے یہ ہی کہ جانور سے اُترنے مین اپنی جان پر یا کپڑون پر یا جانور پر یا چور یا درندہ یا دشمن کا خوف ہو یا جانور ایسا شریر ہو کہ اگر اُسپر سے اُترے تو بغیر دوسرے کی مدد سے چڑھ نہ سکیگا یا بہت بوڑھا ہو کہ ضعف کیوجہ سے خود نہین چڑھ سکتا اور دوسرا کوئی چڑھانے والا نہین یا تمام زمین مین کیچڑ ہو کہین خشک جگہ نماز کے واسطے نہو یہ محیط مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب کیچڑ اسقدر ہو کہ جسمین اُسکا مُنھ دھس جاوے اور اگر اسقدر نہو لیکن زمین تر ہو تو زمین پر نماز پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور جب ان عذرون کیوجہ سے فرض نماز سواری پر پڑھے تو پھر جب اُترنا ممکن ہوگا تو نماز کا اعادہ لازم نہین یہ سراج الوہاج مین ہی معذور کو اگر جانور کا روکنا ممکن ہو تو جانور کو روک کر اشارون سے نماز پڑھے اور اگر نہ روکیگا تو نماز جائز نہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ گاڑی اگر ایک طرف سے جانور کے اوپر ہو اور وہ چلتی ہو یا نہ چلتی ہو تو اُسمین نماز پڑھنے کا وہی حکم ہی جو جانور پر نماز پڑھنے کا حکم ہی اور اگر کسی طرف سے جانور پر نہو تو وہ بمنزلہ تخت کے ہے اور اسیطرح اگر اپنے محمل کے نیچے ایک لکڑی گاڑے جس سے وہ زمین پر ٹھہر جاوے جانور پر نہو تو وہ بمنزلہ زمین کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی جانور پر اگر نجاست ہو تو کچھ حرج نہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر زین پر یا رکابون پر نجاست ہوگی تو مانع نماز ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر صرف رکابون پر ہی تو مانع نماز نہین اور اصح یہ ہی کہ نجاست خواہ زین پر ہو یا رکابون پر کہین مانع نماز نہین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی۔ کشتی مین نماز پڑھی تو مستحب یہ ہی کہ اگر قادر ہو تو فرض نماز کے واسطے کشتی سے باہر نکلے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کشتی چلتی ہو اور قیام پر قادر ہو اور پھر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہی اور امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک جائز نہین اور اگر کشتی بندھی ہوئی ہو چلتی نہو تو اُسمین بیٹھکر نماز پڑھنا بالاجماع جائز نہین یہ تہذیب مین لکھا ہی اگر کشتی مین کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور وہ بندھی ہوئی اور زمین پر ٹھہری ہوئی ہو تو جائز ہی اور اگر زمین پر ٹھہری ہوئی نہو اور اس سے باہر نکلنا ممکن ہی تو نماز اُسمین جائز نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر دریا کے اندر ٹھہری ہوئی ہے اور وہ ہلتی ہی تو اصح یہ ہی کہ اگر ہوا اُسکو بہت ہلاتی ہو تو وہ چلتی ہوئی کے حکم مین ہی اور اگر تھوڑا ہلاتی ہی تو ٹھہری ہوئی کے حکم مین ہی یہ تمرتاشی مین لکھا ہی۔ اگر ایسی حالت ہو کہ اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھیگا تو دوران سر پیدا ہوگا تو کشتی مین بیٹھکر نماز پڑھنا بالاجماع جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ کشتی مین نماز شروع کرتے وقت قبلہ کو مُنھ کرنا لازم ہے یہ کافی کے

باب صلوۃ المریض مین لکھا ہی اور جب کشتی گھومے تو نماز پڑھنے والا منھ اپنا قبلہ کو پھیر لے اور اگر باوجود قدرت کے
مُنھ نہ پھیریگا تو نماز جائز نہوگی۔ اگر کشتی مین اشارون سے نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ پر قادر ہی سب کے
قول کے بموجب نماز جائز نہوگی یہ مضمرات کے باب صلوۃ المسافر مین لکھا ہی۔ اگر کشتی کے اندر اقامت کی نیت
کرے تو مقیم نہوگا کشتی کے مالک اور ملاح کے لیے بھی یہی حکم ہی لیکن کشتی اگر اسکے شہر یا گانون سے قریب ہو
تو اسوقت اصلی اقامت کیوجہ سے مقیم ہوجاویگا یہ محیط مین لکھا ہی و لوالجیہ مین ہی کہ اگر مقیم نے حالت اقامت مین
کشتی مین نماز پڑھی جو دریا کے کنارے پر لگی ہوئی تھی پھر وہ کشتی ہوا کیوجہ سے چل نکلی اور وہ کشتی کے اندر نماز
پڑھتا ہی اور اسوقت اُسنے سفر کی نیت کرلی تو امام ابویوسفؒ کے نزدیک وہ مقیم کیطرح پوری نماز پڑھیگا اور
حجہ مین ہی کہ فتوے احتیاطاً امام ابویوسفؒ کے قول پر ہی اور عتابیہ مین ہی کہ اگر مسافر نے کشتی کے اندر شہر سے
باہر نماز شروع کی اور اُسی حالت مین کشتی چلتے چلتے شہر کے اندر داخل ہوگئی تو وہ پوری چار رکعتین پڑھیگا یہ تاتارخانیہ
مین لکھا ہی جو شخص کشتی کے اندر ہو اُسکو اُس شخص سے جو دوسری کشتی مین نماز پڑھتا ہو اقتدا جائز نہین لیکن اگر
دونون کشتیان ملی ہوئی ہون تو اقتدا جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور نوازل مین ہی کہ اگر دونون ایسی پاس ہون
کہ بغیر دقت ایک سے دوسری مین کود سکتا ہی تو وہ دونون کشتیان ملی ہوئی کے حکم مین ہین اور دونون گروہون کی
نماز جائز ہوجاویگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جو شخص زمین پر کھڑا ہو وہ کشتی کے امام کے پیچھے اقتدا کرے یا جو
کشتی مین ہو وہ زمین والے امام کا اقتدا کرے تو اگر اُنکے درمیان مین راستہ ہی یا کچھ نہر ہے تو اقتدا جائز نہین ورنہ
جائز ہی۔ اور اگر کشتی کے سائبان پر کھڑا ہو کر اُس امام سے اقتدا کیا جو کشتی مین ہی تو اُسکا اقتدا صحیح ہے لیکن
اگر امام سے آگے ہوگیا تو صحیح نہین یہ محیط مین لکھا ہے اگر نماز کے اندر کشتی کو باندھے تو از سر نو نماز پڑھے
اسلیے کہ وہ عمل کثیر ہی یہ محیط مین لکھا ہی

سولھوان باب جمعہ کی نماز کے بیان مین

جمعہ کی نماز فرض عین ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی جمعہ کے واجب
ہونے کے لیے نماز پڑھنے والے مین چند شرطین ہونی چاہیین آزاد ہونا اور مرد ہونا اور مقیم ہونا اور تندرست
ہونا یہ کافی مین لکھا ہی اور چلنے پر قادر ہونا یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور بینا ہونا یہ تمرتاشی مین لکھا ہی پس
غلام پر اور عورتون پر اور مسافر پر اور مریض پر جمعہ واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے لنگڑے پر بالاجماع
جمعہ واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر اسکو کوئی اُٹھاکر لیجانے والا ہو تو بھی اُسپر جمعہ واجب نہین یہ زاہدی
مین لکھا ہی اور اندھے کا اگرچہ کوئی ہاتھ پکڑکر لیجانے والا ہو تو بھی اُسپر جمعہ واجب نہین یہ سراجیہ مین لکھا
ہے اور بہت بوڑھا جو ضعیف ہوگیا ہی وہ مریض کے حکم مین ہی اُسپر بھی جمعہ واجب نہین اور اگر مینھ بہت
برستا ہو یا کوئی شخص بادشاہ ظالم کے خوف کیوجہ سے چھپا ہوا ہو تو جمعہ ساقط ہوجاتا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا
ہے مالک کو اختیار ہی کہ غلام کو جمعہ اور جماعت عیدین مین جانے سے منع کرے اور مکاتب پر جمعہ واجب ہی
اور اگر غلام تھوڑا آزاد ہوگیا ہو اور باقی کے واسطے کوشش کرتا ہو تو اُسپر بھی جمعہ واجب ہے اور غلام دون

اور اُس غلام پر جو روزانہ کچھ ادا کرتا ہو جمعہ واجب نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اُس غلام مین جو جامع مسجد کے دروازہ پر اپنے مالک کے جانور کی حفاظت کے واسطے ہو اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ اگر جانور کی حفاظت مین خلل نہو تو جمعہ پڑھے یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ آقا کو اختیار ہی کہ اپنے نوکر کو جمعہ مین جانے سے منع کرے یہ قول امام ابوحفص رح کا ہی اور ابو علی دقاق نے کہا ہی کہ شہر کے اندر اسکو منع کرنا جائز نہین لیکن اگر جامع مسجد دور ہوگی تو اسوقت اجرت ساقط ہوجاویگی جسقدر وہ جمعہ مین مشغول ہوا ہی اور اگر دور نہوگی تو کچھ اجرت ساقط نہوگی اور جو اجرت کم ہوگئی اُسکے مطالبہ کا اجیر کو اختیار نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور ظاہر متون سے دقاق کا قول ثابت ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے جس شخص پر جمعہ واجب نہین ہی اگر وہ اُسکو ادا کریگا تو اُسوقت کا فرض ادا ہوجاویگا یہ کنز مین لکھا ہی اور جمعہ کے ادا ہونے کی چند شرطین ہین جو نماز پڑھنے والے سے خارج ہین۔ منجملہ اُنکے مصر ہی یہ کافی مین لکھا ہی مصر ظاہر روایت کے بموجب وہ جگہ ہی جہان مفتی اور قاضی ہو جو حدود کو قائم کرے اور احکام جاری کرے اور کم سے کم اسکی آبادی منا کے برابر ہو یہ ظہیریہ اور فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور خلاصہ مین ہے کہ اسی پر اعتماد ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور حدود کے قائم کرنے کے یہ معنی ہین کہ اُسپر قدرت ہو یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور جسطرح جمعہ کا ادا کرنا مصر مین جائز ہے اسیطرح اسکا ادا کرنا فنائے مصر مین جائز ہی اور فنائے مصر وہ مقام ہے جو مصر کی مصلحتون کے واسطے اُسکے متصل مقرر کیا جاوے اور جو شخص ایسی جگہ مقیم ہو کہ اُسکے اور شہر کے درمیان مین تھوڑا سا فاصلہ ہوجاوے اور اسمین کھیت اور چراگاہ ہون جیسے کہ بخارا کا قلعہ ہی تو وہان کے لوگون کو جمعہ واجب نہوگا اگرچہ اذان کی آواز وہان تک پہونچتی ہو ایک میل یا کئی میلون کے فاصلہ کا کچھ اعتبار نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی فقیہ ابوجعفر نے امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح سے یہی روایت کی ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے اسی کو اختیار کیا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے گانون کا رہنے والا آدمی جب شہر مین داخل ہو اور جمعہ کے دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو اُسپر جمعہ لازم ہوجاویگا کیونکہ اس دن کے واسطے وہ بھی اس شہر کے رہنے والون کے حکم مین ہی اور اگر یہ نیت کرے کہ اسی دن جمعہ کا وقت داخل ہونے سے پہلے یا بعد چلا جاویگا تو اُسپر جمعہ واجب نہین لیکن اگر جمعہ پڑھیگا تو اجر پاویگا یہ فتاوے قاضیخان اور تجنیس اور محیط مین لکھا ہی اور گانون اور جنگلون کے رہنے والے جنپر جمعہ واجب نہین ہی اُنکو جائز ہی کہ جمعہ کے دن ظہر کی نماز جماعت اور اذان اور اقامت سے پڑھین اور مسافر اگر جمعہ کے روز شہر مین نماز پڑھین تو جدا جدا نماز پڑھین اور یہی حکم ہے شہر والون کیلیے اگر جمعہ اُنسے فوت ہوجاوے اور قیدیون اور مریضون کیلیے اور جماعت سے نماز پڑھنا اُنکو مکروہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور منا مین موسم حج مین خلیفہ یا امیر حجاز کو جمعہ قائم کرنا جائز ہی امیر موسم کو جائز نہین یہ وقایہ مین لکھا ہے۔ خواہ امیر موسم مسافر ہو یا مقیم ہو لیکن اگر امیر عراق یا امیر مکہ کیطرف سے اُسکو اذن ہو تو جائز ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر وہ مقیم ہو تو جائز ہے اور مسافر ہو تو جائز نہین اور صحیح پہلا قول ہی یہ بدائع مین لکھا ہے اور اس موسم کے سوا اور دنون مین وہان جمعہ جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ عرفات مین بالاتفاق جمعہ

جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی ایک شہر مین جمعہ کئی مقامون مین ادا ہو سکتا ہی اور یہ قول امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح
کا ہی اور یہی اصح ہی امام سرخسی نے کہا ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کا صحیح مذہب یہی ہی اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ
بحر الرائق مین لکھا ہی اگر جمعہ کے روز بارش بہت ہو تو لوگ اگر جمعہ مین حاضر نہون تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا
ہے جس مقام مین جمعہ کے جائز ہونے مین شک ہوا ہو بسبب کہ اسکے مصر ہونے مین شک ہو یا اور کوئی وجہ
ہو اور وہان کے لوگ جمعہ قائم کرین تو چاہیے کہ جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعتین ظہر کی نیت سے پڑھ لین تاکہ اگر جمعہ
اپنے موقع پر واقع نہو تو اسوقت کا فرض یقیناً ادا ہو جاوے یہ کافی مین لکھا ہے اور یہی محیط مین لکھا ہی پھر اسکی نیت
مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ یہ نیت کرے کہ آخر ظہر جو میرے ذمہ ہی پڑھتا ہون اور یہی احسن ہے اور زیادہ
احتیاط اسمین ہی کہ یون کہے کہ نیت کرتا ہون آخر ظہر کی جسکا وقت مین نے پایا اور نماز ابھی تک نہین پڑھی یہ قنیہ
مین لکھا ہی اور فتاوے آہو مین ہے کہ جمعہ کے بعد جو ہمارے ملک مین چار رکعتین پڑھی جاتی ہین ان چارون مین
الحمد اور سورۃ پڑھنا چاہیے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے سلطان ہے عادل ہو یا ظالم یہ تاتارخانیہ مین
نصاب سے نقل کیا ہی یا وہ شخص جسکو سلطان نے حکم کیا ہی اور وہ امیر ہے یا قاضی یا خطیب یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا
ہے یہان تک کہ جمعہ کا قائم کرنا بغیر حکم سلطان یا نائب سلطان کے جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے کسی شخص نے
جمعہ کے روز بغیر اذن امام کے خطبہ پڑھا اور امام حاضر ہے تو یہ جائز نہین لیکن اگر امام نے حکم کیا ہو تو جائز ہے
یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر امیر بیمار ہوا اور اُسکا کوتوال نماز پڑھاوے تو جائز نہین لیکن اُسکے اذن سے
پڑھاوے تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے نقل کیا ہے۔ غلام اگر کسی ضلع کا حاکم ہو جاوے اور جمعہ
پڑھاوے تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی جمعہ کی نماز ایسے شخص کے پیچھے جو بطور تغلب حاکم ہو گیا ہو اور خلیفہ کیطرف سے
اسکے پاس فرمان نہو اگر خصلت اسکی مثل امرا کے ہو اور اپنی رعیت پر احکام بطور ولایت جاری کرتا ہو تو جائز ہے۔
عورت اگر بادشاہ ہو تو جمعہ کے قائم کرنے کے واسطے اسکو حکم کرنا جائز ہی خود اسکو جمعہ پڑھانا جائز نہین یہ فتح القدیر
مین لکھا ہی۔ صحیح ہمارے زمانہ مین یہ ہی کہ صاحب شرط یعنی جو شحنہ اور والی اور قاضی کے نام سے مشہور ہوتا ہی
جمعہ قائم نہ کرے کیونکہ اسکو یہ اختیار نہین ہوتا لیکن اگر یہ کام اُنکے ذمہ ہی اور اُنکے فرمان مین درج ہو تو جائز ہے
یہ غیاثیہ مین لکھا ہی کسی شہر کا والی مرگیا ہو اور اُس مرے ہوے کا خلیفہ یا صاحب شرط یا قاضی نماز پڑھاوے تو جائز ہی
اور اگر وہان اُنمین سے کوئی نہو اور سب آدمی ایک شخص کو جمع ہو کر مقرر کر لین اور وہ نماز پڑھاوے تو جائز ہی یہ سراجیہ
مین لکھا اور اگر امام سے اذن نہ لے سکین اور سب آدمی جمع ہو کر ایک شخص کو مقرر کر لین اور وہ جمعہ پڑھاوے تو جائز
ہے یہ تہذیب مین لکھا ہی۔ اگر خلیفہ مرگیا اور اُسکی طرف سے والی اور امیر مسلمانون کے انتظام کے واسطے مقرر تھے
تو جبتک وہ معزول نہ کیے جاوینگے اسیطرح ولایت پر باقی رہینگے اور جمعہ قائم کرینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
امیر کا خطبہ کے واسطے اذن دینا جمعہ کے واسطے اذن دینا ہی اور جمعہ کے واسطے اذن دینا خطبہ کے واسطے اذن
دینا ہی اگر امیر کسیکو یہ حکم دے کہ خطبہ پڑھ اور نماز نہ پڑھا تو اُسکو نماز پڑھانا جائز ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر کوئی

لڑکا یا نصرانی کسی شہر کا حاکم ہو جاوے پھر وہ نصرانی مسلمان ہو جاوے یا لڑکا بالغ ہو جاوے تو جبتک خلیفہ کیطرف سے نیا حکم نہ ملے تب تک وہ جمعہ قائم نہین کر سکتے لیکن اگر پہلے ہی سے خلیفہ نے نصرانی کو بشرط اسلام اور لڑکے کو بعد بلوغ جمعہ پڑھانے کی اجازت دیدی ہو تو نئے حکم کی حاجت نہین یہ تہذیب مین لکھا ہی۔ خلیفہ اگر سفر کرے اور گانؤن مین ہو تو وہان اسکو جمعہ پڑھنا جائز نہین اور اگر اپنی ولایت کے کسی شہر مین گذرے اور مسافر ہو تو جائز ہے اسلیے کہ غیرون کی نماز اُسکے اذن سے جائز ہوتی ہی پس اُسکی نماز بدرجہ اولے جائز ہوگی اگر امام نے کسی جگہ کو مصر مقرر کیا پھر وہان سے دشمن کے خوف یا اور کسی وجہ سے لوگ بھاگ گئے پھر چند روز بعد وہان آگئے تو جب تک نیا اذن امام کیطرف سے نہوگا جمعہ قائم نہ کرینگے۔ اگر بادشاہ کسی شہر والون کو جمعہ پڑھنے سے منع کرے تو وہ جمعہ نہ پڑھین فقیہ ابو جعفر نے کہا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب بادشاہ کسی مصلحت کیوجہ سے یہ حکم کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آیندہ کو وہ شہر مصر نہ ہے لیکن اگر دشمنی سے یا وہان کے لوگون کو ضرر پہونچانے کے واسطے یہ حکم کرے تو اُنکو اختیار ہے کہ کسی شخص پر اتفاق کرکے جمعہ پڑھ لین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ امام جب معزول ہو جاوے تو جب تک کہ کتبہ اسکی معزولی کا نہ آجاوے یا دوسرا امیر اسکے اوپر مقرر ہو کر نہ آوے اسکو جمعہ پڑھانا جائز ہی اور جب کتبہ اسکی معزولی کا آجاوے یا دوسرے امیر کا آجانا معلوم ہو جاوے تو جمعہ پڑھانا اسکا باطل ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر امام نے جمعہ کی نماز شروع کردی پھر دوسرا والی یا امام مقرر کردیا تو وہ اسیطرح نماز پڑھاتا رہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ جن شہرون کے والی کافر ہون وہان مسلمانون کا جمعہ قائم کرنا جائز ہے اور قاضی مسلمانون کی رضامندی سے مقرر ہو سکتا ہی اور وہان کے لوگون پر واجب ہے کہ مسلمان والی مقرر کرنیکی جستجو کرتے رہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے ظہر کا وقت ہے اگر جمعہ کی نماز کے اندر ظہر کا وقت خارج ہو جاوے تو جمعہ فاسد ہو جاویگا اور اگر بقدر تشہد قعدہ کرنے کے بعد وقت خارج ہوا تو بھی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ جمعہ پڑھنے والے کو جائز نہین کہ اسپر ظہر کی نماز بنا کرے کیونکہ دونون نمازین مختلف ہین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ مقتدی اگر جمعہ کی نماز مین سو جاوے اور وقت کے خارج ہونے کے بعد ہوشیار ہو تو نماز اُسکی فاسد ہوگئی اور اگر امام کے فارغ ہونے کے بعد ہوشیار ہوا اور وقت ابھی باقی ہے تو جمعہ پورا کرلے یہ محیط مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے قبل نماز کے خطبہ ہی اگر بلا خطبہ کے جمعہ پڑھین یا وقت سے پہلے خطبہ پڑھ لین تو جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی۔ خطبہ مین فرض بھی ہین اور سنتین بھی ہین۔ فرض خطبہ مین دو ہین اول وقت اور وہ زوال کے بعد اور نماز سے پہلے ہی پس اگر زوال سے پہلے یا نماز کے بعد خطبہ پڑھا تو جائز نہین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی دوسرا فرض ذکر اللہ کا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور الحمد یا لا الٰہ الا اللہ یا سبحان اللہ پڑھنا کافی ہی یہ متون مین لکھا ہی یہ اُسوقت ہی کہ جب خطبہ کے قصد سے پڑھین لیکن اگر چھینکا اور الحمد للہ یا سبحان اللہ پڑھا یا کسی چیز پر تعجب آنیکی وجہ سے لا الٰہ الا اللہ پڑھا تو بالاجماع خطبہ کا قائم مقام نہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر تنہا خطبہ پڑھا یا عورتون کے سامنے پڑھا تو صحیح یہ ہی کہ جائز نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اگر ایک یا دو آدمیون کے سامنے خطبہ پڑھے

اور تین آدمیون کے ساتھ نماز پڑھے تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر خطبہ پڑھے اور سب لوگ سوتے ہین یا سب بہرے ہون تو جائز ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور سنتین خطبہ مین پندرہ ہین اول طہارت محدث اور جنب کو خطبہ پڑھنا مکروہ ہی دوسرے کھڑے ہونا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر بیٹھکر یا لیٹ کر خطبہ پڑھے تو جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی تیسرے قوم کیطرف متوجہ ہونا چوتھے خطبہ سے پہلے اپنے دل مین اعوذ باللہ پڑھ لینا پانچوین قوم کو خطبہ سُنانا اور اگر نہ سُنا وے تو جائز ہی چھٹے الحمد للہ سے شروع کرنا ساتوین اللہ کی وہ تعریف کرنا جو اُسکے لائق ہی آٹھوین اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ پڑھنا نوین نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا۔ دسوین وعظ اور نصیحت کا ذکر کرنا۔ گیارھوین قرآن پڑھنا اور اُسکا چھوڑنا بُری بات ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور خطبہ مین پڑھنے کی مقدار چھوٹی تین آیتین ہین یا بڑی ایک آیت یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ بارھوین اللہ کی حمد و ثنا اور نبی علیہ السلام کے درود کا دوسرے خطبہ مین اعادہ کرنا۔ تیرھوین مسلمان مردون اور عورتون کیلیے دعا کی زیادتی کرنا۔ چودھوین خطبہ مین تخفیف کرنا کہ طوال مفصل مین سے کسی سورۃ کے برابر ہے اس سے زیادتی مکروہ ہی پندرھوین دونون خطبون کے درمیان مین بیٹھنا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے دونون خطبون مین بیٹھنے کی مقدار ظاہر روایت مین بقدر تین آیت کے پڑھنا ہی یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے نقل کیا ہی شمس الائمہ سرخسی نے دونون خطبون مین بیٹھنے کی مقدار یہ بیان کی ہی کہ وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ مین اطمینان سے بیٹھ جاوے اور اُسکے سب عضا اپنے مقام مین ٹھہر جاوین اس سے اور زیادہ نہ کرے اور کھڑا ہو جاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی مختار وہی ہی جو شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ دونون خطبونکے درمیان مین جلسہ کا چھوڑنا بُرا ہی یہ قنیہ مین لکھا ہے خطبہ سے پہلے بیٹھنا سنت ہے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہے خطیب مین شرط یہ ہی کہ وہ جمعہ کی امامت کی لیاقت رکھتا ہو یہ زاہدی مین لکھا ہی اور سنت ہے کہ خطیب باقتداء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھے اور مستحب ہے کہ خطیب اپنی آواز بلند کرے اور دوسرے خطبہ مین جہر بہ نسبت پہلے خطبہ کے کم ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور چاہیے کہ دوسرا خطبہ اسطرح شروع ہو الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ الخ اور خلفاء راشدین اور رسول اللہ کے دونون چچا کا ذکر مستحسن ہی اسیطرح برابر معمول چلا آتا ہی یہ تجنیس مین لکھا ہی خطیب کے لیے خطبہ مین کلام کرنا مکروہ ہی لیکن امر معروف کرے تو جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی خطیب کے سوا اور شخص کو نماز پڑھانا نہ چاہیے یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر امام کو خطبہ پڑھنے کے بعد حدث ہو گیا اور کسی اور شخص کو خلیفہ کیا تو اگر وہ شخص خطبہ مین حاضر تھا تو جائز ہی ورنہ جائز نہین اور اگر نماز مین داخل ہونے کے بعد حدث ہوا تو ہر شخص کو خلیفہ کرنا جائز ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی جسوقت امام خطبہ پڑھنے کے واسطے نکلے تو نماز نہ پڑھین نہ کلام کرین اور صاحبین کا قول یہ ہی کہ امام کے نکلنے کے بعد اور خطبہ شروع کرنے سے پہلے اور ایسے ہی خطبہ تمام کرنے کے بعد اور نماز سے پہلے مضائقہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی خواہ ایسا کلام ہو جیسے آدمی آپسمین باتین کیا کرتے ہین خواہ سبحان اللہ پڑھنا یا چھینک یا سلام کا جواب دینا ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی لیکن فقہ کو سمجھنا اور فقہ کی

کتابون پر نظر کرنا اور اُسکو لکھنا ہمارے بعض صحابون کے نزدیک مکروہ ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے اور اگر زبان سے کلام نہ کرے اور ہاتھ یا سر یا آنکھون سے اشارہ کرے مثلاً کسیکو بُرا کام کرتے دیکھا اور اُسکو ہاتھ سے منع کیا یا کوئی خبر سنی اور سر سے اشارہ کر دیا تو صحیح یہ ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہے اور اُسوقت نبی علیہ السلام پر درود مکروہ ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور خطبہ سننے مین جو شخص امام سے دور ہو وہ مثل قریب کے ہی اور اُسکے حق مین بھی خاموش رہنے کا حکم ہی اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی اور اسی مین زیادہ احتیاط ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ قرآن پڑھے اور بعضون نے کہا ہی کہ ساکت رہے اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جو نماز مین حرام ہی وہ خطبہ مین بھی حرام ہی یہان تک کہ جب امام خطبہ پڑھتا ہو تو کچھ کھانا یا پینا نہ چاہیے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ خطیب کی طرف منہ کرنا مستحب ہے یہ اُسوقت ہی کہ جب اُس کے سامنے ہو اور اگر اُسکے قریب یا داہنی یا بائین طرف ہو تو اُسکی طرف پھر کر سننے کو مستعد ہو کر بیٹھ جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور عامہ مشائخ کا یہ قول ہی کہ قوم پر اول سے آخر تک خطبہ سُننا واجب ہی اور امام سے قریب ہونا بہ نسبت دور ہونے کے افضل ہی ہمارے مشائخ کا جواب صحیح یہی ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور امام سے قریب ہونیکے واسطے لوگون کی گردنین پھلانگ کر نہ جاوے اور ہمارے اصحاب مین سے فقیہ ابو جعفر نے کہا ہی کہ جبتک امام نے خطبہ شروع نہین کیا تب تک پھلانگنا جائز ہی اور جب شروع کر دیا تو مکروہ ہی اسواسطے کہ مسلمان کو چاہیے کہ جبتک امام نے خطبہ شروع نہین کیا آگے بڑھے اور محراب سے قریب ہو تاکہ پیچھے سے آنے والون کے لیے گنجائش ہو اور امام سے قریب ہونے کی فضیلت حاصل کرے اور جب اول شخص نے یہ نہ کیا تو اپنا مکان بلا عذر ضائع کیا پس جو شخص بعد کو آیا اُسکو اس جگہ کے لینے کا اختیار ہی اور جو شخص امام کے خطبہ پڑھنے مین آوے اُسکو چاہیے کہ مسجد مین اپنی جگہ پر بیٹھ جاوے اسواسطے کہ چلنا اور آگے بڑھنا حالت خطبہ مین عمل ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی لیکن لوگون سے سوال کرنے کے واسطے پھلانگنا سب حالتون مین بالاجماع مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور مختار یہ ہی کہ سائل اگر نماز پڑھنے والون کے سامنے نہ گذرتا ہو اور لوگون کی گردنین نہ پھلانگتا ہو اور لوگون سے گڑگڑا کر نہ مانگتا ہو اور وہ چیز مانگتا ہو جسکا مانگنا ضرور ہے تو اُسکے مانگنے اور دینے مین مضائقہ نہین اور اگر اس طریقہ کے موافق نہو تو مسجد کے مانگنے والے کو دینا جائز نہین یہ وجیز کردری مین لکھا ہے جب کوئی شخص خطبہ کے وقت حاضر ہو تو خواہ گھٹنے اُٹھا کر خواہ چارزانو جیسے چاہے بیٹھ جاوے اسواسطے کہ خطبہ حقیقت اور عمل مین نماز نہین ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جسطرح نماز مین بیٹھتے ہین اسطرح بیٹھنا مستحب ہے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص نفل پڑھتا ہو اور امام نے خطبہ شروع کر دیا تو اگر اس نے سجدہ نہین کیا ہی تو نماز کو قطع کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو دو رکعتون کے بعد نماز قطع کرے یہ قنیہ مین لکھا ہے قوس پر یا عصا پر سہارا لگا کر خطبہ پڑھنا مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی محیط مین لکھا ہی۔ اور جو شہر تلوار سے فتح ہوئے ہین اُنمین خطیب تلوار گردن مین ڈالے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور منجملہ اُسکے جماعت ہے اور کم سے

کم اسمین امام کے سوا تین آدمی ہوتے چاہمین یہ تبیین مین لکھا ہی یہ شرط نہین ہی کہ وہ سب لوگ خطبہ مین حاضر ہون یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر امام نے جمعہ کا خطبہ پڑھا اور لوگ بھاگ گئے اور پھر دوسرے لوگ آگئے اور اُنکے ساتھ جمعہ پڑھا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جماعت والون کے واسطے شرط یہ ہی کہ وہ امام ہونے کی لیاقت رکھتے ہون اور اگر امام بننے کی لیاقت نہ رکھتے ہون مثلاً عورتین ہون یا لڑکے ہون تو جمعہ جائز نہ ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اگر وہ غلام ہون یا مسافر ہون یا مریض ہون یا امی ہون یا گونگے ہون تو جمعہ صحیح ہوجاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر امام نے جمعہ کی تکبیر کہی اور جماعت کے لوگ حاضر تھے مگر اُنھون نے امام کے ساتھ نماز شروع نہ کی تو اصل مین مذکور ہی کہ اگر اُنھون نے امام کے رکوع کے سر اُٹھانے سے پہلے تکبیر کہہ لی تو جمعہ صحیح ہی ورنہ از سر نو شروع کرے اور اسمین کچھ خلاف مذکور نہین یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور اگر اُنھون نے امام کے ساتھ تکبیر کہی پھر بھاگ گئے اور مسجد سے نکل گئے پھر امام کے رکوع سے سر اُٹھانے سے پہلے آگئے اور تکبیر کہہ لی تو جمعہ جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جب امام نے تکبیر کہی اور اُسکے ساتھ کچھ لوگ باوضو تھے مگر اُنھون نے امام کے ساتھ تکبیر نہ کہی یہانتک کہ اُنکو حدث ہوگیا پھر وہ لوگ چلے گئے اور دوسرے لوگ آگئے تو بطور استحسان جمعہ جائز ہی اور اگر وہ اول سے ہی بے وضو تھے اور امام نے تکبیر کہہ دی پھر اور لوگ آئے تو امام از سر تکبیر کہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر جماعت کے لوگ نماز شروع کرنے کے بعد اور سجدہ کرنے سے پہلے بھاگ گئے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جمعہ صحیح نہوگا صاحبینؒ کا اسمین خلاف ہی یہ تمرتاشی مین لکھا ہی اور اگر سجدہ کرنے کے بعد بھاگ گئے تو ہمارے تینون عالمون کے نزدیک صحیح جمعہ ہوئیگا یہ مضمرات مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے اذن عام ہے اور وہ یہ ہی کہ مسجد کے دروازے کھول دیے جاوین اور سب لوگون کو آنے کی اجازت ہو اور اگر کچھ لوگ مسجد مین جمع ہو کر مسجد کے دروازے بند کر لین اور جمعہ پڑھین تو جائز نہین ہی اور علے ہذا اگر بادشاہ اپنے لوگون کے ساتھ اپنے گھر مین جمعہ پڑھنا چاہے اور دروازہ کھول دے اور اذن عام دیدے تو نماز جائز ہو گی خواہ اور لوگ آوین یا نہ آوین یہ محیط مین لکھا ہے لیکن مکروہ ہو گی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور اگر سلطان گھر کا دروازہ نہ کھولے اور دربان بٹھادے تو جمعہ جائز نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ مسافر اور غلام اور مریض کو جائز ہی کہ جمعہ کے امام بنین یہ قدوری مین لکھا ہی جس شخص کو کوئی عذر نہین ہی وہ اگر جمعہ سے پہلے ظہر پڑھ لے تو مکروہ ہی یہ کنز مین لکھا ہی اور مریض اور مسافر اور قیدیون کو امام کے جمعہ سے فارغ ہونے تک ظہر مین تاخیر کرنا مستحب ہے اگر تاخیر نہ کرین تو صحیح قول کے بموجب مکروہ ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ظہر کی نماز پڑھ لی پھر جمعہ کی طلب مین چلا اگر امام کے ساتھ جمعہ ملگیا تو ظہر کی نماز باطل ہو گئی خواہ معذور ہو جیسے مسافر یا مریض یا غلام خواہ غیر معذور ہو اور اگر جمعہ نہ ملا تو دیکھا جاوے کہ جسوقت یہ گھر سے نکلا تھا اگر اسیوقت امام فارغ

سلہ یعنے امام ابوحنیفہ و ابویوسف و محمد رحمہم اللہ تعالے ۱۲ سلہ مکروہ یعنے بادشاہ کا اسطرح جمعہ ادا کرنا مکروہ ہی اگرچہ نماز جائز ہو گئی ۱۲ سلہ مکروہ سے مراد تنزیہی ہی بقرینہ تاخیر مستحب ۱۲ سلہ اگرچہ اطفال رہجاوین ۱۲ سلہ یعنے صحیح ہو گیا ۱۲

ہو گیا تھا تو بالاجماع ظہر باطل نہو گی اور اگر اسکے گھر سے نکلتے وقت امام نماز مین تھا اور اُسکے پہونچنے سے پہلے
فارغ ہو گیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اُسکی ظہر باطل ہو گئی صاحبینؒ کا اسمین خلاف ہی اور اگر اپنے گھر سے
جمعہ کے ارادہ سے نہین نکلا تو بالاجماع ظہر باطل نہو گی یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر جسوقت جمعہ کے ارادہ سے چلا (باطل نہو گی ۱۲)
اُسی وقت امام فارغ ہوا تو ظہر باطل نہو گی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر ظہر اپنے گھر مین پڑھ لی پھر جمعہ کیطرف متوجہ ہوا
اور ابھی تک امام نے جمعہ نہین پڑھا لیکن دور ہونے کیوجہ سے اسکو جمعہ کے ملنے کی توقع نہین تو فقہاے بلخ کے
قول کے بموجب اُسکی ظہر باطل[۱] ہو جاویگی اور اگر جمعہ کیطرف متوجہ ہوا اور ابھی تک امام نے کسی عذر کی وجہ سے یا
بغیر عذر نماز نہین پڑھی تو اُسکی ظہر کے باطل ہونے مین اختلاف ہے صحیح یہ ہی کہ باطل نہین ہوتی اگر جمعہ کیطرف
متوجہ ہوا اور لوگون نے جمعہ شروع کر دیا تھا لیکن وہ جمعہ کے تمام ہونے سے پہلے کسی حادثہ کیوجہ سے نکل گئے تو
اسمین اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ ظہر اسکی باطل ہو جاویگی یہ کفایہ مین لکھا ہی جمعہ کے واسطے چلنے مین معتبر یہ ہے کہ اپنے
گھر سے جدا[۲] ہو جاوے اور اس سے پہلے مختار قول کے بموجب ظہر باطل نہین ہوتی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اگر ظہر
پڑھنے کے بعد مسجد مین بیٹھا ہو تو بالاتفاق یہ حکم ہی کہ جب تک امام کے ساتھ جمعہ نہ شروع کرے ظہر باطل نہین
ہوتی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر مریض اپنے گھر ظہر پڑھنے کے بعد اپنے مرض مین تخفیف پاوے اور جمعہ کے لیے
جاوے اور جمعہ پڑھے تو وہ ظہر اسکی نفل ہو جاویگی یہ نہایہ مین لکھا ہی جو شخص جمعہ کے تشہد یا سجدہ سہو مین شریک
ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسکا جمعہ پورا ہو جاویگا اور شہر کے اندر معذورون کو مانند
قیدی و مسافر کے اور غیر معذورون کو امام کے جمعہ سے فارغ ہونے سے پہلے ظہر کی جماعت مکروہ ہے اور
جمعہ کے بعد شہر والون کو جو کسی سبب سے جمعہ مین حاضر نہین ہوئے تھے ظہر کی جماعت مکروہ ہی گانون والون کو
اذان اور اقامت سے ظہر کی جماعت کرنا بلا کراہت جائز ہی اسکو قاضیخان وغیرہ نے ذکر کیا ہی یہ شرح مختصر الوقایہ
مین لکھا ہی جو ابو المکارم کی تصنیف ہی جمعہ کی اول اذان کے ساتھ بیع کو چھوڑنا اور جمعہ کے واسطے چلنا واجب ہے
اور طحاوی نے کہا ہی کہ خطبہ کی اذان کے وقت جمعہ کے واسطے سعی کرنا واجب ہوتا ہی اور بیع مکروہ ہوتی ہی
حسن بن زیاد نے کہا ہی کہ معتبر وہ اذان ہی جو منارہ پر ہو اور اصح یہ ہی کہ جو اذان قبل زوال کے ہو اُسکا اعتبار
نہین اور زوال کے بعد جو پہلے اذان ہو وہ معتبر ہے خواہ منبر کے سامنے ہو خواہ کہین اور ہو یہ کافی مین لکھا ہی
اور جمعہ کے واسطے جلد چلنا اور مسجد کیطرف کو دوڑنا ہمارے نزدیک اور عامہ فقہاء کے نزدیک واجب نہین اور
اُسکے مستحب ہونے مین اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ اطمینان اور وقار کے ساتھ چلے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور جب خطیب
منبر پہ بیٹھے تو اُسکے سامنے اذان دیجاوے اور خطبہ کے تمام ہونے کے بعد اقامت کہی جاوے یہی طریقہ
ہمیشہ سے معمول چلا آتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جمعہ کی نماز دو رکعتین ہین ہر رکعت مین الحمد اور جونسی سورت

[۱] باطل نہو گی پھر جہان گیا تھا اگر وہان جمعہ مل گیا تو ظہر باطل ہونا چاہیے ورنہ نہین ۱۲ [۲] باطل الخ ہی صحیح

ہے الخ نعیں الہدایہ [۳] جدا ہو الصحیح ۱۲

چاہے پڑھے اور دونون مین قرأت کا جہر کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر تکبیر کہی اور لوگون کے اژدحام کے سبب سے زمین پر سجدہ نہ کر سکا تو لوگون کے کھڑا ہونے کا منتظر رہے پھر اگر کچھ جگہ پاوے تو سجدہ کرے اور اگر دوسرے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کرے تو جائز ہے اور اگر سجدہ کی جگہ ملگئی تھی پھر دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر لوگون کی کثرت کیوجہ سے سجدہ نہ کر سکا اُسیطرح کھڑا رہا یہانتک کہ امام نے سلام پھیر دیا تو وہ لاحق کے حکم مین ہے اُسیطرح بغیر قرأت کے نماز پڑھتا رہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز مین مسبوق ہو پھر اپنی نماز قضا کرنے کے واسطے کھڑا ہو تو اُسکو اختیار ہے کہ جہر سے قرأت پڑھے یا آہستہ پڑھے جیسے تنہا نماز پڑھنے والے کا فجر کی نماز مین حکم ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور جمعہ مین حاضر ہونیوالے کیلیے مستحب ہے کہ تیل لگاوے اور اگر موجود ہو تو خوشبو ملے اور اگر میسر ہون تو اچھے کپڑے پہنے اور سفید کپڑے پہننا مستحب ہے اور پہلی صف مین بیٹھے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے

سترھوان باب عیدین کی نماز کے بیان مین

عیدین کی نماز واجب ہے یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے عید الفطر کے روز مردون کے لیے مستحب ہے کہ نہاوین اور مسواک کرین اور اچھے کپڑے پہنین یہ قنیہ مین لکھا ہے نئے ہون یا دھوئے ہوئے ہون یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور انگوٹھی پہننا اور خوشبو لگانا اور صبح سے اُٹھکر عیدگاہ کو چلنا اور صدقہ فطر کا نماز سے پہلے ادا کرنا اور صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد مین پڑھنا اور پیادہ پا عیدگاہ کو جانا اور دوسرے رستہ سے لوٹنا مستحب ہے یہ قنیہ مین لکھا ہے اور جمعہ اور عیدین کو سوار ہو کر جانے مین مضائقہ نہین اور جسکو قدرت ہو پیادہ پا چلنا افضل ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور عید الفطر مین مستحب یہ ہے کہ عیدگاہ کے جانے سے پہلے تین یا پانچ یا سات چھوارے کھاوے یا اس سے کم کھاوے یا زیادہ مگر طاق ہون ورنہ اور جو چاہے شیرینی کھاوے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہے اور اگر نماز سے پہلے کچھ نہ کھاوے تو گنہگار نہوگا اور اگر نماز سے بعد بھی عشا تک کچھ نہ کھاوے تو شاید کچھ خدا کا عتاب ہو اور عید الضحیٰ کا حکم بھی مثل عید الفطر کے ہے مگر اسمین عید کی نماز تک کچھ نہ کھاوے یہ قنیہ مین لکھا ہے اور کبرے مین ہے کہ عید الضحیٰ کے دن نماز سے پہلے کھانے کے مکروہ ہونے مین دو روایتین ہین مختار یہ ہے کہ مکروہ نہین لیکن مستحب یہ ہے کہ ایسا نہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور مستحب یہ ہے کہ اُس روز سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھاوے جو اللہ تعالیٰ کی ضیافت ہے یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے اور عید کی نماز کے واسطے عیدگاہ کو جانا سنت ہے اگرچہ جامع مسجد مین بھی گنجایش ہو یہی مذہب ہے عامہ مشائخ کا اور یہی صحیح ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ عید کی نماز دو جگہ پڑھنا جائز ہے اور تین جگہ پڑھنا امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہے عیدگاہ کو عید کے

سلہ پڑھتا رہے یعنے تمام کرے ۱۲ سلہ مسبوق جو بعض رکعات پڑھی جانے کے بعد شامل ہوا ۱۲ سلہ فضائل جمعہ مین سے ایک ساعت قبولیت ہے اور یہ خطبہ سے فراغت تک ہے اور ہر روز ایک ساعت ہوتی ہے تو جمعہ مین دو ساعتین ہوگئین اور شاید دوسری ساعت جمعہ کے روز عصر سے غروب تک ہے اور تحقیق عین الہدایہ مین ہے ایک شہر مین کئی جگہ جمعہ پڑھنا جائز ہے یہی صحیح و مختار ہے البحر۔ اور کسقدر فاصلہ ہو اُسکی بحث عین الہدایہ مین ہے ۱۲ ع

سلہ عیدین عید فطر و عید ضحیٰ اور اول نماز فطر آنحضرت صلعم نے ہجرت کے دوسرے سال پڑھی قنیہ مین کہا کہ دیہات مین جمعہ نہین تو عید کی نماز قائم کرنا مہمل ہے ۱۲ ع

روز منبر نہ لیجاوین اور عیدگاہ مین منبر بنانے مین مشائخ کا اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ مکروہ نہین اور بعضون نے کہا کہ مکروہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور صحیح یہ کہ مکروہ نہین یہ فتاوے غرائب مین لکھا ہی اور چاہیے کہ عیدگاہ کو اطمینان اور وقار کے ساتھ جاوین اور جن چیزون کا دیکھنا جائز نہین اُنسے آنکھین بند رکھین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور عید اضحی کے روز راستہ مین جہر سے تکبیر کہے اور مصلے مین پہونچکر ختم کرے یہی اختیار کیا گیا ہی اور عید الفطر کے روز مختار مذہب امام ابوحنیفہ رہ کا یہ ہی کہ جہر سے تکبیر نہ کہے اور یہی اختیار کیا گیا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور آہستہ تکبیر کہنا مستحب ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی جسپر جمعہ کی نماز واجب ہی اُسپر عید کی نماز بھی واجب ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور خطبہ کے سوا جو جمعہ کی شرطین ہین وہی عید کی شرطین ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی لیکن خطبہ عید کی نماز مین بعد نماز کے سنت ہے اور بغیر خطبہ کے عید کی نماز جائز ہی اور اگر نماز سے پہلے خطبہ پڑھین تو جائز ہی اور مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر خطبہ پہلے پڑھین تو پھر نماز کا اعادہ نہ کرین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور عید کی نماز سے لوٹنے کے بعد گھر آکر چار رکعت پڑھنا مستحب ہی یہ زاد مین لکھا ہی۔ اگر عید کی نماز سے پہلے فجر کی نماز کی قضا پڑھے تو مضائقہ نہین اور اگر فجر کی نماز نہ پڑھی ہو تو عید کی نماز جائز ہوجاویگی اور پُرانی قضاؤن کا پڑھنا بھی عید سے پہلے جائز ہی لیکن بعد کو پڑھنا بہتر اور اولے ہی یہ تاتارخانیہ مین حجۃ سے نقل کیا ہی عیدین کی نماز کا وقت سورج کے سفید ہونے سے زوال تک ہے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور یہی تبیین مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ عید اضحی مین جلدی کیجاوے اور عید الفطر مین تاخیر کیجاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ امام دو رکعتین پڑھے اور شروع کی تکبیر کہے پھر سبحانک اللہم پڑھے پھر تین بار تکبیر کہے پھر جہر سے قرأت کرے پھر رکوع کی تکبیر کہے پھر جب دوسری رکعت کو کھڑا ہو تو اول قرأت پڑھے پھر تین بار تکبیر کہے اور چوتھی تکبیر پر رکوع کرے زائد تکبیرین عید کی نماز مین چھ ہین تین پہلی رکعت مین تین دوسری رکعت مین اور اصلی تکبیرین تین ہین ایک شروع کی دو رکوع کی پس دونون رکعتون مین نو تکبیرین ہوئین اور دونون قرأتون کو ملاوے یہ روایت ابن مسعود کی ہے اور اسی کو ہمارے اصحاب نے اخذ کیا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور زائد تکبیرون مین ہاتھ اُٹھاوے اور ایک تکبیر سے دوسری تکبیر تک بقدر تین تسبیح کے خاموش رہے یہ تبیین مین لکھا ہی اسی پر ہمارے مشائخ نے فتوے دیا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی۔ اور تکبیرون کے درمیان مین ہاتھ چھوڑدے باندھے نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی پھر نماز کے بعد دو خطبے پڑھے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور ان دونون مین خفیف جلسہ کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور جب منبر [illegible] ہو چکا [illegible] پڑھے تو ہمارے مذہب کے بموجب بیٹھے نہین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور عید الفطر کے روز خطبہ مین تکبیر [illegible] پڑھے [illegible] اور تسبیح اور لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے اور مستحب [illegible] ہی کہ پہلے خطبہ مین پے درپے نو تکبیرین پڑھے اور دوسرے مین سات پڑھے یہ زاہدی مین لکھا ہے

[illegible] جائز نہین [illegible] دلیکن ابن ماجہ مین روایت مسلون دو رکعت ہی الفتح ۱۲ ع ۵۲ فتوے دیا لیکن حنفی کو چاہیے کہ تکبیرات کی زیادتی مین امام کا اتباع [illegible] کرے اگرچہ وہ شافعی ہو اور اگر حاکم حکم دے تو حنفی امام بھی یون ہی پڑھے اور تحقیق عینی الہدایہ مین ہی ۱۲ ع

اور خطبہ مین لوگون کو صدقہ فطر اور اُسکے احکام تعلیم کرے اور وہ پانچ ہین کس پر صدقہ واجب ہوتا ہے اور کس کے واسطے واجب ہوتا ہی اور کب واجب ہوتا ہے اور کسقدر واجب ہوتا ہی اور کس چیز سے واجب ہوتا ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور عید اضحےٰ مین خطیب تکبیر کہے اور سبحان اللہ پڑھے اور وعظ کہے اور ذبح اور قربانی کے احکام سکھائے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور تکبیرات تشریق سکھائے یہ زاد مین لکھا ہی جب امام خطبہ مین تکبیر پڑھے تو قوم بھی اُسکے ساتھ تکبیر پڑھے اور جب امام درود پڑھے تو سننے والے حکم کی تعمیل کے لیے اپنے دل مین درود پڑھین اور خاموش رہنا سنت ہے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہی اگر ایسے شخص کے پیچھے عیدین کی نماز مین اقتدا کیا جسکے نزدیک تکبیرون مین رفع یدین نہین ہی تو مقتدی رفع یدین کرلین اسلیے کہ ایسی تھوڑی مخالفت سے متابعت مین خلل نہین ہوتا یہ غیاثیہ مین لکھا ہی امام ابوحنیفہ رح نے جامع مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص عید کی نماز مین امام کے ساتھ شامل ہوا اور اس شخص مقتدی کی مختار تکبیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہی اور امام نے اسکے سوا اور طرح تکبیر کہی تو امام کا اتباع کرے لیکن اگر امام ایسی تکبیر کہے کہ وہ فقہا مین سے کسی کا مذہب نہو تو اسوقت متابعت نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی لیکن یہ حکم اسوقت ہی کہ امام کے قریب ہو اور تکبیرین اس سے سنتا ہو اور اگر دور ہو اور مکبرون سے تکبیر سنتا ہو تو جسقدر سُنے سب ادا کرے اگرچہ صحابہ رض کے قول سے خارج ہو جاوے اسلیے کہ شاید مکبرین سے غلطی ہوئی ہو اور ممکن ہی کہ جو تکبیر اسنے چھوڑ دی امام کی تکبیر وہی ہو یہ بدائع مین لکھا ہی امام محمد رح نے کبیر مین کہا ہی کہ اگر کوئی شخص عید کی نماز مین امام کے ساتھ پہلی رکعت مین اسوقت داخل ہوا کہ امام ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذہب کے بموجب چھ تکبیرین کہہ چکا ہی اور قرأت پڑھ رہا ہی اور اس شخص کے نزدیک مختار تکبیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہی تو اس رکعت مین امام کی قرأت کی حالت مین اپنے مذہب کے بموجب تکبیر کہے اور دوسری رکعت مین امام کا اتباع کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر عید کی نماز مین مقتدی اسوقت پہونچا جب امام رکوع مین تھا تو کھڑے ہوکر نماز کی شروع کی تکبیر کہے پس اگر کھڑے ہوکر عید کی تکبیرین کہنے کے بعد رکوع ملسکتا ہے تو اسیطرح عمل کرے اور اپنے مذہب کے بموجب تکبیرین کہے اور اگر رکوع نہین مل سکتا تو رکوع کرے اور امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے مذہب کے بموجب تکبیرات مین مشغول ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور جب عید کی تکبیرین رکوع مین کہے تو اُنمین ہاتھ نہ اُٹھاوے یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر یہ شخص پوری تکبیرین نہین کہہ چکا اور امام نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو وہ بھی سر اُٹھاوے اور امام کی متابعت کرے اور باقی تکبیرین اس سے ساقط ہو جاوینگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر امام کو قومہ مین پایا تو اُسوقت تکبیرین نہ کہے اسواسطے کہ دو مین جگہ رکعت کو مع تکبیرون کے آخر مین ادا کریگا۔ اور لاحق امام کے مذہب کے بموجب تکبیر کہے مثلاً کسی شخص نے عیدگاہ کو عید کے ساتھ نماز شروع کی اور سوگیا پھر بیدار ہوا تو امام کی رسلے کے موافق تکبیرین کہے اسواسطے کہ وہ ایک ساعت ہے اور برخلاف اُسکے مسبوق اپنی نماز مین امام کا مقتدی نہین ہوتا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر عید کی نماز مین ایسے وقت شریک ہوا کہ امام تشہد پڑھ چکا ہی ابھی سلام نہین پھیرا یا سلام پھیر چکا ہی ابھی سہو کا سجدہ نہین کیا یا

جمعہ کے روز عصر سے
ہدایہ مین ہی ۱۲ ع
لازم کرنا [illegible] ۱۲ ع

کر چکا ہی ابھی سلام نہین پھیرا تو وہ کھڑا ہو کر اپنی نماز پڑھے بعض مشائخ نے کہا ہی کہ یہ جو ذکر ہوا یہ قول امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک اسکو عید کی نماز نہین ملتی چاہیے کہ اُنکے مذہب کے بموجب ایسی صورت مین جمعہ کی نماز نہین ملتی اور بعض فقہانے کہا ہی کہ اس حکم مین خلاف نہین یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے ۔ الفع مین ہی کہ عیدین کی نماز مین رکوع کی تکبیر واجبات مین سے ہی اسلیے کہ وہ مثل عید کی تکبیرون کے ہے اور عید کی تکبیرین واجب ہین اور منافع مین ہی کہ اسیطرح شروع کی تکبیر مین لفظ اللہ اکبر کی رعایت واجب ہے یہانتک کہ اگر عید کی نماز مین شروع کی تکبیر کے بدلے اللہ اجل یا اللہ اعظم کہا تو سجدہ سہو کا واجب ہوگا اور نماز ون مین یہ حکم نہین ۔ اگر امام عید کی تکبیرین بھولگیا اور قرأت شروع کردی تو وہ قرأت کے بعد تکبیرین کہہ لے یا رکوع مین سر اُٹھانے سے پہلے کہہ لے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر کسی وجہ سے عید الفطر کی نماز اس روز ادا نہ ہوئی مثلاً ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا اور دوسرے روز امام کو زوال کے بعد خبر ہوئی یا زوال سے پہلے ایسے وقت خبر ہوئی کہ جسقدر وقت باقی ہے اُسوقت مین لوگ جمع نہین ہو سکتے یا عید کی نماز جسوقت پڑھی اُسوقت ابر تھا اور پھر معلوم ہوا کہ زوال کے بعد نماز پڑھی گئی تو دوسرے دن نماز پڑھلین دوسرے دن کے بعد اگر امام نے جماعت سے نماز پڑھ لی اور بعضے آدمیون سے چھوٹ گئی تو اب وہ اُس نماز کو نہ پڑھین خواہ وقت نکل گیا ہو یا نہ نکلا ہو یہ تبیین مین لکھا ہی اور عید اضحیٰ کی نماز مین عید کے روز کوئی عذر ہوگیا تو دوسرے اور تیسرے دن تک پڑھ سکتے ہین اسکے بعد نہین پڑھ سکتے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی ۔ پھر عذر عید اضحےٰ مین کراہت کے دور کرنے کے لیے ہے یہانتک کہ اگر بلا عذر اسکے تیسرے دن تاخیر کرین تو نماز جائز ہوجاویگی لیکن بُرا ہی اور عید الفطر مین دوسرے دن نماز صرف عذر کیوجہ سے جائز ہوتی ہی اور اگر بغیر عذر دوسرے دن تک نماز مین تاخیر کرے تو نماز جائز نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور دوسرے دن بھی نماز کا وقت وہی ہی جو پہلے روز تھا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر امام نے عید الفطر کی نماز پڑھادی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد زوال سے پہلے یہ بات معلوم ہوئی کہ بے وضو نماز پڑھائی تھی تو نماز کا اعادہ کرین اور اگر زوال کے بعد معلوم ہوا تو دوسرے دن نماز کا اعادہ کرین اور اگر دوسرے دن زوال کے بعد معلوم ہوا تو پھر وہ نماز نہ پڑھین اور اگر عید اضحےٰ مین ایسا ہوا اور عید اضحےٰ کے روز زوال کے بعد معلوم ہوا اور لوگون نے قربانیان کرلین تو وہ قربانیان جائز ہین اور دوسرے روز لوگ نماز کے واسطے نکلین اسیطرح اگر دوسرے روز معلوم ہو تو زوال سے پہلے پہلے نماز کا اعادہ کرین اور اگر جبکہ زوال ہوچکا تو اُسکے دوسرے روز زوال سے پہلے پہلے پڑھ لین اور اگر تیسرے دن زوال کے بعد معلوم ہوا تو پھر نہ پڑھین اور اگر قربانی کے دن زوال سے پہلے پہلے ہی معلوم ہوگیا تو سب آدمیون مین نماز کی منادی کردین اور جس شخص نے معلوم ہونے سے پہلے قربانی ذبح کرلی ہی اُسکی قربانی جائز ہی اور معلوم ہونے کے بعد زوال تک قربانی جائز نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اگر عید کی نماز کے وقت جنازہ بھی حاضر ہو تو عید کی نماز کو مقدم کرین اور عید کے خطبہ پر جنازہ کی نماز کو مقدم کرینگے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور عرفہ کے روز جو بعضے مقامون مین

عرفات مین وقوف کرنے والون مین مشابہت کے لیے لوگ جمع ہوتے ہین وہ کچھ چیز[51] نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہے

اسی سے ملتے ہوئے ہین ایام تشریق کی تکبیرون کے مسئلے تشریق کی تکبیرون مین چار چیزون کا بیان ضرور ہی اول یہ کہ عید کی تکبیرون کا کیا حکم ہے دوسرے یہ کہ کے بار پڑھین اور کیا پڑھین تیسرے یہ کہ اسکی شرطین کیا ہین چوتھے یہ کہ اسکا وقت کیا ہی حکم انکا یہ ہی کہ وہ واجب ہین اور قاعدہ انکے پڑھنے کا یہ ہے کہ ایک بار اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھین اور شرطین انکی یہ ہین کہ مقیم ہو اور شہر مین ہو اور فرض نماز جماعت مستحبہ سے پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی آزاد ہونا اور سلطان امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک سو بموجب اصح قول کے شرط نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اول وقت انکا عرفہ کے روز فجر کی نماز کے بعد سے ہے اور آخر وقت امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب ایام تشریق کے آخر روز عصر کی نماز کے بعد تک ہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور فتوے اور عمل سب شہرون مین اور سب زمانون مین انھین دونون[52] کے قول پر ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور چاہیے کہ سلام کے متصل ہی تکبیرین کہے یہانتک کہ اگر کلام کیا یا عمداً حدث کیا تو تکبیرین ساقط ہو جاوینگی یہ تہذیب مین لکھا ہی اور وتر کے بعد اور عید کی نماز کے بعد تکبیرین نہ کہے اور اگر کوئی شخص تشریق کے دنون مین کسی وقت کی نماز بھول جاوے اور اسکو اسی سال کی تشریق کے دنون مین یاد آوے اور قضا پڑھے تو اسکے ساتھ بھی تکبیر کہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر تشریق کے دنون سے پہلے کی نمازین تشریق کے دنون مین پڑھے تو انکے بعد تکبیر نہ پڑھے اور اسیطرح اگر ایام تشریق مین کوئی نماز قضا ہوگئی اور اسکی تشریق کے سوا اور دنون مین قضا پڑھی یا سال آئندہ کی تشریق کے دنون مین قضا پڑھی تو اسکے بعد تکبیرین نہ کہے اور تشریق کی تکبیرین اقتدا کی وجہ سے عورت اور مسافر پر بھی واجب ہو جاتی ہین عورت تکبیر آہستہ کہے مسبوق پر بھی تکبیرین واجب ہوتی ہین اور وہ اپنی نماز پوری کرنیکے بعد تکبیرین کہے اگر امام نے تکبیرین چھوڑ دی ہین تو بھی مقتدی تکبیرین کہے اور مقتدی امام کا اسوقت تک انتظار کرے کہ امام سے کوئی ایسی حرکت واقع ہو کہ جس سے تکبیرین منقطع ہو جاوین اور وہ امور وہ ہین کہ جنکے بعد نماز کی بنا جائز نہین رہتی ہی جیسے مسجد سے نکل جانا اور عمداً حدث کرنا اور کلام کرنا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر امام کو سلام کے بعد تکبیر سے پہلے حدث ہو جاوے تو اصح یہ ہی کہ وہ تکبیر کہے طہارت کے واسطے نہ جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی

اٹھارھوان باب سورج گہن کی نماز کے بیان مین

سورج گہن کی نماز سنت ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی بالاجماع یہ حکم ہی کہ وہ جماعت[53] سے ادا کیجاوے اور اسکے ادا کرنے کی صورت مین اختلاف ہی ہمارے علما نے کہا ہی کہ دو رکعتین پڑھے اور ہر رکعت مین ایک رکوع اور دو سجدے کرے جیسے اور نماز پڑھتا ہے اور جسقدر چاہے اسمین قرأت پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ دونون مین قرأت طویل کرے

---

[51] نہین اکثر پھر کہا گیا کہ جائز ہی اور امام سرخسی نے اسکو مکروہ تحریمی و شنیع بدعت ٹھہرایا یہی ابن الہمام کو پسند ہی اور یہی صحیح ہی ۱۲ ع [52] دونون یعنے صاحبین کے قول پر عمل رہا ہی کذا فی الخلاصہ اعتابیہ و التحریمیہ والمجتبیٰ والکامل کذا فی العینی وعین الہدایہ پس یہ شبہہ ہو کہ خالی زاہدی کا قول ہے جو غیر معتبر کتاب ہے ۱۲ ع [53] واجب آٹھوان مسائل مین وجوب کی تصریح ہی اور ابن الہمام رح نے دلیل سے سنت ہونیکو ترجیح دی تمامہ فی عین الہدایہ ۱۲ ع

[54] جماعت اسمین سنت و افضل ہی الذخیرہ اور تنہا بھی جائز ہی المحیط ۱۲ عین الہدایہ

یہ کافی مین لکھا ہی اور نماز کے بعد آفتاب کے کھل جانے تک دعا مانگتا ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور قرأت مین تطویل کرنا دعا مین تخفیف کرنا یا دعا مین تطویل کرنا اور نماز مین تخفیف کرنا دونون جائز ہین اگر ایک مین تخفیف کرے تو دوسرے مین تطویل کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اس نماز کو جماعت سے وہی امام پڑھا وے جو جمعہ پڑھاتا ہی شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ اگر جمعہ و عیدین کا امام موجود نہ ہو تو لوگ جدا جدا اپنی اپنی مسجدون مین نماز پڑھ لین لیکن اگر بڑے امام نے جو جمعہ و عیدین پڑھاتا ہو انکو جماعت کی اجازت دیدی ہو تو اسوقت جائز ہے کہ جماعت سے نماز پڑھین اور محلہ کا امام امامت کرے سورج گہن کی نماز مین امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب قرأت جہر سے نہ کرین یہ محیط مین لکھا ہے اور صحیح یہی قول ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اس نماز مین خطبہ نہین ہی اور ہمارا مذہب یہی ہی یہ محیط مین لکھا ہی یہ نماز عیدگاہ یا جامع مسجد مین پڑھے اگر کہین اور پڑھین تو جائز ہی اور پہلے دونون مقامون مین پڑھنا افضل ہی اگر یہ نماز جدا جدا اپنے گھرون مین پڑھ لین تو جائز ہی اور اگر سب جمع ہو کر نماز نہ پڑھین صرف دعا مانگ لین تو بھی جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی امام دعا کے واسطے منبر پر نہ چڑھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اس دعا مین امام کو اختیار ہی کہ چاہے قبلہ کیطرف کو بیٹھکر دعا مانگے خواہ کھڑا ہو کر دعا مانگے خواہ قوم کیطرف متوجہ ہو کر دعا مانگے اور قوم کے لوگ آمین کہتے رہین شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ یہی بہتر ہی اگر اپنے عصا یا کمان پر سہارا دیکر کھڑا ہو کر دعا مانگے تو یہ بھی بہتر ہے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر گہن کے وقت نماز نہ پڑھی یہان تک کہ آفتاب کھل گیا تو پھر نماز نہ پڑھین اور اگر کچھ کھل گیا اور کچھ گہن مین ہی تو نماز شروع کرنا جائز ہی اور اگر گہن کی حالت مین آفتاب پر ابر آگیا تو بھی نماز پڑھین اور کسوف کی حالت مین غروب ہو گیا تو دعا موقوف کرین اور مغرب کی نماز مین مشغول ہون اور کسوف کے ساتھ جنازہ بھی جمع ہو جاوے تو اول جنازہ کی نماز پڑھین اور اگر ایسے وقت مین کسوف ہو کہ جن اوقات مین نماز پڑھنا منع ہی تو نماز نہ پڑھین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اسی سے ملتے ہوئے ہین چاند گہن کے مسئلے چاند گہن مین دو رکعتین علیحدہ علیحدہ[1] پڑھین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر ہولناک یا دل پریشان کرنیوالے امور حادث ہون مثلاً آندھی بہت سخت ہو یا بارش یا برف گرنا موقوف نہو یا آسمان سُرخ ہو جاوے یا دن مین تاریکی ہو جاوے یا کوئی مرض عام ہو جاوے کذا فی السراجیہ یا زلزلے یا صاعقہ پیدا ہون یا ستارے چھوٹنے لگین یا رات مین یکایک ہولناک روشنی ہو جاوے یا دشمن کا خوف غالب ہو یا اس قسم کے اور حوادث پیدا ہون تو بھی اسیطرح دو رکعت نماز پڑھین یہ تبیین مین لکھا ہی اور بدائع مین ہی کہ اپنے اپنے گھرون مین نماز پڑھین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی

انیسوان باب استسقا کی نماز کے بیان مین

امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہی کہ استسقا مین جماعت کے ساتھ نماز سنت نہین[2]

[1] جوہرہ الخ اذان نہین لیکن الصلوۃ جامعۃ وغیرہ پکار دین تاکہ لوگ جمع ہو جاوین ۱۲ ع [2] عینی لہذا یہ مین تحقیق کیا کہ جماعت سنت نہین بقول ابوحنیفہ و مالک رح اور سنت ہے بقول شافعی و احمد اور یہ تدقیق اجود ہی اور واضح ہو کہ کسوف کے واسطے خطبہ معمول نہین ہی ۱۲ ع [3] سنت الخ عینی رح نے کہا کہ شاید مستحب یا جائز ہو بلکہ تحفہ مین ہی کہ اگر امام نے جماعت پڑھائی یا حکم دیا تو جماعت سے ۱۲ درمختار مین کہا کہ جماعت جائز ہی ۱۲

یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اسمین خطبہ بھی نہین لیکن دعا اور استغفار ہی اور اگر جدا جدا نماز پڑھلین تو مضائقہ نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اسمین چادر لوٹانا بھی نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور امام محمد رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک امام نماز کے واسطے نکلے اور دو رکعت نماز پڑھلاوے اور دونون مین جہر سے قرأت کرے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ پہلی رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت مین ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھے یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے اور زمین پر بیٹھکر لوگون کی طرف متوجہ ہوکر منبر پر نہ بیٹھے اور دونون خطبون کے درمیان مین جلسہ کرے اور اگر چاہے ایک ہی خطبہ پڑھے اور اللہ کو پکارے اور تسبیح پڑھے اور مسلمان مردون اور عورتون کے واسطے مغفرت کی دعا مانگے اور اپنی کمان پر سہارا دیے رہے اور جب تھوڑا سا خطبہ پڑھ چکے تو اپنی چادر کو لوٹاوے یہ مضمرات مین لکھا ہی چادر لوٹانے کا قاعدہ یہ ہی کہ اگر وہ مربع ہو تو اوپر کی جانب نیچے اور نیچے کی جانب اوپر کرے اور اگر مدور ہو تو داہنی جانب بائین طرف کردے اور بائین جانب داہنی طرف کردے لیکن قوم کے لوگ اپنی چادرون کو نہ لوٹادین یہ کافی اور محیط اور سراج الوہاج مین لکھا ہی اور تحفہ مین ہی کہ جب امام خطبہ سے فارغ ہو تو جماعت والون کو پشت کرکے قبلہ کی طرف کو متوجہ ہو پھر اپنی چادر لوٹاوے پھر کھڑا ہوکر استسقا کی دعا مین مشغول ہو اور جماعت کے لوگ خطبہ اور دعا کے وقت قبلہ کیطرف منہ کیے بیٹھے رہین پھر امام دعا مانگے اور مسلمانون کے واسطے مغفرت طلب کرے اور سب لوگ از سر نو توبہ کرین اور مغفرت طلب کرین پھر امام دعا کے وقت اگر دونون ہاتھ اپنے آسمان کی طرف اُٹھاوے تو بہتر ہے اور اگر ہاتھ نہ اُٹھاوے انگشت شہادت سے اشارہ کرے تو بھی بہتر ہی اور اسیطرح اور لوگ بھی سب اپنے ہاتھ اُٹھاوین اسلیے کہ دعا مین ہاتھ پھیلانا سنت ہے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور استسقا کے خطبہ کے وقت سب لوگ خاموش رہین یہ محیط مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ امام برابر تین دن تک استسقا کی نماز کو جاوے یہ زاد مین لکھا ہی اس سے زیادہ منقول نہین اور منبر نہ لیجاوین اور پیادہ پاجاوین اور پُرانے کپڑے پہنین یا دُھلے ہوئے یا پیوند لگے ہوے اور اللہ کے سامنے انکسار اور عاجزی اور تواضع کرتے ہوئے اور سرون کو جھکائے ہوئے جاوین پھر ہر روز نکلنے سے پہلے صدقہ مقدم کرین پھر جاوین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور تجرید مین ہی کہ اگر امام نہ نکلے تو اور لوگون کے نکلنے کا حکم کرے اور اگر اسکے بغیر اذن نکلین تو جائز ہی مسلمانون کے ساتھ ذمی نہ نکلین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر وہ اپنے آپ خرید و فروخت کے لیے یا اپنے معبدون کو یا جنگل کو جاوین تو اُنکو منع نہ کرین یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور استسقا وہان ہوتا ہے جہان تالاب اور نہرین اور ایسے کنوین نہون جس سے پانی پیین اور جانورون کو پلاوین اور کھیتون کو پانی دین یا ہون مگر کافی نہون اگر اسکے پاس تالاب اور کنوین اور نہرین ہون تو استسقا کی نماز کے واسطے نہ نکلین اسلیے کہ وہ شدت ضرورت اور حاجت کے وقت ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی

بیسوان باب صلوۃ الخوف کے بیان مین اسمین خلاف نہین ہی کہ صلوۃ الخوف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے

ف؎ [illegible] ۱۲

زمانہ مین مشروع تھی اور بعد اُنکے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب اسکی مشروعیت اسیطرح باقی
ہے یہی صحیح ہی یہ زاد مین لکھا ہی جب بہت خوف ہو تو امام جماعت کے دو گروہ کرے ایک گروہ دشمن کی طرف
متوجہ رہے اور ایک گروہ امام کے پیچھے ہو یہ قدوری مین لکھا ہی اور بہت خوف ہونے کی صورت یہ ہی کہ دشمن
ایسا سامنے ہو کہ اُسکو دیکھتے ہون اور یہ خوف ہو کہ اگر سب جماعت مین مشغول ہونگے تو دشمن حملہ کریگا یہ
جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اگر کچھ سیاہی دیکھین اور دشمن کا گمان کرین اور صلوٰۃ الخوف پڑھین پھر اگر دشمن ظاہر
ہوا تو وہ نماز جائز ہوگئی اور اگر اسکے خلاف ظاہر ہوا تو جائز نہوگی لیکن اگر غلطی گمان کی اسوقت معلوم ہوئی
جب ایک گروہ اپنی جہت پر نماز پڑھکر پھرا لیکن ابھی صفون سے باہر نہین تو بحکم استحسان اُسی پر بنا کرنا جائز ہی
یہ فتح القدیر مین لکھا ہی یہ سارا حکم قوم کے واسطے ہی امام کی نماز ہر حالت مین جائز ہی اسلیے کہ اُسکے حق مین کوئی
چیز مفسد صلوٰۃ نہین یہ بحر الرائق مین ہی صلوٰۃ الخوف کی کیفیت یہ ہی کہ اگر امام اور قوم کے لوگ سب مسافر ہون
پس اگر قوم اُسکے پیچھے نماز پڑھنے مین جھگڑا نہ کرے تو امام کے واسطے افضل یہ ہی کہ قوم کے دو گروہ کرے اور
ایک گروہ کو یہ حکم کرے کہ دشمن کے مقابلہ مین کھڑے ہون اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے پھر
جو گروہ دشمن کے مقابلہ مین ہی اُنمین کسی شخص کو حکم کرے کہ امامت کرکے اُس گروہ کو پوری نماز پڑھاوے اور
اگر ہر فریق اسی امام کے ساتھ پڑھنا چاہے اور جھگڑا ہو تو قوم کے دو گروہ کرے ایک دشمن کے مقابلہ مین
کھڑا ہو اور ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلہ مین جاوے اور دوسرا گروہ جو
دشمن کے مقابلہ مین ہی آوے اور امام اتنی دیر تک بیٹھا ہوا اُنکا منتظر رہے پھر اُنکے ساتھ ایک رکعت پڑھکر تشہد
پڑھے اور سلام پھیرے جماعت کے لوگ جو اُسکے پیچھے ہین اُسکے ساتھ سلام نہ پھیرین اور دشمن کے مقابلہ پر جاوین پھر
پہلا گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آوے اور ایک رکعت بغیر قرأت پڑھے اور جب ایک رکعت پڑھ چکے تو بقدر تشہد
قعدہ کرکے سلام پھیرے اور دشمن کے مقابلہ پر جاوے پھر دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آوے اور رکعت قرأت کے
ساتھ پڑھے اور اگر امام اور قوم دونون مقیم ہون اور نماز چار رکعتون کی ہو تو ایک گروہ دشمن کے مقابلہ پر کھڑا رہے
اور امام دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑھکر بقدر تشہد قعدہ کرے پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلہ پر چلا جاوے
اور دوسرا گروہ جو دشمن کے مقابلہ پر ہی وہ آوے اور امام بیٹھا ہوا اُنکے آنے کا منتظر رہے پھر اُنکے ساتھ دو رکعتین
پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور اُسکے ساتھ دوسرا گروہ سلام نہ پھیرے اور دشمن کے مقابلہ پر چلا جاوے
پھر پہلے گروہ کے لوگ آوین اور بغیر قرأت دو رکعتین پڑھین اور سلام پھیر دین اور دشمن کے مقابلہ پر کھڑے
ہو جاوین پھر دوسرا گروہ آوے اور دو رکعتین قرأت کے ساتھ پڑھین اور اگر امام مقیم ہو اور جماعت کے لوگ مسافر ہون
یا بعضے مقیم ہون اور بعضے مسافر ہون تو حکم وہی ہی جو سب کے مقیم ہونے کی صورت مین ہوتا ہی اور اگر امام مسافر
ہو اور قوم کے لوگ مقیم ہون تو ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر دشمن کے مقابلہ پر چلے جاوین پھر
دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سلام پھیرے پھر پہلا گروہ آوے اور تین رکعتین بغیر قرأت پڑھین

اسلیے کہ وہ اول سے نماز مین شریک تھے پھر جب وہ اپنی نماز پوری کر چکین تو دشمن کے مقابلہ پر چلے جاوین اور دوسرا
گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آوے اور وہ تین رکعتین پڑھین پہلی رکعت مین الحمد اور سورت پڑھین اسلیے کہ وہ
مسبوق ہین اور اخیر کی دو رکعتون مین صرف الحمد پڑھین اور اگر امام مسافر ہو اور قوم کے لوگ بعضے مقیم ہون و بعضے
مسافر تو امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر وہ دشمن کے مقابلہ پر چلے جاوین اور دوسرا گروہ آوے
اور امام انکے ساتھ ایک رکعت پڑھے پس جو امام کے پیچھے مسافر تھا اُسکی نماز مین صرف ایک رکعت باقی ہو
اور جو مقیم تھا اُسکی نماز مین تین رکعت باقی ہین پھر وہ دشمن کے مقابلہ پر چلے جاوین اور پہلا گروہ امام کے
پاس آوے اور جو مسافر ہے وہ ایک رکعت بغیر قرأت پڑھ لے اسلیے کہ اُسکو اول سے نماز ملی تھی اور جو مقیم ہو
وہ ظاہر روایت کے بموجب تین رکعتین بغیر قرأت کے پڑھے اور جب پہلا گروہ اپنی نماز پوری کر چکے تو دشمن کے
مقابلہ پر جاوے اور دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آوے اور جو انمین سے مسافر ہو وہ ایک رکعت قرأت کے
ساتھ پڑھے اسلیے کہ وہ مسبوق ہے اور جو مقیم ہو وہ تین رکعتین پڑھے پہلی رکعت الحمد اور سورۃ کے ساتھ پڑھے
اور اخیر کی دو رکعتین سب روایتون کے بموجب صرف الحمد سے پڑھے اور اسمین فرق نہین ہے کہ دشمن قبلہ کیطرف
ہو یا اور طرف ہو یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ چلے گئے پھر دوسرے
گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ چلے گئے پھر پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ چلے گئے
پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ چلے گئے تو سب کی نماز فاسد ہو گئی اور اصل اسمین یہ ہے
کہ نماز سے ایسے وقت مین پھرنا کہ جب پھرنے کا موقع نہو مفسد صلوٰۃ ہے اور اسکے موقع پر اُسکو چھوڑ دینا
مفسد نہین پس اس قاعدے کے بموجب اگر قوم کے چار گروہ کرے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے
تو پہلے اور تیسرے گروہ کی نماز فاسد ہو گئی اور دوسرے اور چوتھے گروہ کی نماز صحیح ہو گی اور اگر دوسرا گروہ
لوٹ کر تیسری اور چوتھی رکعت بغیر قرأت پڑھے پھر پہلی رکعت قرأت سے پڑھے پھر چوتھا گروہ آکر تین رکعتین
قرأت سے پڑھے تو ایک رکعت الحمد اور سورۃ سے پڑھین پھر قعدہ کرین پھر کھڑے ہون اور دوسری رکعت
الحمد اور سورۃ سے پڑھین اور قعدہ نہ کرین پھر تیسری رکعت صرف الحمد سے پڑھین اور کچھ نہ پڑھین اور قعدہ
کرین اور سلام پھیر دین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور جو شخص دوسرے فریق مین داخل ہو جاوے اُسکا حکم دوسرے
فریق کا ہو جاویگا لیکن جب وہ اپنے ذمہ کی نماز سے فارغ ہو لیا ہے اور اُسکے بعد داخل ہوا تو دوسرے فریق کا
حکم نہوگا پس اگر امام نے ظہر کی دو رکعتین پہلے گروہ کے ساتھ پڑھین اور وہ سب چلے گئے مگر ایک شخص اس وقت
تک باقی رہا کہ امام نے دوسرے گروہ کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ شخص چلا گیا اُسکی نماز پوری ہو گئی اسلیے کہ اگرچہ
وہ دوسرے گروہ مین داخل ہوا لیکن انمین سے نہین ہو گیا کیونکہ اپنے ذمہ کی نماز سے فارغ ہو لیا تھا یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہے اور مغرب کی نماز مین پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑھے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت
پڑھے اور اگر غلطی سے پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ چلے گئے اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعتین

پڑھین تو سب کی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ چلے گئے پھر دوسرے
گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ چلے گئے پھر پہلے گروہ کے ساتھ تیسری رکعت پڑھی تو پہلے گروہ کی
نماز فاسد ہوگئی اور دوسرے گروہ کی نماز جائز ہوگئی اور وہ اپنی دو رکعتین پڑھین ایک بغیر قرأت کے پڑھین اور
دوسری قرأت سے پڑھین اور اگر مغرب مین اُنکے تین گروہ بنائے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے تو پہلے
گروہ کی نماز فاسد ہوگئی اور دوسرے و تیسرے گروہ کی نماز جائز ہوگی اور دوسرا گروہ دو رکعتین قضا کرے اور
دوسری رکعت بغیر قرأت کے پڑھے اور تیسرا گروہ دو رکعتین قرأت کے ساتھ پڑھے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے
پھر خوف دشمن و درندہ سے برابر ہے اور خوف کیوجہ سے نماز مین قصر نہین ہوتا لیکن نماز مین چلنا جائز ہوجاتا ہے
یہ مضمرات مین لکھا ہے اور نماز کی حالت مین دشمن سے قتال نہ کرین اگر قتال کرینگے تو نماز باطل ہوجاویگی اسلیے
کہ قتال اعمال صلوۃ سے نہین ہے اور اسیطرح اگر کوئی اپنے پھرنے کی حالت مین گھوڑے پر سوار ہوگا تو بھی
فاسد ہوجاویگی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے خواہ قبلہ کی طرف سے دشمن کی طرف کو پھرا ہو یا دشمن کی طرف سے
قبلہ کی طرف کو پھرا ہو۔ دریا مین پیرتا ہوا اور پیادہ پا چلتا ہوا نماز نہ پڑھے یہ مضمرات مین لکھا ہے اگر دشمن کے
خوف سے بھاگ کر پیادہ پا چل رہا ہو اور نماز کا وقت آگیا اور نماز کے لیے ٹھہر نہین سکتا تو ہمارے نزدیک چلتا
ہوا نماز نہ پڑھے بلکہ نماز مین تاخیر کرے۔ اگر صلوۃ الخوف مین سہو ہو تو دو سجدہ سہو کے واجب ہونگے یہ محیط
مین لکھا ہے۔ اگر خوف اور زیادہ سخت ہو تو سواری کی حالت مین جدا جدا نماز پڑھ لین اور رکوع اور سجود اشارہ
سے کرین اور اگر قبلہ کی سمت کو رُخ نہین کر سکتے تو جدھر کو چاہین نماز پڑھ لین یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور خوف کا
سخت ہونا یہ ہے کہ دشمن اُترنے کی مہلت نہ دے اور لڑائی کے لیے اُنپر ہجوم کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا
ہے اور سوار ہو کر جماعت سے نماز نہ پڑھین لیکن اگر امام اور مقتدی دونون جانور پر سوار ہون تو اقتدا صحیح
ہوگا اور اگر اشارہ سے نماز پڑھین پھر اُسیوقت مین خواہ خارج وقت عذر زائل ہوجائے تو اس نماز کا
اعادہ واجب نہوگا اور پیادہ اگر رکوع و سجود پر قادر نہو تو اشارہ سے نماز پڑھ لے اور سوار اگر دشمن کے
پیچھے جاتا ہو تو جانور پر نماز نہ پڑھے اور اگر دشمن اُسکے پیچھے آتا ہو تو جانور پر نماز پڑھ لینے مین مضائقہ
نہین یہ محیط مین لکھا ہے۔ جو شخص اُتر سکتا ہے وہ سواری پر نماز پڑھیگا تو ہمارے نزدیک اُسکی نماز فاسد ہوگی یہ
مضمرات مین لکھا ہے اگر نماز کے اندر امن حاصل ہوگیا مثلاً دشمن چلا گیا تو صلوۃ الخوف کو پورا کرنا جائز نہین
اور جسقدر نماز باقی ہے اُسکو امن کی نماز کی طرح پڑھین اور دشمن کے چلے جانے کے بعد جس نے قبلہ کیطرف
سے مُنھ پھیرا تو اُسکی نماز فاسد ہوجاے گی اور اگر دشمن کے چلے جانے سے پہلے نماز کے واسطے منھ پھیرا پھر
دشمن چلا گیا تو اُسی پر بنا کر لے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے امام محمدؒ نے زیادات مین کہا ہے کہ امام نے
ظہر کی نماز صلوۃ الخوف پڑھی اور سب مقیم تھے جب اُسنے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑھ لین تو سب
لوگ چلے گئے مگر ایک شخص نہ گیا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی لیکن ایسا فعل اسکے لیے بہتر نہین ہے اور اگر امام کے

ساتھ تیسری رکعت پڑھ چکا پھر اُسکو معلوم ہوا کہ یہ کام بُرا کیا اور تیسری رکعت کے بعد یا چوتھی رکعت مین امام کے بقدر تشہد قعدہ کرنے سے پہلے چلا گیا تو اُسکی نماز صحیح ہی اور اگر امام کے بقدر تشہد قعدہ کر لینے کے بعد اور سلام سے پہلے چلا گیا تو نماز اُسکی پوری ہوگئی۔ اگر امام نے جماعت کے ساتھ ظہر کی نماز شروع کی اور وہ سب مسافر تھے جب ایک رکعت پڑھ لی تو دشمن سامنے آیا اور نماز پڑھنے والون مین سے ایک گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہو گیا اور ایک گروہ نے امام کے ساتھ باقی رہکر اپنی نماز پوری کی تو اُنکی نماز ہوگئی جو گروہ امام کے ساتھ باقی تھا اُسکی نماز کا ادا ہو جانا تو ظاہر ہی اور جو گروہ چلا گیا اُسکی نماز اسواسطے ہوگئی کہ چلا جانا اپنے موقع پر اور ضرورت کی وجہ سے ہوا اور اگر امام نے ظہر کی نماز جماعت سے شروع کی اور وہ سب مقیم تھے پھر دشمن سامنے آیا اور نماز پڑھنے والون مین سے ایک گروہ دو رکعتین پڑھ لینے کے بعد دشمن کے مقابلہ کو گیا تو اُسکی نماز فاسد ہوگی اور اگر ایک رکعت کے بعد نماز سے پھر گئے تو نماز اُنکی فاسد ہو جاویگی اور اگر ظہر کی تین رکعتون کے بعد دشمن سامنے آیا اور ایک گروہ دشمن کے مقابلہ کو نماز چھوڑ کر چلا گیا تو اس مسئلہ کا کتاب مین ذکر نہین اور مشائخ کا اسمین اختلاف ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ نماز اُنکی فاسد نہوگی اسلیے کہ نماز کے ایک جزو ادا ہونے کے بعد نماز سے فارغ ہونے تک پہلے گروہ کے پھر جانے کا وقت ہے یہ محیط مین لکھا ہی۔ خوف کی نماز جمعہ اور عیدین مین بھی جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہے۔ اگر عید کے روز مصر مین امام دشمن کے مقابلہ مین ہو اور عید کی نماز صلوۃ الخوف پڑھنا چاہے تو قوم کے دو گروہ بنا وے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پس اگر امام کی رائے موافق قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہو تو پہلا گروہ پہلی رکعت مین متابعت کرے اور دوسرا گروہ دوسری رکعت مین اگرچہ دونون گروہون کا مذہب عید کی نماز مین امام کے خلاف ہو لیکن اگر امام کا مذہب عید کی نماز مین ایسا ہو کہ یقیناً خطا ہو اور صحابہؓ مین سے کسی کا وہ قول نہو تو متابعت نہ کرین پس جب امام اپنی نماز سے فارغ ہوا اور دوسرا گروہ نماز سے پھر جاوے اور پہلا گروہ آوے تو وہ اپنی دوسری رکعت بغیر قرأت پڑھین اور بقدر قرأت امام کے یا اس سے کم یا زیادہ کھڑے ہون پھر زائد تکبیرین کہین اور رکوع کرین جیسے کہ امام نے کیا اور جب نماز تمام کر لین تو وہ چلے جاوین اور دوسرا گروہ آوے اور وہ اپنی پہلی رکعت قرأت سے پڑھین پھر تکبیر کہین زیادات اور جامع اور سیر کبیر کی روایت یہی ہی اور نوادر کی دو روایتون مین سے بھی ایک یہی ہے اور یہی استحسان ہے یہ محیط مین لکھا ہے

اکیسوان باب جنازہ کے بیان مین اور اسمین سات فصلین ہین پہلی فصل جانکنی والے کے بیان مین

جب کوئی جانکنی مین ہو تو داہنی کروٹ پر اسکا مُنھ قبلہ کی طرف کو پھیر دین اور یہی سنت ہی

سلہ اگر نماز خوف شروع کی پھر دشمن چلا گیا تو ہر فرقہ اپنی اپنی جگہ نماز پڑھے اور اگر نماز شروع کے وقت خوف نہ تھا پھر دشمن آ گیا پس ایک فرقہ اُسکے مقابل چلا جاوے تو جائز ہے اور ظاہر یہ ہے کہ مسافر جو سفر مین عاصی ہو اسکو نماز خوف جائز نہین ہے اسی سے نکلا کہ باغی کے واسطے نہین ہی ۱۲ ع

یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب اُسکو تکلیف نہو اور اگر تکلیف ہو تو اسی حالت پر چھوڑ دیا جاوے یہ زاہدی
مین لکھا ہی جانکنی کی علامتین یہ ہین کہ دونون پاؤن سست ہو جاوین اور کھڑے نہ ہوسکین اور ناک ٹیڑھی ہو جاوے
اور دونون کنپٹی بیٹھ جاوین اور خصیہ کی کھال کھنچ جاوے یہ تبیین مین لکھا ہی اور مُنھ کی کھال تن جاوے اور اسمین نرمی
معلوم نہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اسوقت اُسکو کلمہ شہادتین تلقین کرین اور طریقہ تلقین کا یہ ہی کہ غرغرہ سے پہلے
حالت نزع مین اُسکے پاس جہر سے اسطرح کہ وہ سنتا ہو اشہدان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدًا رسول اللہ پڑھنا
شروع کرین اور اس سے یہ نہ کہین کہ تو پڑھ اور اُسکے کہنے مین اس سے اصرار نہ کرین اسلیے کہ خوف یہ ہی کہ شاید وہ
جھڑک نہ دے اور جب اُسکو وہ ایکبار کہہ دے تو تلقین کرنے والا یہ پھر اُسکے سامنے نہ کہے لیکن اسکے بعد اگر وہ
کچھ اور کلام اسکے سوا کرے تو پھر تلقین کرین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور یہ تلقین بالاجماع مستحب ہے اور ہمارے نزدیک
ظاہر روایت کے موجب موت کے بعد تلقین نہین یہ عینی شرح ہدایہ اور معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور ہم دونون
تلقینون پر عمل کرتے ہین موت کے وقت بھی اور دفن کے وقت بھی یہ مضمرات مین ہے اور مستحب یہ ہی کہ تلقین کرنیوالا
ایسا شخص ہو کہ جسپر یہ تہمت نہو کہ اُسکو اسکے مرنے کی خوشی ہوتی ہی اور اُسکے ساتھ نیک گمان رکھنے والا ہو
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی فقہانے کہا ہے کہ اگر شدت نزع مین کسی سے کفر کے کلمات سرزد ہون تو اُسکے کفر کا
حکم نہ کیا جاوے اور مسلمانون کے مردون کی طرح اُسکے ساتھ عمل کیا جاوے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور نیک اور
صالح لوگون کا حاضر ہونا اسوقت پسندیدہ ہی اور اُسکے پاس سورہ یٰسین پڑھنا مستحب ہے یہ شرح منیۃ المصلی
مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی اور اُسکے پاس خوشبو رکھنا چاہیے یہ زاہدی مین لکھا ہی حیض والی عورت
اور جنب کا اسکے پاس موت کے وقت بیٹھنے مین کچھ مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور جب وہ
مرجاوے تو اُسکی داڑھی باندھ دین اور آنکھین بند کرین اور آنکھین وہ شخص بند کرے جو اُسکے عزیزون مین سب سے
زیادہ اُسپر مہربان ہو اور جسقدر ہوسکے آسانی سے آنکھین بند کرے اور داڑھی اُسکی ایک چوڑی پٹی سے
باندھین اور گرہ اُسکے سر کے اوپر لگا دین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور آنکھین بند کرنے والا بسم اللہ و علی ملۃ
رسول اللہ اللہم یسر علیہ امرہ وسہل علیہ ما بعدہ واسعدہ بلقائک واجعل ما خرج الیہ خیرا مما خرج عنہ پڑھے یہ تبیین
مین لکھا ہی اور اُسکے جوڑ بند ڈھیلے کردے اور اُسکی دونون باہین اُسکے بازوون کیطرف کو لیجا دے
پھر ان دونون کو پھیلاوے پھر اُسکے ہاتھون کی اُنگلیان ہتھیلیون کیطرف کو موڑکر پھر سیدھی کردے اور
اُسکی دونون رانین پیٹ کیطرف کو موڑکر سیدھی کردے اور دونون پنڈلیان رانون کیطرف کو موڑکر سیدھی
کردے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ جن کپڑون مین وہ مرا ہے وہ کپڑے اُتار لین اور تمام بدن

سلہ لکھا ہے اور چاہیے چت لٹاکر قبلہ کیطرف قدم کرین اور سر کسیقدر اونچا ہو اور مجتبیٰ مین کہا کہ صحیح یہ کہ جسطرح بن پڑے قبلہ رخ کردین سو ....
زناکار مرحوم کے کمانے المعراج ۱۲ و سلہ کرین تاکہ آخری کلمہ جسپر دنیا سے گیا ہے کلمہ شہادت ہوگیا ۱۲ و سلہ دفن سے پہلے مٹی ڈالکر سرہانے
کھڑا ہو کر کہے کہ اے فلان دنیاوی ایمان یاد کر آخر تک جسطرح عینی الہدایہ مین مدلل ہی ابن الہمام نے زعم کیا کہ اسمین کچھ ضرر نہین ہی ۱۲
سلہ نہین آتا لیکن انکا وہان سے نکل جانا بہتر ہے ۱۲

ایک کپڑے سے ڈھک دین اور ایک بلند جگہ تخت یا پلنگ پر رکھین تاکہ زمین کی نمی اُسکو پہونچکر بو نہ بدل جاوے اور اُسکے پیٹ پر کوئی لوہا یا تر مٹی رکھدین تاکہ نہ پھولے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مستحب ہے کہ اُس کے پڑوسیون اور دوستون کو خبر کردین تاکہ اسپر نماز پڑھکر اور اُسکے واسطے دعا کرکے اُسکا حق[1] ادا کرین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور بازارون مین آواز دینے کو بعضون نے مکروہ لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور مستحب ہے کہ اسکا قرض ادا کرنے مین جلدی کرین اُسکو بری الذمہ کردین اور تجہیز و تکفین مین جلدی کرین تاخیر نہ کرین اور اگر کوئی یکایک مرگیا تو اُسکو اتنی دیر تک چھوڑ دین کہ اُسکی موت کا یقین ہو جاوے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اُسکے پاس غسل کے وقت تک قرآن پڑھنا مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہے - اگر کوئی عورت مری اور بچہ اُسکے پیٹ مین تڑپتا ہو تو امام محمدؒ نے کہا ہی کہ اُسکا پیٹ چیرکر بچہ کو نکال لین کیونکہ اُسکے سوا اور کچھ نہین ہو سکتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی

دوسری فصل غسل میت کے بیان مین

میت کا غسل زندون پر سنت[2] اور اجماع امت کے نزدیک حق واجب ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی لیکن اگر بعضے اسکو ادا کرین تو باقی لوگون سے ساقط ہو جاتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی واجب غسل ایک بار ہی اور تکرار اُسکی سنت ہے یہانتک کہ اگر ایک ہی بار کے غسل پر اکتفا کرین یا جاری پانی مین ایک غوطہ دیدین تو جائز ہی یہ بدائع مین لکھا ہی جب[3] غسل کا ارادہ کرین تو اُسکو ننگا کرلین یہی ہمارا مذہب ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور ایک تخت پر اُسکو رکھین جسکو میت کے رکھنے سے پہلے طاق مرتبہ خوشبو کی دھونی دے لی ہو اور طریقہ اُسکا یہ ہی کہ تخت کے گرد انگیٹھی کو ایکبار یا تین بار یا پانچ بار پھرا دین اس سے زیادتی نہ کرین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور کیفیت اسکے رکھنے کی ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک یہ ہی کہ اُسکو ایسا لمبا لٹا دین جیسے حالت مرض مین اشارہ سے نماز پڑھنے کے لیے لٹاتے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اسطرح لٹا دین جیسے قبر مین لٹاتے ہین اور اصح یہ ہی کہ جسطرح آسان ہو اسطرح لٹا دین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور مستحب ہے کہ جہان میت کو غسل دین وہان پردہ کرلین سوائے غسل دینے والے اور اُسکے مددگار کے اور کوئی اُسکو نہ دیکھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اُسکا ستر ناف سے گھٹنے تک کسی کپڑے سے ڈھانک لین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور ظاہر مذہب یہ ہی کہ ستر غلیظ کو ڈھک لین رانون کو نہ ڈھکین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک استنجا بھی کرایا جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور طریقہ استنجا کا یہ ہی کہ دھونے والا اپنے دونون ہاتھون پر کپڑا لپیٹے پھر نجاست کے مقام کو دھووے اسلیے کہ جسطرح ستر کو دیکھنا حرام ہی اُسیطرح ستر کو چھونا بھی حرام ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور مرد غسل کے وقت مرد کی ران کو نہ دیکھے اسیطرح عورت عورت کی ران کو نہ دیکھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے پھر نماز کا سا وضو[4] کرا دین لیکن اگر بچہ ہو نماز نہ پڑھتا ہو تو وضو نہ کرا دین

---

[1] حق کیونکہ مسلمان پر مسلمان بھائی کے حقوق مین سے نماز و دفن بھی ہی ۱۲ [2] سنت اور فتح القدیر مین فرض قرار دیا اور یہی اصح ہی کہ فرض کفایہ ہی ۱۲ [3] جب غسل کا حکم تاکہ جب ہی مرا اُسی وقت کپڑے اُتار لین ۱۲ [4] سوائے کلی وغیرہ کے ۱۲

یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور مُنھ دھوتے سے شروع کرین ہاتھون سے نہ شروع کرین یہ محیط مین لکھا ہے اور داہنی طرف سے ابتدا کرین اسی لحاظ سے جیسے وہ اپنی زندگی مین دھوتا ہے اور کلی نہ کرا دین اور ناک مین پانی بھی نہ ڈالین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ غاسل اپنی اُنگلی پر باریک کپڑا لپیٹ کر اُسکے مُنھ مین داخل کرے اور اُسکے دانتون اور لبون اور مسوڑھون اور تالو کو صاف کرے اور اُس کے دونون نتھنون مین بھی اُنگلی داخل کرے یہ ظہیریہ مین ہی شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ اس زمانہ مین لوگون کا اسی پر عمل ہی یہ محیط مین لکھا ہی سر کے مسح مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہی کہ اُسکے سر پر مسح کیا جائے اور پاؤن کے دھونے مین تاخیر نہ کیجائے یہ تبیین مین لکھا ہی اور گرم پانی سے غسل دینا ہمارے نزدیک افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہے اور پانی کو بیری کے پتون مین یا اشنان مین جوش دلیوین اور اگر وہ نہو تو خالص پانی کافی ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور سر اور داڑھی خطمی سے دھو دین اور جو وہ نہ ہو تو صابون یا مثل اُسکے اور کسی چیز سے دھو دین کیونکہ صابون بھی وہی کام دیتا ہی یہ حکم اُسوقت ہے کہ اگر اُسکے سر پر بال ہون تو اُسکی زندگی کی حالت کا لحاظ کیا جاتا ہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہ چیزین اگر نہون تو خالص پانی کافی ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی پھر اُسکو بائین کروٹ پر لٹا دین اور بیری کے پتون مین جوش دیے ہوے پانی سے نہلا دین یہانتک کہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ پانی اُسکے بدن پر وہان تک پہونچگیا جو تختہ سے ملا ہوا ہی پھر اُسکو داہنی کروٹ پر لٹا دین اور اسیطرح نہلا دین اسلیے کہ سنت یہ ہی کہ داہنی طرف سے نہلانا شروع کرین پھر اُسکو بٹھا دین اور سہارا دیے رہین اور نرمی کے ساتھ اُسکے پیٹ پر ہاتھ پھیرین اسلیے کہ کفن ملوث نہو جاوے اور اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالین اور اُسکے غسل و وضو کا اعادہ نہ کرین پھر اُسکو کپڑے سے پوچھین تاکہ اُسکے کفن کے کپڑے نہ بھیگ جاوین اور اُسکے بالون مین اور داڑھی مین کنگھی نہ کرین اور ناخن اور بال نہ تراشین اور مونچھین بھی نہ تراشین اور بغلون کے بال نہ اُکھاڑین اور ناف کے نیچے کے بال نہ مونڈین اور جس حالت مین ہو اُسیطرح دفن کر دین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر اُسکا ناخن ٹوٹا ہوا ہو تو اُسکو جدا کر لینے مین مضائقہ نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسمین مضائقہ نہین کہ اُسکے چہرہ پر روئی رکھدین اور سوراخون مین یعنے پیشاب اور پاخانہ کے مقام اور دونون کانون اور مُنھ مین روئی بھر دین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ مردہ اگر پانی مین ملے تو اُسکو نہلانا ضرور ہی اسواسطے کہ نہلانے کا حکم آدمیون پر ہی اور اُسکے پانی مین پڑے ہونے سے آدمیون سے یہ حکم ادا نہین ہوا لیکن اگر اسی پانی سے نکالتے وقت غسل کی نیت سے ہلا لین تو پھر دوبارہ نہلانا ضرور نہین یہ تجنیس اور بدائع اور محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر مردہ سڑ گیا ہو کہ اُسکو چھو نہین سکتے تو اُسپر پانی بہا لینا کافی ہی یہ تاتارخانیہ مین عتابیہ سے نقل کیا ہی۔ عورت کا حکم غسل مین وہی ہی جو مرد کا ہی عورت کے بال بیٹھ پر نہ چھوڑین یہ تاتارخانیہ مین شرح طحاوی سے نقل کیا ہی جب بچہ پیدا ہوتے وقت کوئی آواز یا حرکت ایسی پائی جاوے جس سے اسکی زندگی معلوم ہو تو اسکا نام رکھین اور اُسکو غسل دین اور اسکی نماز پڑھین اور اگر ایسا نہو تو اُسکو ایک کپڑے مین لپیٹ دین اور اُسپر نماز نہ پڑھین اور

ایک روایت مین ہی جو ظاہر روایت نہین ہی کہ اُسکو غسل دین اور یہی مختار ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اگر جنانے والی دائی اور مان اُسکی زندگی کی نشانی کی گواہی دین تو اُنکا قول مقبول ہوگا اور اُسپر نماز جائز[1] ہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ اگر حمل گر جاوے اور بچہ کے سب اعضا نہین بنے تھے تو باتفاق روایات یہ حکم ہی کہ اُسپر نماز نہ پڑھین اور مختار یہ ہی کہ اُسکو نہلا دین اور کپڑون مین لپیٹ کر دفن کر دین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر کسی مردہ کا نصف سے زیادہ بدن مع سر کے ملے تو اُسکو غسل اور کفن دین اور نماز پڑھین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جب نصف سے زیادہ بدن پر نماز پڑھ لی تو اُسکے بعد اگر باقی بدن بھی ملے تو اُسپر نماز نہ پڑھین یہ ایضاح مین لکھا ہی اور اگر نصف بدن ملے اور اُسمین سر نہ ہو یا نصف بدن طول مین چرا ہو ملے تو اُسکو غسل نہ دین اور نماز نہ پڑھین اور ایک کپڑے مین لپیٹ کر دفن کر دین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جس شخص کا مسلمان یا کافر ہونا معلوم نہو پس اگر اُسپر کوئی مسلمان ہونے کی علامت ہو یا ایسے ملکون مین ہو جو مسلمانون کے ملک ہون تو اُسکو غسل دین ورنہ نہ دین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اگر مسلمانون اور کافرون کے مردے ملجاوین[2] یا مسلمانون اور کافرون کے مقتول ملجاوین تو اگر مسلمان کسی علامت سے پہچانے جاتے ہون تو اُنپر نماز پڑھین اور مسلمانون کی علامت ختنہ اور خضاب اور سیاہ کپڑے ہین اور اگر کوئی علامت نہو تو اگر اُسمین مسلمان زیادہ ہین تو سب پر نماز پڑھین اور نماز اور دعا مین نیت مسلمانون کی کرین اور مسلمانون کے قبرستان مین دفن کرین اور اگر زیادتی مشرکین کی ہو تو کسی پر نماز نہ پڑھین اور غسل و کفن دین دلیکن مسلمانون کے مردون کیطرح غسل و کفن نہ دین اور مشرکین کے قبرستان مین دفن کرین اور اگر دونون برابر ہون تو بھی اُنپر نماز نہ پڑھین دفن مین مشائخ کا اختلاف ہے بعض کا قول ہی کہ مشرکین کے قبرستان مین دفن کرین اور بعض کا قول ہی کہ مسلمانون کے قبرستان مین دفن کرین اور بعضون نے کہا ہی کہ اُنکے واسطے علحدہ مقبرہ بنا دین یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر کافرون کا کوئی بچہ اپنے مان باپ کے ساتھ یا اُسکے بعد قید ہو کر آوے پھر مر جاوے تو اُسکو غسل نہ دین لیکن اگر وہ سمجھ والا ہو اور اُسنے اسلام کا اقرار کیا ہو یا اُسکے مان باپ مین سے کوئی مسلمان ہو گیا تو غسل دین اور دادا دادی کے مسلمان ہونے کی صورت مین اختلاف ہی اور اگر صرف بچہ قید ہو کر آوے تو اُسکو غسل دین اور اُسپر نماز پڑھین یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص کشتی مین مر جاوے تو اُسکو غسل دین اور کفن دین یہ مضمرات مین لکھاہے اور اُسپر نماز پڑھین اور کچھ بوجھ باندھکر دریا مین ڈالدین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ اور جو شخص بغاوت یا بٹ مار ہونے کیوجہ سے قتل کیا جاوے تو اُسکو غسل نہ دین اور اُسپر نماز نہ پڑھین بعضون نے کہا ہی یہ حکم اُسوقت ہے جب وہ لڑائی[3] کے تمام ہونے سے پہلے قتل ہو لیکن اگر انمین سے کوئی شخص مسلمانون کے امام کے غالب ہونے کے بعد قتل ہو تو اُس کو غسل دین اور نماز نہ پڑھین اور یہ بہتر ہے بڑے بڑے مشائخ نے اسکو اختیار کیا ہی اور جو شخص گلا گھونٹ کر لوگون کو مارا

---

[1] جائز یعنے ممانعت مرتفع ہو کر نماز کا حکم عائد ہوگا ۱۲ [2] ملجاوین یعنے ایک ہی جگہ مین غلط ملط ہو جاوین اور سب کی وضع و صورت یکسان ہو جیسے حربیاً مین تھا عرضکہ شناخت نہو اور قولہ سیاہ کپڑے یہ زمانہ عباسیہ کی رسم کے موافق علامت بتلائی تو کہ زیادہ مسلمان یعنی کہ مثلاً سو کافر ملے گئے اور دو سو مسلمان ملے گئے ہین تو اسقدر معلوم ہو گیا کہ ان تین سو مین سے دو حصہ مسلمان ہین ۱۲ [3] جبکہ دفع میسر ہو ۱۲ عکسہ سلطان سے باغی ۱۲

کرتا ہو اُسکو غسل نہ دین اور اُسپر نماز نہ پڑھین اور ہمارے مشائخ نے نافرمانی کیوجہ سے جو لوگ قتل ہوتے ہین اسی تفصیل کے بموجب اُنپر باغیون کا حکم کیا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جو لوگ شہر کے اندر رات کو ہتھیار باندھکر غارتگری کرین وہ بٹ مارون کے حکم مین ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ مردے کا نہلانے والا چاہیے کہ باطہارت ہو یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہی اگر نہلانیوالا جنب یا حیض والی عورت یا کافر ہو تو جائز ہی اور مکروہ ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اگر بے وضو ہو تو بالاتفاق مکروہ نہین یہ قنیہ مین لکھا ہے اور مستحب یہ ہی کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریب رشتہ دار ہو اور اگر وہ نہلانا نہ جانتا ہو تو امین اور متقی آدمی غسل دے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ نہلانے والا ثقہ آدمی ہو کہ غسل اچھی طرح ادا کرے اور اگر کوئی بُری بات دیکھے تو اُسکو چھپاوے اور اچھی بات دیکھے تو اُسکو ظاہر کرے پس اگر کوئی ایسی بات دیکھے جو اُسکو پسند ہو جیسے چہرہ کا نور یا خوشبو یا مثل اُسکے اور چیزین تو اُسکو مستحب ہے کہ لوگون کے سامنے اُسکو بیان کرے اور اگر ایسی بات دیکھے جو بُری معلوم ہو مثلاً مُنھ کا سیاہ ہو جانا یا بدبو یا صورت بدل جانا یا اعضا کا متغیر ہو جانا یا اس قسم کی اور چیزین تو ایک شخص کے سامنے بھی اُسکا کہنا جائز نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اگر میت مبتدع ہو اور علانیہ مظہر بدعت ہو اور نہلانے والا اسمین کوئی بُری بات دیکھے تو اُسکو لوگون کے سامنے بیان کرنے مین مضائقہ نہین تاکہ [1] اور لوگ بدعت سے باز رہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور مستحب یہ ہی کہ نہلانے والے کے پاس انگیٹھی مین خوشبو سلگتی ہو تاکہ میت سے کسی بدبو کے ظاہر ہونے کیوجہ سے نہلانے والا اور اُسکا مددگار سست نہو جائے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ میت کو بلا اُجرت غسل دے اور اگر غاسل اجرت مانگے تو اگر وہان سوا اسکے کوئی اور بھی نہلانے والا ہی تو اجرت لینا جائز ہی ورنہ جائز نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور مرد مردون کو اور عورتین عورتون کو نہلا دین اور مرد عورتون کو اور عورتین مردون کو نہ نہلا دین [2] اور اگر بچہ ایسا چھوٹا ہو کہ اُسکو خواہش نہوتی ہو تو جائز ہی کہ اُسکو عورتین نہلالین اور اسیطرح اگر لڑکی چھوٹی ہو جسمین خواہش نہوتی ہو تو جائز ہی کہ مرد اُسکو نہلالین اور جسکا عضو کٹا ہوا ہو یا خصی ہو وہ مرد کے حکم مین ہی اور عورت کیواسطے جائز ہی کہ اپنے شوہر کو غسل دے یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُسکے مرنے کے بعد کوئی ایسی حرکت اُسنے نہ کی ہو جس سے نکاح قطع ہو جاتا ہے جیسے اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کو بوسہ دینا اور اگر اُسکے مرنے کے بعد ایسا امر واقع ہوا تو غسل دینا جائز نہین لیکن مرد کسی حالت مین اپنی عورت کو غسل نہ دے یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت کو رجعی طلاق دی ہو اور وہ عدت مین ہو اور شوہر مر جائے تو عورت کو غسل دینا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر عدت کے آخر مین اُسکے تمام ہونے سے پہلے مرا اور مرنے کے بعد عدت تمام ہو گئی تو بھی عورت کو غسل دینا جائز ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اصل اسمین یہ ہی کہ جو شخص ایسا ہو کہ اُسکو اس عورت کے ساتھ اگر وہ اسوقت زندہ ہوتی

---

[1] تاکہ الخ اشارہ ہی کہ بدگوئی کا قصد نہو بلکہ اس نیت سے کہ زندہ لوگ اس بدعت سے دین کو محفوظ رکھین ۱۲ [2] نہ نہلا دین اگر کوئی مرد نہو تو مردہ مرد کو اُسکی ذات رحم محرم عورت تیمم کرائے ورنہ اجنبیہ ہاتھ مین کپڑا لپیٹ کر تیمم کرا دے اسیطرح مردہ عورت کی صورت مین جبکہ وہان کوئی عورت نہو ۱۲ د

بسبب نکاح کے وطی جائز ہو تو جائز ہی کہ عورت اسکو غسل دے ورنہ جائز نہین یہ تاتارخانیہ مین عتابیہ سے نقل کیا ہی
اور یہودیہ اور نصرانیہ عورت اپنے شوہر کو غسل دینے مین مثل مسلمان عورت کے ہی لیکن یہ بہت برا ہی یہ زاہدی مین
لکھا ہی۔ اگر مرد عورت کو غسل دے تو اگر وہ اسکا محرم ہی تو اسکو ہاتھ لگادے اور اگر غیر شخص ہی تو اپنے ہاتھ پر کپڑا
لپیٹ لے اور اسکی باہون پر نظر پڑتے وقت اپنی آنکھین بند کرلے اور اگر مرد اپنی عورت کو نہلادے تو بھی یہی حکم
ہے مگر آنکھین بند کرنے کا حکم نہین اور جوان اور بوڑھی عورت مین کچھ فرق نہین اور اگر کسی کی ام ولد یا مدبرہ یا
مکاتبہ یا باندی مرے تو مالک اسکو غسل نہ دے اور اسیطرح وہ بھی مالک کو غسل نہ دین اگر کوئی شخص عورتون مین
مرجاوے تو اسکی محرم عورت یا زوجہ یا باندی اسکو ہاتھ سے بغیر کپڑا لپیٹے تیمم کرادے اور عورتین کپڑا لپیٹ کر
تیمم کرادین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص سفر مین مرا اور اسکے ساتھ عورتین اور کافر مرد تھا وہ عورتین
اس کافر مرد کو طریقہ غسل کا تعلیم کرین اور میت کے پاس تنہائی مین اس کافر کو چھوڑ دین تاکہ وہ غسل دیوے
اور اگر اسکے ساتھ کوئی مرد نہو اور ایک چھوٹی لڑکی ہو جسکو خواہش نہین ہوتی اور وہ اس لائق ہو کہ میت کو غسل
دے سکے تو اسکو غسل کا طریقہ سکھادین اور میت کے پاس چھوڑ دین تاکہ غسل دے اور اگر عورت سفر مین مرگئی اور
اسکے ساتھ کافرہ عورت یا ایک لڑکا نابالغ ہو جو ابھی حد شہوت کو نہین پہونچا تو وہی عمل کیا جاوے جو مرد کے
حق مین مذکور ہوا یہ مضمرات مین لکھا ہی اور خنثی مشکل اور قریب بلوغ لڑکا نہ مرد کو نہلاوے نہ عورت کو اور نہ اسکو
مرد نہلاوے نہ عورت بلکہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسکو تیمم کرادین یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر کوئی کافر مرا اور ولی اسکا
مسلمان ہی تو اسکو غسل دیوے اور کفن دیوے اور دفن کرے لیکن غسل اسطرح دے جیسے نجس کپڑے کو
دھوتے ہین اور ایک کپڑے مین لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور کفن اور قبر مین سنت کی رعایت نہ کرے
اور قبر مین اسکو رکھے نہین بلکہ ڈالدے یہ ہدایہ مین لکھا ہی کافر باپ کا مسلمان بیٹا اگر مرجاوے تو کافر باپ کو
اسکے نہلانے کا قابو نہ دینا چاہیے بلکہ مسلمان لوگ اپنے آپ یہ کار خیر پورا کرین کذا فی النہایہ۔ اگر کوئی شخص
سفر مین مرا اور وہان پاک پانی نہین ہی تو تیمم کراکے اسپر نماز پڑھین کذا فی المحیط۔ کوئی شخص مرا اور پانی نہ ملا
تو اسکو تیمم کرادین اور نماز پڑھین پھر اگر پانی ملجاوے تو امام ابویوسفؒ کے قول کے موجب اسکو غسل دیکر
دوبارہ نماز پڑھین یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی **تیسری فصل کفن دینے کے بیان مین** کفن دینا فرض
کفایہ ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ مرد کا کفن سنت[1] تہبند ہی اور کفنی اور لپیٹنے کی چادر ہی اور وہ کفن کہ جسپر کفایت کرنا
جائز ہی وہ تہبند اور لپیٹنے کی چادر ہی اور وقت ضرورت کے جسقدر ملجاوے وہی کفن ضرورت ہے یہ کنز مین لکھا ہی تہبند سر سے
پانؤن تک اور کفنی گردن سے پانؤن تک اور چادر بھی سر سے پانؤن تک ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی کفن مین گریبان اور کلی اور
آستینین نہ لگادین یہ کافی مین لکھا ہی ظاہر روایت کے موجب کفن مین عمامہ نہین اور فتاوے مین ہی متاخرین نے عالم کے واسطے

[1] سنت آنکہ اور تین کپڑون سے زیادہ کرنے مین مضائقہ نہین ہی اور مجتبی سے طحطاوی نے مکروہ لکھا اور میرے نزدیک یہی اصح و احوط و اوفق ہی ۱۲

[2] عالم دلیکن محیط مین سب کے لیے مکروہ کہا اور زاہدی سے اسی کو اصح لکھا ہی ۱۲ درمش

عمامہ کو مستحسن کہا ہی اور برخلاف اسکی حالت حیات کے شملہ مُنہ پر رکھدین یہ جوہرہ مین لکھا ہی عورت کا کفن سنت کفنی
اور تہ بند اور اوڑھنی اور اوپر لپیٹنے کی چادر اور سینہ بند ہی اور وہ کفن کہ جسپر کفایت کرنا جائز ہی وہ تہ بند اور اوپر
لپیٹنے کی چادر اور اوڑھنی ہی یہ کنز مین لکھا ہی سینہ بند چھاتیون سے ناف تک ہونا چاہیے یہ عینی شرح کنز اور تبیین
مین لکھا ہی اور اولے یہ ہی کہ سینہ بند چھاتیون سے رانون تک ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی یہ عورت کے واسطے
دو کپڑے اور مرد کے واسطے صرف ایک کپڑے کا کفن دینا مکروہ ہی مگر ضرورت کے وقت جائز ہی یہ عینی شرح کنز
مین لکھا ہی اور قریب بلوغ لڑکے کا حکم کفن مین مثل بالغ کے ہی اور قریب البلوغ لڑکی کا حکم مثل بالغہ عورت کے ہی
اور کم سے کم کفن چھوٹے لڑکے کا ایک کپڑا ہی اور چھوٹی لڑکی کے لیے دو کپڑے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور احتیاطاً
خنثی کو وہی کفن دیا جائے جو عورت کو دیا جاتا ہی لیکن اسکے کفن مین ریشمی اور کسمی اور زعفرانی رنگ کے کپڑے سے
اجتناب کرین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی کفن مرد کو ایسے کپڑے کا دینا چاہیے جیساکہ وہ عیدین کے روز اپنی زندگی مین
پہنکر نکلتا تھا اور عورت کو ایسا دینا چاہیے جیسے کپڑے پہنکر وہ اپنے مان باپ کے گھر جایا کرتی تھی یہ زاہدی مین
لکھا ہی اور بُرد اور کتان اور قصب اور عورتون کے لیے حریر اور ریشمی اور کسم کے رنگ اور زعفران کے رنگ کا
کفن دینا مضائقہ نہین مرد کے واسطے یہ مکروہ ہی اور بہتر یہ ہے کہ کفن کے کپڑے سفید ہون یہ نہایہ مین لکھا ہی اور
پُرانا اور نیا کپڑا کفن مین برابر ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی مردون کو جس کپڑے کا زندگی مین پہننا جائز ہے اس کا
کفن دینا بھی جائز ہی اور زندگی مین جسکا پہننا جائز نہین اسکا کفن بھی جائز نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر مال
بہت ہو اور وارث کم ہون تو کفن سنت دینا اولی ہی اور اگر اسکے برخلاف ہو تو کفن کفایت اولے ہی یہ ظہیریہ
مین لکھا ہی اور اگر وارثون مین کفن دینے مین اختلاف ہو بعضے کہین دو کپڑون کا کفن دیا جاوے اور بعضے کہین تین کپڑون
کا تو تین کپڑون کا کفن دینا چاہیے اسلیے کہ وہ سنت ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور کفن پہنانے کا قاعدہ یہ ہی کہ مرد کے
واسطے اول اوپر لپیٹنے کی چادر بچھائی جاوے پھر اُسپر تہ بند بچھایا جاوے پھر اُسپر مُردہ رکھا جاوے اور کفنی پہنائی جاوے
اور خوشبو اُسکے سر اور داڑھی اور تمام بدن پر لگائی جاوے یہ محیط مین لکھا ہی سب خوشبوئین لگائین مگر مرد کے
زعفران اور ورس نہ لگادین یہ ایضاح مین لکھا ہی اور پیشانی اور ناک اور دونون ہاتھون اور گھٹنون اور دونون
قدمون پر کافور لگادین پھر تہ بند کو بائین طرف سے اسپر لپیٹین پھر داہنی جانب سے لپیٹین اور اوپر کی چادر بھی اسیطرح
لپیٹین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کفن کھل جانے کا خوف ہو تو کسی چیز سے باندھ دین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی عورت
کو کفن دینے کا قاعدہ یہ ہی کہ اول اُسکے واسطے اوپر کی چادر بچھادین اور اُسپر تہ بند بچھادین جیسے کہ ہمنے مرد کے
واسطے بیان کیا پھر اسپر میت کو رکھین پھر کفنی پہنادین اور اُسکے بالون کی دو زلفین کرکے سینہ پر کفنی کے اوپر رکھدین
اور اُسکے اوپر اوڑھنی اُڑھادین پھر تہ بند کو اور اوپر کی چادر کو لپیٹین جیسا ہمنے مرد کے واسطے بیان کیا پھر
لفافون کے اوپر چھاتیون پر سینہ بند باندھین یہ محیط مین لکھا ہے اور مُردے کو پہنانے سے پہلے کفن کو طاق مرتبہ خوشبو سے
بسالین خواہ ایک مرتبہ یا تین مرتبہ خواہ پانچ مرتبہ اور اس سے زیادہ نہ کرین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور میت کو تین

وقت خوشبو کی دھونی دین روح نکلتے وقت تاکہ بدبو دور ہو جائے اور نہلاتے اور کفن پہناتے وقت اور اُس کے
بعد خوشبو کی دھونی نہ دین یہ تبیین مین لکھا ہی اور محرم[۵۱] اور غیر محرم اسمین برابر ہے - خوشبو لگائے اور اُسکا مُنھ اور سر
ڈھکے اور باندی کو بھی اسیطرح خوشبو کی دھونی دیجائے جیسے آزاد عورت کو دیجاتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر میت کے
پاس مال ہو تو کفن اُسکے مال مین سے دیا جائے اور کفن کو مقدار سنت تک قرض[۵۲] اور وصیت اور وارث پر مقدم
کیا جائے یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ جب اسکے مال سے غیر کا حق متعلق نہو جیسے کہ رہن اور بیچی ہوئی چیز جس پر
قبضہ نہ دیا ہو اور غلام جس نے کوئی جنایت یعنے خطا کی ہو یہ تبیین مین لکھا ہی - اور جس شخص کے پاس کچھ مال نہ ہو
اُسکا کفن اُسپر واجب ہی جسپر اُسکا نفقہ واجب ہی مگر امام محمد رح کے قول کے بموجب شوہر پر کفن دینا واجب نہین
اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب شوہر پر کفن دینا واجب ہی اگرچہ جورو مال بھی چھوڑے اور اُسی پر
فتوٰے[۵۳] ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر شوہر مرا اور کچھ مال نہ چھوڑا اور بی بی اُسکی مالدار ہی اُسپر کفن دینا
بالاجماع واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کوئی ایسا شخص نہین ہی جسپر اُسکا نفقہ واجب ہو تو کفن اُسکو
بیت المال سے دیا جاوے اور اگر بیت المال نہو تو مسلمانون پر اُسکا کفن دینا واجب ہی اور اگر عاجز ہون تو اور
لوگون سے سوال[۵۴] کرین یہ زاہدی مین لکھا ہی اور عتابیہ مین ہی کہ اگر یہ بھی نہو تو اُسکو نہلا کر گھاس مین لپیٹ کر دفن
کر دین اسکی قبر پر نماز پڑھین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص کسی قوم کی مسجد مین مرجاوے اور کوئی شخص
اسکے کفن کا اہتمام کرکے درہم جمع کرے اور اُسمین سے بچ رہے تو اگر وہ اُس شخص کو پہچانتا ہو جسکے درہم بچ رہے
تھے تو اُسکو پھیر دے اور اگر نہ پہچانتا ہو تو کسی دوسرے محتاج کے کفن مین صرف کر دے اور یہ بھی نہ کر سکے تو
فقیرون کو صدقہ کر دے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر کسیکو کفن دیکر دفن کیا اور اُسکا کفن چوری گیا تو اگر
وہ تازہ دفن ہوا ہی تو اُسکے مال مین سے اُسکو دوبارہ کفن دین اور اگر مال تقسیم ہو گیا ہی تو وارثون پر کفن دینا واجب ہے
قرضخواہون اور وصیت والون پر کفن دینا واجب نہین اور اگر قرض سے کچھ ترکہ نہ بچا تو اگر قرضخواہون نے ابھی قرضہ
پر قبضہ نہین کیا ہی تو اول کفن دیا جاوے اور اگر قبضہ کر لیا ہی تو اُنسے کچھ نہ پھیرا جاوے اور اگر اُسکا بدن بگڑ چکا ہے
تو ایک کپڑے مین لپیٹ دینا کافی ہی اور اگر اُسکو کسی درندہ جانور نے کھا لیا ہی اور کفن باقی رہگیا تو ترکہ مین
شامل ہو جاویگا اور اگر اسکو کسی غیر شخص یا اُسکو کسی رشتہ دار نے اپنے مال سے کفن دیا تھا تو اس کفن دینے والے کی
طرف عود کریگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی **چوتھی فصل جنازہ اُٹھانے کے بیان مین** سنت یہ ہی کہ چار
مرد جنازہ اُٹھاوین یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہے جسوقت پلنگ پر جنازہ اُٹھاوین تو
اُسکے چارون پایون کو پکڑین اسیطرح سنت وارد ہوئی ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی پھر جنازہ اُٹھانے مین
دو چیزین ہین ایک اصل سنت ایک کمال سنت اصل سنت یہ ہی کہ اُسکے چارون پایون کو باری باری پکڑے

---

[۵۱] محرم جو احرام کی حالت مین مرا ہے خواہ عمرہ کا قصد ہو یا حج کا ۱۲ [۵۲] قرض یعنے ترکہ مین سے کفن دینا سب سے مقدم ہی ۱۲ [۵۳] فتوی اور بحر الرائق
مین مطلقاً شوہر پر رکھا اور اسیکو مرجح ٹھہرایا ۱۲ [۵۴] سوال ظاہر یہ سوال بقدر کفایت ہوگا جیسا درمختار مین ہی ۱۲

اس طور سے کہ ہر جانب سے دس قدم چلے اور یہ سنت سب شخص ادا کر سکتے ہین اور کمال سنت یہ ہی کہ اُٹھانے والا اول اسکے سرھانے کے داہنے پایہ کو پکڑے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور داہنے کاندھے پر اُسکو اُٹھا دے پھر پائنتی کے داہنے پایہ کو داہنے کاندھے پر رکھے پھر سرھانے کے بائین پایہ کو بائین کاندھے پر رکھے پھر پائنتی کے بائین کاندھے پر رکھے اور یہ سنت صرف ایک شخص سے ادا ہو گی یہ تبیین مین لکھا ہی اور پلنگ کو دو لکڑیون مین اسطرح اُٹھانا کہ اُسکو دو شخص اُٹھا دین ایک سرھانے دوسرا پائنتی سے مکروہ ہی لیکن ضرورت ہو تو جائز ہی مثلاً جگہ تنگ ہو یا اس قسم کی کوئی اور ضرورت ہو اور پلنگ کو ہاتھ مین پکڑے یا کاندھے پر رکھے تو کچھ مضائقہ نہین اور نصف کاندھے پر اور نصف گردن کی جڑ پر رکھنا مکروہ ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اسبیجابی نے کہا ہی کہ دودھ پیتا بچہ یا وہ جسکا دودھ چھوٹ گیا ہی یا اس سے کچھ زیادہ عمر کا ہو تو اگر وہ مر جاوے تو اگر ایک شخص اُسکو ہاتھ پر اُٹھا وے تو مضائقہ نہین اور باری باری سے لوگ اُسکو ہاتھو ہاتھ اُٹھا دین اور اگر سوار ہو کر اُسکو اپنے ہاتھون پر اُٹھا وے تو بھی مضائقہ نہین اور اگر بڑا ہو تو اُسکو جنازہ پر رکھین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور میت کو لے چلتے وقت جلد جلد چلین مگر دوڑین نہین اور حد جلد چلنے کی یہ ہی کہ میت کو جنازہ پر حرکت نہو یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جو لوگ میت کے ساتھ ہون وہ اُسکے پیچھے چلین یہ افضل ہی اور آگے چلنا بھی جائز ہی مگر اس سے دور ہو جاوین اور سب کا آگے ہونا مکروہ ہے اور میت کے داہنے بائین نہ چلین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جنازہ کو لے چلین تو سرھانا آگے کرین یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اگر جنازہ پڑوسی یا رشتہ دار کسی مشہور صالح شخص کا ہو تو اُسکے ساتھ جانا نفل پڑھنے سے افضل ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی جنازہ کے ہمراہ سواری پر جانے مین کچھ مضائقہ نہین پیادہ چلنا افضل ہی اور سوار ہو کر جنازہ سے آگے بڑھنا مکروہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور جنازہ کے ساتھ اور میت کے گھر مین نوحہ کرنا اور چیخنا اور گریبان پھاڑنا مکروہ ہی اور بغیر آواز بلند کیے رونے مین کچھ مضائقہ نہین اور صبر افضل ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جنازہ کے ساتھ انگیٹھی مین آگ اور شمع نہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی عورتون کو جنازہ کے ساتھ جانا نہین چاہیے اور اگر جنازہ کے ساتھ نوحہ کرنے والی یا چیخنے والی عورت ہو تو اُسکو منع کرین اور اگر نہ مانے تو جنازہ کے ساتھ جانے مین کچھ مضائقہ نہین اسواسطے کہ جنازہ کے ساتھ جانا سنت ہے پس غیر کی بدعت کیوجہ سے اُسکو نہ چھوڑین اور جنازہ کے واسطے کھڑا نہ ہو جاوے لیکن اُسوقت جب اُسکے ساتھ جانے کا ارادہ ہو یہ ایضاح مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر عیدگاہ مین ہو اور جنازہ آوے تو بعضون نے کہا ہی کہ زمین پر جنازہ رکھدینے سے پہلے اُسکو دیکھکر کھڑے نہو جاوین یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی جو لوگ جنازہ کے ساتھ جاتے ہین اُنکو خاموش رہنا چاہیے اور ذکر اور قرأت قرآن مین آواز بلند کرنا اُنکو مکروہ ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر اللہ کا ذکر کرنا چاہے تو دل مین ذکر کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور جب قبر کے پاس زمین پر جنازہ رکھدیا جاوے تو اُسوقت بیٹھ جانے مین مضائقہ نہین اور جنازہ گردنون سے اُتارنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہی یہ [illegible] مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ جبتک اُسپر مٹی نہ ڈالین تب تک نہ بیٹھین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جب

نماز کے واسطے جنازہ اُتارین تو قبلہ کے عرض مین رکھین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی جنازہ اُٹھانے کیلیے استنجا جائز ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی **پانچوین فصل میت پر نماز پڑھنے کے بیان مین** جنازہ کی نماز پڑھنا فرض کفایہ ہی اگر بعض اُسکو ادا کرلین ایک شخص ہو یا جماعت مرد ہو یا عورت تو باقی لوگون سے ساقط ہوجاویگا اور اگر کسی نے نماز نہ پڑھی تو سب لوگ گنہگار ہونگے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ جنازہ کی نماز صرف امام کی نماز سے ادا ہوجاتی ہی اسلیے کہ جنازہ کی نماز مین جماعت شرط نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ شرط جنازہ کی نماز کی یہ ہی کہ میت مسلمان ہو اور اگر نہلانا ممکن ہو تو اُسکو نہلا لیا ہو اور نہلانا ممکن نہو مثلاً غسل سے پہلے اُسکو دفن کردیا اور بغیر قبر کھودے اُسکو نکالنا ممکن نہین تو ضرورت کیوجہ سے اُسکی قبر پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر بغیر غسل کے میت پر نماز پڑھی اور اسکو اسیطرح دفن کردیا تو قبر پر دوبارہ نماز پڑھین کیونکہ پہلی نماز فاسد ہے یہ تبیین مین لکھا ہی میت کی جگہ کا پاک ہونا شرط نہین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جو مسلمان پیدا ہونیکے بعد مرا اُسپر نماز پڑھین بچہ ہو یا بڑا ہو مرد ہو یا عورت ہو آزاد ہو یا غلام ہو مگر باغیون و راہزنون پر اور اسطرح کے اور لوگونپر نماز نہ پڑھین اگر کوئی بچہ پیدا ہوتے وقت مرگیا تو اگر نصف سے زیادہ خارج ہوگیا تھا تو اُسپر نماز پڑھین اور جو نصف سے کم خارج ہوا تھا تو اسپر نماز نہ پڑھین اور اگر نصف خارج ہوا تھا تو کتاب مین اسکا حکم مذکور نہین ہی اور نصف میت پر جو نماز پڑھنے کا حکم اول مذکور ہوچکا ہی اُسی پر اسکا قیاس ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر دار الحرب مین کوئی لڑکا کسی مسلمان سپاہی کے قبضہ مین آجائے اور وہین مرجاوے تو باعتبار اُسکے قابض کے اُسپر نماز پڑھینگے یہ محیط مین لکھا ہی امام ابویوسف نے کہا ہی کہ جو شخص کسیکا مال لے لے اور اُسکے عوض مین قتل کیاجائے تو اُسپر نماز نہ پڑھین یہ ایضاح مین لکھا ہی اور جو شخص اپنے ماں باپ مین سے کسیکو مار ڈالے تو اُسکی اہانت کیلیے اسپر نماز نہ پڑھین یہ تبیین مین لکھا ہی اور جو شخص غلطی سے اپنے آپ کو مار ڈالے مثلاً کسی دشمن کو تلوار سے مارنے کیلیے پکڑا اور غلطی سے وہ تلوار اُسی کے لگ گئی اور مرگیا تو اُسکو غسل دینگے اور نماز پڑھینگے یہ حکم بلاخلاف ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر کوئی شخص عمداً اپنے آپ کو مار ڈالے تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُسپر نماز پڑھینگے یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جو شخص کسی حق مین ہتھیار سے یا اور طرح قتل کیا جائے جیسے قود اور رجم مین تو اُسکو غسل دینگے اور اُسپر نماز پڑھینگے اور اُسکے ساتھ وہی سب معاملہ کرینگے جو مسلمان مردون کے ساتھ کرتے ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور امام جسکو سولی دے اُسکے حق مین امام ابوحنیفہ رح سے دو روایتین ہین ابوسلیمان نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ اسپر نماز نہ پڑھین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے میت پر نماز پڑھانے مین اگر سلطان حاضر ہو تو اولےٰ ہی اور اگر وہ حاضر نہو تو قاضی اولےٰ ہی پھر امام الحی پھر ولی یہی اکثر متون مین لکھا ہی اور حسن نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ سب مین بڑا امام یعنے خلیفہ حاضر ہو تو اولےٰ ہی اور اگر وہ حاضر نہو تو امام شہر کا اولےٰ ہی اور اگر وہ حاضر نہو تو قاضی اولےٰ ہی اور اگر وہ حاضر نہو تو صاحب شرط اولیٰ ہی اور اگر وہ حاضر نہو تو امام حی اولےٰ ہی اور اگر وہ حاضر نہو تو قرابت مین جو سب سے

له صورت حقیقہ کی ایک ہو دوسری کے ... نصف سے زیادہ نکلی ۱۲ عله صورت مثلاً خودکشی کر کے مارا ہو ۱۲

زیادہ قریب ہی وہ اولے ہی اسی روایت کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہی یہ کفایہ اور نہایہ اور معراج الدرایہ اور عنایہ مین لکھا ہی۔ اولیا کی ترتیب موافق ترتیب عصبات کے ہی جو زیادہ قریب ہی وہ اولے ہی لیکن باپ کا حکم اسکے خلاف ہی اسلیے کہ وہ بیٹے پر مقدم ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی کہا گیا ہی کہ یہ قول امام محمدؒ کا ہی اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بیٹا اولے ہی اور صحیح یہ ہی کہ سب کا قول یہی ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی غیاثیہ اور فتح القدیر مین لکھا ہی۔ عورتون اور بچون کا میت کی نماز مین کوئی حق نہین ہی اور اقرب کے واسطے اختیار ہی کہ کسی دور کے رشتہ دار کو مقدم کرے اور اگر زیادہ رشتہ دار کہین دور ہو اور اسکے آنے تک نماز فوت ہو جاویگی تو دور کا رشتہ دار اولے ہی اور اگر قریب کا رشتہ دار حاضر نہو مگر اپنے خط مین کسی غیر کے مقدم کرنے کا حکم دے تو دور کے رشتہ دار کو اختیار ہی کہ اسکو منع کرے اور شہر مین جو مریض ہو وہ مثل تندرست کے ہی اسکو اختیار ہی جسکو چاہے مقدم کرے دور کے رشتہ دار کو منع کرنے کا اختیار نہین اور اگر دو ولی درجہ مین برابر ہون تو عمر مین جو بڑا ہی وہ اولے ہی اور ان دونون مین سے یہ کسیکو اختیار نہین کہ اپنے شریک کے سوا اور کسیکو مقدم کرین مگر اسکی اجازت سے غیر کو مقدم کرنا جائز ہی اور اگر ان دونون مین سے ہر ایک نے جدا جدا شخص کو مقرر کیا تو بڑے نے جسکو مقدم کیا ہی وہ اولے ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے کبرے مین ہی کہ میت نے اگر وصیت کی ہو کہ فلان شخص میری نماز پڑھاوے تو وہ وصیت باطل ہی اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ کوئی غلام مرا اور اسکے مالک اور باپ اور بیٹے مین نماز کی بابت جھگڑا ہوا اور اسکے باپ اور بیٹے آزاد ہین تو مالک اسکی نماز پڑھانے مین اولے ہی یہ محیط مین لکھا ہی اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور ہمارے نزدیک شوہر کو ولایت نہین ہے اسلیے کہ موت سے تعلق قطع ہو جاتا ہی یہ جامع صغیر مین لکھا ہے جو قاضیخان کی تصنیف ہی اور اگر عورت کا کوئی ولی نہو تو شوہر اولے ہی پھر ہمسایہ بہ نسبت اجنبی کے اولے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر کوئی عورت مری اور اسکا شوہر ہے اور اسی شوہر سے بیٹا عاقل بالغ ہے تو ولایت بیٹے کے لیے ہے شوہر کے لیے نہین لیکن بیٹے کیلیے یہ مکروہ ہے کہ اپنے باپ پر مقدم ہو اور چاہیے کہ اپنے باپ کو مقدم کرے اور اگر وہ بیٹا اس شوہر سے نہین ہی تو اسکے مقدم ہونے مین مضائقہ نہین اسلیے کہ وہی ولی ہی اور ماں کے شوہر کی تعظیم اسپر واجب نہین یہ بدائع مین لکھا ہی میت پر صرف ایکبار نماز پڑھی جاوے اسلیے کہ جنازہ کی نماز مین نفل مشروع نہین یہ ایضاح مین لکھا ہی اور اگر سب مین بڑے امام یا سلطان یا والی یا قاضی یا امام حی نے نماز پڑھا دی تو ولی کو اعادہ کا اختیار نہین اسلیے کہ وہ لوگ اس سے اولے ہین اور اگر انکے سوا کسی اور نے نماز پڑھائی تو اسکو اعادہ کا اختیار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر ولی نماز پڑھے تو اسکے بعد کسیکو نماز پڑھنا جائز نہین اور اگر سلطان نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو پڑھ سکتا ہی اسلیے کہ وہ اسپر مقدم ہے اور اگر میت پر ولی نے نماز پڑھی اور اسی مرتبہ کے میت کے اور بھی ولی ہین تو انکو نماز کے اعادہ کا اختیار نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اگر ولی یا سلطان کے سوا کسی اور نے نماز پڑھائی تو ولی اگر چاہے تو اعادہ کر سکتا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی کسی شخص نے

[illegible]

جنازہ کی نماز پڑھی اور ولی اسکے پیچھے ہی اور اسکی نماز پر وہ راضی نہین تو اگر ولی نے اسکی متابعت کر کے نماز پڑھ لی تو نماز جائز ہی اور ولی اعادہ نہین کر سکتا۔ اگر جنازہ کی نماز کا امام بے وضو تھا تو نماز کا اعادہ کرین اور اگر امام با وضو تھا اور مقتدی سب بے وضو تھے تو امام کی نماز صحیح ہوگی اور نماز کا اعادہ نہ کرین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر مریض بیٹھکر جنازہ کی نماز پڑھاوے اور وہی ولی ہو اور جماعت کے لوگ اسکے پیچھے کھڑے ہون تو جائز ہی کوئی شخص سفر مین مرا پھر اسکے رشتہ دار اسکو وطن لیگئے پس اگر سلطان یا قاضی کے حکم سے اسکی نماز پڑھ چکے تھے تو اسکا اعادہ نہ کرینگے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر مغرب کی نماز کے وقت جنازہ حاضر ہوا تو جنازہ کی نماز مغرب کی سنت پر مقدم کرینگے یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ سوار ہو کر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہے۔ جو شرطین اور نمازون کی ہین جیسے حقیقی و حکمی طہارت اور قبلہ[1] کی طرف متوجہ ہونا اور ستر عورت اور نیت یہ سب جنازہ کی نماز کی بھی شرطین ہین یہ بدائع مین لکھا ہے پس امام اور قوم کو چاہیے کہ نیت کرین اور یون کہین کہ مین اللہ کی عبادت کے لیے اس فرض کے ادا کرنے کی نیت کرتا ہون اور کعبہ کیطرف متوجہ ہون اور اس امام کے پیچھے ہون اور اگر امام سے اپنے دل مین یہ نیت کرے کہ جنازہ کی نماز ادا کرتا ہی تو صحیح ہے اور اگر مقتدی یون کہے کہ اس امام کی اقتدا کرتا ہون تو جائز ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جنازہ کی نماز کی شرطون مین سے یہ ہے کہ میت حاضر ہو اور رکھی ہوئی ہو اور نماز پڑھنے والے کے سامنے ہو پس اگر میت غائب ہو یا کسی جانور پر ہو یا نماز پڑھنے والے کے پیچھے رکھی ہو تو نماز صحیح نہوگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ جن چیزون سے اور نمازین فاسد ہوتی ہین اُنسے جنازہ کی نماز بھی فاسد ہو جاتی ہی مگر عورت کے برابر ہونے سے فاسد نہین ہوتی یہ زاہدی مین لکھا ہی جب سات آدمی جماعت مین ہون تو تین صفین کر لین ایک آگے بڑھے اور تین اُسکے پیچھے ہون اور دو اُنکے پیچھے ہون اور ایک اُنکے پیچھے ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی امام کو چاہیے کہ میت عورت ہو یا مرد اُسکے سینہ کے مقابلہ مین کھڑا ہو میت کی نماز مین امام کے کھڑے ہونے کی جگہ یہی بہتر ہے اور اگر اور جگہ کھڑا ہو تو جائز ہی اور جنازہ کی نماز مین چار[2] تکبیرین ہوتی ہین اگر ایک اُنمین سے چھوڑ دی تو جائز نہوگی یہ کافی مین لکھا ہے۔ اول شروع کی تکبیر کہے پھر سبحانک اللھم آخر تک پڑھے پھر دوسری تکبیر کہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر تکبیر کہے اور میت اور سب مسلمانون کے واسطے دعا پڑھے اور اسکے واسطے کوئی دعا مقرر نہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علے الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علے الایمان اور اگر میت بچہ ہو تو امام ابوحنیفہ رح سے منقول ہی کہ یون پڑھے اللھم اجعلہ لنا فرطا اللھم اجعلہ لنا ذخرا واجرا اللھم اجعلہ لنا شافعا ومشفعا یہ اُسوقت ہی جب ان دعاؤن کو اچھی طرح پڑھ سکے اور اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جونسی دعا چاہے پڑھے پھر چوتھی

---

[1] قبلہ کیطرف اقول اگر کعبہ کیطرف رکھنے مین بائین طرف سر کیا تو برا کیا ساتھ صحیح ہی اور اگر قبلہ مشتبہ ہوا تو تحری سے صحیح ہی ورنہ نہین ۱۲

[2] چار اور اس سے زیادہ منسوخ ہین حتے کہ امام زائد کرے تو مقتدی اسکی اتباع نہ کرے ۱۲

تکبیر کہے اور دو سلام پھیرے چوتھی تکبیر کے بعد اور سلام سے پہلے کوئی دعا نہیں ہے یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہے جو
قاضیخان کی تصنیف ہی اور یہی ظاہر مذہب ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ تکبیر کے سوا اور سب چیزین آہستہ پڑھیگا یہ تبیین مین
لکھا ہی اس نماز مین قرآن نہ پڑھے اور اگر الحمد کو دعا کی نیت سے پڑھے تو مضائقہ نہین اور قرأت کی نیت سے پڑھے تو
جائز نہین اسواسطے کہ وہ محل دعا کا ہی قرأت کا نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی ظاہر روایت کے موجب پہلی تکبیر کے سوا کبھی
ہاتھ نہ اُٹھائے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور امام اور قوم اس حکم مین برابر ہین یہ کافی مین لکھا ہی اور دونون سلامون مین
میت کی نیت نہ کرے بلکہ پہلے سلام مین اُس شخص کی نیت کرے جو اُسکے داہنی طرف ہی اور دوسرے سلام مین اُس
شخص کی نیت کرے جو اُسکے بائین طرف ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی فتاوے قاضیخان اور ظہیریہ مین لکھا ہے
اور اگر امام پانچ تکبیرین کہے تو مقتدی متابعت نہ کرے اور امام ابو حنیفہ رح سے یہ منقول ہے کہ وہ ٹھہرا رہے اور
امام کے ساتھ سلام پھیرے یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص آیا اور امام پہلی تکبیر کہہ چکا اور یہ
اُسوقت حاضر نہ تھا تو انتظار کرے جب امام دوسری تکبیر کہے تو اُسکے ساتھ تکبیر کہکر نماز مین شریک ہو اور جب
امام فارغ ہو تو مسبوق جنازہ کے اُٹھنے سے پہلے وہ تکبیر کہہ لے جو اُس سے فوت ہو گئی ہی یہ قول امام ابو حنیفہ رح
اور امام محمد رح کا ہی اور اسیطرح اگر امام دو یا تین تکبیرین کہہ چکا ہی تب بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے
اگر کوئی شخص آیا اور امام چار تکبیرین کہہ چکا ہی اور ابھی سلام نہین پھیرا ہی تو امام ابو حنیفہ رح سے ایک روایت یہ
ہے کہ وہ امام کے ساتھ داخل نہو اور اصح یہ ہی کہ داخل ہو اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی پھر جنازہ
اُٹھنے سے پہلے برابر تین تکبیرین کہہ لے دعا نہ پڑھے یہ خلاصہ اور فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر جنازہ ہاتھون پر
اُٹھ گیا اور ابھی کاندھون پر نہین رکھا گیا تو ظاہر الروایت مین ہی کہ تکبیرین نہ کہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر امام کے
ساتھ تھا اور غافل ہو گیا اور امام کے ساتھ تکبیر نہ کہی یا نیت کر رہا تھا اور سہو سے تکبیر مین تاخیر ہو گئی تو وہ تکبیر
کہہ لے اور فقہا کے قول کے موجب امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے اسلیے کہ وہ نماز کے واسطے مستعد تھا
پس بمنزلہ شریک نماز کے سمجھا جاویگا یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہی جو قاضیخان کی تصنیف ہی اور اگر امام کے ساتھ
پہلی تکبیر کہہ لی اور دوسری اور تیسری نہ کہی تو وہ دونون تکبیرین کہہ لے پھر امام کے ساتھ تکبیر کہے یہ فتاوے قاضیخان
مین لکھا ہی اور اگر امام نے تین تکبیرون کے بعد بھول کر سلام پھیر دیا تو چوتھی تکبیر کہکر سلام پھیرے یہ تاتارخانیہ
مین لکھا ہی اور اگر بہت سے جنازہ جمع ہو جاوین تو امام کو اختیار ہی کہ اگر چاہے ہر ایک کے واسطے جدا نماز پڑھے
اور اگر چاہے ایکبارگی سب کی نیت کر لے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اُن جنازون کے رکھنے مین بھی اُسکو اختیار ہی
اگر چاہے تو طول مین انکی ایک صف بنائے اور جو افضل ہی اُسکے پاس کھڑا ہو کر نماز پڑھائے اور اگر چاہے
ایک کو بعد ایک کے قبلہ کیطرف رکھے اور ترتیب ان جنازون کی بہ نسبت امام کے اسیطرح ہو گی جسطرح زندگی

سلہ آہستہ لیکن سلام مین بھی جہر معمول ہو گیا ہی اور بعض نے فقط ایک سلام مین جہر جائز رکھا اور در مختار مین کہا کہ طفل و مجنون و معتوہ اصلی
کیواسطے استغفار نہ پڑھے اقول منع کرنا خلاف ہے لیکن سنت دوسری دعا ہی ۱۲

مین امام کے پیچھے نماز مین انکی ترتیب ہوتی ہی پس افضل افضل ہوگا اور امام سے قریب مردون کے جنازہ ہونگے پھر لڑکون کے پھر خنثون کے پھر عورتون پھر قریب بلوغ لڑکیون کے اور اگر سب مرد ہون تو حسن نے امام ابو حنیفہ رہ سے یہ روایت کی ہی کہ جو افضل ہی اور عمر مین زیادہ ہی اسکا جنازہ امام کے قریب ہو اور اگر غلام اور آزاد جمع ہون تو مشہور یہ ہی کہ ہر حال مین آزاد کو مقدم کرین یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اگر امام ایک جنازہ کی نماز کی تکبیر کہہ چکا پھر دوسرا جنازہ آیا تو اسیطرح نماز پڑھتا رہے اور دوسرے جنازہ پر از سر نو نماز پڑھے اور اگر جنازہ رکھنے کے بعد امام نے دوسری تکبیر کہی اور دونون جنازون پر نیت کی تو پہلے جنازہ کی تکبیر ہوگی دوسرے کی تکبیر نہوگی اور اگر دوسری تکبیر مین صرف دوسرے جنازہ کی نیت کی تو وہ دوسرے جنازہ کی تکبیر ہوگی اور پہلے جنازہ کی نماز سے نکلگیا پس جب فارغ ہو تو پہلے جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر امام کو جنازہ کی نماز مین حدث ہوا اور کسی غیر کو مقدم کر دیا تو جائز ہی اور یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اگر میت کو نماز سے یا غسل سے پہلے دفن کر دیا تو تین دن تک اُسکی قبر پر نماز پڑھین اور صحیح یہ ہی کہ تین دن کی مقدار واجب نہین ہی بلکہ جبتک سمجھے کہ مُردے کا جسم ابھی نہین پھٹا اب تک اُسپر نماز پڑھے یہ سراجیہ مین لکھا ہے اور جنازہ پر نماز عیدگاہ مین اور مکانون مین اور گھرون مین برابر ہے یہ محیط مین لکھا ہی اور نماز جنازہ کی ایسی مسجد مین جسمین جماعت ہوتی ہو مکروہ ہی خواہ میت اور قوم مسجد مین ہو خواہ میت مسجد سے خارج ہو اور قوم مسجد مین ہو یا امام مع بعض قوم کے مسجد سے خارج ہو اور باقی قوم مسجد مین ہو یا میت مسجد مین ہو اور امام اور قوم خارج مسجد ہو یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور بارش وغیرہ کے عذر سے مسجد مین نماز پڑھنا مکروہ نہین یہ کافی مین لکھا ہے۔ راستہ مین اور غیر لوگون کی زمین مین جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی لیکن جو مسجد کہ جنازہ کی نماز کے واسطے بنائی جاوے اُسمین نماز پڑھنا مکروہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور چاہیے کہ جبتک جنازہ پر نماز نہ پڑھ لین تب تک نہ لوٹین اور بعد نماز پڑھنے کے دفن سے پہلے بغیر اذن اہل جنازہ کے نہ لوٹین اور بعد دفن بغیر اذن لوٹنے کا اختیار ہی یہ محیط مین لکھا ہی

چھٹی فصل قبر اور دفن اور میت کے ایک مکان سے دوسرے مکان مین لیجانے کے بیان مین

میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور سنت لحد ہی نہ شق یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور لحد اسکو کہتے ہین کہ قبر پوری کھودی جائے پھر اُسکے اندر قبلہ کی طرف گڑھا کھودا جائے اور اُسمین مردہ رکھدیا جائے یہ محیط مین لکھا ہے اور وہ مثل ایک مسقف کمرہ کے بنا دیا جاوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر زمین نرم ہو تو شق مین مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور شق اُسکو کہتے ہین کہ مثل نہر کے ایک گڑھا وسط قبر مین کھودا جائے اور اُسکے دونون طرف کچی اینٹین یا اور کچھ لگا دین اور اُسمین میت رکھی جائے اور چھت بنا دیجائے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور چاہیے کہ قبر کی گہرائی میانہ قد والے آدمی کے سینہ تک ہو اور جسقدر زیادہ ہو وہ افضل ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت کی ہی کہ طول قبر کا موافق طول آدمی کے قد کے چاہیے اور عرض اُسکا بقدر نصف قد کے چاہیے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل سے روایت ہے کہ ہمارے شہرون مین زمین کی نرمی کیوجہ سے صندوق مین

له مکروہ ہی ... امام نے ترجیح دی کہ اگر میت ... نماز ... وغیرہ سے پہلے ... خلاف نہین ہی ۱۲

میت کو رکھنا جائز ہی اور اگر لوہے کا صندوق ہو تو بھی کچھ مضائقہ نہین لیکن اسکے اندر مٹی بچھاوین اور اوپر کی
جانب جو میت سے ملی ہوئی ہی اسپر بھی مٹی لگاوین اور ہلکی کچی اینٹین میت کے داہنی اور بائین طرف رکھدین تاکہ
بمنزلہ لحد کے ہو جاوین پکی اینٹین لحد مین لگانا اگر میت سے متصل ہون تو مکروہ ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی
پانی کے بہاؤ کے مکانون مین دفن کرنا مکروہ ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی جو آدمی قبر کے اندر داخل ہو طاق ہون
یا جفت ہون برابر ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ وہ لوگ قوی اور امین اور صالح ہون یہ تاتارخانیہ مین
لکھا ہی عورت کو قبر مین داخل کرنے کے لیے رشتہ دار محرم اورون سے اولیٰ ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے
اور اسیطرح رشتہ دار غیر محرم اجنبی سے اولیٰ ہی اور اگر وہ بھی نہو تو اگر اجنبی لوگ اسکو قبر مین رکھین تو مضائقہ
نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ کوئی عورت قبر مین داخل نہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی میت قبلہ کی طرف سے قبر مین
اُتاری جاوے اور یہ اسطرح ہوگا کہ جنازہ قبر سے قبلہ کیطرف رکھا جاوے اور اس میت کو اُٹھاکر لحد مین رکھدین
تو اسکو لینے والے لیتے وقت قبلہ رو ہونگے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی قبر مین رکھنے والا بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ
کہے یہ متون مین لکھا ہی قبر مین داہنی کروٹ پر قبلہ رو لٹایا جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور کفن کی گرہ کھول دیجاوین
اور اسپر کچی اینٹین اور نرکل بچھائے جاوین پکی اینٹین اور لکڑی نہ بچھائی جاوین۔ عورت کی قبر پر پردہ کیا جاوے
مرد کی قبر پر نہ کیا جاوے اور اُسپر مٹی ڈال دیجاوے یہ متون مین لکھا ہی اور اسمین مضائقہ نہین کہ مٹی ہاتھون سے
ڈالین یا اوزارون سے ڈالین یا اور جسطرح ممکن ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی جو مٹی قبر سے نکلی ہے اُس سے اور
زیادہ بڑھانا مکروہ ہی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی جو لوگ میت کے دفن مین حاضر ہین اُنکے واسطے مستحب ہے کہ وہ
سب اپنے دونون ہاتھون سے تین تین لپ مٹی قبر مین ڈالین اور میت کے سر کی طرف سے ڈالین اور پہلی مرتبہ مین
منہا خلقناکم پڑھین اور دوسری مرتبہ مین وفیہا نعیدکم اور تیسری مرتبہ مین ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ پڑھین یہ جوہرۃ النیرہ
مین لکھا ہی رات کو دفن کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن یہ کام دن مین آسانی سے ہوگا یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی اور قبر کو کوہان شتر کی صورت ایک بالشت اونچی بنائی جاوے اور چورس نہ کیجاوے اور نہ گچ کیجاوے اور
اسپر پانی چھڑک دینے مین مضائقہ نہین اور قبر پر کوئی عمارت بنانا اور بیٹھنا اور سونا اور اُسکو پھلانگنا اور اُسپر
بول و براز کرنا یا معلوم ہونے کی کوئی علامت مثل کتابت وغیرہ کے بنانا مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جب قبر
خراب ہو جاوے تو اُسوقت اُسکو مٹی سے لیس دینے مین مضائقہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی اور اسی پر
فتوےٰ ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اگر کوئی شخص اپنے لیے قبر کھود رکھے تو کچھ مضائقہ نہین بلکہ اجر پاویگا یہ تاتارخانیہ
مین ہی کسی شخص نے قبر کھودی تھی اور لوگون نے اسمین دوسری میت کے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو اگر قبرستان
وسیع ہی تو مکروہ ہی اور اگر قبرستان تنگ ہے تو جائز ہی لیکن جو پہلے شخص نے خرچ کیا ہی وہ دینا پڑیگا یہ مضمرات مین
لکھا ہی۔ صالحین کے قبرستانون مین دفن کرنا افضل ہی اور مستحب یہ ہی کہ میت کے دفن سے فارغ ہوکر قبر کے پاس
اسقدر بیٹھین جتنی دیر مین ایک اونٹ کو ذبح کرکے اُسکا گوشت تقسیم کرین اور قرآن پڑھتے رہین اور میت کے

واسطے دعا کرتے رہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی قبر دفن کے پاس قرآن پڑھنا امام محمدؒ کے نزدیک مکروہ نہین اور ہمارے مشائخ نے اسیکو اختیار کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ میت کو اُس سے نفع ہوتا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی قبر پر مسجد وغیرہ بنانا مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جو فعل کہ سنت سے ثابت نہین ہوا ہی اُسکو قبر کے پاس کرنا مکروہ ہی اور سنت سے قبر کی زیارت اور اُسکے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنے کے سوا اور کچھ ثابت نہین ہوا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی دو یا تین شخص ایک قبر مین دفن نہ کیے جاوین لیکن حاجت کے وقت جائز ہی تو ایسی حالت مین مرد کو قبلہ کیطرف رکھین اُسکے پیچھے لڑکے کو اُسکے پیچھے خنثے کو اُسکے پیچھے عورت کو اور ایک دوسرے کے بیچ مین کچھ مٹی کی آڑ کر دین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر دونون مرد ہون تو لحد مین افضل کو مقدم کرین یہ محیط مین لکھا ہے یہ حکم اس صورت مین ہی جب دونون عورتین ہون یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جب میت گل کر مٹی ہو جاوے تو اُس قبر مین اور شخص کو دفن کرنا یا اُسپر کھیتی کرنا یا عمارت بنانا جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور قتیل اور میت کیلیے مستحب ہے کہ جس جگہ مرا ہی اُسی جگہ والون کے قبرستان مین دفن کرین اگر دفن سے پہلے ایک میل یا دو میل اُسے لیجا دین تو مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے وطن کے سوا دوسرے شہر مین مرے تو وہین اُسکو چھوڑ دینا مستحب ہے اور اگر دوسرے شہر کو لیجاوین تو کچھ مضائقہ نہین دفن کے بعد میت کو قبر سے نکالنا نہ چاہیے لیکن اُس صورت مین کہ زمین غصب کی ہو یا اور کوئی بطور شفعہ کے اُسکو لے لے یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی اگر غیر کی زمین مین بغیر اجازت مالک کی کسی میت کو دفن کر دین تو مالک کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو میت کے نکالنے کا حکم کرے اور اگر چاہے تو زمین کو برابر کر کے اُسپر کھیتی کرے یہ تجنیس مین لکھا ہی اگر میت کو قبلہ کیطرف کو نہین لٹایا یا بائین طرف لٹایا یا جسطرف اُسکے پاؤن ہوتے اُدھر سر کر دیا اور مٹی ڈال چکے تو اب اُس قبر کو نہ کھودین اور اگر ابھی صرف کچی اینٹین بچھائی ہین مٹی نہین ڈالی ہی تو ان اینٹون کو نکالکر سنت کے موجب میت کو لٹا دین یہ تبیین مین لکھا ہی اگر قبر کے اندر کچھ مال رکھا یا اور مٹی ڈالنے کے بعد معلوم ہوا تو قبر کو کھودینگے یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے فقہا نے کہا ہی کہ اگر مال ایک درہم کا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی قبرستان سے لکڑی و گھانس کاٹنا مکروہ ہے اگر خشک ہو تو مضائقہ نہین یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی ہمارے نزدیک قبرستان مین جوتیان پہنکر چلنا مکروہ نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اسی کے میل مین ہین یہ مسئلے صاحب مصیبت کے لیے تعزیت کرنا مستحب ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور حسن بن زیاد نے روایت کی ہی کہ جب اہل میت کو ایک بار تعزیت کر دی تو دوبارہ اُسکی تعزیت کرنا نہین چاہیے یہ مضمرات مین لکھا ہی تعزیت کا وقت موت کے وقت سے تین دن تک ہے اور اُسکے بعد مکروہ ہی لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا جس شخص کو تعزیت کرتے ہین غائب ہو تو کچھ مضائقہ نہین دفن کے پہلے تعزیت کرنے سے دفن کے بعد تعزیت کرنا اولی ہی یہ حکم اُس وقت ہے جب اہل مصیبت اُس صدمہ سے بیقرار نہون اور

سلہ امام محمدؒ و آنچہ اشارہ ہی کہ ظاہر الروایۃ مین نہین آیا بلکہ امام محمدؒ سے ظاہر الروایۃ سے منع کا اشارہ ہی واللہ تعالے اعلم ولیکن ہوا سے قبرستان کے نظر مین قرآن پڑھکر ثواب پہونچانے سے نفع ہوتا ہی ۱۲ سلہ میل انکو منجملہ اسکے یہ کہ اگر عورت کے پیٹ مین بچہ جل گیا اور ماں کے موت کا خوف ہوا اور اگر مر گیا تو ٹکڑے کر کے نکالنا جائز ہی ورنہ نہین ۱۲ م

اگر ایسی حالت ہو تو دفن سے پہلے تعزیت کرین اور مستحب یہ ہی کہ میت کے سب اقارب کو تعزیت کرے بڑے ہون
یا چھوٹے مرد ہون یا عورت لیکن اگر عورت جوان ہو تو صرف محرم لوگ اسکی تعزیت کرین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
اور مستحب ہے کہ جسکو تعزیت کرے اس سے یون کہے غفر اللہ تعالے لمیتک وتجاوز عنہ وتغمدہ برحمتہ ورزقک
الصبر علے مصیبتہ واجرک علے موتہ یہ مضمرات مین نقل کیا ہی اور سب سے بہتر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعزیت
ہے اور وہ یہ ہی کہ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطے وکل شئے عندہ باجل مسمے اور اگر کافر کی تعزیت مسلمان کو دیوے تو
یون کہے اعظم اللہ اجرک واحسن عزاک اور اگر مسلمان کی تعزیت کافر کو دے تو یون کہے احسن اللہ عزاک و
غفر لمیتک اور یہ نہ کہے کہ اعظم اللہ اجرک اور اگر کافر کی تعزیت کافر کو دے تو یون کہے اخلف اللہ علیک و
لا نقص عددک یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مضائقہ نہین ہی کہ اہل مصیبت کسی گھر مین یا مسجد مین تین دن تک
بیٹھے رہین اور لوگ انکے پاس تعزیت کو آتے رہین اور گھر کے دروازہ پہ بیٹھنا مکروہ ہی عجم کے شہرون مین جو
فرش بچھاتے ہین اور راستون مین کھڑے رہتے ہین وہ بہت بری بات ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور خزانۃ الفتاوے
مین ہی کہ مصیبت مین تین روز تک بیٹھنا رخصت ہے اور چھوڑنا اسکا احسن ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور بلند آواز
سے نوحہ کرنا جائز نہین اور رقت قلب کے ساتھ رونے مین مضائقہ نہین اور مردون کے واسطے تعزیت کی وجہ سے
سیاہ لباس پہننا اور کپڑے پھاڑنا مکروہ ہی عورتون کو سیاہ کپڑے پہننے مین مضائقہ نہین لیکن رخسارون اور
ہاتھون کو سیاہ کرنا اور گریبان پھاڑنا اور منھ نوچنا اور بال اکھاڑنا اور سر پہ خاک ڈالنا اور رانین اور سینہ پیٹنا
اور قبرون پر آگ جلانا جاہلیت کی رسمون مین سے ہی اور باطل اور فسق ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اہل میت کے
واسطے کھانا تیار کرنے مین مضائقہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اہل میت کو تیسرے دن ضیافت کرنا جائز نہین یہ
تاتارخانیہ مین لکھا ہی

ساتوین فصل شہید کے بیان مین

شرع مین شہید اسکو کہتے ہین جسکو اہل حرب یا باغی
یا راہزن قتل کرین یا معرکہ مین زخمی مردہ ملے یا اسکی آنکھ یا کان یا حلق سے خون جاری ہو یا اسمین جلانے کا
اثر ہو یا دشمنون نے گھوڑون پہ سوار ہوکر یا گھوڑون کو ہانک کر اسے ٹاپون سے روندا ہو یا اسکو زخمی کیا
ہو یا جانور کے ہاتھ یا پاؤن سے اسکو کوٹا ہو یا اسکے گھوڑے کو مار کر یا للکار کر بھگایا ہو جس سے وہ گرا اور اسی سبب
وہ قتل ہو گیا ہو یا نیزہ مار کر اسے پانی یا آگ مین ڈالدیا ہو یا دیوار پر سے گرا دیا ہو یا اسپر دیوار گرا دی ہو یا
مسلمان کے لشکر پر آگ پھینکی ہو یا ہوا اس آگ کو مسلمان کے لشکر کیطرف اڑا لائی ہو یا دشمنون نے کسی
لکڑی مین آگ لگا دی ہو اور اسکا ایک سرا مسلمانون کیطرف ہو یا مسلمانون کے لشکر کیطرف پانی بہایا ہو
کوئی جل گیا یا کوئی مسلمان ڈوب گیا یا کسی مسلمان نے اسکو بطور ظلم کے قتل کیا اور اسکی دیت واجب نہوئی یہ کافی

(۱) نوحہ اقول۔ ہذا عشرۂ محرم وغیرہ مین گھر گھر و گلی کوچہ و بازارون مین نوحہ و ماتم کرنا بقول ذہبی وغیرہ کے شنیع بدعت ہے جسکو ذہبی نے ذکر کیا ہو
اس سے بڑھکر شنیع یہ کہ اہل بیت الاطہار اور ذریات طیبات علیہم السلام کے نام سربازار مختلف اقوام اہل کفر و شرک کے سامنے لینا حالانکہ ان
بہنون کے نام لینے سے عار ہی اور اسیطرح انکی طرف سے ایسے جھوٹے بیانات کرنا جن سے جزع و فزع کا عیب بلا ظاہر ہوتا ہو اور ... شیعہ
توین ... ہنستی ہین یہ سب بدتر بدعات ہین فافہم ۱۲ م ح

مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر اُسکو ذمیون نے یا مستامنون نے قتل کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی
اور اگر صلح کی وجہ سے یا اسوجہ سے کہ باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو دیت واجب ہو تو شہادت ساقط نہ ہو گی
اسواسطے کہ واجب قصاص تھا لیکن وہ صلح یا شبہہ کیوجہ سے ساقط ہو گیا یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور اگر کوئی
شخص اپنی جان یا مال یا مسلمانون یا ذمیون کے بچانے مین قتل ہو خواہ کسی آلہ سے قتل ہو یا لوہے یا پتھر
یا لکڑی سے وہ شہید ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر مسلمان کشتی مین ہون اور دشمن نے اُنپر آگ پھینکی اور
وہ جل گئی یا وہ آگ دوسری کشتی مین پہونچی اور اس کشتی مین بھی مسلمان تھے وہ بھی جل گئے تو کل شہید ہونگے
یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ شہید کا حکم یہ ہی کہ اُسکو غسل نہ دین اور اُسپر نماز پڑھین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اُسی
خون اور کپڑون مین دفن کر دیا جائے یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر شہید کے کپڑون مین نجاست لگی ہو تو اُس کو
دھو لین یہ عتابیہ مین لکھا ہی اور جو چیزین کہ جنس کفن سے نہین ہین اُسکے بدن سے نکال لیجاوین جیسے
ہتھیار اور پوستین اور زرہ اور روئی دار کپڑے اور موزے اور ٹوپی اور پائجامہ امام محمد رح نے سیر کے سوا
اور کسی کتاب مین پائجامہ کا ذکر نہین کیا اور شیخ ابو جعفر ہندوانی کا یہ قول ہی کہ بہتر یہ ہی کہ پائجامہ نہ نکالا
جاوے اور بہت سے مشائخ نے اسی قول سے موافقت کی ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کپڑے کم ہون تو بڑھا کر
کفن پورا کر دیا جاوے اور اگر کفن سنت سے زیادہ ہون تو کم کر دیے جاوین یہ کافی مین لکھا ہی اور شہید کے خوشبو
اسیطرح لگائی جاوے جیسے اور مردہ کے لگائی جاتی ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر وہ جنب ہو یا لڑکا ہو یا مجنون
ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسکو غسل بھی دین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر حیض یا نفاس والی عورت قتل ہو
اور وہ طاہر ہو چکی ہو اور خون بند ہو چکا ہو تو بھی غسل دین اور اگر خون بند نہوا ہو تو بھی جو کچھ نظر آتا ہی اگر وہ حیض
ہونے کے قابل ہی تو اصح یہ ہی کہ غسل دین یہ کافی مین لکھا ہی لیکن اگر ایک یا دو دن خون دیکھا تھا پھر قتل ہو گئی تو
بالاجماع غسل نہ دین یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور مرتث کو یعنے جو شخص کہ کچھ زندہ رہنے کیوجہ سے شہادت کے
حکم سے جدا ہو گیا غسل دین مثلاً کچھ کھایا یا پیا یا سویا یا دوا کی یا معرکہ سے اُسکو زندہ اُٹھا لائے لیکن اگر مقتل سے
اسواسطے اُٹھا لائے کہ اُسکو گھوڑے نہ روندین تو یہ حکم نہین ہی اور اگر کسی سائبان یا خیمہ مین جگہ لی یا اتنی دیر
تک زندہ رہا کہ ایک نماز کا وقت گذر گیا اور اسکے ہوش درست تھے تو وہ مرتث ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی حکم
اس صورت مین ہی کہ وہ کچھ خرید و فروخت کرے یا بہت سی باتین کرے اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب یہ امور
لڑائی کے تمام ہونے کے بعد پائے جائین اور اگر لڑائی کے تمام ہونے سے پہلے یہ باتین پائی جاوین تو مرتث
نہو گا یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اُسنے کسی دنیاوی امر کی وصیت کی یا شہر مین قتل ہوا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ [illegible]
سے بطور ظلم کے قتل ہوا ہے تو اُسکو غسل دین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر اپنی جگہ سے کھڑا
ہوا یا اپنی جگہ بدلی تو بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر کسی مشرک کا جانور چھوٹا اور اُسپر کوئی سوار نہین ہے
اور اُسنے کسی مسلمان کو روند ڈالا یا مسلمان نے مشرکون کیطرف تیر پھینکا اور وہ کسی مسلمان کے لگ گیا

مسلمان کا گھوڑا مشرک کے گھوڑے کیوجہ سے بھاگا اور مسلمان کو گرا دیا یا مسلمان بھاگے اور کفار نے اُنکو آگ یا
خندق کیطرف جانے پر مجبور کر دیا یا مسلمانون نے اپنے گرد کانٹے بچھلائے تھے اور اُسپر چلنے سے مرگئے تو ان سب
صورتون مین غسل دیا جائیگا امام ابو یوسفؒ کا اسمین خلاف ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر مسلمان کے گھوڑے
نے لڑائی کے وقت ٹھوکر کھا کر مسلمان کو گرا دیا اور قتل کر دیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غسل دیا جائیگا اور اگر
مسلمانون کے جانورون نے مشرکین کے جھنڈے دیکھے اور اسوجہ سے کوئی جانور بھاگا اور مشرکین نے اسکو نہین
بھگایا تھا اور اپنے سوار کو گرا دیا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اسیطرح اگر مشرکین
کسی شہر مین محصور ہو گئے اور مسلمان اس شہر کی شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور کسیکا پانون پھسل گیا اور گر کر
مرگیا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غسل دیا جائیگا اور اسیطرح اگر مسلمان بھاگے اور کسی مسلمان کے
جانور نے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور اسکا مالک اسپر سوار تھا یا پیچھے ہانکتا تھا یا آگے سے کھینچتا تھا تو غسل دینگے
اور اسیطرح اگر مسلمانون نے کسی دیوار مین سوراخ کیا اور اسوجہ سے وہ دیوار اُسپر گر پڑی تو بھی غسل دینگے الا بقول
ابو یوسفؒ یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ دشمن پر حملہ کیا اور اپنے گھوڑے سے گر گیا یہ بدائع
مین لکھا ہی اور اگر دونون فریق کا سامنا ہوا تھا اور لڑائی ہوئی تھی تو اگر کوئی مردہ ملیگا تو اسکو غسل دینگے لیکن
اگر یہ معلوم ہو کہ وہ لوہے سے بطور ظلم مارا گیا ہی تو غسل نہ دینگے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر معرکہ مین کوئی مرا ہوا
ملا اور اسپر کوئی قتل کی نشانی نہ تھی مثلاً زخم یا گلا گھوٹنے یا ضرب یا خون نکلنے کا نشان نہ تھا تو وہ شہید نہوگا اور
اسیطرح اگر خون ایسی طرف سے نکلا کہ بدون کسی اندرونی آفت بیماری کے اسطرف سے نکلتا ہو جیسے ناک اور ذکر
اور دبر یا سر کی طرف سے خون اُتر کر مُنھ سے بہا تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور اصل اسمین یہ ہی کہ جو شخص
اہل حرب یا باغیون یا راہزنون کی لڑائی مین اسطرح مقتول ہوا کہ دشمن نے اسکو قتل کیا یا سبب اُسکے قتل کا فعل دشمن
ہوا تو وہ شہید ہوگا اور جو شخص اسطرح مقتول ہوا کہ اُسکے قتل کی دشمن کیطرف نسبت نہین ہے تو وہ شہید نہ ہوگا
یہ محیط مین لکھا ہے

بائیسوان باب سجدون مین یہ مسئلے ایسے ہین جو کلیہ قاعدون کے بموجب مقرر ہوئے ہین منجملہ اُنکے یہ ہے
کہ سجدہ اگر اپنے محل مین ادا ہو تو بغیر نیت کے ادا ہو جاتا ہی اور جب اپنے محل سے فوت ہو جاوے تو بغیر نیت کے
صحیح نہین ہوتا اور سجدہ پر اپنے محل سے فوت ہو جانے کا حکم اُسوقت ہوتا ہی جب اس سجدہ مین اور اُسکے محل مین
ایک پوری رکعت کا فصل ہو جاوے اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اگر یہ شک ہو کہ رکعت چھوٹی ہی یا سجدہ چھوٹا ہی تو دونون
کو ادا کرے تاکہ جو کچھ چھوٹا ہی بالیقین ادا ہو جاوے اور سجدہ کو رکعت پر مقدم کرے اور اگر رکعت کو سجدہ پر
مقدم کیا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اگر کسی چیز مین یہ شک ہو کہ وہ واجب ہی یا بدعت تو
احتیاطاً اُسکو ادا کرے اور اگر یہ شک ہو کہ وہ سنت ہی یا بدعت تو چھوڑ دے اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اس بات پر
غور کرے کہ جسقدر سجدے چھوٹے ہین اور جسقدر ادا ہوے ہین اُنمین کم کونسے ہین اور کمین سے اعتبار کرے

اسواسطے کہ کم سے اعتبار کرنے مین آسانی ہوتی ہی یہ محیط سرخسی اور ظہیریہ مین لکھا ہی کسی شخص نے فجر کی نماز پڑھی اور آخر نماز مین سلام سے پہلے یا سلام کے بعد یاد آیا کہ اس سے ایک سجدہ چھوٹ گیا ہی تو اُسپر واجب ہے کہ اُس سجدہ کو کر لے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ کرے پس اگر معلوم ہو کہ پہلی رکعت کا سجدہ چھوٹا تھا اور غالب گمان یہی ہو تو قضا کی نیت کرے اور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ پہلی یا دوسری رکعت کا ہی اور غالب گمان سے کسی طرف کو ترجیح نہین دے سکتا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر معلوم ہو کہ دوسری رکعت کا سجدہ ہی تو قضا کی نیت نہ کرے اور اگر یہ یاد آیا کہ اس سے دو سجدہ چھوٹے ہین تو اگر یہ جانتا ہے کہ وہ دو سجدے دو رکعتون مین چھوٹے ہین یا اخیر کی رکعت سے چھوٹے ہین تو واجب ہے کہ دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے پھر سہو کا سجدہ کرے اور اگر یہ جانتا ہے کہ دونون سجدے پہلی رکعت سے چھوٹے ہین تو اُسپر واجب ہے کہ ایک رکعت پڑھے اور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ کسطرح چھوٹے ہین تو دو سجدے کرے اور پہلی رکعت کے دو سجدے قضا کرنیکی نیت کرے پھر ایک رکعت پڑھے اور جو شخص دوسرے رکوع مین ملا تو اُسکو یہ رکعت نہ ملی اسواسطے کہ دونون سجدے پہلی رکعت سے ملنے والے ہین یہ حکم ایک روایت کے بموجب ہے اور ایک روایت یہ ہی کہ دونون سجدے دوسرے رکوع سے ملتے ہین پس اس روایت کے بموجب اسکو رکعت ملجاویگی اور اگر یہ معلوم نہین ہی کہ دونون رکعتون مین سے کونسی رکعت کے سجدے چھوٹے ہین تو اول دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام نہ پھیرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ کرے اور اگر یاد آوے کہ اس سے تین سجدے چھوٹے ہین تو ایک سجدہ کرے اور ایک رکعت پڑھے پھر تشہد پڑھے اور قضا کی نیت سجدہ مین نہ کرے اور اگر یہ یاد آئے کہ اس سے چار سجدے چھوٹے ہین تو دو سجدے کرے اور وہ ایک روایت کے بموجب پہلے رکوع سے ملینگے اور دوسری روایت کے بموجب دوسرے رکوع سے ملینگے اور ایک رکعت اور پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر مغرب کی نماز پڑھی اور ایک سجدہ چھوٹ گیا تو وہ سجدہ کر لے اور اپنے اوپر جو واجب ہے اُسکی نیت کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کے دو سجدے کرے اگر مغرب کی نماز سے دو سجدے چھوٹے اور یہ نہین معلوم کہ دونون رکعتون سے چھوٹے ہین یا ایک رکعت سے چھوٹے ہین تو اپنی رائے لگاوے اور اگر کسی طرف اسکی رائے نہ لگے تو احتیاط پر عمل کرے اور دو سجدے کرے اور اُن دونون مین سے اپنے اوپر جو واجب ہے اُسکی نیت کرے یا قضا کی نیت کرے اور اسکے بعد تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اور پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے پھر سہو کے دو سجدے کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور اگر تین سجدے چھوٹے ہین تو بھی اسیطرح جیسے ہم بیان کر چکے ہین اپنی رائے لگاوے اور اگر کسی طرف اسکی رائے نہ لگے تو تین سجدے کرے اور اُسکے بعد تھوڑی دیر بیٹھے یہ بیٹھنا واجب ہے اگر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہو جاویگی پھر کھڑا ہووے اور ایک رکعت پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرے اور اگر چار سجدے چھوٹے اور یہ معلوم ہو کہ کسطرح چھوٹے ہین دو رکعتون سے چھوٹے ہین

یا تین سے تو دو سجدے کرے اور اسکے بعد تھوڑی دیر بیٹھے یہ بیٹھنا واجب ہے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور تشہد
پڑھے پھر دوسری رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کے دو سجدے کرے اور اگر پانچ سجدے
چھوٹے پس ایک سجدہ جو ادا ہوا ہی اُسکے ساتھ ایک سجدہ اور ملاوے تو رکعت پوری ہوجاویگی پھر ایک رکعت
پڑھے اور تشہد پڑھے پھر تیسری رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر سہو کے دو سجدے کرے شیخ الاسلام معروف
بہ خواہر زادہ نے کہا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب اس سجدہ مین یہ نیت کرلی کہ یہ ایک سجدہ اُسی رکعت کا ہی جسمین سجدہ
کرتا ہون تاکہ اُس رکوع سے نہ ملجاوے جو اس رکعت کے بعد ادا کریگا لیکن اگر مطلقاً سجدہ کرلیا اور نیت نہ کی تو
نماز فاسد ہوجاویگی اور چار رکعتون کی نماز کا وہی حکم ہی جو ایک یا دو یا تین سجدے چھوٹنے کی صورت مین دو
یا تین رکعت والی نماز کا حکم ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر چار سجدے چھوٹے اور نہین معلوم کہ کسطرح چھوٹے
تو چار سجدے کرے اور تھوڑی دیر بیٹھے یہ بیٹھنا واجب ہے اگر نہ بیٹھیگا تو نماز فاسد ہوجاویگی پھر ایک رکعت پڑھے
اور قعدہ کرے اور تشہد پڑھے پھر کھڑا ہو اور دوسری رکعت اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کے دو سجدے
کرے اور اگر پانچ سجدے چھوڑے تو تین سجدے کرے اور اسکے بعد نہ بیٹھے اور پھر دو رکعتین پڑھے اور احتیاطاً
ان دونون کے درمیان مین قعدہ کرے اور اگر چھ سجدے چھوڑے تو دو سجدے کرے پھر قعدہ نہ کرے پھر دو رکعتین
پڑھے فقہا نے کہا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب اس ایک سجدے مین اُسی رکعت کی نیت ہی جسمین وہ سجدہ کیا ہی اور
اگر بغیر نیت کے بھول کر وہ سجدہ کرلیا ہی پھر یاد آیا تو دو سجدے کرے اور انمین سے ایک مین اسنے اوپر سجدہ
واجب کی نیت کرے تاکہ ایک سجدہ پہلی رکعت سے ملجاوے اور دوسرا دوسری رکعت ہے پس دونون رکعتین ادا
ہوجاوینگی پھر جب تین رکعتین پڑھے تو تین مین سے دوسری رکعت کے بعد قعدہ کرے پھر چوتھی رکعت پڑھ لے
تو اُسکی نماز جائز ہوجاویگی اور اگر آٹھ سجدے چھوٹے تو دو سجدے کرے اور تین رکعتین پڑھے اور اگر فجر کی نماز
مین تین رکعتین پڑھ لین اور دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہین کیا یا قعدہ کیا اور ایک سجدہ چھوڑ دیا اور یہ نہین معلوم
کہ کیونکر چھوڑا ہے تو نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی اور اگر دو سجدے چھوٹے تو اسمین دو قول ہین اور اصح یہ ہی کہ نماز
فاسد ہوجاویگی اور اگر تین سجدے چھوٹے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر چار سجدے چھوڑے تو نماز فاسد نہوگی اور
دو سجدے کرے پھر قعدہ کرے پھر ایک رکعت پڑھے اور اگر ظہر کی نماز کی پانچ رکعتین پڑھین اور ایک سجدہ چھوڑ دیا
تو نماز فاسد ہوگی اور اصح قول کے بموجب یہی حکم ہی اگر دو سجدے چھوٹے یا تین یا چار یا پانچ سجدے چھوڑے
تو بھی یہی حکم ہی اور اگر چھ سجدے چھوڑے تو نماز فاسد ہوگی اور وہ صورت ہوگی جیسے کہ ظہر کی نماز مین چار رکعتین
پڑھین اور چار سجدے چھوڑدیے جیسا کہ اول بیان ہوچکا ہی اور اگر سات سجدے چھوڑدیے تو نماز فاسد نہوگی
اور تین سجدے کرے اور دو رکعتین پڑھے اور اگر آٹھ سجدے چھوٹے تو دو سجدے کرے اور تین رکعتین پڑھے یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر نو سجدے چھوٹے تو ایک سجدہ کرے پھر ایک رکعت پڑھے پھر قعدہ کرے اور یہ قعدہ
سنت ہی پھر دو رکعتین پڑھے اور قعدہ کرے یہ قعدہ واجب ہے اور اگر دس سجدے چھوٹے تو دو سجدے کرے

پھر تین رکعتین پڑھے اور سہو کا سجدہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر مغرب کی چار رکعتین پڑھین تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر دو سجدے چھوڑ دیے تو اسمین دو قول ہین اور اسیطرح اگر تین یا چار سجدے چھوٹے تو بھی یہی صورت ہی اور اگر پانچ سجدے چھوٹے تو نماز فاسد ہوگی اور تین سجدے کرلے اور ایک رکعت پڑھے اور اگر چھ سجدے چھوٹے تو دو سجدے کرے اور دو رکعتین پڑھے جیسے کہ مغرب کی تین رکعتین پڑھنے کی صورت مین حکم تھا اور دو سجدے کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے

زکوٰۃ کی کتاب

اور اسمین آٹھ باب ہین

پہلا باب زکوٰۃ کی تفسیر اور اسکے حکم اور شرائط مین تفسیر زکوٰۃ کی یہ ہی کہ زکوٰۃ مالک کو دینا مال کا خاص اللہ کسی مسلمان فقیر کو جو ہاشمی اور اسکا غلام نہو اس شرط پر کہ مالک کرنیوالے سے اس مال کی منفعت بالکل منقطع ہوجائے شریعت مین زکوٰۃ کے یہی معنے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی حکم زکوٰۃ کا یہ ہی کہ وہ فرض محکم ہی اور اسکا منکر کافر ہے اور اسکا مانع قتل کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جب سال تمام ہوجاوے فوراً ادا کرنا واجب ہے بغیر عذر تاخیر کریگا تو گنہگار ہوگا اور رازی کی روایت مین اوسلیے زکوٰۃ کا واجب ہوتا یہ تاخیر ہے کہ اگر مرتے وقت تک ادا نہ کی تو گنہگار ہوگا اور پہلا قول صحیح ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی اور اسکے ادا کرنے کی شرط یہ ہی کہ زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ دینے کی نیت کرے یا جو کچھ اسکے ذمہ واجب ہے اسکے اتارنے کی نیت کرے یہ کنز مین لکھا ہے اگر یہ نیت کی کہ زکوٰۃ ادا کرتا ہی اور اسوقت کچھ ادا نہ کیا اور اسکے بعد آخر سال تک تھوڑا تھوڑا دیتا رہا بدون اسکے کہ دل مین نیت حاضر ہو تو زکوٰۃ ادا ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر مال دیتے وقت ایسی حالت مین ہو کہ اگر اس سے پوچھا جاتا کہ کسطرح مال دیتا ہی تو بلا فکر زکوٰۃ بتلا دیتا تو یہ بھی نیت ہی اور اگر یون کہہ لیا کہ آخر سال تک جو کچھ دونگا وہ زکوٰۃ ہی تو یہ جائز نہین اگر زکوٰۃ کے ادا کرنے کے واسطے کوئی وکیل مقرر کیا تو وکیل کو مال دیتے وقت اگر نیت کرلی تو جائز ہی اور اگر اسوقت نیت نہ کی بلکہ جب وکیل نے مال دیا اسوقت نیت کی تو بھی جائز ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی زکوٰۃ مین موکل کی نیت کا اعتبار ہی وکیل کی نیت کا اعتبار نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی زکوٰۃ کسی شخص کو حوالہ کی اور اسکو حکم کیا کہ فقیرون کو دیدے اور فقیرون کو دیتے وقت نیت نہ کی تو جائز ہی اور اگر زکوٰۃ فقیرون کو دینے کے واسطے کسی ذمی کے حوالہ کی تو جائز ہوا اسلیے کہ نیت حکم کرنے والے مین پائی گئی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر وکیل نے ابھی مال فقیرون کو نہین دیا اور موکل کی نیت بدل گئی جو نیت آخر مین قرار پائی اسی سے وہ مال ادا ہوگا مثلاً زکوٰۃ مین دینے کے لیے کچھ درہم وکیل کو دے اور ابھی اسنے فقیرون کو نہین دیے تھے کہ حکم کرنیوالے نے انکو اپنی نذر مین دینے کی نیت کرلی تو وہ نذر سے ادا ہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اگر مین اس گھر مین داخل ہوا تو اللہ کے واسطے اپنے ذمہ واجب کرتا ہون کہ یہ سو درہم صدقہ دونگا

پھر اس مکان مین داخل ہوا اور داخل ہوتے وقت یہ نیت کی کہ وہ سو درہم زکوٰۃ مین دیتا ہون تو زکوٰۃ سے ہو جائنگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کسی کے پاس کسی کی امانت رکھی تھی اور وہ تلف ہوگئی اور اُسکا مالک فقیر تھا اور اسکے جھگڑے کا ارادہ رکھتا تھا اور اُسنے اس امانت کی قیمت اسکو زکوٰۃ کی نیت سے دی تو زکوٰۃ ادا نہوگی یہ فتاوے قاضیخان کی فصل دسلے زکوٰۃ مین لکھا ہی اور اگر کچھ مال بغیر نیت کے فقیر کو دیدیا اسکے بعد اسکو زکوٰۃ مین دینے کی نیت کر لی تو اگر وہ مال فقیر کے ہاتھ مین قائم ہے تو جائز ہی ورنہ جائز نہین یہ معراج الدرایہ اور زاہدی اور بحر الرائق اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے ایک غیر شخص کے مال سے اسی شخص کیطرف سے زکوٰۃ دیدی اُسکے بعد مالک نے اجازت دی تو اگر مال فقیر کے ہاتھ مین قائم تھا تو جائز ہی ورنہ جائز نہین یہ سراجیہ مین لکھا ہی جس شخص نے اپنا کل مال صدقہ کر دیا اور زکوٰۃ کی نیت نہ کی تو زکوٰۃ کا فرض اُسکے ذمہ سے ساقط ہو گیا اور یہ حکم بطور استحسان کے ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی خواہ وہ مال دیتے وقت اُسنے صدقہ نفل کی نیت کی ہی یا کوئی نیت نہ کی ہو اور اگر سارا مال اپنا کسی فقیر کو دیا اور اُس دینے مین نیت نذر یا کسی اور واجب کی کی تو جس سے نیت کی ہی اُس سے ادا ہوگا اور زکوٰۃ اسکے ذمہ باقی رہیگی اور اگر تھوڑا سا مال فقیر کو دیدیا تو صرف اسقدر مال کی زکوٰۃ اُسکے ذمہ سے امام محمدؒ کے نزدیک ساقط ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی امام ابو حنیفہؒ سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور یہی اشبہ ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر کسی فقیر پر قرض تھا اور وہ اُسکو معاف کر دیا تو اُس سے اتنے کی زکوٰۃ ساقط ہوگئی خواہ اُس معاف کرنے مین زکوٰۃ کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اسلیے کہ وہ بمنزلہ ہلاک کے ہی اور اگر تھوڑا سا قرض معاف کیا تو صرف اسقدر کی زکوٰۃ ساقط ہو جاویگی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے اور باقی کی زکوٰۃ ساقط نہو گی اگرچہ اسکے دینے مین باقی کی زکوٰۃ دینے کی نیت کی ہو یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر وہ شخص جسپر قرض ہے غنی ہو اور وہ قرض اسکو سال تمام ہونے کے بعد ہبہ کر دیا تو جامع کی روایت کے بموجب مقدار زکوٰۃ کا ضامن ہوگا اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کسی فقیر کو یہ حکم کیا کہ دوسرے شخص پر جو میرا قرض ہی وہ وصول کر لے اور یہین نیت اُس مال کے زکوٰۃ کی کی جو اُسکے پاس ہے تو جائز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر کسی فقیر کو قرض اپنا ہبہ کر دیا اور اُس سے دوسرے قرض کے زکوٰۃ کی نیت کی جو اُسکا کسی اور شخص پر ہی یا اُس مال کے زکوٰۃ کی نیت کی جو اُسکے پاس ہی تو جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہے اور نقد دینا نقد اور قرض کی زکوٰۃ سے جائز ہی اور قرض لگا دینا نقد کی زکوٰۃ سے اور ایسے قرض کی زکوٰۃ سے جو وصول ہو جاویگا جائز نہین اور قرضہ کا لگا دینا ایسے قرض کی زکوٰۃ سے جو وصول نہ ہوگا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب دینے کا ارادہ کرے تو فقہا نے کہا ہی کہ افضل یہ ہی کہ اعلان و اظہار سے دے اور صدقہ نفل مین افضل یہ ہی کہ پوشیدہ دے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے کسی مسکین کو درہم ہبہ یا قرض کے نام سے دیے اور زکوٰۃ کی نیت کی تو زکوٰۃ ادا ہو جاویگی اور یہی اصح ہی یہ بحر الرائق مین مبتغی اور قنیہ سے نقل کیا ہی اور زکوٰۃ کے واجب ہونے کی چند شرطیں ہین منجملہ اُنکے آزاد ہونا ہی پس غلام پر زکوٰۃ واجب نہین اگرچہ اُسکو تجارت کا اذن ہو اور یہی حکم مدبر اور ام ولد اور مکاتب کا ہی اور سعی کرنے والے کا حکم امام ابو حنیفہؒ کے

نزدیک مثل مکاتب کے ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے اسلام ہی پس کافر پر زکوٰۃ واجب نہین یہ بدائع مین لکھا ہی اور اسلام جیسے کہ واجب ہونے کی شرط ہی ایسی ہی ہمارے نزدیک زکوٰۃ کے باقی رہنے کی شرط ہی پس اگر زکوٰۃ کے واجب ہونے کے بعد مرتد ہوگیا تو زکوٰۃ ساقط ہوجاویگی جیسا مرجانے مین حکم ہے پس اگر کئی برس تک اسیطرح مرتد رہا تو اُسکے اسلام کے بعد اُن برسون کیلیے اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ صیرفی نے کہا کہ دار الحرب مین کوئی مسلمان ہوجاوے اور کئی برس تک وہین رہے پھر دار الاسلام مین آوے تو امام کو اُن دنون کی زکوٰۃ اس سے لینے کا اختیار نہین ہی اسلیے کہ وہ اسکی ولایت مین نہ تھا لیکن اگر وہ زکوٰۃ کا واجب ہونا اپنے اوپر جانتا تھا تو زکوٰۃ اُسپر واجب ہوگی اور اُسکے ادا کرنے کا فتوےٰ دیا جاویگا اور اگر نہین جانتا تھا تو زکوٰۃ اُسپر واجب نہوگی اور اُسکے ادا کرنے کا فتوےٰ نہ دیا جاویگا بخلاف اُسکے اگر ذمی دار الاسلام مین مسلمان ہوا تو اُسپر زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ وجوب زکوٰۃ کا مسئلہ اُسکو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے عقل و بلوغ ہے پس لڑکے پر اور مجنون پر اگر تمام سال وہ مجنون رہے زکوٰۃ واجب نہین ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر نصاب کے مالک ہونے کے بعد سال کے کسی حصہ مین اول مین یا اخیر مین بہت دنون یا تھوڑے دنون کو افاقہ ہوگیا تو زکوٰۃ لازم ہوگی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی ظاہر روایت ہے یہ کافی مین لکھا ہی صدر الاسلام ابو الیسر نے کہا ہی کہ یہی اصح ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو ابو المکارم کی تصنیف ہے یہ حکم جنون عرضی کا ہی جو بعد بلوغ کے ہوا ہو لیکن اصلی جنون جو مجنون بالغ ہوا ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک افاقہ کے وقت سے ابتداے سال کا اعتبار ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی ایسی ہی لڑکا اگر بالغ ہو تو وقت بلوغ سے سال کے شروع ہونے کا اعتبار ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جس شخص کو بیہوشی ہو اُسپر زکوٰۃ واجب ہوگی اگرچہ کامل ایک سال تک بیہوش رہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے مال کا نصاب ہونا ہے اور جو نصاب سے کم ہوگا اُسپر زکوٰۃ واجب نہوگی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے دو سو درہم پر ایک سال تمام ہونے کے بعد پانچ درہم زکوٰۃ کے ایک فقیر کو دیے یا وکیل کو زکوٰۃ کے واسطے دیے پھر اُسکے درہمون مین کوئی درہم کھوٹا نکلا تو وہ پانچ درہم زکوٰۃ نہونگے کیونکہ نصاب مین کمی ہوگئی اگر فقیر کو دے چکا ہے تو اُس سے واپس نہین لے سکتا اور اگر وکیل نے ابھی انکو صرف نہین کیا ہی تو واپس لے سکتا ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ پوری ملک ہو اور پوری ملک یہ ہی کہ ملک بھی ہو اور قبضہ بھی ہو اور اگر ملک ہو اور قبضہ نہ ہو جیسے کہ مہر قبضہ سے پہلے یا قبضہ ہو ملک نہ ہو جیسے کہ ملک مکاتب اور مقروض کی تو اُسپر زکوٰۃ واجب نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مول لی ہوئی چیز قبضہ سے پہلے بعضون نے کہا ہی نصاب نہین ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ نصاب ہوتی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مالک پر اس غلام کی بابت زکوٰۃ واجب نہین ہی جو اس نے تجارت کے واسطے مقرر کیا تھا اور پھر وہ بھاگ گیا یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن مالک کی تصنیف ہے اور اگر شوہر نے اپنی زوجہ سے ہزار درہم پر خلع کیا اور کئی برس تک اُسپر قبضہ نہ پایا تو اُسپر زکوٰۃ واجب نہین ہے یہ مضمرات مین

لکھا ہے اور اگر مال رہن ہو اور مرتہن کے قبضہ مین ہے تو راہن پر اسکی زکوٰۃ واجب نہین ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہے
اور جس غلام کو تجارت کی اجازت ہے اگر اُسپر اسقدر قرض ہو کہ اُسکے کسب پر محیط ہو تو اُس غلام کی بابت بالاتفاق
کسی پر زکوٰۃ واجب نہین ہو اور اگر اُسپر دین نہین ہے تو کسب اُسکا مالک کی ملک ہوگا اور جب سال تمام ہوگا
تو مالک پر اُسکی زکوٰۃ واجب ہوگی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہو بعضون نے کہا ہے کہ چاہیے کہ اسکی کمائی لینے
سے پہلے زکوٰۃ کا ادا کرنا لازم ہو اور صحیح یہ ہو کہ کمائی کے لینے سے پہلے زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب نہین یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہو مسافر پر اپنے مال کی زکوٰۃ واجب ہے اسلیے کہ وہ بواسطہ نائب کے اپنے مال کے
تصرف پر قادر ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہو اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ مال اُسکا اصلی حاجتون سے زائد
ہو پس رہنے کے گھرون پر اور بدن کے کپڑون پر اور گھر کے استعمالی اسباب اور سواری کے جانورون پر
خدمت کے غلامون اور استعمال کے ہتھیارون پر زکوٰۃ نہین ہو اور اسیطرح اُس غلہ پر جو اہل و عیال کے
کھانے مین صرف ہوگا زکوٰۃ نہین ہو اور جو آرائش کے ظروف ہون بشرطیکہ چاندی سونے کے نہون
تو زکوٰۃ نہین ہو اور اسیطرح جواہرات اور موتی اور یاقوت اور بلخش اور زمرد وغیرہ پر اگر تجارت کیلیے
نہون تو زکوٰۃ نہین ہو اور اگر خرچ کرنے کے واسطے پیسے خریدے تو اُنپر بھی زکوٰۃ نہین ہو یہ عینی شرح ہدایہ
مین لکھا ہے اور علمی کتابون پر اگر وہ اہل علم سے ہے اور پیشہ والون کے آلات پر زکوٰۃ نہین ہے یہ
سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ یہ حکم اُن آلات کین ہے جن آلات سے کام لیا جاتا ہو اور اُنکا اثر اُس چیز مین باقی
نہین رہتا جسمین اُن سے کام لیا جاتا ہے اور اگر اُن چیزون مین اثر باقی رہے مثلاً رنگریز نے کسم یا زعفران
اسواسطے خریدی کہ اجرت لیکر لوگون کے کپڑے رنگے اور ایک سال گذرا تو اگر وہ بقدر نصاب ہے تو اُسپر زکوٰۃ واجب
ہوگی اور یہی حکم ہو اُن سب چیزون مین جنکو ایسے کام کرنے کے واسطے خریدے جسکا اثر اس چیز مین باقی رہے
جسمین اس سے کام لیا جاتا ہو جیسے کہ کس اور تیل چمڑے کی دباغت کے واسطے خریدے اور اُسپر سال گذرے
تو اُسپر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور اگر اُس چیز کا معمول مین اثر باقی نہ رہے جیسے کہ صابون اور اشنان تو اُسپر زکوٰۃ
نہین ہے یہ کفایہ مین لکھا ہو اور منجملہ اُنکے یہ ہو کہ وہ مال دین سے خالی ہو ہمارے اصحاب نے کہا ہو کہ جس
دین کا مطالبہ بندون کیطرف سے ہو وہ وجوب زکوٰۃ کا مانع ہے خواہ وہ دین بندون کا ہو جیسے کہ قرض اور
مول لی ہوئی چیز کی قیمت اور تلف کی ہوئی چیزین یا زخمی کرنے کا عوض اور وہ قرض نقد کی قسم سے ہو یا کیلی[1]
یا وزنی چیزون سے ہو یا کپڑے ہون یا جانور ہو یا خلع کے عوض مین واجب ہوا ہو یا عمداً قتل کرنے کے عوض
مین صلح ہوئی ہو فی الحال دینا ہو یا کسی قدر مدت کے بعد دینا ہو خواہ اللہ کا قرض ہو جیسے کہ دین زکوٰۃ پس
اگر چرنے والے جانورون کی زکوٰۃ باقی ہو تو وہ ہمارے اصحاب کے قول کے بموجب بلاخلاف وجوب

[1] کیلی جنس غلہ ہے چونکہ غلہ پیمانہ سے ناپ کر فروخت کرنا اصل ہو تو وہ کیلی ہی کہلائیگا اگرچہ اُسکا فروخت کرنا وزن سے عرب کے سوا
دوسرے ملکون مین مروج ہو ۱۲ [2] سونا چاندی وزنی ہو کہ وزن سے اسکی خرید و فروخت کرنا اصل ہو ۱۲

زکوٰۃ کی مانع ہی خواہ وہ زکوٰۃ مال مین ہو مثلاً مال قائم ہو یا زکوٰۃ اُسکے ذمہ ہو اور نصاب ہلاک ہو چکا ہو۔ اور
چاندی سونے اور تجارت کے مال کی زکوٰۃ اگر باقی ہو تو اُسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ اور
امام محمدؒ کے نزدیک وہی حکم ہے جو چرنے والے جانورون کا حکم ہے اور اگر قرض زمین کا خراج ہو تو وہ بھی بقدر
قرض وجوب زکوٰۃ کا مانع ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب خراج موافق حق کے لیا جاتا ہوا ور غلہ حاصل ہونیکے
بعد سال تمام ہوتا ہوا ور اگر غلہ حاصل ہونے سے پہلے سال تمام ہوتا ہے تو مانع زکوٰۃ نہین اور جو بغیر حق لیا
جاتا ہی تو بھی مانع زکوٰۃ نہین جب تک کہ سال تمام ہونے سے پہلے نہ لیا جاوے اگر عشری زمین مین غلہ پیدا
ہوا اور اُسکو وہ ہلاک کر دے تو اسکے مثل قرض اُسکے ذمہ واجب ہو جاویگا اور یہ امر دو ہون پہ سال کے
تمام ہونے سے پہلے واقع ہوا پھر دو ہون پہ سال تمام ہوا تو اُسپر زکوٰۃ واجب نہو گی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے
اور اسیطرح مہر موجل ہو یا معجل مانع زکوٰۃ ہی اسلیے کہ اسکا مطالبہ کیا جاتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور
ظاہر مذہب کے بموجب یہی صحیح ہے بزدوی نے شرح جامع کبیر مین ذکر کیا ہے کہ ہمارے مشائخ نے یہ کہا ہے کہ
اگر کسی شخص پر مہر موجل اپنی عورت کے ہون اور اُسکے ادا کرنے کا ارادہ نہین رکھتا تو وہ مانع زکوٰۃ
نہین اسلیے کہ عادت یون ہی کہ اسکا مطالبہ نہین کیا جاتا اور یہ قول بہتر ہے یہ جواہر الفتاویٰ مین لکھا ہے۔
بیبیون کے نفقے اگر قاضی کے مقرر کرنے یا آپس کی رضامندی سے دین نہ ہو تو وجوب زکوٰۃ کے مانع
نہین اور اگر قاضی کا حکم یا آپس کی رضامندی نہو تو ساقط ہو جاتے ہین اور اسیطرح رشتہ دارون کا نفقہ
اگر قاضی انکا ادا کرنا تھوڑی مدت مین مقرر کرے مثلاً مہینہ سے کم مین تو مانع وجوب زکوٰۃ ہے اور اگر مدت
طویل ہو تو دین نہین ہوتا بلکہ ساقط ہو جاتا ہے یہ بدائع مین لکھا ہے یہ سب حکم اس صورت مین ہے کہ
دین اُسکے ذمہ زکوٰۃ کے واجب ہونے سے پہلے ہو اور اگر دین زکوٰۃ کے واجب ہونے کے بعد ہوا تو
زکوٰۃ ساقط نہ ہو گی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور جو دین کہ سال کے اندر ہو تو عیون مین لکھا ہے کہ
امام محمدؒ کے نزدیک وجوب زکوٰۃ کا مانع ہی اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک مانع نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا
ہے کسی شخص کے پاس تجارت کے لیے غلام ہے اور غلام پر قرض ہی تو بمقدار قرض غلام زکوٰۃ واجب نہین
کسی شخص کے دوسرے شخص پر ہزار درہم قرض ہین اور تیسرا شخص مقروض کے حکم سے یا بغیر حکم اسکا ضامن ہوا
ہے اور اصل مقروض اور ضامن کے پاس ہزار ہزار درہم ہین اور ان دونون کے مال پر ایک سال گذرا ہو
ان دونون مین سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہو گی۔ اگر کسی شخص نے ہزار درہم کسی کے غصب کیے پھر دوسرے شخص نے
انکو غاصب سے غصب کر کے ہلاک کر دیا اور اُن دونون غاصبون کے پاس ہزار ہزار درہم ہین اور اُنپر سال گذرا
تو پہلے غاصب پر اسکے ہزار درہم کی زکوٰۃ واجب ہو گی دوسرے پر نہو گی یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہے۔
کسی شخص کے پاس ہزار درہم ہین اور ہزار ہی درہم اُسپر قرض بھی ہین اور اُسکے پاس مکان ہے اور خادم ہین جو
تجارت کے لیے نہین اور سب کی قیمت دس ہزار درہم ہی تو اُسپر زکوٰۃ نہین اسواسطے کہ قرض ان ہزار درہم کی

طرف مصروف ہوگا جو اُسکے قبضہ مین ہین اور اُسکی حاجت سے زائد ہین اور قابل نقل و تصرف کے ہین اور گھر اور خادم اُسکی حاجت کی چیزین ہین اسلیے قرض اُنکی طرف مصروف نہوگا جو شخص مکان و خادمون کا مالک ہو اُسپر صدقہ لینا حرام نہین ہوتا اسلیے کہ یہ چیزین اُسکی حاجت کو دفع نہین کرتین بلکہ بڑھا دیتی ہین اور حسن بصریؒ کے قول کے یہی معنے ہین جو اُنھون نے کہا ہی کہ دس ہزار درہم کے مالک پر صدقہ لینا حلال ہوتا تھا جب اُنسے پوچھا گیا کہ یہ کسطرح ہوسکتا ہی تو اُنھون نے جواب دیا کہ کسی شخص کے پاس گھر ہون اور خادم ہون اور ہتھیار ہون اور اُنکے بیچنے کی ممانعت ہو اور یہین سے ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ اگر کوئی فقیہ اسقدر کتابون کا مالک ہو جسکی قیمت مال عظیم ہو اور اُسکو اُنکی حاجت ہو تو اُسکو صدقہ لینا حلال ہی لیکن اگر حاجت سے زیادہ دو سو درہم کی مالیت کی چیزون کا مالک ہوا تو اُسکو صدقہ لینا حلال نہین یہ شرح مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی اور اگر کسی کتاب کے دو نسخے ہون اور بعضون نے کہا ہی کہ تین نسخے ہون تو حاجت سے زیادہ ہین اور مختار پہلا قول ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جب دین ساقط ہوگیا مثلاً قرضخواہ نے مقروض کو دین معاف کر دیا تو جسوقت سے دین ساقط ہوا ہی اُسوقت سے سال کے شروع ہونے کا حساب ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک پہلے سال تمام ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور یہی کافی مین لکھا ہی اور جن قرضون کا مطالبہ بندون کیطرف سے نہین جیسے کہ اللہ تعالےٰ کے قرض نذرون اور کفارون کے اور صدقہ فطر اور وجوب حج وہ مانع زکوٰۃ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور لقطہ یعنے پڑی ہوئی چیز اُٹھانے کی ضمانت مانع زکوٰۃ نہین کسی شخص کے قبضہ مین کسی چیز کے نہ نکلنے کی ضمانت اُسپر حقدار پیدا ہونے سے پہلے مانع زکوٰۃ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی فقہانے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص بکی ہوئی چیز پر قبضہ باقی رہنے کا ضامن ہوا اور پھر کوئی اُسکا حقدار پیدا ہوا تو اگر سال کے اندر اُسکو حق ملگیا تو مانع زکوٰۃ ہی اور اگر سال کے بعد ہوا تو مانع زکوٰۃ نہین یہ بدائع مین لکھا ہی - اگر کسی کے پاس بہت سی نصابین ہون مثلاً اُسکے پاس درہم ہون اور دینار ہون اور تجارت کا مال ہو اور چرنیوالے جانور ہون اور اُسپر قرض بھی ہو تو اول درہم و دینار کیطرف کو قرض مصروف ہوگا اور اگر ان دونون سے قرض فاضل ہو تو تجارت کے مال کیطرف مصروف ہوگا اور اگر اس سے بھی فاضل ہو تو چرنیوالے جانورونکی طرف مصروف ہوگا اور اگر چرنیوالے جانور مختلف جنسون کے ہوں تو اُس جنس کیطرف مصروف ہوگا جسکی زکوٰۃ کم ہے اور اگر سب زکوٰۃ مین برابر ہون تو جسطرف چاہے مصروف کرے یہ تبیین مین لکھا ہی حکم اُسوقت ہی کہ مصدق یعنے حاکم کیطرف سے صدقون کا وصول کرنے والا حاضر ہو اور اگر وہ حاضر نہو تو مال کے مالک کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو قرض کو چرنے والے جانورون کیطرف مصروف کرے اور درہمون کی زکوٰۃ دے اسواسطے کہ مالک کے حق مین دونون برابر ہین مصدق کے حق مین برابر نہین اسلیے کہ مصدق کو یہی اختیار ہی کہ چرنے والے جانورون سے زکوٰۃ لے درہمون سے نہ لے اسیواسطے وہ دین درہمون کیطرف مصروف کرتا ہی اور چرنے والے جانورون سے زکوٰۃ لیتا ہے یہ شرح مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی - کسی شخص کے پاس دو سو درہم ہون اور خدمت کا غلام ہو اور وہ اس غلام کے مثل مہر پر نکاح کرے اور کچھ گیہون اپنی حاجت کے واسطے قرض لے اور وہ سب چیزین اسکے پاس ایک سال تک باقی رہین تو زکوٰۃ واجب نہوگی اسلیے کہ دین نقد

اور مال فارغ کی طرف مصروف ہوگا اور زفرؒ نے کہا ہی کہ زکوٰۃ واجب ہوگی اسلیے کہ دین جنس کیطرف مصروف ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ نصاب بڑھنے[1] والا ہو خواہ حقیقۃً بڑھنے والا ہو مثلاً توالد وتناسل سے یا تجارت سے یا حقیقۃً بڑھنے والا نہو لیکن بڑھنے والے کے حکم مین ہی اسطرح کہ اُسکے بڑھانے پر قادر ہی باین طور کہ مال اُسکے یا اُسکے نائب کے قبضہ مین ہی اور ہر ایک اُنمین سے دو قسم ہی ایک خلقی دوسری فعلی یہ تبیین مین لکھا ہے خلقی سونا اور چاندی ہی اسلیے کہ اُنکی ذات فائدہ پہونچانے اور اصلی حاجتون کے دفع کرنے کے لائق نہین ہی انمین زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ تجارت کی نیت کرے یا نہ کرے یا خرچ کی نیت کرے اور ان دونون کے سوا جو ہین وہ فعلی ہین اور انمین تجارت کی یا جانورون کے چرانے کی نیت سے بڑھنا معتبر ہی اور نیت تجارت وچرائی کی جبتک فعل تجارت وچرائی سے متصل نہو معتبر نہین ہی اور نیت تجارت کی کبھی تو صریح ہوتی ہی اور کبھی دلالۃً ہوتی ہے صریح یہ ہی کہ تجارت کے معاملہ کی نیت کرے اور مال تجارت کے واسطے ہو خواہ معاملہ خرید و فروخت کا ہو یا اجارہ کا ہو اور برابر ہے کہ اسکے دام نقد ٹھہرے یا کچھ اسباب ٹھہرے اور دلالۃً یہ ہی کہ تجارت کے اسباب سے کوئی مال عین مول لے یا جو گھر تجارت کے واسطے ہی اُسکو کسی اسباب کے عوض مین کرایہ پر دیدے پس یہ مال عین واسباب مذکور تجارت کے واسطے ہو جائیگا اگرچہ وہ نیت نہ کرے لیکن بدائع مین مذکور ہی کہ تجارتی مال کے منافع کے بدلے مین جو مال لیتے ہین اسمین اختلاف ہی اصل کی کتاب الزکوٰۃ مین مذکور ہی کہ اگر تجارت کی نیت نہ کرے تو بھی وہ تجارت کے لیے ہی اور جامع سے پایا جاتا ہی کہ نیت پر موقوف ہی پس اس مسئلہ مین دو روایتین ہین مشائخ بلخ جامع کی روایت کی تصحیح کرتے تھے اور اگر کسی چیز کا ایسے عقد سے مالک ہوا جس مین مبادلہ نہین ہی جیسے کہ ہبہ اور وصیت اور صدقہ یا ایسے عقد سے مالک ہوا کہ جسمین مبادلہ ہی مگر مال کا مبادلہ نہین جیسے کہ مہر[2] اور خلع کا عوض اور قتل عمد سے صلح اور آزاد کرنے کا عوض اسمین تجارت کی نیت صحیح نہین ہی یہی اصح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر کسی چیز کا وارث ہوا اور اسمین تجارت کی نیت کر لی تو وہ تجارت کے واسطے عوض نہ ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر مورث کے مرنے کے بعد چرنے والے جانورون یا تجارت کے مال کا وارث ہوا اور وارثون نے تجارت کی یا جانورون کو چرانے کی نیت کر لی تو اُنپر زکوٰۃ واجب ہوگی اور بعض نے کہا ہی کہ واجب نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے تجارت کے واسطے ایک باندی لی پھر اُسکو خدمت مین رکھنے کی نیت کر لی تو زکوٰۃ اُس سے جاتی رہیگی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور مال کے بڑھنے والے ہونے مین شرط یہ ہی کہ اُسکے یا اُسکے نائب کے قبضہ مین ہو اور اگر اُسکے بڑھانے پر قادر نہین ہی مثلاً قبضہ مین نہین تو زکوٰۃ واجب نہوگی جیسے ضمار کا مال یہ تبیین مین لکھا ہی اور ضمار اُس مال کو کہتے ہین کہ اصل اسکی ملک مین باقی ہو لیکن اسکے قبضہ سے ایسا نکل گیا ہو کہ غالباً اُسکے لوٹنے کی امید نہو یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ مال ضمار کے وہ قرض ہی جسکا مقروض نے انکار کر دیا ہی

---

[1] بڑھنے والا یعنے وہ بڑھنا اور گھٹنے کے مقابل ہو مثلاً سونا چاندی قبضہ مین موجود ہی تو اُسکو تجارت سے بڑھا سکتا ہی اگرچہ حرص سے زمین مین دفن کرے ۱۲

[2] مہر کیونکہ وہ بضع کا عوض ہی نہ مال کا اسیطرح دوسرون کو سمجھو ۱۲

اور نیز غصب کا مال ہی بشرطیکہ ان دونون پر گواہ نہ ہون اور اگر ان دونون پر گواہ ہون تو زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن چرنے والے جانورون کو اگر کوئی غصب کرے تو اگرچہ غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو بھی انکے مالک پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور منجملہ مال ضمار کے وہ مال ہی جو گم ہوگیا ہو یا بھاگ گیا ہو یا ڈانڈ مین لے لیا ہو یا دریا مین گر گیا ہو یا جنگل مین دفن ہو اور اسکا موقع بھول گیا ہو اور اگر کسی محفوظ جگہ مین دفن ہو اگرچہ کسی غیر ہی کے گھر ہو تو اگر اُسکو بھول گیا تو منجملہ مال ضمار کے نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر اپنی زمین یا باغ انگور مین دفن ہے تو بعضون نے کہا ہی کہ زکوٰۃ واجب ہوگی اسلیے کہ اپنی ساری زمین کھود سکتا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ واجب نہ ہوگی اسلیے کہ ساری زمین کھودنا مشکل ہی برخلاف گھر اور احاطہ کے یہان تک کہ اگرچہ احاطہ بہت بڑا ہو تو وہ مال نصاب نہ بنیگا اور اگر کسی پر قرض ہو اور وہ منکر ہو اور اُسکے گواہ بھی ہون لیکن عادل نہون تو بعضون نے کہا ہی کہ زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ واجب ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی اور جس قرض کا مقروض نے انکار کردیا اور اُسپر گواہ بھی نہ تھے پھر چند سال کے بعد وہ قرض ثابت ہوگیا مثلاً مقروض نے لوگون کے سامنے اقرار کیا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر قاضی قرض سے واقف تھا تو گذشتہ ایام کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور جس قرض کا اقرار ہی اُسپر ہر صورت مین زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ دولتمند پر ہو خواہ تنگدست پر ہو خواہ مفلس پر یہ کافی مین لکھا ہی اگر قرض ایسے مفلس پر تھا کہ جسکو قاضی نے مفلس ٹھہرا دیا ہو پھر چند سال کے بعد وہ قرض وصول ہوگیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُس شخص پر گذشتہ برسون کی زکوٰۃ واجب ہوگی یہ جامع صغیر مین لکھا ہی جو قاضیخان کی تصنیف ہی۔ اگر مقروض پوشیدہ اقرار کرتا ہو اور لوگون کے سامنے انکار کرتا ہو تو وہ مال نصاب نہوگا اور اگر مقروض مقر تھا لیکن جب اُسکو قاضی کے سامنے لیگیا تب اُسنے انکار کیا پھر مدعی کیطرف سے گواہ قائم ہوے اور کچھ زمانہ گواہون کی تعدیل مین گذرا پھر گواہ عادل ثابت ہوئے تو جس روز سے قاضی کے سامنے جھگڑا پیش کیا ہی گواہون کی تعدیل ثابت ہونے تک کی زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر قرضدار بھاگ گیا اور مالک خود اُسکی تلاش کرنے یا اس کام کیلیے وکیل کرنے پر قادر ہی تو اُسپر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر قادر نہین تو زکوٰۃ واجب نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جن قرضون کا مقروض اقراری ہو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُنکے تین مرتبے ہین اول ضعیف اور وہ دین وہ ہی کہ جسکا بغیر اپنے فعل کے اور بغیر عوض کسی شے کے مالک ہوگیا جیسے میراث یا اپنے فعل سے بغیر عوض کسی شے کے مالک ہوا جیسے وصیت یا اپنے فعل سے بعوض ایسی چیز کے مالک ہوا جو مال نہین ہی جیسے مہر اور عوض خلع اور وہ مال جو قتل عمد کی صلح مین حاصل ہو اور دیت اور عوض کتابت انمین امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک زکوٰۃ نہین ہی لیکن جب اُسپر قبضہ کرے اور بقدر نصاب ہو اور سال گذر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی دوسرا درمیانی قرض ہی اور وہ قرض وہ ہے کہ ایسے مال کے عوض مین واجب ہو جو تجارت کے واسطے نہ تھا جیسے کہ خدمت کے غلام اور خرچ کے کپڑے جب اُسکے دوسو درہم پر قادر ہو جائیگا تو اصل کی روایت کے بموجب گذشتہ سالون کی زکوٰۃ دیگا تیسرے قوی اور وہ قرض

وہ ہو کہ تجارت کے مال کے عوض میں واجب ہو جب اُسکے چالیس درم پر قابض ہو تو گذشتہ ایام کی زکوٰۃ دے یہ زاہدی میں لکھا ہی اور منجملہ اُسکے مال پر سال کا گذر جانا ہی زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہی یہ قنیہ میں لکھا ہے اگر نصاب سال کے دونوں طرفوں میں پوری ہو اور درمیان میں کم ہو گئی تھی تو زکوٰۃ ساقط نہوگی یہ ہدایہ میں لکھا ہی اور اگر تجارت کے مال کو یا چاندی سونے کو اسی جنس یا غیر جنس سے بدلا تو سال کا حکم منقطع نہوگا اور اگر چرنے والے جانوروں کو انکی جنس یا غیر جنس سے بدلا تو سال کا حکم منقطع ہو جاویگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر کسی کے پاس مال بقدر نصاب تھا اور درمیان سال میں اسی جنس کا مال اور حاصل ہو تو اُسکو اپنے مال کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ دے خواہ وہ مال اُس پہلے مال کے بڑھنے سے حاصل ہوا ہو یا اور طرح حاصل ہوا ہو کسیطرح حاصل ہوا تو اُس کو اپنے مال کے ساتھ ملاوے برابر ہی کہ میراث سے حاصل ہوا ہو یا ہبہ سے یا اور طرح اور اگر ہر طرح غیر جنس ہو جیسے پہلے اونٹ تھے اور اب بکریاں حاصل ہوئیں تو نہ ملاوے یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہی اور اگر سال کے گذر جانے کے بعد مال حاصل ہو تو اُسکو نہ ملاوے اور بالاتفاق اُسکے لیے از سر نو سال شروع ہوگا یہ شرح طحاوی میں لکھا ہی اور ہمارے نزدیک جو مال بعد کو حاصل ہوا ہی وہ اصل مال کے ساتھ اُسوقت ملایا جاتا ہی کہ اصل مال پہلے سے بقدر نصاب ہوا ہو اور اگر اس سے کم ہو اور اگرچہ ایسی صورت ہو کہ جو مال بعد کو حاصل ہوا ہی اُسکو اصل مال کے ساتھ ملانے سے نصاب پوری ہو جائیگی تو بھی نہ ملاوینگے مگر اب پورے نصاب کا سال چلنا شروع ہو جائیگا یہ بدائع میں لکھا ہی۔ اگر اُسکے پاس چرنے والے جانور بقدر نصاب تھے اور اُنپر سال گذر گیا اور زکوٰۃ دیدی پھر انکو درہموں کے عوض بیچا اور اُسکے پاس درہم بھی بقدر نصاب تھے اور اُنپر آدھا سال گذرا تھا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اُن چرنے والے جانوروں کی قیمت اُن درہموں کے ساتھ نہ ملاوے بلکہ اُنکے لیے نیا سال شروع کرے اور صاحبینؒ کے نزدیک سب کو ملا کر زکوٰۃ دے اور یہ حکم اُسوقت ہی جب چرنے والے جانوروں کی قیمت علیحدہ بقدر نصاب ہو اور اگر تنہا نصاب نہو تو بالاجماع ملاوے یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہی۔ جس اناج کا عشر دیچکا ہے اُسکی قیمت کو جس غلام کا صدقہ فطر دیچکا ہی اُسکی قیمت کے ساتھ بالاجماع ملاوے اگر سال کے گذر جانے سے پہلے جانوروں کو درہموں کے عوض یا جانوروں کے عوض بیچے تو اُسکی قیمت کو بالاجماع اُسکی جنس کے ساتھ ملاوے اسطرح سے کہ درہموں کو درہموں کے ساتھ ملاوے اور جانوروں کو جانوروں کے ساتھ۔ اور اگر چرنے والے جانوروں کو زکوٰۃ دینے کے بعد اپنے پاس سے چارہ کھلانا شروع کیا پھر اُن کو بیچا تو بالاجماع اُنکی قیمت ملاوے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہی۔ اگر کسی کے پاس زمین ہو اور اُسکا خراج ادا کیا پھر اُسکو بیچا تو اُسکی قیمت کو اصل نصاب کے ساتھ ملاوے یہ بدائع میں لکھا ہی امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہی کہ اگر درہموں کی زکوٰۃ دی پھر اُسسے چرنے والا جانور خریدا اور اُسکے پاس اُس جنس کے چرنے والے جانور اور بھی ہیں تو اُنکو نہ ملاوے اسلیے کہ وہ ایسے مال کے عوض حاصل ہوا ہی جسکی زکوٰۃ ہو چکی۔ اگر اُسکو ہزار درہم کسی نے ہبہ کیے اور اُسکے ذریعہ سے اُس نے سال کے تمام ہونے سے پہلے ہزار درہم اور کمائے پھر ہبہ کرنیوالے نے اپنی ہبہ سے رجوع کیا اور قاضی کے حکم کے موجب

سلہ قرض یا مال جو بعد جانے کے چرا ہوا اور جو پیچھے غیر جنس اگرچہ بعض نے اختلاف کیا ۱۲

وہ ہبہ پھر گیا تو اُس فائدہ کے ہزار درہم مین زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک اُنکی ملکیت پر سال تمام نہ ہوگا اسلیے کہ
اصل جو ہزار درہم ہبہ ہوے تھے انکا سال باطل ہوگیا تو فائدے کے ہزار درہم اُنکے تابع تھے انکا سال بھی باطل
ہوگیا کسی شخص کے پاس دو سو درہم تھے اور اُنپر ایک دن کم تین سال گذرے پھر اُسکو پانچ درہم اور حاصل ہوے
تو پہلے سال کے پانچ درہم ادا کریگا اور کچھ ادا نہین کریگا اسلیے کہ دوسرے اور تیسرے سال مین زکوٰۃ کے فرض سے
نصاب مین کمی ہوگئی تھی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کسی شخص کے پاس تجارت کی بکریان دو سو درہم کی قیمت کی
تھین اور سال کے تمام ہونے سے پہلے مرگئین اور اُسنے اُنکی کھال نکالی اور چمڑون کی دباغت کی اور اُن
چمڑون کی قیمت بھی بقدر نصاب ہوگئی پھر اول بکریون کا سال تمام ہوا تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر کسی کے
پاس انگور کا شیرہ تجارت کے واسطے تھا اور وہ سال کے تمام ہونے سے پہلے خمر بنگیا پھر سرکہ ہوگیا جسکی قیمت بقدر
نصاب تھی پھر انگور کے شیرہ کا سال تمام ہوا تو زکوٰۃ واجب نہوگی فقہانے کہا ہی کہ پہلے مسئلہ مین اون جو بکریون کی
پیٹھ پر باقی تھی وہ قیمت کی چیز تھی پس اُسکے باقی رہنے سے سال باقی رہا اور دوسرے مسئلہ مین کل مال ہلاک ہوگیا
اسلیے سال کا حکم باطل ہوگیا یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی۔ نصاب کے مالک ہوجانے کے بعد وقت سے پہلے زکوٰۃ
دیدینا جائز ہی اور نصاب کے مالک ہونے سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ وقت سے پہلے زکوٰۃ دیدینا
تین شرطون سے جائز ہی اول یہ کہ زکوٰۃ دیتے وقت سال چل رہا ہو دوسرے یہ کہ جس نصاب کی زکوٰۃ سال سے پہلے
دیدی وہ آخر سال مین کامل نصاب باقی رہے تیسرے یہ کہ اس درمیان مین اصل نصاب فوت نہوجاوے پس اگر
کسی کے پاس سونا یا چاندی یا تجارت کا مال دو سو درہم سے کم کا تھا اور اُسنے اول سے زکوٰۃ دیدی اسکے بعد
نصاب پوری ہوئی یا کسی کے پاس دو سو درہم تھے یا تجارت کا مال دو سو درہم کی قیمت کا تھا اور پانچ درہم
زکوٰۃ کے اُسنے وقت سے پہلے دیدیے اور نصاب کم ہوگئی یہان تک کہ اُس نصاب کی کمی مین ہی سال گذرا یا
اول زکوٰۃ دیتے وقت نصاب کامل تھی پھر سب مال ہلاک ہوگیا تو ان سب صورتون مین جو کچھ دیا ہے وہ
صدقہ نفل ہوگا زکوٰۃ نہ ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور جسطرح ایک نصاب کے مالک ہونے کے بعد وقت سے
پہلے زکوٰۃ دینا جائز ہی اُسیطرح بہت سی نصابون مین بھی جائز ہی یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی۔ پس اگر
کسی کے پاس دو سو درہم تھے اور اُسنے ہزار کی زکوٰۃ دیدی اسکے بعد کچھ اور مال ملگیا یا نفع ہوا اور ہزار پورے
ہوگئے اور جب سال تمام ہوا تو اُسکے پاس ہزار درہم تھے تو اول زکوٰۃ دیدینا جائز ہی اور ہزار درم کی زکوٰۃ
اُسکے ذمہ سے ساقط ہوگئی اور اگر اُس سال مین کچھ اور حاصل نہ ہوا اور سال کے تمام ہونے کے بعد اور مال ملا
تو جو اول دے چکا ہی وہ اسکی زکوٰۃ نہ ہوگی اور جو اُسکے مال کے ملنے کے وقت سے سال تمام ہو اُسکی زکوٰۃ دینا
واجب ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ ایک سال سے زیادہ کی زکوٰۃ دیدینا بھی اول جائز ہی اسلیے کہ سبب موجود
ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر دو ہزار درہم کی زکوٰۃ اول دیدی اور اُسکے پاس صرف ہزار درہم تھے اور یون کہا کہ
اس سال کے تمام ہونے سے اول مجھے اور ہزار درہم حاصل ہوگئے تو یہ ان دونون ہزارون کی زکوٰۃ ہے اور اگر

حاصل نہ ہوئے تو یہ اُنہی ہزار کی دوسرے سال کی زکوٰۃ ہی تو جائز ہوگا کسی شخص کے پاس چار سو درہم تھے اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ اسکے پاس پانچ سو درہم ہین اور پانچ سو کی زکوٰۃ ادا کی اسکے بعد معلوم ہوا تو اسکو جائز ہے کہ اس زیادتی کو دوسرے سال کی زکوٰۃ مین محسوب کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی شخص کے پاس دو نصاب ہین ایک چاندی کی دوسری سونے کی اور اُنمین سے ایک کی زکوٰۃ وقت سے پہلے دی تو وہ دونون سے ادا ہوگی اسلیے کہ جنس کے ایک ہونے کے سبب سے تعین کا اعتبار نہین ہی اور جنس کے ایک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ کے حساب مین اُن دونون کو ملا لیا جاتا ہی۔ اور اگر ان دونون نصابون مین سے ایک نصاب ہلاک ہوگئی تو اُس صورت مین دوسری نصاب معین ہوجاویگی اور وہ اسی کی زکوٰۃ ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص مختلف جنس کے حیوانون کی بہت سی نصابون کا مالک ہو اور اُنمین سے بعض کی زکوٰۃ اُسنے وقت سے پہلے دیدی پھر جسکی زکوٰۃ دی تھی وہ مال ہلاک ہوگیا تو اور جو باقی ہین اُنکی طرف سے وہ زکوٰۃ ادا نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر وقت سے پہلے کسی فقیر کو زکوٰۃ دی تھی اور سال تمام ہونے سے پہلے وہ فقیر مالدار ہوگیا یا مرگیا یا مرتد ہوگیا تو جو کچھ اُسکو زکوٰۃ دی ہے وہ جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس شخص پر زکوٰۃ ہی جب وہ مرجاوے تو زکوٰۃ اُسکی موت سے ساقط ہوجاتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی

دوسرا باب چرنے والے جانورون کی زکوٰۃ مین اور اسمین پانچ فصلین ہین پہلی فصل مقدمہ مین

چرنے والے جانور نر ہون یا مادہ یا دونون ملے ہوئے ہون سب پر زکوٰۃ واجب ہے اور چرنے والے جانورون سے وہ جانور مراد ہین جو دودھ کی غرض سے یا بچے لینے کے لیے یا فربہ ہوکر بیش قیمت ہوجانے کیلیے جنگلون مین پرلیے جاوین اور اگر ان کو لادنے یا سواری کے لیے چراوین یا دودھ کے لیے اور نسل بڑھانے کے لیے نہ چراوین تو اُنپر زکوٰۃ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اسیطرح اگر گوشت کی غرض سے چراوین تو اُنپر بھی زکوٰۃ نہین اور اگر تجارت کے واسطے چراوین تو اُنمین تجارت کے مال کی زکوٰۃ ہوگی چرنے والے جانورون کے حساب سے نہوگی یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر سال مین کچھ دنون چرایا اور کچھ دنوں اپنے پاس سے چارہ کھلایا تو اگر نصف سے زیادہ سال مین چرایا ہی تو چرنے والون کا حکم ہوگا ورنہ نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر نصف سال چرایا ہی تو بھی وہ جانور چرنے والون کے حکم مین نہونگے اُنپر زکوٰۃ واجب نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر وہ جانور تجارت کے واسطے تھے اور اُنکو چھ مہینے یا زیادہ دنون چرایا تو وہ چرنے والے کے حکم مین نہونگے لیکن اگر تجارت کی نیت موقوف کرکے اُنکو چرنے والے مین شامل کرے تو چرنے والے ہوجاوینگے جسطرح تجارت کے غلام کو اگر یہ ارادہ کیا کہ کئی برس تک خدمت مین رکھے پس اس سے خدمت لینے کے زمانہ مین بھی وہ مال تجارتی ہی لیکن جب یہ نیت کرے کہ اسکو تجارت کے مال سے نکالکر خدمت کے واسطے مقرر کرے تو تجارتی مال نہ رہیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر چرنے والے جانورون کے مالک نے یہ ارادہ کیا کہ ان جانورون سے کام لے یا اُنکو چارہ کھلاوے لیکن ایسا کیا نہین اور سال گذر گیا تو

سه چرنے والے یعنے جنگل مین مباح گھاس سے چرتے اور بڑھتے ہون اور ہر قسم کے جانور دونکا نصاب علیحدہ علیحدہ ہی ۱۲

اُنپر چرنے والے جانورون کی زکوٰۃ ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر جانور تجارت کے واسطے مول لیے
پھر اُنکو چرنے کو چھوڑ دیا تو جسوقت سے اُنھین چرنے کو چھوڑا ہے اُسوقت سے سال کا اعتبار ہوگا یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہے

دوسری فصل اونٹون کی زکوٰۃ کے بیان مین

پانچ اونٹون سے کم پر زکوٰۃ نہین یہ ہدایہ
مین لکھا ہے اور پچیس[۲۵] سے کم مین ہر پانچ اونٹون پر ایک بکری واجب ہوگی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہے اور بکری
ایسی ہونی چاہیے جسکا ایک سال پورا ہوگیا اور دوسرا سال شروع ہوا ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور جب
پچیس[۲۵] پورے ہوجاوین تو ایک ایسی اونٹنی واجب ہوگی جسکو دوسرا سال شروع ہوا ہو پینتیس[۳۵] تک یہی حکم ہے
اور جب چھتیس[۳۶] پورے ہوجاوین تو ایک ایسی اونٹنی واجب ہوگی جسکو تیسرا سال شروع ہو پینتالیس[۴۵] تک
یہی حکم ہے اور جب چھیالیس[۴۶] پورے ہوجاوین تو ایسی اونٹنی واجب ہوگی جسکو چوتھا سال شروع ہوا ہو ساٹھ[۶۰]
تک یہی حکم ہے اور جب اکسٹھ[۶۱] ہوجاوین تو ایسی اونٹنی واجب ہوگی جسکو پانچوان سال شروع ہو پچھتر[۷۵] تک یہی
حکم ہے اور جب چھہتر[۷۶] ہوجاوین تو ایسی دو اونٹنیان واجب ہونگی جنکو تیسرا سال شروع ہو اور نوّے[۹۰] تک
یہی حکم ہے اور جب اکیانوے[۹۱] ہوجاوین تو ایسی دو اونٹنیان واجب ہونگی جنکو چوتھا سال شروع ہو
ایک سو بیس[۱۲۰] تک یہی حکم ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اسکے بعد ایک سو بیس پر جو زیادتی ہوگی اُسمین پانچ پانچ اونٹون مین
ایک ایک بکری ہوگی ایک سو پینتالیس تک یہی حکم ہے اور ایک سو پینتالیس مین دو ایسی اونٹنیان جنکو چوتھا سال
شروع ہوا ہو اور ایک ایسی اونٹنی جسکو دوسرا سال شروع ہوا ہو واجب ہوگی اور جب پوری ڈیڑھ سو ہون
تو ایسی تین اونٹنیان واجب ہونگی جنکو چوتھا سال شروع ہوا ہو پھر ڈیڑھ سو پر جو زیادتی ہوگی اُسمین پانچ پانچ
اونٹون مین ایک ایک بکری دیگا اور جب ایک سو پچھتر پوری ہوجاوینگی تو تین اونٹنیان ایسی دیگا جنکو چوتھا
سال شروع ہوا ہو اور ایک اونٹنی ایسی دیگا جسکو دوسرا سال شروع ہوا ہو اور جب ایک سو چھیاسی پوری
ہوجاوین تو تین اونٹنیان ایسی دے جنکو چوتھا سال شروع ہوا ہو اور ایک اونٹنی ایسی دے جسکو تیسرا سال شروع
ہوا ہو اور جب ایک سو چھیانوے ہوجاوین تو چار اونٹنیان ایسی دے جنکو چوتھا سال شروع ہوا ہو دو سو تک
یہی حکم ہے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہے اور دو سو مین اختیار ہے کہ چاہے ایسی چار اونٹنیان دے جنکو چوتھا سال
شروع ہوا ہو ہر پچاس سے چوتھے سال کی ایک اونٹنی ہوگی اور چاہے پانچ اونٹنیان ایسی دے جنکو تیسرا
سال شروع ہوا ہو تو ہر چالیس سے ایک تیسرے سال کی اونٹنی ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ پھر
زکوٰۃ کا حساب ہمیشہ کے لیے از سر نو اسطرح شروع ہوگا جسطرح ڈیڑھ سو کے بعد شروع ہوتا ہے ہمارا یہی
مذہب ہے اور بختی اور عربی اونٹون کا حکم برابر ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور کم سے کم عمر جسپر زکوٰۃ واجب ہوجاتی
ہے امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے موافق چرنے والے اونٹون مین یہ ہے کہ دوسرا سال شروع
ہوا ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور چھوٹا اور اندھا اونٹ گنتی کے حساب مین آویگا لیکن زکوٰۃ مین نہ لیا
جاویگا اور اس اونٹنی کو جو اپنے بچہ کو پالتی ہے اور جو کھانے کے واسطے تیار کیجاوے اور حاملہ اونٹنی کو اور نر اونٹ کو

اور چرنے والون مین سے عمدہ اونٹون کو زکوٰۃ مین نہ لینگے درمیانی کو لینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر ایسا ہو کہ جس عمر کی اونٹنی زکوٰۃ مین واجب ہے ویسی موجود نہو تو اُس سے اعلےٰ دے اور زیادتی کو پھیر لے یا اس سے کم مرتبہ کی دے اور باقی کو ادا کرے یا اسکی قیمت دے لیکن پہلی صورت مین جو شخص کہ صدقہ لینے کے لیے مقرر ہی اُسکو اختیار ہی کہ واجب سے زیادہ مرتبہ کی اونٹنی نہ لیوے بلکہ جس قسم کی اونٹنی واجب ہے اس قسم کی طلب کرے یا قیمت مانگے اسلیے کہ وہ بیع ہی اور بیع مین جبر نہین اور دوسری صورت مین جبر کیا جاویگا ستے کہ اگر مالک نے مصدق و جانور کے درمیان روک ٹوک دور کر دی تو مصدق اُسپر قابض شمار ہوگا اسلیے کہ وہ بیع نہین بلکہ زکوٰۃ کو بطور قیمت ادا کرنا ہی یہ کافی مین لکھا ہی **تیسری فصل گاے بیل کی زکوٰۃ کے بیان مین** گاے بیلون تیس سے کم مین صدقہ نہین ہی اور جب تیس گاے بیل چرنے والے ہون تو انمین ایک گاے یا بیل دے جسکو دوسرا سال شروع ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی پھر اس سے زیادتی پر چالیس تک کچھ نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور جب چالیس پوری ہو جاوین تو ایک ایسا بیل یا گاے دے جسکو تیسرا سال شروع ہو اور جب چالیس سے زیادتی ہو تو اُس زیادتی مین اُسی کے حساب سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہوتا رہیگا ساٹھ تک یہی حکم ہے پس اگر ایک زیادہ ہوگا تو اسپر تیسرے سال کی گاے یا بیل کا چالیسوان حصہ واجب ہوگا اور اگر دو زیادہ ہون تو بیسوان حصہ واجب ہوگا اصل کی روایت یہی ہی اور جب ساٹھ ہو جاوینگے تو دو گائین یا دو بیل دوسرے برس کے واجب ہونگے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور ساٹھ کے بعد چالیس چالیس اور تیس تیس کا حساب کیا جاویگا اور ہر چالیس مین ایک گاے یا بیل تیسرے برس کا واجب ہوگا اور ہر تیس مین ایک گاے یا بیل دوسرے سال کا واجب ہوگا تو ستر مین ایک گاے یا بیل تیسرے سال کا اور ایک دوسرے سال کا اور اسی مین دو گاے یا بیل تیسرے سال کے اور نوے مین تین گاے یا بیل دوسرے سال کے اور سو مین ایک گاے یا بیل تیسرے سال کا اور دو گاے یا بیل دوسرے سال کے واجب ہونگے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر ایسا حساب ہو کہ تیسرے سال کے اور دوسرے سال کے گاے بیل دونون سے حساب صحیح ہو تو اسکو دونون کا اختیار ہی مثلاً ایک سو بیس ہون تو اُسکو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو تین گاے یا بیل تیسرے سال کے دے اور اگر چاہے تو چار گاے یا بیل دوسرے سال کے دے یہ تبیین مین لکھا ہی بھینس و بھینسے کا حکم مثل گاے و بیل کے ہی اور جب دونون ملے ہوئے ہون تو نصاب پورا کرنے کے لیے دونون کو شامل کرنا واجب ہی پھر جو زیادہ ہون انھین کی زکوٰۃ سے لین اور جو زیادہ نہ ہون تو اعلےٰ مین سے ادنےٰ اور ادنی مین سے اعلےٰ سے لین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منافع مین ہی کہ نر و مادہ اس حکم مین برابر ہین اور فتاوے عتابیہ مین ہی کہ گاے و بیل مین نر مین دوسرے سال کا نر اور مادہ مین دوسرے سال کی مادہ افضل ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور گاے بیل مین سے کم سے کم عمر جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہی امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب یہ ہی کہ دوسرا سال شروع ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی **چوتھی فصل بھیڑ و بکری کی زکوٰۃ مین**

بھیڑین اور بکریان جو چرنے والی ہون تو چالیس سے کم مین زکوٰۃ نہین اور جب چالیس چرنے والی ہون اور ایک سال گذر جاوے تو ایک بکری واجب ہوگی ایک سو بیس تک یہی حکم ہے - اور جب اسپر ایک زیادہ ہو جاوے تو دو بکریان واجب ہین دوسو تک یہی حکم ہے اور جب اسپر زیادتی ہو تو تین بکریان واجب ہین اور جب چار سو پوری ہو جائین تو چار بکریان واجب ہونگی اسکے بعد ہر سیکڑہ مین ایک ایک بکری ہوگی مکتوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مکتوب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین یہی بیان وارد ہے اور اسی پر اجماع منعقد ہوا ہے اور بکریون مین کم سے کم عمر جسپر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے پورا ایک سال ہے اور یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور جو بکری اور ہرن سے ملاکر پیدا ہو انمین ماں کا اعتبار ہے اگر ماں بکری ہوگی تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور نصاب کے پورا کرنے مین اسکا حساب ہوگا ورنہ نہوگا[1] اور اسیطرح جو جنگلی اور پالو گائے یا بیل کے ملانے سے پیدا ہوا اسکا بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے **پانچوین فصل ان جانورون کے بیان مین جنمین زکوٰۃ واجب نہین** گھوڑون پر زکوٰۃ واجب نہین اور یہ قول صاحبین کا ہے اور فتوے کیلیے یہی مختار ہے لیکن اگر تجارت کے لیے ہون تو واجب ہے یہ کافی مین لکھا ہے پس جب گھوڑے تجارت کے لیے ہون تو حکم انکا تجارت کے مال کا ہے اگر انکی قیمت بقدر نصاب ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ وہ چرتے ہون یا انکو چارہ کھلایا جاتا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہے - اور گدہے اور خچر اور چیتے اور تعلیم یافتہ کتون پر زکوٰۃ اسوقت واجب ہوگی جب تجارت کے واسطے ہونگے یہ سراجیہ مین لکھا ہے اور بکری اور اونٹ اور گائے کے بچون پر امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک زکوٰۃ نہین ہے اور آخر قول انکا یہی ہے اور یہی قول امام محمد رح کا ہے اور اگر انمین ایک بھی پوری عمر کا ہو تو سب انکے نصاب کے پورا ہونے مین اسکے تابع ہو جائینگے مگر زکوٰۃ مین وہ نہ دیے جاوینگے یہ ہدایہ مین لکھا ہے پس اگر انتالیس بچے اور ایک پوری بکری ہو تو ایک درمیانی بکری واجب ہوگی پس اگر وہی درمیانی بکری ہو یا اس سے کم ہو تو لے لیجاویگی اور اگر سال کے بعد وہ ہلاک ہو جاوے تو صاحبین کے نزدیک زکوٰۃ ساقط ہو جاویگی اور اسیطرح اگر انچاس اونٹ کے بچے اور ایک درمیانی اونٹنی ہو تو زکوٰۃ مین وہی اونٹنی واجب ہوگی پھر اگر آدھے بچے ہلاک ہو جائین تو آدھی اونٹنی ساقط ہو جائیگی اور آدھی باقی رہیگی یہ کافی مین لکھا ہے کسی بچہ کو زکوٰۃ مین لینا جائز نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے - جو جانور کام کرتے ہین یا انپر بوجھ لادا جاتا ہے یا چارہ کھلایا جاتا ہے انپر زکوٰۃ نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے

تیسرا باب سونے اور چاندی اور اسباب کی زکوٰۃ مین اس باب مین دو فصلین ہین پہلی فصل سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کے بیان مین

دوسو درہم[2] پر پانچدرہم واجب ہوتے ہین اور بیس[3] مثقال سونے پر آدھا مثقال واجب ہوتا ہے سکہ دار ہو یا بے سکہ بنا ہوا ہو یا بے بنا خواہ زیور ہو مردون یا عورتون کا

---

[1] ورنہ نہوگا لیکن مصدق اسکو زکوٰۃ مین نہین لیگا بلکہ تعداد نصاب مین شمار کیا جائیگا ۱۲ [2] دوسو درہم کی ساڑھے باون تولہ چاندی ہوتی ہے اور اس زمانہ کے چلن مین جو چہرہ دار روپیہ ہین وہ ساڑھے گیارہ ماشہ ایک تی کے ہوتے ہین تو دوسو درہم کے مقابلہ مین تقریبا چھپن روپیہ دو آنہ آٹھ پائی ہوے ۱۲ [3] بیس مثقال کے ساڑھے سات تولہ ہوتے ہین ۱۲

گداختہ ہویا ناگداختہ یہ خلاصہ مین لکھا ہی چاندی سونے کی زکوٰۃ مین معتبر یہ ہی کہ جو زکوٰۃ مین دیا جائے وہ وزن مین قدر واجب کے برابر ہو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک قیمت کا اعتبار نہین پس اگر پانچ کھرے درہمون کے عوض پانچ کھوٹے درہم دیے جنکی قیمت چار کھرے درہمون کے برابر تھی تو ان دونون کے نزدیک جائز ہے اور مکروہ ہی اور اگر پانچ کھوٹے درہمون کی عوض چار کھرے درہم دیے جنکی قیمت پانچ کھوٹے درہمون کے برابر ہے تو جائز نہین اگر کسی کے پاس چاندی کی ابریق ہو جسکا وزن دوسو درہم کے برابر ہی اور اُسکی بنوائی کی اجرت لگا کر تین سو درہم کی ہی تو اگر اُسکی زکوٰۃ مین چاندی دے تو اُسکا چالیسوان حصہ دے اور اُسکا چالیسوان حصہ ایسی پانچ درہم چاندی ہوگی جسکی قیمت ساڑھے سات درہم کے برابر ہو اور اگر ایسی پانچ درہم چاندی دے جسکی قیمت پانچ ہی درہم ہی تو جائز ہی اور اگر زکوٰۃ مین دوسری جنس دے تو بالاجماع قیمت کا اعتبار ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور زکوٰۃ کے واجب ہونے مین بھی یہی اعتبار کیا جاتا ہی کہ چاندی سونے کا وزن بقدر نصاب کے ہو بالاجماع قیمت کا اعتبار نہین پس اگر کسی کے پاس چاندی کی ابریق ایسی ہو جسکا وزن ڈیڑھ سو درہم ہی اور قیمت دوسو درہم تو اسمین زکوٰۃ واجب نہین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی۔ اور ینابیع مین ہی کہ اگر گنتی مین دوسو درہم ہون اور وزن مین کم ہون تو انمین زکوٰۃ واجب نہین اگرچہ کمی تھوڑی ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ سونے مین مثقالون کے وزن کا اعتبار ہوگا اور درہمون مین وزن سبعہ کا اور وزن سبعہ اُسکو کہتے ہین کہ دس درہم سات مثقال کے برابر ہون یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی مثقال دینار کے برابر ہوتا ہی جسکے بیس قیراط ہوتے ہین اور درہم کے چودہ قیراط ہوتے ہین اور ایک قیراط پانچ جو بھر ہوتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر درہمون مین ملاوٹ ہو تو اگر چاندی غالب ہو تو خالص درہمون کا حکم ہوگا اور اگر ملونی غالب ہو تو چاندی کا حکم ہوگا جیسے کھوٹے درہم ہوتے ہین تو اگر انکا رواج ہو اور تجارت کی نیت کی ہو تو اُنکی قیمت کا اعتبار ہوگا اگر اُنکی قیمت کم مرتبہ کے درہمون کی ایسی نصاب کو پہونچے جسمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہی تو اسمین بھی زکوٰۃ واجب ہوگی اور کم مرتبہ کے درہم وہ ہوتے ہین جنمین ملاوٹ ہو اور چاندی غالب ہو اور اُنکی قیمت ایسی نصاب کو نہ پہونچے تو انمین زکوٰۃ واجب نہین اور اگر انکا رواج ہو اور تجارت کی نیت بھی نہ کی ہو تو انمین زکوٰۃ نہین لیکن اگر وہ بہت ہون اور انمین جسقدر چاندی ہی وہ دوسو درہم کی ہو اور ملونی سے جدا ہوسکتی ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر جدا نہو سکتی ہو تو زکوٰۃ نہین یہ بہت سی کتابون مین لکھا ہی۔ ملاوٹ کے سونے کا بھی وہی حکم ہی جو ملاوٹ کی چاندی کا حکم ہی اور اگر ملاوٹ چاندی یا سونے کے برابر ہو تو اسمین اختلاف ہے خانیہ اور خلاصہ مین یہ اختیار کیا ہی کہ احتیاطاً زکوٰۃ واجب ہوگی یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور اگر چاندی یا سونا ملے ہوئے ہون تو اگر سونا بقدر نصاب ہی تو سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر چاندی بقدر نصاب ہی تو چاندی کی زکوٰۃ واجب ہوگی یہ حکم اُسوقت ہی جب چاندی غالب ہو اور اگر چاندی تھوڑی ہو تو کل سونے کے حکم مین ہوگا اسلیے کہ اسکی قیمت اعلے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی پیسے اگر تجارت کے لیے نہون تو انمین زکوٰۃ نہین اور اگر تجارت کے لیے ہون تو جب دوسو درہم کے ہونگے تو انمین زکوٰۃ واجب ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ چاندی

دوسو درہم اور سونے مین بیس مثقال سے زیادہ پر امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب اسوقت تک زکوٰۃ نہین جبتک چاندی کی زیادتی چالیس درہم اور سونے کی زیادتی چار مثقال نہو۔ پھر ہر چالیس درہم چاندی مین ایک درہم ہوگا اور ہر چار مثقال سونے مین دو قیراط واجب ہونگے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور مال کی قیمت چاندی سونے کے ساتھ اور سونے کو چاندی کے ساتھ قیمت کے حساب سے ملا دینگے یہ کنز مین لکھا ہے۔ پس اگر کوئی سو درہم اور ایسے پانچ دینار کا مالک ہوا جنکی قیمت سو درہم ہے تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اسپر زکوٰۃ واجب ہوگی صاحبین رح کا اسمین خلاف ہے اور اگر سو درہم اور دس دینار ڈیڑھ سو درہم اور پانچ دینار یا پچاس درہم اور پندرہ دینار کا مالک ہوا تو بالاجماع ملا دینگے یہ کافی مین لکھا ہے اور اگر اسکے پاس سو درہم اور دس دینار ہون جنکی قیمت سو درہم سے کم ہے تو صاحبین رح کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہوگی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک واجب ہونے مین فقہا کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر چاندی اور سونا دونون کی نصاب ہو اور سونا نصاب سے چار مثقال سے کچھ کم زیادہ ہو اور چاندی نصاب سے چالیس درہم سے کچھ کم زیادہ ہو تو ان دونون زیادتیون کو ملا دینگے تاکہ چالیس درہم چاندی یا چار مثقال سونا ہوجاوے یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ اور اگر سونے اور چاندی کے نصاب کو اسواسطے ملا لیوے تاکہ کل زکوٰۃ ایک جنس کی دے تو مضائقہ نہین ہے لیکن واجب یہ ہے کہ قیمت اسطرح لگائی جاوے جسمین ازروے قدر و رواج کے فقیرون کا فائدہ زیادہ ہو ورنہ ہر ایک مین سے چالیسوان حصہ دے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے

دوسری فصل مال تجارت کی زکوٰۃ کے بیان مین۔

تجارتی مال کسی قسم کا ہو جب اُسکی قیمت چاندی سونے کی نصاب کے برابر ہوگی تو اسمین زکوٰۃ واجب ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور چاندی یا سونے کے سکون سے حساب لگایا جاوے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر ابتدا سال مین اسکی قیمت ایسے دوسو درہمون کے برابر ہو جنمین چاندی غالب ہو تو زکوٰۃ کی نصاب کی قیمت کا حساب سال کے گذرنے کے بعد لگایا جاویگا یہ مضمرات مین لکھا ہے تجارتی مال مین اختیار ہے کہ چاہے قیمت اسکی درہمون سے لگا دے چاہے دینارون سے لگا دے لیکن اگر انمین سے ایک سے نصاب پوری نہوتی ہو تو ضرور ہے کہ اُس سے حساب کیا جاویگا جس سے نصاب پوری ہوتی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر کسی کے پاس دوسو قفیز گیہون تجارت کے واسطے ہون جنکی قیمت دوسو درہم ہے پھر سال تمام ہوا اور قیمت انکی زیادہ ہوگئی یا کم ہوگئی تو اگر زکوٰۃ مین گیہون دینا منظور ہین تو پانچ قفیز دے اور اگر قیمت دینا منظور ہے تو اُس قیمت کا اب حساب ہوگا جو زکوٰۃ کے واجب ہونے کے وقت تھی اسلیے کہ واجب ہے کہ یا اصل شے زکوٰۃ مین دیجاوے یا اُسکی قیمت دیجاوے اور اسیواسطے صدقہ وصول کرنے والے پر اسکے قبول کرنے مین جبر کیا جاویگا اور صاحبین رح کا مذہب یہ ہے کہ جس روز زکوٰۃ ادا کرتا ہے اُس روز کی قیمت کا اعتبار ہے اور یہی حکم ہے ان سب چیزون کی زکوٰۃ کا جنکا حساب پیمانہ یا وزن یا گنتی سے ہوتا ہو اور اگر قیمت کی زیادتی انکی ذات مین ہوگئی مثلاً رطوبت خشک ہوگئی تو بالاجماع قیمت کا اعتبار اُس زمانہ سے کیا جاویگا جب زکوٰۃ واجب ہوئی اسلیے کہ سال کے بعد جو زیادتی ہو اسکے ملانے کا حکم نہین ہے اور اگر ذات مین نقصان ہوگیا مثلاً بھیگ گئے

توزکوٰۃ ادا کرتے وقت جو قیمت ہی اسکا اعتبار ہوگا یہ کافی مین لکھاہی اور اسباب کا مالک قیمت ایسے شہر کے نرخ کے بموجب کرے جہان وہ مال موجود ہو اگر غلام تجارت کے لیے دوسرے شہر کو بھیجا اور سال گذرا تو اب اسکی قیمت کا حساب اُسی شہر کے بموجب ہوگا اور اگر جنگل مین ہو تو اُس شہر کی قیمت کا حساب لگایا جاویگا جو وہان سے سب سے زیادہ قریب ہی یہ فتح القدیر مین فتاوے سے نقل کیاہی اگر تجارت کے مال مختلف جنس کے ہون تو بعض کو بعض سے ملا لینگے یاقوت مین اور موتیون مین اور جواہرات مین زکوٰۃ نہین ہی اگرچہ اسکا زیور بنا ہوا ہو لیکن وہ تجارت کے واسطے ہون تو انمین بھی زکوٰۃ واجب ہوگی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھاہے اگر کانسے کی دیگچیان خریدین اور انکو کرایہ پر چلاتا ہی تو انپر زکوٰۃ واجب نہوگی جسطرح کرایہ[51] پر چلانے کے گھرون مین زکوٰۃ واجب نہین ہوتی اور اگر کسی کی زمین مین سے گیہون حاصل ہون جنکی قیمت بقدر نصاب ہو اور اُسنے یہ نیت کی کہ اُنکو روکے یا بیچے پھر ایک سال تک روکے تو اُنپر زکوٰۃ واجب نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھاہی اگر جانورون کا سوداگر جانورون کی خرید و فروخت کرتا ہی اور اُسنے اُنکے گلے مین ڈالنے کے گھونگرو یا بالگڈورین اور منہ پر ڈالنے کے برقعے خریدے پس اگر یہ چیزین اُن جانورون کے ساتھ بیچنے کی ہین تو اُنمین زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر جانورون کی حفاظت کے واسطے ہین تو اُنمین زکوٰۃ واجب نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر عطار[52] شیشے خریدے تو اُسکا بھی یہی حکم ہی۔ اگر کسی نے غلہ بھرنے کی گونین اسواسطے خریدین کہ اُنھین کرایہ پر چلاوے تو اُنپر زکوٰۃ واجب نہوگی اسلیے کہ وہ بیچنے کے لیے نہین خریدی ہین یہ محیط سرخسی مین لکھاہی نان[53] پز اگر لکڑی یا نمک روٹی پکانے کے واسطے خریدے تو اسمین زکوٰۃ نہین ہی اور اگر روٹیون پر لگانے کے واسطے تل خریدے تو انپر زکوٰۃ واجب ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھاہی مضارب نے اگر غلام خریدا اور اُسکے لیے کپڑے یا بوجھ اُٹھانے کا پلہ خرید کیا تو کل کی زکوٰۃ دیگا لیکن اگر مال کا مالک خرید کرتا تو کپڑے اور پلہ کی زکوٰۃ نہ دیتا اسلیے کہ اسکو یہ اختیار ہی کہ تجارت کے سوا اور کام کے لیے خریدے یہ کافی مین لکھاہی۔ اگر مضارب نے تجارت کے غلامون کے کھانے کے واسطے اناج خرید کیا اور اُسپر سال گذر گیا تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر مالک نے تجارت کے غلامون کے کھانے کے واسطے خریدا تو زکوٰۃ واجب نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھاہی۔ جس مال مین زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اگر زکوٰۃ اُسکی اور جنس سے دے تو بالاجماع یہ حکم ہی کہ قدر واجب کی قیمت لگاوے اور اگر اُسی کی جنس سے زکوٰۃ دے اور وہ ان چیزون مین سے ہو جسمین ربوا جاری ہین تو بھی یہی حکم ہی لیکن اگر وہ جنس ایسی ہو جسمین ربوا جاری ہوتا ہی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کا یہ قول ہی کہ مقدار کا اعتبار ہوگا قیمت کا نہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھاہی

متفرق مسائل اگر کسیکو زکوٰۃ کے ادا کرنے مین شک ہو اور یہ معلوم نہو کہ زکوٰۃ دی ہی یا نہین دی تو احتیاطاً دوبارہ زکوٰۃ دے یہ محیط اور سراجیہ اور بحر الرائق مین واقعات سے نقل کیاہی امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے

---

[51] قولہ کرایہ پر چلانے الخ یعنے وہ مکانات سکونت کے واسطے نہین رکھے بلکہ غرض یہ کہ اُنکو کرایہ پر دیا کرے ۱۲ [52] عطار جو عطر بناتا اور فروخت کرتا ہے ۱۲ [53] نان پز یعنے نانبائی جو معروف ہین ۱۲

نزدیک زکوٰۃ نصاب مین ہوتی ہی اور اس زیادتی مین نہین ہوتی جو معاف ہوتی ہی اور اگر وہ زیادتی جو معاف ہے
ہلاک ہوجاوے اور نصاب باقی رہے تو کل کی زکوٰۃ واجب رہیگی اسواسطے کہ وہ معافی نصاب کی تابع تھی اور
اسیواسطے امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہی کہ اگر کچھ مال ہلاک ہو تو وہ ہلاکی اس زیادتی مین سمجھی جاویگی جو معاف تھی
اُسکے بعد اخیر کی نصاب مین پھر اُسکے بعد کی نصاب مین اور اسیطرح آخر تک حساب ہوگا اور اگر زکوٰۃ کے
واجب ہونے کے بعد مال ہلاک ہوگیا تو زکوٰۃ ساقط ہوجاویگی اور اگر تھوڑا سا مال ہلاک ہوگیا تو اسقدر کی زکوٰۃ
ساقط ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر نصاب کو خود ہلاک کردیا تو زکوٰۃ ساقط نہوگی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور تجارت کے
ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنا ہلاک کرنا نہین ہی یہ حکم بلا خلاف ہی خواہ اسی جنس کے مال سے بدلے یا دوسری
جنس کے مال سے بدلے لیکن اگر اس بدلنے مین اسقدر مال چھوڑدیا کہ جسقدر مین لوگ دھوکا نہین کھا جاتے ہین تو
جسقدر چھوڑا ہی اُسکی زکوٰۃ کا ضامن ہوگا سال کے تمام ہونے کے بعد نصاب کا قرض دینا ہلاک کرنا نہین ہے
اگرچہ قرضدار کے پاس مال ڈوب جاوے یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور اگر چرنے والے جانور کو کھانا پانی نہ دیا اور اگر
وہ ہلاک ہوگیا تو بعضون نے کہا ہی کہ وہ ہلاک کرنا ہی زکوٰۃ کا ضامن ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ ضامن نہوگا اور
سال کے تمام ہونے کے بعد نصاب کو اپنی ملک سے بغیر عوض نکالدیا مثلاً ہبہ کردیا یا ایسے عوض مین نکالدیا جو مال
نہین ہی مثلاً مہر مین دیدیا یا ایسے عوض مین دیا جو زکوٰۃ کا مال نہین ہی جیسے خدمت کے غلام تو وہ ہلاک کرنیوالے کے
حکم مین ہی اور قدر زکوٰۃ کا ضامن ہوگا خواہ عوض اسکے ہاتھ مین باقی رہے یا نہ رہے اور اگر ہبہ مین قاضی کے حکم سے
رجوع ہوگیا اور اسپر قبضہ کرلیا تو ضمانت جاتی رہیگی اور اصح قول کے بموجب یہی حکم اُس صورت مین ہی جب رجوع
بغیر حکم قاضی کے ہو یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ قوم بنی تغلب کے چرنے والے جانورون پر مسلمانون کے جانورون سے
دوچند زکوٰۃ لیجاویگی اور انکے فقیرون اور غلامون سے زکوٰۃ نہ لیجاویگی مگر جزیہ لیا جاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
بنی تغلب کے لڑکون پر چرنے والون کی زکوٰۃ نہین ہی اور ان کی عورتون پر اسیقدر زکوٰۃ ہی جسقدر مردون پر ہی یہ ہدایہ
مین لکھا ہی۔ کتاب مین مذکور ہی کہ جو چیزین مجتمع ہون اُنکو زکوٰۃ مین جدا جدا نہ کرین اور جو جدا جدا ہون اُنکو جمع
نہ کرین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ پس اگر کسی کے پاس اسی بکریان ہون تو اُنمین ایک بکری واجب ہوگی
اور انکو جدا جدا کرکے یون حساب نہ کرینگے کہ اگر وہ دو آدمیون کے پاس ہو تو دو بکریان واجب ہوتین اور اگر
دو شخصون کے پاس اسی بکریان ہون تو دو بکریان واجب ہونگی اور اُنکو جمع کرکے یون حساب نہ کرینگے کہ
اگر ایک شخص کے پاس ہوتین تو ایک بکری واجب ہوتی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر جانورون مین دو شخص شریک
ہون تو اُنسے زکوٰۃ اسیطرح لیجائیگی جیسے شریک نہ ہونے کی صورت مین لیجاتی پس اگر اُنمین سے ہر ایک
حصہ کا بقدر نصاب ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ واجب نہ ہوگی خواہ شرکت اُن دونون کی اسطرح ہو کہ ہر
ایک شخص دوسرے کا وکیل ہو کفیل نہو یا اسطرح ہو کہ ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہو اور کفیل بھی ہو یا اسطرح کی
شرکت ہو کہ دونون کو وہ مال ورثہ مین ملا ہی یا اور کسیطرح وہ دونون اسکے مالک ہوگئے ہین خواہ وہ سبب ایک

چراگاہ مین ہون یا مختلف چراگاہون مین ہون پس اگر انمین سے ایک کا حصہ بقدر نصاب کے ہو اور دوسرے کا حصہ بقدر نصاب نہ ہو تو اُس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگی جسکا حصہ بقدر نصاب ہی دوسرے پر واجب نہ ہوگی اور اگر دو شریکون مین سے ایک ایسا ہی جسپر زکوٰۃ واجب ہوتی ہی اور دوسرا ایسا ہی جسپر زکوٰۃ واجب نہین ہوسکتی تو جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوسکتی ہی جب اُسکا حصہ بقدر نصاب ہوجاویگا تو اسی پر زکوٰۃ واجب ہوگی - اگر کسی شخص کے ساتھ اسّی بکریون مین اسی آدمی اسطرح شریک ہین کہ ہر بکری آدھی اسکی ہی اور آدھی کسی اور شخص کی اور اسطرح اسکی کل چالیس بکریان ہوگئین تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اسپر کچھ زکوٰۃ واجب نہوگی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ اسیطرح کوئی شخص ساٹھ آدمیون کے ساتھ ساٹھ گائے بیلون مین شریک ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور مال شرکت کی زکوٰۃ جو دونون شریکون سے لیجاوے اسمین ہر شریک دوسرے شریک سے اپنے حصہ کے موافق پھیر لیگا پس اگر دو شخصون کی شرکت مین اکسٹھ اونٹ تھے ایک کے چھتیس ۳۶ اونٹ تھے اور دوسرے کے پچیس اور صدقہ لینے والے نے ان دونون سے ایک دوسرے سال کی زکوٰۃ اور ایک تیسرے سال کی اونٹنی لے لی ہر شخص اپنے دوسرے شریک سے جسقدر اسکے حصہ مین سے اس کے شریک کی زکوٰۃ لیگئی ہی وہ پھیر لیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی - کسی شخص کے پاس چرنے والے جانور تھے اور صدقہ وصول کرنے والے نے جب اس سے صدقہ وصول کرنے کا ارادہ کیا تو اسنے کہا کہ یہ اونٹ میرے نہین ہین تو قسم کے ساتھ اُسکا قول قبول کیا جاویگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اگر امام نے زکوٰۃ طلب کی اور اُسنے نہ دی یہان تک کہ مال ہلاک ہوگیا تو وہ زکوٰۃ کا ضامن نہوگا یہی صحیح ہی اور عامہ فقہا کا یہی مذہب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر خوارج خراج اور چرنے والے جانورون کا صدقہ لے لین تو دوبارہ نہ لیا جائیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی تحفہ مین ہی کہ اونٹون کی زکوٰۃ مین مادہ کا دینا واجب ہے نر کا دینا جائز نہین لیکن بطریق قیمت اگر نر دے تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - بکریون کی زکوٰۃ مین نر اور مادہ دونون لیے جاوینگے اسلیے کہ شاۃ دینے کا حکم ہی اور شاۃ کا لفظ دونون کو شامل ہی اور اونٹون کی زکوٰۃ مین خاص خاص نام ہین مثلاً بنت مخاض یعنے دوسرے سال کی اونٹنی اور بنت لبون یعنے تیسرے سال کی اونٹنی یہ لفظ نر پر صادق نہین آتے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - ہمارے نزدیک قیمت کا دینا زکوٰۃ اور کفارون مین اور صدقہ فطر اور عشر اور نذر مین جائز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی پس اگر کوئی چار درمیانی بکریون کی قیمت مین تین موٹی بکریان دیدے یا دوسرے سال کی اونٹنی کی قیمت مین تیسرے سال کی اونٹنی کا کچھ حصہ دیدین تو جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر کسی شخص کے پاس دو سو قفیز گیہون ہون جنکی قیمت دو سو درہم ہوتی ہی تو اُسکے مالک کو اختیار ہی کہ اگر چاہے انہین گیہون مین سے پانچ قفیز گیہون ادا کرے اور اگر چاہے انکی قیمت ادا کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اگر چرنے والے جانورون کو بیچے پس اگر اسوقت صدقہ وصول کرنیوالا حاضر ہو تو اُسکو اختیار ہی کہ چاہے بائع سے زکوٰۃ واجب کی قیمت لے لے تو کل کی بیع جائز ہوگی اور اگر چاہے تو اول کے ہوئے جانورون مین سے

سلہ دونون کی چراگاہ پر جدا جدا ہون یعنے اُس سے آدھی آدھی جدا ہو وین ۱۲

زکوٰۃ کے جانور نکال سے تو ان جانورون کی بیع باطل ہو جاویگی جواسنے زکوٰۃ مین سے لیے اور اگر صدقہ وصول کرنے والا بیع کے وقت حاضر نہ تھا اور اسوقت حاضر ہوا جب بیع کی مجلس متفرق ہو گئی تو اب وہ مشتری سے نہ لیگا اور بائع سے زکوٰۃ واجب کی قیمت سے لیگا۔ اور اگر کسی نے اناج بیچا جسمین عشر واجب ہے تو صدقہ لینے والے کو اختیار ہے کہ چاہے بائع سے لے چاہے مشتری سے لے خواہ بیع کی مجلس متفرق ہونے سے پہلے حاضر ہوا ہو خواہ بعد کو حاضر ہوا ہو یہ بحر الرائق اور شرح طحاوی مین لکھا ہے اگر کوئی شخص تین برس تک اپنی زمین اجارہ پر دے اور ہر برس کا اجارہ تین سو درہم ہون اور جب آٹھ مہینے گذر چکین تو وہ دو سو درہم کا مالک ہو جاوے تو اسپر سال چلنا شروع ہو جاویگا اور اسکے بعد جو سال تمام ہوگا تو اسپر پانسو درہم کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اسکے بعد جب پھر دوسرا سال آویگا تو آٹھ سو درہم کی زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن جسقدر زکوٰۃ وہ پانسو درہم کی واجب ہوئی تھی وہ کم ہو جاویگی کسی شخص کے پاس ہزار درہم تھے اور انکے سوا اور کچھ مال اسکے پاس نہ تھا اور ان ہزار درہم مین ایک گھر دس برس کے لیے کرایہ پر لیا اور ہر سال کے سو درہم ٹھہرے اور ہزار درہم دیدیے مگر اُس گھر مین سکونت نہ کی یہان تک کہ سب سال گذر گئے اور گھر مالک کے قبضہ مین رہا تو مکان کا مالک پہلے سال مین نو سو درہم کی زکوٰۃ دیگا اور دوسرے سال مین آٹھ سو درہم کی مگر اسمین سے پہلے سال کی زکوٰۃ کم ہو جاویگی پھر ہر سال مین ایک سو درہم اور جسقدر زکوٰۃ پچھلے سالون کی ہے وہ کم ہوتی رہیگی مستاجر پر پہلے اور دوسرے سال مین کچھ زکوٰۃ نہوگی اسلیے کہ پہلے سال مین اسکی نصاب مین کمی تھی اور دوسرے سال مین بھی نصاب پوری نہوئی تھی تیسرے سال مین تین سو درہم کی زکوٰۃ دیگا پھر ہر سال مین سو درہم بڑھتے جاوینگے مگر پچھلے سالون کی زکوٰۃ اُسکے ذمہ سے اُٹھ جاویگی اگر کسی شخص نے اپنے گھر کو تجارت کی باندی کے عوض کرایہ کو دیا اور باندی کی قیمت ہزار درہم تھی اور مسئلہ کی سب صورتین وہی واقع ہوئین جو پہلے مذکور ہو چکین تو اس مکان کے مالک پر زکوٰۃ نہ ہوگی اسلیے کہ باندی مین مستاجر کا حق قائم ہو گیا اور دوسرے کا حق قائم ہو جانا بمنزلۂ مال کے ہلاک ہو جانے کے ہے اور مستاجر پر اسیطرح زکوٰۃ واجب ہوگی جیسے کہ اول مذکور ہو چکا اور اگر اجرت مین کوئی کیلی یا وزنی غیر معین چیز ٹھہری تھی اور اسکی قیمت مین کوئی دوسری چیز دیگئی تو وہ درہمون کے حکم مین ہے اور اگر وہی چیز دیگئی تو باندی کے حکم مین ہے اور اگر گھر کو مستاجر کے قبضہ مین دیدیا اور اجرت پر قبضہ نہ کیا تو حکم بدل جائیگا اور مستاجر کا حکم وہ ہوگا جو گھر کے مالک کا تھا اور گھر کے مالک کا حکم وہ ہوگا جو مستاجر کا تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے کسی شخص نے دو سو درہم کا قیمتی تجارت کا غلام دو سو درہم کو خریدا اور قیمت دیدی اور غلام پر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ سال گذر گیا اور غلام بائع کے پاس مرگیا تو بائع کو دو سو درہم کی زکوٰۃ دینا پڑیگی اور اسیقدر زکوٰۃ مشتری پر واجب ہوگی اور اگر غلام سو درہم کی مالیت تھا تو بائع پر دو سو درہم کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور مشتری پر زکوٰۃ نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہے۔ خدمت کا غلام ہزار درہم کو بیچا اور اُسکی قیمت پر ایک سال گذر گیا پھر کسی عیب کیوجہ سے قاضی کے حکم یا آپس کی رضامندی سے غلام پھر گیا

تو قیمت کی زکوٰۃ دیگا۔ اور اگر غلام تجارت کے مال کے عوض مین بیچا تھا اور ایک سال کے گذرنے کے بعد عیب کی وجہ سے بحکم قاضی پھر گیا تو بائع اس مال کی اور غلام کی زکوٰۃ نہ دیگا اور مشتری بھی مال کی زکوٰۃ نہ دیگا اور اگر بغیر حکم قاضی کے پھرا ہے تو بائع مال کی زکوٰۃ دیگا اسلیے کہ اب وہ نئی بیع ہوئی اور اگر اُس غلام سے خدمت لینے کی نیت کرلی تو مال کی زکوٰۃ کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اسنے اسکو ہلاک کیا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے مال کی زکوٰۃ نہ دی یہان تک کہ بیمار ہوگیا تو وارثون سے پوشیدہ زکوٰۃ دے اور اگر اسکے پاس کچھ مال نہین ہی اور زکوٰۃ دینے کے لیے قرض لینے کا ارادہ کرے تو اگر غالب گمان یہ ہی کہ اگر وہ قرض لیکر زکوٰۃ اداکریگا اور پھر اُس قرض کے اداکرنے مین کوشش کریگا تو اداکرسکیگا تو افضل یہ ہی کہ قرض لیوے پھر اگر قرض لیکر زکوٰۃ اداکی اور قرض اداکرنے پر قادر رہنوا یہان تک کہ مرگیا تو امید ہی کہ اللہ آخرت مین اُسکا قرض اداکریگا اور اگر اسکا غالب گمان یہ ہو کہ اُس قرض کو ادا نہ کرسکیگا تو افضل یہ ہی کہ قرض نہ لے اسلیے کہ صاحب قرض کی خصومت اور زیادہ سخت ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کسی شخص نے ایک عورت سے ہزار درہم مہر پر نکاح کیا اور وہ اُسکو اداکردیے اور یہ بات اُسکو معلوم نہ تھی کہ وہ باندی ہی اور اسیطرح ایک سال گذر گیا پھر معلوم ہوا کہ وہ باندی تھی اور بے اجازت مالک کے اُسنے نکاح کرلیا تھا اور اُسنے ہزار درہم شوہر کو واپس کردیے تو امام ابو یوسفؒ سے یہ روایت ہی کہ اُن دونون مین سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اسیطرح اگر کسی شخص نے دوسرے کی ڈاڑھی مونڈڈالی اور قاضی نے اُسپر دیت کا حکم کیا اور دیت اُسنے اداکی اور ایک سال گذرگیا پھر اُسکی ڈاڑھی جمی اور دیت واپس ہوگئی تو اُن دونون مین سے کسی پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر کسی شخص نے یہ اقرار کیا کہ دوسرے شخص کے ہزار درہم میرے اوپر قرض ہین اور وہ ہزار درہم دیدیے پھر ایک سال گذرنے کے بعد اُن دونون مین یون قرار پا گیا کہ وہ قرض واقعی نہ تھا تو اُن دونون مین سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اگر کسی نے ہزار درہم دوسرے شخص کو ہبہ کیے اور اُسکو اداکردیے پھر سال گذرنے کے بعد قاضی کے حکم سے یا بغیر حکم قاضی کے اس ہبہ مین رجوع کیا اور ہزار درہم پھیر لیے تو اُن دونون مین سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی۔ کسی شخص پر دوسو درہم کی زکوٰۃ واجب تھی اور اُسنے اپنے مال مین سے زکوٰۃ کے پانچ درہم جدا کرلیے پھر اُسکے پاس سے وہ پانچ درہم ضائع ہوگئے تو اسکے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط نہوگی اور اگر مال کے مالک نے پانچ درہم زکوٰۃ کے جدا کیے تھے پھر وہ مرگیا تو وہ پانچ درہم اسکی میراث مین رہینگے یہ تاتارخانیہ مین ظہیریہ سے نقل کیا ہی اگر کسی عورت سے چالیس چرنے والی بکریون کے مہر پر نکاح کیا اور اُس عورت نے اُن بکریون پر قبضہ کرلیا اور ایک سال گذرگیا پھر دخول سے پہلے طلاق دیدی تو جو نصف اُسکے پاس باقی رہینگی اُنکی زکوٰۃ دینا پڑیگی یہ فتاوےٰ قاضیخان کی فصل مال تجارت مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اور وہ ادا نہ کرتا ہو تو فقیر کو یہ حلال نہین ہی کہ بغیر اُسکے خبر کیے ہوے اُسکے مال مین سے لے لے اور اگر اسطرح فقیر نے لے لیا تو اگر وہ مال قائم ہی تو مالک کو پھیر لینے کا

اختیار ہی اور اگر ہلاک ہوگیا تو فقیر ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی سلطان اگر خراج یا کچھ مال بطور مصادرہ کے لے اور صاحب مال اسکے دینے مین زکوٰۃ کے ادا کرنے کی نیت کرے تو اُسکے ادا ہونے مین اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ زکوٰۃ ساقط ہوجاویگی امام سرخسی نے کہا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی کسی چیز کے عوض مین جو چیز لیجاوے اسکا وہی حکم ہوگا جو اصل چیز کا تھا مثلاً ایک غلام کو ایک غلام سے بدلا اور اُن دونون نے کچھ نیت نہ کی پس اگر اصل دونون غلام انکی تجارت کے واسطے تھے تو اب بھی ہر شخص کا غلام تجارت کے واسطے ہوگا اور اگر پہلے دونون غلام خدمت کے واسطے تھے تو اب بھی خدمت کے واسطے ہونگے اور اگر ایک کا غلام تجارت کے واسطے تھا اور ایک کا غلام خدمت کے واسطے تھا تو تجارت کے بدے کا غلام تجارت کے واسطے ہوگا اور خدمت کے بدے کا غلام خدمت کے واسطے ہوگا۔ اگر نصف سال گذرنے کے بعد ایک غلام کا دوسرے غلام سے بدلا کیا اور وہ دونون تجارت کے واسطے تھے اور انمین سے ایک کی ملک ہزار درہم تھی اور دوسرے کی دو سو درہم اور اُن دونون کا سال تمام ہوگیا پھر کم قیمت کے غلام مین کوئی عیب ظاہر ہوا جس سے اسکی قیمت سو درہم اور کم ہوگئی تو دونون شخصون مین سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اسلیے کہ سال کے دونون جانبون مین نصاب پوری نہین ہی اور جب خریدنے کے بعد سال تمام ہوگا تو زیادہ قیمت کے غلام کا مالک زکوٰۃ دیگا اسلیے کہ ہزار درہم کی قیمت کا مال اُسکے قبضہ مین سال بھر رہا اور دوسرا شخص زکوٰۃ نہ دیگا اسلیے کہ اسکے پاس نصاب نہین ہے اور اگر عیب والا غلام بغیر حکم قاضی کے رد ہوگیا تو رد کرنیوالا زکوٰۃ نہ دیگا اگرچہ خریدنے کے بعد ایک سال گذر گیا ہو اور جسکے پاس رد کیا وہ ہزار درہم کی زکوٰۃ دیگا اسلیے کہ اب نئی بیع ہی پس اُسنے اپنے مال کو ہلاک کیا اور اگر قاضی کی قضا سے رد ہوا تو جسکو رد کیا ہی اسکی زکوٰۃ دیگا اور اگر زیادہ قیمت کے غلام مین عیب ظاہر ہو جس سے اسکی قیمت خریدنے کے وقت سے آدھا سال گذرنے کے بعد بقدر دو سو درہم کے کم ہوجاوے اور دوسرے مین کچھ عیب نہو پھر قاضی کے حکم سے یا آپس کی رضامندی سے وہ رد کیا جاوے تو رد کرنیوالا جسکو رد کرتا ہی اسکی زکوٰۃ دیگا اور جسکے پاس رد کرتا ہی وہ جسکو لیتا ہی اُسکی زکوٰۃ دیگا یہ کافی مین لکھا ہی دو شخصون نے اپنے مال کی زکوٰۃ کسی تیسرے شخص کو اسواسطے دی کہ اُسکی طرف سے ادا کردے اور اسنے ان دونون کے مال کو ملا دیا پھر فقیرون پر صدقہ کردیا تو وکیل ان زکوٰۃ کے دینے والون کے مال کا ضامن ہوگا اور وہ صدقہ اس وکیل کیطرف سے ادا ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر مالک نے زکوٰۃ کا مال اپنے ہاتھ پر رکھا اور فقیرون نے اسکو لوٹ لیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر زکوٰۃ کا مال مالک کے ہاتھ سے گر گیا اور کسی فقیر نے اٹھا لیا اور پھر مالک اسپر راضی ہوگیا تو اگر مالک اُس مال کو پہچانتا ہی اور مال قائم ہی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی یہ خلاصہ مین لکھا ہی

چوتھا باب اُس شخص کے بیان مین جو عاشر یعنی دہیکی وصول کرنے والے پر گذرے

عاشر وہ شخص ہی کہ امام نے اُسکو صدقات کے وصول کرنے کے لیے راستہ پر مقرر کیا ہو اور وہ اُسکے عوض مین تاجرون کو چورون سے امن دیتا ہو عاشر جسطرح ان مالون کا صدقہ لیگا جو ظاہر ہین اسیطرح ان مالون کا صدقہ

بھی لیگا جو تاجر کے پاس چھپے ہوئے ہین یہ کافی مین لکھا ہی۔ جو شخص عاشر مقرر ہوا اسمین شرط یہ ہی کہ وہ آزاد ہو
اور مسلمان ہو اور ہاشمی نہ ہو یہ بحر الرائق مین غایۃ سے نقل کیا ہی جب عاشر کے پاس کوئی مسلمان تجارت
کا مال لیکر گذرے تو اس سے زکوٰۃ کی شرطون کے ساتھ چالیسوان حصہ لے یعنے نصاب پوری ہو اور سال گذر گیا ہو
اور اسکو زکوٰۃ کے مصرف مین صرف کرے اور اگر کوئی ذمی اُسکے پاس گذرے تو اُس سے بیسوان حصہ لے اور
اسکو جزیہ اور خراج کا مال سمجھے اور اُس ذمی سے اُسکی ذات کا جزیہ اس سال کا ساقط نہ ہوگا اور ذمی سے
ایک سال مین ایک بار سے زیادہ نہ لیوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور جو شخص عاشر کے پاس گذرا اور اسکے پاس
مال دوسو درہم سے کم کا تھا تو اُس سے کچھ نہ لیگا خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی ہو یا حربی ہو خواہ یہ معلوم ہو کہ اُسکے گھر مین
اور بھی مال ہی خواہ نہ معلوم ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر عاشر کے پاس مال لیکر گذرا اور یون کہا کہ اسپر سال نہین
گذرا ہی اور اُسکے پاس اُس جنس کا اور مال بیانہ تھا جسپر سال گذرا ہو یا یون کہا کہ مجھ پر قرض کا بندون[1] کیطرف
سے مطالبہ ہی یا اسنے یون کہا کہ مین نے سفر کو نکلنے سے پہلے صدقہ فقیرون کو دیدیا یا اسنے یون کہا کہ مین نے دوسرے
عاشر کو دیدیا اور قسم کھائی تو اگر اُس سال مین دوسرا عاشر ہی تو تصدیق کیجاویگی جامع صغیر مین یہ شرط نہین کی کہ وہ دوسرے
عاشر کی سند دکھلاوے یہی اصح ہی پس اگر اس سال مین دوسرا عاشر نہ تھا تو اسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور یہی حکم ہے اس
صورت مین اگر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے سفر کے نکلنے کے بعد فقیرون کو دیدیا ہی یہ کافی مین لکھا ہی اگر اس عاشر کے
نام کے خلاف سند دکھائی تو ظاہر روایت کے بموجب اسکا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جاویگا اسلیے کہ سند شرط
نہین یہ بدائع مین لکھا ہی اگر اُسنے قسم کھائی کہ دوسرے عاشر کو دیدیا ہی اور چند سال کے بعد اسکا کذب ظاہر ہوا
تو اُس سے لیا جاویگا یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے نقل کیا ہے جس قول مین مسلمان کی تصدیق کیجاتی ہی اُسمین
ذمی کی بھی تصدیق کیجاتی ہی یہ کنز مین لکھا ہی لیکن کہین اُسکے خلاف بھی ہوتا ہی اسلیے کہ ذمی سے جو کچھ لیا جاتا ہے
وہ جزیہ ہی اور جزیہ کے دینے مین اگر وہ یون کہے کہ مین نے فقیرون کو دیدیا تو اسکی تصدیق نہ کیجاویگی اسلیے کہ
ذمی فقیرون مین اسکا صرف کرنا جائز نہین لو مسلمانون کی مصلحتون مین جو اُسکا موقع ہی اُسکو صرف کرنے کا
اختیار نہین اور چرنے والے جانورون کے صدقہ مین اگر یون کہا کہ مین نے شہر مین فقیرون کو دیدیا ہی تو تصدیق
نہ کیجاویگی بلکہ دوبارہ[2] لیا جاویگا اگرچہ پہلے اسکا اوا کرنا امام کو بھی معلوم ہو اور زکوٰۃ وہی ہوگی جو دوسری بار
دیا اور اول صدقہ نفل ہو جاویگا یہی صحیح ہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور جامع ابو الیسر مین یہ لکھا ہی کہ اگر اُسکے دینے کو
امام نے جائز رکھا تو مضائقہ نہین اسلیے کہ اگر امام اصل سے یہ اجازت دیدے کہ فقیرون کو اپنے آپ صدقہ دیدیا
کر دو تو جائز ہوتا ہی اسیطرح اگر دینے کے بعد اسنے اجازت دی تو جائز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر چرنیوالے جانور
یا نقد مال لیکر عاشر کے پاس گذرا اور یون کہا کہ یہ میرے نہین ہین تو اسکی تصدیق کیجاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

---

[1] بندون کیطرف سے اسواسطے کہا کہ اللہ تعالے کا حق مانند کفارہ وغیرہ کے ہو تو مانع نہین ہی ۱۲ منہ [2] دوبارہ اسواسطے لیا جاوے کہ
اسکا صرف کرنا امام کی رسلے پر ہی تو اسنے بیجا صرف کیا ۱۲ منہ

اگر کچھ مال لیکر عاشر کے پاس گذرا اور یون کہا کہ یہ مال تجارت کا نہین ہے تو اُسکا قول مانا جاویگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر دو سو درہم شراکت کے لیکر گذرا تو عشر نہ لیا جاویگا اور اسیطرح اگر مضاربت کا مال لیکر گذرا تو بھی نہ لیا جاویگا لیکن اگر اس مال مین اتنا فائدہ ہو کہ اسکا حصہ بقدر نصاب ہو جاوے تو اس سے لیا جاویگا اسلیے کہ وہ اسکا مالک ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اسیطرح اگر ایسا غلام کہ اُسکو تجارت کی اجازت ہے کچھ مال لیکر عاشر کے پاس گذرا تو اگر وہ مال مالک کا ہے تو عشر نہ لیا جاویگا اور اگر اسکی کمائی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر اُسکا مالک اُسکے ساتھ ہے تو عشر لینگے لیکن اگر غلام پر اسقدر قرض ہو اکہ اُسکے مال پر محیط ہے تو نہ لینگے یہ کافی مین لکھا ہے اگر ذمی خمر اور خنزیر لیکر عاشر کے پاس گذرے اور وہ مال تجارت کا ہو اور اُن دونون کی قیمت دو سو درہم یا اس سے زیادہ ہو تو خمر کی قیمت کا عشر لینگے اور ظاہر روایت کے بموجب خنزیر کا عشر نہ لینگے یہ قول امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر مردار کے چمڑے عاشر کے پاس لیکر گذرے تو امام محمدؒ نے کچھ اسکا ذکر نہین کیا فقہا نے کہا ہے کہ عاشر کو چاہیے کہ اسمین سے عشر لے یہ محیط مین لکھا ہے حربی سے بھی دسوان حصہ لے لیکن اگر وہ ہمارے تاجرون سے اس سے زیادہ یا کم لیتے ہون تو اُنسے بھی اسیقدر لے اور اگر وہ ہمسے کچھ نہ لیتے ہون تو ہم بھی اسکے عوض مین اُنسے کچھ نہ لینگے اور اگر وہ مسلمانون کا سارا مال لیتے ہون تو اُنکا بھی سارا مال لے لیکن بقدر چھوڑ دے کہ وہ اپنے ملک مین پہونچ جاوے حربیون کے مکاتب سے اور لڑکون سے کچھ نہ لے لیکن اگر وہ ہمارے لڑکون اور مکاتبون سے لیتے ہون تو اُنسے بھی لے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے حربی کے کسی قول کی تصدیق نہ کیجاویگی لیکن اگر وہ باندیون کو اپنی ام ولد اور غلامون کو اپنی اولاد بتلاوے تو اُسکی تصدیق کرینگے اسلیے کہ نسب اور ام ولد ہونے مین اسکا اقرار صحیح ہے تو اس صورت مین وہ باندی و غلام مال نہ رہینگے اور اگر اُسنے اُنکو مدبر بتایا تو تصدیق نہ کرینگے اسلیے کہ حربی کا مدبر کرنا صحیح نہین ہوتا اگر حربی پچاس درہم لیکر گذرے تو اُس سے کچھ نہ لینگے لیکن اگر وہ ہمارے تاجرون سے اسقدر مین لیتے ہون تو ہم بھی لینگے پھر عشر مین اگر یہ بات معلوم نہو کہ وہ ہمسے لیتے ہین یا نہین لیتے یا لینا معلوم ہو مگر یہ نہ معلوم ہو کہ کسقدر لیتے ہین تو ہم اُنسے عشر لینگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر حربی عاشر کے پاس گذرے اور وہ اس سے عشر لے پھر دوبارہ گذرے تو اس سال مین دوبارہ عشر نہ لے اور اگر اس سے عشر لیا اور اُسکے بعد وہ دار الحرب مین چلا گیا اور اُسی روز وہان سے پھر چلدیا تو اس سے پھر عشر لینگے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اگر حربی عاشر کے پاس گذرے اور عاشر کو اسکی خبر نہو یہانتک کہ وہ نکل جاوے اور دار الحرب مین داخل ہو جاوے پھر وہان سے آوے تو اس سے پہلا عشر نہین لینگے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر مسلمان اور ذمی عاشر کے پاس گذرین اور عاشر کو معلوم نہو پھر دوسرے سال مین معلوم ہو تو اُنسے عشر لے یہ محیط سرخسی اور سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر عاشر کے پاس کوئی چالیس بکریان لیکر گذرے جنپر دو سال گذر چکے ہون تو اول سال کی زکوٰۃ لیگا دوسرے سال کی زکوٰۃ نہ لیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ بنی تغلب کی قوم سے نصف عشر لینگے اور جو کچھ اُنسے لیا جاتا ہے وہ جزیہ کے عوض مین ہے اور اگر بنی تغلب کا لڑکا یا عورت مال لیکر

گذرے تو لڑکے سے کچھ نہ لینگے اور عورت سے اسیقدر لینگے جو مرد سے لیتے ہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر کوئی خوارج[1] کے عاشر کے پاس گذرا اور اسنے عشر لے لیا پھر وہ اہل العدل کے عاشر کے پاس گذرا تو اُس سے دوبارہ عشر لینگے لیکن اگر خوارج ہی کسی شہر پر غالب ہو جائین اور وہان کے لوگون سے چرنے والے جانورون کی زکوٰۃ لے لین تو پھر اُنپر کچھ واجب نہوگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر عاشر کے پاس ایسی چیز لیکر گذرا کہ بہت جلد خراب ہو جاتی ہے جیسے کہ تازہ میوے اور تر کھجورین اور ترکاریان اور دودھ اور قیمت اسکی بقدر نصاب ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس سے عشر نہ لینگے اور صاحبینؒ کے نزدیک عشر لینگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی محیط و کافی مین ہے۔ اگر چرنے والے جانور قدر نصاب سے کم لیکر عاشر کے پاس گذرے اور اُسکے گھر اور جانور ہون جنکے ملانے سے نصاب پوری ہو جاتی ہے تو اُس سے بقدر واجب صدقہ لے اسواسطے کہ کل مال تحت حمایت ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔

پانچوان باب کانون اور دفینون کی زکوٰۃ کے بیان مین

کان سے جو چیزین نکلتی ہین وہ تین قسم کی ہین ایک وہ چیزین جو آگ مین پگھل جاتی ہین دوسری بہتی ہوئی چیزین تیسری وہ چیزین جو نہ پگھلتی ہین نہ بہتی ہین جو چیزین پگھلنے والی ہوتی ہین جیسے سونا اور چاندی اور لوہا اور رانگ اور تانبا اور کانسی انمین پانچوان حصہ واجب ہوتا ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی خواہ اسکو کوئی آزاد مرد نکالے خواہ غلام خواہ ذمی خواہ لڑکا خواہ عورت اور جو کچھ باقی رہے وہ نکالنے والے کا حق ہی اور حربی اور مستامن اگر بغیر اجازت امام کے نکالین تو اُنکو کچھ نہ ملیگا اور اگر امام کی اجازت سے نکالین تو جو شرط ٹھہر جائیگی وہ ملیگا خواہ عشری زمین مین نکلے خواہ خراجی زمین مین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی دفینہ کی تلاش مین دو شخص محنت کرین اور ایک کو ملجاوے تو جسکو ملگیا اُسیکا حق ہی اگر کوئی شخص کان کھودنے کا اجارہ لے تو جو کچھ اسکو ملے وہ اُسی کا حق ہی یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور بہتی ہوئی چیزین جیسے کہ تیل اور نفط اور نمک اور جو چیزین پگھلتی نہین ہین اور نہ بہتی ہوئی ہین جیسے چونہ اور گچ اور جواہر اور یاقوت انمین کچھ زکوٰۃ واجب نہین ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی۔ پارہ مین پانچوان حصہ واجب ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کسی شخص کے گھر مین یا اُسکی زمین مین اگر کان نکل آوے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اسمین کچھ زکوٰۃ واجب نہین ہی صاحبینؒ کے نزدیک واجب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر دارالاسلام مین کسی کو دفینہ ایسی زمین مین ملے جو کسی کی ملکیت نہین ہی جیسے جنگلون کے میدان پس اگر انمین اہل اسلام کا سکہ ہی مثلاً کلمہ شہادت لکھا ہوا ہی تو اُسکا وہی حکم ہی جو پڑی ہوئی چیز کے پانے کا حکم ہی اور اگر اسمین جاہلیت کے سکے ہین مثلاً درہمون پر صلیب یا بت کی تصویر بنی ہوئی ہی تو اُسمین پانچوان حصہ زکوٰۃ ہوگی اور باقی چار حصے پانے والے کے لیے ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر سکے مین شبہہ پڑے مثلاً اسپر کوئی علامت نہو تو ظاہر مذہب کے بموجب وہ جاہلیت کے زمانہ کا سمجھا جاویگا یہ کافی مین لکھا ہی خواہ پانے والا لڑکا ہو یا بڑا آدمی ہو آزاد ہو یا غلام ہو مسلمان ہو یا ذمی ہو اور اگر حربی امن پاکر آیا ہے تو اُسے کچھ نہین ملیگا لیکن اگر حربی نے امام کی اجازت سے عمل کیا ہے اور شرط کر لی ہی اور کچھ ٹھہرا لیا ہی تو اُسکو وہ شرط پوری کرنا پڑیگی

[1] خوارج وہ لوگ ہین جو امام سلطان پر کوئی شرعی الزام لگا کر اُس سے باغی ہو گئے اور اپنی جماعت کر کے لڑائی پر آمادہ ہوے اور اسلئے عشر لینا [illegible] مین اہل عدل کے مقابلہ مین ہے ۱۲ مترجم

یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر مملوکہ زمین مین ملے تو فقہا کا اتفاق ہی کہ اسمین پانچوان حصہ زکوٰۃ مین دینا واجب ہوگا
چار حصہ جو باقی رہے انمین اختلاف ہی امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا یہ قول ہی کہ اس ملک کے فتح ہونے کے وقت
سب سے پہلے وہ زمین جس شخص کو امام کیطرف سے ملی تھی اُسکا حق ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور فتاوے عتابیہ مین
لکھا ہی کہ اگر سب سے پہلے وہ زمین ذمی کو ملی تھی تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر سب سے پہلا مالک اسکا معلوم نہو اور نہ وارث
معلوم ہون تو مسلمانون مین جو مالک اُسکے معلوم ہوے ہین انمین جو پہلا مالک ہے اُسکو ملیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا
ہے یا اُسکے وارثون کو ملیگا یہ بحر الرائق مین بدائع اور شرح طحاوی سے نقل کیا ہی ورنہ بیت المال کا حق ہوگا یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کسی مسلمان کو دفینہ یا کان دار الحرب کی کسی ایسی زمین مین ملی جو کسیکی ملک نہین ہی
تو وہ پانے والے کا حق ہی اور اسمین خمس واجب نہین ہی اور اگر ایسی زمین مین ملا جو انمین سے کسیکی ملکیت تھی تو اگر
امن پاکر انمین گیا تھا تو اُنکو واپس کر دے اور اگر واپس نہ کرے اور دار الاسلام کو لے آئے تو اسکی ملک ہو جاویگا
لیکن حلال نہوگا اور اگر بیچے تو بیع جائز ہوگی لیکن مشتری کے واسطے بھی حلال نہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور
تدبیر اسکی یہ ہی کہ تصدق کر دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر بغیر امن کے گیا تھا تو وہ اسکا حق ہی اسمین خمس بھی واجب
نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر دفینہ مین اسباب مثل ہتھیار اور آلات اور خانہ داری کا سامان اور نگینے اور
کپڑے کی قسم ملے تو وہ بھی خزانہ کے حکم مین ہی اور اسمین سے بھی خمس دیا جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ دریا مین سے
جو چیزین نکلین جیسے عنبر اور موتی اور مچھلی اسمین کچھ زکوٰۃ نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان اور خلاصہ مین لکھا ہے اگر
دریا مین سے چاندی سونا ملے تو اسمین بھی کچھ زکوٰۃ نہین ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی پہاڑون مین جو فیروزہ ملے اسمین
بھی خمس نہین ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہے

چھٹا باب کھیتی اور پھلون کی زکوٰۃ مین کھیتی اور پھلون کی زکوٰۃ فرض ہی اور سبب اُسکی فرضیت کا ایسی زمین
ہوئی ہی جسکی پیداوار سے حقیقت مین فائدہ حاصل ہو خراج کا حکم اسکے خلاف ہے اسلیے کہ سبب اُسکی فرضیت کا وہ
زمین ہی کہ جسمین حقیقۃً فائدہ حاصل ہو یا تقدیراً فائدہ حاصل ہو مثلاً اسطرح کا فائدہ حاصل کرنے پر قادر ہو پس اگر
قادر تھا اور کھیتی نہ کی تو خراج واجب ہوگا عشر واجب نہ ہوگا اگر کھیتی پر کوئی آفت آگئی تو کچھ زکوٰۃ اسمین واجب
نہ ہوگی رکن اسکا مالک کر دینا ہی اور شرط اسکے ادا کرنے کی وہی ہی جو زکوٰۃ مین مذکور ہوئی اور اسکے واجب
ہونے کی شرط دو قسم ہی پہلی یہ کہ اُسکی اہلیت ہو اور وہ مسلمان ہونا ہی یہ شرط اُسکے شروع ہونے کی ہے اور
بلا خلاف یہ حکم ہی کہ عشر سوا مسلمان کے اور کسی پر شروع نہین ہوتا اور اسکے فرض ہونے کا علم شرط ہی اور عقل و بلوغ
وجوب عشر کے شرائط مین سے نہین ہین یہانتک کہ عشر لڑکے اور مجنون کی زمین مین بھی واجب ہوتا ہی اسلیے کہ وہ
حقیقت مین زمین کی اُجرت ہی اور اسیواسطے امام کو اختیار ہی کہ اُسکو جبراً لے اور اس صورت مین زمین کے
مالک کے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا لیکن اُسکو ثواب نہ ملیگا اور جسپر عشر واجب ہے اگر وہ مر جاوے اور اناج موجود ہو
تو اسمین سے عشر لے زکوٰۃ کا یہ حکم نہین زمین کی ملکیت بھی عشر کے واجب ہونے مین شرط نہین ہی اسلیے کہ

وقف کی زمین مین بھی عشر واجب ہوتا ہی اور غلام ماذون اور مکاتب کی زمین مین بھی واجب ہوتا ہی دوسری قسم
وجوب کی شرط یہ ہی کہ عشر کے واجب ہونیکا محل پایا جاوے اور وہ یہ ہی کہ عشری زمین ہو خراج کی زمین مین جو پیداوار
ظاہر ہوگی اُسمین عشر واجب نہوگا اور نیز شرط یہ ہی کہ اسمین پیداوار ہوا اور وہ پیداوار اُس قسم کی ہو جسکی زراعت سے
زمین کا فائدہ مقصود ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پس لکڑی اور گھاس اور نرکل اور جھاؤ اور کھجور کے پٹھون مین عشر
واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ اُن چیزون سے زمین مین فائدہ نہین ہوتا بلکہ زمین خراب ہوجاتی ہی اور اگر بید کے
درختون اور گھاس اور نرکل اور کھجور کے پٹھون سے فائدہ حاصل کرتا ہو یا اسمین چنار یا صنوبر یا اس قسم کے اور
درخت ہون اور اُنکو کاٹکر بیچتا ہو تو اسمین عشر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جو چیزین
زمین سے پیداوار مین حاصل ہوتی ہین جیسے گیہون اور جو اور چنا اور چاول اور ہر طرح کے دانے اور ترکاریان اور
سبزیان اور پھول اور خرما اور گنے اور زیرہ اور خربزے اور ککڑی اور کھیرے اور بینگن اور کسم اور اس قسم کی
چیزین خواہ اُنکے پھل باقی رہین یا نہ رہین تھوڑے ہون یا بہت ہون عشر واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان
مین لکھا ہی خواہ انکو بارش کا پانی ملے یا نہر سے دیا جاوے ایک اونٹ کا بوجھ یعنے بقدر ساٹھ صاع کے ہون یا نہون
یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور السی کے پیڑون اور بیجون مین عشر واجب ہوتا ہی اسلیے کہ ان دونون سے فائدہ مقصود
ہوتا ہی یہ شرح مجمع مین لکھا ہی اور اخروٹ اور بادام اور زیرہ اور دھنیا مین عشر واجب ہوتا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی
شہد جو عشری زمین مین پیدا ہو اسمین بھی عشر واجب ہوتا ہی اگر کسی کی زمین مین جھاؤ کے درخت پر ترنجبین وغیرہ
جمے اُسپر بھی عشر واجب ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی جو پھل ایسے درختون کے جمع کیے جاتے ہین جو کسیکی
ملکیت نہین ہین جیسے پہاڑون کے درخت انمین عشر واجب ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی جو چیزین کہ زمین کی تابع
ہوتی ہین جیسے کہ خرما کا درخت اور دوسرے درخت اور جو چیزین درخت سے نکلتی ہین جیسے گوند اور رال و لاکھ وغیرہ انمین
عشر واجب نہین ہوتا اسلیے کہ ان چیزون سے زمین کا حاصل مقصود نہین ہوتا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جو بیج کہ زراعت
یا دوا کے سوا اور کسی کام مین نہین آتے جیسے کہ خربزہ کے بیج اور اجوائن اور کلونجی انمین بھی عشر واجب نہین یہ
مضمرات مین لکھا ہی اور بنگ اور صنوبر اور کپاس اور بینگن اور کندر اور کیلا اور انجیر مین عشر واجب نہین یہ خزانۃ المفتین
مین لکھا ہی اگر کسی کے گھر مین پھلدار درخت ہو تو اسمین عشر واجب نہوگا یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف
ہے۔ اور جس زمین کو چرس و رہٹ سے پانی دیا جاوے اسمین نصف عشر واجب ہوگا اور اگر نہر سے بھی پانی
دیا جاوے اور رہٹ سے بھی دیا جاوے تو اکثر سال یعنے نصف سال سے زیادہ سال مین جسطرح پانی دیا جاویگا
اُسکا اعتبار ہوگا اور اگر دونون طرح برابر پانی دیا جاوے تو نصف عشر واجب ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے اور
وقت عشر کے واجب ہونیکا امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ ہی کہ جب کھیتی نکلے اور پھل ظاہر ہون یہ بحر الرائق مین لکھا ہی
اور اگر زراعت سے پہلے زمین کا عشر ادا کر دیا تو جائز نہین اور اگر بونے اور جمنے کے بعد ادا کیا تو جائز ہے اور اگر
بونے کے بعد اور جمنے سے پہلے ادا کیا تو ظاہر یہ ہی کہ جائز نہین۔ اگر پھلون کا عشر اول سے دیدیا تو اگر پھلون کے

ظاہر ہونے کے بعد دیا ہی تو جائز ہی اور اس سے پہلے دیا ہی تو ظاہر روایت کے بموجب جائز نہین یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہی۔ اگر پیداوار بغیر فعل مالک کے ہلاک ہو جاوے تو عشر ساقط ہو جاویگا اور اگر تھوڑی سی ہلاک ہو تو
اسقدر کا عشر ساقط ہوگا اور اگر مالک کے سوا کوئی اور شخص ہلاک کرے تو مالک اس سے ضمان لے اور اسمین سے
عشر ادا کرے اور اگر مالک خود اسکو ہلاک کرے تو عشر کا ضامن ہوگا اور وہ اُسکے ذمہ قرض ہو جاویگا اور یہ قرض
مرتد ہونے سے اور بغیر وصیت کے مرجانے سے ساقط ہو جاویگا اگر تلف کر دیا ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر تغلبی کے
پاس عشری زمین ہو تو اس سے دوچند عشر لیا جاویگا اور اگر تغلبی سے کوئی ذمی مول لے لیوے تو اس زمین کا حکم وہی
باقی رہیگا اور اگر تغلبی سے مسلمان مول لے لیوے یا تغلبی مسلمان ہو جاوے تو بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک
اس زمین پر وہی حکم رہیگا خواہ اصل مین ہی اُس زمین پر عشر دوچند مقرر ہوا ہو یا بعد کو دوچند ہو گیا ہو اور اگر
زمین مسلمان کی تھی اور اُسنے تغلبی کے سوا کسی اور ذمی کے ہاتھ بیچی اور اُسنے اس زمین پر قبضہ کر لیا تو امام ابوحنیفہؒ کے
نزدیک اسپر خراج واجب ہوگا اگر پھر اس سے کوئی مسلمان شفعہ لے لے یا بیع کے فاسد ہو جانے سے پھر جاوے تو وہ
زمین عشری ہو جاویگی جیسے اول تھی اور تغلبی کے لڑکے اور عورت کی زمین پر وہی واجب ہوگا جو اُسکے مرد پر ہوتا ہی
مجوسی کے گھر پر کچھ واجب نہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی مسلمان اپنے گھر کو باغ بنالے تو اسکی اجرت کا حکم اس کے
پانی کے ساتھ ہوگا یعنے اگر اُسکو عشر کا پانی دیگا تو وہ زمین عشری ہوگی اور اگر خراج کا پانی دیگا تو خراجی ہوگی اور
اگر ذمی اپنے گھر کو باغ بناوے تو کسیطرح پانی دے اُسپر خراج واجب ہوگا اور اُسکے گھر پر کچھ واجب نہوگا یہ تبیین
مین لکھا ہی اور اسیطرح قبرستان پر کچھ واجب نہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر مسلمان یا ذمی ایک بار عشر کا پانی
اور ایک بار خراج کا پانی دے تو مسلمان سے نہ لیا جاویگا اور ذمی سے خراج لیا جاویگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی
عشر کا پانی اُن کنوون کا پانی ہی جو عشری زمین مین کھودے جاوین یا اُن چشمون کا پانی ہی جو عشری زمین مین ظاہر ہون
اور اسیطرح بارش کا پانی اور بڑے دریاؤن کا پانی بھی عشری ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور نہرون کا پانی جو اہل عجم نے
کھودی ہین اور خراجی زمین کے کنوون کا پانی خراجی ہی اور دریاے سیحون اور دجلہ اور فرات کا پانی امام ابوحنیفہؒ
اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک خراجی ہی۔ اگر عشری زمین اجارہ پر دے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشر مالک پر
واجب ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک مستاجر پر واجب ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر پیداوار کٹنے سے پہلے
ہلاک ہو جاوے تو مالک پر عشر واجب نہوگا اور اگر کٹنے کے بعد ہلاک ہو تو مالک سے ساقط نہوگا اور صاحبینؒ کے
نزدیک کٹنے سے پہلے خواہ بعد کو ہلاک ہو اسکے ساتھ مین عشر بھی ساقط ہو جاویگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے
اور اگر کسی مسلمان سے زمین مانگ کر زراعت کی تو مانگنے والے پر عشر واجب ہوگا اور اگر کافر کو مانگے دی
تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دینے والے پر عشر واجب ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک کافر پر واجب ہوگا لیکن
امام محمدؒ کے نزدیک ایک عشر ہوگا اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک دو عشر ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر
کسی کی زمین مین پیداوار کی شراکت پر کوئی کھیتی کرے تو صاحبینؒ کے قول کے بموجب ان دونون پر اپنے اپنے

حصہ کے موافق عشر واجب ہوگا اور امام کے قول پر مالک زمین پر ہوگا لیکن مالک کے حصہ کا عین پیداوار مین ہوگا اور
کاشتکار کے حصہ کا مالک کے ذمہ قرضہ ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر وہ پیداوار ہلاک ہوگئی تو صاحبین رح کے
نزدیک ان دونون سے عشر ساقط ہوجائیگا اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اگر کٹنے سے پہلے ہلاک ہوگئی تو یہی
حکم ہی اور اگر کٹنے کے بعد ہلاک ہوئی تو کاشتکار کے حصہ کا عشر مالک زمین کے ذمہ سے ساقط ہوگا اور خود مالک کے
حصہ کا عشر ساقط ہوجاویگا اور اگر پیداوار کے تیار ہونے کے بعد اور کٹنے سے پہلے کوئی شخص اسکو ہلاک کر دے یا
چرالے تو عشر واجب نہوگا لیکن جب ہلاک کرنے والے سے ضمان لینگے تو زمین کے مالک پر اُس بدل مین سے
عشر واجب ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک دونون پر عشر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر عشری زمین کو کوئی
غصب کرکے اسمین کھیتی کرے تو اگر زراعت سے اسمین کچھ نقصان نہو تو زمین کے مالک پر عشر واجب نہوگا اور
اگر زراعت سے اسمین نقصان ہو تو زمین کے مالک پر عشر واجب ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر عشری زمین جسمین
زراعت تھی جو تیار ہوگئی تھی اُسکو مالک نے مع زراعت کے فروخت کیا یا فقط زراعت بیچی تو بائع پر
عشر ہوگا مشتری پر نہوگا اور اگر زمین بیچی اور زراعت ابھی صرف سبزی تھی تو اگر مشتری نے اُسی وقت اُسکو جدا
کردیا تو بائع پر عشر واجب ہوگا اور اگر اُسکو باقی رکھا اور اسپر قبضہ کیا تو مشتری پر عشر واجب ہوگا یہ شرح طحاوی مین
لکھا ہی۔ اگر عشری اناج کو بیچا تو صدقہ لینے والے کو اختیار ہی کہ چاہے تو عشر اُسکا مشتری سے لے اگرچہ بیع کی مجلس
متفرق ہوچکی ہو اور چاہے بائع سے لے اور اگر عشر کا اناج قیمت سے زیادہ کو بیچا اور ابھی مشتری نے اُسپر قبضہ نہین کیا ہی
تو صدقہ وصول کرنے والے کو اختیار ہی کہ چاہے اُس اناج مین سے لے اور چاہے دامون کا عشر لے اور اگر بائع نے
اُسکے بیچنے مین اسقدر دام کیے کہ جسقدر مین لوگ دھوکا نہین کھاجاتے تو اُسوقت صدقہ وصول کرنیوالا اس اناج مین
سے دسوان حصہ لیگا اور اگر اس اناج کو ہلاک کردیا ہی تو اُس بائع سے اُس اناج کے مثل دوسرے اناج سے عشر لے لیگا
لیکن اگر وہ اسکی قیمت مین سے بقدر قیمت عشر کے دیدے تو اناج مین سے نہ لیگا اور اگر مشتری نے اُسکو ہلاک کردیا
تو صدقہ وصول کرنے والے کو اختیار ہی کہ چاہے بائع سے ضمانت لے اور چاہے مشتری سے اسکے غلہ کی مثل کی ضمانت
لے اسلیے کہ ان دونون نے اپنے حق کو تلف کیا ہی اور اگر انگور بیچے تو اسکی قیمت مین سے عشر لیگا اور اسیطرح اگر
انگورون کا شیرہ نکالا اور اُسکو بیچا تو شیرہ کی قیمت کا عشر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور کام کرنے
والون کی اجرت اور بیلون کا خرچ اور نہر کھودنے کا صرف اور محافظ کی تنخواہ اور سوا اسکے اور خرچ محسوب
نہونگے اور جسقدر پیداوار حاصل ہوئی ہی اُس سب مین سے عشر یا نصف عشر واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے
جبتک عشر نہ ادا کرلے تب تک اُس اناج کو نہ کھاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر عشر کو جدا کرلے تو باقی کا کھانا
اُسکو حلال ہوجاویگا اور امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہی کہ جسقدر پھلون کو کھا دیگا یا اورون کو کھلا دیگا اُسکے عشر کا
ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے

ساتوان باب مصرفون کے بیان مین منجملہ اُنکے فقیر ہی اور فقیر وہ شخص ہی جسکے پاس تھوڑا سا مال قدر

نصاب سے کم ہو یا بقدر نصاب ہو لیکن بڑھنے والا نہو یا اسکی حاجت سے زیادہ نہو پس اگر کوئی شخص بہت سی
نصابون کا مالک ہو اور وہ بڑھنے والی نہون تو اگر وہ اُسکی حاجت سے زیادہ نہین ہین تو فقیرون کے حکم مین ہی
یہ فتح القدیر مین لکھا ہی فقیر جاہل کو صدقہ دینے سے فقیر عالم کو صدقہ دینا افضل ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے
مسکین ہین اور مسکین وہ شخص ہی جسکے پاس کچھ نہو اور اپنے کھانے کے لیے یا بدن ڈھکنے کیلیے سوال کا محتاج ہو اور
سوال اُسکو حلال ہو اور فقیر جو اول مذکور ہوا اُسکا حکم اسکے برخلاف ہی اسلیے کہ اُسکو سوال حلال نہین اسلیے کہ سوال
اُس شخص کو حلال نہین ہی جو اپنا بدن ڈھانک لے اور ایک دن کی خوراک کا مالک ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور منجملہ
اُنکے عامل ہی جسکو امام نے صدقہ اور عشر کے وصول کرنے کیلیے مقرر کیا ہو یہ کافی مین لکھا ہی اور اسکو اسقدر دے
کہ اسکے اور اسکے مددگارون کے اوسط خرچ کو آنے اور جانے کی مدت تک جبتک مال باقی ہی کافی ہو لیکن اگر
اسیقدر مین ساری زکوٰۃ کا مال صرف ہوا جاتا ہو تو نصف سے زیادہ نہ دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی
شخص اپنے مال کی زکوٰۃ خود جاکر امام کو دیدے تو اسمین کچھ عامل کا حق نہین ہی یہ ینابیع مین لکھا ہی اور یہی محیط سرخسی
مین لکھا ہی۔ اور اگر عامل ہاشمی ہو تو قرابت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو لوگون کے میل کچیل کے شبہہ سے بچانے کیلیے
اُس مال مین سے لینا حلال نہین ہی اور عامل غنی ہو تو لینا حلال ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر عامل ہاشمی یہ کام کرے
اور اُسکو اُجرت اور مال مین سے دیجاوے تو مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر عامل کے پاس مال ہلاک ہو جاوے
یا ضائع ہو جاوے تو اسکا حق ساقط ہو جاویگا اور زکوٰۃ دینے والون کی زکوٰۃ ادا ہو گئی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ صدقہ
وصول کرنیوالا اگر اپنے کام کا حق واجب ہونے سے پہلے لے تو جائز ہی اور افضل یہ ہی کہ نہ لے یہ خلاصہ مین لکھا ہے
اور منجملہ اُنکے غلامونکی گردنین آزاد کرنا ہی اور وہ غلام مکاتب ہین اُنکے آزاد ہونے مین مدد کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مکاتب اگر غنی ہو تو اسکو دینا جائز ہی خواہ
اُسکا غنی ہونا معلوم ہو یا نہو یہ خلاصہ اور محیط سرخسی مین لکھا ہی ہاشمی کے مکاتب غلام کو دینا جائز نہین اسلیے کہ وہ ایکطرح سے ملک اُسکے مالک کی ہوگا اور شبہہ کو حقیقت کا
حکم ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے قرضدار ہی اور وہ وہ شخص ہی کہ جسپر قرض لازم ہوا اور اپنے قرض سے زیادہ کسی نصاب کا مالک نہو یا اور لوگونکے پاس
اسکا مال ہو لیکن وہ دے نہ سکے یہ تبیین مین لکھا ہی فقیر کے دینے سے قرضدار کو دینا اولی ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے فی سبیل اللہ دینا ہی اور امام ابو یوسفؒ کے
نزدیک وہ ان لوگون کو دینا ہی جو فقیری کیوجہ سے غازیون کے لشکر سے جدا ہین اور امام محمدؒ کے نزدیک اُن لوگون کو دینا
ہے جو فقیری کیوجہ سے حاجیون کے قافلہ سے علیحدہ ہوگئے صحیح قول امام ابو یوسفؒ کا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہے
منجملہ اُنکے مسافر ہین یعنے وہ مسافر جو اپنے مال سے جدا ہین یہ بدائع مین لکھا ہی بقدر حاجت اُنکو زکوٰۃ کے مال
سے لینا جائز ہی حاجت سے زیادہ لینا حلال نہین اسی حکم مین شامل ہی وہ شخص جو اپنے شہر مین اپنے مال سے جدا ہو
اسواسطے کہ اعتبار حاجت کا ہی پھر اگر حاجت سے زیادہ اُنکے پاس کچھ بچ رہے تو مال پر قادر ہونے کے بعد اُسکو صدقہ
کر دینا واجب نہین ہی جیسے کہ فقیر پر غنی ہونے کے بعد واجب نہین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ مسافرون کو صدقہ قبول
کرنے سے قرض لینا اولی ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ زکوٰۃ کے صرف کرنے کی یہ ساری صورتین ہین اور مالک کو اختیار
ہے کہ انمین سے ہر قسم کے آدمی کو تھوڑا تھوڑا دے یا ایک ہی قسم کے آدمیون کو دے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہ بھی

اختیار ہی کہ ایک ہی شخص کو دے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جو کچھ دیتا ہے اگر وہ بقدر نصاب نہین تو ایک
شخص کو دینا افضل ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور ایک شخص کو دو سو درہم یا اُس سے زیادہ دینا مکروہ ہی اور اگر
دیدیے تو جائز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب فقیر قرضدار نہو اور اگر قرضدار ہو تو اگر اسکو اسقدر دیوے
کہ اسکے قرض کے ادا ہونے کے بعد اس کے پاس کچھ باقی نہ رہے یا دو سو درہم سے کم باقی رہے تو جائز ہے
اور اگر اُسکے اہل وعیال بہت ہون تو اسقدر دینا جائز ہی کہ اگر وہ سب اہل وعیال پر تقسیم کرے تو ہر ایک کو
دو سو درہم سے کم پہونچے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اسقدر دیدینا مستحب ہے کہ اُسدن سوال کی حاجت نہو
یہ تبیین مین لکھا ہی زکوٰۃ کا مال ذمیون مین صرف کرنا بالاتفاق جائز نہین صدقہ نفل مین سے اُنکو دینا
بالاتفاق جائز ہی - صدقہ فطر اور نذر اور کفارہ مین اختلاف ہی امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک
جائز ہی لیکن مسلمانون کے فقیرون کو دینا مسلمانون کے واسطے بہتر ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی حربی مستامن
کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ دینا بالاجماع جائز نہین صدقہ نفل مین سے دینا جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی زکوٰۃ کے
مال مین سے مسجد بنانا اور پُل بنانا اور سقایہ بنانا اور رستے درست کرنا اور نہرین کھودنا اور حج وجہاد کے واسطے
دینا اور وہ سب صورتین جنمین مالک نہین کیا جاتا جائز نہین اور اسمین سے میت کو کفن دینا اور اسکا قرض ادا کرنا
بھی جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور آزاد کرنے کے واسطے غلام خریدنا بھی جائز نہین اور اپنی اصل کو یعنے ماں اور
باپ یا اور اُنسے اوپر کے لوگ ہون اور فرع کو یعنے بیٹا بیٹی یا اور اُنسے نیچے کے لوگ ہون زکوٰۃ دینا جائز نہین
یہ کافی مین لکھا ہی جس بیٹے کے نسب سے انکار کیا یا جو اسکے نطفہ سے زنا سے پیدا ہوا ہی اُسکو بھی دینا جائز نہین
یہ تمرتاشی مین لکھا ہی - اپنی بی بی کو بھی دینا جائز نہین اسلیے کہ بموجب عادت کے عورتین منافع مین شریک
ہوتی ہین اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک عورت کو بھی جائز نہین کہ اپنے شوہر کو زکوٰۃ دے یہ ہدایہ مین لکھا ہے
اور اپنے غلام اور مکاتب اور مدبر اور اپنی ام ولد کو بھی زکوٰۃ نہ دے اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اپنے معتق البعض
کو بھی زکوٰۃ نہ دے یعنے وہ غلام جسکے کل کا وہ مالک تھا پھر اُسمین سے ایک جزو شایع آزاد کر دیا یا اُس غلام کی ملکیت
مین اسکے ساتھ کوئی اور شریک تھا اُس شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور جس شریک نے آزاد نہین کیا ہی اُسنے اپنے
حصہ کی قیمت کے لیے غلام سے کمائی کرا کر لینا اختیار کیا تو وہ اس شریک کا مکاتب ہوا اور اگر اسنے آزاد کرنیوالے
شریک سے اپنے حصہ کا ڈانڈ لینا اختیار کیا یا زکوٰۃ دینے والا کوئی شخص اجنبی ہی تو اُسکو زکوٰۃ دینا جائز ہی اسلیے کہ
وہ غیر کے مکاتب کے مثل ہو گیا یہ تبیین مین لکھا ہی - اور جو شخص کسی مال کی ایک نصاب کا مالک ہو مثلاً دینارون
یا درہمون یا چرنے والے جانورون یا تجارت یا غیر تجارت کے مال کا جو تمام سال مین اسکی حاجت سے زائد ہو زکوٰۃ
کا مال اُسکو دینا جائز نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی اور شرط یہ ہی کہ اسکی اصلی حاجت سے زائد ہو اور اصلی حاجت سے
مراد رہنے کا گھر اور گھر کا اثاثہ اور کپڑے اور خادم اور سواری اور ہتھیار ہین اور اسمین یہ شرط نہین ہی کہ وہ
بڑھنے والا مال ہو اسلیے کہ وہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرط ہی زکوٰۃ سے محروم ہونے کی شرط نہین ہے یہ

یہ کافی مین لکھا ہی - اور جو شخص نصاب [illegible] کم کا مالک ہو اگرچہ تندرست اور کمانے والا ہو اُسکو زکوٰۃ دینا جائز ہے
یہ زاہدی مین لکھا ہی - غنی کے غلام کو [illegible] کر مکاتب نہو تو زکوٰۃ دینا جائز نہین ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے -
غنی کے کمسن بیٹے کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر بڑا ہو اور فقیر ہو تو جائز ہی غنی کی عورت
اگر فقیر ہو تو اُسکو زکوٰۃ دینا جائز ہی - اور [illegible] اسیطرح بڑی بیٹی اگر باپ اسکا غنی ہی تو اُسکو بھی زکوٰۃ کا مال دینا
جائز ہی اسلیے کہ مقدار نفقہ سے وہ غنی نہین ہوتی اور باپ اور خاوند کے غنی ہونے سے بیٹی اور بی بی غنی نہین
ہوتی یہ کافی مین لکھا ہی - اگر کسی دولتمند شخص [illegible] باپ مفلس ہو اور اُسکو زکوٰۃ کا مال دین تو جائز ہی یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہی - اور زکوٰۃ کا مال اُس شخص کو دینا جائز [illegible] جسکو سوال حلال نہین ہی بشرطیکہ وہ پوری نصاب کا مالک نہو اور
اگر اُسکے پاس اسقدر کتابین ہون کہ جنکی قیمت [illegible] دو سو درہم کے ہی مگر درس دینے یا حفظ یا تصحیح کیلیے اُنکی حاجت
ہے تو اُسکو زکوٰۃ دینا جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی خواہ وہ کتابین فقہ کی ہون یا حدیث کی یا ادب کی یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اسیطرح اگر اُسکے پاس [illegible] قرآن ہون اور اُنکی حاجت ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حاجت
نہو اور دو سو [illegible] کا مال ہو تو اورون کو زکوٰۃ کا مال اُسے [illegible] اور اُسکو لینا جائز نہین اور اسیطرح اگر کسی کے پاس
دکانین ہون یا ایک گھر کرایہ پر چلنے کا ہو جسکی قیمت تین [illegible] درہم ہین لیکن اُنکی آمدنی اُسکے اور اُسکے عیال کے
خرچ کو کافی نہین تو امام محمد رح کے نزدیک زکوٰۃ کا مال [illegible] دینا جائز ہے اور اگر اُسکے پاس زمین ہو جسکی قیمت
تین ہزار درہم ہین لیکن اُسکی پیداوار اُسکو اور اُسکے عیال [illegible] خرچ کو کافی نہین تو اسمین اختلاف ہے محمد بن مقاتل
نے کہا ہی کہ اُس کو زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہی اور اگر کسی کے پاس [illegible] باغ دو سو درہم کا ہو تو فقہا نے کہا ہی کہ اگر اُس باغ
مین گھر کی ضروریات مثل مطبخ اور غسل خانہ وغیرہ کے نہون [illegible] شخص کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہین اسلیے کہ وہ
بمنزلہ اُس شخص کے ہی جسکے پاس اسباب جواہر ہون اور جس شخص کا [illegible] قرض لوگون کے اوپر ہو اور اُسکو اپنے خرچ کی
ضرورت ہو تو اُسکو زکوٰۃ کے مال مین سے اسقدر لینا جائز ہی جو میعاد [illegible] پورے ہونے تک اُسکے خرچ کو کافی ہی اور اگر
قرض کی میعاد نہو تو اگر قرضدار محتاج ہی تو اصح قول کے بموجب اُسک[illegible]ۃ کا مال لینا جائز ہی اسلیے کہ وہ بمنزلہ
ابن السبیل کے ہی اور اگر اُسکا قرضدار مالدار ہو اور قرض کا اقرار کرتا [illegible] تو اُسکو زکوٰۃ کا مال لینا جائز نہین اور
اسیطرح اگر وہ قرضدار انکار کرتا ہو اور قرض کے گواہ عادل ہون تو بھی [illegible] حکم ہی اور اگر قرض کے گواہ عادل نہون
تو اُسکو اُسوقت تک زکوٰۃ لینا جائز نہین جبتک وہ قاضی کے سامنے جھگڑا [illegible] نہ کرے اور قاضی قرضدار سے قسم
نہ لے اور جب اُس قرضدار سے قسم لے لے تو اُسکے بعد اُسکو زکوٰۃ لینا جا[illegible] یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی کسی
شخص کے پاس رہنے کا گھر ہو اگرچہ کل مکان مین نہ رہتا ہو تو اُسکو زکوٰۃ [illegible]ئز ہی یہی صحیح ہی یہ زاہدی مین
لکھا ہی - زکوٰۃ کا مال بنی ہاشم کو نہ دے اور اُنسے مراد حضرت علی اور عبا[illegible] جعفر و عقیل اور حارث بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہم کی اولاد ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اُنکے سوا جو بنی ہاشم ہین [illegible] لہب کی اولاد اُنکو زکوٰۃ کا
مال دینا جائز ہی اسلیے کہ اُنھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد نہین کی [illegible] سراج الوہاج مین لکھا ہے یہ

حکم و رجب صدقون کا ہی جیسے زکوٰۃ اور نذر اور عشر اور کفارہ اور جو نفل صدقہ ہین انکا بنی ہاشم کو دینا جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور اسیطرح زکوٰۃ بنی ہاشم کے غلامون کو بھی نہ دے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور بنی ہاشم کے لوگ اگر فقیر ہون تو انکو دفینہ اور کان کے مال کا خمس دینا جائز ہی یہ جوہرہ النیرہ مین لکھا ہی اگر وکیل زکوٰۃ کا مال اپنے بیٹے کو دے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا یا اپنی بی بی کو دے بشرطیکہ یہ سب محتاج ہون تو جائز ہی اور وکیل خود کچھ نہ رکھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی ۔ اگر کسی شخص کے صدقہ لینے کے لائق ہوتے مین شک ہو یا غالب گمان اسکا یہ ہو کہ وہ صدقہ لینے کے لائق ہی اور اسکو صدقہ دیدے یا اُس سے پوچھا اور پھر اُسے دیا یا اُسکو فقیرون کی صف مین دیکھا اور صدقہ دیدیا اور پھر ظاہر ہوا کہ وہ صدقہ لینے کے لائق تھا تو بالاجماع جائز ہی اور اسیطرح اگر اسکا کچھ حال معلوم نہوا تو بھی جائز ہی لیکن اگر ظاہر ہوا کہ وہ غنی یا ہاشمی یا کافر ہاشمی کا غلام یا اسکا باپ یا مان یا بیٹا یا بیٹی یا بی بی یا شوہر تھا تو جائز ہی اور زکوٰۃ امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک ساقط ہوجاویگی اور اگر ظاہر ہوا کہ اُسکا غلام یا مدبر یا ام ولد یا مکاتب تھا تو جائز نہین اور بالاجماع اُسکا اعادہ کرے اور اگر وہ اسکا ایسا غلام ہی کہ کچھ آزاد ہو گیا اور باقی قیمت ادا کرنے کے واسطے کمائی کر رہا ہی تو بھی امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہی حکم ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر کسی کو زکوٰۃ کا مال دیا اور یہ اُسکو خیال نہوا کہ وہ مصرف زکوٰۃ کا ہی یا نہین تو زکوٰۃ اُسکی ادا ہوگئی لیکن اگر ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکوٰۃ کا نہین ہی تو جائز نہین اور کبھی زکوٰۃ دیتے وقت اُسکو شک تھا اور اُسنے اپنی رائے سے گمان غالب نہین کیا یا اُسنے اپنی رائے سے غور کیا اور غالب گمان ہوا کہ وہ مصرف زکوٰۃ نہین تو زکوٰۃ جائز نہوگی لیکن جب ظاہر ہوجاویگا کہ وہ مصرف زکوٰۃ تھا تو زکوٰۃ ادا ہوجائیگی یہ تبیین مین لکھا ہی ۔ زکوٰۃ کے مال کو ایک شہر سے دوسرے شہر مین نقل کرنا مکروہ ہی مگر جب اگر دوسرے شہر مین زکوٰۃ دینے والے کی قرابت کے لوگ ہون یا دوسرے شہر کے لوگ اس شہر والون سے زیادہ محتاج ہین تو مکروہ نہین اور اگر یہ دونون صورتین نہون اور پھر نقل کرے تو اگرچہ مکروہ ہوگا لیکن زکوٰۃ ادا ہوجاویگی اور زکوٰۃ کے مال کا نقل کرنا اُسوقت مین مکروہ ہی کہ جب زکوٰۃ کا وقت آگیا ہو اور سال تمام ہوگیا ہو لیکن اگر وقت سے پہلے نقل کرے تو مضائقہ نہین زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور نذر مین اولی یہ ہی کہ اول اپنے بھائی اور بہنون کو دے پھر اُنکی اولاد کو پھر چچاؤن اور پھوپھیون کو پھر اُنکی اولاد کو پھر مامون اور خالاؤن کو پھر اُنکی اولاد کو پھر ذوی الارحام کو پھر پڑوسیون کو پھر اپنے خدمتی پیشہ والون کو پھر اپنے شہر یا گانؤن والون کو دے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی زکوٰۃ مین جہان مال ہو وہ جگہ معتبر ہے یہانتک کہ اگر مالک اور شہر مین ہو اور مال اور شہر مین تو جہان مال ہی وہان زکوٰۃ دے اور صدقہ فطر مین صدقہ دینے والے کے مکان کا اعتبار ہی اور صحیح قول کے بموجب غیر تجارتی چھوٹی اولاد اور غلامون کے مکان کا اعتبار نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی ہمارے زمانہ مین جو ظالم حاکم صدقہ اور عشر اور خراج اور محصول اور جرمانہ وغیرہ لیتے ہین اصح یہ ہی کہ یہ سب اُن لوگون کے ذمہ سے ساقط ہوجاتے ہین اس صورت مین کہ وہ دیتے وقت اُنکو صدقہ دینے کی نیت کر لین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جب یہی زکوٰۃ کی آٹھوین فصل مین لکھا ہی ۔ اگر کسی فقیر کا قرض اپنے مال کی زکوٰۃ سے

مصرف زکوٰۃ ادا ہوتا ہی کہ نہیں جس شخص سے زکوٰۃ ادا نہ ہو اس صورت میں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی ہے ۱۱ ع۱۲ مسئلہ زکوٰۃ کا ۱۲ صفحہ ۱۲۵

ادا کیا تو اگر اُسکے حکم سے ادا کیا تو جائز ہی اور اگر بغیر حکم کے ادا کیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور قرض ساقط ہو جاویگا اگر
زکوٰۃ [illegible] کسیکو رہنے کے واسطے گھر دیدیا تو جائز نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی اپنے قرابت کے لڑکون کو یا
خوشخبری لانے والے کو یا نیا پھل لانے والے کو جو دیتا ہے اگر اُنہین زکوٰۃ دینے کی نیت کرلے تو جائز ہی معلم جو
اپنے خلیفہ یعنے نائب کو دیتا ہی اور اُسکی اُجرت [illegible] نہین کی ہی تو اگر اُنہین زکوٰۃ دینے کی نیت کرلے اور خلیفہ ایسا ہو کہ
اگر اُسکو نہ دیگا تو بھی لڑکون کو پڑھا دیگا تو جائز ہی اگر ایسا نہین تو جائز نہین اور یہی حکم ہی اُسکا جو اپنے خادمون کو خواہ
وہ عورتین ہون یا مرد ہون عید وغیرہ مین زکوٰۃ کی [illegible] سے دے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ زکوٰۃ کا مال جب فقیر کو دے
تو ادا کرنا اُسوقت تک پورا نہین ہوتا جبتک وہ فقیر یا اُسکی طرف سے کوئی ولی اُسپر قبضہ نہ کرلے جیسے باپ اور وصی لڑکے
اور مجنون کے مال پر قبضہ کرتے ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اُسکے عیال اور اقارب یا اجنبی آدمیون مین سے جو اس کی
خبرگیری کرتے ہین وہ قبضہ کرلین اور جو لڑکا کسیکو پڑا ہوا ملے اُسکی طرف سے اُسکا پانیوالا قبضہ کرلے اور اگر مجنون یا لڑکے
بے سمجھ کو زکوٰۃ دی اور اُسنے اپنے مان باپ یا وصی کو دی تو فقہا نے کہا ہی کہ جائز نہین اور اگر کسی دکان پر زکوٰۃ کا مال
رکھدیا اور فقیر نے اُسپر قبضہ کرلیا تو جائز نہین۔ اگر زکوٰۃ کا [illegible] چھوٹے لڑکے کے قبضہ مین دیدیا جو قریب بلوغ ہو تو جائز
ہے اور اسیطرح اگر ایسے لڑکے کو دیا جو قبضہ کر سکتا ہو مثلاً پھینک دیگا اور کوئی اُسکو دھوکا دیکر نہ لے لیگا تو بھی جائز ہی
اگر کم عقل فقیر کو دیا تو جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی فـ بیت المال کا مال چار قسم کا ہوتا ہی اول چرنے والے
جانورون کی زکوٰۃ اور عشر اور جو کچھ عاشر مسلمان تاجرون سے [illegible] جو اُسکے پاس ہو کر گذرتے ہین ان سب کا مصرف
وہی ہی جو ابھی ہم ذکر کر چکے دوسرے غنیمتون اور کانون اور گڑے [illegible] مال کا پانچوان حصہ اور اُسکے مصرف اس زمانہ مین
تین قسم کے لوگ ہین یتیم اور مسکین اور ابن السبیل تیسرے خراج اور [illegible] وہ کپڑے حُلّے جن پر بنو نجران سے صلح ہوئی ہی
اور وہ دوچند صدقہ جو بنو تغلب سے لیا جاتا ہی اور جو کچھ مال کہ عاشر حربی [illegible] امن پاکر ہمارے ملک مین آوین اور ذمی
تاجرون سے لیتا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ یہ سب لڑنے والو [illegible] مین اور حدود ملک کی محافظت مین اور رومین
قلعون کے بنانے مین اور مراصد الطریق یعنے دار الاسلام کے راستون [illegible] محافظت کی چوکیان اسلیے بنادین کہ راہزنون
سے امن ہو اور پلون وغیرہ کی درستی مین صرف کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا [illegible] ہی نہرون کے کھودنے مین جو کسیکی
ملک نہین ہوتی صرف کرین جیسے جیحون اور فرات اور دجلہ یہ شرح طحا [illegible] ہی اور اس سے مسافرخانے اور
مسجدین بنادین اور پانی کو روکین اور جہان پانی کے روکنے سے نقصا [illegible] کا خوف ہو اُسکی محافظت کرین
اور حکام اور اُنکے مددگار اور قاضیون اور مفتیون اور محتسبون کا روزینہ [illegible] سے ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے
اور معلمون اور طالب علمون کو بھی اسمین سے دین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی [illegible] امور مسلمین مین سے یا اُن امور
مین سے جنمین مومنین کی بہتری ہو کوئی خدمت کرتا ہو اُسپر صرف کرین یہ محیط [illegible] لکھا ہے چوتھے وہ مال جو پڑا
ہوا ملے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ یا ایسی میت کے ترکہ کا مال جسکا کوئی وار [illegible] شوہر یا بی بی وارث ہو
اور اس قسم کا مال مریضون کے خرچ اور اُنکی دواؤن مین بشرطیکہ وہ فقیر ہون [illegible] ن کے کفن مین جنکے پاس

کچھ مال نہو اور ان بچون مین جو کہین پڑے ہوئے ملین اور اُنکی خطا کے [illegible] دیا نہ مین اور اُس شخص کے نفقہ مین جو [illegible]
عاجز ہو اور کوئی ایسا شخص نہو جسپر اُسکا نفقہ واجب ہو اور اسی قسم [illegible] اور کامون مین صرف کرین یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہی پس امام پر واجب ہی کہ چار بیت المال بناوے اور ہر [illegible] قسم کے مال کے واسطے جدا جدا گھر بنا دے
اسلیے کہ ہر قسم کے مال کا جدا جدا حکم ہے جو اس سے مختص ہی [illegible] دوسرا مال اسمین شریک نہین پس اگر کسی قسم کا
مال بالکل نہو تو امام کو جائز ہی کہ دوسری قسم کے مال مین سے اسکے [illegible] مصارف کے واسطے قرض لیلے پس اگر صدقے کے
بیت المال مین سے خراج کے بیت المال کے واسطے قرض [illegible] ہے تو جب خراج وصول کرے وہ قرض ادا کرے
لیکن اگر وہ مال لڑنے والون کو دیا ہو جو فقیر ہون تو وہ قرض [illegible] ادا نہ کرے اسلیے کہ انکا بیت المال کے صدقہ مین
بھی حصہ ہی پس وہ قرض نہ ہوگا اور اگر بیت المال کے خراج [illegible] مین سے بیت المال کے صدقہ کے واسطے قرض
اور اُسکو فقیرون مین صرف کرے تو بھی وہ قرض نہ ہوگا اسلیے [illegible] فقرہ خراج کے واسطے حکم اُس مال کا ہی جو دشمنون سے
بطور صلح یا غنیمت کے وصول ہوا اور اسمین فقیرون کا [illegible] حق ہی اور اسلیے انکو نہین دیا جاتا کہ صدقات کا مال اُنکو
کافی ہو جاتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور امام پر واجب [illegible] ہی کہ حقدارون کے حقوق اُنکو ادا کرے اور مال کو اُنسے
روک نہ رکھے اور امام کو اور اُسکے مددگارون کو اُ[illegible] ان مالون مین سے صرف اسیقدر حلال ہی جو انکے اور انکے عیال کے
خرچ کو کافی ہو اور اُس مال کے دینے نہ بنادین او[illegible] ان مالون مین سے جو بچ رہے اُسکو مسلمانون مین تقسیم کردے اگر
امام اسمین قصور کرینگے تو وبال اسکا اُنکی گردنو[illegible] ہوگا اور امام کو اور صدقہ وصول کرنے والے کو فضل یہ ہے کہ
اپنا روزینہ آئندہ مہینے کا اول سے نہ لے [illegible] جو مہینہ شروع ہوتا ہی اُسکا لے لے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
ذمیون کا بیت المال مین کچھ حق نہین لیکن اگر [illegible] امام کسی ذمی کو دیکھے کہ بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو جائیگا تو اُس کو
بیت المال مین سے کچھ دیدے اسلیے کہ [illegible] دار الاسلام کے لوگون مین سے ہے اُسکا زندہ رکھنا امام کے ذمہ
ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جس شخص کا [illegible] بیت المال مین کچھ حق ہو اُسکو اگر ایسا مال ملے جو بیت المال مین
پہونچنا چاہیے تو اُسکو جائز ہے کہ ا[illegible] کے ساتھ لے لے اور امام کو اپنے حکم مین اختیار ہی کہ اُسکو منع
[illegible] یا دیدے یہ قنیہ مین لکھا ہے

آٹھوان [illegible] صدقہ فطر [illegible] مین صدقہ فطر اُس شخص پر واجب ہی جو آزاد اور مسلمان اور ایسے
نصاب [illegible] کا مالک ہو جو اُسکی [illegible] حاجت اصلی کی [illegible] سے زائد ہو یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اور اُسکی نصاب مین یہ شرط
نہین ہی کہ مال بڑھنے والا ہو [illegible] اور [illegible] مال ہم کے نصاب سے قربانی اور اقارب کا نفقہ واجب ہوتا ہی جو فتاوے قاضیخان
مین لکھا ہی صدقہ فطر چار قسم [illegible] شخص پر [illegible] مین دینا واجب ہی گیہون اور جو اور خرما اور کشمش یہ خزانۃ المفتین اور شرح طحاوی
مین لکھا ہی اور وہ گیہون [illegible] ہمارے نزدیک [illegible] صاع ہی اور جو اور خرما مین سے ایک صاع اور گیہون اور جو کے آٹے اور اُنکے
ستودن کو انھین کا [illegible] لوں صدقہ مین دینا جائز نہین لیکن قیمت کے اعتبار سے روٹی دینا جائز ہی یہی اصح ہے اور
کشمش کے واسطے [illegible] یہ لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک نصف صاع ہے اسواسطے کہ اُسکے تمام

اجزا کھا لیے جاتے ہین اور ایک روایت سراج الوہاج مین لکھا ہی جب
پھر بعضون کا قول یہ ہی کہ اُسکے ادا کرنے ہنوگی اور اگر وہ خدمت کے
کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی گیہون سے غلام یا بہت سے غلام دو آدمیو
کیونکہ اسمین حاجتین دفع ہوتی ہین اگیا ہو یا کافر قید کرکے لگئے ہون
اور فتاوے مین مذکور ہی کہ عین اُس جز واجب نہین اور ان غلامون مین
اسی پر فتوے ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہو اغلام لوٹ آوے یا غصب کیا
صاع کے برابر ہو یا ایک صاع جو کس گذرے ہوے کا واجب ہوگا
اور باقی کی تکمیل واجب ہی اور مشتری کو یا دونون کو خیار ہی یا کسی
اور اگر نصف صاع جو اور نصف فطر اس بات پر موقوف ہوگا کہ اگر بیع
چہارم گیہون سے تو ہمارے نزدیک ہوگا اور اگر مشتری نے خیار رویت یا عیب
بیں استار کا ہوتا ہی یہ تبیین میطرف سے بائع پر واجب ہوگا اور اگر قبضہ
صلع اور دوسری چیزین ایک اگر اسکو بطور بیع قطعی خریدا اور اُسپر قبضہ کر
بحساب وزن کے معتبر ہے فطر واجب ہوگا اگر غلام قبضہ کرنے سے
اس بات پر اجماع ہی کہ ایضاح مین لکھا ہی اگر غلام بطور بیع فاسد بیکا اور مشتر
پھر مشتری نے اُسپر قبضہ کرکے اُسکو آزاد کیا تو اُسکی طرف سے بائع پر صد
تا مہ مین تھا پھر بائع نے اُسکو واپس کر لیا یا بائع نے واپس نہ کیا اور
ی اشتری کے ذمہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی جس غلام کو تصدق کرے
قہ واجب ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی جس غلام کو مہر مین لگا دیا ہو اگر خاص اُسو
طرف سے صدقہ واجب ہوگا خواہ عورت نے اُسپر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اسلیے
دلگئی اور اگر دخول سے پہلے اُس عورت کو طلاق دیدی پھر فطر کا دن گذرا تو
صدقہ واجب نہوگا اور اگر قبضہ کر لیا تھا تو بھی اصح قول کے موجب یہی حکم
مین وہ غلام معین نہین ہوا تھا تو بھی کسی پر صدقہ واجب نہوگا یہ تاتارخانیہ
عہد یا تھا کہ جب فطر کا دن آوے تو تو آزاد ہی پھر فطر کا دن آیا تو غلام آزا
صدقہ فطر اُسکے آزاد ہونے سے پہلے بلا فصل واجب ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ ا
طرف سے اور اُس اولاد کیطرف سے جسکی عمر بڑی ہو صدقہ فطر نہ دے اگرچہ
اپنی بی بی کیطرف سے بغیر اُسکے حکم کے صدقہ فطر ادا کیا تو بطور استحسان کے
لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی جو لوگ اسکی عیال ہو

مختصر فہرست کتب فقہ فارسی واردو

ناظرین کی آگاہی کے لئے اسی فن کی چند کتب کی فہرست درج کیجاتی ہے مطول فہرست ہرقسم کی کتب کی طلب فرمانے پر بلا قیمت روانہ ہوگی۔ المشتہر

مینیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
فقہ فارسی (اہل سنت)			
حج الحج مسمے بہ **غایۃ الشعور**۔ اس مین احکام حج کی ضرورت اور صحت اور کعبہ کی عظمت کو دلائل سے ثابت کیا ہے از مولانا محمد شاہ صاحب۔	عہ ر	اور متعدد فصلین ہین جن مین تمام ضروری مسائل بیان کئے ہین۔ اور آخری باب مین مناقب امام ابو حنیفہ رح کو بیان کیا گیا ہے از شیخ نصیر الدین مرحوم نہایت صحت کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔	عہ ا ر
تبیان فی احکام شرب الدخان حقہ پینے نہ پینے کے احکام کی تصریح۔	ا ر	**عمدۃ البضاعۃ فی مسائل الرضاعۃ** اس مین دودھ پلانے کے مسئلے۔ رضیع اور مرضعہ کے بابتہ احکام بالتفصیل درج ہین	ا ر
نام حق منظوم۔ اس مین نماز و روزہ کے ضروری مسائل بیان کئے گئے ہین۔ از مولانا شرف الدین بخاری۔	٦ پائی	**مسلک المتقین**۔ فقہ کی مشہور و معروف کتاب ہے	عہ ر
مائتہ مسائل۔ اس مین سو مسائل ضروری بطور سوال جواب کے بیان کئے ہین	٦ ر	**قدوری**۔ مترجمہ مولانا ابی القاسم ابن حسین۔	٨ ر
شرح وقایہ فارسی یعنی عربی شرح وقایہ کا فارسی مین ترجمہ اور حاشیہ پر حاشیہ ملتقی الابحر چڑھا ہوا ہے مترجمہ مولوی عبد الحق صاحب سرہندی	عہ ر	**شرح فارسی مختصر وقایہ** مستند و مقبول عام شرح ہے از مولانا عبد الرحمن جامی	عہ ر
فتاوائے برہنہ۔ اس مین ٣٦ ابواب		**کنز الدقایق**۔ فارسی مشہور و معروف کتاب ہے۔ ترجمہ فارسی۔	١٣ ر
		بالا بدمنہ۔ جملہ ضروری مسائل نماز روزہ	

نام کتاب	قیمت
حج زکوٰۃ از قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی معہ وصیت نامہ	۱۲/
شرح مختصر وقایہ کورمیری - یہ شرح داخل درس ہے مسائل مختصر وقایہ کو خوب حل کیا ہے - از مولانا جلال الدین کورمیری	عہ۸ر
رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت و حرمت جانوران نہایت ضروری رسالہ ہے -	۱/
رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان اسلام -	۶ پائی
نادر المعراج - شب معراج کا مختلف آیات و احادیث سے ثبوت اور اُس کی فضیلت آنحضرت کا دنیا سے آسمان پر جانا اور مشاہدۂ عجائبات وغیرہ وغیرہ دیگر ولایتون مین یہ کتاب بہت مروّج ہے از مولانا شیخ الاسلام اکبر آبادی عہد شاہجہانی مین تصنیف ہوئی	سے/
مختصر وقایہ مترجم فارسی یعنی فارسی تحت اللفظ ترجمہ مع متن عربی -	عہ۲ر
ایضاً - جلد اوّل	۱۰/
″ جلد دوم	۸/
مزیل الغواشی - شرح اصول الشاشی از نجم الغنی صاحب رامپوری	عما/

نام کتاب	قیمت
ملتقی الابحر	عہ۲ر
فقہ اُردو (مذہب اہل سُنّت)	
غایۃ الاوطار - ترجمہ اُردو در مختار کامل چار جلد - یہ وہی نادر کتاب فتاوی ہے جسمین کل معاملات شرعی و عرفی کا فیصلہ کردیا گیا ہے بیع شرعی - حوالہ شہادت وکالت دعوے اقرار صلح مضاربت وغیرہ کے بالتفصیل بیان و احکام درج ہین کاغذ سفید	عہ۱۶
کشف الحاجۃ - ترجمہ مالابد منہ از مولوی نورالدین بن محمد اشرف چاٹگامی	۰۴/
رسالہ خلاصۃ المسائل - معاملات و عبادت کے ضروری مسئلے -	۶/
مرأۃ الصلوٰۃ اُردو - وضو اور نماز کے مسائل مین نہایت جامع کتاب ہے از مولوی محمد مرتضیٰ صاحب اعظمی ہندوی یہ کتاب جدید الطبع ہے -	۶/
ہزار مسئلہ - اس مین سات رسالے شامل ہین - جن مین سے ہر ایک اہل اسلام کے لئے ضروری ہے از مولوی عبد اللہ	۲/